

تاریخ ابن کثیر

البدایہ والنہایہ







علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی





۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی



لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔ (پاکستان)

محترم جناب ________________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد و آلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد و آلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔ (اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔ سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد ہفتم

۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک، فتح دمشق، معرکہ قادسیہ معرکہ حمص، معرکہ قنسرین، معرکہ قیساریہ، معرکہ اجنادین معرکہ جلولاء، معرکہ نہاوند، معرکہ افریقہ، معرکہ اندلس، فتح حلوان و مدائن و مصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

اردو بازار، کراچی

نفیس اکیڈمی

البدایة والنهایة

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر (جلد ہفتم)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈیمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	جنوری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۷۲ صفحات
ٹیلیفون	....	۷۷۲۲۰۸۰-۰۲۱

تعارف جلد ہفتم

اختر فتح پوری

البدایہ والنہایہ کی ساتویں جلد اس وقت ہمارے پیش نظر ہے جو ۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک، فتح دمشق، معرکہ قادسیہ، معرکہ حمص، معرکہ قنسرین، معرکہ قیساریہ، معرکہ اجنادین، معرکہ جلولاء، معرکہ نہاوند، معرکہ افریقہ، معرکہ اندلس، فتح حلوان و مدائن و مصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری وفدا کاری اور شجاعت و بسالت کے ایسے ایمان افروز واقعات درج ہیں جن کے مطالعہ سے انسان کے ایمان وایقان میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

مؤلف مرحوم نے اس ضمن میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر کیے جانے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا ہے خصوصاً ان اعتراضات کا جو حربی تاریخ کے عظیم ہیرو سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کیے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ نے متمم بن نویرہ کو قتل کیا اور اس کی بیوہ سے شادی کر لی اور آمیزہ شراب سے غسل کیا اور ایک شخص کو ہزاروں درا ہم دے دیئے' مؤلف نے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ ان اعتراضات کا جائزہ لے کر ان کو ھباءً منثوراً کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی بھی نقاب کشائی کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو امارت سے کیوں معزول کیا تھا۔

اس جلد میں معرکہ جمل' معرکہ صفین اور معرکہ نہروان کا بھی تفصیلی بیان موجود ہے جن میں ہزاروں مسلمان کھیت رہے اور اس دوران میں سبائیوں نے جو ریشہ دوانیاں کیں اور جس دسیسہ کاری کے ساتھ قرنِ اوّل کے مسلمانوں کو آپس میں لڑایا' یہ ایک قابل مطالعہ چیز ہے' الدار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیسے ہوا' کوفہ' بصرہ اور مصر سے سبائی کس بہانے سے آئے' صحابہ رضی اللہ عنہم کو انہوں نے آکر کیا کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیا کیا اعتراضات کیے' پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرا اور پھر انہیں کہا:

''ہم آپ کو بھی وہاں پہنچا دیں گے جہاں ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچایا ہے''۔

ہمارے نزدیک اس دور کے تکفیر باز حضرات کے لیے اس میں ایک ایسا سبق آموز واقعہ بھی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی مسلمان کو خواہ وہ بدعملی میں کہاں تک بڑھ جائے کافر قرار دینے سے گریز کرنا چاہیے۔

معرکہ جمل میں مؤلف مرحوم نے بیان کیا ہے کہ باوجودیکہ اس معرکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانچ ہزار

آدمی قتل کر دیئے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں فوجوں کے مقتولین کی نماز جنازہ ادا کی' نیز فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں جنہیں غلطی لگی ہے۔

ایک سائل نے آپ سے خوارج کے متعلق دریافت کیا: کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں' اس نے کہا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں' منافق زیادہ ذکر الٰہی نہیں کرتے اور نہ طویل سجدہ ہوتے ہیں' اس نے پوچھا اگر یہ مشرک بھی نہیں اور منافق بھی نہیں تو یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے' اللہ اللہ توحید و رسالت کے اقرار کنندہ کی کیا شان ہے۔

علاوہ ازیں اس میں خلفائے راشدین کے حالات' ان کے مناقب وفضائل اور ان کی شان میں بیان ہونے والی احادیث کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کی چھان پھٹک کے بعد ان کے ضعف وقوت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اور ۱۳ھ سے ۴۰ھ تک جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس جس جنگ میں وفات پائی ہے ان کے مختصر حالات بھی بیان کیے گئے ہیں جن کو پڑھ کر

کرشمہ دامن میکشد کہ جا ایں جا است

کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ یہ ایک روحانی مائدہ ہے جس پر انواع واقسام کے کھانے چنے گئے ہیں جو انسان کے قلب وروح کو شاد کام کرتے ہیں' برصغیر ہندو پاک میں نفیس اکیڈیمی کے مالک جناب چودھری طارق اقبال گاہندری' مسلمان قوم کے وہ واحد جانباز سپوت ہیں جنہوں نے اپنی قوم اور دیگر اقوام کے لوگوں کو صحیح اسلامی تاریخ سے آگاہ کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا کر یہ روحانی دسترخوان بچھا دیا ہے اور تاریخ کے نکتہ دان حضرات کو صلائے عام دے دی ہے کہ وہ آ کر لطف اندوز ہوں' ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم خدمتِ اسلامی کا اجر جزیل عطا فرمائے۔

اختر فتح پوری



فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہجرت کا تیرھواں سال

یہ سال شروع ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو شام کی طرف بھیجنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور آپ نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ اور ﴿قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

پر عمل کرتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے اپنی حج سے واپسی پر کیا' آپ نے شام سے جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کو جمع کیا۔ یہ تبوک کے سال کا واقعہ ہے۔ یہاں تک کہ آپ شدید گرمی اور تکلیف میں وہاں پہنچ گئے اور اسی سال واپس آ گئے' پھر آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو شام کی سرحدوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جزیرہ عرب کے معاملے سے فراغت پائی تو آپ نے عراق کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا پھر آپ نے عراق کی طرح شام کی طرف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا پس آپ نے جزیرہ عرب کے متفرق مقامات میں امراء کو جمع کرنا شروع کر دیا اور آپ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا' آپ نے انہیں جلدی سے شام جانے کے لیے لکھا کہ:

''میں نے ایک دفعہ آپ کو اس کام پر واپس بھیج دیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سپرد کیا تھا اور آپؐ نے آپ کے لیے ایک دوسرے کام کا نام بھی لیا تھا اور ابو عبداللہ میں نے چاہا ہے کہ میں نے آپ کو اس کام کے لیے فارغ کر دوں جو آپ کی زندگی اور جہاد کے لیے اس سے بہتر ہے' ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ جس کام میں مصروف ہیں وہ آپ کو زیادہ پسند ہو''۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا:

''میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور آپ انہیں پھینکنے والے اور اکٹھے کرنے والے ہیں' آپ ان کے سخت اور خوفزدہ کرنے والے تیروں کو دیکھ کر مجھے ان میں شامل کر دیں''۔

اور آپ نے ولید بن عقبہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا اور انہوں نے بھی آپ کو اسی قسم کا جواب دیا اور یہ دونوں حضرات اپنی عملداری میں قائم مقام مقرر کر کے مدینہ آ گئے اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی یمن سے مدینہ آ گئے اور ان پر ایک

ریشمی جبہ تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر جبہ کو دیکھا تو وہاں جو لوگ موجود تھے انہیں حکم دیا کہ وہ اس جبہ کو ان سے لے کر جلا دیں پس حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اے ابوالحسن! کیا بنی عبد مناف امارت سے مغلوب ہو گئے ہیں؟ حضرت علیؓ نے انہیں کہا: کیا آپ اسے مغالبہ سمجھتے ہیں یا خلافت؟ انہوں نے کہا: تم سے بہتر آدمی اس امر پر غالب نہ ہو سکے گا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: خاموش رہ اللہ تیرے دانتوں کو گرا دے' خدا کی قسم تو ہمیشہ جھوٹا رہے گا' اور تو نے جو بات کہی ہے اس میں مشغول رہے گا پھر تو صرف اپنا نقصان ہی کرے گا''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچا دی مگر آپ اس سے متاثر نہ ہوئے اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حسب منشاء فوجیں جمع ہو گئیں تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور فرمایا:

''آگاہ رہو' ہر کام کے مطالب ہوتے ہیں اور جو ان کو حاصل کر لیتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہوتے ہیں اور جو اللہ کے لیے کام کرتا ہے اللہ اسے کافی ہو جاتا ہے' تم پر سنجیدگی اور میانہ روی کو اختیار کرنا لازم ہے' آگاہ رہو' جس کا ایمان نہیں اس کا کوئی دین نہیں اور جسے خشیت حاصل نہیں اس کا ایمان نہیں' اور جس کی نیت نہیں' اس کا کوئی عمل نہیں' آگاہ رہو کہ کتاب اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ہے' مسلمان کو چاہیے کہ اس کو خصوصیت دے اور یہی وہ نجات ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کیونکہ اس سے وہ رسوائی سے نجات پاتا ہے اور اسے بزرگی حاصل ہوتی ہے''۔

پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ امراء کے مقرر کرنے اور جھنڈے باندھنے میں مصروف ہو گئے' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے جھنڈا باندھا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ کو اس کام سے روکا اور جو بات انہوں نے کہی تھی وہ آپ کو بتائی لیکن حضرت صدیق' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس سے متاثر نہ ہوئے اور ان کو شام سے معزول کر کے ارض تیماء کا والی بنا دیا کہ وہ وہاں پر اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ آپ کا حکم ان کے پاس آ جائے' پھر آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کا جھنڈا باندھا اور ان کے ساتھ قوم کے شرفاء بھی تھے اور حضرت سہیل بن عمروؓ اور اس قسم کے دیگر اہل مکہ بھی تھے اور آپ ان کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے نکلے اور آپ نے جو جنگ کا ارادہ کیا تھا اس کے متعلق انہیں اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو وصیت کی اور انہیں دمشق پر مقرر کیا اور آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک دوسری فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ بھی پیدل چلتے ہوئے اور انہیں وصیت کرتے ہوئے نکلے اور انہیں حمص کی نیابت عطا فرمائی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک اور فوج کے ساتھ بھیجا اور انہیں فلسطین پر مقرر کیا اور ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ الگ الگ راستہ اختیار کرے کیونکہ آپ کو اس میں کچھ مصالح نظر آئے تھے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اقتداء کی' انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا:

''اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ کے مقابل میں

تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا' فیصلہ صرف اللہ کا ہے میں نے اس پر توکل کیا ہے اور توکل کرنے والوں کو اس پر توکل کرنا چاہیے''۔

حضرت زید بن ابی سفیان تبوک چلے گئے' المدائنی نے اپنے اسناد سے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان فوجوں کو ۱۳ھ کے شروع میں بھیجا' اور محمد بن اسحٰق نے بحوالہ صالح بن کیسان بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل اور حضرت یزید بن ابی سفیان سوار ہو کر نکلے اور آپ انہیں وصیت کرنے لگے اور جب فارغ ہو گئے تو فرمایا میں تجھے سلام کہتا ہوں اور اللہ کے سپرد کرتا ہوں پھر آپ واپس لوٹ آئے اور حضرت یزید' تیزی کے ساتھ چلے گئے پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان دونوں کی مدد کے لیے گئے اور انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر ارض شام میں العرمات مقام پر اترے' کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن ابی سفیان پہلے بلقاء مقام پر اترے اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ اردن میں اترے اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں اترے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الجابیہ میں اترے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ انہیں فوجوں سے مدد دینے لگے اور آپ نے ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنے پسندیدہ امیر کے ساتھ مل جائے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ارض بلقاء سے گزرے تو آپ نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے صلح کر لی اور یہ شام میں ہونے والی پہلی صلح تھی۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلی جنگ شام میں ہوئی اور وہ اس طرح کہ رومی سرزمین فلسطین کے ایک مقام العربہ میں جمع ہو گئے اور آپ نے ابوامامہ کو ایک دستے کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا تو آپ نے ان کو قتل کر دیا اور ان سے مال غنیمت حاصل کی اور ان کے ایک عظیم جرنیل کو بھی قتل کر دیا' پھر اس کے بعد مرج الصفراء کا معرکہ ہوا' جس میں حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ مرج الصفراء میں شہید ہونے والے حضرت خالد بن سعیدؓ کے بیٹے تھے اور وہ خود بھاگ کر ارض الحجاز میں آ گئے۔ واللہ اعلم' اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے ابن جریر بیان کرتے ہیں۔

جب حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ' تیما پہنچے تو رومی فوجیں نصاریٰ عرب' غیرا' تنوخ' بنی کلب' سلیح' لخم' جذام اور غسان کی بہت سی جماعتوں کے ساتھ آپ کے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئیں' پس حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ان کی طرف بڑھے اور جب آپ ان کے قریب ہوئے تو وہ منتشر ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع بھجوائی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ آگے بڑھیں اور رکیں نہیں اور حضرت ولید بن عتبہ' حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور ایک جماعت کے ساتھ آپ کو مدد دی' پس آپ ایلیا کے قریب پہنچ گئے اور آپ کی اور رومیوں کے امیر ماہان کی جنگ ہوئی اور آپ نے اسے شکست دی اور ماہان' دمشق کی طرف چلا گیا اور حضرت خالد بن سعید اُسے جا ملے' اور فوجوں نے دمشق پہنچنے میں جلدی کی اور نصیب نے یاوری کی' اور مرج الصفراء پہنچ گئے' پس ماہان کی مسلح افواج نے ان کا گھیراؤ کر کے ان کا راستہ روک لیا اور ماہان نے پیش قدمی کی اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بھاگ گئے اور ذوالمروہ کی طرف واپس نہ آئے اور گھوڑوں پر فرار اختیار کر جانے والوں کے سوار رومیوں نے ان کی فوج پر غلبہ پالیا اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے اور شام سے لوٹ آئے

اور جوان کے پاس گیا اس کے مددگار بن گئے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ عراق سے' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فوج پر ان کو امیر مقرر کر کے شام کی طرف بھیج دیا' پس جب آپ ذوالمروۃ میں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کے ذی مرتبہ اصحاب کو جوان کے ساتھ بھاگ کر ذوالمروۃ آ گئے تھے' ساتھ لے لیا پھر کچھ لوگ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ان کا امیر بنا کر انہیں اپنے بھائی حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیج دیا اور جب وہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو جو لوگ ان کے ساتھ ذوالمروۃ میں موجود تھے انہیں شام لے گئے' پھر حضرت صدیق نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما کو مدینہ آنے کی اجازت دی اور فرمایا:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ' خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق جانتے ہیں''۔

معرکہ یرموک:

سیف بن عمر نے اس سال میں فتح دمشق سے قبل اس کا ذکر کیا ہے اور ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ نے اس کا اتباع کیا ہے اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے یزید بن ابی عبیدہ' ولید بن لہیعہ' لیث اور ابومعشر سے روایت کی ہے کہ یہ معرکہ فتح دمشق کے بعد ۱۵ھ میں ہوا تھا اور محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ رجب ۱۵ھ میں ہوا تھا اور خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ ابن کلبی نے کہا ہے کہ معرکہ یرموک ۵/ رجب ۱۵ھ کو سوموار کے روز ہوا تھا' ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ قول محفوظ ہے اور سیف نے جو کہا ہے کہ یہ معرکہ فتح دمشق سے قبل ۱۳ھ میں ہوا تھا اس نے اسے محکم نہیں کہا' میں کہتا ہوں کہ سیف وغیرہ کی یہ عبارت ابن جریر وغیرہ کے بیان کے مطابق ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ افواج شام کی طرف بڑھیں تو رومی اس بات سے شدید خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے ہرقل کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا کہتے ہیں کہ وہ ان دنوں حمص میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسی سال بیت المقدس کا حج کیا تھا' پس جب اسے اطلاع ملی تو اس نے انہیں کہا:

''تمہارا برا ہو' یہ لوگ دین جدید کے حامل ہیں اور کسی کو ان سے مقابلہ کرنے کی سکت نہیں' میری مانو اور شام کے نصف ٹیکس پر ان سے مصالحت کر لو' روم کے پہاڑ تمہارے لیے باقی رہیں گے اور اگر تم نے اس سے انکار کیا تو وہ شام کو تم سے لے لیں گے اور روم کے پہاڑوں کو تم پر تنگ کر دیں گے''۔

تو انہوں نے حسبِ عادت' قلت معرفت' جنگی ناتجربہ کاری اور دین و دنیا کی نصرت کی کمی کی وجہ سے جنگلی گدھوں کی طرح خراٹا لیا' اس موقع پر وہ حمص چلا گیا اور ہرقل نے رومی فوجوں کو امراء کی صحبت میں ہر مسلمان امیر کے مقابلہ میں نکلنے کا حکم دیا اور اس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنے بھائی تذارق کو نوے ہزار جانبازوں کے ساتھ بھیجا اور جرجہ بن بوذیہا کو حضرت یزید بن ابی سفیان کی جانب بھیجا اور اس نے آپ کے مقابل میں پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور وراقص کو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بھیجا اور اللقیقار یا القیقلان کو ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ وہ ہرقل نسطورس کا خصی تھا۔ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں بھیجا اور رومی کہنے لگے خدا کی قسم ہم بالضرور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے علاقے کی طرف سواروں کے بھیجنے سے روک دیں گے' اور حضرت عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ کی فوج کو چھوڑ کر مسلمانوں کی کل

فوج اکیس ہزار تھی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ' شام کے ایک گوشے میں چھ ہزار فوج کے ساتھ لوگوں کی مدد کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔

پس امراء نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس عظیم صورتِ حال کی اطلاع بھیجی تو آپ نے انہیں لکھا کہ تم سب مل کر ایک فوج بن جاؤ اور مشرکین کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرو' تم انصار اللہ ہو اور اللہ اس کا مددگار رہتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے' تم جیسے لوگ' قلت کے باعث ہرگز شکست نہیں کھائیں گے لیکن گناہوں کے باعث شکست ہوگی پس گناہوں سے بچو اور تم میں سے ہر آدمی' اپنے اصحاب کو نماز پڑھائے۔

اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ذریعے نصاریٰ کو شیطانی وساوس سے روک دوں گا اور آپ نے انہیں عراق میں شام آنے کا پیغام بھیجا اور وہ سب کے امیر ہوں گے اور فراغت کے بعد' عراق میں اپنے کام پر چلے جائیں گے اور جو کچھ ہوا اسے ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور جب ہرقل کو اطلاع ملی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے امراء کو اکٹھے ہو جانے کا حکم دیا ہے تو اس نے بھی اپنے امراء کو حکم دیا کہ وہ بھی اکٹھے ہو جائیں اور اسی جگہ پر پڑاؤ کریں جو وسیع و عریض ہو اور اس میں بھاگنے کی گنجائش نہ ہو اور اس کا بھائی نبدارق[1] لوگوں کا سالار تھا اور اس کے ہراول میں جرجہ اور میمنہ اور میسرہ پر ماہان اور وراقص تھے اور سمندر پر القیقلان مقرر تھا۔

محمد بن عائذ' عبدالاعلیٰ سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ مسلمان چوبیس ہزار تھے اور ان کے سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے اور رومی ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور جنگِ یرموک میں ماہان اور سقلاب ان کے سالار تھے اور اسی طرح ابن اسحٰق نے بھی بیان کیا ہے کہ اس روز سقلاب خصی ایک لاکھ فوج کا سالار تھا اور اس کے ہراول میں بارہ ہزار فوج پر جرجہ آرمنی امیر تھا اور بارہ ہزار مستعربہ پر جبلہ بن الایہم امیر مقرر تھا اور مسلمان چوبیس ہزار تھے پس انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ ان کے پیچھے عورتوں نے بھی شدید جنگ کی اور ولید نے صفوان سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جبیر بیان کیا ہے کہ ہرقل نے دو لاکھ فوج ماہان ارمنی کی سرکردگی میں روانہ کی' سیف بیان کرتے ہیں کہ رومی چل پڑے اور یرموک کے قریب الواقوصہ مقام پر اترے اور وادی ان کے اردگرد خندق بن گئی' صحابہؓ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کمک طلب کرتے ہوئے آپ کو یرموک میں رومی فوجوں کے اجتماع کے متعلق اطلاع بھیجی تو اس موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق پر قائم مقام مقرر کریں اور اپنے ساتھیوں سمیت شام لوٹ آئیں اور جب وہ ان کے پاس پہنچ جائیں تو وہی ان کے امیر ہوں گے پس انہوں نے المثنیٰ بن حارثہ کو عراق پر قائم مقام مقرر کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' ساڑھے نو ہزار فوج کے ساتھ بسرعت تمام چل پڑے اور آپ کا راہنما رافع بن عمیرہ طائی تھا وہ آپ کو السماق کے راستے قراقر لے گیا اور ایسے راستوں پر آپ کو لے چلا جن پر اس سے پہلے کوئی نہ چلا تھا' پس اس نے جنگلات اور بے آب و گیاہ میدانوں اور وادیوں کو طے کیا اور پہاڑوں پر چڑھا اور بے راستہ چلا اور رافع ان کے سفر میں انہیں راستہ بتانے لگا اور وہ ایک بے آب جنگل میں تھے اور اونٹنیاں پیاسی ہوگئیں اور اس نے انہیں ایک دفعہ کے بعد دوسری بار پانی پلایا اور ان کے ہونٹ

---

[1] پہلے ہرقل کے بھائی کا نام ''تذارق'' بیان ہوا ہے اب ''نبدارق'' بیان ہوا ہے ممکن ہے یہ اس کے علاوہ دوسرا بھائی ہو۔ (مترجم)

کاٹ دیئے اوران کے منہ باندھ دیئے تاکہ وہ اپنی پیٹھوں کے کجاوؤں کو نہ کاٹ دیں۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور جب انہیں پانی نہ ملا تو انہوں نے ان کو ذبح کر دیا اوران کے پیٹوں میں جو پانی تھا اسے پی لیا' کہتے ہیں کہ آپ نے گھوڑوں کو بھی پانی پلایا اور خود بھی پیا جس قدر پانی اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا اوران کے گوشت کھائے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پانچ دن میں پہنچ گئے' پس آپ تدمر کی جانب سے رومیوں سے لڑنے کے لیے نکلے اور تدمر اور ارکہ کے باشندوں نے صلح کر لی اور جب آپ عذرار مقام سے گذرے تو آپ نے اسے مباح کر دیا اور غسان کے بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور دمشق کے مشرق سے باہر نکل گئے پھر چل کر بصریٰ کی نہر تک پہنچ گئے وہاں آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے جنگ کرتے پایا' پس وہاں کے حکمران نے آپ سے صلح کر لی اوراسے آپ کے سپرد کر دیا اور یہ شام کے علاقے سے پہلا فتح ہونے والا شہر تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے غسان کی غنیمت کے خمس کو بلال بن الحرث مزنی کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' پھر حضرت خالد' حضرت ابوعبیدہ' حضرت مرثد اور حضرت شرحبیل' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور رومی' مغو رکے علاقے العرباء میں آپ کے پاس گئے اوراجنادین کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اپنے سفر کے بارے میں یہ شعر کہے۔

''رافع جاسوس کے کیا کہنے' اس نے کس طرح راہ پائی' جب فوج چل چل کر روپڑی تو وہ قراقر سے جنگل طے کر کے پانچ دن میں صویٰ تک پہنچ گیا اور تجھ سے پہلے میرے نزدیک کوئی انسان ان جنگلات میں نہ چلا تھا''۔

اوراس سفر میں بعض عربوں نے اسے کہا کہ اگر تو نے فلاں درخت کے پاس صبح کی تو' تو اور تیرے ساتھی بچ جائیں گے اور اگر تو نے اس درخت کو نہ پایا تو تو اور تیرے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے اور بڑی مشقت برداشت کی اور صبح کو اس درخت کے پاس پہنچ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت ہی لوگ شب روی کی تعریف کرتے ہیں۔ ❶

پس آپ نے اسے ایک مثل بنا دیا ہے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ فقرہ بولا تھا۔ رضی اللہ عنہ

اورابن اسحٰق کے سوا دوسرے لوگ جیسے سیف بن عمر' ابونجیف وغیرہ پہلی عبارت کی تکمیل کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب رومی اپنے امراء کے ساتھ الواقوصہ میں اکٹھے ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے مقام سے اٹھ کر رومیوں کے قریب ان کے اس راستے پر اتر پڑے جس کے سوا ان کے لیے اور کوئی راستہ نہ تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! خوش ہو جاؤ' خدا کی قسم' رومی محصور ہو گئے ہیں اور محصور کم ہی بھلائی لاتا ہے''۔

کہتے ہیں کہ جب صحابہؓ رومیوں کی طرف روانگی کے بارے میں مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے تو امراء اس کام کے لیے بیٹھ گئے تو حضرت

---

❶ عند الصباح یحمد القوم السریٰ ، عرب اس موقع پر یہ فقرہ بولتے ہیں جہاں یہ بتانا مقصود ہو کہ مشقت برداشت کرنے سے ہی راحت کی امید نظر آتی ہے۔ (مترجم)

ابوسفیانؓ نے آ کر کہا:

''مجھے خیال نہ تھا کہ میں اس قدر عمر پاؤں گا کہ میں ایسے لوگوں سے ملوں گا جو جنگ کے لیے جمع ہوں گے اور میں ان میں موجود نہ ہوں گا''۔

پھر انہوں نے فوج کے تین حصے کرنے کا مشورہ دیا اور اس کا تیسرا حصہ جا کر رومیوں کے بالمقابل پڑاؤ کرلے پھر دوسرے ثلث میں بچے اور بوجھ روانہ ہوں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ تیسرے ثلث کے ساتھ پیچھے رہیں اور جب بوجھ ان تک پہنچ جائیں تو وہ ان کے بعد چلیں اور ایک جگہ پر اتر پڑیں اور جنگل ان کے پیچھے ہوتا کہ ان تک ٹھنڈک اور مدد پہنچ سکے اور انہوں نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا اور آپ کا مشورہ بہت اچھا تھا۔

اور ولید نے صفوان سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جبیر بیان کیا ہے کہ رومیوں نے دریا یوب اور یرموک کے درمیان پڑاؤ کیا اور مسلمان دریا سے پیچھے دوسری جانب اترے اور جنگلات ان کے پیچھے تھے تاکہ مدینہ سے ان کے پاس کمک پہنچ جائے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے رومیوں کے سامنے پڑاؤ کرنے کے بعد جب کہ انہوں نے ربیع الاوّل کا پورا مہینہ مستقل مزاجی سے ان کا محاصرہ کیے رکھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ پر دلیری کی اور جب مہینہ گزر گیا اور جنگ کرنا ممکن ہوا' [1] پانی کی کمی کے باعث انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استمداد کی تو آپ نے فرمایا حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے لیے کافی ہوں گے' پس آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور وہ ربیع الآخر میں ان کے مقابل میں گئے اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ماہان' رومیوں کی مدد کے لیے آیا اور اس کے ساتھ پادری اور راہب وغیرہ بھی تھے جو نصرانیت کی مدد کے لیے انہیں جنگ کرنے کی ترغیب دیتے تھے پس رومیوں کی فوج مکمل طور پر دولاکھ چالیس ہزار ہوگئی جن میں سے اسّی ہزار لوہے اور رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور اسی ہزار گھڑسوار تھے اور اسی ہزار پیادہ تھے' سیف بیان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہر دس کو ایک زنجیر میں باندھا گیا تھا تاکہ تیس ہزار فرار نہ کرسکیں۔ واللہ اعلم

سیف بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کے ساتھ آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی فوج ۳۶ ہزار سے ۴۰ ہزار تک مکمل ہوگئی۔

اور ابن اسحٰق اور المدائنی کے نزدیک بھی اجنادین کا معرکہ یرموک کے معرکہ سے قبل ہوا تھا اور اجنادین کا معرکہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو ہوا' جس میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم قتل ہوگئے اور رومیوں کو شکست ہوئی اور ان کا امیر القیقلان قتل ہوگیا اور اس نے نصاریٰ عرب میں سے ایک آدمی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات کی ٹوہ لگانے کے لیے بھیجا تو اس نے واپس جا کر اسے بتایا کہ میں نے ان لوگوں کو رات کو راہب اور دن کو شہسوار دیکھا ہے اور خدا کی قسم اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ قطع کردیں یا زنا کرے تو اسے رجم کردیں۔ القیقلان نے اسے کہا' خدا کی قسم اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے۔ سیف

[1] اس جگہ غلطی سے کوئی لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے فقرہ ناتمام ہے۔ (مترجم)

بن عمر نے اپنے سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو متفرق پایا' حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی فوج ایک جانب تھی اور حضرت یزید اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کی فوج ایک جانب تھی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیا اور تفرق و اختلاف سے منع کیا' پس لوگ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے جمادی الآخرۃ کے آغاز میں اپنے دشمنوں کے ساتھ صف بندی کر لی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا بلاشبہ یہ دن ایام اللہ میں سے ہے جس میں فخر اور نافرمانی کرنا مناسب نہیں اپنے جہاد کو خالص کرو اور اپنے عمل سے اللہ کی رضامندی چاہو' بلاشبہ اس دن کا اثر بعد کے دنوں پر بھی پڑے گا ہم آج انہیں ان کی خندق میں داخل کر دیں گے اور ہمیشہ ہی انہیں پسپا کرتے رہیں گے اور اگر انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو ہم اس کے بعد کبھی کامیاب نہ ہوں گے' آؤ ہم باری باری امارت حاصل کریں' پس کچھ آج امیر بنیں گے اور کچھ کل اور کچھ پرسوں' حتیٰ کہ تم سب امیر بن جاؤ گے اور مجھے آج اپنے حال پر چھوڑ دو' پس انہوں نے آپ کو اپنا امیر بنا لیا اور ان کا خیال تھا کہ معاملہ بہت طویل ہو جائے گا' پس رومی ایسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ نکلے کہ اس قسم کی ترتیب و تنظیم کبھی نہیں دیکھی گئی اور حضرت خالد بھی ایسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ نکلے کہ عربوں نے اس سے قبل ایسی ترتیب و تنظیم اختیار نہ کی تھی' پس آپ ۳۶ سے ۴۰ دستوں کے ساتھ نکلے' ہر دستہ ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا اور ان پر امیر مقرر تھا' آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو قلب میں رکھا اور میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم اور میسرہ پر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ہر دستے پر امیر مقرر کیا اور ہراول دستوں پر حضرت خباب بن اشیم کو اور مال غنیمت پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اس روز قاضی تھے اور جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے وعظ و نصیحت کرنے والے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ تھے اور لوگوں میں گھوم پھر کر سورۂ انفال اور آیاتِ جہاد پڑھنے والے قاری حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ تھے۔

اسحٰق بن یسار نے بیان کیا ہے کہ اس روز چاروں فوجوں کے چار امیر تھے حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے نکلے' میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت نفاثہ بن اسامہ کنانی رضی اللہ عنہ' پیادوں پر حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور گھڑسواروں پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقرر تھے جو جنگ کے مشیر تھے جو سب لوگوں کو اپنی رائے سے واپس کر دیتے تھے اور جب رومی اپنے فخر و تکبر میں آئے اور انہوں نے اس علاقے کی اطراف کی نرم اور سخت زمینوں کو پر کر دیا' گویا وہ سیاہ بادل ہیں جو بلند آوازوں سے چلا رہے تھے اور ان کے راہب انجیل کی تلاوت کرتے اور انہیں جنگ پر آمادہ کرتے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' سواروں کے ساتھ فوج کے سامنے تھے آپ اپنے گھوڑے کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہیں کہا' میں ایک بات بتانے لگا ہوں انہوں نے کہا اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے فرمایئے میں آپ کی سمع و اطاعت کروں گا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' بلاشبہ ان لوگوں نے ایک عظیم حملہ کرنا ہے جس سے انہیں کوئی چارہ نہیں اور مجھے میمنہ اور میسرہ کے متعلق خدشہ ہے' میں سواروں کو دو دستوں میں تقسیم کرنے والا ہوں اور انہیں میمنہ اور میسرہ کے پیچھے مقرر کرنے لگا ہوں تاکہ جب ان سے ٹکراؤ ہو تو یہ ان کے مددگار ہوں اور پیچھے سے انہیں آلیں انہوں نے

جواب دیا آپ کی رائے بہت اچھی ہے اور میمنہ کے پیچھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایک دستہ میں تھے اور آپ نے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو دوسرے گھڑ سوار دستے میں مقرر کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو قلب سے ہٹا کر فوج کے پیچھے آ جانے کا حکم دیا تاکہ جب شکست خوردہ شخص آپ کو دیکھے تو اسے آپ سے حیا آئے اور وہ جنگ کی طرف پلٹ جائے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قلب میں اپنی جگہ پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج کے پیچھے سے عورتوں کے پاس گئے اور ان کے پاس کئی تلواریں وغیرہ تھیں آپ نے ان سے فرمایا: ''تم جس کو پشت پھیر کر بھاگتے دیکھو اسے قتل کر دینا'' پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ جب دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور فریقین آمنے سامنے آ گئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو نصیحت کی اور فرمایا:

''اے بندگانِ خدا' اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں کو ثبات بخشے گا' اے گروہ مسلمین! صبر کرو' بلاشبہ صبر' کفر سے نجات دینے والا ہے اور رب کی خوشنودی ہے اور عار کو دور کر دینے والا ہے اپنے میدان کو نہ چھوڑنا اور نہ ان کی طرف پیش قدمی کرنا اور نہ ان سے جنگ کی ابتداء کرنا' نیزوں کو اٹھا کر بلند رکھو اور ڈھال کی پناہ لو اور خاموشی اختیار کرو اور دلوں میں ذکر الٰہی کرو' حتیٰ کہ میں آپ کو حکم دوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جا کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور کہنے لگے:

''اے اہل قرآن اور کتاب کے محافظو اور حق و ہدایت کے مددگارو! بلاشبہ رحمت کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ خواہشات سے جنت میں داخل ہوا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف صادق و مصدق ہی کو مغفرت اور رحمتِ عام سے سرفراز فرماتا ہے' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ الاية

کو نہیں سنا اللہ تم پر رحم کرے' اپنے رب سے حیا کرو کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے مقابلہ میں بھاگتا دیکھے حالانکہ تم اس کے قبضہ میں ہو اور تمہارے لیے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عزت ہے''۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور نیزوں کو بلند کرو اور جب وہ تم پر حملہ کریں تو انہیں مہلت دو اور جب وہ نوک ہائے نیزہ کو مرتب کر لیں تو ان پر شیر کی طرح حملہ کر دو' پس اس ذات کی قسم ہے جو سچ سے راضی ہوتا ہے اور اس کا بدلہ دیتا ہے اور میں نے سنا ہے کہ عنقریب مسلمان ان کا ایک ایک پہاڑ اور ایک ایک محل فتح کریں گے' پس ان کی فوجیں اور ان کی تعداد تمہیں خوفزدہ نہ کرے اور اگر تم نے دلجمعی کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ چکور کے بچوں کی طرح اڑ جائیں گے''۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے گروہ مسلمین! تم عرب ہو اور اپنے اہل سے الگ ہو کر اور امیر المومنین اور مسلمانوں کی مدد سے دور ہو کر عجم کے علاقے میں ہو اور قسم بخدا تم ایک کثیر تعداد دشمن کے مقابلہ میں ہو جو تم پر بہت غصے ہے اور تم نے انہیں ان کی جانوں' شہروں اور عورتوں کے بارے میں تکلیف دی ہے' اور کل کو اللہ تعالیٰ مردانہ وار جنگ کرنے اور ناپسندیدہ مقامات پر استقلال دکھانے سے ہی تم کو ان سے نجات دے گا اور تم اس کی رضامندی کو حاصل کرو گے' آگاہ رہو' یہ ایک سنت لازمہ ہے اور زمین تمہارے پیچھے ہے' تمہارے اور امیر المومنین اور مسلمانوں کی جماعت کے درمیان صحرا اور جنگلات ہیں اور نہ ان میں کسی کے لیے صبر اور وعدہ الٰہی کی اُمید کے سوا کوئی قلعہ اور پھرنے کی جگہ ہے اور وہ بہترین بھروسہ کے قابل ہے پس اپنی تلواروں کی حفاظت میں آ جاؤ اور وہی تمہارے قلعے ہونے چاہئیں پھر آپ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں وصیتیں کیں پھر واپس آ کر آواز دی:

''اے اہل اسلام جو تم دیکھتے ہو وہ حاضر ہے یہ اللہ کا رسول اور جنت تمہارے سامنے ہے اور شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہے''۔ پھر آپ اپنی جگہ پر چلے گئے۔ رحمہ اللہ

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان لوگوں کو نصائح کیں اور فرمایا:

''بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں اور جنۃ النعیم میں اپنے رب کے پڑوس میں جانے کے لیے جلدی کرو' اس میدان کارزار کی نسبت تم اللہ کو بہت محبوب ہو' آگاہ رہو کہ استقلال دکھانے والوں کی اپنی فضیلت ہے''۔

سیف بن عمر اپنے اسناد سے اپنے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اس فوج میں ایک ہزار صحابہ شامل تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہؓ تھے اور حضرت ابو سفیانؓ ہر دستے کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے:

''اللہ اللہ! تم عرب قبیلہ اور انصار اسلام ہو اور وہ رومیوں کا قبیلہ اور انصار شرک ہیں' اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک ہے' اے اللہ! اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ عراق سے آئے تو نصاریٰ عرب میں سے ایک شخص نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رومی کس قدر زیادہ اور مسلمان کس قدر قلیل ہیں''۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تو ہلاک ہو تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے' فوجیں مردوں کی تعداد سے زیادہ نہیں ہوتیں' وہ صرف مدد سے زیادہ ہوتی ہیں اور مدد چھوڑ دینے سے کم ہو جاتی ہیں' خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ سرخ گھوڑا اپنی تکلیف سے صحت یاب ہو اور وہ تعداد میں دُگنے ہو جائیں' آپ کے گھوڑے کے سم گھس گئے تھے اور وہ عراق سے آنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا تھا اور جب لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور ان کے ساتھ حضرت ضرار بن الازور' حضرت حارث بن ہشام اور حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہم بھی تھے' انہوں نے آواز دی' ہم آپ لوگوں کے امیر سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں تذارق کے پاس جانے کی اجازت دے دی گئی' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ریشمی خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے' صحابہؓ نے کہا' ہم اس میں داخل ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تو اس نے ان کے لیے ایک ریشمی بچھونا بچھانے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا ہم اس پر نہیں بیٹھیں گے تو جہاں انہوں نے بیٹھنا پسند کیا وہ وہاں ان کے ساتھ بیٹھ

گیا اور صلح پر رضامندی ہو گئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم دعوت الی اللہ کے بعد انہیں چھوڑ کر واپس آ گئے مگر صلح پوری نہ ہوئی۔

اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ ماہان نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان نکل کر اس کے پاس آئیں اور دونوں اپنی اپنی مصلحت کے بارے میں ملاقات کریں' ماہان نے کہا' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم کو اپنے ملک سے بھوک اور تنگدستی نے نکالا ہے' میرے پاس آؤ' میں تم میں سے ہر آدمی کو دس دینار اور لباس اور کھانا دوں گا اور تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ' اور جب اگلا سال آئے گا تو ہم تم کو اس قدر چیزیں بھیج دیں گے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جس چیز کا تو نے ذکر کیا ہے ہمیں اس نے اپنے ملک سے نہیں نکالا ہم خون نوش لوگ ہیں' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رومیوں کے خون سے کوئی خون عمدہ نہیں' اور ہم اس کے لیے آئے ہیں' ماہان کے ساتھیوں نے کہا' خدا کی قسم ہم عربوں کے متعلق یہی بات بیان کیا کرتے تھے' وہ کہتے ہیں پھر حضرت خالد' حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہم کی طرف بڑھے۔ اور یہ دونوں قلب کے دائیں بائیں پہلو پر تھے۔ کہ وہ جنگ کا آغاز کریں پس وہ دونوں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور دعوتِ مبارزت دی اور بہادر اتر کر مصروفِ پیکار ہو گئے اور جولانی کی اور جنگ ٹھن گئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ دلیر بہادروں کے ایک دستے کے ساتھ صفوں کے آگے تھے اور فریقین کے بہادر آپ کے سامنے حملے کر رہے تھے اور آپ یہ منظر دیکھ رہے تھے اور ہر دستے کے پاس اپنے اصحاب میں سے اسے بھیج رہے تھے جس کے کارناموں پر انہیں اعتماد تھا اور جنگ کے معاملے کا بڑی سوچ و بچار سے انتظام کر رہے تھے۔

اسحاق بن بشیر نے سعید بن عبدالعزیز سے' دمشق کے قدیم مشائخ کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ پھر ماہان آگے بڑھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقابلہ میں نکلے اور آپ نے میمنہ پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت خباب بن اشیم کنانی اور پیادوں پر حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید گھڑسواروں کے سالار تھے اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے نکلے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ چلے اور آپ کہہ رہے تھے:

''اے بندگانِ خدا' اللہ کی مدد کرو' وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات بخشے گا' اے گروہ مسلمین صبر کرو' بلاشبہ صبر' کفر سے نجات دینے والا اور رب کی رضامندی اور عار کو دور کرنے کا باعث ہے' اپنے میدان کارزار کو نہ چھوڑنا اور نہ ان کی طرف پیش قدمی کرنا اور نہ ان سے جنگ کی ابتداء کرنا' اور نیزوں کو بلند کرو اور ڈھال کی پناہ لو' اور ذکر الٰہی کے سوا خاموشی اختیار کرو''۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ باہر نکل کر انہیں نصیحت کرنے لگے اور فرمانے لگے:

''اے اہل قرآن اور کتاب کے محافظو اور حق و ہدایت کے مددگارو' بلاشبہ رحمت الٰہی حاصل نہیں ہوتی اور نہ خواہشات سے جنت میں داخل ہوا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف صادق و مصدق کو ہی مغفرت اور رحمت عام سے سرفراز فرماتا ہے' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ الآیۃ کو نہیں سنا' اللہ تم پر رحم کرے اللہ سے حیا کرو کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے مقابلہ میں بھاگتا دیکھے حالانکہ تم اس کے قبضہ میں ہو اور اس کے سوا تمہاری کوئی جائے پناہ نہیں''۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں جا کر فرمایا:

''اے مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور نیزوں کو بلند کرو اور جب وہ تم پر حملہ کریں تو انہیں مہلت دو' اور جب وہ نوک ہائے نیزہ کو مرتب کر لیں تو ان پر شیر کی طرح حملہ کر دو' پس اس ذات کی قسم جو سچ سے راضی ہوتا ہے اور اس پر بدلہ دیتا ہے اور جھوٹ کو ناپسند کرتا ہے اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے' میں نے سنا ہے کہ عنقریب مسلمان ان کا ایک ایک پہاڑ اور ایک ایک محل فتح کریں گے' پس ان کی فوجیں اور ان کی تعداد تمہیں خوفزدہ نہ کرے اور اگر تم نے دلجمعی کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ چکور کے بچوں کی طرح اڑ جائیں گے''۔

پھر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بہت اچھی گفتگو کی اور جنگ پر آمادہ کیا اور بلاغت کے ساتھ طویل کلام کیا' اور جس وقت لوگ آمنے سامنے ہو گئے تو فرمایا:

''اے اہل اسلام جو تم دیکھتے ہو وہ حاضر ہے یہ رسول اللہ اور جنت تمہارے سامنے ہے اور شیطان دوزخ تمہارے پیچھے ہے''۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو ترغیب دی اور فرمایا: جسے تم فرار کرتا ہوا دیکھو اسے ان پتھروں اور لاٹھیوں کے ساتھ مارنا حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ جائے۔

اور حضرت خالد نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو قلب میں کھڑا ہونے کا مشورہ دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ' شکست خوردہ کو واپس کرنے کے لیے لوگوں کے پیچھے کھڑے ہوں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گھڑسواروں کے دو دستے بنا دیئے' ایک دستہ کو میمنہ کے پیچھے اور دوسرے دستے کو میسرہ کے پیچھے کھڑا کر دیا تاکہ لوگ بھاگ نہ جائیں اور وہ پیچھے سے ان کے مددگار رہوں' آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا' اللہ جو آپ کو سمجھاتا ہے اس کے مطابق کام کریں اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل کیا اور رومی اپنی صلیبیں اٹھائے ہوئے آئے اور ان کی آوازیں رعد کی طرح گھبرا دینے والی تھیں اور جرنیل اور پادری انہیں جنگ پر برانگیختہ کر رہے تھے۔ اور وہ اتنی تعداد میں تھے کہ اتنی تعداد کبھی دیکھی نہیں گئی۔

اور یرموک میں شامل ہونے والوں میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی تھے جو وہاں موجود صحابہؓ سے افضل تھے اور وہ بڑے دلیر اور شہسوار تھے اس روز بہادروں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور وہ کہنے لگے کیا آپ حملہ نہیں کریں گے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں؟ آپ نے فرمایا تم ثابت قدم نہیں رہو گے' انہوں نے کہا بے شک' پس آپ نے حملہ کیا اور انہوں نے بھی حملہ کیا اور جب وہ رومیوں کی صفوں کے آمنے سامنے ہوئے تو رک گئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے اور رومیوں کی صفوں کو چیر کر دوسری جانب نکل گئے اور پھر اپنے اصحاب کے پاس واپس آ گئے' پھر وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے دوبارہ وہی کام کیا جو پہلی مرتبہ کیا تھا اور اس روز آپ کو دونوں کندھوں کے درمیان دو زخم آئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک زخم آیا' اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کا مفہوم بیان کیا ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب پادریوں اور راہبوں کی آوازوں کو سنتے تو فرماتے:

''اے اللہ! ان کے پاؤں کو ڈگمگا دے اور ان کے دلوں کو مرعوب کر دے اور ہم پر سکینت نازل فرما اور ہمیں تقویٰ کی بات کا پابند رکھ اور جنگ کو ہمارا محبوب بنا دے اور ہمیں فیصلے سے راضی کر دے''۔

اور ماہان نے باہر نکل کر میسرہ کے امیر الدر یجان کو حکم دیا اور وہ دشمن خدا ان میں درویش تھا' پس اس نے میمنہ پر حملہ کر دیا جس میں از دٔ مذحج' حضرموت اور خولان کے آدمی تھے' انہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور دشمنانِ خدا کو روک دیا پھر پہاڑوں کی مانند رومیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور مسلمان' میمنہ سے قلب کی طرف چلے گئے اور ایک گروہ الگ ہو کر فوج کی طرف چلا گیا اور مسلمانوں کا بہت بڑا گروہ ثابت قدم رہا اور وہ اپنے اپنے جھنڈوں تلے جنگ کرتے رہے اور زبید منتشر ہو گیا پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی اور واپس آ کر حملہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان رومیوں کو جو ان کے سامنے تھے روک دیا اور جو لوگ منتشر ہو گئے تھے ان کے تعاقب سے انہیں باز رکھا اور شکست کھانے والوں میں سے جو لوگ آگے آگے تھے عورتوں نے لکڑیوں اور پتھروں سے انہیں مارتے ہوئے ان کا استقبال کیا اور حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں۔

''اے پرہیز گار عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے' عنقریب تو انہیں قیدی دیکھے گا' وہ نہ عقل مند ہوں گی اور نہ پسندیدہ ہوں گی''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اپنے مقامات پر واپس آ گئے اور سیف بن عمر' ابو عثمان غسانی سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ نے یرموک کے روز فرمایا: میں نے متعدد کارزاروں میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ہے اور کیا میں آج تم سے بھاگ جاؤں گا؟ پھر انہوں نے آواز دی کون موت پر بیعت کرتا ہے؟ تو ان کے چچا حارث بن ہشام اور حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ نے چار سو سر کردہ مسلمانوں اور ان کے شہسواروں کے ساتھ ان کی بیعت کی اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے آگے جنگ کی حتیٰ کہ سب زخم کھا کر گر پڑے اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے جن میں حضرت ضرار بن الازور بھی شامل تھے اور واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ زخم کھا کر گر پڑے تو انہوں نے پانی مانگا تو ان کے پاس پینے کو پانی لایا گیا اور جب ان میں سے ایک کے قریب پانی کیا گیا اور دوسرے آدمی نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا اسے اس کے پاس لے جاؤ اور جب اس کے پاس پانی لے جایا گیا تو ایک اور شخص نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا' اسے اس کے پاس لے جاؤ پس ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پانی دے دیا' یہاں تک کہ سب مر گئے اور ان میں سے کسی ایک نے پانی نہ پیا۔

کہتے ہیں اس روز مسلمانوں میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا شخص حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا' میں نے اپنی پوری تیاری کر لی ہے۔ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی کام ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں' میری طرف سے انہیں سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کیے تھے ہم نے انہیں برحق پایا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ شخص آگے بڑھا اور قتل ہو گیا رحمہ اللہ وہ بیان کرتے ہیں کہ تمام لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے ثابت قدم رہے اور رومی' چکی کی طرح چکر لگانے لگے اور یرموک کے روز میدان کارزار میں صرف گودے دار ہڈیاں اور عمدہ کلائیاں اور اڑتی ہوئی' ہتھیلیاں ہی دیکھی گئیں پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی گھڑ سواروں کے ساتھ اس میسرہ پر حملہ کیا جس نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر کے

انہیں قلب کی طرف ہٹا دیا تھا' اور آپ نے اس حملہ میں چھ ہزار رومیوں کو قتل کر دیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو کچھ تم دیکھ چکے ہو اس کے سوا ان کے پاس کوئی صبر اور قوت باقی نہیں رہی اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کندھوں کو تمہارے قبضہ میں دے دے گا پھر آپ نے انہیں روکا اور ایک سو سواروں کے ساتھ ایک لاکھ آدمی پر حملہ کر دیا اور جونہی آپ ان کے پاس پہنچے ان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور مسلمانوں نے بھی ان پر یکبارگی حملہ کر دیا تو وہ منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور وہ ان سے بچتے نہیں تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ جنگ کی جولانی اور گھمسان کے معرکہ میں تھے اور ہر جانب سے بہادر ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے کہ حجاز سے ایلچی آ گیا' جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا آپ نے اس سے پوچھا' کیا خبر ہے؟ اس نے آپ سے کہا یہ گفتگو اس کے اور آپ کے درمیان ہوئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو فوجوں پر نائب مقرر کیا ہے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس بات کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا تاکہ اس حالت میں انہیں کمزوری لاحق نہ ہو اور آپ نے لوگوں کے سنتے ہوئے اسے کہا' تو نے بہت اچھا کیا ہے اور اس سے خط لے کر اپنے ترکش میں رکھ لیا اور حرب و مقاتلہ کی تدبیر میں مصروف ہو گئے اور خط لانے والے ایلچی مجمۃ بن زنیم کو اپنے پہلو میں کھڑا کر دیا' ابن جریر نے اپنے اسانید کے ساتھ اسی طرح بیان کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ کبار امراء میں سے جرجہ صف سے باہر نکلا اور اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ اس کے پاس گئے حتیٰ کہ ان دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں' جرجہ نے کہا اے خالدؓ! مجھے سچ سچ بتانا اور جھوٹ نہ بولنا' بلاشبہ شریف آدمی جھوٹ نہیں بولتا اور نہ مجھے دھوکا دینا' بلاشبہ شریف آدمی اللہ کا واسطہ دینے والے کو دھوکا نہیں دیتا' کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر آسمان سے تلوار اتاری ہے اور انہوں نے وہ تجھے دی ہے اور تو اسے جس پر سونتتا ہے اسے شکست دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' اس نے کہا پھر تو نے اپنا نام سیف اللہ کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا نبی بھیجا ہے' پس اس نے ہمیں دعوت دی اور ہم اس سے بھاگ گئے اور ہم سب اس سے دور ہو گئے پھر ہم میں سے بعض نے اس کی تصدیق کی اور اس کی پیروی کی اور بعض نے ہم میں سے اس کی تکذیب کی اور اسے برا بھلا کہا اور میں بھی تکذیب کرنے والوں اور برا بھلا کہنے والوں میں شامل تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں اور ہماری پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہمیں اس کے ذریعے ہدایت دی اور ہم نے اس کی بیعت کر لی تو آپ نے مجھے فرمایا تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ مشرکین پر سونتتا ہے اور آپ نے میرے لیے مدد کی دعا مانگی' اس وجہ سے میرا نام سیف اللہ ہے اور میں ان مسلمانوں میں سے ہوں جو مشرکین پر بڑے سخت ہیں۔

جرجہ نے کہا' خالد تم کس کی طرف دعوت دیتے ہو؟ آپ نے کہا' اس شہادت کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کے اقرار کی طرف دعوت دیتے ہیں اس نے کہا اور جو تمہاری بات نہ مانے؟ آپ نے فرمایا وہ جزیہ دے' ہم اس کی حفاظت کریں گے' اس نے کہا اگر وہ نہ دے؟ آپ نے فرمایا ہم اسے جنگ کا انتباہ کریں گے پھر اس سے جنگ کریں۔ اس نے پوچھا' جو تمہاری بات مان لے اور آج ہی اس دین میں داخل ہو

جائے اس کا کیا مقام ہوگا؟ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو فرض قرار دیا ہے اس میں ہمارے شریف ورذیل اور پہلے اور پچھلے کا ایک ہی مقام ہے' جرجہ نے کہا' اور جو آج تمہارے دین میں داخل ہو اس کو بھی تمہاری طرح اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس سے بہتر ملے گا' اس نے کہا' وہ کیسے تمہارے مساوی ہوگا جب کہ تم اس سے سبقت کر چکے ہو؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم نے اس دین کو رغبت سے قبول کیا ہے اور اپنے نبی کی اس وقت بیعت کی ہے جب وہ ہم میں زندہ موجود تھے اور ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں اور وہ ہمیں کتاب کے متعلق خبر دیتے تھے اور ہمیں نشانات دکھاتے تھے اور جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہے اس کے دیکھنے اور سننے والے پر اسلام لانا اور بیعت کرنا فرض ہو جاتا ہے اور جو کچھ ہم نے دیکھا ہے تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور جو عجائبات و دلائل ہم نے سنے ہیں تم نے نہیں سنے پس جو شخص تم میں سے حقیقی معنوں میں نیت کے ساتھ اس دین میں داخل ہو' وہ ہم سے افضل ہوگا' جرجہ نے کہا خدا کی قسم تو نے مجھ سے سچ بولا ہے اور مجھے دھوکا نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم سے سچ کہا ہے اور تو نے اس کے متعلق جو بات پوچھی ہے اللہ اس کا مددگار ہے' اس موقع پر جرجہ نے ڈھال کو پلٹا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے مجھے اسلام سکھایئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے اپنے ساتھ اپنے خیمے میں لے آئے۔ اور اس پر پانی کا ایک مشکیزہ ڈالا اور اسے دو رکعتیں نماز پڑھائی اور رومیوں نے اس کے حضرت خالد کی طرف پلٹنے کے ساتھ ہی حملہ کر دیا اور ان کا خیال تھا کہ یہ حملہ اس کی طرف سے ہے۔ پس انہوں نے محافظین کے سواجن کے امیر حضرت عکرمہ ؓ بن ابی جہل اور حرث بن ہشام تھے۔ مسلمانوں ان کے مواقف سے ہٹا دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور جرجہ بھی ان کے ساتھ تھا اور رومی' مسلمانوں کے درمیان تھے' اور لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا اور لوٹ آئے اور رومی بھی اپنے مواقف کی طرف واپس آ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' مسلمانوں کے ساتھ آگے بڑھے حتیٰ کہ انہوں نے تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا' اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور جرجہ نے دن کے بلند ہونے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک ان میں شمشیر زنی کی اور مسلمانوں نے ظہر وعصر کی نمازیں اشارے سے پڑھیں اور جرجہ رحمہ اللہ فوت ہو گئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف یہی دو رکعت نماز اللہ کے لیے پڑھی' اس موقع پر رومیوں نے شدت اختیار کر لی پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلب پر حملہ کیا اور رومی سواروں کے درمیان چلے گئے' اس موقع پر ان کے سوار بھاگ گئے اور انہیں اسی صحرا میں لے گئے اور مسلمان اپنے گھوڑوں کے ساتھ علیحدہ ہو گئے یہاں تک کہ وہ چلے گئے اور لوگوں نے مغرب وعشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں یہاں تک کہ اچھی طرح فتح ہو گئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ' رومیوں کی قیامگاہ کی طرف گئے اور وہ پیادہ تھے پس انہوں نے آخر تک ان کو منتشر کر دیا اور وہ گری ہوئی دیوار کی طرح ہو گئے پھر انہوں نے بھگوڑے سواروں کا تعاقب کیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی خندق کو ان کے لیے رُکاوٹ بنا دیا اور رومی تاریکی شب میں الواقوصہ کی طرف آئے اور جب زنجیروں سے بندھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی گر پڑتا تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی گر پڑتے ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ وہ اس میں گر پڑے اور معرکہ میں قتل ہونے والوں کے علاوہ اس کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل ہو گئے اور اس روز مسلمان عورتوں نے بھی جنگ کی اور بے شمار رومیوں کو قتل کر دیا اور مسلمانوں میں سے جو شخص شکست کھاتا وہ اسے مارتیں اور کہتیں' تم کہاں جاتے ہو اور ہمیں عجمی کافروں کے لیے چھوڑے جا رہے ہو اور جب وہ ڈانٹ ڈپٹ کرتیں تو کوئی شخص اپنے پر قابو نہ رکھ سکتا اور جنگ کی طرف واپس آ جاتا۔

ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ القیقلان اور رومی قوم کے اشراف نے اپنے کوٹ پہن لیے اور کہنے لگے جب ہم اپنے دین نصرانیت کی مدد کرنے کی سکت نہیں پائیں گے تو ہم ان کے دین پر مرجائیں گے' پس مسلمان آ گئے اور انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ اس روز تین ہزار مسلمان قتل ہوئے جن میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عمرو' حضرت سلمہ بن ہشام عمرو بن سعید اور ابان بن سعید شامل تھے اور حضرت خالد بن سعید ثابت قدم رہے اور معلوم نہیں کہ وہ کدھر چلے گئے اور حضرت ضرار بن الازورؓ' حضرت ہشام بن العاص اور حضرت عمرو بن الطفیل بن عمرو الدوسی بھی مقتولین میں شامل تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کی رویاء کو یمامہ کے روز سچ کر دکھایا اور آپ نے اس روز لوگوں کی ایک جماعت کو فنا کر دیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے چار آدمیوں کے ساتھ شکست کھائی یہاں تک کہ وہ عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور جب عورتوں نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کی تو واپس آ گئے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب پراگندہ ہو گئے اور جب امیر نے ان کو اللہ تعالیٰ کے قول (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں) کے ساتھ نصیحت کی تو وہ واپس لوٹ آئے۔

اس روز حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نے ثابت قدمی دکھائی اور شدید جنگ کی' ان کے باپ ان کے پاس سے گزرے تو انہیں کہنے لگے۔ اے میرے بیٹے تم پر اللہ کا تقویٰ اور صبر لازم ہے اور اس وادی میں ہر مسلمان جنگ میں گھرا ہوا ہے پس تم اور تمہارے جیسے لوگ جو مسلمانوں کے امور کے ذمہ دار ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ یہ لوگ صبر و نصیحت کے زیادہ حق دار ہیں' اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر' اور تمہارے اصحاب سے کوئی شخص جنگ میں اجر و صبر میں زیادہ راغب نہ ہو اور نہ ہی تجھ سے بڑھ کر دشمنانِ اسلام پر کوئی جرأت کرنے والا ہو' انہوں نے کہا' میں ان شاء اللہ ایسے ہی کروں گا اور اس روز انہوں نے شدید جنگ کی اور آپ قلب کی جانب سے جنگ کر رہے تھے۔ رضی اللہ عنہ

اور حضرت سعید بن المسیبؒ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ یرموک کے روز آوازیں پُرسکون ہو گئیں اور ہم نے ایک آواز سنی' قریب تھا کہ وہ پورے لشکر پر چھا جائے ایک شخص کہہ رہا تھا:

''اے نصرت الٰہی قریب آ جا' اے گروہ مسلمین! ثابت قدم رہ''۔

راوی بیان کرتا ہے جب ہم نے دیکھا تو وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جو اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے کھڑے تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہرقل کے بھائی تذارق کے خیمہ میں رات گزاری۔ جو اس روز تمام رومیوں کا امیر تھا۔ وہ بھی گھوڑوں کے ساتھ بھاگ گیا اور سواروں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خیمے کے پاس چکر لگاتے رات گزاری اور جو رومی ان کے پاس سے گذرتا وہ اسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور تذارق بھی قتل ہو گیا اور اس کے لیے تیس شامیانے اور تیس دیباج کے پردے تھے جن میں بچھونے اور ریشم بھی تھا اور جب صبح ہوئی تو انہوں نے وہاں جو غنائم تھیں انہیں اکٹھا کیا اور جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تو انہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے غم کے مقابلہ میں ملنے والی غنائم سے خوشی نہ ہوئی' لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو انہیں بدلہ میں دے دیا۔

جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی تو فرمایا' سب تعریف اس خدا کے لیے ہے

جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موت کا فیصلہ کیا اور وہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب تھے اور اس خدا کا شکر ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا ہے اور آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت مجھے زیادہ مبغوض تھے اور انہوں نے ان کی محبت مجھ پر لازم کی۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ شکست خوردہ رومیوں کا تعاقب کرتے ہوئے دمشق پہنچ گئے' پس اہالیان دمشق آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے' ہم اپنے عہد اور صلح پر قائم ہیں آپ نے فرمایا بہت اچھا' پھر آپ نے ثنیۃ العقاب تک ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے حمص چلے گئے اور وہاں کے باشندے آپ کے پاس آئے تو آپ نے اہل دمشق کی طرح ان کے ساتھ مصالحت کی اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہما کو ان کے پیچھے بھیجا تو وہ ان کے پیچھے پیچھے ملطیہ پہنچ گئے اور وہاں کے باشندوں نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ واپس آ گئے اور جب ہرقل کو یہ اطلاع ملی تو اس نے وہاں کے جانبازوں کو پیغام بھیجا اور وہ اس کے سامنے حاضر ہو گئے اور اس کے حکم سے ملطیہ کو جلا دیا گیا اور رومی شکست کھا کر ہرقل کے پاس حمص پہنچ گئے اور مسلمان ان کے تعاقب میں قتل کرتے' قیدی بناتے اور غنیمت حاصل کرتے آ رہے تھے اور جب ہرقل کو اطلاع ملی تو وہ حمص سے کوچ کر گیا اور وہ اسے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان رکھ کر ڈھال بنا لیا اور ہرقل نے کہا' اب شام کوئی شام نہیں اور رومیوں کو منحوس بچے سے ہلاکت ہوئی ہے۔

اور جنگ یرموک کے متعلق جو اشعار کہے گئے ہیں ان میں حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی ہیں۔

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے یرموک پر ایسے ہی فتح پائی جیسے عراقی جنگوں میں پائی ہے اور اصیل گھوڑوں پر سوار ہو کر مدائن اور مرج الصفر کے آزاد علاقوں کو فتح کیا اور اس سے قبل ہم نے بصرہ کو فتح کیا جو کائیں کرنے والوں کے نزدیک ایسا شہر تھا جس کے صحن میں قدم رکھنا ممنوع تھا اور جس نے ہمارا مقابلہ کیا ہم نے اسے قتل کر دیا اور ہم نے باریک دھار تلواروں کے ساتھ ان کی غنیمت حاصل کی اور ہم نے رومیوں کو قتل کیا حتیٰ کہ یرموک میں دبلے اور لاغر شخص کی وہ برابری نہ کر سکے اور ہم نے باریک شمشیر ہائے براں سے الواقوص میں ان کی فوج کو پراگندہ کر دیا' اس صبح کو انہوں نے وہاں بھیڑ کر دی اور وہ ایسی چیز کی طرف چلے گئے جس کا چکھنا مشکل ہوتا ہے''۔

اور اسود بن مقرن تمیمی نے کہا۔

''اور ہم نے ایک دن یکے بعد دیگرے حملے کیے اور ایک دن اس کی خوفناکیوں کو دور کر دیا اور اگر لوگ شگون لینے والے کے نزدیک غنیمت میں پھنس جانے والے لوگ نہ ہوتے تو اوائل ہماری آرزو کرتے جب یرموک میں فروکش ہونے والوں کے پرتلے تنگ ہو گئے تو ہم نے یرموک میں ان سے جنگ کی' پس ہرقل ہمارے دستوں کو نہ کھوئے جب اس نے ان کا قصد کیا تو بے ارادہ شخص کی طرح کیا''۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''لخم! اور جذام کے لوگ جنگ میں شامل تھے اور ہم اور رومی مرج الصفر میں ایک دوسرے کو مار رہے تھے پس اگر وہ وہاں دوبارہ آئے تو ہم ساتھ نہیں ہوں گے بلکہ بھگوڑوں کا دکھ وہ ضرب کے ساتھ گھیراؤ کر لیں گے''۔

اور احمد بن مروان نے المجالسۃ میں روایت کی ہے کہ ابو اسماعیل ترمذی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ بن عمرو نے بحوالہ ابو اسحٰق ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مقابلہ میں جنگ کے وقت دشمن اتنا عرصہ بھی نہیں ٹھہرتے تھے جتنا ناقہ کا دودھ دوہتے وقت دودھاروں کے درمیان وقت ہوتا ہے' جب شکست خوردہ رومی آئے تو ہرقل نے جو انطاکیہ کا امیر تھا' کہا:

تم ہلاک ہو جاؤ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ جو تم سے جنگ کرتے ہیں' کیا وہ تمہاری طرح کے انسان نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک' اس نے پوچھا تم زیادہ تھے یا وہ؟ انہوں نے جواب دیا ہم ہر میدان کارزار میں ان سے کئی گنا زیادہ تھے' اس نے پوچھا پھر تم کیوں شکست کھاتے ہو؟ تو ان کے عظیم آدمیوں میں سے ایک شیخ نے کہا' اس وجہ سے کہ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں نیز اس وجہ سے کہ ہم شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں اور حرام کا ارتکاب کرتے ہیں اور عہد شکنی کرتے ہیں اور غصب کرتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اور ناپسندیدہ امور کا حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے اللہ راضی ہوتا ہے ان سے روکتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا تو نے مجھ سے سچ بولا ہے۔

ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے سننے والے شخص نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی قوم کے دو آدمیوں سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب مسلمان اردن کے ایک گوشے میں فروکش ہوئے تو ہم سے بیان کیا گیا کہ عنقریب دمشق کا محاصرہ ہو جائے گا تو ہم اس سے پہلے وہاں خرید و فروخت کے لیے گئے اور ابھی ہم وہیں تھے کہ اس کے جرنیل نے ہماری طرف پیغام بھیجا اور ہم اس کے پاس آئے تو اس نے کہا' تم عرب ہو؟ ہم نے کہا' ہاں' اس نے کہا نصرانیت پر قائم ہو؟ ہم نے جواب دیا' ہاں' اس نے کہا' تم میں سے ایک آدمی جا کر ہمارے لیے ان لوگوں کی ٹوہ لگائے اور ان کی رائے معلوم کرے اور دوسرا اپنے ساتھی کے سامان پر کھڑا رہے' پس ہم میں سے ایک نے ایسے ہی کیا' وہ کچھ دیر ٹھہرا پھر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم ہلکے پھلکے آدمیوں کے ہاں سے آپ کے پاس آئے ہیں جو اصیل گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور رات کو راہب اور دن کو شہسوار ہوتے ہیں اور تیروں کو پر لگاتے اور تیز کرتے ہیں اور نیزوں کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر تو اپنے ہم نشین کے ساتھ بات کرے تو ان کے آواز بلند قرآن پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے وہ تیری بات کو سمجھ نہ سکے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا' ان میں سے وہ آدمی تمہارے پاس آئے ہیں جن سے لڑنے کی تم میں سکت نہیں۔

جنگ یرموک کے بعد' شام کی امارت کا حضرت خالد سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کی طرف منتقل ہونا:

شام کی امارت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوگئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہیں امیر الامراء کا نام دیا گیا' پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایلچی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر لے کر آیا اور مسلمان جنگِ یرموک میں رومیوں سے برسرپیکار تھے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے اس خبر کو پوشیدہ رکھا تا کہ کمزوری پیدا نہ ہو' پس جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے سامنے بات واضح کر دی اور جو کہنا تھا کہا' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ غنیمت کے اکٹھا کرنے اور اس کا خمس لگانے میں مصروف ہو گئے اور آپ نے خباب بن اشیم کو فتح اور خمس کے ساتھ حجاز کی طرف بھیجا پھر دمشق کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا گیا اور وہ چل کر مرج الصفر

میں اتر پڑے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہراول کے طور پر اپنے آگے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کے ساتھ ان کے دو ساتھی بھی تھے' حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں چل پڑا اور کچھ راستہ چل کر میں نے دوسرے شخص کو امیر بنا دیا' وہ وہاں چھپ گیا اور میں اکیلا چل کر شہر کے دروازے پر پہنچ گیا جو رات کو بند تھا اور وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا' میں گھوڑے سے اتر پڑا اور میں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اپنے گھوڑے کی لگام اتار دی اور اس پر توبڑا لٹکا کر سو گیا' اور جب صبح ہوئی تو میں نے اٹھ کر وضو کیا اور فجر کی نماز پڑھی' کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کا دروازہ کھٹکھٹایا جا رہا ہے اور جب اس نے دروازہ کھولا تو میں نے دربان پر نیزہ سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا پھر میں واپس آ گیا اور متلاشی میرے پیچھے لگے ہوئے تھے پس جب ہم اس شخص کے پاس پہنچے جو میرے اصحاب میں سے راستے میں بیٹھا تھا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہاں گھاتی فوج ہے اور وہ مجھے چھوڑ کر واپس چلے گئے پھر ہم چلے اور ہم نے دوسرے آدمی کو بھی لے لیا اور میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کے متعلق آ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی اور حضرت ابوعبیدہؓ دمشق کے معاملے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا انتظار کرنے کے لیے ٹھہر گئے' پس خط میں آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے کا حکم دیا پس انہوں نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یرموک پر حضرت بشیر بن کعب رضی اللہ عنہ کو وہاں کے سواروں کے ساتھ قائم مقام مقرر کیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے شام آنے کے بعد جسر کا معرکہ:

اہل ایران اپنے بادشاہ اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کے بعد شہریار بن اردشیر بن شہریار کو بادشاہ بنانے کے لیے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کیا اور شہریار نے المثنیٰ کو لکھا:

> ''میں نے رذیل ایرانیوں کی ایک فوج تمہارے پاس بھیجی ہے جو مرغوں اور خنزیروں کے چرواہے ہیں اور میں صرف انہی کے ساتھ تجھ سے جنگ کروں گا''۔

اور المثنیٰ نے اس کی طرف لکھا:

> ''المثنیٰ سے شہریار کی طرف۔ تو صرف دو آدمیوں میں سے ایک ہے یا تو باغی ہے اور یہ بات تیرے لیے بری ہو گی اور ہمارے لیے اچھی ہو گی اور یا تو جھوٹا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں عقوبت اور فضیحت کے لحاظ سے سب سے برے جھوٹے بادشاہ ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ تم مجبور ہو کر ان کے پاس گئے ہو' پس اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہاری تدبیر کو مرغوں اور خنزیروں کے چرواہوں کی طرف لوٹا دیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایرانی اس خط سے پریشان ہو گئے اور انہوں نے شہریار کو اس خط پر جو اس نے اس کی طرف لکھا تھا' ملامت کی اور اس کی رائے کو قابل نفرت قرار دیا اور المثنیٰ الحرۃ سے بابل کی طرف روانہ ہو گیا اور جب المثنیٰ اور ان کی فوج کی الصراۃ کے پہلے کنارے پر مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے نہایت شدید جنگ کی اور ایرانیوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں کو پراگندہ کرنے کے لیے گھوڑوں کی صفوں کے آگے ایک ہاتھی بھیج دیا' پس امیر المسلمین المثنیٰ بن حارثہؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور مسلمانوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا' انہوں نے حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ اور انہوں نے ان کو بری طرح قتل کیا اور ان سے بہت

ساماں غنیمت میں حاصل کیا اور ایرانی نہایت بری حالت میں بھاگ کر مدائن پہنچ گئے اور انہوں نے بادشاہ کو مردہ پایا تو کسریٰ کی بیٹی ''بوران دختر پرویز'' کو اپنا بادشاہ بنالیا' اس نے عدل وانصاف کو قائم کیا اور اچھی روش اختیار کی اور وہ ایک سال سات ماہ بادشاہ رہی پھر مرگئی تو انہوں نے اس کی ہمشیرہ ''آزرمیدخت زنان'' کو اپنا بادشاہ بنالیا مگر ان کی حکومت منظم نہ ہوئی تو انہوں نے ''سابور بن شہریار'' کو اپنا بادشاہ بنالیا اور اس کی حکومت الفرخزار بن البندوان کے سپرد کردی اور سابور نے کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کے ساتھ اس کا نکاح کردیا اور اس نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگی' یہ ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے اور جب اس کی شب زفاف تھی تو انہوں نے جاکر اسے قتل کردیا اور پھر سابور کے پاس گئے اور اسے بھی قتل کردیا اور اس عورت ''آزرمیدخت'' کو جو کسریٰ کی بیٹی تھی اپنا بادشاہ بنالیا' اور ایرانیوں نے اپنے بادشاہ سے بہت اٹھکیلیاں کیں اور بالآخر اس سال بھی ان کی حکومت قائم نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے ایک عورت کو بادشاہ بنایا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم نے اپنی حکومت عورت کے سپرد کی وہ کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ اور جس معرکے کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق عبدۃ بن الطبیب السعدی کہتا ہے اور اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ کر ہجرت کی تھی اور بابل کے اس معرکے میں شامل ہوا تھا پس جب بیوی نے اسے مایوس کیا تو وہ جنگل کی طرف واپس آ گیا اور کہا۔

''کیا خولہ کا عہد' جدائی کے بعد قائم ہے یا تو اس سے دور گھر میں مشغول ہے اور محبوبوں کے لیے دن ہوتے ہیں جنہیں تو یاد کرتی ہے اور جدائی کے دن سے قبل جدائی کی تاویل کی جاتی ہے' خولہ ایسے قبیلے میں فروکش ہے جن سے میں نے مدینہ سے ورے جہاں مرغ اور ہاتھی ہیں' عہد کیا تھا وہ دھوپ میں عجم کے سروں پر حملہ کرتے ہیں' ان میں ایسے شہسوار ہیں جو نہ کمزور ہیں اور نہ جھکنے والے ہیں''۔

اور فرزدق اپنے شعر میں المثنیٰ کے ہاتھی کو قتل کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

''اور المثنیٰ کے گھرانے نے بابل میں زبردستی ہاتھی سے جنگ کی جب کہ سواروں میں بابل کا بادشاہ بھی تھا''۔

پھر المثنیٰ بن حارثہ نے اہل شام کے ساتھ مصروفیت کی وجہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دینے میں دیر کی اور متقدم الذکر یرموک میں جو کچھ ہوا تھا اس کی اطلاع میں بھی دیر ہوگئی' پس المثنیٰ بنفس نفیس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عراق پر بشر بن الخصاصہ کو' اور میگزینوں پر سعید بن مرۃ العجلی کو نائب مقرر کیا اور جب المثنیٰ مدینہ پہنچے تو آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مرض الموت کی آخری حالت میں پایا اور انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت کی اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے المثنیٰ کو دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو ایک شام گزارے بغیر لوگوں کو المثنیٰ کے ساتھ اہل عراق سے جنگ کرنے کے لیے متوجہ کرنا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے امراء کو شام میں فتح دے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو عراق واپس بھیج دینا بلاشبہ وہ ان کی جنگ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو سرزمین عراق سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ کیا کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بعد وہاں تھوڑے سے جانباز باقی رہ گئے تھے پس آپ نے بہت سے لوگوں کو تیار کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا جو ایک شجاع نوجوان اور جنگ اور جنگی چالوں کے ماہر تھے اور

یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دنوں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت کے آغاز تک کے عراق کے آخری حالات ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت:

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سوموار کے روز عشاء کے وقت ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مغرب کے بعد ہوئی اور اسی شب آپ کو دفن کر دیا گیا' آپ نے پندرہ روز بیمار رہنے کے بعد ۲۲/ جمادی الآخرۃ ۱۳ھ کو وفات پائی اور ان ایام میں حضرت عمر بن الخطاب مسلمانوں کو ان کی طرف سے نماز پڑھاتے تھے اور آپ نے اس مرض کے دوران میں اپنے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکومت دیئے جانے کی وصیت کی اور حضرت عثمان بن عفان نے عہد نامہ لکھا جو مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے آپ کو تسلیم کیا اور آپ کی سمع واطاعت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ رہی اور وفات کے روز آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی' اسی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وفات پائی تھی اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں اکٹھا رکھا اسی طرح اس نے قبرستان میں بھی اکٹھا کر دیا۔

محمد بن سعد' ابو قطن عمرو بن الہیثم سے بحوالہ ربیع بن حسان الصائغ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ''نعم القادر باللہ'' تھا اور یہ غریب روایت ہے اور ہم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سوانح وسیرت اور زمانے اور آپ کی روایت کردہ احادیث اور آپ سے جو احکام مروی ہیں انہیں ایک جلد میں بیان کیا ہے اور آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق رضی اللہ عنہ نے حکومت کو اچھی طرح سنبھالا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہیں امیر المومنین کا نام دیا گیا اور سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ سلام کہا اور بعض کا قول ہے کہ کسی دوسرے شخص نے کہا جیسے کہ ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح کی ایک الگ جلد میں اسے مفصل طور پر بیان کیا ہے اور آپ کا مسند اور مروی آثار ایک اور جلد میں باب وار بیان کیے گئے ہیں۔

آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق امرائے شام کو شداد بن اوس اور محمد بن جریج کے ہاتھ لکھ کر اطلاع بھجوائی یہ دونوں وہاں پہنچے تو لوگ یرموک کے روز' رومی فوجوں کے سامنے صف آراء تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو فوجوں کا امیر مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور سلمہ نے بحوالہ محمد بن اسحق بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس لیے معزول کیا تھا کہ آپ کو ان کے متعلق کچھ باتوں کی اطلاع ملی تھی اور مالک بن نویرہ کا معاملہ بھی تھا اور یہ بھی کہ وہ اپنی جنگ پر بھروسہ کرتے تھے' پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو آپ نے سب سے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی بات کی اور فرمایا وہ کبھی میرے کسی کام کے حاکم نہ ہوں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر حضرت خالدؓ اپنی تکذیب کریں تو وہ جس پر امیر ہیں اس کے امیر رہیں گے اور اگر وہ اپنی تکذیب نہ کریں تو وہ معزول ہیں' ان کے سر سے ان کا عمامہ اتار دیجیے اور ان کے مال کو نصف نصف تقسیم کر دیجیے اور جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں اپنی ہمشیرہ سے مشورہ کر لوں' اور وہ اپنی ہمشیرہ کے پاس گئے جو حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور اس بارے میں آپ نے ان سے

مشورہ لیا تو آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے کہا' بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو کبھی پسند نہیں کریں گے اور اگر آپ نے اپنی تکذیب بھی کر دی پھر بھی وہ آپ کو جلد ہی معزول کر دیں گے' آپ نے ہمشیرہ سے کہا' خدا کی قسم آپ نے درست کہا ہے اور پس حضرت ابوعبیدہؓ نے آپ سے تقسیم کی حتیٰ کہ آپ سے آپ کی ایک جوتی بھی لے لی اور دوسری جوتی آپ کے لیے چھوڑ دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: ''میں امیر المومنین کی سمع واطاعت کروں گا''۔

اور ابن جریر نے صالح بن کیسان سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو آپ نے سب سے پہلے جو خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا اس میں فرمایا:

''میں آپ کو اس خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہے گا اور اس کے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی' اس نے ہمیں ضلالت سے ہدایت دی اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے گیا' میں نے آپ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج پر امیر مقرر کیا ہے' پس آپ ان کی اس ذمہ داری کو سنبھالیں جو آپ پر فرض ہے' مسلمانوں کو غنیمت کی امید پر ہلاکت میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں کسی منزل پر اس کے حالات کی جانچ پڑتال کرنے سے قبل اتارنا اور سریہ کو لوگوں کی حفاظت میں بھیجنا اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے اجتناب کرنا' اور اللہ نے میرے ذریعے تمہاری آزمائش کی ہے اور تمہارے ذریعے میری آزمائش کی ہے دنیا سے اپنی آنکھ بند کر لو اور اپنے دل کو اس سے غافل کر دو اور ان باتوں سے بچنا جنہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے اور میں نے ان کے قتل ہونے کی جگہوں کو دیکھا ہے اور آپ نے انہیں دمشق کی طرف روانگی کا حکم دیا''۔

اور آپ نے فتح یرموک کی اطلاع و بشارت ملنے کے بعد یہ خط لکھا اور خمس بھی آپ کے پاس پہنچا دیا گیا اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے یرموک کے بعد اجنادین سے جنگ کی پھر بیسان کے قریب الروغۃ مقام پر ارض غور کے فحل کے ساتھ جنگ کی کیونکہ اس مقام پر انہیں بکثرت کیچڑ سے واسطہ پڑا اس لیے اسے الروغۃ کا نام دیا گیا ہے پس انہوں نے انہیں کیچڑ میں روک دیا اور صحابہؓ نے اس کا گھیراؤ کر لیا' راوی بیان کرتا ہے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی اطلاع آئی۔

اور ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت کی اطلاع محاصرۂ دمشق میں آئی تھی اور یہی مشہور ہے۔

فتح دمشق:

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یرموک سے کوچ کیا اور فوجوں کے ساتھ مرج الصفر میں فروکش ہوئے اور آپ محاصرۂ دمشق کا عزم کیے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کو اطلاع ملی کہ انہیں حمص سے کمک مل گئی ہے اور آپ کو یہ اطلاع بھی ملی کہ فلسطین کے علاقے میں فحل میں رومیوں کی بہت بڑی فوج جمع ہو چکی ہے اور آپ کو معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ دونوں باتوں میں سے کس کو پہلے اختیار کریں' پس آپ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو اس کا جواب آیا کہ دمشق سے ابتداء کیجیے کیونکہ وہ شام کا قلعہ اور ان کا دارالخلافہ ہے پس جلدی سے اس پر حملہ کیجیے اور اہل فحل کو ان سواروں کے ذریعے غافل رکھو جو ان

کے سامنے کھڑے ہیں پس اگر اللہ تعالیٰ دمشق سے قبل اسے فتح کر دے تو ہم اسی بات کو پسند کرتے ہیں اور اگر دمشق اس سے پہلے فتح ہو جائے تو آپ اور آپ کے ساتھی چلے جائیں اور دمشق پر قائم مقام مقرر کر دیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے تو آپ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ حمص چلے جائیں اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کو اردن اور فلسطین پر حکمران بنا کر چھوڑ جائیں۔

سیف بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فحل کی طرف دس امراء کو بھیجا اور ہر امیر کے ساتھ پانچ امراء تھے اور سب پر عمارۃ بن مخشی صحابی امیر مقرر تھے پس یہ لوگ مرج الصفر سے فحل کی طرف گئے اور انہوں نے وہاں تقریباً ۸۰ ہزار رومیوں کو پایا اور انہوں نے اپنے اردگرد پانی چھوڑ رکھا تھا جس سے زمین کیچڑ والی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس جگہ کا نام الروغۃ رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر فتح دی اور یہ پہلا قلعہ تھا جو دمشق سے پہلے فتح ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق اور فلسطین کے درمیان ایک فوج بھیجی اور ذوالکلاع کو ایک فوج کے ساتھ دمشق اور حمص کے درمیان بھیجا تاکہ جو کمک انہیں ہرقل کی طرف سے ملے اسے واپس کر دیں پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ' دمشق جانے کے لیے مرج الصفر سے روانہ ہوئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قلب میں مقرر کیا اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما میمنہ اور میسرہ میں سوار ہوئے اور سواروں کے سالار حضرت عیاض بن غنمؓ اور پیادوں کے سالار حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ تھے' پس یہ لوگ دمشق آ گئے جس کا حکمران نسطاس بن نسطوس تھا' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ' مشرقی دروازے پر اترے اور اس کے ساتھ ہی باب کیسان تھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ الجابیہ کے بڑے دروازے پر اور حضرت یزید بن ابی سفیانؓ الجابیہ کے چھوٹے دروازے پر اترے اور حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ شہر کے بقیہ دروازوں پر اترے اور منجانیق اور قلعہ شکن آلات نصب کر دیئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو برزہ میں ایک فوج کے ساتھ گھات میں بٹھایا کہ وہ آپ کے مددگار ہوں اور اسی طرح وہ فوج بھی جو دمشق اور حمص کے درمیان ہے اور انہوں نے ستر راتوں تک دمشق کا شدید محاصرہ کیا اور بعض چار ماہ اور بعض چھ ماہ اور بعض چودہ ماہ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور اہل دمشق ان سے بہت محفوظ تھے اور وہ اپنے بادشاہ ہرقل کی طرف جو حمص میں مقیم تھا۔ پیغام بھیج کر اس سے کمک مانگتے تھے اور ذوالکلاع کی وجہ سے جن کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق اور حمص کے درمیان دمشق سے ایک رات کے فاصلہ پر گھات میں بٹھایا ہوا تھا' ان تک مدد کا پہنچنا ممکن نہ تھا' جب اہل دمشق کو یقین ہوگیا کہ مدد ان تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ کمزوری اور مایوسی کا شکار ہو گئے۔ اور مسلمان مضبوط ہو گئے اور ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور سردی کا موسم آ گیا اور سخت سردی ہوگئی اور حالات خراب ہو گئے اور جنگ کرنا دشوار ہو گیا' خدائے ذوالجلال ومتعال کے حکم سے دمشق کے جرنیل کے ہاں انہی راتوں میں بچہ پیدا ہوا تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور اس کے بعد انہیں شراب پلائی اور انہوں نے اس کی دعوت میں شب بسری کی اور کھایا پیا اور تھک گئے اور اپنے مواقف ومقامات سے غافل ہو گئے' اس بات کو امیر جنگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے کیونکہ وہ نہ خود سوتے تھے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے بلکہ دن رات ان کی گھات میں رہتے تھے اور آپ کے جاسوس اور قاصد صبح وشام جانبازوں کے حالات آپ

تک پہنچاتے رہتے تھے' پس آپ نے اس رات خاموشی دیکھی اور یہ کہ فصیلوں پر کوئی شخص جنگ نہیں کرے گا تو آپ نے رسیوں کی سیڑھیاں تیار کی ہوئی تھیں پس آپ اور آپ کے اصحاب میں سے قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی جیسے بہادر سردار آگے بڑھے اور آپ اپنی فوج کو بھی دروازے پر لے آئے اور ان سے فرمایا کہ جب تم فصیلوں پر ہماری تکبیر کی آواز سنو تو ہمارے پاس پہنچ جانا پھر آپ اور آپ کے اصحاب اٹھے اور ان کی جماعتوں کے قریب سے تیر کر خندق کو عبور کر لیا اور یہ سیڑھیاں لگا دیں اور ان کے اوپر کے حصوں کو برجیوں کے ساتھ لگا دیا اور ان کے نچلے حصوں کو خندق کے باہر مضبوطی سے لگا دیا اور ان پر چڑھ گئے اور جب وہ فصیلوں پر اچھی طرح ٹک گئے تو انہوں نے تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور مسلمان آ کر ان سیڑھیوں پر چڑھ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے شجاع اصحاب فصیلوں سے اتر کر دربانوں کے پاس گئے اور انہیں قتل کر دیا اور حضرت خالدؓ اور آپ کے اصحاب نے دروازے کے قفل تلواروں سے توڑ دیئے اور بزور قوت دروازہ کھول دیا' پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج مشرقی دروازے سے داخل ہو گئی اور جب اہل شہر نے تکبیر کی آواز سنی تو وہ جوش میں آ گئے اور ہر پارٹی' فصیلوں میں اپنی اپنی جگہ کی طرف گئی' انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ صورت حال کیا ہے اور جب مشرقی دروازے کے اصحاب میں سے کوئی شخص آتا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھی اسے قتل کر دیتے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور آپ نے جس کو بھی وہاں پایا' قتل کر دیا اور ہر دروازے کے لوگوں نے اپنے اس امیر سے جو دروازے کے پاس تھا' باہر سے صلح کے متعلق پوچھا۔ اور مسلمانوں نے انہیں نصف نصف کی طرف دعوت دی تھی مگر وہ ان کی بات نہ مانتے تھے۔

پس جب انہوں نے اس کی طرف انہیں دعوت دی تو وہ مان گئے اور بقیہ صحابہ کو پتہ نہ چلا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے اور مسلمان ہر جانب اور ہر دروازے سے داخل ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جو آدمی ملتا ہے آپ اسے قتل کر دیتے ہیں انہوں نے آپ سے کہا' ہم نے انہیں امان دی ہے' آپ نے فرمایا میں نے اسے بزور قوت فتح کیا ہے اور امراء شہر کے وسط میں جہاں آج کل درب الریحان ہے کہ قریب المقسلاط کے کلیسا کے پاس ملے' سیف بن عمرو غیرہ نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دروازے کو زبردستی کھول دیا اور دوسروں کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے بزور قوت فتح کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن سفیان نے اسے فتح کیا تھا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل شہر سے مصالحت کر لی تھی پس انہوں نے مشہور و معروف بات کو الٹ کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کیا ہے' بعض کہتے ہیں کہ یہ صلح سے فتح ہوا تھا کیونکہ حقیقت میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو امیر تھے ان سے مصالحت کر لی تھی اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ بزور قوت فتح ہوا تھا کیونکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پہلے اسے بزور قوت فتح کیا تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' پس جب انہیں یہ بات معلوم ہو گئی تو وہ بقیہ امراء کے پاس گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے اور انہوں نے ان سے مصالحت کر لی۔ اور انہوں نے آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ دمشق کے نصف کو صلح سے اور نصف کو بزور قوت دیں گے پس جو نصف وہاں کے باشندوں کے ہاتھ میں تھا انہوں نے انہیں اس پر قبضہ دے دیا اور وہاں انہیں ٹھہرا دیا اور نصف صحابہؓ کے قبضہ میں رہا اور سیف بن عمر کی بیان کردہ بات اسے قوت دیتی ہے کہ صحابہؓ ان سے مطالبہ کرتے

تھے کہ وہ نصف نصف پر ان سے مصالحت کر لیں اور وہ نہیں مانتے تھے' پس جب وہ مایوس ہو گئے تو جس بات کی طرف صحابہؓ نے انہیں دعوت دی تھی' انہوں نے جلدی سے اسے قبول کر لیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے جو کچھ کہا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا علم نہ ہوا۔

اسی وجہ سے صحابہؓ نے دمشق کے سب سے بڑے کلیسا کا جو کلیسا یوحنا کے نام سے مشہور ہے نصف حصہ لے لیا اور اس کی مشرقی جانب کو مسجد بنا لیا اور اس کے نصف غربی حصہ کو ان کے لیے کلیسا رہنے دیا اور انہوں نے مشہور کلیسا یوحنا کے ساتھ چودہ دیگر گرجے بھی ان کے لیے باقی رہنے دیئے' اور یوحنا کا کلیسا آج کل دمشق کی جامع مسجد ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق انہیں ایک تحریر لکھ دی اور اس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت یزید اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہم نے اپنی گواہی لکھی۔

ان میں ایک کلیسا' المقسلاط ہے جس کے پاس امرائے صحابہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے تھے جو بازار کلاں کی پشت پر تھا اور یہ بلند عمارات اس کی نچلی عمارات سے صابن فروخت کرنے والوں کے بازار میں دیکھی جا سکتی تھیں پھر بعد میں یہ تباہ و برباد ہو گئیں اور ان کے پتھر عمارات میں لگا لیے گئے' دوسرا کلیسا' قرشیوں کے کوچے کے سرے پر تھا جو چھوٹا تھا' حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے کچھ گرجے آج تک باقی ہیں' جو پراگندہ ہو چکے ہیں' تیسرا کلیسا' بطیخ کے قدیم گھر میں تھا' میں کہتا ہوں وہ شہر کے اندر کوشک کے قریب تھا اور میں اسے وہ مسجد خیال کرتا ہوں جو مکان مذکور سے قبل تھی' اور وہ مدت سے تباہ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

چوتھا کلیسا' بنی نصر کی گلی میں' درب الحبالین اور درب التیمی کے درمیان تھا' حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کی کچھ عمارات کو دیکھا ہے جن کا زیادہ حصہ برباد ہو چکا ہے۔ پانچواں کلیسا' بولوس کا کلیسا ہے ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ قیساریہ فخریہ کے غربی طرف تھا اور میں نے اس کی عمارات کے کچھ محراب دار حصے کو دیکھا ہے چھٹا کلیسا' دارالوکالۃ کی جگہ پر تھا جو آج کلیسا فلانسیین کے نام سے مشہور ہے' میں کہتا ہوں فلانسیین آج کل کے حواصین ہیں' ساتواں کلیسا آج کل کے کوچہ القیل میں تھا۔ جو پہلے حمید بن درۃ کے کلیسا کے نام سے مشہور تھا کیونکہ یہ کوچہ اس کی جاگیر تھا اور وہ حمید بن عمرو بن مساحق قرشی عامری تھا اور درۃ اس کی ماں تھی اور وہ درہ دختر ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ تھی' اس کا باپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا اور انہوں نے یہ کوچہ جاگیر کے طور پر دیا تھا پس یہ کلیسا اسی کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ مسلمان تھا اور آج اس کے سوا کوئی کلیسا ان کے لیے باقی نہیں رہا اور ان کی اکثریت ویران ہو چکی ہے اور ان میں سے یعقوبیہ کے لیے بھی ایک کلیسا تھا جو باب توما کے اندر خالد بن اسید بن ابی العیص کے پلاٹ اور طلحہ بن عمرو بن مرۃ جہنی کی گلی کے درمیان واقع تھا اور وہی آٹھواں کلیسا تھا اور یعقوبیوں کا ایک اور کلیسا بھی تھا جو التنوی اور بازار علی کے درمیان تھا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس کی کچھ بنیادیں باقی ہیں اور وہ مدت ہوئی تباہ ہو چکا ہے جو نواں کلیسا تھا۔

دسواں کلیسا مصلبہ تھا' حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ وہ مشرقی دروازے اور باب توما کے درمیان النعطین کے نزدیک فصیل کے پاس آج بھی موجود ہے اور آج کل لوگ اسے النعیطون کہتے ہیں۔ کلیسا برباد ہو چکا ہے اور اسے سلطان صلاح الدین فاتح قدس کے زمانے میں حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ۵۸۰ھ کے بعد تباہ کر دیا گیا تھا' گیارھواں کلیسا' مشرقی دروازے کے اندر کلیسائے مریم تھا' حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جو گرجے ان کے قبضہ میں باقی رہ گئے تھے یہ ان سب سے بڑا تھا' میں کہتا ہوں پھر یہ کلیسا ان کی وفات کے مدتوں بعد ملک ظاہر رکن الدین بیبرس بندقداری کے زمانے میں برباد ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا'

بارھواں کلیسا' کلیسائے یہود تھا جو آج بھی ان کے محلے میں ان کے قبضہ میں ہے اور اس کا مقام الجبر کے نزدیک معروف ومشہور ہے اور آج کل لوگ اسے بستان القط کہتے ہیں اور درب البلاغۃ میں بھی ان کا ایک کلیسا تھا' جو معاہدہ میں شامل نہیں تھا جسے بعد میں مسمار کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ پر مسجد بنا دی گئی جو ابن سہروردی کی مسجد کے نام سے مشہور ہے اور آج کل لوگ اسے درب الشاذوری کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں ان کا ایک اور کلیسا بھی برباد کر دیا گیا تھا جو انہوں نے نیا تعمیر کیا تھا' علمائے تاریخ میں سے کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ابن عساکر اور دیگر علماء نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی بربادی ۷۱۷ھ کے دوران میں ہوئی اور حافظ ابن عساکر نے ایک بار بھی کلیسا سامرہ کا ذکر نہیں کیا' پھر حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ نصاریٰ نے ایک نیا کلیسا بنایا جسے ابوجعفر منصور بنی قطیطا نے الفریق میں نہر صالح کے پاس جہاں آج کل داز بہا اور ارمن ہیں کے قریب تعمیر کیا' جسے بعد میں مسمار کر دیا گیا اور اسے مسجد بنا دیا گیا جو مسجد الجنیق کے نام سے مشہور ہے اور وہی مسجد ابوالیمن ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خدام کے بھی دو نئے گرجے بنائے جن میں سے ایک ابن الماشلی کے گھر کے پاس تھا جسے مسجد بنا دیا گیا ہے اور دوسرا نقش ونگار کرنے والوں کی گلی کے سرے پر تھا اسے بھی مسجد بنا دیا گیا ہے۔ حافظ ابن عساکر دمشق کا بیان ختم ہوا۔

• میں کہتا ہوں بظاہر سیف بن عمر کے اسلوب کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دمشق ۱۳ھ میں فتح ہوا تھا لیکن سیف نے جمہور کے بیان کے مطابق واضح طور پر بیان کیا ہے کہ دمشق ۱۵/ رجب ۱۴ھ کو فتح ہوا تھا اور یہی بات حافظ ابن عساکر نے محمد بن عائذ قرشی دمشقی کے طریق سے عن ولید بن مسلم عن عثمان بن حصین بن غلاق عن یزید بن عبیدہ بیان کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور دحیم نے اسے بحوالہ ولید روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیوخ کو بیان کرتے سنا ہے کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور یہی بات سعید بن عبدالعزیز' ابومعشر' محمد بن اسحٰق' معمر اور اموی نے بیان کی ہے اور اس نے اسے اپنے مشائخ ابن کلبی' خلیفہ بن خیاط اور ابوعبید القاسم بن سلام سے بیان کیا ہے کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور سعید بن عبدالعزیز' ابومعشر اور اموی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یرموک کا معرکہ اس سے ایک سال بعد ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دمشق شوال ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رجب' شعبان' رمضان اور شوال میں ان کا محاصرہ کیے رکھا اور ذوالقعدہ میں صلح کی تکمیل ہوئی اور اموی اپنے مغازی میں بیان کرتے ہیں کہ معرکہ اجنادین' جمادی الاولیٰ میں اور معرکہ فحل' ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا تھا۔ یعنی معرکہ دمشق ۱۴ھ میں ہوا تھا۔ اور دحیم بحوالہ ولید بیان کرتے ہیں کہ اموی نے مجھ سے بیان کیا کہ فحل اور اجنادین کے معرکے حضرت ابوبکر کی خلافت میں ہوئے پھر دمشق کی طرف گئے اور رجب ۱۳ھ میں وہاں اترے یعنی انہوں نے اسے ۱۴ھ میں فتح کیا اور معرکہ یرموک ۱۵ھ میں ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۶ھ میں بیت المقدس کی طرف آئے۔



باب:

فتح دمشق کے متعلق علماء کا اختلاف

علماء نے دمشق کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ صلح سے فتح ہوا تھا یا بزورقوت فتح ہوا تھا' اکثر علماء کا خیال ہے کہ اس کا معاملہ صلح سے طے ہوا تھا کیونکہ انہیں پہلی بات کو دوسری پر ترجیح دینے میں اشتباہ ہوا ہے کہ کیا وہ بزور فتح ہوا تھا اور پھر رومی مصالحت کی طرف مائل ہوئے تھے یا صلح سے فتح ہوا تھا' یا دوسری جانب سے زبردستی غلبہ ہوا تھا؟ اور جب انہیں اس بارے میں شک ہوا تو انہوں نے اسے احتیاطاً صلح قرار دے دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے نصف کو صلح سے اور نصف کو بزورقوت حاصل کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول کلیسا عظمٰی جو ان کا سب سے بڑا معبد تھا' میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے جب انہوں نے نصف دمشق پر قبضہ کر لیا اور نصف ان کے لیے چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

پھر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی دستاویز کو لکھا تھا اور یہی بات مناسب اور زیادہ مشہور ہے' کیونکہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ امارت سے معزول ہو چکے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے لیے صلح کی دستاویز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی' لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کام پر مقرر کیا تھا۔

اور ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فتح دمشق سے قبل وفات پا چکے تھے اور حضرت عمر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تحریراً تعزیت کی' اور آپ کو شام کے تمام لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا اور جنگ کے بارے میں آپ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مشورہ لینے کا حکم دیا' جب یہ خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ تقریباً بیس راتوں بعد دمشق فتح ہو گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے جب یہ خط آپ کے پاس آیا تھا آپ کو کس چیز نے مجھے بتانے سے روکا تھا؟ آپ نے فرمایا' میں نے پسند نہ کیا کہ آپ کی جنگ کو کمزور کر دوں میں نہ دنیاوی اقتدار کا خواہاں ہوں اور نہ دنیا کے لیے کام کرتا ہوں اور جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ عنقریب زوال پذیر اور فنا ہو جائے گا۔ اور ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور آدمی کو یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ اس کا بھائی اس کے دین اور دنیا کے بارے میں حاکم ہو۔

اور سب سے عجیب تر قابل ذکر وہ بات ہے جسے یعقوب بن سفیان فسوی نے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ راشد بن داؤد صنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعثمان صنعانی شراحیل بن مرثد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو اہل یمامہ کے پاس بھیجا اور حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ سے کہا' یہاں تک کہ وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت

ہو گئے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف بھیجا' وہ دمشق آئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے کمک طلب کی تو حضرت عمرؓ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس شام چلے جائیں پھر اس نے حضرت خالدؓ کے عراق سے شام جانے کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ روایت نہایت غریب ہے اور جس بات میں شک وشبہ نہیں پایا جاتا وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر امراء کو شام کی طرف بھیجا تھا اور آپ ہی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام جانے کا لکھا تھا تاکہ وہ ان کے مددگار اور امیر ہوں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں تمام شام پر فتح عطا فرمائی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

محمد بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے حوالے سے مجھے بتایا کہ جب مسلمانوں نے دمشق شہر کو فتح کیا تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دینے کے لیے حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا' وہ مدینہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا ہے پس آپ نے اس بات کو بہت عظیم خیال کیا کہ کوئی صحابی آپ پر تسلط پائے' پس ایک جماعت نے آپ کو حاکم مقرر کر لیا تو آپ ان کے پاس گئے اور وہ کہنے لگے اس شخص کو خوش آمدید جسے ہم نے ایلچی بنا کر بھیجا اور وہ امیر بن کر ہمارے پاس آیا۔

اور لیث ابن لہیعہ' حیوۃ بن شریح' مفضل بن فضالہ' اور عمرو بن الحارث وغیرہ نے یزید بن ابی حبیب سے عن عبداللہ بن الحکم عن علی بن رباح عن عقبہ بن عامر روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فتح دمشق کی خبر کا ایلچی بنا کر بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا' تم نے اپنے موزوں کو کتنے دنوں سے نہیں اتارا؟ میں نے کہا' جمعہ کے روز سے' اور آج بھی جمعہ کا دن ہے آپ نے فرمایا تو نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔

لیث بیان کرتے ہیں اور انہیں سے ہم نے اخذ کیا ہے کہ مسافر کے لیے موزوں پر مسح کا وقت مقرر نہیں بلکہ وہ جب تک چاہے ان پر مسح کر سکتا ہے اور القدیم میں امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ابوعمارہ سے مرفوعاً اس قسم کی روایت کی ہے اور جمہور کا مذہب امام مسلمؒ کی روایت کے مطابق ہے کہ مسافر کے لیے تین دن رات مسح کا وقت مقرر ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات' اور بعض لوگوں نے ایلچی اور اس مفہوم کے اشخاص کے بارے میں وضاحت کی ہے اور پہلے کی بارے میں کہا ہے کہ اس کا وقت مقرر نہیں ہوگا اور دیگر لوگوں کے لیے حضرت عقبہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق وقت مقرر ہوگا۔ واللہ اعلم



باب:

چشمہ شہداء

پھر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بقاع کی طرف بھیجا اور آپ نے اسے بزور شمشیر فتح کرلیا اور ایک سریہ کو بھیجا جنہوں نے چشمہ میسون پر رومیوں سے جنگ کی اور رومیوں کا سالار سنان نامی شخص تھا جو بیروت کی گھاٹی سے مسلمانوں پر پل پڑا اور اس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو شہید کر دیا اور وہ چشمہ میسون کو چشمہ شہداء کہتے تھے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان کو دمشق پر حاکم مقرر کیا جیسا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے دحیہ بن خلیفہ کو ایک سریہ میں تدمر کی طرف اس کا معاملہ ہموار کرنے کے لیے بھیجا اور ابوالزہرا قشیری کو بثینہ اور حوران کی طرف بھیجا اور ان کے باشندوں نے آپ سے صلح کرلی۔

ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دمشق کو صلح سے فتح کیا اور اسی طرح شام کے دیگر شہروں کو ان کے علاقے کے سوا صلح سے فتح کیا اور یہ صلح حضرت یزید بن ابی سفیان' حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر ہوئی اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ مجھے دمشق کے کئی شیوخ نے بتایا ہے کہ جب وہ دمشق کے محاصرہ میں تھے تو اچانک عقبۃ السلمیہ سے ریشم اوڑھے ہوئے سوار آئے پس مسلمان ان کے مقابلہ میں گئے اور بیت لہیا اور جس گھاٹی سے وہ آئے تھے اس کے درمیان ان کی مڈبھیڑ ہوئی' پس انہوں نے ان کو شکست دی اور انہیں حمص کے دروازوں کی طرف بھگا دیا اور جب اہل حمص نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ انہوں نے دمشق کو فتح کرلیا ہے تو اہل حمص نے ان سے کہا کہ جن شرائط پر اہل دمشق نے آپ سے مصالحت کی ہے انہی شرائط پر ہم آپ سے مصالحت کرتے ہیں اور پھر انہوں نے مصالحت کرلی۔

اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مغیرہ نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے تمام اردن کو' طبریہ کے سوا بزور قوت فتح کیا اور اہالیان طبریہ نے آپ سے صلح کرلی اور یہی بات ابن کلبی نے بیان کی ہے' دونوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ بقاع کے علاقے پر غالب آ گئے اور بعلبک کے باشندوں نے آپ سے صلح کرلی اور آپ نے انہیں تحریر لکھ دی اور ابن مغیرہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ان سے ان کے گھروں اور گرجوں کے نصف نصف پر مصالحت کی اور خراج کو ساقط کر دیا اور ابن اسحٰق وغیرہ کا بیان ہے کہ حمص اور بعلبک ذوالقعدہ ۱۴ھ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر صلح سے فتح ہوئے اور خلیفہ کا بیان ہے کہ ۱۵ھ میں فتح ہوئے۔

معرکہ فحل:

بہت سے علمائے سیر نے اس کا ذکر فتح دمشق سے قبل کیا ہے اور امام ابوجعفر بن جریر نے اس کا ذکر فتح دمشق کے بعد کیا ہے اور انہوں نے اس بات میں سیف بن عمر کے اسلوب کلام کی پیروی کی ہے جیسے انہوں نے ابوعثمان یزید بن اسید غسانی اور ابوحارثہ قیسی

سے روایت کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو اپنے سواروں کے ساتھ دمشق میں پیچھے چھوڑا اور خود آپ فحل کی طرف روانہ ہو گئے اور جو لوگ غور مقام پر تھے ان کے سالار حضرت شرحبیل بن حسنہؓ تھے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے روانگی کے وقت حضرت خالدؓ بن ولید کو ہراول فوج پر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو میمنہ پر اور حضرت عمروؓ بن العاص کو میسرہ پر اور حضرت ضرارؓ بن الازور کو گھڑ سواروں پر اور حضرت عیاض بن غنم کو پیادوں پر سالار مقرر کیا اور یہ لوگ فحل پہنچ گئے جو غور کا ایک شہر ہے اور رومی بیسان کی طرف سمٹ گئے اور انہوں نے وہاں کی زمینوں میں پانی چھوڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان رکاوٹ بن گیا اور مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے صبر و استقامت کے متعلق اور رومیوں کی خباثت کے متعلق اطلاع دی مگر مسلمانوں کی حالت آسودہ تھی اور ان کے پاس بڑی فوج تھی اور وہ اپنی پوری تیاری میں تھے اور اس جنگ کے امیر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ تھے جو صبح و مسا تیاری میں رہتے تھے رومیوں نے خیال کیا کہ مسلمان غفلت میں پڑے ہیں‘ ایک شب رومی سقلاب بن مخراق کی سرکردگی میں شب خون مارنے کے لیے تیار ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ ہمیشہ تیاری میں رہتے تھے اور انہوں نے صبح تک ان سے جنگ کی اور پھر پورا دن رات تک ان سے جنگ کی‘ پس جب رات تاریک ہوگئی تو رومی بھاگ اٹھے اور ان کا امیر سقلاب قتل ہو گیا اور مسلمان ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ان کی شکست نے ان کو اس کیچڑ میں چھوڑ دیا‘ جس کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں سے خباثت کی تھی‘ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس میں غرق کر دیا اور مسلمانوں نے ان میں سے تقریباً ۸۰ ہزار آدمیوں کو نیزوں کی نوکوں سے قتل کر دیا اور ان میں سے صرف بھگوڑے ہی بچ سکے اور انہوں نے ان سے بہت سی چیزیں اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد‘ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ حمص کی طرف واپس آ گئے اور حضرت ابوعبیدہؓ نے‘ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو اردن پر قائم مقام مقرر کیا اور حضرت شرحبیلؓ نے جا کر بیسان کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ بھی آپ کے ساتھ تھے‘ پس وہ آپ کے مقابلہ میں نکلے اور آپ نے ان میں زبردست قتل عام کیا پھر انہوں نے آپ سے دمشق کی شرائط پر صلح کر لی اور آپ نے ان پر جزیہ عائد کر دیا اور ان کی اراضی پر ٹیکس لگا دیا اور ہو بہو اسی طرح ابوالاعور سلمی نے اہل طبریہ کے ساتھ کیا۔

اس وقت ارض عراق میں جو قتال ہوا:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب حضرت خالدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عراق سے شام کی طرف گئے تو بعض کا قول ہے کہ آپ نو ہزار اور بعض کا قول ہے کہ تین ہزار اور بعض کا قول ہے کہ سات ہزار اور بعض کا قول ہے کہ اس سے کم تعداد فوج کے ساتھ گئے‘ مگر وہ لوگ عراقی فوج کے فسادید تھے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ باقی لوگوں کے ساتھ ٹھہر گئے اور ان کی تعداد کم ہوگئی اور اگر ایرانی اپنے بادشاہوں اور ملکاؤں کی تبدیلی میں مصروف نہ ہوتے تو وہ ان کے حملہ سے ڈر جاتے اور حضرت المثنیٰ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دینے میں دیر کر دی اور خود مدینہ کی طرف چل پڑے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو آخری حالت میں پایا اور انہیں عراق کے حالات کی اطلاع دی اور حضرت صدیق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ وہ لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کریں اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور منگل کی رات کو دفن ہو گئے تو صبح کو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ

جنگ کرنے پر اکسایا اور انہیں اس کے ثواب کی ترغیب دی اور رغبت دلائی' مگر ایک آدمی بھی تیار نہ ہوا کیونکہ لوگ ایرانیوں سے ان کی قوت وسطوت اور شدتِ قتال کی وجہ سے ان سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتے تھے پھر آپ نے دوسرے اور تیسرے دن بھی انہیں اکسایا مگر کوئی آدمی تیار نہ ہوا اور حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ نے نہایت اچھی گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عراق کا بہت سا علاقہ فتح کر دیا ہے اور وہاں ان کا کوئی مال ومتاع اور املاک وزاد نہیں ہے' پس تیسرے روز بھی کوئی آدمی تیار نہ ہوا اور جب چوتھا دن ہوا تو مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو عبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا پھر پے در پے لوگ جواب دینے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی ایک جماعت کو حکم دیا اور سب پر اس ابو عبید کو مقرر کر دیا حالانکہ یہ صحابی نہیں تھے' حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا آپ نے ان پر کسی صحابی کو کیوں امیر مقرر نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا' میں نے سب سے پہلے جواب دینے والے کو امیر بنایا ہے' تم لوگوں نے اس دین کی نصرت میں سبقت کی ہے اور اس شخص نے تم سے پہلے جواب دیا ہے پھر آپ نے اسے بلا کر خود اس کی ذات کے متعلق وصیت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو اختیار کرے اور اس کے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کی بھلائی چاہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مشورہ کرنے کا حکم دیا (اور یہ کہ وہ سلیط بن قیس کے ساتھ مشورہ کرے کیونکہ وہ جنگوں کے منتظم رہے تھے) پس مسلمان ارض عراق کی طرف روانہ ہو گئے (اور وہ سات ہزار آدمی تھے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جو لوگ حضرت خالدؓ کے ساتھ آئے تھے انہیں عراق کی طرف بھجوا دیں (پس آپ نے دس ہزار آدمیوں کو ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں تیار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ البجلی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عراق بھیجا' وہ کوفہ آئے پھر وہاں سے چلے گئے اور ہرقران المدار کے ساتھ جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج نے شکست کھائی اور ان کی اکثریت دجلہ میں ڈوب گئی) پس جب لوگ عراق پہنچے تو انہوں نے ایرانیوں کو اپنے بادشاہ کے بارے میں مضطرب پایا اور بالآخر انہوں نے بوران بنت کسریٰ کو اس کی بہن آزرمیدخت کے قتل کے بعد اپنا بادشاہ بنا لیا اور بوران نے دس سال تک کاروبارِ مملکت کو ایک شخص رستم بن فرخ زاد کے سپرد کر دیا کہ وہ جنگ کا انتظام وانصرام کرے۔ پھر آل کسریٰ کے پاس حکومت پہنچ گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ رستم' منجم تھا جسے علم نجوم میں بڑی دسترس تھی' اس سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا تھا؟ یعنی جب کہ تجھے علم تھا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھے گی تو تم نے کیوں حکومت کا انتظام سنبھالا' اس نے جواب دیا' طمع اور شرف کی محبت سے۔

النمارق کا معرکہ:

رستم نے جابان نامی امیر کو بھیجا اور اس کے میمنہ میسرہ پر دو شخص تھے جن میں سے ایک کو ''جشنس ماہ'' اور دوسرے کو ''مروان شاہ'' کہا جاتا تھا اور وہ خصی تھا اور ایرانیوں کے دربانوں کا امیر تھا' پس حیرہ اور قادسیہ کے درمیان النمارق مقام پر ان کی حضرت ابو عبیدؓ کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی جب کہ گھڑ سواروں کے سالار حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ اور میسرہ کے سالار حضرت عمرو بن الہیثم تھے' وہاں پر ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کو شکست دی اور جابان اور مروان شاہ گرفتار ہو گئے' مروان شاہ کو اس کے گرفتار کرنے والے نے قتل کر دیا اور جابان نے اپنے گرفتار کرنے والے کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اس نے اسے آزاد کر دیا اور

مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے آزاد کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ امیر ہے اور اسے وہ حضرت ابوعبیدؓ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے اسے قتل کر دیجیے کیونکہ یہ امیر ہے آپ نے فرمایا خواہ یہ امیر ہے میں اسے قتل نہیں کروں گا کیونکہ اسے ایک مسلمان نے امان دی ہے پھر حضرت ابوعبیدؓ نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور انہوں نے کسریٰ کی خالہ کے بیٹے نرسی کے شہر کسکر کی پناہ لے لی' پس نرسی نے حضرت ابوعبیدؓ کے ساتھ جنگ کرنے میں انہیں مدد دی' پس حضرت ابوعبیدؓ نے انہیں مغلوب کر لیا اور بہت سی چیزیں اور بے شمار کھانے غنیمت میں حاصل کیے اور جو مال اور طعام غنیمت میں حاصل کیا تھا اس کا خمس مدینہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بھیجا' اس بارے میں ایک مسلمان کہتا ہے۔

''میری زندگی کی قسم اور میری زندگی کوئی معمولی نہیں ہے' بتحقیق صبح صبح اہل نمارق کو ایسے ہاتھوں سے رسوائی پہنچی جنہوں نے اپنے رب کی طرف ہجرت کی تھی اور وہ درنا اور بارق کے درمیان انہیں تلاش کرتے پھرتے تھے اور ہم نے انہیں مرج مسلح اور تدارق کے راستے پر الہوانی کے درمیان قتل کر دیا''۔

پس کسکر اور سقاطیہ کے درمیان ایک مقام پر ان کی جنگ ہوئی اور نرسی کے میمنہ اور میسرہ پر اس کے ماموں کے بیٹے بندویہ اور بیرویہ تھے جو نظام کی اولاد تھے اور رستم نے جالینوس کے ساتھ فوجوں کو تیار کیا اور جب حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو نرسی نے ان کے پہنچنے سے قبل جنگ کرنے میں جلدی کی پس ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور ایرانیوں کو شکست ہوئی اور باروسما مقام پر حضرت ابوعبیدؓ اور جالینوس کے درمیان جو معرکہ جرت ہوا تھا اس کے بعد نرسی اور جالینوس مدائن کی طرف بھاگ گئے پس حضرت ابوعبیدؓ نے حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ اور دیگر سرایا کو اس جہت کی ملحقہ سرحد کنہر جور کی طرف بھیجا' جسے انہوں نے بزور قوت اور صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ان پر جزیہ اور خراج عائد کر دیا اور بہت سے اموال کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس جالینوس کو شکست دی جو جابان کی مدد کے لیے آیا تھا اور اس کی فوج اور اموال کو غنیمت بنا لیا اور وہ حقیر و ذلیل ہو کر اپنی قوم کی طرف واپس بھاگ گیا۔

معرکہ جسر ابی عبیدؓ اور امیر المسلمین اور بہت سی مخلوق کا قتل ہونا:

مسلمانوں سے شکست کھا کر جب جالینوس بھاگ کر واپس گیا تو ایرانیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور رستم کے پاس چلے گئے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر ذوالحاجب ''بہمن حادویہ'' کی سرکردگی میں بھیجا اور اسے افریدوں کا علم عطا کیا جسے درفش کاویانی کہا جاتا تھا اور ایرانی اس سے نیک شگون لیتے تھے اور انہوں نے اپنے ساتھ کسریٰ کا جھنڈا بھی اٹھایا جو چیتوں کے چمڑے کا بنا ہوا تھا اور اس کا عرض آٹھ ہاتھ تھا' پس وہ مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کے درمیان ایک دریا حائل تھا جس پر ایک پل تھا' انہوں نے پیغام بھیجا کہ یا تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم دریا عبور کر کے تمہارے پاس آ جاتے ہیں' مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت ابوعبیدؓ سے کہا' انہیں کہیے کہ وہ دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جائیں' آپ نے کہا وہ ہم سے بڑھ کر موت پر جری نہیں ہیں پھر آپ ان کے پاس چلے گئے اور ایک تنگ مقام پر ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور مسلمانوں کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی اور ایرانی اپنے ساتھ بہت سے ہاتھی لائے تھے جنہیں زنگولے پڑے ہوئے تھے اور وہ مسلمانوں کے گھوڑوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے کھڑے تھے اور جب بھی وہ مسلمانوں پر حملہ کرتے تو ان کے گھوڑے ہاتھیوں سے بھاگ جاتے

اور جب وہ ان کے زنگولوں کی آواز سنتے تو سوائے تھوڑے سے گھوڑوں کے جنہیں بالجبر ٹھہرایا گیا تھا دوسرے گھوڑے ثابت قدم نہ رہ سکے اور جب مسلمان ان پر حملہ کرتے تو ان کے گھوڑے ہاتھیوں کے مقابلہ میں آگے نہ بڑھتے اور ایرانیوں نے انہیں تیر مارے جن سے بہت سے لوگوں کو زخم لگے اس کے باوجود مسلمانوں نے ان کے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا' حضرت ابوعبیدؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ سب سے پہلے ہاتھیوں کا کام تمام کر دیں' پس انہوں نے ان کو اکٹھا کر کے سب کا کام تمام کر دیا اور اب ایرانیوں نے ایک عظیم سفید ہاتھی ان کے آگے کیا تو حضرت ابوعبیدؓ نے آگے بڑھ کر اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی سونڈ کاٹ دی جس سے ہاتھی برافروختہ ہو گیا اور اس نے ایک خوفناک آواز نکالی پس آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس کی دونوں ٹانگوں پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے اوپر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کے جانشین نے جس کے متعلق آپ نے وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد امیر ہوگا' ہاتھی پر حملہ کیا اور قتل ہو گئے پھر ان کے بعد ایک اور آدمی قتل ہو گیا پھر ایک اور آدمی قتل ہو گیا حتیٰ کہ ثقیف کے سات آدمی قتل ہو گئے جن کے متعلق حضرت ابوعبیدؓ نے یکے بعد دیگرے امیر ہونے کا اعلان کیا تھا پھر وصیت کے مطابق امارت حضرت المثنیٰ بن حارثہؓ کے پاس چلی گئی اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کی بیوی دومہ نے خواب میں دیکھا جو ہونے والے واقعات پر ہو بہو دلالت کرتا ہے' پس جب مسلمانوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ اس موقع پر کمزور ہو گئے اور صرف ایرانیوں پر فتح پانا باقی تھا اور ان کی حالت کمزور ہو گئی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے اور ایرانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے اور ایک انتہائی معاملہ تھا اور وہ پل کے پاس آئے اور کچھ لوگ گزر گئے پھر پل ٹوٹ گیا اور ان کے پیچھے جو ایرانی تھے انہوں نے من مانی کی اور کچھ مسلمانوں کو قتل کر دیا اور چار ہزار کے قریب آدمی فرات میں غرق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون. اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ آ کر اس پل کے پاس کھڑے ہو گئے جس سے وہ آئے تھے اور جب لوگوں نے شکست کھائی تو بعض نے اپنے آپ کو فرات میں غرق ہونے کے لیے گرا دیا' حضرت المثنیٰ نے آواز دی' اے لوگو! اپنی حالت پر قائم رہو میں پل کے دروازے پر کھڑا ہوں میں اس سے اس وقت گزروں گا جب تم میں سے کوئی آدمی یہاں باقی نہ رہے گا' پس جب لوگ دوسری جانب پہنچ گئے تو حضرت المثنیٰ چل پڑے اور ان کے ساتھ پہلی منزل پر اترے اور آپ اور مسلمانوں کے شجاع آدمی ان کی حفاظت کرنے لگے اور ان کی اکثریت زخمی اور نڈھال ہو چکی تھی اور کچھ لوگ جنگل میں چلے گئے' نہیں معلوم وہ کہاں چلے گئے اور کچھ لوگ خوفزدہ ہو کر مدینہ نبویہ میں واپس آ گئے اور حضرت عبداللہؓ بن زید بن عاصم مازنی اطلاع لے کر حضرت عمرؓ کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کو منبر پر بیٹھے دیکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اے عبداللہ بن زیدؓ تمہارے پیچھے کیا ہے انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین آپ کے پاس یقینی اطلاع پہنچ چکی ہے پھر وہ منبر پر آپ کے پاس گئے اور آہستگی کے ساتھ آپ کو اطلاع دی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شخص لوگوں کی خبر لے کر آیا وہ حضرت عبداللہ بن یزید بن الحصین الحطمیؓ تھے۔ واللہ اعلم

سیف بن عمر بیان کرتے ہیں کہ یہ معرکہ' یرموک کے چالیس دن بعد شعبان ۱۳ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم' اور مسلمانوں نے ایک دوسرے سے باہم گفتگو کی اور ان میں سے کچھ مدینہ بھاگ آئے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کو زجر وتوبیخ نہیں کی بلکہ فرمایا میں تمہاری غنیمت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجوسیوں کو ان کے بادشاہ کے بارے میں مشغول کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل مدائن نے

رستم پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا پھر اسے حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ الفیر زان کو بھی شامل کر دیا اور وہ دو گروہوں میں بٹ گئے' پس ایرانی مدائن کی طرف چلے گئے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ انہیں جا ملے اور ان کے امراء میں سے دو امیروں نے اپنی فوجوں کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا اور آپ نے ان دونوں کو قید کر لیا اور ان کے ساتھ بہت سے لوگوں کو بھی قید کر کے انہیں قتل کر دیا' پھر حضرت المثنیٰ نے عراق کے مسلمان امراء سے کمک طلب کی اور انہوں نے آپ کو مدد بھیجی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو بہت سی فوج بھیجی جس میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اپنی پوری قوم بجیلہ کے ساتھ شامل تھے نیز دیگر ساداتِ مسلمین بھی تھے یہاں تک کہ آپ کی فوج میں بہت اضافہ ہو گیا۔

البویب کا معرکہ جس میں مسلمانوں نے ایرانیوں سے بدلہ لیا:

جب ایرانی امراء نے یہ بات اور حضرت المثنیٰ کی فوج کی کثرت کے متعلق سنا تو انہوں نے مہران نامی شخص کے ساتھ ایک فوج آپ کے مقابلہ میں بھیجی' جن کی باہمی ملاقات ''البویت'' کے مقام پر ہوئی جو آج کل کوفہ کے مقام کے قریب ہے اور ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا' انہوں نے کہا' یا تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ' پس ایرانی دریا عبور کر کے ان کے پاس آ گئے اور ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے' حضرت المثنیٰ نے مسلمانوں کو افطار کی قسم دی تو ان سب نے روزے افطار کر دیئے تاکہ ان کے لیے یہ بات قوت کا باعث ہو اور فوج کو مرتب کرنے لگے اور قبائل کے امراء کے جھنڈوں کے پاس سے گزرنے لگے اور انہیں جہاد' استقلال اور خاموشی اختیار کرنے کے متعلق وعظ و نصیحت کرنے لگے اور ان لوگوں میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اپنی قوم بجیلہ کے ساتھ موجود تھے اور سادات مسلمین کی ایک جماعت بھی موجود تھی' المثنیٰ نے انہیں کہا' میں تین تکبیریں کہوں گا پس تیار ہو جانا اور جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو حملہ کر دینا۔ پس انہوں نے آپ کی بات کو سمع و اطاعت اور تصدیق کے ساتھ قبول کیا اور جب آپ نے پہلی تکبیر کہی تو ایرانیوں نے جلدی سے ان پر حملہ کر کے ان کو روک دیا اور باہم شدید جنگ ہوئی اور حضرت المثنیٰ نے اپنی بعض صفوں میں کمزوری دیکھی تو آپ نے ان کے پاس ایک آدمی یہ کہنے کو بھیجا کہ:

''امیر تم کو سلام کہتا ہے اور تمہیں یہ بھی کہتا ہے کہ آج عربوں کو رسوا نہ کرو اور سیدھے ہو جاؤ''۔

پس جب آپ نے ان سے اور وہ بنی عجل تھے۔ یہ بات دیکھی تو آپ حیران ہوئے اور مسکرائے اور ان کے پاس یہ کہنے کو آدمی بھیجا' اے گروہ مسلمین اپنی عادات اختیار کرو' اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا اور حضرت المثنیٰ اور مسلمان اللہ تعالیٰ سے فتح و ظفر کی دعائیں کرنے لگے اور جب جنگ کا زمانہ لمبا ہو گیا تو حضرت المثنیٰ نے اپنے بہادر ساتھیوں کی ایک جماعت کو اپنی پشت کی حفاظت کے لیے جمع کیا اور مہران پر حملہ کر کے اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا حتیٰ کہ وہ میمنہ میں داخل ہو گیا اور بنی تغلب کے ایک نصرانی غلام نے حملہ کر کے مہران کو قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا' سیف بن عمر نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ المنذر بن حسان بن ضرار ضبی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے اس کا سر کاٹ لیا اور دونوں کا اس کے سامان کے بارے میں جھگڑا ہو گیا' پس حضرت جریر نے اس کے ہتھیار لے لیے اور المنذر نے اس کی پیٹی لے لی اور مجوسی بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو کاٹ کر رکھ دیا اور حضرت المثنیٰ بن

حارثہ رضی اللہ عنہ جلدی سے پل کی طرف گئے اور اس پر ایرانیوں کو گزرنے سے روکنے کے لیے کھڑے ہو گئے تاکہ مسلمان انہیں اچھی طرح قابو کر لیں' پس انہوں نے اس دن کا بقیہ حصہ اور اس رات کو ان کا تعاقب کیا اور رات کے انتہائی حصہ تک ان کا تعاقب کرتے رہے' کہتے ہیں کہ ان میں سے قتل ہونے والوں اور غرق ہونے والوں کی تعداد قریباً ایک لاکھ تھی اور مسلمانوں نے بے شمار مال اور بے شمار کھانا غنیمت میں حاصل کیا اور فتح کی بشارت اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا' اس دن بہت سے سادات مسلمین بھی شہید ہو گئے اور اس معرکے نے ایرانیوں کی گردنیں جھکا دیں اور صحابہؓ نے ان کے علاقے میں فرات اور دجلہ کے درمیان حملے کرنے کی قوت حاصل کر لی اور انہوں نے اس قدر غنیمت حاصل کی جس کا شمار کرنا ممکن نہیں اور معرکہ البویت کے بعد اور بھی بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا اور عراق کا یہ معرکہ' شام میں ہونے والے معرکہ یرموک کی نظیر ہے اور اعور الشنی نے اس بارے میں کہا ہے کہ۔

''قبیلے نے اعور کے لیے غموں کو برانگیختہ کر دیا ہے اور عبدالقیس کے بعد' حسان بھی بدل گیا ہے اور اس نے ہمیں جب کہ ہماری جمعیت مجتمع تھی نخیلہ مقام پر مہران کی فوج کے مقتولین کو دکھایا اور جب حضرت المثنیٰ اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گئے تو انہوں نے ایرانی سواروں کی جماعت کو قتل کر دیا' وہ خود مہران کی طرف بڑھے اور ان کے ساتھ جو فوج تھی اس نے بھی پیش قدمی کی یہاں تک کہ انہوں نے ان کو اِکا دُکا قتل کر دیا''۔



باب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا امیر عراق بننا

پھر امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں چھ ہزار فوج کے ساتھ عراق کا امیر بنا کر بھیجا اور حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ کو لکھا کہ وہ ان کے فرمانبردار رہیں اور ان کی سمع و اطاعت کریں اور جب وہ عراق پہنچے تو یہ دونوں حضرات آپ کے ساتھ تھے اور ان دونوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا' حضرت المثنیٰ' حضرت جریر سے کہتے کہ امیر المومنین نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے اور حضرت جریر کہتے' انہوں نے مجھے آپ پر امیر بنا کر بھیجا ہے اور جب حضرت سعدؓ' عراق کے امیر بن کر آ گئے تو ان کا جھگڑا ختم ہو گیا' ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضرت المثنیٰ بن حارثہ اسی سال میں فوت ہو گئے اسی طرح ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ۱۴ھ کے آغاز میں بھیجا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اختلاف کے بعد ایرانیوں کے یزدگرد کے پاس جمع ہونے کا بیان:

شیرین نے آل کسریٰ کو قصر ابیض میں جمع کیا اور ان کے تمام مردوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور یزدگرد کی ماں بھی ان میں اپنے بیٹے کے ساتھ جو چھوٹا ہی تھا' شامل تھی پس اس نے اس کے ماموؤں کے ساتھ وعدہ کیا اور وہ آ کر اسے اس کے پاس سے اپنے علاقے میں لے گئے اور جب یوم بویب کا واقعہ ہوا اور جن لوگوں نے ان میں سے قتل ہونا تھا' قتل ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان پر فتح پائی اور ان کے شہروں اور صوبوں پر قبضہ کر لیا' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کا سنا تو انہوں نے باہم اجتماع کیا اور اپنے دو بڑے امیروں رستم اور الفیرزان کو بھی بلایا اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور ان دونوں کو وصیت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر تم دونوں نے کماحقہ جنگ کا انتظام نہ کیا تو ہم تم دونوں کو قتل کر دیں گے اور تم دونوں سے راحت حاصل کریں گے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہر علاقے اور ہر راستے میں کسریٰ کی بیویوں کے پیچھے آدمی بھیجیں اور جس کے ہاں آل کسریٰ کا بیٹا ہوا سے اپنا بادشاہ بنالیں پس جب وہ اس عورت کے پیچھے آئے تو انہوں نے پوچھا کیا اس کا کوئی بیٹا ہے اور وہ اپنے بیٹے کے متعلق خوف سے انکار کرتی رہی حالانکہ اس کا بیٹا تھا پس وہ مسلسل تلاش کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں یزدگرد کی ماں کا پتہ چل گیا اور انہوں نے اسے اور اس کے بیٹے کو بلا کر اپنا بادشاہ بنا لیا جس کی عمر ۲۱ سال تھی اور وہ شہریار بن کسریٰ کی اولاد میں سے تھا اور انہوں نے بوران کو معزول کر دیا اور اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس کے سامنے پوری مدد کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا اور ان میں اس کی حکومت وشوکت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے صوبوں کی طرف پیغام بھیجے اور انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اطاعت چھوڑ دی اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے درمیان

سے میدان میں نکلیں اور شہروں کے اطراف میں پانیوں کے ارد گرد ہو جائیں اور ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کی طرف اس طرح دیکھے کہ جب ایک قبیلہ میں کوئی واقعہ ہو تو اس کی حقیقت دوسروں سے مخفی نہ رہ سکے اور حالت بہت سنگین ہو گئی یہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا اور اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حج کروایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال حج نہیں کروایا۔ واللہ اعلم

۱۳ھ میں ہونے والے واقعات:

اس سال بلاد عراق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو جنگیں کیں ان کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے' اس میں حیرہ اور انبار وغیرہ شہر فتح ہوئے اور اسی سال میں مشہور قول کے مطابق یرموک کا معرکہ ہوا اور اس میں جو سرکردہ لوگ قتل ہوئے ان کے حالات کا بیان طویل ہے اور اسی سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ہم نے آپ کی سیرت ایک الگ کتاب میں بیان کی ہے اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۲۲/ جمادی الآخرہ کو منگل کے روز' حکمران بنے اور آپ نے مدینہ کی قضاء کا کام حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور حضرت ابوعبیدہ' عامر بن عبداللہ بن الجراح فہری کو شام پر نائب مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وہاں سے معزول کر دیا اور جنگی مشیر قائم رکھا اور اسی سال میں بصریٰ صلح سے فتح ہوا اور یہ شام کا فتح ہونے والا پہلا شہر ہے اور سیف بن عمر وغیرہ کے قول کے مطابق اسی سال میں دمشق فتح ہوا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور وہاں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا اور آپ مسلمان امراء میں سے پہلے شخص تھے جو والی بنے اور اسی سال میں ارض غور میں فحل کا معرکہ ہوا جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کام آئی اور اسی سال میں جسر ابی عبید کا معرکہ ہوا جس میں چار ہزار مسلمان قتل ہو گئے جن میں ان کے امیر حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی بھی شامل تھے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی صفیہ' جو ایک صالح عورت تھیں کے والد تھے اور ثقیف کے کذاب مختار بن ابی عبید کے والد بھی شامل تھے جو عراق کے بعض معرکوں میں عراق پر نائب مقرر تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور ابن اسحٰق کے قول کے مطابق اسی سال میں حضرت المثنیٰ بن حارثہ کی وفات ہوئی جو عراق پر نائب مقرر تھے' حضرت خالد بن ولیدؓ نے شام کی طرف جاتے ہوئے آپ کو قائم مقام مقرر کیا اور آپ مشہور معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ کی جنگیں مشہور ہیں' خصوصاً جسر ابی عبید کے بعد جنگ البویب' جس میں ایک لاکھ کے قریب ایرانی فرات میں غرق ہوئے اور قتل ہوئے اور جمہور کے قول کے مطابق وہ لڑائی ۱۴ھ تک باقی رہی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی اور بعض کے قول کے مطابق اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض کا قول یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کروایا اور اسی سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قبائل عرب سے عراق وشام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگی اور وہ ہر جانب سے آ گئے اور آپ نے انہیں شام وعراق بھیج دیا اور ابن اسحٰق کے قول کے مطابق اسی سال میں ۳/ جمادی الاولیٰ کو ہفتہ کے روز اجنادین کا معرکہ ہوا اور اسی طرح واقدی کے نزدیک رملہ اور جسرین کے درمیان رومیوں کے سالار القیقلان اور امیر المسلمین حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی' پس القیقلان قتل ہو گیا اور رومیوں نے شکست کھائی اور ان میں سے بے شمار لوگ مارے گئے اور اسی طرح

مسلمانوں کی ایک جماعت بھی شہادت سے سرفراز ہوئی جن میں حضرت ہشام بن العاص' حضرت فضل بن عباس' حضرت ابان بن سعید اوران کے دونوں بھائی حضرت خالد اور حضرت عمرو' حضرت نعیم بن عبداللہ بن النحام' حضرت طفیل بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمرو دوسی' حضرت ضرار بن الازور' حضرت عکرمہ بن ابی جہل اوران کے چچا حضرت سلمہ بن ہشام' حضرت ہبار بن سفیان' حضرت صخر بن نصر اور حضرت حارث بن قیس کے بیٹے حضرت تمیم اور حضرت سعید رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ اس روز حضرت طلیب بن عمرو بھی قتل ہوئے ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور اس روز قتل ہونے والوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے واقدی کے بیان کے مطابق اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی' وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی کوئی روایت موجود نہیں اور یہ جنگ حنین میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس روز حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ اور حضرت حارث بن اوس بن عتیک رضی اللہ عنہما بھی قتل ہوئے تھے اور اسی سال میں خلیفہ بن خیاط کے قول کے مطابق مرج الصفر کا معرکہ ہوا جو ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو ہوا اور لوگوں کے امیر حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے جو اس روز قتل ہو گئے' آپ کو آپ کے بھائی عمرو نے قتل کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بیٹے نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ رومیوں کا امیر قلقط تھا اور رومیوں میں سے بے شمار آدمی قتل ہو گئے حتیٰ کہ وہاں ان کے خون کی چکی چل پڑی اور صحیح بات یہ ہے کہ مرج الصفر کا معرکہ ۱۴ھ کے آغاز میں ہوا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

حافظ ذہبیؒ کے بیان کے موافق حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

حضرت ابان بن سعید بن العاص اموی ابوالولید مکی رضی اللہ عنہ' آپ ایک جلیل القدر صحابی ہیں آپ ہی نے حدیبیہ کے روز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی حتیٰ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے لیے مکہ میں داخل ہو گئے آپ نے حبشہ سے اپنے دونوں بھائیوں حضرت خالد اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کے واپس آنے کے بعد اسلام قبول کیا' ان دونوں نے آپ کو دعوت اسلام دی جسے آپ نے قبول کر لیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ خیبر کو فتح کر چکے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں آپ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا' آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

حضرت آنسہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے' مشہور یہ ہے کہ آپ بدر میں قتل ہوئے تھے جیسا کہ امام بخاریؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور واقدی نے اہل علم سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق اس کا خیال ہے کہ آپ احد میں بھی شامل ہوئے اور اس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابن ابی الزناد نے بحوالہ محمد بن یوسف مجھ سے بیان کیا کہ حضرت آنسہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور ان کی کنیت ابومسروح تھی اور زہری کہتے ہیں کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے لوگوں کو اجازت دیا کرتے تھے۔

حضرت تمیم بن الحارث بن قیس السہمی اوران کے بھائی حضرت قیس رضی اللہ عنہ دونوں جلیل القدر صحابی تھے' دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت الحارث بن اوس بن عتیک' آپ مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص اموی' آپ سابقون الاولون میں سے تھے اور مہاجرین حبشہ میں شامل تھے آپ نے حبشہ میں دس پندرہ سال قیام کیا' کہتے ہیں کہ آپ حضرت رسول کریم ﷺ کی جانب سے صنعاء کے امیر تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض فتوحات میں آپ کو امیر مقرر کیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ ایک قول کے مطابق معرکہ مرج الصفر میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ بھاگ گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریباً آپ کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دیا اور آپ نے ایک ماہ تک بیرون مدینہ قیام کیا یہاں تک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دے دی' کہتے ہیں کہ اسلم نے آپ کو قتل کیا تھا۔ اسلم کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو قتل کیا تو میں نے آپ کے نور کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا۔

حضرت سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ' اور حارثہ بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی بھی کہا جاتا ہے آپ ان کے سردار تھے' آپ کو ابو ثابت اور ابو قیس بھی کہا جاتا ہے آپ جلیل القدر صحابی تھے اور شب عقبہ کے نقیبوں میں سے ایک تھے' آپ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ اور امام بخاری اور ابن ماکولا کے قول کے مطابق بدر میں شامل ہوئے اور ابن عساکر نے حجاج بن ارطاۃ کے طریق سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے روز مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

میں کہتا ہوں' مشہور یہ ہے کہ ایسا فتح مکہ کے روز تھا واللہ اعلم' اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا جس نے آپ کو تیاری کے بعد جنگ سے روک دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا حصہ اور اجر لگایا اور آپ احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور یہی قول خلیفہ بن خیاط کا ہے اور ان کے پاس ایک پیالہ تھا جو حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں گوشت' ثرید یا دودھ اور روٹی یا روٹی اور گھی یا سرکے اور تیل کے ساتھ گھومتا تھا اور آپ ہر شب کے قریب آواز دیتے تھے کہ کون مہمان نوازی کرنا چاہتا ہے اور آپ عربی کتابت' تیراندازی اور تیراکی بہت اچھی جانتے تھے اور جو ان باتوں کو نہایت اچھی طرح کرلے اسے کامل کہا جاتا تھا اور ابو عمر بن عبدالبر نے بیان کیا ہے' جسے کئی علمائے تاریخ نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تخلف کیا اور شام چلے گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حوران کی ایک بستی میں ۱۳ھ میں وفات پا گئے' یہ قول ابن اسحٰق' المدائنی اور خلیفہ کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴ھ میں اور بعض کا قول ہے کہ ۱۵ھ میں وفات پائی اور الفلاس اور ابن بکر کہتے ہیں کہ آپ نے ۱۶ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں' رہی بات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو ہم نے مسند امام احمد میں روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا کیونکہ آپ کا قول ہے کہ خلفاء قریش سے ہوں گے اور آپ کا شام میں وفات پانا ایک ثابت شدہ بات ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے حوران میں وفات پائی تھی' اور محمد بن عائذ دمشقی نے عبدالاعلیٰ سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ شام کا سب سے پہلا فتح ہونے والا شہر بصریٰ ہے اور وہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور

ہمارے زمانے کے بہت سے لوگوں کے نزدیک آپ غوطہ دمشق کی ایک بستی میں جسے ''المنیحہ'' کہا جاتا ہے دفن ہیں اور وہاں آپ کے نام سے ایک قبر مشہور ہے اور میرے نزدیک حافظ ابن عساکر نے آپ کے حالات میں اس قبر کے ذکر سے کلیۃً کوئی تعرض نہیں کیا۔ واللہ اعلم

ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ مؤرخین نے اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کیا کہ آپ اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے اور آپ کا جسم سیاہ ہو گیا اور لوگوں کو آپ کی موت کا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ۔

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے اور ہم نے تیر کے ساتھ ان کے دل پر نشانہ مارا ہے''۔

ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے عطاء کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دوشعر جنات نے کہے ہیں' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کی ہے اور آپ بڑے غیرت مند لوگوں میں سے تھے آپ نے باکرہ عورتوں سے نکاح کیا اور کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ کوئی شخص آپ کے بعد اسے نکاح کا پیغام دینے کی جسارت کرے' روایت ہے کہ جب آپ مدینہ سے نکلے تو آپ نے اپنے مال کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور جب آپ وفات پا گئے تو آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے قیس بن سعد کے پاس آئے اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے بھی ان کے بیٹوں کے ساتھ شامل کر دے' اس نے کہا حضرت سعدؓ جو کچھ کر چکے ہیں میں اسے تبدیل نہیں کروں گا لیکن میں اپنا حصہ اس بیٹے کو دے دوں گا۔

حضرت سلمہ بن ہشام بن المغیرہ' یہ ابوجہل بن ہشام کے بھائی تھے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے واپس آئے تو آپ کے بھائی نے آپ کو قید کر دیا اور بھوکا رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں آپ کے لیے اور آپ کے ساتھ کمزوروں کی جماعت کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے پھر آپ خندق کے بعد چپکے سے کھسک کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور وہاں آپ کے ساتھ رہے اور معرکہ اجنادین میں شامل ہوئے اور وہیں شہید ہو گئے۔ حضرت ضرار بن الازور اسدی رضی اللہ عنہ' آپ مشہور شہسواروں اور بہادروں میں سے تھے آپ کی جنگیں مشہور اور احوال قابل تعریف ہیں عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے' دودھ دوہتے وقت تھن میں دودھ باقی رکھنے کے استحباب کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے۔

حضرت طلیب بن عمیر بن وہب بن کثیر بن ہند بن قصی القرشی العبدی' آپ کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں آپ بہت پہلے اسلام لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی اور بدر میں شامل ہوئے۔ یہ قول ابن اسحٰق' واقدی اور زبیر بن بکار کا ہے کہتے ہیں کہ آپ مشرک کو مارنے والے پہلے شخص تھے' یہ واقعہ یوں ہے کہ ابوجہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو حضرت طلیبؓ نے اسے اونٹ کے جبڑے سے مارا اور اس کے سر کو زخمی کر دیا' حضرت طلیبؓ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلبؓ بن ہاشم القرشی الہاشمی' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد تھے اور آپ مشہور بہادروں

اور دلیروں میں سے تھے' آپ معرکہ اجنادین میں مبارزت میں رومیوں کے دس بہادر جرنیلوں کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۳۰' ۳۵ سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر والدوسی' آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور آپ مشہور آدمی نہیں ہیں۔

حضرت عثمان بن طلحۃ العبدری کہتے ہیں کہ آپ معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے تھے اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۴۰ھ کے بعد تک زندہ رہے۔

حضرت عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیۃ الاموی ابوعبدالرحمٰن' آپ رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں مکہ کے امیر بنے آپؐ نے فتح کے بعد انہیں مکہ کا امیر بنایا' اس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی اور اس سال آپ نے ہی لوگوں کو حج کروایا اور حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو مکہ پر نائب مقرر کیا اور آپ کی وفات بھی مکہ میں ہی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اسی روز آپ کی وفات ہوئی' آپ کی صرف ایک حدیث ہے جسے سنن اربعہ کے مؤلفین نے روایت کیا ہے۔

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ابوعثمان القرشی المخزومی' آپ اپنے باپ کی طرح جاہلیت کے سادات میں سے تھے پھر آپ فتح مکہ کے سال فرار ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئے اور حق کی طرف واپس آ گئے۔ جب عمان کے لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو عمان کا گورنر مقرر کیا تو آپ نے ان پر فتح پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر آپ شام آ گئے اور آپ بعض دوستوں کے امیر تھے' کہتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد آپ کا کوئی گناہ معلوم نہیں ہوا' آپ مصحف کو بوسہ دیتے اور روتے تھے اور کہتے تھے یہ میرے رب کا کلام ہے' اس سے امام احمدؒ نے مصحف کو بوسہ دینے کے جواز اور اس کی مشروعیت پر حجت پکڑی ہے اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ اسلام کی آزمائش میں قابل تعریف تھے' عروہ کا بیان ہے کہ آپ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ نے ستر سے زیادہ تلواریں اور نیزے کھانے کے بعد یرموک میں وفات پائی۔

حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلبؓ، کہتے ہیں کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۱۸ھ تک زندہ رہے۔

حضرت نعیم بن عبداللہ بن النحام' آپ بنی عدی سے تعلق رکھتے تھے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا مگر حدیبیہ کے بعد تک ہجرت کے لیے تیار نہ ہو سکے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے اقارب کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے اس لیے قریش نے آپ سے کہا کہ آپ ہمارے ہاں قیام کریں اور جس دین پر چاہیں رہیں' اور خدا کی قسم ہم آپ کی حفاظت میں اپنی جانیں دے دیں گے اور کوئی آپ سے متعرض نہ ہو سکے گا آپ نے معرکہ اجنادین میں شہادت پائی اور بعض کا قول ہے کہ معرکہ یرموک میں شہادت پائی۔

حضرت ہبار بن الاسود بن اسد ابوالاسود القرشی الاسدی' جس وقت حضرت رسول کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا

مکہ سے نکلیں تو اس شخص نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کو نیزہ مارا حتیٰ کہ آپ کا اسقاط ہو گیا پھر بعد میں یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا اور معرکہ اجنادین میں اس نے شہادت پائی۔

حضرت ہبار بن سفیان بن عبدالاسود المخزومی' یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور صحیح قول کے مطابق' معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے معرکہ موتہ میں شہادت پائی۔ واللہ اعلم

حضرت ہشام بن العاص بن وائل السہمی' آپ حضرت عمروؓ بن العاص کے بھائی تھے' ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ اور حضرت ہشامؓ نے حضرت عمروؓ سے پہلے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جب وہاں سے واپس آئے تو مکہ میں قید ہو گئے پھر آپ نے خندق کے بعد ہجرت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو رومیوں کے بادشاہ کے پاس بھیجا آپ شہسواروں میں سے تھے اور معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ معرکہ یرموک میں شہید ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' آپ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور آپ کے حالات الگ طور پر بھی بیان ہوئے ہیں۔

ہجرت کا چودھواں سال

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو اہل عراق کے ساتھ جہاد پر تیار کرنے لگے' کیونکہ آپ کو اطلاع ملی کہ معرکہ جسر میں حضرت ابی عبید شہید ہو گئے ہیں اور ایرانی اپنی جمعیت کو منظم کر رہے ہیں اور انہوں نے بالاتفاق شاہی گھرانے سے یزدگرد کو بادشاہ بنالیا ہے اور عراق کے ذمیوں نے عہد شکنی کی ہے اور اپنے پیمان توڑ دیئے ہیں اور مسلمانوں کو اذیت دی ہے اور عمال کو اپنے ہاں سے نکال دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان فوجوں کو جو وہاں موجود تھیں لکھا کہ وہ ان کے درمیان سے نکل کر شہروں کی اطراف میں چلے جائیں۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال یکم محرم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ مدینہ سے چلے اور ایک پانی پر اترے جسے صرار کہا جاتا تھا اور آپ نے عراق کے ساتھ بنفس نفیس جنگ کرنے کے عزم سے وہاں پڑاؤ کیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور حضرت عثمان بن عفان اور سادات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے اپنے عزم کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کے لیے میٹنگ طلب کی اور الصلاۃ جامعہ کا اعلان کر دیا گیا اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا اور وہ بھی مدینہ سے تشریف لے آئے پھر آپ نے ان سے مشورہ لیا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ نے شکست کھائی تو دیگر علاقوں کے مسلمان کمزور ہو جائیں گے میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی آدمی کو عراق بھیج دیں اور خود مدینہ واپس چلے جائیں' اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے اتفاق کیا اور حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست قرار دیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی رائے میں ہم کس شخص کو عراق کی طرف بھیجیں؟ انہوں نے کہا' میں نے اس شخص کو تلاش کر لیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا' سعد بن مالک زہری جو اپنے پنجوں کے لحاظ

سے شیر ہے' آپ نے ان کے قول کو عمدہ خیال کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ کو عراق کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا. اے اسعد بن وہیب' اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بات تجھے دھوکا میں نہ ڈالے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں یا دوست کہا جاتا ہے بلاشبہ برائی برائی کو نہیں مٹاتی بلکہ برائی کو نیکی سے مٹایا جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور کسی کے درمیان' اس کی اطاعت کے بغیر کوئی رشتہ نہیں' پس لوگوں کے شریف اور رذیل اللہ کی ذات کے بارے میں برابر ہیں' اللہ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں' وہ عافیت سے ایک دوسرے سے فضیلت حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسے اطاعت سے حاصل کرتے ہیں پس تو اس امر پر نگاہ رکھ جس پر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے لے کر وفات تک قائم دیکھا اور اس کی پابندی کر' بالتحقیق وہی حقیقی امر ہے' یہ تجھے میری نصیحت ہے اگر آپ نے اسے ترک کر دیا اور اس سے بے رغبتی کی تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور جب آپ نے ان سے الگ ہونا چاہا تو انہیں فرمایا' عنقریب آپ کو ایک شدید امر سے واسطہ پڑے گا پس آپ کو جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنا' خوف الٰہی آپ کے کام کی تکمیل کرے گا اور یاد رکھو خوف الٰہی دو باتوں میں جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور اس کی معصیت سے اجتناب کرنے میں' اور اس کی فرماں برداری یہ ہے کہ آدمی دنیا کے بغض اور آخرت کی محبت سے اس کی فرماں برداری کرے اور اس کی نافرمانی یہ ہے کہ آدمی دنیا کی محبت اور آخرت کے بغض کے ساتھ اس کی نافرمانی کرے اور دلوں کے لیے حقائق ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے ان میں سے کچھ پوشیدہ ہیں اور کچھ ظاہر ہیں' ظاہری حقیقت یہ ہے کہ حق کے بارے میں اس کی تعریف اور مذمت کرنے والا برابر ہو اور پوشیدہ حقیقت یہ ہے جو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے ظاہر ہونے اور لوگوں کے ساتھ محبت کرنے اور لوگوں کی محبت سے معلوم ہوتی ہے پس محبت سے بے رغبتی نہ کرو بلاشبہ انبیاء نے بھی اپنی محبت کے بارے میں دعائیں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے محبوب بنا دیتا ہے اور جب کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو اس کو مبغوض بنا دیتا ہے' پس تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا وہی مقام سمجھ جو لوگوں کے ہاں تیرا مقام ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ چار ہزار فوج کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہو گئے جن میں تین ہزار یمنی اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ چھ ہزار فوج کے ساتھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرار سے اعوص تک ان کی مشایعت کی' وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے امثال بیان کی ہیں اور بات کو تمہارے لیے پھیر پھیر کر بیان کیا ہے تاکہ دل زندہ ہو جائیں' بلاشبہ دل' سینوں میں مردہ ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے' جسے کسی چیز کا علم ہو وہ اس سے فائدہ اٹھائے' بلاشبہ عدل وانصاف کے لیے علامات اور بشارت ہوتی ہے پس علامات یہ ہیں: حیا' سخاوت' آسانی اور نرمی' اور بشارت' رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے ایک دروازہ مقرر کیا ہے اور ہر دروازے کے لیے ایک چابی مہیا کی ہے' پس عدل وانصاف کا دروازہ غور وفکر کرنا ہے اور اس کی چابی زہد ہے اور غور وفکر' موت کا یاد کرنا اور اموال کو پیش کرنے کے لیے تیار ہونا ہے اور زہد ہر کسی سے حق کا لینا ہے جسے حق قبول کرے اور گذارے کی روزی پر اکتفا کرے اور اگر گذارے

کی روزی اسے کفایت نہ کرے تو اسے کوئی چیز غنی نہ کر سکے گی' میں تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں لیکن میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دعا سے مدد کرنا میرے ذمے لگایا ہے پس تم اپنی شکایات ہم تک پہنچاؤ' پس جو شخص ہم تک شکایات پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ جس شخص تک انہیں پہنچا سکتا ہے' پہنچا دے ہم بلا خوف اس کا حق وصول کریں گے''۔

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس آ گئے اور جب حضرت دریائے زرد کے پاس پہنچے اور آپ کے حضرت المثنیٰ کی ملاقات کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا اور دونوں ایک دوسرے کو ملنے کے مشتاق تھے کہ حضرت المثنیٰ بن حارثہ کا وہ زخم کھل گیا جو آپ کو معرکہ جسر میں لگا تھا اور آپ وفات پا گئے' اور آپ نے بشیر بن الخصاصیہ کو فوج پر نائب مقرر کیا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے لیے رحم کی دعا کی اور ان کی بیوی سلمٰی سے نکاح کر لیا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کی فرودگاہ تک پہنچے تو ان کی ریاست اور امارت بھی ان کے پاس پہنچ گئی اور سادات عرب میں سے عراق کا ہر امیر آپ کی امارت کا ماتحت ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اور کمک بھیجی حتیٰ کہ معرکہ قادسیہ میں آپ کے پاس تیس ہزار فوج اکٹھی ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ چھتیس ہزار فوج اکٹھی ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم میں ملوک عجم کو ملوک عرب سے نکلوا دوں گا اور آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ قبائل پر امراء مقرر کریں اور فوج کے ہر دس نقیبوں پر ایک نقیب مقرر کریں اور انہیں قادسیہ جانے کو کہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا آپ نے نقیبوں پر نقیب مقرر کر دیا اور قبائل پر امیر مقرر کر دیئے اور ہراوّل' میمنہ' میسرہ' ساقہ' پیادہ اور سوار دستوں پر حضرت امیر المومنین کے حکم کے مطابق حاکم مقرر کر دیئے۔

سیف نے اپنے اسناد سے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی ذوالنون کو لوگوں کا قاضی مقرر کیا اور مقبوضہ اموال اور غنیمت کی تقسیم بھی آپ کے سپرد کی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کا خطیب اور داعی مقرر کیا اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس فوج میں سب کے سب صحابہؓ تھے جو تین سو دس سے اوپر تھے ان میں سے ستر' بہتر بدری صحابہؓ تھے اور اس میں سات سو کے قریب صحابہؓ کے بیٹے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا جس میں انہیں قادسیہ کی طرف جلد بڑھنے کا حکم دیا اور جاہلیت میں قادسیہ' ایران کا دروازہ تھا اور یہ کہ وہ پتھروں اور دیہات کے درمیان رہیں اور ایران کے راستوں کی ناکہ بندی کر لیں اور ان پر حملہ کرنے میں سبقت کریں اور ان کی کثرت تعداد اور سامان آپ کو خوفزدہ نہ کرے بلاشبہ وہ ایک فریب کار قوم ہیں اور اگر تم نے استقلال دکھایا اور اچھے کام کیے اور امانت داری کی نیت کی تو مجھے امید ہے کہ آپ لوگ ان پر فتح پائیں گے اور پھر کبھی ان کی جمعیت اکٹھی نہ ہو گی سوائے اس کے کہ وہ اکٹھے ہوں اور ان کے دل ان کے ساتھ نہیں ہوں گے اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی شکست ہوئی تو پیچھے لوٹ آنا یہاں تک کہ تم پتھروں تک پہنچ جاؤ' بلاشبہ تم وہاں بہت جری ہوں گے اور وہ وہاں بہت بزدل اور ناواقف ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان پر فتح دے اور دوبارہ تمہیں غلبہ دے نیز آپ نے انہیں اپنا محاسبہ کرنے اور فوج کو نصیحت کرنے کا حکم دیا اور انہیں نیک نیتی اور صبر اختیار کرنے کا حکم

دیا بلاشبہ نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آتی ہے اور خیال کے مطابق اجر ملتا ہے اور اللہ سے عافیت کی دعا کرو اور لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم بکثرت پڑھو اور مجھے اپنے تمام حالات اور ان کی تفاصیل لکھو اور یہ کہ تم کیسے اترتے ہو اور تمہارا دشمن تم سے کہاں ہوگا اور مجھے اپنے خطوط میں یوں سمجھو گویا میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں اور یوں سمجھو گویا مجھ پر تمہارے معاملات منکشف ہیں' اللہ سے ڈرو اور اس سے امید رکھو اور کسی چیز پر بھروسہ نہ رکھو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے اس بات کی ذمہ داری لی ہے جس کا کوئی بدل نہیں' پس محتاط رہنا کہ کہیں وہ تم کو اس سے برگشتہ نہ کر دے اور تمہاری بجائے دوسرے آدمی لے آئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان مقامات اور اراضی کی ایسی کیفیت آپ کو لکھی گویا آپ انہیں مشاہدہ کر رہے ہیں اور آپ کو یہ اطلاع بھی لکھ بھیجی کہ:

''ایرانیوں نے رستم اور اس کے امثال کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے میدان میں نکالا ہے اور وہ ہماری تلاش میں ہیں اور ہم ان کی تلاش میں ہیں اور اللہ کا فیصلہ کام کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اس نے ہمارے حق میں یا ہمارے خلاف جو فیصلہ کیا ہے وہ مسلم ہے پس ہم اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے کی دعا کرتے ہیں اور بہتر فیصلہ عافیت میں ہوتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ:

''آپ کا خط مجھے ملا اور میں نے اسے سمجھ لیا ہے پس جب آپ کا اپنے دشمنوں سے مقابلہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی پشتوں پر مسلط کر دے گا اس نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تم جلد انہیں شکست دو گے اور اس بارے میں قطعاً شک نہ کرنا پس جب آپ انہیں شکست دیں تو مدائن پر حملہ کیے بغیر ان سے الگ نہ ہونا' بلاشبہ اللہ اسے ویران کر دے گا''۔

اور حضرت عمر' حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے لیے خصوصاً اور مسلمانوں کے لیے عموماً دعائیں کرنے لگے۔ اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ العذیب مقام پر پہنچے تو شیرزاذ بن ارازدبہ کے ساتھ ایرانی فوج نے روکا اور شیرزاذ کے جو بہت سی چیزیں تھیں وہ انہوں نے غنیمت میں حاصل کیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا خمس لگایا اور چار خمس لوگوں میں تقسیم کر دیئے جس سے لوگ خوش ہو گئے اور نیک شگون لیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان قابل حفاظت چیزوں کے لیے جو آپ کے ساتھ تھیں ایک الگ حفاظتی دستہ تیار کیا اور اس دستے کے امیر حضرت غالب بن عبداللہ لیثی تھے۔

جنگِ قادسیہ:

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے اور قادسیہ میں اترے اور اپنے دستوں کو پھیلا دیا اور ایک ماہ تک وہاں قیام کیا اور آپ نے کسی ایرانی رعایا میں سے وہ لوگ جنہیں مسلمانوں کی لوٹ کھسوٹ اور قیدی بننے سے واسطہ پڑتا تھا' اپنے شہروں کے گوشوں سے یزدگرد کے پاس چلاتے ہوئے گئے اور کہنے لگے' اگر تم نے ہماری مدد نہ کی تو جو کچھ ہمارے پاس ہے ہم انہیں دے دیں گے اور قلعے بھی انہیں سپرد کر دیں گے پس ایرانیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ رستم کو ان کے مقابلہ میں بھیجا جائے' پس یزدگرد نے اسے پیغام بھیجا اور اسے فوج کا سالار بنا دیا اور رستم نے اس سے معذرت کی اور کہنے لگا' بلاشبہ یہ کوئی بزدلانہ رائے نہیں' عربوں کے مقابلہ میں فوجوں کے بعد فوجیں بھیجنا زیادہ سخت ہوگا بجائے یہ کہ وہ ایک ہی دفعہ بہت بڑی فوج کو شکست دے دیں مگر بادشاہ نے اس بات کے سوا

کسی اور بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور رستم مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گیا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حیرہ اور صلوبا کی طرف حالات معلوم کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو اسے پتہ چلا کہ بادشاہ نے رستم بن فرخ زاذ کو جنگ کا امیر مقرر کیا ہے اور فوجوں سے اسے مدد دی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا کہ ان کے متعلق جو خبر تمہارے پاس آئی ہے اور جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس سے پریشان نہ ہونا اور اللہ سے مدد طلب کرنا اور اس پر توکل کرنا' اور بہادر اور صاحب بصیرت لوگوں کو اسے دعوت دینے کے لیے بھیجو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ان کی کمزوری اور ان پر کامیابی کا ذریعہ بنانے والا ہے اور ہر روز مجھے خط لکھو اور جب رستم اپنی فوجوں کے ساتھ نزدیک آیا اور ساباط مقام پر اس نے پڑاؤ کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے ساباط مقام پر پڑاؤ کر لیا ہے اور گھوڑوں اور ہاتھیوں کو لے آیا ہے اور اس نے ان کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا ہے اور میرے نزدیک استعانت و توکل سے بڑھ کر کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی اور میں اسی کا بکثرت ذکر کرتا ہوں اور رستم نے فوج کو مرتب کیا اور چالیس ہزار کی ہراول فوج پر جالینوس کو سالار مقرر کیا اور میمنہ پر ہرمزان اور میسرہ پر مہران بن بہرام کو مقرر کیا اور یہ ساٹھ ہزار تھے اور بیس ہزار کے ساقہ پر البندران کو مقرر کیا' سیف وغیرہ کے بیان کے مطابق کل فوج اسی ہزار تھی اور ایک روایت میں ہے کہ رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس کے پیچھے ۸۰ ہزار فوج تھی اور اس کے ساتھ ۳۳ ہاتھی تھے جن میں سابور کا سفید ہاتھی بھی تھا جو سب سے بڑا اور سب کے آگے تھا اور ہتھنی اس سے مانوس تھی' پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سادات کی ایک جماعت جن میں حضرت نعمان بن مقرن' حضرت فرات بن حبان' حضرت حنظلہ بن ربیع تمیمی' حضرت اشعث بن قیس' حضرت مغیرہ بن شعبہ' اور حضرت عمرو بن معدیکرب شامل تھے' رستم کو دعوت الی اللہ دینے کے لیے بھیجی' تو رستم نے انہیں کہا' تم کس کام کے لیے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' اللہ نے ہم سے ایک وعدہ کیا ہے ہم اس کے لیے آئے ہیں۔ وہ تمہارے شہروں پر قبضہ کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بیٹوں کو قیدی بنا دے گا اور تمہارے اموال کو قابو کرے گا اور ہمیں اس وعدہ پر یقین ہے اور رستم نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا ہے اور اس نے ایرانیوں کے تمام ہتھیاروں پر مہر لگا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہتھیاروں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ہے۔

سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا حتیٰ کہ مدائن سے اس کے خروج کے درمیان اور قادسیہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے ملاقات کرنے کے درمیان چار ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے' اس نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اکتا دے تاکہ وہ واپس چلے جائیں اور اگر بادشاہ اس کو جلدی کرنے کا نہ کہتا تو وہ کبھی آپ سے جنگ نہ کرتا کیونکہ اسے خواب کے نظارہ کے ذریعے معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ نصیب ہوگا اور وہ اس کی علامات بھی دیکھ چکا تھا اور مسلمانوں سے بھی اس کے متعلق سن چکا تھا' نیز اسے علم نجوم میں بھی دسترس حاصل تھی اور وہ اس کی صحت پر دلی یقین رکھتا تھا اور جب رستم کی فوج حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نزدیک آئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ واضح طور پر ان کے حالات کو معلوم کریں' پس آپ نے خفیہ طور پر ایک شخص کو بھیجا کہ وہ کسی ایرانی شخص کو آپ کے پاس لے آئے اور اس دستہ میں طلیحہ اسدی بھی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور پھر توبہ کر لی تھی اور حارث اپنے اصحاب کے ساتھ آگے

بڑھے اور پھر واپس آ گئے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دستے کو بھیجا تو طلیحہ فوجوں اور صفوں کے درمیان چلنے لگا اور ہزاروں آدمیوں سے سبقت کر گیا اور اس نے بہادروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا حتیٰ کہ ان سے ایک آدمی کو قید کر کے آپ کے پاس لے آیا جو اپنے آپ پر کچھ بھی قابو نہ رکھتا تھا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے متعلق پوچھا تو وہ طلیحہ کی شجاعت کی صفت بیان کرنے لگا آپ نے فرمایا اسے چھوڑو ہمیں رستم کے متعلق بتاؤ اس نے کہا وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ ہے اور اتنی ہی فوج اس کے پیچھے ہے اور وہ شخص فوراً مسلمان ہو گیا۔

سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کے پاس کسی عالم اور دانش مند آدمی کو بھیج دیں کہ وہ اس سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہے' آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس بھیج دیا اور جب یہ اس کے پاس گئے تو رستم انہیں کہنے لگا: آپ ہمارے پڑوسی ہیں اور ہم آپ لوگوں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں اور تمہاری تکلیف کو دور کرتے ہیں تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ اور ہم آپ لوگوں کی تجارت کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے نہیں روکیں گے' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں ہم صرف آخرت کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے اور اسے کہا ہے کہ میں اس گروہ کو ان لوگوں پر مسلط کر دوں گا جو میرے دین کو اختیار نہیں کریں گے اور میں ان کے ذریعے انہیں سزا دوں گا اور جب تک وہ اس دین کے اقراری رہیں گے میں انہیں غلبہ عطا کروں گا اور وہ دین حق ہے اور جو اس سے بے رغبتی کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے اور اس سے تمسک کرنے والا عزت پا جاتا ہے' رستم نے آپ سے پوچھا وہ دین کیا ہے؟ حضرت مغیرہ نے کہا اس کا وہ ستون جس سے اس کی ہر چیز کی درستگی ہو جاتی ہے وہ یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا' اس نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے اور کون سی ایسی چیز ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا: بندوں کو بندوں کی غلامی سے چھڑا کر اللہ کی غلامی کی طرف لے جانا' اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے' اور کون سی ایسی چیز ہے؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں' اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے' پھر رستم نے کہا' اگر ہم آپ کے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ کے خیال میں آپ ہمارے شہروں کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا! پھر ہم تجارت اور ضرورت کے سوا آپ کے شہروں کے نزدیک بھی نہیں آئیں گے' اس نے کہا یہ بھی بہت اچھی بات ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ' رستم کے پاس سے واپس آ گئے تو رستم نے اپنی قوم کے رؤسا سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے اس سے برا منایا اور اس میں داخل ہونے سے انکار کیا' اللہ ان کا بھلا نہ کرے اور انہیں ذلیل کرے اور اس نے ایسے ہی کیا۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک اور ایلچی حضرت سعد بن عامر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کی نشست گاہ کو سنہری تکیوں اور ریشمی گدیلوں سے سجایا ہوا تھا اور اس نے فوقیت اور قیمتی موتیوں اور بڑی زیبائش کا اظہار کیا اور اس کے سر پر اس کا تاج تھا اور اسی طرح دیگر قیمتی سامان بھی تھے اور وہ ایک سنہری تخت پر بیٹھا تھا اور حضرت

ربعی' گف دار لباس' تلوار' ڈھال اور چھوٹے سے گھوڑے کے ساتھ اس کے پاس گئے اور اس پر سوار ہی رہے حتیٰ کہ آپ نے اس کے قالین کے کنارے کو روند دیا' پھر اترے اور اسے ان گل تکیوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا اور اپنے ہتھیار اور زرہ پہن کر اور سر پر خود رکھ کر آئے' انہوں نے آپ سے کہا اپنے ہتھیار اتار دیجیے' آپ نے فرمایا میں تمہارے پاس نہیں آیا' میں تمہارے بلانے پر آیا ہوں' اگر تم نے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیا تو فبہا' ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا' رستم نے کہا اسے اجازت دے دو' اور آپ قالینوں پر اپنے نیزے پر ٹیک لگاتے ہوئے آئے اور آپ نے قالینوں کے اکثر حصوں کو پھاڑ دیا' لوگوں نے آپ سے کہا تم کس کام سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا اللہ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے کہ ہم بندوں کو بندوں کی غلامی سے چھڑا کر اللہ کی غلامی کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور ادیان کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف لے جائیں' پس اس نے ہمیں اپنے دین کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ ہم انہیں اس کی طرف دعوت دیں اور جو شخص اسے قبول کرے گا ہم اس کی بات مان لیں گے اور اسے چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے اور جو انکار کرے گا ہم اس سے ہمیشہ برسر پیکار رہیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کے کیے ہوئے وعدے تک پہنچ جائیں گے' انہوں نے پوچھا؟ اللہ کا کیا ہوا وعدہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو انکار کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مر جائے اس کے لیے جنت' اور جو زندہ رہے اس کے لیے کامیابی و کامرانی' رستم کہنے لگا' میں نے تمہاری بات سن لی ہے' کیا آپ لوگ اس معاملہ کو کچھ مؤخر کر سکتے ہیں تاکہ ہم اس میں غور و فکر کر سکیں اور تم انتظار کرو' آپ نے فرمایا' ہاں' آپ کتنے دن غور کرنا چاہتے ہیں ایک دن یا دو دن؟ اس نے کہا' نہیں بلکہ ہم اپنے اہل الرائے اور اپنی قوم کے رؤساء کے ساتھ خط و کتابت کریں گے' آپ نے فرمایا' ہمارے رسول کی یہ سنت نہیں کہ ہم جنگ کے وقت دشمن کو تین دن سے زیادہ مہلت دیں' اپنے اور ان کے معاملے میں غور و فکر کر لو' اور مقررہ مدت کے بعد تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو' اس نے پوچھا' کیا تم ان کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں' لیکن مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جن کا ادنیٰ شخص بھی اعلیٰ کے مقابلے میں پناہ دے سکتا ہے' پس رستم نے اپنی قوم کے رؤساء کے ساتھ میٹنگ کی اور کہا' کیا تم نے کبھی اس شخص کے کلام سے وزنی اور زبردست کلام دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا اس بات سے اللہ کی پناہ کہ تو اس کی طرف کچھ بھی جھکاؤ اختیار کرے اور اس کتے کی خاطر اپنا دین چھوڑ دے' کیا تو اس کے کپڑوں کو نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ اس کے کپڑوں کی طرف نہ دیکھو' اس کی گفتگو' رائے اور سیرت کی طرف دیکھو' عرب لوگ کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور خاندانی محاسن و مفاخر کی حفاظت کرتے ہیں' پھر انہوں نے دوسرے دن کسی آدمی کے بھیجنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی طرح گفتگو کی اور تیسرے دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ گئے اور آپ نے نہایت اچھی طویل گفتگو کی' جس میں رستم نے حضرت مغیرہؓ سے کہا' ہمارے علاقے میں تمہاری آمد کی مثال اس مکھی کی سی ہے جس نے شہد کو دیکھا اور کہنے لگی جو مجھے اس تک پہنچا دے اسے دو درہم ملیں گے؟ اور جب اس پر گری تو اس میں پھنس گئی اور چھٹکارے کی جستجو کرنے لگی مگر اسے چھٹکارا حاصل نہ ہوا اور کہنے لگی جو مجھے چھٹکارا دلائے گا میں اسے چار درہم دوں گی اور تمہاری مثال اس کمزور لومڑ کی سی ہے جو انگور کی بیل کے گڑھے میں داخل ہو گیا اور جب اسے انگوروں کے مالک نے کمزور دیکھا تو اسے رحم کر کے چھوڑ دیا اور جب وہ فربہ ہو گیا تو اس نے بہت سی چیزوں کو خراب کر دیا تو وہ اپنی فوج کے ساتھ آیا اور

اس نے لومڑ کے خلاف اپنے بچوں سے مدد مانگی اور وہ اسے نکالنے کے لیے گیا تو وہ اس کی فربہی کے باعث اسے نہ نکال سکا پس اس نے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا' اسی طرح تم بھی ہمارے ملک سے نکلو گے پھر وہ غصہ سے بھڑک اٹھا اور اس نے سورج کی قسم کھائی کہ میں کل ضرور تم کو قتل کروں گا' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا' پھر رستم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' میں نے تمہارے لیے لباس کا اور تمہارے امیر کے لیے ایک ہزار دینار اور سواری کا حکم دیا ہے اور تم ہمارے ہاں سے واپس چلے جاؤ' حضرت مغیرہؓ نے کہا کیا ہم تمہاری حکومت اور قوت کو کمزور کرنے کے بعد چلے جائیں حالانکہ ہم تمہارے ملک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ہم تم کو ذلیل کر کے جزیہ لیں گے اور تم بادل نخواستہ ہمارے غلام بن جاؤ گے' جب آپ نے یہ بات کہی تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ صفوان ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ امیہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ابووائل نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ آ کر قادسیہ میں اترے وہ بیان کرتے ہیں مجھے معلوم نہیں شاید ہم سات یا آٹھ ہزار کے درمیان درمیان تھے اور مشرکین کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی' انہوں نے کہا نہ تمہارے پاس کوئی قوت و طاقت ہے اور نہ تمہارے پاس کوئی ہتھیار ہیں' تم کس لیے آئے ہو؟ واپس چلے جاؤ' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا ہم واپس جانے والے نہیں اور وہ ہمارے تیروں پر ہنستے تھے اور دوک دوک کہتے تھے اور ہمیں تکلوں سے تشبیہ دیتے تھے اور جب ہم نے واپس جانے کے متعلق ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے کہا تم اپنا ایک دانش مند آدمی ہمارے پاس بھیجو' جو ہم پر واضح کرے کہ تم کس لیے آئے ہو؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں جاتا ہوں' پس آپ ان کے پاس گئے اور رستم کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئے تو یہ لوگ چلا اٹھے' آپ نے فرمایا اس تخت نے مجھے کوئی رفعت نہیں بخشی اور نہ تمہارے آقا کی شان میں کچھ کمی کی ہے' رستم نے کہا' اس نے سچ کہا ہے تم لوگ کیوں آئے ہو' آپ نے کہا ہماری قوم شر و ضلالت میں مبتلا تھی' پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نبی کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے ہمیں ہدایت دی اور اس کے ہاتھوں ہمیں رزق دیا اور جو رزق ہمیں دیا گیا اس میں ایک دانہ بھی ہے جو اس شہر میں پیدا ہوتا ہے پس جب ہم نے اسے کھایا اور اس کے باشندوں نے اسے ہمیں کھلایا تو وہ کہنے لگے کہ ہم اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتے' ہمیں اس علاقے میں اتارو تا کہ ہم اس دانے کو کھائیں' رستم نے کہا' تب تو ہم تم کو قتل کریں گے' آپ نے کہا اگر تم نے ہمیں قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اگر ہم نے تم کو قتل کر دیا تو تم دوزخ میں داخل ہو گے اور تم جزیہ ادا کرو گے' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ تم جزیہ ادا کرو گے تو وہ چلائے اور کہنے لگے: ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی صلح نہیں ہو گی۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہمارے پاس دریا عبور کر کے آؤ گے یا ہم آپ کے پاس آ جائیں؟ رستم نے کہا' ہم تمہارے پاس آئیں گے' پس مسلمان پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ انہوں نے دریا عبور کر لیا اور پھر ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔

سیف نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء کی تکلیف تھی اور انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور اس قول الٰہی کی تلاوت کی ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر چار تکبیریں کہیں' اس کے بعد انہوں نے آپ کے حکم کے مطابق لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے ان کا پیچھا کرنے' انہیں قتل کرنے اور ہر گھات میں ان کے لیے بیٹھنے اور بعض مقامات میں ان کا محاصرہ کرنے کے لیے ان پر حملہ کر دیا یہاں

تک کہ انہوں نے کتوں اور بلیوں کو کھایا اور ان کے بھگوڑوں کو نہاوند پہنچنے تک واپس نہ کیا اور ان کی اکثریت نے مدائن کی پناہ لی اور مسلمان اس کے دروازوں تک ان سے چمٹے رہے اور معرکہ سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو کسریٰ کو دعوت الی اللہ دینے بھیجا' انہوں نے کسریٰ سے اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دی اور اہل شہران کی شکلوں کو دیکھنے نکلے' ان کی چادریں ان کے کندھوں پر تھیں اور ان کے کوڑے ان کے ہاتھوں میں تھے اور ان کے جوتے ان کے پاؤں میں تھے اور ان کے گھوڑے کمزور تھے اور انہوں نے اپنے پاؤں سے زمین کو روند دیا اور وہ ان سے بہت تعجب کرنے لگے کہ اس قسم کے لوگ کس طرح ان کی بے شمار فوجوں کو جو بکثرت جنگی اسلحہ سے لیس ہیں' مغلوب کرلیں گے' اور جب انہوں نے شاہ یزدگرد سے اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دی اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور وہ متکبر اور ناشائستہ آدمی تھا پھر وہ ان سے ان کے اس لباس کے متعلق پوچھنے لگا کہ اس کا کیا نام ہے' یعنی چادروں' جوتوں اور کوڑوں کے متعلق' اور جب بھی وہ ان میں سے اسے کوئی بات کہتے تو وہ شگون لیتا' پس اللہ نے اس کے شگون کو اس کے سر پر الٹا مارا' پھر اس نے ان سے پوچھا؟ تم اس ملک میں کیسے آئے ہو؟ کیا تم نے خیال کیا ہے کہ جب ہم آپس میں مشغول ہوجاتے ہیں تو تم ہم پر جرأت کرلیتے ہو؟ حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اسے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا ہے اور ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو بھلائی کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے اور بھلائی کے کرنے کا ہمیں حکم دیتا ہے اور ہمیں شر سے آگاہ کرتا ہے اور اس سے روکتا ہے' اور اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس کے ماننے میں ہماری دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور اس نے جس قبیلہ کو بھی دعوت دی ہے وہ دو فرقے بن گیا ہے ایک فرقہ اس کے قریب ہوجاتا ہے اور دوسرا اس سے دور ہوجاتا ہے اور اس کے دین میں اس کے ساتھ صرف خواص ہی شامل ہوتے ہیں پھر وہ مشیت الٰہی کے مطابق اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ پھر اس نے مخالف عربوں پر حملہ کرنے اور ان سے آغاز کرنے کا حکم دیا' پس اس نے ایسے ہی کیا تو وہ دو صورتوں میں اس کے ساتھ شامل ہوگئے مجبور ہوکر اور خوشی سے مجبوری والے نے رشک کیا اور خوشی والے کی خوشی میں اضافہ ہوگیا اور ہم جس تنگی اور عداوت میں پڑے ہوئے تھے ہم نے اس پر اس کی لائی ہوئی تعلیم کی فضیلت کو معلوم کرلیا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہمارے قریب جو اقوام رہتی ہیں ہم ان سے آغاز کریں اور انہیں انصاف کی دعوت دیں پس ہم آپ لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وہ دین اسلام ہے جس نے اچھائی کی تحسین کی ہے اور برائی کی قباحت کی ہے' پس اگر تم نے انکار کیا تو یہ ایک بری بات ہوگی جو دوسری بری بات سے ہلکی ہوگی جس میں جزیہ دینا بھی شامل ہے اور اگر تم نے جزیہ سے بھی انکار کیا تو جنگ ہوگی اور اگر تم نے ہمارے دین کو قبول کرلیا تو ہم تم میں کتاب اللہ کو چھوڑیں گے اور تم کو اس پر قائم کریں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق فیصلے کرو اور خود واپس چلے جائیں گے تم جانو اور تمہارا ملک' اور اگر تم نے ہمیں جزیہ دیا تو ہم اسے قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے بصورت دیگر ہم تم سے جنگ کریں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یزدگرد گویا ہوا اور کہنے لگا' مجھے معلوم نہیں کہ زمین میں تم سے زیادہ بدبخت اور کم تعداد اور باہم برے حالات والی کوئی قوم ہو' ہم گردونواح کی بستیاں تمہارے سپرد کردیا کرتے تھے تاکہ وہ ہماری طرف سے تمہیں کفایت کریں اور ایران تم سے جنگ نہیں کرتا تھا اور نہ تم ان کے مقابل کھڑا ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے تو یہ بات

ہمارے بارے میں تمہیں دھوکا میں نہ ڈالے اور اگر بھوک نے تمہیں اس بات پر آمادہ کیا ہے تو ہم تمہاری خوشحالی تک تمہارے لیے رسد مقرر کر دیتے ہیں اور تمہارے سرداروں کی عزت کرتے ہیں اور تم پر ایسا بادشاہ مقرر کر دیتے ہیں جو تم سے نرمی کرے گا' پس لوگ خاموش ہو گئے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اٹھ کر کہا' اے بادشاہ! بلاشبہ یہ لوگ عربوں کے سردار ہیں' اور اشراف' اشراف سے شرم محسوس کرتے ہیں اور اشراف کا اکرام کرتے ہیں اور اشراف ہی اشراف کے حقوق کو عظمت دیتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے بھیجا ہے وہ سارا انہوں نے تیرے لیے جمع نہیں کیا اور نہ تو نے جو گفتگو کی ہے وہ اس سب کا جواب دیں گے اور انہوں نے نیکی کی ہے اور ان جیسا آدمی اسی طرح نیکی کرتا ہے' پس مجھے جواب دو' میں ہی آپ کو ابلاغ حق کروں گا اور وہ اس پر گواہی دیں گے' تو نے ہماری ایک صفت بیان کی ہے جسے تو نہیں جانتا اور جو تو نے ہماری بدحالی کا ذکر کیا ہے سو ہم سے بدحال کوئی نہ تھا اور نہ کوئی ہماری طرح بھوکا تھا' ہم سیاہ بھونرے' گبریلے' بچھو اور سانپ کھا جاتے تھے اور ہم انہیں اپنا کھا جا سمجھتے تھے اور زمین کی پشت ہمارا گھر تھا اور ہم اونٹوں اور بھیڑوں کی اون اور بالوں سے جو کاتتے تھے اسی کو پہنتے تھے' ہمارا دین' ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنا تھا اور ہم میں سے بعض اپنی بیٹی کو اس کراہت سے زندہ درگور کرتے تھے کہ وہ ان کے کھانے سے کھائے گی اور جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے آج سے پہلے ہمارا یہی حال تھا اور معاد کے بارے میں بھی میں آپ سے بیان کر چکا ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک نیک آدمی بھیجا جس کے حسب ونسب اور پیدائش کی جگہ کو ہم جانتے ہیں' پس اس کا علاقہ ہمارا بہترین علاقہ ہے اور اس کا حسب' ہمارا بہترین حسب ہے اور اس کا گھر ہمارا بہترین گھر ہے اور اس کا قبیلہ ہمارا بہترین قبیلہ ہے اور وہ خود بھی جس حالت میں ہے ہم سے بہتر حالت میں ہے وہ ہم سے بڑا راست باز اور بڑا دانشمند ہے' اس نے ہمیں ایک بات کی دعوت دی مگر کسی نے اسے جواب نہ دیا' اس کا پہلا ساتھی اس کے بعد خلیفہ بنا' اس نے بات کی' ہم نے بھی بات کی' اس نے سچ بولا' ہم نے جھوٹ بولا' وہ بڑھتا گیا' ہم کم ہوتے گئے اور اس نے جو بات کہی وہ پوری ہوئی' پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں اس کی تصدیق اور اتباع کی بات ڈال دی اور وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا اور اس نے جو بات ہمیں کہی وہ قول الٰہی تھا اور اس نے جو حکم ہمیں دیا وہ امر الٰہی تھا اس نے ہمیں کہا تمہارا رب فرماتا ہے کہ میں یکتا ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں' میں اس وقت بھی تھا جب کوئی چیز موجود نہ تھی اور میرے سوا ہر چیز ہلاکت پذیر ہے اور میں نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس آئے گی اور میری رحمت نے تمہیں پا لیا ہے اور میں نے تمہاری طرف اس شخص کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو وہ راستہ بتاؤں جس کے ذریعے میں تمہیں موت کے بعد اپنے عذاب سے بچاؤں گا اور تم کو اپنے گھر دارالسلام میں اتاروں گا' پس ہم اس کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں سے حق لے کر آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ جو شخص حق میں تمہاری پیروی کرے گا اس کے لیے وہی کچھ ہے جو تمہارے لیے ہے اور جو ذمہ داری تم پر ہے وہی اس پر ہے اور جو اس کا انکار کرے اسے جزیہ کی پیشکش کرو پھر تم اس سے اس کی حفاظت کرو جس سے اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور جو انکار کرے اس سے جنگ کرو' پس میں تمہارے درمیان حکم ہوں اور جو تم میں سے قتل ہوگا اسے میں اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو تم میں سے زندہ رہا' میں اسے اس کے دشمن پر فتح دوں گا' پس اگر تو

چاہے تو جزیہ کو اختیار کر لے اور تو ذلیل ہوگا اور اگر تو چاہے تو تلوار کو اختیار کر لے' یا صلح کر کے' اپنی جان بچا لے' یزدگرد نے کہا کیا تو اس قسم کی باتوں سے میرا سامنا کرتا ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا میں نے اس کا سامنا کیا ہے جس نے مجھ سے گفتگو کی ہے اگر تیرے سوا میرے ساتھ کوئی اور شخص گفتگو کرتا تو میں ایسی باتوں سے تیرا سامنا نہ کرتا' اس نے کہا' اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا' میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں نیز کہنے لگا' میرے پاس مٹی کا بورا لاؤ اور ان لوگوں کے سردار کے سر پر رکھ دو پھر انہیں پیچھے سے ہانکو تا کہ یہ مدائن کے گھروں سے باہر نکل جائیں' اور اپنے آقا کے پاس واپس جا کر اسے بتاؤ کہ میں اس کی طرف رستم کو بھیج رہا ہوں تا کہ وہ اسے اور اس کی فوج کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے اور اسے اور تمہیں بعد والوں کے لیے عبرت بنا دے پھر وہ تمہارے ملک میں جا کر تمہیں سابور سے بھی سخت عبرت ناک شکست دے گا پھر کہنے لگا' تمہارا سردار کون ہے؟ سب لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ارے جوانو! میں ان لوگوں کا سردار ہوں مٹی لے کر مجھ پر رکھ دو' اس نے کہا' کیا اسی طرح؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' اور وہ مٹی اٹھا کر کسریٰ کی حویلی اور ایوان سے باہر نکل گئے اور اپنی سواری کے پاس آ کر اسے اس پر لاد دیا پھر وہ تیزی سے چل پڑے تا کہ اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائیں اور حضرت عاصمؓ نے ان سے سبقت کی اور باب قدیس کے پاس سے گزرے اور اسے سمیٹ لیا اور فرمایا امیر کو فتح کی بشارت دو' ہم ان شاء اللہ فتح مند ہوں گے پھر وہ چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے مٹی کو پتھروں میں ڈال دیا پھر واپس آ گئے اور آ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا انہوں نے فرمایا' خوش ہو جاؤ خدا کی قسم اس نے ہمیں حکومت کی چابیاں دے دی ہیں اور انہوں نے اس سے ان کے ملک کو حاصل کرنے کا شگون لیا پھر ہر روز صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت رفعت و شرف میں بڑھنے لگی اور ایرانیوں کی حالت ذلت و نکبت میں گرنے لگی اور جب رستم بادشاہ کے پاس ان مسلمانوں کا حال پوچھنے آیا جنہیں اس نے دیکھا تھا تو اس نے ان کی دانش مندی فصاحت اور ان کی حاضر جوابی کا اس سے ذکر کیا اور وہ جس بات کا ارادہ کیے ہوئے ہیں قریب ہے کہ وہ اسے حاصل کر لیں' نیز اس نے ان کے سردار پر مٹی لادنے کا بھی ذکر کیا کہ ان کے سردار نے اپنے سر پر مٹی اٹھانے کو حماقت خیال کیا اور اگر وہ چاہتا تو وہ کسی دوسرے کے ذریعے اس سے بچ سکتا تھا اور مجھے پتہ بھی نہ چلتا' رستم نے اسے کہا وہ احمق نہیں ہے اور نہ ہی ان سب کا سردار ہے اس نے چاہا کہ وہ اپنی جان کو اپنی قوم پر قربان کر دے' لیکن قسم بخدا اب تو وہ ہماری زمین کی چابیاں لے گئے ہیں اور رستم منجم بھی تھا پھر اس نے ان کے پیچھے ایک شخص کو بھیجا اور کہا' اگر اسے مٹی مل جائے تو اسے واپس لے آنا ہم اپنی بات کا تدارک کر لیں گے اور اگر وہ اسے اپنے امیر کے پاس لے گئے تو وہ ہمارے علاقے میں ہم پر غلبہ پائیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے گیا مگر وہ انہیں نہ پا سکا بلکہ وہ اس سے پہلے حضرت سعدؓ کے پاس مٹی لے گئے اور ایران کے لیے یہ بات بری ثابت ہوئی اور وہ اس بات سے بہت غصے ہوئے اور بادشاہ کی رائے کو قابل نفرت خیال کیا۔



باب:

قادسیہ کی حیرت انگیز جنگ

قادسیہ کا معرکہ ایک عظیم معرکہ تھا جس سے عجیب تر معرکہ عراق میں نہیں ہوا اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء اور جسم میں پھنسیوں کی تکلیف ہوگئی جس کی وجہ سے وہ سوار نہیں ہو سکتے تھے اور وہ محل میں تکیے پر اپنے سینے کے سہارے فوج کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس کے متعلق غور وفکر کر رہے تھے اور آپ نے جنگ کا معاملہ حضرت خالد بن عرفطہ کے سپرد کر دیا اور ان کے میمنہ پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور میسرہ پر حضرت قیس بن مکشوح کو مقرر کیا' اور حضرت قیس اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما' جنگ یرموک میں شامل ہونے کے بعد' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے شام سے کمک کے طور پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے۔

ابن اسحٰق کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سات ہزار سے آٹھ ہزار کے درمیان تھی اور رستم کے پاس ساٹھ ہزار فوج تھی' حضرت سعدؓ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں وعظ ونصیحت کی اور جنگ کی ترغیب دی اور اس قول الٰہی ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾ کی تلاوت کی اور قراء نے جہاد کی آیات پڑھیں پھر حضرت سعدؓ نے چار چار تکبیر کہی اور چوتھی تکبیر کے بعد انہوں نے حملہ کر دیا اور انہوں نے باہم قتال کیا اور جب رات ہوگئی تو وہ جنگ سے رُک گئے اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر صبح کو وہ اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے اور پورا دن اور رات کا اکثر حصہ بھی باہم جنگ کرتے رہے' پھر کل کی طرح صبح کو اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے اور باہم جنگ کی یہاں تک کہ شام ہوگئی پھر اسی طرح انہوں نے تیسرے روز بھی جنگ کی اور اس رات کو لیلۃ الہریر کا نام دیا گیا اور جب چوتھا دن ہوا تو انہوں نے بڑی شدت سے جنگ کی اور انہوں نے عربی گھوڑوں کے ہاتھیوں سے بدک جانے کی وجہ سے بڑی تکلیف اٹھائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھیوں اور ان کے سواروں کو تباہ کر دیا اور ان کی آنکھیں نکال دیں اور ان دونوں میں طلیحہ اسدی' حضرت عمرو بن معدی کرب' حضرت قعقاع بن عمرو' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت ضرار بن الخطاب اور حضرت خالد بن عرفطہ جیسے بہادروں نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور جب اس دن جسے یوم قادسیہ کہتے ہیں' کے زوال کا وقت آیا اور یہ ۱۴ھ کے محرم کے سوموار کا دن تھا تو سیف بن عمر تمیمی کے قول کے مطابق سخت آندھی چلی' جس نے ایرانیوں کے خیام کو ان کی جگہوں سے اکھاڑ دیا اور رستم کے لیے جو تخت بنایا گیا تھا اسے گرا دیا۔ پس وہ جلدی سے اپنے خچر پر سوار ہو کر بھاگ گیا اور مسلمانوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور قادسیہ کے ہراول دستوں کے سالار جالینوس کو بھی قتل کر دیا اور خدا کے فضل سے سب ایرانیوں نے شکست کھائی اور مسلمان تعاقب کر کے انہیں جا ملے اور اس روز تیس ہزار زنجیر بند قتل ہو گئے اور دس ہزار میدان جنگ میں مارے گئے اور تقریباً اتنے ہی آدمی اس سے قبل مارے گئے اور اس دن اور اس سے پہلے دنوں میں اڑھائی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

اور مسلمان شکست خوردوں کے پیچھے چلتے چلتے بادشاہ کے شہر مدائن میں داخل ہو گئے جہاں کسریٰ کا ایوان تھا اور مسلمانوں نے قادسیہ کے اس معرکہ سے غنیمت میں اس قدر اموال وسلاح حاصل کیے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہوسکتا اور سامان دینے کے بعد غنائم حاصل ہوئیں اور ان کا خمس لگایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خمس اور بشارت بھیجی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو بھی سوار ملتا آپ اس سے قادسیہ کے حالات معلوم کرتے اور خبریں معلوم کرنے کے لیے مدینہ سے عراق کی جانب چلے جاتے' ان دنوں میں سے ایک دن آپ کو دور سے ایک سوار نظر آیا تو آپ نے اس کا استقبال کیا اور اس سے خبر پوچھی تو اس نے آپ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قادسیہ پر فتح عطا فرمائی ہے اور انہوں نے بہت سی غنائم حاصل کی ہیں اور وہ آپ کو باتیں بتانے لگا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ اس کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور جب یہ دونوں حضرات مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام امارت کہنے لگے تو اس آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ نے مجھے اپنے خلیفہ ہونے کے متعلق کیوں نہیں بتایا؟ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء اور پھنسیوں کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے وہ جنگ میں شامل نہ ہو سکے لیکن وہ محل کی چوٹی پر بیٹھ کر فوج کے مصالح میں غور وفکر کرتے رہے اور آپ کی شجاعت کے باعث محل کے دروازے کو بند نہیں کیا گیا اور لوگ بھاگ جاتے تو ایرانی آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر گرفتار کر لیتے اور آپ ان سے محفوظ نہ ہوتے اور آپ کی بیوی سلمیٰ بنت حفص بھی آپ کے پاس تھی جو آپ سے پہلے حضرت المثنیٰ بن حارثہ کی بیوی تھی' اور اس روز جب کچھ سوار بھاگے تو وہ ڈر کر کہنے لگی ہائے المثنیٰ' آج میرے پاس کوئی المثنیٰ نہیں ہے تو حضرت سعدؓ نے اس بات سے غصے ہو کر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا تو وہ کہنے لگی۔ کیا تم نے غیرت سے تھپڑ مارا ہے یا بزدلی سے' یعنی وہ جنگ کے روز محل میں ان کے بیٹھنے کی وجہ سے انہیں عار دلا رہی تھی۔ اور یہ بات اس کی جانب سے بطور عناد تھی کیونکہ وہ آپ کے عذر کو سب لوگوں سے بڑھ کر جانتی تھی اور اسے اس مرض کا علم بھی تھا جو انہیں جنگ سے مانع تھا اور محل میں آپ کے پاس ایک شخص کو شراب کی وجہ سے قید کیا گیا تھا اور اسے متعدد مرتبہ شراب کی حد بھی لگ چکی تھی' کہتے ہیں کہ اسے سات بار حد لگ چکی تھی' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے بیڑیاں ڈال کر محل میں رکھا گیا اور جب اس نے محل کی رکھ کے اردگرد گھوڑوں کو جولانی کرتے دیکھا' اور وہ دلیر بہادروں میں سے تھا' تو وہ کہنے لگا۔

> ''یہی غم کافی ہے کہ نوجوان گھوڑوں کو زور سے پیچھے ہٹائے اور میں پابجولاں پڑا رہوں' اور جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو بیڑیوں کی جھنکار مجھے ایسے گیت سناتی ہے جو پکارنے والے کی آواز کو بہرا کر دیتی ہے اور قتل ہونے کی جگہیں مجھ سے اوجھل کر دی گئی ہیں اور میں بہت مال والا اور بھائیوں والا تھا اور انہوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میرا کوئی بھائی نہیں رہا''۔

پھر اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ام ولد' زبراء سے استدعا کی کہ وہ اسے رہا کر دے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً اسے دے دے اور اس نے اسے قسم دی کہ وہ دن کے آخری حصے میں واپس آ جائے گا اور اپنے پاؤں میں بیڑیاں پہن لے گا تو اس

نے اسے رہا کر دیا اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور اس نے شدید جنگ کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کی طرف دیکھنے لگے آپ کبھی اسے پہچانتے اور کبھی نہ پہچانتے اور اس شخص کو ابو محجن سے تشبیہ دیتے لیکن اس وجہ سے شک کرنے لگتے کہ وہ ان کے خیال میں محل میں قید تھا اور جب دن کا آخری حصہ آیا تو اس نے واپس آ کر اپنے پاؤں بیڑیوں میں ڈال لیے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نیچے اترے تو آپ نے اپنے گھوڑے کو پسینے میں شرابور پایا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے آپ کو ابو محجن کا واقعہ سنایا تو آپ اس سے راضی ہو گئے اور اسے رہا کر دیا۔

اور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا۔

''ہم برسر پیکار رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد نازل فرمائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ کے دروازے کو پکڑے رہے پس ہم واپس آ گئے اور بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی''۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے لوگوں کے پاس جا کر معذرت کی کہ وہ اپنی رانوں اور چوتڑوں پر پھنسیوں کی وجہ سے جنگ میں شامل نہیں ہو سکے تو لوگوں نے آپ کو معذور قرار دیا' کہتے ہیں کہ آپ نے اس شخص پر بددعا کی جس نے یہ دو شعر کہے تھے اور فرمایا:

''اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے یا اس نے ریاکاری یا شہرت یا جھوٹ کے طور پر یہ شعر کہے ہیں تو اس کی زبان اور ہاتھ کو قطع کر دے''۔

اور جب وہ دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا تھا تو ایک تیر آ کر اس کی زبان میں پیوست ہو گیا اور اس کا ایک پہلو ناکارہ ہو گیا اور وہ اپنی موت تک بات نہیں کر سکا' اسے سیف نے عبدالملک بن عمیر سے بحوالہ قبیصہ بن جابر روایت کیا ہے اور سیف نے مقدام بن شریح حارثی سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی نے کہا کہ۔

''میں جریر ہوں اور میری کنیت ابو عمرو ہے اور اللہ تعالیٰ نے فتح دی ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ محل میں تھے''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے محل سے جھانکا اور فرمایا۔

''میں بجیلہ سے کچھ امید نہیں رکھتا میں یوم حساب کو اس کے اجر کی امید رکھتا ہوں اور ان کے گھوڑوں نے گھوڑوں سے مڈبھیڑ کی اور سواروں نے شمشیر زنی کی اور گھوڑے ان کے میدان کے قریب ہو گئے اور ان کا اندازہ جراب کے اونٹوں کی مانند تھا اور اگر قعقاع بن عمرو کی فوج اور مزدور نہ ہوتے تو وہ اونٹوں کے ساتھ لازم ہو جاتے اور اگر وہ نہ ہوتے تو تم بزدلوں کو پاتے اور تمہاری فوج مکھیوں کی طرح منتشر ہو جاتی''۔

اور محمد بن اسحٰق نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ قیس بن ابی حازم البجلی جو قادسیہ میں شامل تھے۔ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ثقیف قبیلے کا ایک شخص تھا جو مرتد ہو کر ایرانیوں کے ساتھ جا ملا اور اس نے انہیں بتایا کہ لوگوں کی قوت اس جانب ہے جس طرف بجیلہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم لوگوں کا چوتھا حصہ تھے پس انہوں نے ہماری طرف سولہ ہاتھی بھیجے اور انہوں نے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں تلے گوکھرو ڈال دیئے اور ہم پر بارش کی طرح تیر برسانے لگے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر دیا

تا کہ وہ بدک نہ جائیں اور حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی ہمارے پاس سے گزرے اور کہنے لگے اے گروہ مہاجرین' شیر بن جاؤ' ایرانی تو صرف بکرے ہیں' راوی بیان کرتا ہے اور ان میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھنے والا تیرانداز بھی تھا جس کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا' ہم نے اسے کہا اے ابوثور' اس سوار کو چن لو اس کا کوئی تیر خطا نہیں جاتا' پس سوار ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو تیر مارا جوان کی ڈھال پر لگا اور حضرت عمروؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے دبوچ کر اسے قتل کر دیا اور اس سے سونے کے دوکنگن اور ایک سنہری پٹی اور دیباج کی ایک قبا چھین لی' راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمان چھ ہزار یا سات ہزار تھے' پس اللہ تعالیٰ نے رستم کو قتل کر دیا اور جس شخص نے اسے قتل کیا اسے ہلال بن علقمہ تمیمی کہا جاتا ہے' رستم نے اسے تیر مارا جو اس کے پاؤں پر لگا اور ہلال نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور ایرانی بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کو قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور انہیں ایک جگہ میں پالیا جہاں وہ فروکش ہوئے تھے اور اطمینان سے ٹھہرے ہوئے تھے' اسی دوران میں کہ وہ شراب نوشی سے مدہوش تھے اور لہو ولعب میں مصروف تھے کہ مسلمانوں نے اچانک ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور وہیں پر جالینوس قتل ہوا جسے زہرۃ بن حویۃ تمیمی نے قتل کیا پھر انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور جب کبھی فریقین کا آمنا سامنا ہوا اللہ تعالیٰ نے رحمانی گروہ کی مدد کی اور شیطانی گروہ اور پرستاران آتش کو بے یارومددگار چھوڑ دیا اور مسلمانوں نے اس قدر اموال جمع کیے جن کا کوئی ترازو اور کاتا احاطہ نہیں کر سکتا حتیٰ کہ ان میں بعض ایسے آدمی بھی تھے جو سواروں سے بکثرت غنیمت حاصل کرنے کے باعث کہتے تھے کہ کون چاندی کو سونے کے بدلے میں لے گا اور وہ مسلسل ان کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے فرات سے پار چلے گئے اور انہوں نے مدائن اور جلولاء کو فتح کیا جیسا کہ اس کے موقع پر اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

سیف بن عمر نے سلیمان بن بشیر سے بحوالہ ام کثیر زوجہ ہمام بن حارث نخعی بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم اپنے خاوندوں کی معیت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادسیہ میں شامل ہوئیں اور جب وہ لوگوں سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آئے تو ہم نے اپنے کپڑوں کو اپنے آپ پر مضبوطی سے باندھ لیا اور ڈنڈے پکڑ لیے پھر ہم مقتولین کے پاس آئیں' پس ہم نے جو مسلمان زخمی دیکھا اسے پانی پلایا اور اٹھایا اور جو مشرک زخمی دیکھا اس کو مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور ہمارے ساتھ بچے بھی تھے ہم ان کے کپڑے چھیننے کا کام ان کے سپرد کر دیتی تھیں۔ تا کہ وہ مردوں کے پوشیدہ اعضاء کو ظاہر نہ کریں۔

سیف نے اپنے اسانید کے ساتھ اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں آپ کو فتح کی خوشخبری دی اور مسلمانوں اور مشرکوں کے مقتولین کی تعداد کے متعلق آپ کو بتایا' آپ نے یہ خط حضرت سعد بن عمیلۃ الفزاری کے ہاتھ بھیجا جس کی تحریر یہ تھی:

''امابعد! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایرانیوں پر فتح عطا فرمائی ہے اور طویل قتال اور شدید مصائب وخطرات کے بعد ہم نے انہیں ان طریقوں کی اجازت دے دی ہے جو ان سے پہلے ان کے اہل دین کو حاصل تھے اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اتنے سامان کے ساتھ جنگ کی کہ دیکھنے والوں نے اس کی مانند مقدار نہیں دیکھی' پس اللہ نے ان کو اس سے فائدہ نہیں اٹھانے دیا بلکہ انہوں نے وہ سامان ان سے چھین لیا اور ان سے لے کر مسلمانوں کو دے دیا اور مسلمانوں نے

دریاؤں‘ گنجان درختوں کی قطاروں اور پہاڑی دروں میں ان کا تعاقب کیا اور مسلمانوں میں سے حضرت سعد بن عبید القاری اور فلاں فلاں آدمی کام آئے اور مسلمانوں کے ایسے آدمی بھی مارے گئے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا‘ بلاشبہ وہی ان کو جانتا ہے اور جب رات چھا جاتی تھی تو وہ شہد کی مکھیوں کی طرح قرآن کو گنگناتے تھے اور وہ دن کو شیر تھے اور شیر ان کی مانند نہیں تھے اور ان میں سے فوت ہو جانے والے زندہ رہنے والوں سے شہادت کی فضیلت کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ابھی ان کی شہادت مقدر نہیں ہوئی‘‘۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بشارت منبر پر چڑھ کر لوگوں کو سنائی پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا:

’’میری خواہش ہے کہ میں جو ضرورت دیکھوں اسے پورا کر دوں‘ ہم میں سے بعض نے بعض کے لیے کشادگی نہیں دکھائی اور جب آپ ہم سے درماندہ ہو جاتے تو آپ ہماری گذران میں ہمدردی کرتے یہاں تک کہ ہم برابر ہو جاتے اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے دل کی کیفیت بھی وہی سمجھو‘ جو تمہاری ہے میں عمل کے ذریعے تمہارا معلم ہوں‘ خدا کی قسم میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنالوں بلکہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے امانت دی ہے اگر میں اس کا انکار کر دوں اور اسے تم کو واپس کر دوں اور تمہاری پیروی کروں تا کہ تم اپنے گھروں میں سیر و سیراب ہو جاؤ تو یہ میری خوش نصیبی ہو گی اور اگر میں اس کا بار اٹھا لوں اور تم کو اپنے پیچھے پیچھے اپنے گھر تک لاؤں تو یہ میری بدبختی ہو گی‘ پس میری خوشی قلیل اور میرا غم طویل ہے اور میں اس حال میں زندہ ہوں کہ میں دعویٰ کرتا ہوں اور رضا مندی کا طلب گار ہوں‘‘۔

اور سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ الندیب سے عدن تک کے عرب قادسیہ کے اس معرکے کو دیکھ رہے تھے کہ ان کی حکومت کا ثبات و زوال اس معرکے کے ساتھ وابستہ ہے اور تمام شہروں کے باشندوں سے ان کی خبریں معلوم کرنے کے لیے ایلچی بھیجے ہوئے تھے اور جب فتح حاصل ہو گئی تو انسانوں کے ایلچیوں سے پہلے جنوں کے ایلچی دور دراز شہروں تک خبر کو لے گئے اور میں نے صنعاء میں رات کو پہاڑ کی چوٹی پر ایک عورت کو کہتے سنا کہ

’’خالد کی بیٹی مکرم کو ہماری طرف سے سلام ہو اور تھوڑا اور ٹھنڈا زاد اچھا نہیں ہوتا اور آفتاب اپنے طلوع کے وقت تجھ کو میری طرف سے سلام کہے نیز میری طرف سے تجھے یکتا تاج سلام کہے اور میری طرف سے تجھے نخعی گروہ سلام کہے جو خوبصورت چہروں والے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور وہ کسریٰ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اس کی افواج کو باریک دو دھاری ہندی تلواروں سے مارتے ہیں اور جب پکارنے والا کپڑے کو ہلا کر اشارہ کرتا ہے تو وہ موت کے مقابلہ میں کم مو سیاہ گردن اونٹوں کو سینے کے بل بٹھا دیتے ہیں‘‘۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل یمامہ نے ممتاز کو یہ اشعار گاتے سنا

’’ہم نے جنگ کی صبح کو بنی تمیم کو جو بکثرت جوانوں والے تھے‘ معزز پایا اور وہ ایک سیاہی مائل بے احتیاط لشکر کے ساتھ ایک پر غوغا لشکر کی طرف گئے جنہیں وہ ایک ریوڑ سمجھتے تھے وہ اکاسرہ کے لیے آدمیوں کے سمندروں کے ساتھ گئے جو بن کے شیروں کی طرح تھے اور وہ انہیں پہاڑ خیال کرتے تھے انہوں نے قادسیہ میں ان کے لیے کمیاب فخر کو چھوڑا اور

خیفین میں دراز دنوں کو چھوڑا' ان کی ہتھیلیاں اور پنڈلیاں کٹی ہوئی تھیں اور انہوں نے بے ریش جوانوں کے ساتھ مردوں کا مقابلہ کیا''۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات عرب کے باقی ماندہ شہروں میں بھی سنی گئی اور عراق کے جن شہروں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مکمل طور پر فتح کیا تھا انہوں نے ان معاہدات و مواثیق کو جو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیے تھے توڑ دیا' صرف بانقیا' برسما اور السیس الآخرۃ کے باشندے اپنے عہد پر قائم رہے پھر اس معرکہ کے بعد جسے ہم نے بیان کیا ہے سب کے سب واپس آ گئے اور دعویٰ کیا کہ ایرانیوں نے ان کو عہد شکنی پر مجبور کیا تھا اور انہوں نے ان سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا اور ان کی تالیف قلب کے لیے ان کی تصدیق کی اور عنقریب ہم مضافات کے باشندوں کے احکام اپنی کتاب الاحکام الکبیر میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابن اسحٰق وغیرہ کا خیال ہے کہ قادسیہ کا معرکہ ۱۵ھ میں ہوا تھا اور واقدی کا خیال ہے کہ ۱۶ھ میں ہوا تھا اور سیف بن عمر اور ایک جماعت نے اسے ۱۴ھ میں بیان کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ۱۴ھ ہی میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن جریر اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں لوگوں کو تراویح میں حضرت ابی بن کعب پر اکٹھا کیا اور یہ اس سال کے ماہ رمضان کی بات ہے اور آپ نے بقیہ شہروں کو بھی ماہ رمضان میں اجتماع کرنے کا حکم لکھ بھیجا' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ اس میں اترے' اور المدائنی کے قول کے مطابق مدائن اور اس کے مضافات کے لوگوں کے ساتھ ایرانیوں کا قلع قمع کرے۔ اس کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ بصرہ کو ربیع الاول ۱۶ھ میں شہر بنایا گیا اور عتبہ بن غزوان' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جلولاء اور تکریت سے فارغ ہونے کے بعد مدائن سے بصرہ گئے' حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم سے انہیں بصرہ کی طرف بھیجا۔

اور ابومخنف نے مجالد سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو تین سو تیرہ جوانوں کے ساتھ بصرہ کے علاقے کی طرف بھیجا اور اعراب بھی آپ کے پاس آ گئے' جس کی وجہ سے آپ کے پاس پورے پانچ سو جوان ہو گئے اور آپ وہاں پر ربیع الاوّل ۱۴ھ میں اترے اور ان دنوں بصرہ کو ارض ہند کہا جاتا تھا جس میں سفید کھردرے پتھر تھے اور وہ ان کے لیے اترنے کی جگہ تلاش کرنے لگے حتیٰ کہ وہ چھوٹے پل کے سامنے آ گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ڈب اور سرکنڈے اُگے ہوئے ہیں' پس وہ وہاں اتر گئے اور حاکم فرات چار ہزار تیراندازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور سورج ڈھلنے کے بعد عتبہ نے اس سے جنگ کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے حکم سے حاکم فرات کو قید کر لیا اور عتبہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اپنی تقریر میں کہا:

''بلاشبہ دنیا نے اپنے خاتمے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر مقابل سے چلی گئی ہے اور اس میں سے اتنا ہی باقی رہ گیا ہے جتنا برتن میں بچا کھچا پانی ہوتا ہے اور تم اس کو چھوڑ کر دار القرار میں منتقل ہونے والے ہو پس تم اپنے جمع شدہ اعمال کے ساتھ منتقل ہو اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر جہنم کے کنارے سے پتھر پھینکا جائے تو وہ ستر سال گرتا چلا جائے گا تب وہ اسے بھرے گا' کیا تم حیران ہوتے ہو؟ اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور ضرور اس پر ایسا دن آئے گا کہ وہ بھیڑ سے تنگ ہو جائے گا اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے میں

ساتوں میں سے ساتواں تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور ببول کے پتوں کے سوا ہمارا کوئی کھانا نہ تھا یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں اور میں نے ایک چادر اٹھائی اور اسے اپنے اور حضرت سعدؓ کے درمیان پھاڑ کر تقسیم کر دیا اور ہمارے ان ساتوں آدمیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر پر امیر مقرر ہے اور ہمارے بعد لوگ تجربہ کر لیں گے''۔

اور یہ حدیث صحیح مسلم میں اسی قسم کی عبارت کے ساتھ موجود ہے۔ اور علی بن محمد المدائنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی طرف بھیجا انہیں لکھا:

''اے عتبہ میں نے تجھے ارض ہند پر گورنر مقرر کیا ہے اور وہ دشمن کی جولان گاہ ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کے اردگرد کے علاقے پر اللہ آپ کو کفایت کرے گا' اور وہ ان کے خلاف آپ کی مدد کرے گا اور میں نے حضرت العلاء بن الحضرمی کو لکھا ہے کہ وہ حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کے ذریعے آپ کی مدد کریں پس جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے مشورہ کرو اور انہیں مقرب بناؤ اور دعوت الی اللہ دو' اور جو کوئی آپ کو جواب دے اسے قبول کرو اور جو انکار کرے وہ ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرے ورنہ سختی کے مقام پر تلوار چلے' اور جس چیز کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اور اس سے بچو کہ تمہارا نفس تمہیں کھینچ کر کبر کی طرف لے جائے اور تمہاری آخرت کو خراب کر دے اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ ذلت کے بعد معزز اور کمزوری کے بعد طاقت ور ہو گئے ہیں حتیٰ کہ آپ اپنے سے کمتر لوگوں پر بااختیار امیر بن گئے ہیں' آپ بات کرتے ہیں۔ جسے سنا جاتا ہے آپ حکم دیتے ہیں جس کی اطاعت کی جاتی ہے' پس اس احسان کے کیا کہنے' آپ اپنی قدر سے آگے نہ بڑھیں اور اپنے سے کمتر پر اترا نہ جائیں جس طرح آپ معصیت سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں اسی طرح نعمت سے اپنے آپ کو بچایئے اور میرے نزدیک یہ تمہارے لیے ان دونوں سے زیادہ خوف ناک ہے کہ آپ کو دھوکہ دے دے اور آپ گر کر جہنم میں چلے جائیں' آپ کو اور اپنے آپ کو اس سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' بلاشبہ لوگوں نے اللہ کی طرف جانے میں جلدی کی ہے یہاں تک کہ دنیا ان کے لیے بلند کر دی گئی ہے اور انہوں نے اسے حاصل کرنا چاہا ہے' پس اللہ کو چاہو اور دنیا کو نہ چاہو اور ظالموں کے پچھڑنے کی جگہوں سے بچو''۔

اور حضرت عتبہؓ نے اس سال کے رجب یا شعبان میں ابلۃ کو فتح کیا اور جب اس سال حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو دو سال کے لیے بصرہ کا گورنر بنا دیا اور جب ان پر تہمت لگی تو آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا اور اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر اپنے بیٹے کو شراب نوشی کرنے پر مارا اور اسی سال میں آپ نے حضرت ابومحجن ثقفی کو شراب نوشی کرنے پر سات بار مارا اور ان کے ساتھ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو بھی مارا اور اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ میں اترے اور اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا' راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں حضرت عتاب بن اسید' شام میں حضرت ابوعبیدہؓ' بحرین میں حضرت عثمان بن ابی العاص اور بعض کا قول ہے کہ حضرت العلاء بن الحضرمی' عراق میں حضرت سعد اور عمان میں حضرت حذیفہ بن

محصن رضی اللہ عنہم امیر تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر کا تذکرہ:

ایک قول کے مطابق اس سال میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر بن ہیب مازنی رضی اللہ عنہ' آپ بنی عبد شمس کے حلیف اور بدری صحابی تھے' آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایک سال بعد' بہت پہلے اسلام قبول کیا اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی اور آپ ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت میں آپ کے حکم سے سب سے پہلے بصرہ کی حد بندی کی' آپ کے فضائل اور کارنامے بھی ہیں' آپ نے ۱۴ھ میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۱۵ھ و ۱۶ھ و ۱۷ھ اور ۲۰ھ میں بھی بیان کی ہے۔ واللہ اعلم' آپ کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ ساٹھ سال کے تھے۔

حضرت عمرؓ و بن ام مکتوم نابینا' کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبداللہ تھا آپ مہاجر صحابی ہیں' آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بعد ہجرت کی آپ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار آپ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا' کہتے ہیں کہ آپ نے تیرہ مرتبہ آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا' آپ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت سعدؓ کے ساتھ قادسیہ میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ آپ وہیں شہید ہو گئے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے مدینہ واپس آ کر وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت المثنیٰ بن حارثہ بن سلمہ بن ضمضم بن سعد بن مرہ بن ذھل بن شیبان الشیبانی' آپ عراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نائب تھے اور یوم الجسر کو حضرت ابوعبیدؓ کے بعد آپ ہی امیر بنے تھے اور اس روز آپ ہی نے مسلمانوں کو ایرانیوں سے بچایا اور آپ بہادر سواروں میں سے ایک تھے اور آپ ہی نے جا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو عراق سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیوی سلمیٰ بنت حفص سے نکاح کر لیا اور ابن اثیر نے اپنی کتاب الاصابۃ فی اسماء الصحابہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ' آپ انصار کے ان چار قراء میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن حفظ کیا تھا' جیسے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے اور وہ حضرت معاذ بن جبل' حضرت ابی بن کعب' حضرت زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم تھے' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ میرے چچا تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کا نام قیس بن السکن بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن غنم بن عدی بن النجار تھا آپ بدر میں شامل ہوئے' موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ آپ نے یوم جسر ابی عبید کو شہادت پائی اور ۱۴ھ میں آپ ان کے پاس تھے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ قرآن کو جمع کرنے والے ابوزید' سعد بن عبید ہیں' مگر مؤرخین نے اس قول کو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو بحوالہ انس بن مالکؓ بیان کی گئی ہے رد کر دیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اوس اور خزرج نے آپس میں اظہار مفاخرت کیا تو اس نے کہا' کہ ہم میں سے غسیل الملائکۃ حضرت

حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضی اللہ عنہ جن کی ایک انبوہ نے حفاظت کی اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جن کے لیے عرش الٰہی ہل گیا اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دی گئی ہے اور خزرج نے کہا ہم میں سے وہ چار آدمی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔ حضرت ابی' حضرت زید بن ثابت' حضرت معاذ اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم۔

حضرت ابوعبید بن مسعود بن عمرو الثقفی' جو امیر عراق مختار بن ابی عبید کے والد تھے نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بھی والد تھے حضرت ابوعبیدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا۔ شیخ ابوعمر بن عبدالبر نے ان کا ذکر صحابہؓ میں کیا ہے' ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ کوئی بعید نہیں کہ ان کی کوئی روایت بھی ہو۔ واللہ اعلم

حضرت صدیق کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہما' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن صخر بن کعب بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالبؑ تھا' حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ' فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ انہیں حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: آپ نے اس شیخ کو اس کے گھر میں کیوں نہیں ٹھہرایا کہ ہم خود اس کے پاس آتے۔ یہ بات آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عزت کے لیے فرمائی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے پاس دوڑ کر آنے کے زیادہ حق دار ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھالیا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کا سر ایک سفید پھولوں والے درخت کی طرح سفید تھا' نیز فرمایا اس سفیدی کو کسی چیز سے تبدیل کردو اور اسے سیاہی سے بچاؤ اور جب حضرت نبی کریم ﷺ وفات پا گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو مکہ میں حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں نے یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگے' کیا بنوہاشم اور بنومخزوم نے بھی اس بات کو تسلیم کرلیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' تو کہنے لگے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے اسے دیتا ہے پھر آپ کو اپنے بیٹے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا پھر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ محرم میں وفات پا گئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے رجب ۱۴ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں مکہ میں وفات پائی۔

اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اس سال میں شہید ہونے والوں کا ذکر حروف ابجد کے مطابق کیا ہے۔

اوس بن اوس بن عتیک یوم الجسر کو شہید ہوئے' بشیر بن عنبس بن یزید الظفری احدی' آپ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے عم زاد تھے اور الحواء کے شہسوار کے نام سے مشہور تھے الحواء آپ کے گھوڑے کا نام تھا' ثابت بن عتیک' بنی عمرو بن مبذول سے تعلق رکھتے تھے' صحابی تھے یوم الجسر کو شہید ہوئے' ثعلبہ بن عمرو بن محصن النجاری' بدری تھے اور یوم الجسر کو ہی شہید ہوئے' الحارث بن عتیک ابن النعمان النجاری' احد میں شامل ہوئے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' الحارث بن مسعود بن عبدۃ' انصاری صحابی تھے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' الحارث بن عدی بن مالک انصاری احدی یوم الجسر کو شہید ہوئے' خالد بن سعید بن العاص کہتے ہیں کہ آپ نے مرج الصفر کے معرکہ میں شہادت پائی ہے جو ایک قول کے مطابق ۱۴ھ میں ہوا تھا۔ خزیمہ بن اوس اشہلی' آپ نے یوم الجسر کو شہادت پائی' ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب' ابن قانع نے اس سال میں آپ کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے' زید بن سراقہ' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' سعد بن سلامہ بن وقش اشہلی' ایک قول کے مطابق سعد بن عبادۃ' سلمہ بن اسلم بن حریش' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے۔ ضمرۃ

بن غزیہ' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' عباد' عبداللہ اور عبدالرحمن بنو مریع بن قیظی بھی اسی روز شہید ہوئے عبداللہ بن صعصعہ بن وہب انصاری النجاری' احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ابن اثیر نے الغابہ میں بیان کیا ہے کہ آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' عتبہ بن غزوان آپ کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' عقبہ اور ان کے بھائی عبداللہ اپنے باپ قیظی بن قیس کے ساتھ الجسر کے معرکہ میں شامل ہوئے اور دونوں اسی دن شہید ہو گئے۔ حضرت العلاء بن الحضرمی' ایک قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ اس سال کے بعد وفات پائی' عنقریب اس کے متعلق بیان ہوگا' عمرو بن ابی الیسر' آپ یوم الجسر کو شہید ہوئے' قیس بن السکن ابوزید انصاری ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' المثنی بن حارثہ الشیبانی نے بھی اسی سال وفات پائی ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔

نافع بن غیلان بھی یوم الجسر کو شہید ہوئے' نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' آپ اپنے چچا عباس سے عمر رسیدہ تھے' کہتے ہیں کہ آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

واقد بن عبداللہ یزید بن قیس بن الخطیم الانصاری الظفری[1] اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور یوم الجسر کو شہید ہوئے' احد کے روز آپ کو بہت سے زخم آئے۔ آپ کے والد مشہور شاعر تھے' ابوعبید بن مسعود ثقفی آپ یوم الجسر کو امیر تھے اور قتل ہونے پر اسی نام سے آپ کی تلاش ہوئی' آپ نے اپنی تلوار سے ہاتھی کا سونڈ کاٹ دیا اور اس نے آپ کو روند کر مار دیا۔ ابوقحافہ تیمی' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے والد آپ نے اسی سال میں وفات پائی۔

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن امیۃ الامویہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی والدہ' آپ قریش کی صاحب الرائے' دانش مند اور اپنی قوم کی لیڈر عورتوں میں سے تھیں' آپ جنگ احد میں اپنے خاوند کے ساتھ شامل ہوئی تھیں اور اس روز لوگوں کو مسلمانوں کے قتل پر ابھارتی تھیں اور جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو انہوں نے آپ کا مثلہ کیا اور آپ کے جگر کو لے کر چبا گئیں لیکن اس کو نگل نہ سکیں' حضرت حمزہؓ نے جنگ بدر میں ان کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا' پھر اس کے بعد فتح مکہ کے سال اپنے خاوند سے ایک شب بعد مسلمان ہو گئیں اور بہت اچھی مسلمان ہوئیں اور جب انہوں نے بیعت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو ابوسفیان سے اجازت طلب کی تو ابوسفیان نے انہیں کہا' کل تو اس دین کی مکذب تھی تو اس نے جواب دیا' خدا کی قسم میں نے اس شب سے قبل اس مسجد میں خدا تعالیٰ کی صحیح عبادت ہوتے نہیں دیکھی' خدا کی قسم انہوں نے تمام شب مسجد میں نماز پڑھتے گذاری ہے' ابوسفیان نے کہا' تو نے جو کچھ کرنا تھا کر چکی ہے پس تو اس جگہ نہ جا' تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے بھائی ابوحذیفہ بن عتبہ کے پاس چلی گئی۔ تو وہ اس کے ساتھ گئے اور وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عورتوں کے ساتھ اس کی بیعت لی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی' نہ چوری کرو گی اور نہ زنا کرو گی' تو ہند کہنے لگی کیا شریف عورت زنا بھی کرتی ہے؟ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گی' ہند کہنے لگی' ہم نے چھٹپنے میں ان

---

[1] اصابہ میں ہے کہ آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں ہوئی۔

کی پرورش کی اور آپ نے بڑے ہونے پر انہیں قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے' اور نہ جھوٹے بہتان باندھو گی اور نہ آپ کی نافرمانی کرو گی تو ہند نے جلدی سے کہا کہ نیکی میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گی تو آپ نے فرمایا نیکی میں' اور یہ بات اس کی فصاحت و دانش سے تعلق رکھتی ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سطح زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں مجھے ان کے متعلق یہ بات بہت مرغوب ہے کہ وہ آپ کے اہل خیمہ کے تابعدار ہوں اور آج یہ کیفیت ہے کہ سطح زمین پر جس قدر بھی اہل خیام ہیں مجھے ان کے متعلق یہ بات بہت پسند ہے کہ وہ آپ کے اہل خیمہ سے عزت حاصل کریں' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسے ہی ہوگا اور اس نے حضرت ابوسفیانؓ کے بخل کی شکایت بھی کی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ معروف طریق سے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لیے اس کے مال سے بہ کفایت لے سکتی ہے اور الفاکہ بن مغیرہ کے ساتھ آپ کا واقعہ مشہور بات ہے آپ اپنے خاوند کے ساتھ معرکہ یرموک میں شامل ہوئیں اور جس روز حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اسی روز ۱۴ھ میں آپ نے وفات پائی' آپ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی والدہ تھیں۔

پندرھواں سال

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا شہر بنایا اور ابن بقیلہ نے انہیں اس کے متعلق بتایا اور اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میں آپ کو وہ زمین بتاؤں جو کتاؤ سے بالا اور جنگل سے نشیب میں ہے اور اس نے انہیں وہ جگہ بتائی جہاں آج کوفہ ہے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی جگہ میں مرج الروم کا معرکہ ہوا تھا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما معرکہ فحل سے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حمص جانے کے ارادے سے واپس لوٹے جیسا کہ سیف بن عمر کی روایت میں پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ دونوں چلتے چلتے ذوالکلاع مقام پر اترے اور ہرقل نے توذرا نامی جرنیل کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا جو مرج دمشق میں اور اس کے مغرب میں اترا اور اچانک سردی شروع ہوگئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مرج الروم سے آغاز کیا اور رومیوں کا ایک اور امیر جسے شنس کہا جاتا تھا' آیا' اور اس کے ساتھ بے شمار فوج تھی' پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے توذرا سے غافل کر دیا اور توذرا دمشق کی طرف اس کے ساتھ جنگ کرنے چلا گیا اور اس نے دمشق کو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے چھین لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے اور حضرت یزید بن ابی سفیان بھی دمشق سے اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے آپس میں جنگ کی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اس وقت وہ میدان کارزار میں تھے اور آپ انہیں پیچھے سے قتل کرنے لگے اور حضرت یزید انہیں آگے سے کاٹنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف بھاگنے والا ہی بچ سکا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے توذرا کو قتل کر دیا اور رومیوں سے بہت اموال حاصل کیے اور ان دونوں نے باہم انہیں تقسیم کیا اور حضرت یزید' دمشق کی طرف لوٹ آئے اور حضرت خالد' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے پاس واپس چلے گئے تو آپ نے انہیں مرج الروم میں شنس سے معرکہ آرائی کرتے پایا اور آپ نے ان سے عظیم جنگ کی یہاں تک کہ ان کی سڑاند سے زمین بدبودار ہوگئی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شنس کو قتل کر دیا اور حمص تک ان کا تعاقب کیا اور وہاں اتر کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

حمص کا پہلا معرکہ:

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شکست خوردہ رومیوں کے تعاقب میں حمص پہنچے تو اس کے اردگرد اتر کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ان سے جا ملے اور انہوں نے اس کا شدید محاصرہ کر لیا اور اس وقت شدید سردی پڑ رہی تھی اور اہل شہر نے اس امید پر استقلال کا مظاہرہ کیا کہ سردی کی شدت ان کو خود ہی ان سے ہٹا دے گی اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رومیوں میں سے جو شخص واپس آتا تھا اس کا پاؤں موزے ہی میں لغزش کھاتا تھا اور صحابہؓ کے پاؤں میں جوتیوں کے سوا کچھ نہ تھا' اس کے باوجود بھی ان کے پاؤں اور انگلی کو گزند نہیں پہنچا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ سردی کا موسم گذر گیا اور محاصرہ سخت ہو گیا اور اہل حمص کے بعض بڑے آدمیوں نے انہیں معاف کرنے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے' کیا ہم مصالحت کریں حالانکہ ہماری حکومت نزدیک ہے؟ کہتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے ایسا نعرہ تکبیر لگایا جس سے شہر لرز گیا حتیٰ کہ اس کی بعض دیواریں پھٹ گئیں پھر دوسرے نعرہ تکبیر پر بعض مکان گر گئے' پس ان کے عوام نے خواص کے پاس جا کر کہا' کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جو ہمیں پہنچی ہے اور جس سے ہم دوچار ہیں؟ تم ان لوگوں سے ہماری طرف سے صلح کیوں نہیں کرتے؟ راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اہل دمشق کی شرائط پر ان سے مصالحت کر لی' یعنی نصف مکانات لینے اور اراضی پر ٹیکس لگانے اور فقر و تونگری کے مطابق لوگوں سے جزیہ لینے پر' اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بشارت اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں بے شمار فوج اتار دی جو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں رہی' جن میں حضرت بلال اور حضرت مقداد بھی شامل تھے اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہم کو یہ اطلاع لکھ بھیجی کہ ہرقل پانی عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلا گیا ہے اور وہ کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی روپوش ہو جاتا ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم بھیجا کہ وہ اپنے شہر میں قیام کریں۔

قنسرین کا معرکہ:

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کو فتح کر لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی طرف بھیجا اور جب آپ قنسرین آئے تو وہاں کے باشندوں اور نصاریٰ عرب نے جو ان کے پاس موجود تھے' آپ پر حملہ کر دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قنسرین میں ان سے سخت جنگ کی ان میں سے بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور وہاں جو رومی موجود تھے آپ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور ان سے امیر میناس کو قتل کر دیا اور اعراب نے آپ کے پاس معذرت کی کہ یہ جنگ ہمارے مشورے سے نہیں ہوئی' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا پھر آپ شہر کی طرف گئے تو وہ اس میں قلعہ بند ہو گئے' حضرت خالدؓ نے انہیں کہا اگر تم بادلوں میں بھی ہوئے تو خدا ہمیں تمہارے پاس لے جائے گا یا تم کو ہمارے پاس لے آئے گا اور آپ مسلسل ان کا محاصرہ کیے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر فتح دے دی۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس معرکہ میں کیا تھا جب اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے' خدا کی قسم میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کسی شک کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ مجھے خدشہ ہو گیا کہ لوگ ان پر بھروسہ کریں گے اور اس سال ہرقل اپنی فوجوں کے ساتھ واپس آ گیا اور بلاد شام کو

چھوڑ کر بلا د روم کی طرف چلا آیا' ابن جریر نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے ایسے ہی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ سیف نے بیان کیا ہے کہ یہ ۱۶ھ کا واقعہ ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہرقل جب بھی بیت المقدس کی زیارت کا قصد کرتا اور وہاں سے روانہ ہوتا تو کہتا اے سوریہ تجھ پر سلام' الوداع کہنے والے کا سلام جس نے واپسی پر مجھ سے کوئی حاجت پوری نہیں کی' پس جب اس نے شام سے کوچ کرنے کا عزم کیا اور الرہا پہنچا تو اس نے وہاں کے باشندوں سے اپیل کی کہ وہ روم تک اس کے ساتھ جائیں' انہوں نے کہا ہمارا یہاں رہنا' آپ کے لیے بہ نسبت آپ کا ساتھ جانے کے زیادہ سود مند ہے تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور جب وہ شمشان پہنچا اور وہاں ایک چوٹی پر چڑھا تو اس نے بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر کہا' اے سوریہ تجھ کو ایسا سلام جس کے بعد کوئی ملاقات نہ ہوگی' ہاں میں تجھے جدا ہونے والے کا سلام کہہ رہا ہوں اور تیری طرف جب بھی کوئی رومی لوٹ کر آئے گا خوفزدہ ہو کر آئے گا' یہاں تک کہ منحوس بچہ پیدا ہوا اور کاش وہ پیدا نہ ہو' اس کا فعل کس قدر شیریں ہے اور رومیوں کے لیے اس کا انجام کس قدر تلخ ہے' پھر ہرقل روانہ ہو گیا اور قسطنطنیہ میں اترا اور وہاں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس نے اپنے پیچھے آنے والے ایک شخص سے جو مسلمانوں کے ساتھ قید ہو گیا تھا' پوچھا کہ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ تو اس نے کہا میں تجھے ایسے بتاؤں گا گویا تو ان کی طرف دیکھ رہا ہے وہ دن کو سوار اور رات کو راہب ہوتے ہیں' وہ اپنے معاہدین سے قیمتاً لے کر کھاتے ہیں اور سلام کے ساتھ داخل ہوتے ہیں' جس سے جنگ کرتے ہیں اس کو سمجھاتے ہیں حتیٰ کہ اس کا قلع قمع کر دیتے ہیں' ہرقل نے کہا اگر تو نے مجھ سے درست بیان کیا ہے تو وہ ضرور میرے ان قدموں کی جگہ پر قابض ہوں گے۔

میں کہتا ہوں' مسلمانوں نے بنی امیہ کے زمانے میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا مگر اس پر قابض نہ ہوئے بلکہ آخری زمانے میں مسلمان اس پر قابض ہوں گے جیسا کہ ہم کتاب الملاحم میں بیان کریں گے اور یہ دجال کے خروج سے تھوڑا عرصہ قبل ہوگا جیسا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے اور دیگر ائمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے لیے تمام بلاد شام پر غالب آنا ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو بالضرور راہ خدا میں خرچ کرو گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میرے نزدیک ہو بہو ایسے ہی وقوع میں آیا اور جو کچھ آپ نے قطعیت کے ساتھ فرمایا ایسے ہی ہوگا اور قیاصرہ کی حکومت کبھی شام کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گی' اس لئے کہ قیصر عربوں کے نزدیک علم جنس ہے جو ہر اس شخص پر اطلاق پاتا ہے جو بلاد روم کے ساتھ شام پر قابض ہوتا ہے اور یہ بات دوبارہ انہیں کبھی حاصل نہ ہوگی۔

قیساریہ کا معرکہ:

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو قیساریہ کا امیر مقرر کیا اور انہیں لکھا میں نے آپ کو قیساریہ کا حاکم بنایا ہے آپ اس کی طرف روانہ ہو جائیں اور ان پر فتح پانے کے لیے اللہ سے مدد مانگیں اور **لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** کا بکثرت ورد کریں۔ اور اللہ ہی ہمارا رب' ہماری امید' ہمارے لیے قابل بھروسہ اور

ہمارا آقا ہے پس وہ کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جا کر قیساریہ کا محاصرہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں نے متعدد بار آپ پر چڑھائی کی اور آخر میں جنگ ہوئی جس میں انہوں نے سخت جنگ کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک نہ سنی اور خوب جنگ کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی اور ان کے تقریباً اسی ہزار آدمی مارے گئے اور پورے ایک لاکھ نے میدان کارزار میں شکست کھائی اور آپ نے فتح کی خوشخبری اور خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو ایلیا کی طرف جانے اور وہاں کے حکمران سے جنگ کرنے کے متعلق لکھا' تو وہ اپنے راستے میں رملہ کے پاس رومیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے اور اجنادین کا معرکہ پیش آیا۔

اجنادین کا معرکہ:

اور یہ یوں ہوا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور آپ کے میمنہ پر آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور میسرہ پر حضرت جنادۃ بن تمیمؓ مالکی تھے جو بنی مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ نے ابوالاعور اسلمی کو اردن پر اپنا جانشین مقرر کیا اور جب آپ رملہ پہنچے تو آپ نے وہاں رومیوں کی ایک فوج دیکھی جن کا امیر ارطبون تھا جو بڑا دانش مند' دوراندیش اور مکمل کام کرنے والا رومی تھا اور اس نے رملہ میں ایک عظیم فوج اور ایلیاء میں بھی ایک عظیم فوج اکٹھی کی ہوئی تھی' حضرت عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو حقیقت حال لکھی اور جب حضرت عمرو کا خط آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا' ہم نے عرب کے ارطبون کے ساتھ رومی ارطبون کو مارا ہے' دیکھئے کیا ظاہر ہوتا ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن بلال العسکی کو ایلیاء کے باشندوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور ابو ایوب مالکی کو رملہ کی طرف بھیجا جہاں کا حکمران التذارق تھا اور انہوں نے ان کے بالمقابل ڈیرہ لگا لیا تا کہ انہیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج سے غافل کر دیں اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کمک پہنچتی تو آپ ایک دستہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود حضرت عمرو بن العاصؓ نے اجنادین میں قیام کیا جو نہ ارطبون کی لغزش پر قدرت رکھتے تھے اور نہ ایلچی آپ کی تسلی کر سکتے تھے پس آپ ایلچی بن کر اس کے پاس گئے اور جو بات آپ اس تک پہنچانا چاہتے تھے' پہنچا دی اور اس کی بات بھی سنی اور اس کے پہلو پر غور کیا اور اس کی مراد کو سمجھ لیا' ارطبون نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ عمرو ہے یا یہ وہ شخص ہے جس کی رائے پر عمرو چلتا ہے اور میں اپنی قوم کو کسی ایسے کام کی تکلیف نہیں دوں گا جو اس کے قتل سے بڑا ہو۔ پس اس نے ایک محافظ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کر کے اسے اچانک آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور کہا' جا کر فلاں فلاں جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اور جب وہ تمہارے پاس سے گزریں تو انہیں قتل کر دو' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اور آپ نے ارطبون سے کہا' اے امیر' میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور آپ نے میری بات کو سن لیا ہے اور میں ان دس آدمیوں میں سے ایک ہوں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تا کہ ہم اس والی کے ساتھ رہ کر اس کے کاموں کا جائزہ لیں' میں چاہتا ہوں کہ میں انہیں آپ کے پاس لاؤں تا کہ وہ آپ کی باتوں کو سنیں اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسے دیکھیں ارطبون نے کہا بہت اچھا' جاؤ اور انہیں میرے پاس لے کر آؤ اور اس

نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی اور کہا' فلاں آدمی کے پاس جا کر اسے واپس لے کر آؤ اور اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی اور کہا' فلاں آدمی کے پاس جا کر اسے واپس لے آؤ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنی فوج کے پاس چلے گئے پھر ارطبون کو یقین ہو گیا کہ آپ عمرو بن العاصؓ تھے' وہ کہنے لگا اس شخص نے مجھے دھوکہ دیا ہے خدا کی قسم یہ شخص عرب کا بڑا دانش مند ہے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا عمرو کی خوبی کے کیا کہنے ہیں' پھر حضرت عمروؓ نے اس کا مقابلہ کیا اور اجنادین میں یرموک کی طرح باہم عظیم جنگ ہوئی حتیٰ کہ ان کے درمیان مقتولین کی کثرت ہو گئی پھر بقیہ افواج حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حاکم ایلیا نے ان کو درماندہ کر دیا اور شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا اور ارطبون نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تو میرا دوست اور میرا نظیر ہے اور تیری پوزیشن قوم میں ایسی ہے جیسے میری پوزیشن میری قوم میں ہے' خدا کی قسم اجنادین کے بعد تو فلسطین میں سے کچھ بھی فتح نہیں کرے گا' واپس چلا جا اور فریب نہ کھا' ورنہ تجھے پہلے لوگوں جیسی شکست سے دوچار ہونا پڑے گا' حضرت عمروؓ نے ایک شخص کو بلایا جو رومی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا اور اسے ارطبون کے پاس بھیجا اور فرمایا' جو کچھ تجھے وہ کہے اس کو سننا پھر واپس آ کر مجھے بتانا' اور آپ نے اس کے ساتھ ایک خط بھی اسے لکھا کہ مجھے آپ کا خط ملا اور تو اپنی قوم میں میری مثل اور نظیر ہے اگر کوئی عادت مجھے غلطی میں ڈالے تو تو میری فضیلت سے بیگانہ ہو گا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ میں ان ممالک کا فاتح ہوں اور میرے اس خط کو اپنے اصحاب اور وزراء کی موجودگی میں پڑھنا' جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے وزراء کو جمع کیا اور انہیں خط پڑھ کر سنایا تو انہوں نے ارطبون سے کہا' تجھے کہاں سے پتہ چلا ہے کہ وہ ان ممالک کا فاتح نہیں؟ اس نے کہا ان ممالک کا فاتح وہ شخص ہے جس کے نام کے تین حروف ہیں' ایلچی نے واپس آ کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی' پس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خط لکھ کر کمک مانگی اور کہا میں ایک زبردست جنگ اور ایسے شہروں سے نبرد آزما ہوں جو آپ کے لیے ذخیرہ کیے گئے ہیں آپ کی کیا رائے ہے' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خط پہنچا تو آپ کو پتہ چل گیا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات کسی بات کا علم ہونے پر تحریر کی ہے' پس حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے شام جانے کا عزم کر لیا جیسا کہ ابھی ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چار دفعہ شام گئے ہیں پہلی دفعہ جب آپ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ گھوڑے پر سوار تھے' دوسری دفعہ اونٹ پر سوار تھے' تیسری دفعہ آپ سرعت کے ساتھ گئے پھر شام میں وبا پڑ جانے کی وجہ سے واپس آ گئے اور چوتھی دفعہ گدھے پر سوار ہو کر گئے اور ابن جریر نے بھی اسی طرح ان سے روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح:

ابوجعفر بن جریر نے سیف بن عمر کی روایت سے اس کا ذکر اس سال میں کیا ہے اور جو کچھ انہوں نے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق سے فارغ ہو گئے تو آپ نے تحریراً اہل ایلیاء کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دی' نیز لکھا کہ اگر انہیں یہ بات منظور نہیں تو وہ جزیہ دیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں تو انہوں نے آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ فوجوں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور دمشق پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کیا پھر

بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا اور ان پر سختی کی تو انہوں نے اس شرط پر صلح کرنا قبول کیا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ ان کے پاس آئیں' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ بات لکھ بھیجی اور حضرت عمرؓ نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں تاکہ ان کی ذلت وحقارت ہو' اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس جانے کا مشورہ دیا تاکہ مسلمانوں کو ان کے محاصرہ میں جو دقت پیش آ رہی ہے اس میں کچھ کمی ہو' پس آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف مائل ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات کی طرف مائل نہ ہوئے اور فوجوں کے ساتھ ان کی جانب روانہ ہو گئے اور مدینہ پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کیا۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کے ہراول میں چلے اور جب آپ شام پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور سرکردہ امراء جیسے حضرت خالد بن ولید اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے آپ کا استقبال کیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پیدل چلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پیدل چلے اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ چومنے کا اشارہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاؤں چومنے کا ارادہ کیا پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ رک گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رک گئے' پھر آپ چلے حتیٰ کہ آپ نے بیت المقدس کے نصاریٰ کے ساتھ مصالحت کی اور ان پر شرط عائد کی کہ وہ رومیوں کو تین دن کے اندر اندر نکال دیں پھر آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس دروازے سے داخل ہوئے جس سے شب اسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے' کہتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے تلبیہ کہا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب میں تحیۃ المسجد کے طور پر نماز پڑھی اور دوسرے دن اس میں مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورہ ص پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں سورۂ بنی اسرائیل پڑھی پھر آپ صخرہ کے پاس آئے اور حضرت کعب الاحبار سے اس کی جگہ دریافت کی' حضرت کعبؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اس کے پیچھے مسجد بنا دیں' آپ نے فرمایا: تو نے یہودیت کی مشابہت کی ہے پھر آپ نے بیت المقدس کے سامنے مسجد بنا دی جسے آج مسجد عمرؓ کہتے ہیں پھر آپ نے اپنی چادر اور قباء کے دامن میں مٹی ڈال کر صخرہ سے مٹی ہٹائی اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی مٹی اٹھائی اور بقیہ مٹی اٹھانے کے لیے آپ نے اہل اردن کو کام پر لگا دیا اور رومیوں نے صخرہ کو روڑی بنا دیا تھا کیونکہ وہ یہود کا قبلہ تھا حتیٰ کہ ایک عورت چار دیواری سے محفوظ کی ہوئی جگہ کے اندر سے اپنے حیض کا چیتھڑا صخرہ پر پھینکنے کے لیے بھیجا کرتی تھی اور یہ کام اس کام کے بدلہ میں ہوتا تھا جو یہود نے قمامہ کے ساتھ کیا تھا اور قمامہ وہ جگہ ہے جس میں یہودیوں نے مصلوب کو صلیب دی تھی اور وہ اس کی قبر پر کوڑا کرکٹ پھینکنے لگے اس لیے اس جگہ کا نام قمامہ[1] پڑ گیا اور پھر یہ اس گرجا کا نام پڑ گیا جسے نصاریٰ نے وہاں تعمیر کیا تھا۔

اور جب ایلیاء میں ہرقل کے پاس نامہ نبوی پہنچا تو اس نے نصاریٰ کو وعظ ونصیحت کی اور وہ صخرہ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے میں حد سے بڑھ گئے تھے حتیٰ کہ کوڑا کرکٹ حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب تک پہنچ گیا تھا اس نے انہیں کہا' تم اس کوڑا کرکٹ کی وجہ سے اسی طرح قتل کے سزاوار ہو جس طرح بنی اسرائیل حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون پر قتل کیے گئے تھے کیونکہ تم نے مسجد کی بے حرمتی کی ہے

---

[1] قمامہ' کوڑا کرکٹ کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

پھر انہیں اس کوڑا کرکٹ کے اٹھانے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے یہ کام شروع کر دیا اور ابھی انہوں نے اس کا تہائی حصہ نہیں اٹھایا تھا کہ مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھوا دیا اور حافظ بہاء الدین بن حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی کتاب المستقصیٰ فی فضائل المسجد الاقصیٰ میں اس ساری بات کا اسانید ومتون کے ساتھ استقصاء کیا ہے۔

اور سیف نے اپنے سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' مدینہ پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر کرنے کے بعد مدینہ سے گھوڑے پر سوار ہوئے تا کہ جلدی سے چلیں' آپ چلتے چلتے جابیہ پہنچ کر وہاں اترے اور جابیہ میں ایک طویل اور بلیغ خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! اپنے اندرونے کو درست کرو' تمہارا ظاہر درست ہو جائے گا اور اپنی آخرت کے لیے کام کرو تم اپنے دنیاوی معاملات کو کفایت کرو گے۔ یاد رکھو کہ ایک شخص کے درمیان اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی زندہ باپ موجود نہیں اور نہ ہی اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی فریق پائی جاتی ہے پس جو شخص جنت کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے وہ جماعت کے ساتھ رہے بلاشبہ شیطان ایک ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور ہوتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے' بلاشبہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور برائی تکلیف دے وہ مومن ہے۔ یہ ایک طویل خطبہ ہے جسے ہم نے مختصر کر دیا ہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل جابیہ سے مصالحت کی اور بیت المقدس کی طرف کوچ کر گئے اور آپ نے فوجوں کے امراء کو لکھا کہ وہ فلاں دن کو جابیہ آ کر ملاقات کریں تو وہ سب اس روز جابیہ آئے اور سب سے پہلے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نے پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمان سواروں کے ساتھ آپ سے ملاقات کی اور ان پر دیباج کی قبائیں تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تا کہ انہیں سنگریزے ماریں تو انہوں نے آپ کے پاس معذرت کی کہ وہ ہتھیار بند ہیں اور انہیں جنگوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے تو آپ نے ان سے اعراض کیا اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہما کے سوا تمام امراء اپنی اپنی عملداریوں پر قائم مقام کرنے کے بعد اکٹھے ہوئے' یہ دونوں حضرات اجنادین میں ارطبون کے مقابل کھڑے تھے اور ابھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ' جابیہ میں ہی مقیم تھے کہ رومیوں کا ایک دستہ' ہاتھ میں تلواریں سونتے ہوئے آیا اور مسلمان بھی ہتھیاروں کے ساتھ ان کی طرف گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ لوگ مستامن ہیں اور وہ ان کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیت المقدس کی ایک فوج ہے جب اس نے حضرت امیر المومنین کی آمد کے متعلق سنا تو وہ آپ سے مصالحت اور امان کا مطالبہ کرتی ہوئی آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبے کو قبول کیا اور انہیں مصالحت اور امان کی تحریر لکھ دی اور ان پر جزیہ عائد کر دیا نیز ان پر کچھ شروط عائد کیں جن کا ذکر ابن جریر نے کیا ہے اور حضرت خالد بن ولید' حضرت عمرو بن العاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے تحریر پر گواہی دی اور حضرت معاویہؓ ہی اس تحریر کے لکھنے والے تھے یہ ۱۵ھ کا واقعہ ہے' پھر آپ نے اہالیان لد اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کو ایک اور تحریر لکھ کر دی اور ان پر جزیہ عائد کیا اور جن شرائط پر اہل ایلیاء نے مصالحت کی تھی اس میں شامل ہو گئے اور ارطبون' بلاد مصر کی طرف بھاگ گیا اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا تو وہ وہیں تھا پھر وہ سمندر کی طرف بھاگ گیا اور وہ بعض ان دستوں کی مدد کرتا تھا جو مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے' پس قیس کا ایک شخص اس پر غالب آ گیا اور اس نے قیس کے شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اور قیسی نے اسے قتل کر دیا اور اس

بارے میں کہا۔

''اگرچہ رومیوں کے ارطبون نے انہیں خراب کر دیا تھا تو اس میں بھی خدا کے فضل سے بہتری تھی اور اگرچہ رومیوں کے ارطبون نے انہیں خراب کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے وہاں اس کے جوڑ کاٹ کر چھوڑ دیا ہے''۔

اور جب اہل رملہ اور ان شہروں کے لوگوں نے مصالحت کر لی تو حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما' جابیہ آئے تو انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سوار پایا اور جب وہ دونوں آپ کے قریب ہوئے تو دونوں اپنے گھٹنوں پر جھک گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو اکٹھے بوسہ دیا اور ان سے معانقہ کیا' سیف نے بیان کیا ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے گھوڑے نے تیزی اختیار کی تو وہ آپ کے پاس ترکی گھوڑا لائے آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ تیز رفتاری کرنے لگا آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے منہ پر ضرب لگائی اور فرمایا جس نے تجھے سکھایا ہے اللہ اسے نہ سکھائے یہ تکبر کی بات ہے پھر آپ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد ترکی گھوڑے پر سوار ہوئے اور اجنادین کے سوا ایلیاء اور اس کا علاقہ آپ کے ہاتھوں پر فتح ہوا اور اجنادین کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور قیساریہ' حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا' یہ سیف بن عمر کی عبارت ہے اور دیگر ائمہ سیر نے اس کی مخالفت کی ہے اور ان کا خیال ہے کہ بیت المقدس کی فتح ۱۶ھ میں ہوئی تھی۔

محمد بن عائذ نے ولید بن مسلم سے بحوالہ عثمان بن حصن بن علان بیان کیا ہے کہ یزید بن عبادہ نے کہا ہے کہ بیت المقدس ۱۶ھ میں فتح ہوا تھا اور اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تھے اور ابوزرعہ دمشقی' دحیم سے بحوالہ ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ۱۷ھ کو واپس آ گئے اور جلدی سے واپس آئے پھر آپ ۱۸ھ میں آئے اور امراء آپ کے پاس آئے اور جو اموال ان کے پاس جمع تھے انہوں نے آپ کے سپرد کر دیئے اور آپ نے انہیں تقسیم کیا اور فوج بھرتی کی اور شہروں کی درمیانی سرحدیں قائم کیں پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔

یعقوب بن شیبان نے بیان کیا ہے کہ پھر ۱۶ھ میں جابیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ابومعشر کا بیان ہے کہ پھر عمواس اور جابیہ ۱۶ھ مین فتح ہوئے پھر ۱۷ھ میں وبا آئی ہوئی پھر ۱۸ھ میں قحط کا سال آیا' اس کا بیان ہے کہ اسی میں طاعون عمواس آئی۔ یعنی وہ شہر جو عمواس کے نام سے مشہور ہے فتح ہوا۔ اور جو طاعون اس کی طرف منسوب ہے وہ ۱۸ھ میں آئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

ابومخنف کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو آپ نے غوطہ دمشق کو دیکھا اور شہر' محلات اور باغات کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی:

﴿ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَّ عُيُونٍ وَّ زُرُوعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴾

پھر آپ نے نابغہ کا شعر پڑھا:

''وہ دونوں رستم زمان ہیں اور دن رات پے بہ پے ان پر حملے کرتے ہیں اور جب کبھی وہ کسی قبیلے کے پاس سے شاداں گزرتے ہیں تو وہ ان کے پاس اقامت اختیار کر لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ مصائب سے دوچار ہو جاتے ہیں''۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ دمشق گئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلاشبہ کسی مؤرخ نے یہ بات بیان نہیں کی کہ آپ شام کی طرف اپنی تینوں آمدوں میں دمشق گئے ہوں' پہلی آمد تو یہی ہے کہ آپ جابیہ سے چل کر بیت المقدس آئے جیسا کہ سیف وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور واقدی کا بیان ہے کہ اہل شام کے سوا دوسرے لوگوں کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ دو دفعہ شام آئے ہیں اور تیسری دفعہ ۱۷ھ میں جلدی سے واپس چلے گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ تیسری دفعہ دمشق اور حمص میں داخل ہوئے ہیں اور واقدی نے اس سے انکار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہی بات مشہور ہے کہ آپ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں دمشق میں داخل ہوئے ہیں جیسا کہ ہم نے آپ کی سیرت میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہم نے یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے صخرہ کی جگہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا یا امیر المومنین وہ وادی جہنم سے اتنے ہاتھ پر فلاں جگہ ہے انہوں نے ہاتھ ناپے تو انہوں نے اسے معلوم کر لیا اور نصاریٰ نے صخرہ کو روڑی بنا لیا تھا جیسا کہ یہودیوں نے قمامہ کی جگہ کے ساتھ کیا تھا اور یہ وہ جگہ ہے جس میں اس مصلوب کو صلیب دی گئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو گیا تھا اور یہود و نصاریٰ نے اسے سچ یقین کر لیا تھا اور انہوں نے اپنے اعتقاد میں اس کی تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ان کی غلطی کی صراحت کی ہے' حاصل کلام یہ کہ جب بعثت سے تقریباً تین سو سال قبل نصاریٰ نے بیت المقدس پر حکومت کی تو انہوں نے روڑی کی جگہ کو پاک صاف کیا اور اسے ایک ہیبت ناک گرجا بنا دیا جسے شاہ فلسطین بانی شہر کی والدہ نے تعمیر کیا اور وہ شہر اسی کی طرف منسوب ہے اور اس کی ماں کا نام ہیلانہ حرانیہ بندقانیہ تھا اور اس کے حکم سے اس کے بیٹے نے نصاریٰ کے لیے مرزبوم میں بیت لحم کو تعمیر کیا اور ان کے خیال کے مطابق اس نے قبر کی جگہ اسے تعمیر کیا ہے' الغرض انہوں نے یہود کے قبلہ کی جگہ کو اس فعل کے مقابلہ میں جو انہوں نے قدیم و جدید زمانے میں کیا' روڑی بنا دیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کو فتح کیا اور صخرہ کی جگہ کو دریافت کیا تو آپ نے روڑی کو صاف کرنے کا حکم دے دیا اور یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنی چادر کے دامن سے وہاں جھاڑ دیا پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کہ وہ مسجد کہاں بنائیں تو انہوں نے آپ کو صخرہ کے پیچھے مسجد بنانے کا مشورہ دیا تو آپ نے ان کے سینے پر ضرب لگا کر فرمایا اے ابن ام کعب تو نے یہود سے مشابہت کی ہے اور آپ نے بیت المقدس کے آگے مسجد بنانے کا حکم دیا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے ابی سنان سے عبید بن آدم' ابی مریم اور ابی شعیب کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے کہ آپ نے بیت المقدس کی فتح کا ذکر کیا' راوی بیان کرتا ہے ابن

سلمہ نے بیان کیا کہ ابوسنان نے بحوالہ عبید بن آدم مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت کعبؓ سے فرماتے سنا کہ آپ کی رائے میں میں کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا اگر آپ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صخرہ کے پیچھے نماز پڑھ لیں اور سارا قدس آپ کے سامنے ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے یہودیت کی مشابہت اختیار کی ہے میں ایسا نہیں کروں گا بلکہ میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی' پس آپ قبلہ کی طرف بڑھے اور نماز پڑھی پھر آئے اور اپنی چادر پھیلا دی اور اس میں کوڑا کرکٹ ڈال لیا اور لوگوں نے بھی جھاڑ دیا اور یہ اسناد جید ہے جسے حافظ ضیاء الدین المقدسی نے اپنی کتاب المستخرج میں پسند کیا ہے اور ہم نے اس کے رجال کے متعلق اپنی کتاب مسند عمر میں گفتگو کی ہے یعنی آپ نے جو مرفوع احادیث روایت کی ہیں نیز آپ سے جو موقوف آثار روایت کیے گئے ہیں ان کی ابواب فقہ کے مطابق تبویب کی گئی ہے۔

اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے بحوالہ سالم روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو یہود دمشق کا ایک شخص آپ سے ملا اور اس نے کہا اے فاروق السلام علیک' آپ ایلیا کے حکمران ہیں خدا کی قسم آپ ایلیا کو فتح کیے بغیر واپس نہیں جائیں گے اور احمد بن مروان دینوری نے عن محمد بن عبدالعزیز عن ابیہ عن الہیثم بن عدی عن اسامہ بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطاب روایت کی ہے کہ آپ قریشی تجار کے ساتھ دمشق آئے اور جب وہ باہر چلے گئے تو حضرت عمرؓ ایک کام کے لیے پیچھے رہ گئے اور ابھی آپ شہر ہی میں تھے کہ ایک جرنیل نے اچانک آپ کو گردن سے پکڑ لیا اور وہ آپ سے جھگڑتا چلا گیا مگر وہ آپ کی برابری نہ کر سکا پس اس نے آپ کو ایک گھر میں داخل کر دیا جس میں مٹی' کلہاڑا' بیلچہ اور زنبیل پڑی تھی اور اس نے آپ سے کہا کہ اس کو یہاں سے ہٹا کر یہاں تک لے جاؤ اور آپ پر دروازہ بند کر دیا اور واپس چلا گیا اور دوپہر کو آیا' حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں' میں سوچ بچار کرتا ہوا بیٹھ گیا اور اس نے جو مجھے کہا تھا میں نے اس میں سے کچھ بھی نہ کیا۔ جب وہ آیا تو کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ تم نے کام نہیں کیا؟ اور اس نے اپنے ہاتھ سے میرے سر پر مکہ مارا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کلہاڑا پکڑ کر اسے مارا اور اسے قتل کر دیا اور سیدھا باہر نکل گیا اور شام کی تاریکی میں ایک راہب کی خانقاہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا' راہب نے مجھے دیکھا تو اتر کر مجھے خانقاہ کے اندر لے گیا اور مجھے کھلایا پلایا اور اس نے مجھے تحفہ بھی دیا اور مجھے غور سے دیکھنے لگا اور اس نے میرے معاملے کے متعلق بھی مجھ سے دریافت کیا' میں نے کہا' میں اپنے اصحاب کو کھو چکا ہوں' اس نے کہا تو خوف زدہ آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور وہ مجھے پہچاننے لگا پھر اس نے کہا' عیسائیوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں ان کی کتاب کو سب سے بہتر جانتا ہوں اور میں تجھے وہ شخص پاتا ہوں جو ہمیں اپنے اس ملک سے نکال دے گا کیا آپ مجھے میری اس خانقاہ کے متعلق پروانہ امان لکھ کر دے سکتے ہیں؟ میں نے کہا ارے آپ تو اور طرف چلے گئے ہیں اور وہ مسلسل مجھ سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کا مطلوبہ پروانہ اسے لکھ دیا اور جب واپسی کا وقت آیا تو اس نے مجھے ایک گدھی عطا کی اور کہا اس پر سوار ہو جاؤ اور جب آپ اپنے اصحاب کے پاس پہنچ جائیں تو اسے اکیلی میرے پاس بھیج دینا بلاشبہ یہ جس خانقاہ کے پاس سے گزرے گی وہ اس کا اکرام کریں گے' میں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ' بیت المقدس کو فتح کرنے آئے تو یہ راہب آپ کے پاس آیا اور وہ اس پروانے کے ساتھ جابیہ میں مقیم تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے اسے نافذ کر دیا اور اس پر شرط عائد کی کہ جو مسلمان اس کے پاس سے گزرے اس کی

ضیافت کرے اور انہیں راستہ بتائے' اسے ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسے ایک اور طریق سے یحییٰ بن عبیداللہ بن اسامہ قریشی بلغاری کے حالات میں زید بن اسلم سے ان کے باپ کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے اور ایک عجیب طویل حدیث بیان کی ہے یہ اس کا کچھ حصہ ہے اور ہم نے اپنی کتاب الاحکام میں تفصیل کے ساتھ ان شروط کو بیان کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے نصاریٰ پر عائد کی تھیں اور ہم نے آپ کے لیے ایک الگ کتاب بھی لکھی ہے۔

اور آپ نے جابیہ میں جو خطبہ دیا ہم نے اس کے الفاظ واسانید کو مسند عمر رضی اللہ عنہ میں بیان کیا ہے اور شام میں داخلہ کے وقت آپ نے جو عاجزی اختیار کی اس کا ذکر ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں کیا ہے جسے ہم نے آپ کے لیے علیحدہ کتاب کی صورت میں لکھا ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ ربیع بن ثعلب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسماعیل المؤدب نے عبداللہ بن مسلم ابن ہرمزکی سے بحوالہ ابوالعالیہ شامی ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایلیا جاتے ہوئے ایک خاکستری اونٹ پر سوار ہو کر جابیہ آئے آپ کے سر کا گنجہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا اور آپ کے سر پر ٹوپی اور عمامہ نہ تھا' آپ کے دونوں پاؤں رکاب کے بغیر کجاوے کے اگلے پچھلے حصے میں پلتے تھے آپ کا بچھونا اون کی انبجانی چادر تھی اور جب آپ سوار ہوتے تھے تو وہی چادر آپ کا بچھونا ہوتی تھی اور جب آپ اترتے تھے تو وہی چادر آپ کا بستر ہوتی تھی' آپ کا تھیلا' دھاری دار چادر یا چھال سے بھری ہوئی چادر تھی' جب آپ سوار ہوتے تو وہ چادر آپ کا تھیلا اور جب اترتے تو وہ آپ کا تکیہ ہوتی' آپ کھردرے کپڑے کی قمیص پہنے ہوئے تھے جو چکنی ہو چکی تھی اور ایک پہلو سے پھٹ چکی تھی' آپ نے فرمایا میرے پاس قوم کے سردار کو بلاؤ تو وہ آپ کے پاس جلومس کو بلا لائے' نیز فرمایا' میری قمیص کو دھو دو اور سی دو اور مجھے ایک قمیص اور کپڑا اعاریۃً دو' پس آپ کے پاس سوتی قمیص لائی گئی آپ نے فرمایا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا' سوت ہے آپ نے فرمایا سوت کیا ہے؟ انہوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے اپنی قمیص کو اتار دیا اور دھویا' اور پیوند لگایا اور ان کی قمیص کو اتار کر اپنی قمیص پہن لی' جلوس نے آپ سے کہا' آپ عرب کے بادشاہ ہیں اور ان شہروں میں اونٹ مناسب حال نہیں اگر آپ اس کے سوا' کوئی اور لباس پہنتے اور ترکی گھوڑے پر سوار ہوتے تو رومیوں کی نگاہوں میں یہ بڑی بات ہوتی آپ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور ہم اللہ کے سوا' کوئی بدل نہیں چاہتے' پس آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا اور اس پر زین اور کجاوے کے بغیر ایک چادر ڈالی گئی اور آپ اس پر سوار ہو گئے اور فرمایا' روکو' روکو' میں نے اس سے قبل لوگوں کو شیطان پر سواری کرتے نہیں دیکھا' پس آپ کا اونٹ لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہو گئے۔

اسماعیل بن محمد الصفار بیان کرتے ہیں کہ سعدان بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن ایوب الطائی عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو آپ کے سامنے پانی میں گھسنے کی ایک جگہ آ گئی تو آپ اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور اپنے دونوں موزے اتار لیے اور انہیں ایک ہاتھ میں پکڑ لیا اور اونٹ کے ساتھ پانی میں گھس گئے' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا آپ نے اہل ارض کے نزدیک ایک عظیم کام کیا ہے' آپ نے اس اس طرح کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے ان کے سینے پر زور سے تھپڑ مارا اور فرمایا اے ابوعبیدہؓ! کاش یہ بات آپ کے سوا کوئی اور شخص کہتا' تم سب

لوگوں سے ذلیل‘ حقیر اور فقیر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام سے سرفراز کیا‘ پس جب بھی تم اسلام کے بغیر عزت کے خواہاں ہو گے اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل کر دے گا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال یعنی ۱۵ھ میں سیف بن عمر کے قول کے مطابق مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی اور ابن اسحٰق اور واقدی کا بیان ہے کہ یہ ۱۶ھ کا بیان ہے کہ یہ ۱۶ھ میں ہوئی‘ پھر ابن جریر نے ان کے درمیان ہونے والے بہت سے معرکوں کا ذکر کیا ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے‘ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مدائن جانے اور عورتوں اور عیال کو بہت سے سواروں کے ساتھ عقیق [1] میں چھوڑنے کا حکم بھیجا اور جب حضرت سعدؓ‘ قادسیہ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ہراول میں زہرۃ بن حویۃ کو بھیجا پھر یکے بعد دیگرے اس کے پیچھے امراء کو بھیجا پھر آپ فوجوں کے ساتھ گئے اور آپ نے خالد بن عرفطہ کی جگہ ہاشم بن ابی عتبہ بن ابی وقاص کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خالد کو ساقہ کا امیر مقرر کیا اور یہ لوگ بہت سے ہتھیاروں اور گھوڑوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی اس سال کے شوال کے کچھ دن باقی تھے اور یہ لوگ کوفہ میں اترے اور زہرۃ ان کے آگے آگے مدائن چلا گیا اور بصبہری نے وہاں پر ایرانی فوج کے ساتھ اس سے جنگ کی اور زہرۃ نے ان کو شکست دی اور ایرانی شکست کھا کر بابل کی طرف چلے گئے اور وہاں جنگِ قادسیہ میں شکست کھانے والے بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور انہوں نے الفیرزان کو اپنا سربراہ مقرر کر لیا اور زہرہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بابل میں شکست خوردہ لوگوں کے اجتماع کی اطلاع بھیجی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہو گئے اور بابل کے پاس آپ اور الفیرزان آمنے سامنے ہو گئے اور آپ نے چادر لپیٹنے سے بھی پہلے شکست دے دی اور وہ آپ سے شکست کھا کر دو گروہ ہو گئے ایک گروہ مدائن اور دوسرا نہاوند کی طرف چلا گیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بابل میں کئی روز تک ٹھہرے رہے اور وہاں سے مدائن چلے گئے اور ایرانیوں کی ایک دوسری فوج سے نبرد آزما ہوئے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور ایرانیوں کے سالار شہریار کو دعوت مبارزت دی اور مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ میں نکلا جسے نائل الاعرجی ابونباتہ کہا جاتا تھا جو بنی تمیم کے بہادروں میں سے تھا‘ پس دونوں نے کچھ عرصہ نیزوں کے ساتھ مقابلہ کیا پھر نیزوں کو پھینک کر دونوں نے اپنی اپنی تلواریں سونت لیں اور ان کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے پھر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گتھ گئے اور اپنے اپنے گھوڑوں سے زمین پر گر پڑے اور شہریار‘ ابونباتہ کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے قتل کرنے کے لیے خنجر نکال لیا‘ اور اس کی انگلی ابونباتہ کے منہ میں داخل ہو گئی جسے اس نے چبا ڈالا یہاں تک کہ اسے اپنے سے غافل کر دیا اور خنجر لے کر شہریار کو اس سے قتل کر دیا اور اس کا گھوڑا‘ دونوں کنگن اور کپڑے لے لیے اور اس کے اصحاب منتشر ہو گئے اور شکست کھائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نائل کو قسم دی کہ جب جنگ ہوا کرے تو آپ شہریار کے دونوں کنگن اور ہتھیار پہنا کریں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوا کریں اور وہ ایسے ہی کیا کرتے تھے‘ مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ عراق میں کنگن پہننے والے شخص تھے اور یہ واقعہ کوثی مقام پر ہوا اور آپ نے اس جگہ کی بھی زیارت کی جس میں حضرت خلیل علیہ السلام کو محبوس کیا

---

[1] ابن جریر نے عقیق کی بجائے عتیق بیان کیا ہے۔

گیا تھا' آپ پر اور دیگر انبیاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ﴾ الایة

معرکہ نہر شیر[1]:

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زہرہ کو اپنے آگے کوثی سے نہر شیر کی طرف بھیجا' پس وہ ہراول میں گئے اور ساباط میں شیرزاذ انہیں صلح اور جزیہ کے ساتھ ملا اور آپ نے اسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا اور آپ نے اسے جاری کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوجوں کے ساتھ ایک جگہ پہنچے جسے مظلم ساباط کہا جاتا تھا آپ نے وہاں کسریٰ بوران کی بہت سی فوجوں کو دیکھا اور وہ ہر روز قسم کھاتے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہیں ایران کا بادشاہ نہیں ہٹے گا اور ان کے پاس کسریٰ کا ایک بڑا شیر بھی تھا جسے المقرط کہا جاتا تھا' جسے انہوں نے مسلمانوں کے راستے میں گھات لگانے کے لیے کھڑا کیا تھا' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ شیر کی طرف بڑھے اور انہوں نے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے شیر کو قتل کر دیا اور اس روز انہوں نے اپنی تلوار کا نام المتین[2] رکھا اور اس روز حضرت سعدؓ نے ہاشم کے سر کو بوسہ دیا اور ہاشم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور ہاشم نے ایرانیوں پر حملہ کر کے انہیں ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿اَوَلَمْ تَكُونُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ﴾ پڑھتے ہوئے شکست دے دی۔

اور جب رات ہوگئی تو مسلمانوں نے کوچ کیا اور نہر شیر آکر اتر گئے اور جب بھی وہ کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور وہ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور انہوں نے وہاں دو ماہ قیام کیا اور تیسرے مہینے میں داخل ہو گئے اور سال ختم ہو گیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کوفہ اور عراق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ طائف میں حضرت یعلیٰ بن امیہ' بحرین اور یمامہ میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ اور عمان میں حضرت حذیفہ بن محصنؓ آپ کے گورنر تھے۔

میں کہتا ہوں کہ لیث بن سعد' ابن لہیعہ' ابومعشر' ولید بن مسلم' یزید بن عبیدہ' خلیفہ بن خیاط' ابن الکلبی' محمد بن عائذ ابن عساکر اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی کے نزدیک معرکہ یرموک رجب ۱۵ھ میں ہوا تھا اور سیف بن عمر اور ابوجعفر بن جریر نے معرکہ یرموک کا ذکر ۱۳ھ میں کیا ہے اور ہم نے ابن جریر کی اتباع میں اس کا ذکر وہاں کیا ہے اور اسی طرح بعض حفاظ کے نزدیک قادسیہ کا معرکہ ۱۵ھ کے آخر میں ہوا تھا اور ہمارے شیخ ذہبی نے بھی اس بارے میں ان کا اتباع کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ قادسیہ کا معرکہ ۱۴ھ میں ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر ہمارے شیخ ذہبی نے اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے۔

---

1. واقدی کی ''فتوح العجم والعراق'' میں ''نہمشیر'' اور طبری میں ''بہر سیر'' ہے۔
2. طبری میں المتن ہے۔

حروف ابجد کے مطابق اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر:

ایک قول کے مطابق جو پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت سعد بن عبادہ انصاری خزرجی' حضرت سعد بن عبید بن النعمان ابوزید انصاری اوسی رضی اللہ عنہما آپ قادسیہ میں شہید ہوئے اور کہتے ہیں کہ وہ ابوزید قاری تھے جو ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا مگر دوسروں نے اس سے انکار کیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عمیر بن سعد درویش امیر حمص کے والد تھے اور محمد بن سعد نے قادسیہ میں ان کی وفات کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن حسل بن عامر بن لوئی ابو یزید العامری آپ قریش کے اشراف وخطباء میں سے ایک تھے' فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے' حسن اسلام سے آراستہ تھے' سخی اور فیاض تھے اور بڑے نمازیں پڑھنے والے' روزے رکھنے والے صدقہ دینے والے' قرآن پڑھنے والے اور رونے والے تھے' کہتے ہیں کہ آپ نے اس قدر نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے صلح حدیبیہ میں قابل قدر کام کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ نے مکہ میں لوگوں سے ایک عظیم خطاب کیا جس سے لوگ اسلام پر قائم رہے اور آپ نے مکہ میں جو خطبہ دیا وہ اس خطبہ کے قریب ہی تھا جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دیا پھر آپ جہاد کے لیے ایک جماعت کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے اور یرموک میں شامل ہوئے اور آپ ایک دستے کے امیر تھے کہتے ہیں کہ آپ اسی روز شہید ہو گئے تھے اور واقدی اور شافعی کا بیان ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں وفات پائی' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی حضرت عامر بن مالکؓ بن اہیب زہری' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ ہی وہ شخص ہیں جو حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر آئے تھے جس میں شام سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے وہاں کے والی بننے کا ذکر تھا' آپ نے معرکہ یرموک میں شہادت پائی۔ حضرت عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد مخزومی' آپ صحابی ہیں آپ نے اپنے چچا ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' عمرو بن دینار نے آپ سے منقطع روایت کی ہے اس لیے کہ آپ یرموک میں شہید ہو گئے تھے' حضرت عبدالرحمٰن بن العوام' آپ حضرت زبیر بن العوامؓ کے بھائی تھے' بدر میں مشرک ہونے کی حالت میں شامل ہوئے پھر مسلمان ہو گئے اور ایک قول کے مطابق جنگ یرموک میں شہید ہو گئے' حضرت عتبہ بن غزوانؓ ایک قول کے مطابق آپ نے اس سال میں وفات پائی' حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ ایک قول کے مطابق آپ نے جنگ یرموک میں شہادت پائی' حضرت عمرو بن ام مکتومؓ آپ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مدینہ واپس آ گئے تھے' حضرت عمرو بن الطفیل بن عمروؓ ان کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے' حضرت عامر بن ابی ربیعہ' ان کے متعلق بھی پہلے بیان ہو چکا ہے' حضرت فراس بن النضر بن الحارث' کہتے ہیں کہ آپ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے حضرت قیس بن ابی صعصعہ' حضرت عمرو بن زید عوف انصاری مازنی' عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے اور جنگ یرموک میں ایک دستے کے امیر تھے' اور اسی روز شہید ہوئے' اور ان کی ایک حدیث بھی ہے آپ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا پندرہ دنوں میں (الحدیث) ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے

بیان کیا ہے کہ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا' حضرت نسیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی القرشی العبدری' آپ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اور آپ علمائے قریش میں سے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین میں آپ کو ایک سو اونٹ دیئے اور آپ نے ان کے لینے میں توقف کیا اور کہا میں اسلام قبول کرنے پر رشوت نہیں لوں گا پھر کہنے لگے خدا کی قسم نہ میں نے انہیں طلب کیا ہے اور نہ ان کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہیں' پس آپ نے انہیں لے لیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور جنگ یرموک میں شہید ہو گئے' حضرت نوفل بن الحارث بن عبد المطلب' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور آپ بنی عبد المطلب کے اسلام قبول کرنے والوں میں سے عمر رسیدہ تھے۔ آپ بدر کے روز قیدیوں میں شامل تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کا فدیہ دیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایام خندق میں ہجرت کی اور حدیبیہ اور فتح مکہ میں شامل ہوئے اور جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ہزار نیزوں سے مدد کی اور اس روز ثابت قدم رہے اور ۱۵ھ میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

آپ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے جنازہ میں شامل ہونے والے لوگوں کے ساتھ پیدل چلے' آپ بقیع میں دفن ہوئے اور آپ نے اپنے پیچھے متعدد اکابر اور فضلاء لڑکے چھوڑے حضرت ہشام بن العاص آپ حضرت عمرو بن العاص کے بھائی ہیں' ابن سعد کا قول ہے کہ آپ نے جنگ یرموک میں شہادت پائی ہے۔

۱۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو حضرت سعدؓ نہر شیر کے شہر کے ساتھ برسرِ پیکار تھے' جو کسریٰ کے ان دو شہروں میں سے ایک ہے جو غرب سے دجلہ کے قریب واقع ہیں' حضرت سعد ذوالحجہ ۱۵ھ میں یہاں آئے اور آپ اسی شہر کے پاس فروکش تھے کہ اس سال کا آغاز ہو گیا اور آپ نے ہر طرف گھڑ سوار اور دستے بھیج دیئے اور انہوں نے کسی فوج کو نہ پایا بلکہ انہوں نے ایک لاکھ کسانوں کو اکٹھا کر کے قید کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جس کسان نے تمہارے خلاف مدد نہیں دی اور وہ اپنے شہروں میں مقیم ہے تو یہی اس کی امان ہے اور یہ جو بھاگ جائے اور تم اسے پکڑ لو تو اس کے متعلق فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے' حضرت سعدؓ نے دعوتِ اسلام دینے کے بعد انہیں رہا کر دیا اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور دجلہ کے غرب سے ارضِ عرب تک ہر کسان جزیہ اور خراج کا پابند ہو گیا اور نہر شیر نے حضرت سعدؓ سے اپنی زبردست حفاظت کر لی اور حضرت سعدؓ نے حضرت سلیمانؓ فارسی کو ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے ان کو اللہ کو قبول کرنے یا جزیہ دینے یا مقاتلہ کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے مقاتلہ اور نافرمانی کرنے کے سوا کوئی بات نہ مانی اور انہوں نے مجانیق اور قلعہ میں سوراخ کرنے والے آلات نصب کر دیئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجانیق بنانے کا حکم دیا اور بیس مجانیق بنائی گئیں اور نہر شیر کے باشندے باہر نکل کر سخت جنگ کرتے اور قسم کھاتے کہ وہ کبھی فرار نہ ہوں گے' پس اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا کیا اور حضرت زہرہ بن حویہؓ نے تیر کھانے کے بعد ان کو شکست دی اور انہوں نے زخم کھانے کے بعد بہت سے ایرانیوں کو قتل کر دیا اور وہ آپ کے آگے بھاگ گئے اور اپنے شہر کی پناہ لے لی اور اس میں ان کا شدید محاصرہ کیا گیا اور اہل شہر تنگ ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے کتے اور بلیوں کو کھایا اور ان میں سے ایک

شخص نے مسلمانوں کی طرف جھانک کر کہا' بادشاہ تم لوگوں سے کہتا ہے کہ کیا تم اس شرط پر مصالحت کرتے ہو کہ ہمارے لیے وہ علاقہ ہو جو دجلہ سے لے کر ہمارے پہاڑ تک ہمارے پاس ہے اور وہ علاقہ تمہارے لیے ہو جو دجلہ سے لے کر تمہارے پہاڑ تک تمہارے پاس ہے کیا تم سیر نہیں ہوئے؟ اللہ تمہارے پیٹوں کو سیر نہ کرے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص جسے ابومقرن الاسود بن قطبہ کہا جاتا تھا' لوگوں سے آگے بڑھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے ایسی گفتگو کروائی کہ اسے معلوم نہیں کہ اس نے انہیں کیا کہا' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شخص واپس آ گیا اور ہم نے انہیں نہر شیر سے مدائن کی طرف بھاگتے دیکھا' لوگوں نے ابومقرن سے پوچھا' تو نے انہیں کیا کہا ہے' اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ میں نے انہیں کیا کہا ہے؟ مگر میں پرسکون ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں پرسکون رہوں گا اور میں نے ان سے بہتر بات ہی کہی ہے اور لوگ باری باری آ کر اس سے اس کے متعلق پوچھنے لگے اور ان پوچھنے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے پاس اس کے گھر آئے اور پوچھا اے ابومقرن تو نے کیا بات کہی ہے؟ خدا کی قسم وہ تو بھگوڑے ہیں' تو اس نے قسم کھا کر آپ سے کہا کہ اسے معلوم نہیں کہ اس نے کیا کہا تھا پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا اور ان کے ساتھ شہر پر حملہ کر دیا اور مجانیق شہر میں گولہ باری کرنے لگیں تو شہر سے ایک شخص نے امان کی ندا کی تو اسے امان دے دی گئی' اس نے کہا خدا کی قسم شہر میں ایک شخص بھی موجود نہیں' پس لوگ' فصیلوں پر چڑھ گئے اور ہم نے دیکھا کہ تمام لوگ مدائن کی طرف بھاگ گئے ہیں یہ ماہ صفر ۱۶ھ کا واقعہ ہے' ہم نے اس شخص سے اور ان قیدیوں سے جو وہاں موجود تھے پوچھا کہ وہ کس وجہ سے بھاگے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ نے تمہاری طرف صلح کی پیشکش کرنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو اس شخص نے اسے جواب دیا کہ اس کے اور تمہارے درمیان کبھی صلح نہیں ہوسکتی' حتیٰ کہ ہم کوثی کے لیموں افریذین شہد کے ساتھ کھائیں' پس بادشاہ نے کہا ہائے ہلاکت ان کی زبانوں پر تو فرشتے کلام کرتے ہیں جو ہمارے پاس آ کر عربوں کی طرف سے ہمیں جواب دیتے ہیں پھر اس نے لوگوں کو مدائن کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا اور وہ کشتیوں میں وہاں گئے اور ان دونوں شہروں کے درمیان دریائے دجلہ تھا جو نہر شیر کے بہت ہی قریب تھا اور جب مسلمان' نہر شیر میں داخل ہوئے تو انہیں مدائن سے قصر ابیض نظر آیا اور وہ اس بادشاہ کا محل تھا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی قوم پر فتح دے گا اور فتح پر صبح کے وقت قریب ہوئی اور مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور کہا' اللہ اکبر یہ کسریٰ کا قصر ابیض ہے اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے اس کا وعدہ کیا ہے اور لوگوں نے اس کی طرف دیکھا اور وہ صبح کو مسلسل تکبیر کہتے رہے۔

مدائن کی فتح کا بیان:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نہر شیر کو فتح کر لیا اور وہاں ٹھہر گئے تو حال یہ تھا کہ آپ نے وہاں کوئی چیز نہ پائی اور نہ آپ کو کوئی غنیمت ملی بلکہ وہ سب کچھ مدائن لے گئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے اور کشتیاں بھی اپنے پاس رکھ لیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوئی کشتی نہ ملی اور آپ کے لیے وہاں سے کسی چیز کا حاصل کرنا کلیتہً متعذر ہو گیا اور دجلہ کے پانی میں بہت اضافہ ہو گیا اور اس کا پانی سیاہ ہو گیا' اور وہ پانی کی کثرت سے جھاگ پھینکنے لگا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ کسریٰ یزدگرد مال ومتاع کو مدائن سے حلوان

جانے کا عزم کیے ہوئے ہے اور اگر آپ نے تین دن سے قبل اسے نہ پکڑا تو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور بات جاتی رہے گی' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دجلہ کے کنارے مسلمانوں سے خطاب کیا اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا بلاشبہ تمہارے دشمن نے اس سمندر کے ذریعے تم سے اپنا بچاؤ کر لیا ہے اور تم اس کی موجودگی میں ان کے پاس نہیں جا سکتے اور وہ جب چاہیں ہمارے پاس آ سکتے ہیں اور تمہاری ضروریات ان کی کشتیوں میں ہیں اور تمہارے پیچھے کوئی چیز نہیں جس کے کھونے سے تم ڈرتے ہو' اور قبل اس کے کہ دنیا تمہارا گھیراؤ کر لے تم اپنی نیتوں کے ساتھ دشمن سے جہاد کرنے کے لیے سبقت کرو' آگاہ رہو' میں نے اس سمندر کو عبور کر کے ان کے پاس جانے کا عزم کر رکھا ہے' پس سب لوگوں نے کہا' اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر قائم رکھے آپ سمندر کو عبور کیجیے' اس موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمندر کے عبور کرنے پر اُکسایا اور فرمایا' کون سمندر کو عبور کرنے کا آغاز کر کے دوسری جانب سے پانی میں گھسنے کے راستے کو ہمارے لیے محفوظ کرے گا تاکہ لوگ اطمینان کے ساتھ ان کے پاس چلے جائیں پس حضرت عاصم بن عمرو اور تقریباً چھ سو جنگجو آدمیوں نے اس پر لبیک کہا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصمؓ بن عمرو کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور وہ دجلہ کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور حضرت عاصمؓ نے کہا' اس سمندر میں لوگوں کے داخل ہونے سے قبل کون میرے ساتھ تیار ہوتا ہے تاکہ ہم دوسری جانب سے سمندر کے دہانے کو محفوظ کر لیں تو مذکورہ بہادروں میں سے ساٹھ جوانوں نے آپ کو جواب دیا۔ اور اعاجم دوسری جانب صفیں باندھے کھڑے تھے۔ پس مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور لوگ دجلہ میں داخل ہونے سے ڈرنے لگے تو آپ نے فرمایا' کیا تم اس سمندر سے ڈرتے ہو پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا﴾ پھر اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور لوگ بھی سمندر میں داخل ہو گئے اور ساٹھ آدمی دو پارٹیوں میں بٹ گئے' ایک پارٹی میں گھوڑوں والے تھے اور دوسری پارٹی میں گھوڑیوں والے تھے اور جب ایرانیوں نے انہیں پانی کی سطح پر تیرتے دیکھا تو کہنے لگے دیوانے دیوانے' پھر کہنے لگے خدا کی قسم تم انسانوں سے نہیں بلکہ جنوں سے جنگ کرتے ہو پھر انہوں نے گھڑ سواروں کو پانی میں بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کے ہراوّل کو پانی سے باہر نہ نکلنے دیں' حضرت عاصمؓ بن عمرو نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے نیزے سیدھے کر لیں اور ان کی آنکھوں کا قصد کریں پس انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ ایسے ہی کیا اور ان کے گھوڑوں کی آنکھیں پھوڑ دیں اور وہ مسلمانوں کے آگے واپس ہو گئے اور وہ اپنے گھوڑوں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے حتیٰ کہ مسلمان پانی سے باہر نکل گئے اور حضرت عاصم اور ان کے اصحاب نے ان کا تعاقب کیا اور ان کا پیچھا کر کے انہیں دوسری جانب سے بھی بھگا دیا اور دوسری جانب دجلہ کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور حضرت عاصمؓ کے چھ سو اصحاب میں سے بقیہ اصحاب دجلہ میں اتر کر دوسری جانب اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے اپنے اصحاب کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے اس طرف سے ایرانیوں کو بھگا دیا اور انہوں نے پہلے دستے کا نام کتیبۃ الاہوال رکھا اس کے امیر حضرت عاصمؓ بن عمرو تھے اور دوسرے دستے کا نام کتیبۃ الخرساء رکھا اور اس کے امیر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور مسلمان دیکھ رہے تھے کہ یہ سوار ایرانیوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دجلہ کے کنارے کھڑے تھے پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بقیہ فوج کے ساتھ اترے اور یہ کارروائی اس وقت ہوئی جب انہوں نے دیکھا کہ دوسری جانب کے مسلمان سوار محفوظ ہو گئے ہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پانی میں

داخل ہوتے وقت مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ نستعین باللہ و نتو کل علیہ' حسبنا اللہ و نعم الوکیل' ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں' پھر آپ گھوڑے سمیت دجلہ میں گھس گئے اور لوگ بھی پانی میں داخل ہو گئے اور ایک شخص آپ سے پیچھے نہ رہا اور وہ دریائے دجلہ میں یوں چلے گویا وہ سطح زمین پر چل رہے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو پر کر دیا اور سواروں اور پیادوں کی وجہ سے پانی کی سطح دکھائی نہ دیتی تھی اور لوگ پانی کی سطح پر یوں گفتگو کرنے لگے جیسے کہ وہ سطح زمین پر گفتگو کرتے ہیں کیونکہ انہیں امن وسکون حاصل تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کی تائید ونصرت پر اعتماد رکھتے تھے نیز اس وجہ سے بھی کہ ان کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص ان دس اشخاص میں سے ایک تھے جن کے متعلق جنتی ہونے کی شہادت دی گئی ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ ان سے راضی تھے اور آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کی دعا کو قبول فرما اور ان کی تیر اندازی کو درست فرما اور یہ قطعی بات ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آج اپنی اس فوج کے لیے سلامتی اور فتح کی دعا کی اور انہیں اس سمندر میں ڈال دیا' پس اللہ تعالیٰ نے راہ راست کی طرف ان کو ہدایت کی اور انہیں بچا لیا اور مسلمانوں کا ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا' ہاں ایک شخص جسے غرقدہ البارقی کہا جاتا تھا اپنے سرخ گھوڑے سے گر پڑا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام پکڑ لی اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھوڑے پر سوار کرا دیا اور وہ بہادر آدمیوں سے تھا' اس نے کہا' عورتیں' قعقاع بن عمروؓ جیسا جوان جننے سے عاجز ہو چکی ہیں اور مسلمانوں کے سامان سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی ہاں ایک شخص جسے مالک بن عامر کہا جاتا تھا' کا چوبی پیالہ ضائع ہو گیا' جس کا چھلا کمزور تھا' پس موج نے اسے اٹھا لیا' اس کے مالک نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا' اے اللہ مجھے ان لوگوں کے درمیان ایسا نہ بنا کہ میرا سامان ضائع ہو جائے' پس موج نے وہ پیالہ اس جانب کو واپس کر دیا جس جانب وہ جانا چاہتے تھے' پس لوگوں نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کو بعینہٖ واپس کر دیا اور جب گھوڑا پانی میں تھک جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بلند جگہ مقرر کر دیتا اور وہ اس پر کھڑا ہو کر آرام کر لیتا حتیٰ کہ بعض گھوڑے چلے اور پانی ان کے تنگ تک بھی نہ پہنچا اور یہ ایک عظیم اور خوفناک امر اور بڑی مصیبت اور خارق عادت بات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے ظاہر کیا جس کی مانند ان ممالک میں اور نہ ہی کسی خطے میں اس قسم کا معجزہ دیکھا گیا ہے سوائے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بلکہ یہ اس سے بھی بہت بڑا معجزہ ہے' بلاشبہ یہ فوج کئی گنا تھی اور حضرت سلمان فارسیؓ پانی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے' حضرت سعدؓ کہنے لگے' ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے' خدا کی قسم' اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا اور ضرور اللہ اپنے دشمن کو شکست دے گا' اگر فوج میں کوئی نافرمانی یا گناہ نہ ہوا تو نیکیاں غالب آ جائیں گی' حضرت سلمانؓ نے آپ سے کہا:

''خدا کی قسم ان کے لیے سمندروں کو خشکی کی طرح مطیع کر دیا گیا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے وہ ضرور اس سے فوج درفوج باہر نکلیں گے جیسے کہ وہ فوج درفوج اس میں داخل ہوئے ہیں اور وہ حضرت سلمانؓ کے فرمان کے مطابق اس سے باہر نکلے اور ان میں سے ایک شخص بھی غرق نہ ہوا اور نہ انہوں نے کسی چیز کو کھویا''۔

اور جب مسلمان' سطح زمین پر کھڑے ہو گئے اور گھوڑے اپنی ایال جھاڑتے ہوئے اور ہنہناتے ہوئے باہر نکلے تو وہ اعاجم کے پیچھے

چل پڑے حتیٰ کہ مدائن میں داخل ہو گئے اور وہاں انہوں نے کسی شخص کو نہ پایا' بلکہ کسریٰ نے اپنے اہل' اور جس قدر وہ مال ومتاع اور خزائن اٹھا سکتے تھے انہیں اٹھالیا اور جن مویشیوں' کپڑوں' ساز وسامان' برتنوں' تحائف اور تیل کے اٹھانے سے وہ عاجز ہو گئے' انہیں ترک کر دیا' جن کی قیمت کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کتنی تھی اور کسریٰ کے خزانہ میں نوارب دینار تھے انہوں نے ان سے اتنے لیے جتنے وہ لے جا سکتے تھے اور جن کو اٹھانے سے عاجز آ گئے انہیں چھوڑ دیا' ان کی مقدار نصف یا اس کے قریب قریب تھی' سب سے پہلے مدائن میں کتیبۃ الاہوال داخل ہوا پھر کتیبۃ الخرساء داخل ہوا اور انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر لی وہ نہ کسی سے جنگ کرتے اور نہ قصر ابیض کے سوا کسی سے ڈرتے اس میں جانباز موجود تھے اور کسریٰ قلعہ بند تھا۔

اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ' فوج کے ساتھ آئے تو آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زبان سے تین روز تک اہالیان قصرا بیض کو دعوت دی جب تیسرا دن ہوا تو اس سے اتر پڑے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے مسکن بنالیا اور ایوان کو جائے نماز بنالیا اور جب آپ اس میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی:

﴿ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ وَّ زُرُوعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴾

پھر آپ اس کی اونچی جگہ کی طرف بڑھے اور صلوٰۃ فتح کی آٹھ رکعات پڑھیں اور سیف نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں ایک سلام کے ساتھ پڑھا اور آپ نے اس سال کے صفر کا جمعہ ایوان میں پڑھا اور یہ عراق میں پڑھا جانے والا پہلا جمعہ تھا' اور یہ اس وجہ سے پڑھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہاں ٹھہرنے کی نیت کر لی تھی اور آپ نے العیالات کی طرف فوج بھیجی اور انہیں مدائن کے مکانات میں اتارا جن کو انہوں نے وطن بنالیا یہاں تک کہ انہوں نے جلولاء' تکریت اور موصل کو فتح کر لیا پھر اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف آ گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

پھر آپ نے کسریٰ یزدگرد کے پیچھے دستے بھیجے جنہیں ایک گروہ آ ملا پس انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور بھگا دیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے اور انہوں نے زیادہ تر کسریٰ کے لباس' تاج اور زیورات کو واپس لینا چاہا اور حضرت سعد ان اموال و خزائن اور تحائف کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے جن کی قیمت نہیں لگائی جا سکتی اور نہ کثرت وعظمت کے باعث ان کی مد دشمار کیا جا سکتا ہے اور ہم نے بیان کیا ہے کہ وہاں چونہ گچ کے مجسمے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو اپنی انگلی سے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے یہاں اس طرح بیکار طور پر نہیں رکھا گیا' انہوں نے اس کی انگلی کے سامنے علاقہ کی ناکہ بندی کر لی اور اس کے سامنے انہوں نے پہلے اکاسرہ کے خزائن میں سے ایک بہت بڑا خزانہ پایا اور اس سے بہت سے اموال قیمتی خزائن اور عمدہ تحائف نکالے اور جو کچھ وہاں موجود تھا' مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور دنیا میں سے کسی نے ان سے عجیب چیز نہ دیکھی ہو گی اور ان میں نفیس جواہر سے مرصع تاج بھی تھا جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور اسی طرح اس کی پیٹی' تلوار' کنگن' قباء اور اس کے محل کا قالین بھی تھا' محل ہر جانب سے ساٹھ مربع گز تھا اور قالین بھی اس کے برابر تھا جو سونے' موتیوں اور قیمتی جواہرات سے بنا ہوا تھا' نیز اس میں کسریٰ کے تمام ممالک کی تصویر تھی' یعنی اس کے شہروں کی نہروں' قلعوں' صوبوں اور

خزانوں اور کھیتیوں اور درختوں سمیت تصویر موجود تھی اور جب وہ تختِ حکومت پر بیٹھا کرتا اور اپنے تاج کے نیچے داخل ہو جاتا اس لیے کہ اس کا تاج سنہری زنجیروں کے ساتھ معلق تھا اور وہ اسے اس کے بوجھ کی وجہ سے اپنے سر پر نہیں اٹھا سکتا تھا بلکہ وہ آ کر اس کے پیچھے بیٹھ جاتا پھر اپنے سر کو تاج کے نیچے داخل کر دیتا اور سنہری زنجیریں اسے اٹھائے رکھتیں اور وہ اسے پہننے کی حالت میں چھپائے رکھتا اور جب پردہ ہٹا دیا جاتا تو امراء اس کو سجدہ کرنے کے لیے گر پڑتے اور وہ پیٹی' کنگن' تلوار اور جواہرات سے مرصع قباء بھی پہنتا اور ایک ایک شہر پر غور کرتا اور ان کے بارے میں اور وہاں کے نائبین کے متعلق دریافت کرتا' نیز یہ کہ کیا وہاں کوئی واقعہ ہوا ہے؟ اور اس کے متعلق اس کے سامنے بیٹھے ہوئے منتظمین امور اسے خبر دیتے' پھر وہ دوسرے شہر کی طرف منتقل ہو جاتا اور اس طرح وہ ہر وقت اپنے تمام شہروں کے حالات کے متعلق دریافت کرتا اور مملکت کے معاملات کو غیر محکم نہ چھوڑتا اور انہوں نے اسے شہروں کے حالات یاد دلانے کے لیے یہ قالین اس کے سامنے رکھا تھا اور سیاست کے معاملہ میں یہ ایک بہت بہتر بات تھی اور جب اللہ کا فیصلہ آ گیا تو ان ممالک اور اراضی سے ان کا قبضہ جاتا رہا اور مسلمانوں نے بزور قوت ان کے ہاتھوں سے انہیں لے لیا اور ان علاقوں میں ان کی قوت و شوکت کو توڑ پھوڑ دیا اور حکم الٰہی سے ان کا خاتمہ کر کے انہیں حاصل کر لیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مقبوضہ اموال پر حضرت عمرو بن عمرو بن مقرن کو افسر مقرر کیا اور یہ پہلا مال تھا جو قصر ابیض' کسریٰ کے مکانات اور مدائن کے باقیماندہ گھروں سے حاصل ہوا اور محل میں جو کچھ تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور جو مال ان دستوں نے دیا جو زہرہ بن حویہ کی معیت میں تھے اور زہرہ نے جو کچھ واپس کیا اس میں وہ خچر بھی تھا جسے انہوں نے ایرانیوں سے چھینا تھا اور وہ تلواروں کے ساتھ اس کی حفاظت کر رہے تھے پس آپ نے اسے ان سے چھڑا لیا اور فرمایا بلاشبہ اس کو اہمیت حاصل ہے اور آپ نے اسے مقبوضہ اموال کی طرف لوٹا دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس پر دو جامہ دان ہیں جن میں کسریٰ کے کپڑے اور زیورات تھے اور وہ لباس بھی تھا جسے وہ تخت پر پہنا کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور دوسرے خچر پر دو جامہ دانوں میں اس کا وہ تاج تھا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں' جسے اصحاب السرایا نے راستے سے چھینے ہوئے مال سے واپس کیا اور دستوں نے جو کچھ واپس کیا اس میں عظیم اموال تھے جن میں زیادہ تر کسریٰ کا ساز و سامان تھا اور نفیس اشیاء کو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' پس مسلمانوں نے انہیں مل کر ان سے نفیس اشیاء چھین لیں اور ایرانی قالین کو بوجھل ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا سکے اور نہ ہی اموال کو ان کی کثرت کی وجہ سے اٹھا سکے اور مسلمان بعض گھروں میں آتے تو وہ گھر کو چوٹی تک سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھرا پاتے اور بہت سا کافور بھی پاتے جسے وہ نمک خیال کرتے اور بسا اوقات بعض ان میں سے اسے آٹے میں استعمال کر لیتے اور اسے کڑوا محسوس کرتے یہاں تک کہ انہیں اس کی حقیقت معلوم ہو گئی اور غنیمت میں بہت سے اموال حاصل ہوئے اور حضرت سعدؓ نے اس کا خمس لگایا اور حضرت سلمان فارسی[1] رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے چار اخماس کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گھڑ سوار کو بارہ ہزار درہم ملے اور وہ سب کے سب ہی گھڑ سوار تھے اور بعض کے ساتھ کوتل گھوڑے بھی تھے اور حضرت سعدؓ نے مسلمانوں سے قالین کے پانچ اخماس میں سے چار خمس اور کسریٰ کا لباس طلب کیا تاکہ

[1] ابن ربیعہ باہلی کو نہ کہ سلمانؓ فارسی کو۔

وہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمانان مدینہ کے پاس بھیج دیں اور وہ اسے دیکھ کر متعجب ہوں پس انہوں نے آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بشر بن الخصاصیہ کو خمس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور جس شخص نے اس سے قبل آپ کو فتح کی بشارت دی تھی وہ حلیس بن فلان اسدی تھے اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا' بلاشبہ ان لوگوں نے اس مال کو انساء کے سپرد کیا ہے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' آپ عفیف ہیں اس لیے آپ کی رعیت بھی ضعیف ہے اور اگر آپ عیش وعشرت کرتے تو وہ بھی عیش وعشرت کرتی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قالین کا ایک ٹکڑا ملا جسے آپ نے بیس ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کپڑے ایک لکڑی کو پہنا کر اسے اپنے سامنے گاڑ دیا تا کہ لوگ اس کی حیران کن خوبصورتی اور دنیا کی فانی زندگی کی چمک دمک کو دیکھ سکیں اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کپڑے بنی مدلج کے امیر حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کو پہنائے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ہمیں بتایا کہ ابوسعید ابن الاعرابی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ کی تحریر کردہ کتاب میں بحوالہ ابوداؤ دلکھا دیکھا کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے بحوالہ حسن ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کی پوستین لائی گئی اور اسے آپ کے سامنے رکھا گیا اور لوگوں میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن انہیں دیئے اور انہوں نے ان کو اپنے ہاتھ میں ڈال لیا اور وہ ان کے کندھوں تک پہنچ گئے اور جب آپ نے انہیں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دیکھا تو فرمایا الحمد للہ' کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بنی مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک بن جعشمؓ کے ہاتھوں میں' اور پھر آپ نے اس حدیث کا ذکر کیا بیہقی نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

پھر حضرت امام شافعیؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کنگنوں کو سراقہ کو اس لیے پہنایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تجھے یوں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے ہیں' حضرت امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہما کو کسریٰ کے کنگن پہنائے تو انہیں فرمایا: کہو اللہ اکبر' انہوں نے اللہ اکبر کہا' پھر فرمایا کہو' اس خدا کا شکر ہے جس نے انہیں کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور بنی مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک کو پہنایا۔

اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ اسامہ بن زید لیثی نے ہمیں بتایا کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ میں کسریٰ کی قباء' تلوار' پٹی' کنگن' شلوار' قمیض' تاج اور موزے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے لوگوں کے سرداروں کو دیکھا تو سب سے زیادہ جسیم اور بڑی قامت والا حضرت سراقہؓ بن مالک بن جعشم کو پایا اور فرمایا: اے سراقہ! کھڑے ہو کر یہ قبا پہنو' حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کا لالچ کیا اور اٹھ کر قبا پہن لی' آپ نے فرمایا پیٹھ پھیرو' میں نے پیٹھ پھیر دی' پھر فرمایا آگے آؤ میں آگے آ گیا پھر فرمایا' آفرین ہے' بنی مدلج کے ایک بدو پر جو کسریٰ کی

قباء شلوار تلوار پیٹی تاج اور موزے پہنے ہوئے ہے اے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ اگر اس میں تمہارے جسم پر کسریٰ اور آل کسریٰ کے سامان میں سے کچھ بھی ہوا تو یہ بات تیرے لیے اور تیری قوم کے لیے شرف کا باعث ہوگی' اسے اتار دو' پس میں نے اسے اتار دیا' پھر فرمایا اے اللہ! تو نے اپنے نبی اور رسول کو اس سے روک دیا ہے اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے اور تو نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اس سے روک دیا ہے' حالانکہ وہ بھی آپ کو مجھ سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے اور تو نے مجھے یہ عطا فرمایا ہے پس میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے اسے دے کر مجھے دھوکہ دے پھر آپ رو پڑے حتیٰ کہ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے آپ کے لیے رحمت کی دعا کی پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے فروخت کر کے شام سے پہلے پہلے اسے تقسیم کر دیں۔

اور سیف بن عمر تمیمی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان ملابس و جواہر پر قبضہ کر لیا تو کسریٰ کی تلوار لائی گئی جس کے ساتھ متعدد تلواریں تھیں اور ان میں النعمان بن المنذر کی تلوار بھی تھی جو حیرہ پر کسریٰ کا نائب تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے کسریٰ کی تلوار کو یوں بنا دیا ہے کہ وہ اسے نقصان دیتی ہے اور اسے فائدہ نہیں دیتی پھر فرمایا بلاشبہ ان لوگوں نے اسے امناء کے سپرد کیا ہے پھر فرمایا کہ کسریٰ کو جو کچھ دیا گیا تھا اس نے اس سے زیادہ سے زیادہ یہی کیا کہ وہ اس کے ذریعے اپنی آخرت سے غافل ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کے خاوند یا اپنی بیٹی کے خاوند کے لیے جمع کیا ہے اور اپنے لیے کچھ آگے نہیں بھیجا اور اگر وہ اپنے لیے آگے بھیجتا اور زائد اموال کو اپنی اپنی جگہ پر رکھتا تو اس کا فائدہ اسے پہنچتا اور اس بارے میں ایک مسلمان ابونجید نافع بن الاسود نے کہا۔

''ہم نے مدائن پر گھوڑوں کے ساتھ حملہ کیا اور اس کا سمندر اس کی خشکی کی طرح خوش منظر ہے اور جس روز وہ پشت پھیر کر بھاگے ہم نے کسریٰ کے خزائن کو نکال لیا اور ہمارا غمگین آدمی ارد گرد پھرتا رہا''۔

معرکہ جلولاء:

جب کسریٰ یزدگرد بن شہریار مدائن سے بھاگ کر حلوان کی طرف گیا تو اس نے راستے میں شہروں سے مددگاروں' فوجوں اور جوانوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور بہت سے لوگ اور ایرانیوں کا ایک جم غفیر بھی اس کے پاس اکٹھا ہو گیا اور اس نے ان سب پر مہران کو امیر مقرر کیا اور کسریٰ' حلوان کی طرف چلا گیا اور جو فوج اس نے اکٹھی کی تھی اسے اس نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان جلولاء میں ٹھہرایا اور اس کے ارد گرد ایک عظیم خندق کھودی اور وہاں انہوں نے فوج' سامان اور آلات حصار کے ساتھ قیام کیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق اطلاع لکھ بھیجی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ مدائن میں قیام کریں اور اپنے بھتیجے ہاشم بن عتبہ کو اس فوج کا امیر مقرر کریں جسے وہ کسریٰ کی طرف بھیجیں اور ہراول پر حضرت قعقاع بن عمرو اور میمنہ پر حضرت سعد بن مالک اور میسرہ پر ان کے بھائی عمر بن مالک اور ساقہ پر عمرو بن مرۃ الجہنی رضی اللہ عنہم کو امیر مقرر کریں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا اور اپنے بھتیجے کے ساتھ تقریباً بارہ ہزار کا لشکر بھیجا جو اشراف مسلمین' سرکردہ انصار و مہاجرین اور سرداران عرب پر مشتمل تھا اور یہ مدائن سے فراغت کے بعد اسی سال کے صفر کا واقعہ ہے پس یہ چل کر المجوس پہنچ گئے اور وہ جلولاء میں تھے اور انہوں

اپنے ارد گرد خندق کھود دی تھی۔ حضرت ہاشم بن عتبہؓ نے ان کا محاصرہ کرلیا اور وہ اپنے شہر سے جنگ کے لیے ہر وقت نکلتے تھے اور ایسی جنگ کرتے تھے جس کی مثال نہیں سنی گئی اور کسریٰ ان کی کمک بھیجنے لگا اور اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے کو یکے بعد دیگرے کمک بھیجنے لگے اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور مقابلہ سخت ہو گیا اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھی حضرت ہاشمؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کئی بار تقریر کی اور انہیں جنگ پر آمادہ کیا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب دی اور ایرانیوں نے بھی باہم عہد و پیمان کیے اور آگ کی قسم کھائی کہ وہ کبھی نہیں بھاگیں گے حتیٰ کہ عربوں کو فنا کر دیں گے اور جب آخری معرکہ ہوا جو فیصلہ کن تھا تو انہوں نے دن کے پہلے حصے میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایسی شدید جنگ کی کہ جس کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی یہاں تک کہ طرفین کے تیر ختم ہو گئے اور دونوں طرف کے نیزے شکستہ ہو گئے اور انہوں نے تلواریں اور تیر سنبھال لیے اور المجوس کا ایک دستہ چلا گیا اور اس کی جگہ دوسرا دستہ آ گیا' حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے مسلمانو! کیا جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس نے تمہیں خوفزدہ کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم تھکے ہوئے ہیں اور وہ آرام کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا بلکہ ہم ان پر حملہ کرنے والے ہیں اور سنجیدگی سے ان کی تلاش کرنے والے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے' پس ان پر یکبارگی حملہ کر دو تاکہ ہم انہیں مخبوط الحواس کر دیں''۔

پس آپ نے اور لوگوں نے حملہ کر دیا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سواروں' بہادروں اور دلیروں کے ایک دستے کے ساتھ بڑی بے جگری سے حملہ کیا یہاں تک کہ آپ خندق کے دروازے تک پہنچ گئے اور رات کی تاریکی چھا گئی اور بقیہ بہادر اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوگوں میں گھومنے لگے اور رات کے چھا جانے کی وجہ سے بچاؤ اختیار کرنے میں لگ گئے اور اس روز بہادروں میں طلیحہ اسدی' عمرو بن معدی کرب' زبیدی' قیس بن مکشوح اور حجر بن عدی شامل تھے اور انہیں پتہ نہ چلا کہ حضرت قعقاع بن عمروؓ نے ظلمت شب میں کیا کارروائی کی ہے اور اگر آپ کا منادی اعلان نہ کرتا تو انہیں اس کے متعلق معلوم ہی نہ ہوتا' منادی نے کہا' اے مسلمانو! کہاں ہو' تمہارا امیر ان کی خندق کے دروازے پر موجود ہے جب مجوس نے یہ اعلان سنا تو وہ بھاگ اٹھے اور مسلمان حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خندق کے دروازے پر ہیں اور انہوں نے دروازے پر قبضہ کر کے انہیں روکا ہوا ہے اور ایرانی ہر سمت بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے ہر جانب سے انہیں قابو کیا اور ہر گھات میں ان کے لیے بیٹھے اور اس معرکے میں ان کا ایک لاکھ آدمی مارا گیا حتیٰ کہ انہوں نے زمین کی سطح کو مقتولین سے ڈھانپ دیا' اسی لیے اس کا نام جلولاء رکھا گیا اور مسلمانوں نے اس قدر اموال' ہتھیار' سونا اور چاندی غنیمت میں حاصل کیا جتنا اس سے قبل مدائن سے حاصل کیا تھا۔

اور حضرت ہاشم بن عتبہ نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہما کو شکست خوردوں کے تعاقب میں بھیجا اور ان میں سے کچھ کو کسریٰ کے پیچھے بھیجا' پس آپ ان کے پیچھے لگ گئے حتیٰ کہ آپ نے مہران کو شکست خوردہ پایا اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور الفیرزان ان سے بچ گیا اور شکست کھا کر چلا گیا اور آپ نے بہت سے لوگوں کو قید کر کے ہاشم بن عتبہ کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے چوپائے بھی غنیمت میں حاصل کیے پھر حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے غنائم اور اموال کو' اپنے چچا حضرت سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہادروں کو حصہ سے زائد مال دیا پھر اسے غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

شعبیؒ کا بیان ہے کہ جلولاء کے معرکہ سے حاصل ہونے والا مال تیس لاکھ تھا جس کا خمس' چھ لاکھ تھا اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ جنگِ جلولاء میں ہر سوار کو وہی کچھ حاصل ہوا تھا۔ یعنی ہر سوار کو بارہ ہزار درہم' اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر سوار کو نو ہزار درہم اور نو چوپائے ملے' اور مسلمانوں کے درمیان اس مال کی تقسیم کے منتظم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے' پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اموال' غلاموں اور چوپاؤں کے اخماس کو' حضرت زیاد بن ابی سفیان' حضرت قضاعی بن عمرو اور حضرت ابوالمقرن الاسود رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زیادہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے معرکہ کی کیفیت کے متعلق دریافت کیا اور انہوں نے اس کی کیفیت کو آپ کے سامنے بیان کیا' حضرت زید رضی اللہ عنہ بڑے فصیح آدمی تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی کیفیت بیانی نے حیرت میں ڈال دیا اور آپ نے چاہا کہ مسلمان بھی اس کو آپ سے سنیں' آپ نے حضرت زیاد سے فرمایا آپ نے جو کچھ مجھے بتایا ہے کیا آپ اسے لوگوں میں بیان کر سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں یا امیر المومنین! میرے نزدیک روئے زمین پر آپ سے زیادہ بارعب شخص کوئی نہیں' بس میں دوسروں کے سامنے اس کے بیان کرنے کی طاقت کیوں نہیں رکھتا؟ انہوں نے لوگوں میں کھڑے ہو کر معرکہ کی حقیقت بڑی فصیح و بلیغ عبارت کے ساتھ انہیں بتائی کہ انہوں نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا اور کتنی غنیمت حاصل کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ یہ ایک فصیح خطیب ہیں۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا' ہماری فوج نے کارناموں کے ساتھ ہماری زبان کھول دی ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جو مال یہ لوگ لائے ہیں اسے کوئی چھت نہیں چھپائے گی کہ آپ اسے تقسیم کر دیں گے اور حضرت عبداللہ بن ارقم اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے مسجد میں اس کی حفاظت کرتے ہوئے شب بسر کی اور جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب کہ سورج طلوع ہو چکا تھا' لوگوں کے پاس آئے اور آپ کے حکم سے اس پر سے چادریں ہٹائی گئیں' پس جب آپ نے اس کے یاقوت و زبرجد اور سونے اور چاندی کو دیکھا تو رو پڑے' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کس وجہ سے روتے ہیں خدا کی قسم یہ تو شکر کا مقام ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم مجھے اس وجہ سے رونا نہیں آیا' خدا کی قسم جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یہ چیز دی ہے وہ آپس میں حسد و بغض کرنے لگتے ہیں اور جب وہ آپس میں حسد کرتے ہیں ان کے درمیان جنگ چھڑ جاتی ہے پھر آپ نے اس مال کو قادسیہ کے اموال کی طرح تقسیم کر دیا۔

اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جلولاء ذوالقعدہ ۱۶ھ میں فتح ہوا اور اس کے اور مدائن کی فتح کے درمیان نو ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے اور اس جگہ پر ابن جریر نے سیف سے جو کچھ مضافات کی زمین اور اس کے خراج کے متعلق بیان کیا ہے اس پر اعتراض کیا ہے اور اس بات کے لکھنے کا مقام کتاب الاحکام ہے اور ہاشم بن عتبہ نے معرکہ جلولاء کے متعلق کہا ہے کہ۔

''معرکہ جلولاء اور معرکہ رستم اور کوفہ پر چڑھائی کا دن اور ماہ محرم کے دن کی وسعت اور جو دن ان کے درمیان گزر گئے

انہوں نے میری کنپٹیوں کو سفید کر دیا ہے اور وہ شہر حرام کی سفیدی کی طرح بوڑھی ہوگئی ہیں''۔

اور ابو نجید نے اس بارے میں کہا کہ۔

''جلولاء کے معرکہ میں ہماری فوج نے تر شیروں کو ہلاک کر دیا اور ایرانیوں کی فوج کو تتر بتر کر دیا پھر ان کا کام تمام کر دیا پس مجوس کے نجس اجسام کے لیے ہلاکت ہو اور الفیرزان ایک بے آب وگیاہ میدان میں ان سے بچ گیا اور مہران کو انہوں نے خودوں کے توڑنے کے دن ہلاک کر دیا اور انہوں نے ایک گھر میں قیام کیا جو موت کا وعدہ گاہ تھا اور رات کو تیز اڑنے والے پرندے ان پر مٹی ڈالتے تھے''۔

فتح حلوان کا بیان:

اور جب معرکہ اختتام پذیر ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا اس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہشام بن عتبہ نے جلولاء میں قیام کیا اور حضرت قعقاع بن عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے حلوان کی طرف پیش قدمی کی تا کہ آپ وہاں مسلمانوں کے لیے مددگار رہوں اور کسریٰ جہاں بھاگ کر جائے اس کے لیے وہاں پڑاؤ کریں' پس جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے پیش قدمی کی اور امیر معرکہ مہران الرازی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور الفیرزان آپ سے بھاگ گیا اور جب اس نے کسریٰ کے پاس پہنچ کر اسے جلولاء کے حالات بتائے اور جو کچھ اس کے بعد ایرانیوں سے ہوا اور کس طرح ان میں سے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور مہران گرفتار ہو کر کیسے قتل ہوا' تو کسریٰ حلوان سے رے کی طرف بھاگ گیا اور اس نے حلوان پر خسرو شنوم کو نائب مقرر کیا پس حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور حلوان سے باہر ایک جگہ پر خسرو شنوم آپ کے مقابلہ میں آیا اور وہاں ان کی شدید جنگ ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور خسرو شنوم نے شکست کھائی اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حلوان کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور وہاں قیام کیا اور دخول اسلام کی دعوت دینے کے بعد اس کے اردگرد کے اضلاع واقالیم پر ٹیکس لگا دیا' کیونکہ انہوں نے ٹیکس ادا کرنے کو ہی قبول کیا تھا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ مسلسل وہیں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن سے کوفہ چلے گئے اور آپ بھی کوفہ روانہ ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

تکریت اور موصل کی فتح:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدائن کو فتح کیا تو آپ کو پتہ چلا کہ اہل موصل نے تکریت میں جمع ہو کر کفار کے ایک شخص انطاق پر اتفاق کر لیا ہے پس آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جلولاء کے حالات اور وہاں پر ایرانیوں کے اجتماع اور اہل موصل کے معاملے کے بارے میں لکھا اور قبل ازیں ہم اہل جلولاء کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا ذکر کر آئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہالیانِ موصل جنہوں نے تکریت میں جمع ہو کر انطاق پر اتفاق کر لیا تھا کے متعلق لکھا کہ آپ ان سے جنگ کرنے کے لیے ایک فوج مقرر کریں اور عبداللہ بن المعتم کو اس کا امیر مقرر کریں نیز یہ کہ وہ اپنے ہراول پر ربعی بن الافکل اور میمنہ پر حارث بن حسان ذہلی اور میسرہ پر فرات بن حیان عجلی اور ساقہ پر ہانی بن قیس اور سواروں پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کریں' پس حضرت عبداللہ بن المعتم مدائن سے

پانچ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور چاروں فوجوں کے ساتھ چل کر تکریت میں انطاق کے مقابلہ میں جا اترے اور رومیوں' شہارجہ' نصاریٰ عرب جو ایاد' تغلب اور نمر سے تعلق رکھتے تھے کی ایک ایک جماعت بھی آپ کے پاس آ گئی اور انہوں نے تکریت کو گھیر لیا' پس حضرت عبداللہ بن المعتم رضی اللہ عنہ نے چالیس روز تک ان کا محاصرہ کیا اور انہوں نے اس مدت میں چوبیس مرتبہ آپ سے جنگ کی اور ہر بار آپ ان پر غالب آتے رہے اور ان کی فوج شکست کھاتی رہی' پس ان کا پہلو کمزور ہو گیا اور رومیوں نے اپنے اموال کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر جانے کا عزم کر لیا اور حضرت عبداللہ بن المعتم نے وہاں کے اعراب کے ساتھ مراسلت کی اور انہیں اہل شہر پر فتح پانے میں اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی تو ان کے ایلچی اس دعوت کی قبولیت کی اطلاع لے کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو گواہی دو کہ اللہ کے سوا' کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرو' پس ایلچیوں نے واپس آ کر آپ کو بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں تو آپ نے انہیں پیغام بھیجا کہ اگر تم سچے ہو تو جب ہم تکبیر کہیں اور رات کو شہر پر حملہ کریں تو کشتیوں کے دروازوں کی حفاظت کرنا اور ان کو ان میں سوار ہونے سے روکنا اور ان میں سے جس کو تم قتل کرنے کی قوت پاؤ اسے قتل کر دینا' پھر حضرت عبداللہؓ اور آپ کے اصحاب نے حملہ کیا اور یکبارگی تکبیر کہی اور شہر پر حملہ کر دیا اور دوسری جانب سے اعراب نے تکبیر کہی جس سے اہل شہر حیران ہو گئے اور ان دروازوں سے نکلنے لگے جو دجلہ کے قریب تھے پس ایاد' نمر اور تغلب نے انہیں آ لیا اور انہیں بری طرح قتل کیا اور حضرت عبداللہ اپنے اصحاب کے ساتھ دوسرے دروازوں سے آ گئے اور آپ نے سب اہل شہر کو قتل کر دیا اور وہی لوگ اسلام لائے جو ایاد' تغلب اور نمر سے مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں وصیت کی تھی کہ جب وہ تکریت پر فتح یاب ہو جائیں تو حضرت ربعی بن الافکل کو فوراً الحصنین یعنی موصل کی طرف بھیج دیں پس وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق موصل کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ایک بڑی فوج اور بہادروں کی ایک جماعت بھی تھی' آپ اطلاع پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گئے اور جونہی آپ اس کے مقابل کھڑے ہوئے انہوں نے مصالحت کو قبول کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا کہ وہ ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے ٹیکس ادا کریں پھر تکریت سے حاصل شدہ اموال کی تقسیم ہوئی اور سوار کو تین ہزار اور پیادہ کو ایک ہزار درہم حصہ ملا' اور انہوں نے اخماس کو فرات بن حیان اور فتح کی بشارت کو حارث بن حسان کے ہاتھ بھیجا اور موصل کی جنگ کا انتظام حضرت ربعی بن الافکل رضی اللہ عنہ اور وہاں کے خراج کے انتظام کو حضرت عرفجہ بن ہرثمہ نے سنبھالا۔

سرزمین عراق میں ماسبذان کی فتح:

جب حضرت ہاشمؓ بن عتبہ' جلولاء سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدائن واپس آئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ آذین بن الہرمزان نے ایرانیوں کی ایک فوج جمع کی ہے' آپ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ ایک فوج حضرت ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھیجے پس حضرت ضرار رضی اللہ عنہ مدائن سے ایک فوج کے ساتھ نکلے' اور آپ کے ہراول کے امیر ابن الہذیل اسدی تھے' آپ نے آذین بن الہرمزان کو قید کر لیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور آپ کے حکم سے آذین کو آپ کے سامنے قتل کر دیا گیا اور آپ شکست خوردوں کے پیچھے پیچھے ماسبذان پہنچ گئے۔ یہ ایک بہت بڑا شہر

ہے۔ آپ نے بزورقوت اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے باشندے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں بھاگ گئے۔ آپ نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے آپ کی بات مان لی اور جو شخص مسلمان نہ ہوا آپ نے اس پر جزیہ مقرر کردیا اور آپ نے وہاں نائب بن کر قیام کیا یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن سے کوفہ منتقل ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اس سال میں قرقیسیا اور ہیت کی فتح:

ابن جریر وغیرہ کا بیان ہے کہ جب حضرت ہاشمؓ، جلولاء سے مدائن کی طرف واپس آئے تو اہل جزیرہ نے اہل حمص کو حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کے خلاف جنگ کرنے میں مدد دی کیونکہ ہرقل قنسرین میں مقیم تھا۔ اور اہل جزیرہ ہیت شہر میں جمع ہو گئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ عمر بن مالک بن عتبہ بن نوفل بن عبد مناف کی سرکردگی میں ان کی طرف فوج بھیجی جائے' پس وہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ ہیت کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اردگرد خندق کھود لی ہے تو آپ نے ایک وقت تک ان کا محاصرہ کیا مگر ان پر فتح نہ پا سکے اور اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چلے گئے اور ہیئت کے محاصرہ پر حارث بن یزید کو قائم مقام مقرر کیا اور حضرت عمر بن مالک رضی اللہ عنہ' قرقیسیا کی طرف گئے اور بزورقوت اس پر قبضہ کرلیا اور وہ جزیہ دینے کی طرف مائل ہو گئے اور آپ نے ہیت پر اپنے نائب کو لکھا کہ اگر وہ مصالحت نہ کریں تو آپ ان کی خندق کے پیچھے خندق کھودیں اور اس کے دروازے اس کی جانب بنائیں' پس جب انہیں اس کی اطلاع ملی تو وہ مصالحت کی طرف مائل ہو گئے۔

ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو ان کے یرموک سے فارغ ہونے کے بعد قنسرین کی طرف بھیجا اور آپ نے اہل حلب' اہل منبج اور اہل انطاکیہ کے ساتھ جزیرہ پر مصالحت کی اور قنسرین کے بقیہ شہروں کو بزورقوت فتح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال عیاض بن غنم نے سروج اور الرہا کو فتح کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اسی سال حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایلیاء گئے اور آپ کے ہراول پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے پس آپ نے ایلیا کا محاصرہ کرلیا اور انہوں نے اس شرط پر صلح کا مطالبہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ کر ان سے صلح کریں' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے آ کر ان سے صلح کی اور کئی روز تک قیام کیا پھر مدینہ واپس چلے گئے' میں کہتا ہوں' یہ واقعہ اس سال سے پہلے واقعات میں بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے ربذہ کو رکھ بنایا اور اسی میں حضرت ابومحجن ثقفی رضی اللہ عنہ کو باضع[1] کی طرف جلاوطن کیا اور اسی سال حضرت عبداللہ بن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید سے نکاح کیا' میں کہتا ہوں وہ جنگ جسر میں قتل ہوئے تھے اور وہ فوج کے امیر تھے اور صفیہ' مختار بن ابی عبید کی بہن تھی جو بعد میں امیر عراق بنا' اور یہ ایک صالح عورت تھی اور اس کا بھائی فاجر اور کافر تھا' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت زید بن

---

[1] باضع' ساحل یمن میں ایک جزیرہ یا چشمہ ہے۔

ثابت رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مکہ میں حضرت عتاب رضی اللہ عنہ اور شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور عراق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور طائف میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اور یمن میں حضرت یعلٰی بن امیہ اور بحرین اور یمامہ میں حضرت العلاء بن الحضرمیؓ اور عمان بن حضرت حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ اور بصرہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور موصل میں حضرت ربعی بن الافکل اور جزیرہ میں حضرت عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے نائب تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ربیع الاوّل ۱۶ھ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تاریخ لکھی اور آپ تاریخ لکھنے والے پہلے آدمی ہیں میں کہتا ہوں ہم نے آپ کی سیرت میں اس کے سبب کو بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا تحریری معاہدہ پیش کیا گیا جو دوسرے شخص کے قرض کے متعلق تھا جس کی ادائیگی کا وقت شعبان میں آتا تھا' آپ نے فرمایا' کیا اس سال کے شعبان میں یا اس سے پہلے سال کے شعبان میں یا اس کے بعد آنے والے سال کے شعبان میں؟ پھر آپ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ لوگوں کے لیے کوئی ایسی چیز وضع کرو جس میں وہ اپنے قرضوں کی ادائیگی کے وقت کو پہچان لیں' کہتے ہیں کہ بعض کا ارادہ تھا کہ وہ اس طرح وقت مقرر کریں جیسے ایرانی اپنے بادشاہوں کی تاریخ مقرر کرتے ہیں' جب کوئی بادشاہ مر جاتا تو وہ اس کے بعد ہونے والے بادشاہ کی حکمرانی کی تاریخ سے وقت مقرر کرتے' پس انہوں نے اسے پسند نہ کیا اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سکندر کے زمانے سے رومیوں کی تاریخ سے وقت مقرر کرو' پس اسے بھی انہوں نے ناپسند کیا نیز اس کے طول کی وجہ سے بھی اسے پسند نہ کیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے تاریخ مقرر کرو اور دوسروں نے کہا کہ آپ کی بعثت سے تاریخ مقرر کرو اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے مشورہ دیا کہ مکہ سے مدینہ کی طرف آپ کی ہجرت سے تاریخ مقرر کر جائے کیونکہ یہ ہر ایک پر واضح ہے نیز پیدائش و بعثت سے زیادہ واضح ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ نے اسے پسند کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس سال کے محرم کے آغاز سے تاریخ مقرر کی اور حضرت امام مالکؒ نے سہیلی وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ کے مدینہ آنے کی وجہ سے ربیع الاوّل سے سال کا آغاز ہوتا ہے مگر جمہور اس بات پر قائم ہیں کہ سال کا آغاز محرم سے ہوتا ہے کیونکہ وہ زیادہ یادر رہتا ہے تاکہ مہینوں میں گڑبڑ نہ ہو' بلاشبہ محرم' عربی ہلالی مہینوں کا پہلا مہینہ ہے اور اس سال یعنی ۱۶ھ میں حضرت ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور واقدی اور ابن جریر وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ واقعہ محرم میں ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ لوگوں کو ان کے جنازہ میں شامل ہونے کے لیے جمع کرتے تھے اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا اور آپ ماریہ قبطیہ ہیں' جنہیں حاکم اسکندریہ جریج بن مینا نے جملہ تحائف وہدایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور آپ نے انہیں قبول کر لیا تھا اور ان کے ساتھ ان کی ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بخش دیا تھا اور انہوں نے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان کو جنم دیا تھا' کہتے ہیں کہ مقوقس نے ان دونوں کے ساتھ دو اور لونڈیاں بھی تحفہ میں دی تھیں' ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت ماریہؓ اور شیریں کی خادمائیں ہوں اور اس نے ان دونوں کے ساتھ مابور نامی ایک خصی غلام بھی دیا تھا اور ایک سیاہی مائل سفید رنگ خچر جس کا نام دلدل تھا وہ بھی ہدیۃً

دیا تھا اور اسکندریہ کا بنا ہوا ایک ریشمی حلہ بھی دیا تھا اور یہ ہدیہ ۸ھ میں آیا تھا اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا حمل ہو گیا اور وہ بیس ماہ زندہ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا غم ہوا اور آپ ان پر گریہ کناں ہوئے اور فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں اور یہ واقعہ پہلے ۱۰ھ میں بیان ہو چکا ہے اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نیک صالحہ اور خوب صورت مستورات میں سے تھیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑی منزلت حاصل تھی اور آپ ان سے بہت خوش تھے اور وہ خوبصورت اور ظریف تھیں اور حضرت خلیل علیہ السلام کی لونڈی حضرت ہاجرہؑ سے مشابہ تھیں اور یہ دونوں مصری تھیں اور حضرت خلیلؑ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لونڈیاں بنا لیا تھا۔

۱۷ھ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس سال کے محرم میں مدائن سے کوفہ منتقل ہو گئے' اس لیے کہ آپ کے اصحاب نے مدائن کو مضر صحت پایا اور ان کے رنگ تبدیل ہو گئے اور مکھیوں اور غبار کی کثرت کی وجہ سے ان کے بدن کمزور ہو گئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ عربوں کو وہی جگہ راس آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے موافق ہو' پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان بن زیاد رضی اللہ عنہما کو مسلمانوں کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور وہ کوفہ کے علاقے سے گزرے جو سرخ ریت میں سنگریزوں والی زمین تھی جو ان دونوں کو بھلی معلوم ہوئی اور وہاں انہوں نے تین خانقائیں پائیں' حرقہ بنت النعمان کی خانقاہ' ام عمرو کی خانقاہ اور سلسلہ کی خانقاہ اور ان کے درمیان کوفہ کی شراب کی دو کانیں تھیں' ان دونوں نے وہاں اتر کر نماز ادا کی اور ہر ایک نے کہا:

''اے اللہ جو آسمانوں کا اور جن پر ان کا سایہ ہے' رب ہے اور زمین کا اور جو وہ اٹھائے ہوئے ہے اس کا رب ہے اور ہوا کا اور جو وہ اڑاتی ہے اس کا رب ہے اور ستاروں کا اور جو وہ گرتے ہیں اور سمندروں کا اور جو وہ چلتے ہیں اور شیاطین کا اور جو وہ گمراہ کرتے ہیں اور انگور کے گچھوں کا اور جسے وہ ڈھانپ لیتے ہیں کا رب ہے' ہمارے لیے اس کوفہ میں برکت دے اور اسے منزل ثبات بنا دے''۔

پھر ان دونوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال لکھی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی حد بندی کرنے کا حکم دے دیا اور اس سال کا آغاز میں ماہ محرم میں کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب سے پہلے اس میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے تیر انداز کو سخت تیر اندازی کرنے کا حکم دیا اور اس نے مسجد سے چاروں جہات کی طرف تیر اندازی کی اور جہاں اس کا تیر گرا' لوگوں نے اپنے گھر تعمیر کر لیے اور مسجد کی محراب کے سامنے امارت اور بیت المال کے لیے ایک محل آباد کیا' سب سے پہلے انہوں نے سرکنڈوں سے گھر بنائے' جو سال کے دوران میں جل گئے' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس شرط پر اینٹوں سے گھر بنائے کہ وہ اسراف سے کام نہیں لیں گے اور نہ حد سے تجاوز کریں گے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امراء اور قبائل کو اطلاع بھیجی تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ نے انہیں کوفہ میں اتارا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو ہیاج کو' جو لوگوں کو کوفہ میں اتارنے کا منتظم تھا حکم دیا کہ وہ آباد ہوں اور واضح راستہ کے لیے چالیس گز اور اس سے کم کے لیے تیئس گز چوڑی جگہ چھوڑ دیں اور گلیوں کے لیے سات

گز جگہ چھوڑ دیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے بازار کے قریب محل تعمیر کیا گیا اور مختلف لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو باتیں کرنے سے روکتے اور وہ اپنا دروازہ بند کر کے کہتے' شور تھم گیا ہے اور جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ جب وہ کوفہ پہنچیں تو اپنے چقماق سے آگ نکالیں اور لکڑیاں اکٹھی کریں اور محل کے دروازے کو جلا دیں اور پھر فوراً واپس آ جائیں' پس جب وہ کوفہ پہنچے تو انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنا دروازہ لوگوں پر بند نہ کریں اور نہ کسی کو دروازے پر لوگوں کو روکنے کے لیے مقرر کریں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا جسے انہوں نے قبول نہ کیا اور مدینہ واپس آ گئے اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سال کوفہ میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی عجز و خیانت کے بغیر وہاں سے معزول کر دیا۔

حمص میں رومیوں کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شام آنا:

یہ واقعہ یوں ہے کہ رومیوں کی ایک فوج نے حمص میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور انہوں نے اہل جزیرہ اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے کمک مانگی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قصد کر لیا' حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو وہ قنسرین سے آپ کے پاس آ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے متعلق لکھا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آنے تک وہ رومیوں سے جنگ کریں یا شہر میں قلعہ بند ہو جائیں' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سوا' سب لوگوں نے قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا' حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کی بات مان لی اور حمص میں قلعہ بند ہو گئے اور رومیوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا اور شام کے تمام شہروں کے لوگ آپ سے غافل ہو کر اپنے معاملات میں مصروف تھے اور اگر وہ اپنے معاملات کو چھوڑ دیتے اور حمص آ جاتے تو سارے شام کا نظام درہم برہم نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو تیار کریں اور جس روز ان کے پاس خط پہنچے انہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے حمص بھیج دیں' کیونکہ وہ محصور ہیں' نیز آپ نے یہ بھی لکھا کہ وہ ان اہل جزیرہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجیں جنہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے میں رومیوں کو مدد دی ہے اور جزیرہ کی طرف جانے والی فوج کے امیر حضرت عیاض ابن غنم رضی اللہ عنہ ہوں گے پس دونوں فوجیں بیک وقت کوفہ سے نکلیں' حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ چار ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے حمص گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنفس نفیس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے مدینہ سے نکلے اور جابیہ پہنچ گئے اور بعض کا قول ہے کہ سرغ پہنچے یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور جب ان اہل جزیرہ کو جو رومیوں کے ساتھ حمص کے محاصرہ میں شامل تھے اطلاع ملی کہ فوج ان کے شہروں میں گھس گئی ہے تو انہوں نے اپنے شہروں کا قصد کر لیا اور رومیوں سے علیحدہ ہو گئے' اور رومیوں نے سنا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے نائب کی مدد کے لیے آ رہے ہیں تو ان کا پہلو بہت کمزور ہو گیا اور حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو مشورہ دیا کہ وہ ان سے لڑنے کے لیے باہر نکلیں اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو فتح دی اور رومیوں نے

بری طرح شکست کھائی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے پاس آنے سے قبل اور کمک کے ان کے پاس پہنچنے سے تین رات پہلے ہوا' پس حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جب کہ وہ جابیہ میں مقیم تھے فتح کی بشارت لکھ بھیجی اور یہ کہ تین راتوں کے بعد کمک ان کے پاس پہنچ گئی ہے نیز آپ سے دریافت کیا کہ جو غنیمت اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے کیا وہ ان کو تقسیم میں ان کے ساتھ شامل کریں' اس کا جواب آیا کہ وہ ان کو غنیمت میں ان کے ساتھ شامل کریں' کیونکہ ان کے خوف کی وجہ سے دشمن کمزور ہوا ہے اور اس کی مدد میں کمی ہوئی ہے' پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو غنیمت میں شامل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اہل کوفہ کو جزائے خیر دے جو اپنے دارالخلافے کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کے باشندوں کی مدد کرتے ہیں۔

جزیرہ کی فتح:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف بن عمر کے قول کے مطابق اس سال میں جزائر فتح ہوئے' ابن جریر کا قول ہے کہ ذوالحجہ ۱۷ھ میں جزائر فتح ہوئے اور اس طرح انہوں نے سیف بن عمر کے ساتھ اس سال میں ان کے فتح ہونے میں موافقت کی ہے اور ابن اسحٰق کا قول ہے کہ یہ فتح ۱۹ھ میں ہوئی اور حضرت عیاض رضی اللہ عنہ بن غنم جزائر کی طرف گئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے جو کمسن بچے تھے اور انہیں کوئی امارت حاصل نہ تھی اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے وہ الرہا میں اترے اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ پر ان سے مصالحت کر لی اور حران نے بھی جزیہ پر مصالحت کی' پھر انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نصیبین کی طرف اور عمر بن سعد کو راس العین کی طرف بھیجا اور خود دارا کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ شہر فتح ہو گئے اور انہوں نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو آرمینیا کی طرف بھیجا جہاں پر کچھ لڑائی ہوئی جس میں حضرت صفوان بن المعطل سلمی شہید ہو گئے پھر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے ہر گھرانے پر ایک دینار جزیہ عائد کر کے ان سے مصالحت کر لی۔

سیف بن عمر نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن غسان آئے اور پاپیادہ موصل پہنچ گئے اور شہر سے گزر کر نصیبین پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور اہل رقہ کی طرح کام کیا اور انہوں نے اہل جزیرہ کے عرب عیسائیوں کے سرداروں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' جزیہ ادا کرو' انہوں نے کہا ہمیں ہمارے مامن تک پہنچاؤ' اور خدا کی قسم اگر آپ نے ہم پر جزیہ عائد کیا تو رومی علاقے میں داخل ہو جائیں گے خدا کی قسم آپ ہمیں عربوں کے درمیان رسوا کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' تم نے خود اپنے آپ کو رسوا کیا ہے اور اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور خدا کی قسم تم ضرور جزیہ ادا کرو گے اور تم ایک حقیر قوم ہو اور اگر تم رومیوں کی طرف بھاگے تو میں ضرور تم میں فوج بھیجوں گا' پھر میں تمہیں قیدی بناؤں گا' انہوں نے کہا' ہم سے کچھ مال لے لو مگر اس کا نام جزیہ نہ رکھو' آپ نے فرمایا ہم تو اسے جزیہ ہی کہتے ہیں' تم جو چاہو اس کا نام رکھ لو' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا' کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا صدقہ دگنا نہیں کر دیا آپ نے فرمایا بے شک' اور آپ نے ان کی بات سنی اور ان کی بات کو پسند کیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف آئے اور محمد بن اسحٰق کے قول کے مطابق سرغ پہنچے اور سیف کے قول کے مطابق جابیہ پہنچے' میں کہتا ہوں' زیادہ مشہور یہی ہے کہ آپ سرغ پہنچے اور فوجوں کے امراء حضرت

ابوعبیدہ‘ حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم نے آپ سے سرغ آ کر ملاقات کی اور آپ کو بتایا کہ شام میں وبا پڑی ہے‘ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار و مہاجرین سے مشورہ لیا تو انہوں نے اختلاف کیا‘ بعض کہتے کہ آپ ایک کام کے لیے آئے ہیں اسے چھوڑ کر واپس نہ جائیے اور بعض کہتے کہ ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکردہ اصحاب کو اس وبا کے آگے کر دیں‘ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے دن لوگوں کو واپس جانے کا حکم دے دیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا‘ کیا آپ اللہ کے فیصلے سے فرار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم اللہ کے فیصلے سے اللہ کے فیصلے کی طرف فرار کرتے ہیں‘ ذرا بتائیے تو سہی کہ اگر آپ دو کناروں والی وادی میں اتریں جن میں سے ایک کنارہ سرسبز اور دوسرا خشک ہو‘ پس اگر آپ سرسبزی کا خیال رکھیں گے تو آپ اس سے اللہ کے فیصلے پر نظر رکھیں گے اور اگر خشکی کا خیال رکھیں گے تو اس سے اللہ کے فیصلے پر نظر رکھیں گے‘ پھر فرمایا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کاش یہ بات آپ کے سوا کوئی اور شخص کہتا۔

ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں جو صحیح بخاری میں ہے‘ بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کی وجہ سے غائب تھے جب وہ آئے تو کہنے لگے اس کے متعلق میرے پاس ایک علم کی بات ہے‘ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم اس کے متعلق سنو کہ وہ فلاں قوم کے علاقے میں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہ کسی علاقے میں نمودار ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگ کر نہ نکلو‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کے آپ کی رائے کے موافق ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور لوگ واپس آ گئے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن حسین بن ابی ثابت نے ابراہیم بن سعد سے بحوالہ سعد بن مالک بن ابی وقاص اور خزیمہ بن ثابت اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”یہ طاعون بلاشبہ ایک عذاب اور عذاب کا بقیہ ہے‘ جس سے تم سے پہلے ایک قوم کو عذاب دیا گیا پس جب یہ کسی علاقے میں نمودار ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے فرار کرتے ہوئے وہاں سے نہ نکلو اور جب تم کسی علاقے میں طاعون کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ“۔

اسی طرح امام احمدؒ نے اسے حضرت سعید بن المسیبؒ اور یحیٰی بن سعید سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے‘ سیف بن عمر کا بیان ہے کہ اس سال کے محرم میں شام میں وبا پڑی پھر رفع ہو گئی سیف کا خیال ہے کہ یہ طاعون عمواس تھی‘ جس میں مسلمانوں کے بہت سے امراء اور سردار ہلاک ہو گئے تھے مگر ان کا خیال درست نہیں بلکہ طاعون عمواس اس کے بعد اگلے سال پڑی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان نشاء اللہ

اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہروں کا چکر لگانے اور امراء کی ملاقات کرنے اور ان کے اچھے کاموں کو دیکھنے کا عزم کیا تھا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا‘ بعض نے کہا آپ عراق سے ابتدا کریں‘ بعض نے شام کا نام لیا‘ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس میں فوت ہو جانے والے مسلمانوں کی مواریث کی تقسیم کے لیے شام آنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ شام میں مسلمانوں کے لیے ان کی تقسیم مشکل ہو گئی تھی پس آپ نے اس کا پختہ ارادہ کیا اور یہ امر اس بات کا مقتضی ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس کے بعد شام آنے کا عزم کیا اور طاعون ۱۸ھ میں پڑی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور یہ سرع میں آمد کے علاوہ دوسری آمد ہے۔ واللہ اعلم

سیف نے ابوعثمان' ابوحارثہ اور ربیع بن النعمان کے حوالے سے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شام میں لوگوں کی مواریث ضائع ہوگئی ہیں' میں شام سے آغاز کروں گا اور مواریث کو تقسیم کروں گا اور جو کچھ میرے دل میں ہے ان کے لیے قائم کروں گا پھر میں واپس آ جاؤں گا اور شہروں میں گھوموں گا اور انہیں اپنا حکم دوں گا' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چار دفعہ شام آئے' دو دفعہ ۱۶ھ میں اور دو دفعہ ۱۷ھ میں اور پہلے سال شام میں داخل نہیں ہوئے جب کہ دوسرے سال دو دفعہ شام میں داخل ہوئے۔

اور اس بات کا مقتضاء وہ ہے جسے ہم نے سیف کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ طاعون عمواس ۱۷ھ میں پڑی تھی اور محمد بن اسحٰق ابومعشر اور کئی دوسرے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں پڑی تھی اور اس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت معاذ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ سرکردہ لوگ فوت ہو گئے تھے جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ

طاعون عمواس کے کچھ حالات:

جس میں حضرت ابوعبیدہ' حضرت معاذ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ' اشراف صحابہ فوت ہو گئے تھے اسے ابن جریر نے اس سال میں بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحٰق نے عن شعبہ عن المختار بن عبداللہ البجلی عن طارق بن شہاب البجلی بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ کے پاس ان سے گفتگو کرنے کے لیے آئے اور وہ کوفہ میں اپنے گھر میں تھے اور جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے کہا گھبراؤ نہ کرو' اس گھر میں ایک شخص اس بیماری سے مر گیا ہے اور تم پر اس بستی سے دور چلے جانے میں کوئی حرج نہیں پس تم اپنے شہروں کی وسعت اور صحت افزا جگہ میں چلے جاؤ حتیٰ کہ یہ مصیبت دور ہو جائے اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ جس چیز کو ناپسند کیا جاتا ہے اس سے بچا جاتا ہے اور باہر نکل جانے والے کے متعلق ایک خیال بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا تو مر جاتا اور قیام کرنے والے کے متعلق خیال ہوتا ہے کہ اس کو ٹھہرنے کی وجہ سے بیماری لگ گئی ہے' اگر وہ باہر چلا جاتا تو اسے بیماری نہ لگتی اور جب مسلمان آدمی یہ خیال نہ کرے تو باہر چلے جانے اور اس سے دور ہو جانے پر اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' میں طاعون عمواس کے سال' حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں تھا' پس جب بیماری زور پکڑ گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس سے باہر نکلنے کے لیے خط لکھا:

> ''آپ کو سلام ہو' امابعد! مجھے آپ سے ایک کام پڑ گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق آپ سے بالمشافہ بات کروں' میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جب آپ میرے اس خط میں غور کریں تو اسے اپنے ہاتھ سے نیچے نہ رکھیں حتیٰ کہ میرے پاس آ جائیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ آپ انہیں وبا سے نکالنا چاہتے ہیں تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو معاف فرمائے پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:

''یا امیر المومنین آپ کو مجھ سے جو کام ہے مجھے اس کا علم ہو گیا ہے' میں مسلمانوں کی فوج میں شامل ہوں اور میں انہیں چھوڑ نہیں سکتا نیز میں ان سے علیحدگی اختیار نہیں کرنا چاہتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق اور ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمادے یا امیر المومنین میرے بارے میں اپنا ارادہ چھوڑ دیجیے اور مجھے میری فوج میں رہنے دیجیے''۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو رو پڑے' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ فرمایا نہیں' یوں معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہو جائیں گے' راوی کا بیان ہے پھر آپ نے ان کی طرف لکھا:

''آپ کو سلام ہو' امابعد! آپ نے لوگوں کو گہری زمین میں اتار دیا ہے' انہیں بلند صحت افزا زمین کی طرف لے جائیں''۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ کا خط ان کے پاس آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا اے ابوموسیٰ! آپ کو معلوم ہی ہے کہ امیر المومنین کا خط میرے پاس آیا ہے باہر جا کر لوگوں کے لیے جگہ تلاش کیجیے اور میں ان کے ساتھ آپ کے پیچھے آتا ہوں' پس میں اپنے گھر واپس آیا تا کہ سفر کروں تو میں نے اپنی بیوی کو مردہ پایا' میں نے واپس جا کر آپ سے کہا خدا کی قسم میرے گھر میں ایک حادثہ ہو گیا ہے' آپ نے فرمایا: شاید آپ کی بیوی فوت ہو گئی ہے' میں نے کہا ہاں' پس آپ نے ایک اونٹ لانے کا حکم دیا اور جب آپ نے اس کی رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو آپ کو طاعون ہو گئی اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے طاعون ہو گئی ہے پھر آپ لوگوں کے ساتھ چل کر جابیہ آ گئے اور وبا لوگوں سے دور ہو گئی۔

محمد بن اسحٰق نے عن ابان بن صالح عن شہر بن حوشب عن رابہ اس کی قوم کا ایک شخص بیان کیا ہے اور وہ اپنے باپ کے بعد اپنی ماں پر اس کا جانشین تھا اور وہ طاعون عمواس میں موجود تھا' اس کا بیان ہے کہ جب بیماری زور پکڑ گئی تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ یہ بیماری تمہارے واسطے رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین کی موت ہے اور ابوعبیدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ ابوعبیدہ کو اس کا حصہ دے''۔

پس آپ کو طاعون ہو گئی اور آپ فوت ہو گئے اور آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا' انہوں نے آپ کے بعد کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ یہ بیماری تمہارے واسطے رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے صالحین کی موت ہے اور معاذ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ آلِ معاذ کو ان کا حصہ دے''۔

پس آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کو طاعون ہو گئی اور وہ فوت ہو گیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر اپنے لیے دعا کی تو آپ کی ہتھیلی میں طاعون ہو گئی اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اس کی طرف دیکھتے پھر ہتھیلی کو پشت کو پلٹ دیتے پھر فرماتے' میں پسند نہیں کرتا کہ

میرے لیے تجھ میں کچھ دنیا کی چیز ہو اور جب آپ فوت ہو گئے تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر اپنا نائب مقرر کیا' انہوں نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! جب یہ بیماری پڑتی ہے تو آگ کی طرح بھڑک اٹھتی ہے پس پہاڑوں میں اس سے بچاؤ کرو''۔

حضرت ابو وائل ہذلی نے کہا قسم بخدا آپ جھوٹ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے اور تم میرے اس گدھے سے بھی برے تھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم آپ جو کہیں گے میں اس کی تردید نہیں کروں گا اور خدا کی قسم ہم یہاں قیام نہیں کریں گے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ باہر نکل گئے اور لوگ بھی باہر نکل کر متفرق ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے بیماری کو ان سے دور کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تجویز کی اطلاع ملی تو خدا کی قسم آپ نے اسے ناپسند نہیں کیا' ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر کو حضرت ابو عبیدہ اور حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کی فوتیدگی کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کی فوج اور اس کے خراج کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اردن کی فوج اور اس کے خراج کا امیر مقرر کیا۔

سیف بن عمرؒ نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ طاعون عمواس دو دفعہ پڑی اور دونوں بار اس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور اس کا قیام طویل ہو گیا اور بہت سے لوگ فنا کے گھاٹ اتر گئے حتیٰ کہ دشمنوں نے لالچ کیا اور اس سے مسلمانوں کے دل ڈر گئے۔

میں کہتا ہوں' یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد شام آئے اور مرنے والوں کی مواریث کو تقسیم کیا کیونکہ امراء کے لیے ان کا معاملہ مشکل ہو گیا تھا اور آپ کی آمد سے لوگوں کے دل خوش ہو گئے اور آپ کے شام آنے سے ہر جانب کے دشمن ذلیل ہو گئے۔ وللہ الحمد

۱۷ھ کے آخر میں طاعون عمواس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کے بیان کرنے کے بعد سیف نے بیان کیا ہے کہ جب آپ نے اس سال کے ذوالحجہ میں مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا' لوگو! آگاہ رہو' مجھے آپ کا حکمران بنایا گیا ہے اور تمہارے جس معاملے کے متعلق اللہ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے ہم نے تمہارے درمیان تمہاری غنیمت منازل اور تمہارے جنگی کارناموں کو پھیلا دیا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے تمہیں پہنچا دیا ہے' ہم نے تمہارے لیے فوجیں منظم کی ہیں اور تمہارے لیے بلندی کے اسباب مہیا کیے ہیں اور تمہارے لیے جگہ بنائی ہے اور جہاں تک تمہارا سایہ پہنچتا ہے اور شام کے جس علاقے میں تم نے جنگ کی ہے وہاں تک تمہارے لیے جگہ بنائی ہے اور جہاں تک تمہارا سایہ پہنچتا ہے اور شام کے جس علاقے میں تم نے جنگ کی ہے وہاں تک تمہارے لیے وسعت کر دی ہے اور ہم نے تمہارے لیے کھانوں کے نام رکھ دیئے ہیں اور تمہارے لیے عطیات' ارزاق اور غنائم کا حکم دے دیا ہے' پس جب کسی کو کسی بات کا علم ہو جس پر عمل کرنا ضروری ہو وہ ہمیں بتائے ہم اس پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ

راوی بیان کرتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے کہا' کاش آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیں آپ نے

انہیں حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا وہ رو پڑا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سب سے زیادہ گریہ کناں تھے اور جس شخص نے آپ کا زمانہ نہیں پایا تھا وہ ان کے رونے کی وجہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی وجہ سے رو پڑا۔

اور ابن جریر نے سیف بن عمر کے طریق سے ابوالمجالد سے اس سال میں یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے حمام میں داخل ہونے اور چونے کے بعد شراب میں گندھے ہوئے زرد رنگ کے ملنے پر مذمت کا خط بھیجا اور اپنے خط میں فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے ظاہر و باطن کو اسی طرح حرام قرار دیا ہے جس طرح گناہ کے ظاہر و باطن کو حرام قرار دیا ہے اور اس نے شراب کو چھونا بھی حرام قرار دیا ہے پس تم اسے اپنے اجسام کو نہ لگاؤ' بلاشبہ وہ نجس ہے' اگر تم نے ایسا کیا ہے تو دوبارہ ایسا نہ کرنا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا:

''ہم نے اس میں پانی کی آمیزش کی ہے اور وہ دھونے کی چیز بن گئی ہے جو شراب نہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:

''میرا خیال ہے کہ آل مغیرہ' بدسلوکی سے آزمائے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر موت نہ دے''۔

پس وہ اس سے باز آ گئے۔

سیف کا بیان ہے کہ اس سال اہل بصرہ کو بھی طاعون نے آ لیا اور بہت سے لوگ مر گئے۔ مؤرخین کا بیان ہے حارث بن ہشام اپنے گھر کے ستر افراد کے ساتھ شام کی طرف گیا اور ان میں سے چار آدمیوں کے سوا کوئی واپس نہ آیا اور اس بارے میں مہاجر بن خالد نے کہا۔

''جو شام میں سکونت اختیار کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اگر شام ہمیں فنا نہ کرے تو بھی رنج و غم دینے والا ہے' پس ان کے بیس سواروں نے بنو ریطہ کو فنا کر دیا اور کسی مونچھوں والے نے ان کا قصاص نہیں لیا اور ان کے عمزادوں میں سے اتنے ہی آدمی انہوں نے قتل کر دیئے اس قسم کے واقعہ سے تعجب کرنے والا تعجب کرتا ہے ان کی موتیں نیزہ زنی یا طاعون سے ہوئیں اور کاتبِ تقدیر نے ہمارے لیے یہی بات لکھی تھی''۔

ایک عجیب واقعہ جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین سے معزول کیا گیا:

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت خالد بن ولید اور حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہما نے رومیوں کی زمین میں داخل ہو کر ان پر غارت گری کی اور بہت سے اموال اور قیدی غنیمت میں حاصل کیے' پھر انہوں نے سیف کے طریق سے بحوالہ ابوعثمان' ابوحارثہ' ربیع اور ابوالمجالد روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو ان کے ساتھ موسم گرما کی خوراک کے بہت سے اموال تھے' لوگ ان سے بخشش طلب کرنے کے لیے ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جانے والوں میں اشعث بن قیس بھی تھے' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو دس ہزار درہم انعام دیئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ٹھہرا لیں اور ان کا عمامہ کھول دیں اور ان کی ٹوپی اتار لیں

اوران کے عمامہ سے باندھ دیں اوران سے دس ہزار دراہم کے متعلق دریافت کریں' اگرانہوں نے اشعث کو یہ دراہم اپنے مال سے دیئے ہیں تو یہ اعتدال کی حد کو چھوڑنا ہے اور اگرانہوں نے موسم گرما کی خوراک سے دیا ہے تو یہ خیانت ہے پھر آپ نے ان کو ان کی عملداری سے معزول کر دیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور منبر پر چڑھ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو منبر کے سامنے کھڑا کیا گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق کام کیا اور وہی خط لانے والے ایلچی تھے' یہ ہوا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کوئی بات نہ کی پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس کام پر معذرت کی جو ان کے ارادہ واختیار کے بغیر ہوا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو معذور قرار دیا اور سمجھ گئے کہ ان کا اس بارے میں کوئی ارادہ نہیں ہے پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین روانہ ہو گئے اور اہل شہر سے خطاب کیا اور انہیں الوداع کہا اور اپنے اہل سمیت حمص چلے گئے اور ان سے بھی اسی طرح خطاب کیا اور الوداع کہا اور مدینہ روانہ ہو گئے اور جب حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاعر کا یہ قول پڑھا۔

''تو نے ایک کام کیا ہے اور کسی کام کرنے والے نے تمہاری طرح کام نہیں کیا اور لوگ کچھ نہیں کرتے اللہ ہی کرتا ہے''۔

پھر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ تونگری کہاں سے آئی ہے جس سے آپ دس ہزار درہم انعام دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' غنیمت اور حصوں سے' آپ نے فرمایا جو ساٹھ ہزار سے زائد ہو وہ آپ کا ہوا پھر آپ نے ان کے اموال اور مال و اسباب کی قیمت لگائی اور ان سے بیس ہزار دراہم لے لیے' پھر فرمایا' خدا کی قسم آپ مجھے بڑے ہی عزیز اور محبوب ہیں اور آج کے بعد کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے مجھ پر کچھ واجب ہو جائے۔

سیف نے عن عبداللہ عن المستورد عن ابیہ عن عدی بن سہل بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہروں کو لکھا کہ میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کسی ناراضگی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ لوگ ان کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے تھے' پس میں نے چاہا کہ وہ جان لیں کہ اللہ ہی کام کرنے والا ہے پھر سیف نے مبشر سے بحوالہ سالم روایت کی ہے کہ جب حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے' پھر انہوں نے اس جیسی بات ہی بیان کی ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے رجب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا اور مسجد حرام میں حرم کے انصاب[1] کی تجدید کا حکم دیا اور یہ حکم آپ نے مخرمہ بن نوفل' ازہر بن عبد عوف' حویطب بن عبدالعزیٰ اور سعید بن یربوع کو دیا' واقدی کا بیان ہے کہ کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ اور دادا کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۷ھ کے عمرہ میں مکہ تشریف لائے اور ایک راستے سے گزرے تو پانی والوں نے آپ سے گفتگو کی کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان منازل بنا دیں۔ اور اس سے قبل کوئی عمارت موجود نہ تھی۔ تو آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر یہ شرط عائد کی کہ مسافر سائے اور پانی کا زیادہ حق دار ہے۔

---

[1] انصاب: حرم میں جو علامات قائم کی گئی ہیں ان کو انصاب کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں اور ذوالقعدہ میں انہیں اندر لائے اور ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے مسند میں آپ کے ان کے ساتھ نکاح کرنے کا حال بیان کیا ہے' اور آپ نے انہیں چالیس ہزار درہم مہر دیا اور فرمایا میں نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے نکاح کیا ہے کہ قیامت کے روز میرے رشتہ قرابت اور نسب کے سوا' تمام رشتہ ہائے قرابت اور نسب منقطع ہو جائیں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ربیع الاوّل میں ان کے پاس واپس بھیج دیں اور معمر نے زہری سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب جو کچھ میرے پاس بیان کیا ہے اس پر ابوبکرہ' شبل بن معبد البجلی' نافع بن عبید اور زیاد نے گواہی دی ہے' پھر واقدی اور سیف نے اس واقعہ کو بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

بنی عامر بن صعصعہ یا بنی ہلال کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی جسے ام جمیل بنت الافقم کہا جاتا تھا اور اس کا خاوند ثقیف قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ فوت ہو گیا اور وہ امراء واشراف کی بیویوں کے پاس آیا جایا کرتی تھی اور امیر بصرہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے گھر میں بھی آیا کرتی تھی اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا گھر' ابوبکرہ کے گھر کے سامنے تھا اور دونوں کے درمیان راستہ تھا اور ابوبکرہ کے گھر میں ایک روشندان تھا جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے روشندان کے قریب تھا اور حضرت مغیرہ اور ابوبکرہ کے درمیان ہمیشہ ناچاقی رہتی تھی' اسی دوران میں کہ ابوبکرہ اپنے گھر میں تھے اور ان کے پاس ایک جماعت اشراف کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی کہ اچانک ہوا نے روشندان کا دروازہ کھول دیا اور ابوبکرہ اسے بند کرنے کے لیے اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا روشندان کھلا ہے اور وہ ایک عورت کے سینے اور اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھے ہیں اور اس سے جماع کر رہے ہیں' ابوبکرہ نے اپنے اصحاب سے کہا' آؤ اور اپنے امیر کو دیکھو جو ام جمیل سے زنا کر رہا ہے۔ وہ اٹھے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ اس عورت سے جماع کر رہے ہیں' انہوں نے ابوبکرہ سے کہا' آپ نے یہ بات کیسے کہی ہے کہ وہ ام جمیل ہے؟ اور ان دونوں کے سر دوسری جانب تھے۔ اس نے کہا انتظار کرو' پس جب وہ دونوں فارغ ہوئے تو عورت کھڑی ہو گئی اور ابوبکرہ نے کہا یہ ام جمیل ہے اور انہوں نے اپنے خیال کے مطابق اسے پہچان لیا اور جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جو غسل کر چکے تھے۔ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے باہر نکلے تو ابوبکرہ نے ان کو آگے ہونے سے روک دیا اور انہوں نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور البرد میں اترے تو حضرت مغیرہ نے کہا' خدا کی قسم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تاجر اور ملاقاتی بن کر نہیں آئے بلکہ امیر بن کر آئے ہیں' پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط دیا جو مختصر سا تھا اس میں لکھا تھا:

''مجھے ایک عظیم خبر پہنچی ہے اور میں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے ان کو دے دیجیے اور جلد آئیے''۔

اور اہل بصرہ کو لکھا:

''میں نے حضرت ابوموسیٰ کو آپ کا امیر مقرر کیا ہے جو تمہارے طاقتور سے تمہارے کمزور کے لیے لیں گے اور تمہارے ساتھ تمہارے دشمن سے جنگ کریں گے اور تمہارے فرض کو ادا کریں گے اور تمہاری غنیمت کو تمہارے لیے اکٹھا کریں گے پھر اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے''۔

اور حضرت مغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو طائف کی مولدات[1] میں سے عقیلہ نامی ایک لونڈی تحفہ دی اور کہا میں نے آپ کے لیے اسے پسند کیا ہے اور وہ جوان اور خوبصورت تھی اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کوچ کر گئے اور جن لوگوں نے ان کے خلاف گواہی دی' وہ ابوبکرہ' نافع بن کلدہ' زیاد بن امیہ اور شبل بن معبد البجلی تھے اور جب یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے ان کو اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کیا' حضرت مغیرہؓ نے کہا ان لوگوں سے دریافت کیجیے کہ انہوں نے مجھے کیسے دیکھا؟ میں ان کی طرف منہ کیے ہوئے تھا یا پشت کیے ہوئے تھا؟ اور انہوں نے عورت کو کیسے دیکھا اور پہچانا اور اگر یہ میرے سامنے تھے تو انہوں نے کیسے پوشیدگی اختیار نہ کی' یا میری پشت کی طرف تھے تو انہوں نے میرے گھر میں میری بیوی کو دیکھنا کیسے جائز سمجھا؟ خدا کی قسم میں نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہے اور وہ اس سے مشابہت رکھتی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ سے آغاز کیا اور اس نے گواہی دی کہ اس نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ام جمیل کی دونوں ٹانگوں کے درمیان دیکھا ہے اور وہ اسے یوں داخل خارج کر رہے تھے جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں کو کیسے دیکھا؟ اس نے کہا' دونوں پشت کیے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا تو نے اس عورت کے سر کو کیسے معلوم کیا' اس نے کہا' میں نے توجہ سے کام لے کر معلوم کیا ہے' پھر آپ نے شبل بن معبد کو بلایا' اس نے بھی اسی طرح کی گواہی دی' آپ نے پوچھا' تو نے ان دونوں کو سامنے سے دیکھا یا پشت سے اس نے کہا' میں نے ان دونوں کو سامنے سے دیکھا ہے اور نافع نے بھی ابوبکرہ کی طرح گواہی دی اور زیادہ نے ان کی طرح شہادت نہ دی' اس نے کہا' میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت کی دو ٹانگوں کے درمیان بیٹھے دیکھا اور میں نے دو رنگدار پاؤں ہلتے دیکھے اور دو ننگے سرین دیکھے اور میں نے شدید کودنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے اس نے کہا' نہیں' آپ نے پوچھا' کیا تو عورت کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں' لیکن میں اس کی مانند سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا' ایک طرف ہٹ جاؤ' روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر تین بار تکبیر کہی پھر تینوں کو کوڑے لگانے کا حکم دیا اور انہیں حد کے کوڑے لگائے گئے اور آپ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھ رہے تھے (اور جب وہ چار گواہ نہ لائیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں) حضرت مغیرہؓ نے کہا مجھے ان لوگوں سے شفاء دیجیے آپ نے فرمایا خاموش رہو' اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو خاموش رکھے' خدا کی قسم اگر شہادت مکمل ہو جاتی تو ہم تمہارے پتھروں سے تمہیں رجم کرتے۔

اہواز' مناذر اور نہر تیری کی فتح:

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں اور بعض کا قول ہے کہ ۱۶ھ میں' پھر اس نے سیف کے طریق سے اس کے شیوخ سے

---

[1] مولدات ان لونڈیوں کو کہتے ہیں جن کے باپ عربی اور مائیں عجمی ہوں۔ (مترجم)

روایت کی ہے کہ ہرمزان ان صوبوں پر متغلب ہو گیا اور وہ قادسیہ کے معرکہ میں ایرانی بھگوڑوں میں شامل تھا' پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے اور عتبہ بن غزوان نے کوفہ سے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے دو فوجیں تیار کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر فتح دی اور انہوں نے دجلہ سے دجیل تک کا درمیانی علاقہ اس سے لے لیا اور اس کی فوج سے جو چاہا لیا اور جسے چاہا قتل کر دیا' پھر اس نے ان سے نرم رویہ اختیار کیا اور اپنے بقیہ شہروں کے بارے میں ان سے مصالحت کرنی چاہی' پس انہوں نے اس بارے میں عتبہ بن غزوان سے مشورہ کیا اور انہوں نے اس سے صلح کر لی اور اخماس اور فتح کی بشارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی اور انہوں نے ایک وفد بھیجا جس میں احنف بن قیس بھی شامل تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اس نے آپ کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور آپ نے عتبہ کو خط لکھا جس میں اس کے متعلق انہیں وصیت کی اور اس سے مشورہ کرنے اور اس کی رائے سے استعانت کرنے کا حکم دیا' پھر ہرمزان نے عہد شکنی کی اور پیمان صلح کو توڑ دیا اور کردوں کے ایک گروہ سے مدد طلب کی اور اس کے نفس نے اسے دھوکہ دیا اور اس بارے میں شیطان نے اس کے عمل کو اسے خوبصورت کر کے دکھایا' پس مسلمان اس کے مقابلہ میں نکلے اور اس پر فتح پائی اور اس کی فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس سے تستر تک کے مقبوضہ صوبہ جات اور شہر چھین لیے اور وہ تستر میں قلعہ بند ہو گیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی اور حضرت اسود بن سریع صحابی نے اس بارے میں کہا ہے۔

''تیری زندگی کی قسم ہمارے باپ زادوں نے ضائع نہیں کیا بلکہ اطاعت کرنے والوں کی نگہبانی کی' انہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی اور کچھ لوگوں نے اس کی نافرمانی کی اور اس کے حکم کو ضائع کر دیا وہ مجوسی ہیں جنہیں کوئی کتاب نہیں روکتی اور ایک گھڑسوار دستے سے ان کی ملاقات ہوئی جس میں بگل بھی تھے اور ہرمزان ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا' جسے سب مارتے تھے اور وہ اہواز کے وسطی علاقے کو جنگِ جسر کی صبح کو جب کہ موسم بہار کی گھاس اُگی تھی' بادل نخواستہ چھوڑ کر بھاگ گیا''۔

اور حضرت حرقوص بن زہیر السعدی صحابی نے کہا۔

''ہم نے ہرمزان کے شہروں کو مغلوب کر لیا جن کی ہر طرف ذخائر پڑے تھے اور ان کے بر و بحر اس وقت برابر ہو جاتے ہیں جب ان کی اطراف پہلے پھل لے آتی ہیں اور ان کے سمندر کے دونوں کناروں پر ہمیشہ ندیاں چڑھی رہتی ہیں''۔

پہلے تستر کا صلح سے فتح ہونا:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کے قول اور اس کی روایت کے مطابق یہ فتح اس سال میں ہوئی تھی اور دیگر مؤرخین کہتے ہیں کہ ۱۹ھ میں ہوئی تھی پھر ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سیف نے اس کی فتح کا حال بیان کیا ہے پھر اس نے سیف کے طریق سے محمد' طلحہ' مہلب اور عمرو کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جب حضرت حرقوص بن زہیر نے اہواز کی منڈی کو فتح کیا اور ہرمزان آپ کے آگے بھاگ گیا تو آپ نے جزء بن معاویہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ اور آپ نے یہ کارروائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کے مطابق کی۔ اور جزء مسلسل اس کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ آپ رامہرمز پہنچ گئے اور ہرمزان اپنے علاقے میں قلعہ بند ہو گیا اور جزء کو اس کی تلاش نے درماندہ کر دیا اور جزء نے ان بلاد و اقالیم اور اراضی پر قبضہ کر لیا اور ان کے باشندوں پر جزیہ عائد کر دیا اور

آباد زمینوں کو آباد کیا اور مردہ اور ویران زمینوں کی طرف نہریں نکالیں اور وہ بہت آباد اور عمدہ زمینیں بن گئیں اور جب ہرمزان نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پڑوس کی وجہ سے اس کا علاقہ اس پر تنگ ہو گیا ہے تو اس نے جزء بن معاویہ کو مصالحت کی پیشکش کی اور جزء نے حضرت حرقوص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرت حرقوص نے حضرت عتبہ بن غزوان کو خط لکھا اور حضرت عتبہؓ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ رامہرمز، تستر، جندسابور اور ان کے ساتھ دوسرے شہروں سے مصالحت کر لی جائے اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق صلح ہو گئی۔

بحرین کی جانب سے بلادِ فارس کے ساتھ جنگ کا بیان، ابن جریر بحوالہ سیف:

یہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت العلاء بن الحضرمی بحرین کے امیر تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے انہیں بحرین سے معزول کر دیا اور قدامہ بن مظعون کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا، پھر حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ وہاں بھیجا اور حضرت العلاء بن الحضرمی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قادسیہ کو فتح کیا اور کسریٰ کو اس کے گھر سے دور کر دیا اور مضافات کی قریبی حدود پر قبضہ کر لیا۔ اور حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے بحرین کی جانب جو فتح حاصل کی تھی اس سے بڑی فتح حاصل کر لی اور بلند و بالا ہو گئے تو حضرت العلاءؓ نے چاہا کہ وہ ایران میں ایسا کارنامہ کریں جو حضرت سعدؓ کے اس کارنامے کی نظیر ہو جو انہوں نے ان میں سرانجام دیا ہے، پس انہوں نے لوگوں کو ان کے ساتھ جنگ کی طرف متوجہ کیا اور ان کے ملک کے باشندوں نے آپ کی بات کو قبول کیا تو آپ نے ان کے کئی دستے بنا دیئے، ایک دستے پر جارود بن المعلی اور دوسرے دستے پر السوار بن ہمام اور تیسرے دستے پر خلید بن المنذر بن ساوی کو امیر مقرر کیا اور خلید ساری فوج کے سالار تھے، پس وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر انہیں سمندر میں سوار کر کے ایران لے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں مسلمانوں کی جنگ نہیں کروائی، پس یہ فوجیں، بحرین سے ایران چلی گئیں اور یہ لوگ اصطخر سے نکلے تو ایران ان کے درمیان اور ان کی کشتیوں کے درمیان حائل ہو گیا اور خلید بن المنذر نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا:

> ''اے لوگو! ان لوگوں نے اپنی اس کارروائی سے آپ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور تم بھی ان کے ساتھ جنگ کرنے آئے ہو، پس اللہ سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو، یہ علاقہ اور کشتیاں اسی کے لیے ہیں جو غالب آئے گا اور صبر وصلوٰۃ سے مدد مانگو، اور عاجزی کرنے والوں کے سوا، دوسروں کے لیے یہ ایک بڑی بات ہے''۔

پس انہوں نے ان کی اس بات کا جواب دیا اور ظہر کی نماز پڑھی پھر ان پر حملہ کر دیا اور طاؤس مقام پر ان سے شدید جنگ کی پھر خلید نے مسلمانوں کو حکم دیا تو وہ پیادہ ہو گئے۔ اور ڈٹ کر جنگ کی پھر فتح یاب ہو گئے اور ایرانیوں نے ایسی جنگ کی کہ انہوں نے اس سے قبل ایسی جنگ نہ کی تھی پھر وہ بصرہ جانے کے لیے نکلے تو ان کی کشتیوں نے ان کو ڈبو دیا اور انہوں نے خشکی کی طرف واپس آنے کا کوئی راستہ نہ پایا اور انہوں نے دیکھا کہ شہرک نے اصطخر کے باشندوں کے ساتھ مسلمانوں کے راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے پس انہوں نے پڑاؤ کر لیا اور دشمن سے محفوظ ہو گئے اور جب حضرت عمر کو حضرت العلاء بن الحضرمی کی کارروائی کی اطلاع ملی تو

آپ کو ان پر بہت غصہ آیا اور ان کی طرف آدمی بھیج کر انہیں معزول کر دیا اور انہیں ڈانٹ پلائی اور آپ کو سخت گراں بار اور ناپسندیدہ چیزوں کا حکم دیا اور فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ' حضرت العلاء' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو لکھا کہ حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ایک فوج کو لے گئے ہیں اور انہیں اہل فارس کی جاگیریں دی ہیں اور میری نافرمانی کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سے انہوں نے خدا تعالیٰ کی رضامندی نہیں چاہی' پس مجھے ان کے متعلق خوف پیدا ہوا ہے کہ ان کی [illegible]رت نہیں ہوگی اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور پھنس جائیں گے' پس لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کر و اور قبل اس کے کہ وہ محتاج ہوں انہیں اپنے ساتھ ملا لو' پس عتبہ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی اور انہیں بتایا کہ اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ان کے پاس آیا ہے پس بہادر امراء کی ایک جماعت نے جن میں ہاشم بن ابی وقاص' عاصم بن عمرو' عرفجہ بن ہرثمہ' حذیفہ بن محصن اور احنف بن قیس وغیرہ شامل تھے بارہ ہزار فوج کے ساتھ ان کے بلاوے کا جواب دیا اور ساری فوج کے امیر حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم تھے' پس یہ لوگ گھوڑوں کو ہٹاتے ہوئے خچروں پر سوار ہو کر جلدی سے نکلے اور کسی سے ملے بغیر ساحل کے ساتھ چلتے چلتے اس معرکہ کی جگہ پہنچ گئے جو حضرت العلاء کے اصحاب اور اہل فارس کے درمیان طاؤس مقام پر ہو رہا تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ خلید بن المنذر اور ان کے مسلمان ساتھی محصور ہو چکے ہیں اور دشمن نے ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے اور ہر طرف کی اقوام نے ان کے متعلق اتفاق کر لیا ہے اور مشرکین کی کمک مکمل ہو گئی ہے اور صرف جنگ کرنا باقی ہے' پس مسلمان بڑی ضرورت کے وقت ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے سب سے پہلے مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کو عظیم شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان سے بہت سے اعلیٰ اموال حاصل کیے اور خلید اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو ان کے قبضہ سے چھڑایا اور اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کیا اور شرک کو دور اور ذلیل کیا پھر وہ عتبہ بن غزوان کے پاس بصرہ واپس آ گئے۔

اور جب عتبہ نے اس طرف کی فتح کو مکمل کر لیا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت دی تو وہ حج کے لیے روانہ ہو گئے اور بصرہ پر ابوسبرہ بن ابی رھم کو قائم مقام مقرر کیا اور حج کے اجتماع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور آپ سے ان کی غلطی معاف کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے معاف نہ کیا اور انہیں قسم دی کہ وہ ضرور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف واپس آئیں گے پس حضرت عتبہؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور حج سے واپسی پر وادی نخلہ میں فوت ہو گئے جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدمہ ہوا اور آپ نے ان کی تعریف کی اور ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی مقرر کیا اور وہ اس سال اور اس سے اگلے سال بصرہ کے والی رہے اور ان کے زمانے میں کوئی واقعہ رونما نہ ہوا اور وہ اپنے کام میں سلامتی سے بہرہ ور تھے پھر ابوبکرہ کی طرف سے اس عورت کے متعلق اعتراض ہوا اور اس کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا والی بنا کر بھیجا۔

دوسری دفعہ تستر کے فتح ہونے اور ہرمزان کے قید ہونے اور اسے حضرت عمرؓ بن خطاب کی خدمت میں بھیجے جانے کا بیان:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف بن عمر تمیمی کی روایت کے مطابق یہ واقعہ اس سال میں ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ یزدگرد ہر وقت ایرانیوں کو برانگیختہ کرتا رہتا تھا اور انہیں ان کے قلعوں میں جا کر مارنے اور عرب کے بادشاہ کے متعلق ملامت کرتا رہتا تھا' پس

اس نے اہل فارس کو لکھا تو وہ متحرک ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور بصرہ جانے کا پیمان کر لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں خط لکھا کہ آپ ایک بہت بڑی فوج کو نعمان بن مقرن اور عجل کے ساتھ اہواز بھیج دیں اور وہ ہرمزان کے بالمقابل ہو جائیں اور آپ نے ان جوانوں کے نام بھی لیے جو شجاع اعیان امراء میں سے تھے کہ وہ اس فوج کے پیچھے ہوں' جن میں جریر بن عبداللہ البجلی جریر بن عبداللہ الحمیری' نعمان بن مقرن' سوید بن مقرن اور عبداللہ بن ذی السہمین شامل تھے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ اہواز کی طرف ایک بہت بڑی فوج بھیج دیں جس کے سالار سہیل بن عدی ہوں اور البراء بن مالک' عاصم بن عمرو' مجزاۃ بن ثور' کعب بن ثور' عرفجہ بن ہرثمہ' حذیفہ بن محصن' عبدالرحمٰن بن سہل اور الحصین معبدان کے ساتھ ہوں اور سب اہل بصرہ اور اہل کوفہ اور جو فوج بھی ان کے پاس آئے' ان کے امیر حضرت ابوسبرہ بن ابی رحم ہوں گے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کوفہ کی فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے اور بصریوں سے سبقت کر گئے اور رامہرمز پہنچ گئے' جہاں ہرمزان موجود تھا پس ہرمزان اپنی فوج کے ساتھ آپ کے مقابلہ میں نکلا' اور اس کے اور مسلمانوں کے درمیان جو عہد تھا اس نے اسے توڑ دیا اور آپ نے اپنے بصری اصحاب کی آمد سے قبل اس امید پر کہ وہ اہل فارس کو مدد نہ دے' اس کا قلع قمع کرنے میں جلدی کی پس حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اربل مقام پر اس سے مڈبھیڑ کی اور دونوں نے شدید جنگ کی اور ہرمزان شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگ گیا اور رامہرمز کو چھوڑ گیا اور حضرت نعمانؓ نے بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں جو خزائن و ذخائر' ہتھیار اور سامان تھا اسے قابو کر لیا اور جب بصریوں کو اس کارروائی کا پتہ چلا جو کوفیوں نے ہرمزان کے ساتھ کی نیز یہ کہ اس نے بھاگ کر تستر میں پناہ لی ہے تو وہ تستر کی طرف روانہ ہو گئے اور اہل کوفہ بھی ان کے ساتھ جا ملے حتیٰ کہ ان سب نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور سب فوج کے سالار حضرت ابوسبرہ تھے' انہوں نے دیکھا کہ ہرمزان نے بہت ساری مخلوق کو جمع کر لیا ہے' پس انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور ان سے کمک طلب کی' آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس جانے کے لیے لکھا تو وہ ان کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ اہل بصرہ کے امیر تھے اور حضرت ابوسبرہ تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کی امارت پر قائم رہے اور انہوں نے کئی ماہ تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت البراءؓ بن مالک نے ان دنوں ایک سو مبارزت کرنے والوں کو قتل کیا اور اس کے سوا جو آدمی آپ نے قتل کیے وہ الگ ہیں اور اسی طرح حضرت کعب بن ثور' حضرت مجزاۃ بن ثور اور حضرت ابو یمامہؓ اور دیگر اہل بصرہ نے کیا اور اسی طرح اہل کوفہ کی ایک جماعت جیسے حضرت حبیب بن قرۃ' حضرت ربعی بن عامر اور حضرت عامر بن عبدالاسود نے ایک سو مبارزت کرنے والوں کو قتل کیا اور وہ متعدد دنوں تک ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہے حتیٰ کہ آخری چڑھائی میں مسلمانوں نے حضرت البراءؓ بن مالک سے جو مستجاب الدعوات تھے کہا' اے براء اپنے رب کی قسم کھاؤ کہ وہ ہماری خاطر انہیں شکست دے' انہوں نے کہا' اے اللہ انہیں ہماری خاطر شکست دے اور مجھے شہادت نصیب فرما' راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ انہیں ان کی خندقوں میں داخل کر دیا اور وہاں ان پر حملہ کر دیا اور مشرکین شہر کی پناہ لے کر اس میں قلعہ بند ہو گئے اور شہر ان سے تنگ ہو گیا اور اہل شہر میں سے ایک شخص نے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کی تو آپ نے اسے امان دے دی اور آپ نے اسے مسلمانوں کو وہ جگہ بتانے کے لیے بھیجا جس سے وہ شہر میں داخل ہوتے تھے اور وہ شہر میں پانی داخل ہونے کی جگہ تھی' پس امراء نے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا تو بہادر اور شجاع جوانوں نے لبیک کہا اور وہ آ کر پانی کے ساتھ بطخ کی طرح شہر کی طرف چلے گئے اور یہ کارروائی رات کو ہوئی' کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی داخل ہوئے اور دربانوں کے پاس آئے اور انہیں قتل کر دیا اور دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی اور شہر میں داخل ہو گئے اور یہ کارروائی فجر کے وقت سے دن بلند ہونے تک ہوئی اور اس روز انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر پڑھی جیسا کہ بخاری نے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں تستر کی فتح میں شامل تھا اور یہ فتح نماز فجر کے وقت ہوئی تھی' پس لوگ فتح میں مشغول رہے اور انہوں نے صبح کی نماز طلوع آفتاب کے بعد پڑھی پس اس نماز کے بدلے میں سرخ اونٹوں کا ملنا کیا ہی اچھا ہے' اس سے بخاری نے مکحول اور اوزاعی کے لیے دلیل پکڑی ہے کہ جنگ کے عذر کی وجہ سے نماز کا مؤخر کرنا جائز ہے اور بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے اور انہوں نے خندق کے واقعہ سے استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روک دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے''۔

نیز بنی قریظہ کی جنگ میں آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے۔ پس ایک جماعت نے نماز عصر کو' غروبِ آفتاب کے بعد تک مؤخر کر دیا اور آپ نے زجر و توبیخ نہیں کی۔ اور ہم نے غزوۃ الفتح میں اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جب شہر فتح ہو گیا تو ہرمزان نے قلعہ کی پناہ لے لی اور جن بہادروں کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے اور دیگر بہادروں نے اس کا پیچھا کیا اور جب انہوں نے قلعہ کے ایک مکان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور صرف اس کا یا ان کا فنا ہو جانا باقی رہ گیا تو اس نے حضرت البراء بن مالک اور حضرت مجزأۃ بن ثور رضی اللہ عنہما کے قتل کرنے کے بعد انہیں کہا کہ میرے پاس ایک ترکش ہے جس میں ایک سو تیر ہیں اور تم میں سے جو بھی میری طرف بڑھے گا میں اسے تیر مار کر قتل کر دوں گا اور میرا ہر تیر تمہارے ایک آدمی کو لگے گا' پس اگر تم نے مجھے ایک سو آدمی قتل کرنے کے بعد قید کیا تو تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ انہوں نے پوچھا' تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا تم مجھے امان دو تاکہ میں تم کو اپنے ہاتھ پکڑا دوں اور تم مجھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانا اور وہ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ کریں' انہوں نے اس کی بات مان لی' تو اس نے اپنی کمان اور تیر پھینک دیئے اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے مضبوطی سے باندھ دیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اسے بھیجنے کے لیے اس کی نگرانی کرنے لگے پھر انہوں نے شہر کے اموال وخزائن پر قبضہ کر لیا اور اس کے چار خمس باہم تقسیم کر لیے اور ہر سوار کو تین ہزار اور ہر پیادے کو ایک ہزار درہم ملا۔

فتح سوس:

پھر حضرت ابوسبرہ' فوج کے ایک دستے کے ساتھ سوار ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے اور انہوں نے ہرمزان کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا اور شکست خوردہ ایرانیوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے اور سوس

میں جا اترے اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور حضرت ابوسبرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس کے جواب میں خط آیا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف واپس چلے جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زر بن عبداللہ بن کلیب الفقیمی کو جو صحابی تھے۔ حکم دیا کہ وہ جندسابور کی طرف روانہ ہو جائیں' پس وہ روانہ ہو گئے' پھر حضرت ابوسبرہؓ نے خمس اور ہرمزان کو ایک وفد کے ساتھ جس میں حضرت انس بن مالک اور حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہما شامل تھے' بھیج دیا' اور جب یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہرمزان کو یاقوت اور موتیوں سے مرصع' دیباج اور سونے کا وہ لباس دیا جسے وہ پہنا کرتا تھا پھر وہ مدینہ میں داخل ہوئے اور وہ اسی ہیئت میں تھا پس انہوں نے اس کے ساتھ امیر المومنین کے گھر کا قصد کیا اور آپ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ایک کوفی وفد کی وجہ سے مسجد کی طرف گئے ہیں' وہ مسجد آئے تو انہوں نے وہاں کسی آدمی کو نہ پایا اور واپس چلے گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں انہوں نے ان سے آپ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنی ٹوپی کا تکیہ بنا کر مسجد میں سوئے ہوئے ہیں پس وہ مسجد کی طرف واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی اس ٹوپی کا تکیہ بنائے ہوئے ہیں' جسے آپ وفد کے لیے پہنا کرتے تھے' پس جب وہ آپ کے پاس سے واپس چلے گئے تو آپ نے ٹوپی کا تکیہ بنایا اور سو گئے اور مسجد میں آپ کے سوا کوئی آدمی نہ تھا اور درہ آپ کے ہاتھ میں لٹکا ہوا تھا' ہرمزان نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' وہ یہ ہیں' اور لوگ اپنی آوازوں کو نیچا کرنے لگے کہ کہیں وہ آپ کو بیدار نہ کر دیں اور ہرمزان پوچھنے لگا' آپ کا دربان کہاں ہے؟ آپ کے محافظ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا آپ کا دربان اور محافظ کوئی نہیں اور نہ آپ کا کوئی سیکرٹری اور کونسل ہے' اس نے کہا' انہیں تو نبی ہونا چاہیے' انہوں نے کہا' یہ نبیوں کا کام کرتے ہیں اور لوگ زیادہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شور سے بیدار ہو گئے اور اچھی طرح بیٹھ گئے پھر آپ نے ہرمزان کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ ہرمزان ہے انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے اسے اور اس کے لباس کو غور سے دیکھا اور فرمایا' میں آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں' پھر فرمایا' اس خدا کا شکر ہے جس نے اسلام کے ذریعے سے اور اس کے مددگاروں کو ذلیل کیا ہے' اے گروہ مسلمین اس دین کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنے نبی کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کرو اور دنیا تمہیں متکبر نہ بنا دے بلاشبہ یہ خیانت کرنے والی ہے' وفد نے آپ سے کہا' یہ اہواز کا بادشاہ ہے اس سے بات کیجیے' آپ نے فرمایا اس سے اس وقت تک بات نہ ہوگی جب تک یہ زیورات پہنے ہوئے ہے' انہوں نے اس کے زیورات اتار دیئے اور اسے گف دار کپڑے پہنا دیئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ہرمزان تو نے عہد شکنی کے وبال اور امر الٰہی کے انجام کو کیسا پایا' اس نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! ہم اور تم جاہلیت میں تھے' اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں چھوڑ دیا اور ہم تم پر غالب آ گئے' اس وقت وہ نہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ تمہارے ساتھ تھا اور جب وہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم نے ہمیں مغلوب کر لیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تم جاہلیت میں اپنے اتفاق اور ہمارے افتراق کی وجہ سے غالب آئے تھے' پھر فرمایا' یکے بعد دیگرے عہد شکنی کرنے کے بارے میں تمہارا کیا عذر ہے اور تمہاری کیا حجت ہے؟ اس نے کہا' مجھے خدشہ ہے کہ میرے بتانے سے پہلے آپ مجھے قتل کر دیں گے' آپ نے فرمایا اس بات کا خوف نہ کر' ہرمزان نے پانی مانگا تو ایک موٹے پیالے میں اس کے پاس پانی لایا گیا تو اس نے کہا' میں اس پیالے میں پانی پینے کی سکت نہیں رکھتا خواہ مر بھی جاؤں' پس اس کی رضامندی سے ایک دوسرے پیالے میں پانی لایا گیا اور جب اس نے اسے پکڑا تو اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور وہ کہنے لگا' مجھے

خدشہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے مجھے قتل کر دیا جائے گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پانی پینے تک تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا' پس آپ نے اسے بے نیاز کر دیا' نیز فرمایا اسے دوبارہ پانی دو اور پیاس اور قتل کو اس پر جمع نہ کرو' اس نے کہا' مجھے پانی کی ضرورت نہیں' میں نے صرف آپ سے مانوس ہونا چاہا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' میں تجھے قتل کرنے والا ہوں' اس نے کہا آپ نے مجھے امان دی ہے' آپ نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! تو ہلاک ہو' میں حضرت مجزأۃ اور حضرت البراء رضی اللہ عنہما کے قاتل کو امان دیتا ہوں؟ میرے پاس دلیل لائیے ورنہ میں آپ کو سزا دوں گا' انہوں نے کہا آپ نے فرمایا ہے جب تک تو مجھے بات نہ بتا دے تجھے کوئی خوف نہ ہوگا نیز آپ نے فرمایا ہے کہ پانی پینے تک مجھے کوئی خوف نہ ہوگا اور آپ کے اردگرد جو لوگ موجود تھے انہوں نے اسی قسم کی بات کی تو آپ نے ہرمزان کے پاس آ کر فرمایا تو نے مجھے دھوکا دیا ہے' قسم بخدا میں دھوکا نہیں کھاؤں گا' سوائے اس کے کہ تو مسلمان ہو جائے' پس وہ مسلمان ہو گیا تو آپ نے اس کے لیے دو ہزار درہم مقرر کر دیئے اور اسے مدینہ میں اتارا' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہرمزان کے درمیان حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ترجمان تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا' اسے کہیے کہ تو کس علاقے سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا مہرجانی سے' آپ نے فرمایا اپنی حجت بیان کرو' اس نے کہا' زندہ کلام یا مردہ؟ آپ نے فرمایا' زندہ کلام اس نے کہا آپ نے مجھے امان دی ہے' آپ نے فرمایا تو نے مجھے دھوکا دیا ہے اور جب تک تو مسلمان نہ ہو جائے میں اسے قبول نہیں کروں گا تو وہ مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کے لیے دو ہزار درہم مقرر کر دیئے اور اسے مدینہ میں اتارا' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے اور وہ ان دونوں کے درمیان مترجم بن گئے۔

میں کہتا ہوں ہرمزان بہت اچھا مسلمان بن گیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے اس پر ابولؤلؤ اور جفینہ کی مدد کرنے کا الزام لگایا اور عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہرمزان کو قتل کر دیا اور جفینہ کے حالات کی تفصیل ابھی بیان ہوگی' اور ہم نے بیان کیا ہے کہ جب عبید اللہ تلوار کے ساتھ اس کے اوپر چڑھے تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ' اور جفینہ کو منہ کے بل صلیب دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجم کے خدشہ کی وجہ سے بلاد عجم میں مسلمانوں کو دولتمندی حاصل کرنے سے روکتے تھے حتیٰ کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ مصلحت فتوحات میں ان کی دولتمندی کا تقاضا کرتی ہے' بلاشبہ شاہ یزدگرد ہمیشہ انہیں مسلمانوں سے جنگ کرنے پر اکساتا رہتا تھا اور اگر انہوں نے عجم کی دوڑ کا استیصال نہ کیا تو وہ اسلام اور اہل اسلام کا لالچ کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کی تحسین کی اور اسے درست قرار دیا اور مسلمانوں کو بلاد عجم میں فراخی وکشادگی حاصل کرنے کی اجازت دے دی اور اس کے باعث انہوں نے بہت سی چیزوں کو فتح کیا اور اکثر امور کا وقوع ۱۸ھ میں ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

سیف کے قول کے مطابق پھر ہم سوس' جند سابور اور نہاوند کی فتح کی طرف لوٹتے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ اپنے سرکردہ امراء کے ساتھ تستر سے سوس کی طرف روانہ ہو گئے اور ایک وقت تک اس سے برسرپیکار رہے اور فریقین کے

بہت سے آدمی مارے گئے اور سویز کے باشندوں کے علماء نے قریب آ کر کہا اے گروہ مسلمین! اس شہر کے محاصرہ میں درماندہ نہ ہو' ہم اس شہر کے قدیم باشندوں سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اسے دجال یا وہ لوگ جن کے ساتھ دجال ہوگا' فتح کریں گے' اتفاق سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی فوج میں صاف بن صیاد بھی موجود تھا' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے محاصرہ کرنے والوں کے ساتھ بھیجا' اس نے دروازے کے پاس آ کر اسے پاؤں کے ساتھ کھٹکھٹایا تو زنجیریں کٹ گئیں اور قفل ٹوٹ گئے اور مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے جن لوگوں کو پایا قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ امان اور صلح کی دہائی دینے لگے تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور ہرمزان کا بھائی شہریار' سویز کا حکمران تھا' پس مسلمانوں نے سویز پر قبضہ کر لیا اور وہ زمین کا قدیم آباد شہر ہے کہتے ہیں کہ وہ سطح زمین پر بنایا جانے والا پہلا شہر ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سویز میں حضرت دانیال کی قبر دیکھی اور جب حضرت ابوسبرہؓ کے جند سابور چلے جانے کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وہاں آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قبر کے متعلق لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ اسے دفن کر دیا جائے اور ان کی قبر کی جگہ کو لوگوں سے پوشیدہ کر دیا جائے تو آپ نے ایسے ہی کیا اور ہم نے سیرتِ عمر رضی اللہ عنہ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہرمزان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جانے کا واقعہ ۲۰ھ میں ہوا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ' اہل نہاوند کی طرف چلے جائیں تو وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور ماہ کے پاس سے گذرے۔ یہ ایک بڑا شہر ہے جو اس سے پہلے آتا ہے۔ اور اسے فتح کیا پھر نہاوند کی طرف گئے اور اسے فتح کیا۔

میں کہتا ہوں مشہور یہ ہے کہ نہاوند کی فتح ۲۱ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ اس کی تفصیل ابھی اس میں بیان ہوگی اور یہ ایک عظیم معرکہ اور بڑی فتح اور عجیب وغریب خبر ہے اور حضرت زر بن عبداللہ الفقیمیؒ نے جندی سابور شہر کو فتح کیا اور یہ شہر مسلمانوں کے لیے مضبوطی کا باعث بن گئے اور یزدگرد ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونے لگا حتیٰ کہ وہ اصبہان میں قیام پذیر ہو گیا اور اس نے اپنے اشراف اصحاب میں سے تقریباً تین سو عظماء کو ایک شخص کی سرکردگی میں جسے سیاہ کہا جاتا تھا بھیجا' وہ مسلمانوں سے ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھاگتے پھرتے تھے حتیٰ کہ مسلمانوں نے تستر اور اصطخر کو فتح کر لیا تو سیاہ نے اپنے اصحاب سے کہا' بلاشبہ یہ لوگ ذلت و بدبختی کے بعد قدیم بادشاہوں کی جگہوں پر قابض ہوئے ہیں اور یہ جس فوج سے جنگ کرتے ہیں اسے شکست دے دیتے ہیں' خدا کی قسم جھوٹ سے یہ نہیں ہوتا اور اس کے دل میں اسلام اور اس کی عظمت کی دھاک بیٹھ گئی اور انہوں نے اسے کہا' ہم تمہارے پیروکار ہیں' اور اس دوران میں آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو انہیں دعوت الی اللہ دینے بھیجا اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے مسلمان ہونے کا پیغام بھیج دیا اور انہوں نے ان کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے انہیں لکھا کہ ان کے لیے دو دو ہزار درہم مقرر کر دیجیے اور آپ نے ان میں سے چھ آدمیوں کے لیے اڑھائی اڑھائی ہزار درہم مقرر کیے اور وہ اچھے مسلمان ہو گئے اور انہیں اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے میں عظیم تکالیف سے دوچار ہونا پڑا اور ان کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے ایک قلعے کا محاصرہ کر لیا جو ان سے سر نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک شخص نے رات کو اپنے آپ کو قلعے کے دروازے پر گرا دیا اور اپنے کپڑوں کو

خون سے لت پت کرلیا اور جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو اسے اپنا آدمی خیال کیا اور اسے پناہ دینے کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا' تو اس نے دربان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بقیہ اصحاب نے آ کر قلعے کا دروازہ کھول دیا اور جو مجوسی اس میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا' اس کے علاوہ اور بھی اس قسم کے عجیب وغریب واقعات ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایران سے جنگ کرنے کے لیے اور ان کے شہروں میں فراخی حاصل کرنے کے لیے بلاد خراسان وعراق میں چھوٹے اور بڑے جھنڈے باندھے جیسا کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیا تھا اور اس کی وجہ سے آئندہ سال میں اس کے بعد بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا پھر انہوں نے شہروں پر آپ کے نائبین کا ذکر کیا ہے اور وہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سوا وہی اشخاص ہیں جن کا اس سے پہلے سال میں ذکر ہو چکا ہے' اور ان کے بدلے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ میں آپ کے نائب تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سال کچھ لوگوں نے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد فوت ہوئے تھے اور ابھی ان کے مقامات پر ان کا ذکر آئے گا۔ واللہ اعلم

۱۸ھ

مشہور قول کے مطابق جسے جمہور نے اختیار کیا ہے' طاعون عمواس اس سال ہوئی تھی اور ہم نے سیف بن عمر اور ابن جریر کے قول کی پیروی کی ہے انہوں نے اسے اس سے پہلے سال میں بیان کیا ہے' لیکن ہم اس سال میں طاعون سے وفات پانے والوں کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ' ابن اسحاق اور ابومعشر کا بیان ہے کہ طاعون عمواس اور عام الرمادۃ اس سال ہوئے تھے اور ان دونوں میں لوگ فنا ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ عام الرمادۃ میں خشک سالی ہو گئی تھی' جو ارض حجاز پر چھا گئی تھی اور لوگ سخت بھوکے ہو گئے تھے اور ہم نے سیرتِ عمر میں اس کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اسے عام الرمادہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ زمین' بارش کی قلت کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی حتیٰ کہ اس کا رنگ راکھ کی مانند ہو گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کو عام الرمادہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہوائیں مٹی کو راکھ کی طرح اڑاتی تھیں اور ممکن ہے ان دونوں کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

اور اس سال ارض حجاز کے لوگ قحط زدہ ہو گئے اور قبائل مدینہ کی طرف بھاگ آئے اور ان میں کسی کے پاس بھی زاد باقی نہ بچا اور انہوں نے امیر المومنین کی پناہ لی اور آپ نے بیت المال کے اموال اور کھانے کے ذخائر ان پر خرچ کر کے انہیں ختم کر دیا اور جب تک لوگوں کی تکلیف دور نہ ہو جائے اس وقت تک اپنے آپ کو گھی اور گوشت نہ کھانے کا پابند کر لیا اور آسودگی کے زمانے میں دودھ اور گھی کے ساتھ آپ کو روٹی بھیجی جاتی تھی اور عام الرمادۃ کو تیل اور سر کے کے ساتھ بھیجی جاتی تھی اور آپ تیل کو خوشگوار سمجھتے تھے اور اس کے باوجود سیر نہیں ہوتے تھے' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رنگ سیاہ اور جسم متغیر ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے متعلق ضعف کا خدشہ ہو گیا

اور نو ماہ تک لوگوں کا یہ حال رہا پھر آسودگی اور آرام کا زمانہ آ گیا اور لوگ مدینہ سے اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔

امام شافعیؒ نے بیان کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب مدینہ سے قبائل کوچ کر گئے تو ایک عرب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' آپ ایک شریف عورت کے بیٹے ہیں اور وہ آپ سے دور چلے گئے ہیں' یعنی آپ نے لوگوں سے ہمدردی کی ہے اور ان سے انصاف کیا ہے اور ان سے حسن سلوک کیا ہے۔

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ عام الرمادہ میں ایک شب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پاسبانی کی اور کسی شخص کو ہنستے نہ پایا اور نہ ہی لوگ دستور کے مطابق اپنے گھروں میں باتیں کرتے تھے اور نہ ہی آپ نے کسی سائل کو سوال کرتے دیکھا' آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ کو بتایا گیا یا امیر المومنین' انہوں نے سوال کیا تو انہیں دیا نہ گیا تو انہوں نے سوال کرنا چھوڑ دیا اور لوگ غم اور تنگی میں ہیں اس لیے وہ نہ باتیں کرتے ہیں اور نہ ہنستے ہیں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد کیجیے اور مصر میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد کیجیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک بہت بڑا قافلہ جو گندم اور دیگر کھانے اٹھائے ہوئے تھا آپ کے پاس بھیجا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا غلہ سمندر میں جدہ پہنچا اور جدہ سے مکہ پہنچا اور اس اثر کا اسناد جید ہے' لیکن عام الرمادہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا مشکل ہے' بلاشبہ مصر ۱۸ھ میں فتح نہیں ہوا تھا' ہوسکتا ہے کہ عام الرمادہ ۱۸ھ کے بعد ہوا ہو' یا عام الرمادہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا اہم ہو۔ واللہ اعلم

سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو ان کے ساتھ چار ہزار اونٹ کھانا اٹھائے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اردگرد کے قبائل میں اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا اور جب وہ اس سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ان کو چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا' مگر انہوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار سے انہوں نے انہیں قبول کر لیا۔

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف سلمی سے بحوالہ عبدالرحمان بن کعب بن مالک بیان کیا ہے کہ عام الرمادہ ۱۷ھ کے آخر اور ۱۸ھ کے آغاز میں ہوا تھا' اہل مدینہ اور ان کے اردگرد کے لوگوں کو بھوک نے تکلیف دی اور بہت سے لوگ مر گئے' حتیٰ کہ وحشی جانور' انسانوں کی پناہ لینے لگے' لوگوں کی یہ حالت تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل امصار سے شرمندہ سے تھے کہ حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور کہا' میں آپ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو عقل مند دیکھا ہے اور آپ ہمیشہ اسی طرح رہے' آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے پوچھا آپ نے یہ خواب کب دیکھا ہے' انہوں نے کہا' گزشتہ شب کو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر الصلاۃ جامعۃ کا لوگوں میں اعلان کر دیا اور ان کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر فرمایا' اے لوگو! میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا تم میرے حکم کے علاوہ کسی اور حکم کو جو اس سے بہتر ہو جانتے ہو' انہوں نے جواب دیا' آپ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ بن الحارث کا خیال ایسا ایسا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے درست کہا ہے آپ اللہ سے اور پھر مسلمانوں سے مدد مانگیے۔ پس آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور

ضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے شرمندہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر' مصیبت اپنی مدت کو پہنچ چکی ہے' پس تو ظاہر ہوا اور جب بھی ں قوم کو مانگنے کی اجازت دی گئی ہے' اس سے تکلیف اور مصیبت دور کر دی گئی ہے اور آپ نے امرائے امصار کو لکھا کہ وہ اہل ینہ اور ان کے ارد گرد رہنے والے لوگوں کی مدد کریں' وہ اپنی مصیبت کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور آپ نے لوگوں کو نماز استسقاء کے لیے باہر نکالا اور خود بھی نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی پا پیادہ نکلے' اور آپ نے مختصر خطاب کیا اور نماز پڑھی پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا' اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں' اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا پھر آپ واپس آ گئے اور واپسی پر ابھی گھروں تک نہیں پہنچے تھے کہ پانی کے گڑھوں میں گھس گئے۔

پھر سیف نے عن مبشر بن الفضیل عن جبیر بن صخر عن عاصم بن عمر بن خطابؓ روایت کی ہے کہ عام الرمادہ میں مزینہ کے ایک شخص سے اس کے اہل نے کہا کہ وہ ان کے لیے ایک بکری ذبح کر دے' اس نے کہا کہ ان میں کوئی چیز باقی نہیں ہے' انہوں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے بکری ذبح کر دی' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی ہڈیاں سرخ ہو گئی ہیں' اس نے کہا یا محمداہ! اور جب شام ہوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہہ رہے ہیں:

''زندگی سے شاد کام ہو' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو نیز انہیں کہنا' میں نے آپ کو عہد کا پورا کرنے والا اور عہد کا سختی سے پابند پایا ہے' اے عمر رضی اللہ عنہ عقل مندی سے کام لیجیے''۔

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور آپ کے غلام سے کہنے لگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے لیے اجازت طلب کیجیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے آپ کو بات بتائی تو آپ گھبرا گئے' پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے فرمایا اے لوگو میں اس خدا کے نام پر تم سے اپیل کرتا ہوں جس نے آپ لوگوں کی اسلام کی طرف راہنمائی کی ہے' کیا تم نے مجھ سے کوئی ناپسندیدہ امر دیکھا ہے' انہوں نے کہا' نہیں' پس آپ نے انہیں حضرت بلال بن الحارث المزنی کی بات بتائی تو وہ سمجھ گئے اور آپ نہ سمجھے' انہوں نے کہا آپ نے نماز استسقاء میں دیر کر دی ہے پس ہمارے ساتھ نماز استسقاء پڑھیے پس آپ نے لوگوں میں اعلان کر دیا اور مختصر سا خطبہ دیا پھر مختصراً دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ ہمارے مددگار ہم سے عاجز آ گئے ہیں اور ہماری قوت و طاقت بھی ہم سے عاجز آ گئی ہے اور ہمارے نفس بھی ہم سے عاجز آ گئے ہیں اور تیرے سوا کوئی قوت طاقت نہیں اے اللہ ہمیں سیراب کر دے اور بندوں اور شہروں کو زندہ کر دے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر فارسی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن علی ذہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح عن مالک ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا تو ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش طلب کیجیے' وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں' پس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور فرمایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کیے جائیں گے اور انہیں کہنا کہ عقل مندی ختیار کرو' اس شخص نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز

آجاتا ہوں' اور یہ اسناد صحیح ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ ابومسلم الکشی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومحمد انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ استسقاء کے لیے لے گئے' آپ کہنے لگے' اے اللہ! جب ہم اپنے نبی کے عہد میں قحط زدہ ہوتے تو ہم اپنے نبی کے ذریعے تجھ تک تقرب حاصل کرتے تھے' اور بخاری نے اسے حسن بن محمد سے بحوالہ محمد بن عبداللہ روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر' حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے: اے اللہ! ہم اپنے نبی کے ذریعے تیرا تقرب حاصل کیا کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب کر دیا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعے تجھ تک تقرب حاصل کرتے ہیں' ہمیں سیراب کر دے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سیراب ہو جاتے' اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب المطر اور کتاب مجابی الدعوۃ میں بیان کیا ہے کہ ابوبکر نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے العمری سے بحوالہ خوات بن جبیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو نماز استسقاء پڑھانے کے لیے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا' اے اللہ ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور آپ اپنی جگہ سے نہ ہٹتے حتیٰ کہ وہ سیراب ہو جاتے' پس بدوؤں نے آکر کہا یا امیرالمومنین ہم فلاں وقت اپنی ایک وادی میں تھے کہ ایک بدلی نے ہم پر سایہ کر دیا اور ہم نے اس سے آواز سنی۔ ابوحفص تمہارے پاس مدد آ گئی ہے' اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے مطرف بن طریف سے بحوالہ شعبی ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو استسقاء پڑھانے نکلے اور آپ نے استغفار سے زیادہ کچھ نہ کیا اور واپس آ گئے' لوگوں نے کہا یا امیرالمومنین ہم نے آپ کو بارش طلب کرتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا میں نے آسمان کے ان اوزار سے بارش طلب کی ہے جن سے بارش اترتی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾

پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ ﴾

اور ابن جریر نے اس سال میں سیف بن عمر کے طریق سے ابوالمجالد' ربیع' ابوعثمان' ابوحارثہ سے اور عبداللہ بن شبرمہ سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ مسلمانوں کو ایک جماعت نے شراب پی ہے جن میں حضرت ضرار اور حضرت ابوجندل بن سہل رضی اللہ عنہما شامل ہیں' ہم نے ان سے دریافت کیا ہے وہ کہتے ہیں اس نے ہمیں اختیار دیا ہے اور ہم مختار ہیں وہ فرماتا ہے کیا تم باز آنے والے ہو' اس نے واجب نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہوں نے ان کے خلاف اجماع کیا اور "کیا تم باز آنے والے ہو" کا مفہوم یہ ہے کہ باز آ جاؤ' اور انہوں نے ان کو اسی اسی کوڑے لگانے پر بھی اتفاق کیا اور یہ کہ جو شخص اس تفسیر کی تاویل کرے اور اس پر اصرار کرے اسے قتل کر دیا جائے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کو بلا کر ان سے شراب کے متعلق دریافت کیجیے' اگر وہ شراب کو حلال قرار دیں تو انہیں قتل کر دیجیے اور اگر وہ اسے

حرام قرار دیں تو ان کو کوڑے لگایئے' پس لوگوں نے اس کے حرام ہونے کو تسلیم کر لیا اور انہیں حد کے کوڑے لگائے گئے اور وہ اپنی تاویل پر اصرار کرنے پر نادم ہوئے حتیٰ کہ ابوجندل کو اپنے متعلق وسوسہ ہو گیا اور حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس بارے میں خط لکھا اور آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ابوجندل کو خط لکھیں اور نصیحت کریں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں انہیں خط لکھا:

عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابوجندل کی طرف

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کا شرک کیا جائے اور اس سے کم تر گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے پس توبہ کیجیے اور اپنا سر اٹھایئے اور باہر نکلیے اور مایوس نہ ہو جایئے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ان بندوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہہ دیجیے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ' بلاشبہ اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو لکھا:

''تم پر اپنی جانوں کی ذمہ داری ہے اور جو شخص تبدیلی کر دے' تم بھی اس کے متعلق تبدیلی کر دو اور کسی کی برائی نہ کرو' تم میں مصیبت پھیل جائے گی''۔

اور اس بارے میں ابوزہرہ قشیری نے کہا ہے:

''کیا تجھے معلوم نہیں کہ زمانہ نوجوان پر عیب لگاتا ہے اور وہ گردش ہائے روزگار پر قدرت نہیں رکھتا میں نے صبر کیا اور جزع فزع نہیں کی حالانکہ میرے بھائی مر گئے تھے اور میں ایک دن بھی شراب پر صبر نہ کر سکتا تھا۔ امیر المومنین نے شراب کو اس کی موت مار دیا اور اس کے دوست راستوں کے اطراف میں رونے لگے''۔

واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ اس سال کے ذوالحجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم کو بدل دیا۔ جو دیوار کعبہ کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اور آپ نے اسے اتنا پیچھے کر دیا جہاں وہ آج کل ہے تاکہ نمازی طواف کرنے والوں کو پریشان نہ کریں' میں کہتا ہوں' میں نے سیرت عمرؓ میں اس کے اسانید کو بیان کیا ہے' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا اور حضرت کعب بن شور رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا اور اسی سال میں لوگوں کو حج کروایا اور ان شہروں میں آپ کے نائبین وہ لوگ تھے جن کا ذکر گزشتہ سال میں بیان ہو چکا ہے اور اسی سال عیاض بن غنم کے ہاتھ پر رقہ' الرہا اور حران فتح ہوئے اور اسی سال حضرت عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عین الوردۃ کا بالائی حصہ فتح ہوا اور دوسروں نے اس کے خلاف بیان کیا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس سال میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بزور قوت الرہا اور شمشاط کو فتح کیا اور اس کے شروع میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو جزیرہ کی طرف بھیجا' جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے اور ان دونوں نے بزور قوت حران' نصیبین اور جزیرہ کے کچھ حصہ کو فتح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ صلح سے فتح کیا اور اسی سال حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نے موصل جا کر اسے اور اس کے اردگرد کے علاقے کو بزور قوت فتح کیا اور اسی سال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد تعمیر کی' اور واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال طاعون عمواس ہوئی جس میں ۲۵ ہزار آدمی مر گئے' میں کہتا ہوں یہ طاعون ایک چھوٹے

اَللّٰھم اَعِنِّیُ عَلٰی ذِکُرِکَ وَ شُکُرِکَ وَ حُسُنِ عِبَادَتِکَ.

اور المسند' نسائی اور ابن ماجہ میں ابو قلابہ کے طریق سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان ہوا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حلال وحرام کے بارے میں ان سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کی طرف بھیجا اور آپ سے فرمایا:

''آپ کس سے فیصلہ کریں گے؟''۔

آپ نے جواب دیا اللہ کی کتاب اور حدیث سے' اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو یمن میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے پر قائم رکھا' پھر آپ نے شام کی طرف ہجرت کی اور آپ شام ہی میں تھے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے طاعون ہو جانے کے بعد آپ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا پھر اسی سال ان کے بعد طاعون ہو جانے سے آپ نے وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو علماء کے آگے ٹیلے پر بھیجا جائے گا۔ اور محمد بن کعب نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اللہ کے فرمانبردار' موحد تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے' اور آپ کی وفات غور نیساں کے مشرق میں ۱۸ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۹ھ میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق آپ نے ۱۷ھ میں ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے علاوہ بھی کچھ قول بیان کیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

ابو خالد صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی' آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اور بہت بڑے اور افضل آدمی تھے اور آپ کو یزید الخیر بھی کہا جاتا ہے' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیے دیئے' اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے شام جانے والی فوج کے چوتھائی حصے پر آپ کو امیر مقرر کیا اور آپ وہاں پہنچنے والے پہلے امیر تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی رکاب میں آپ کو وصیت کرتے ہوئے پیدل چلے اور آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ امرائے ارباع ہیں اور جب انہوں نے دمشق کو فتح کیا تو آپ جابیہ کے چھوٹے دروازے سے بزور قوت داخل ہو گئے جیسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ مشرقی دروازے سے بزور قوت داخل ہو گئے تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ دمشق کی امارت کا وعدہ فرمایا تھا' پس آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کے امیر بن گئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا کر دیا اور آپ دمشق کے پہلے مسلمان امیر ہیں' مشہور یہ ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں وفات پائی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ولید بن مسلم کا خیال ہے کہ آپ نے قیساریہ کی فتح کے بعد ۱۹ھ میں وفات پائی ہے اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ نے اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق پر اپنا نائب مقرر کیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کو نافذ کر دیا' کتابوں میں آپ کی کوئی چیز موجود نہیں اور ابو عبداللہ اشعریؒ نے آپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جو شخص نماز پڑھتا ہے اور مکمل رکوع وسجود نہیں کرتا اس کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے جو اس کے کچھ کام نہیں آتیں۔

حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو کہتے ہیں کہ آپ کا نام العاص ہے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ صلح حدیبیہ کے روز پابجولاں مسلمان ہو کر آئے کیونکہ آپ ضعیف تھے' پس آپ کے باپ نے آپ کو واپس کر دیا اور مصالحت کرنے سے انکار کر دیا پھر حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ سمندر کے کنارے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور شام کی فتح میں شامل ہوئے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے آیت خمر کی تاویل کی پھر رجوع کر لیا اور طاعون عمواس سے وفات پائی۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جن کا نام عامر بن عبداللہ ہے ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں' حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام کعب بن عاصم ہے آپ اصحاب سفینہ کے ساتھ خیبر کے سال مہاجر بن کر آئے اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ نے اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما نے ایک ہی دن طاعون عمواس سے شہادت پائی۔

۱۹ھ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال مدائن اور جلولاء فتح ہوئے اور مشہور بات وہ ہے جو اس کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ جزیرہ الرہا' حران' راس العین اور نصیبین اس سال فتح ہوئے اور دوسرے مؤرخین نے اس کے خلاف بیان کیا ہے اور ابومعشر' خلیفہ اور ابن الکلبی نے فتح قیساریہ کو اس سال میں بیان کیا ہے اور اس کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دو سال قبل فتح کیا تھا اور محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ فلسطین سے قیساریہ فتح ہوا اور ہرقل بھاگ گیا اور مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا' اور سیف بن عمر کا قول ہے کہ قیساریہ اور مصر کی فتح ۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ ابن جریج کا قول ہے کہ قیساریہ کی فتح کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے اور مصر کی فتح کو میں ۲۰ھ میں بیان کروں گا۔ ان شاء اللہ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال رات کو سیاہ پتھروں والی زمین سے آگ نمودار ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آدمیوں کے ساتھ اس کے پاس جائیں پھر آپ نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کا حکم دیا اور وہ بجھ گئی' کہتے ہیں کہ اسی سال آرمینیا کا معرکہ ہوا تھا اور اس معرکہ کے امیر حضرت عثمان بن ابی العاص تھے اور اس میں حضرت صفوان بن المعطل بن رخصۃ اسلمی ثم الذکوانی نے وفات پائی اور آپ اس روز امراء میں سے ایک تھے اور آپ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے ان کی بھلائی ہی معلوم ہے۔ منافقین نے واقعہ افک میں آپ ہی کا ذکر کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام المومنین کو ان کی باتوں سے بری کر دیا اور صبح کی نماز کے وقت آپ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا تھا جیسا کہ سنن ابوداؤد وغیرہ میں بیان ہوا ہے' آپ شاعر بھی تھے پھر آپ کو راہ خدا میں شہادت نصیب ہو گئی بعض کہتے ہیں کہ اس شہر میں اور بعض کہتے ہیں جزیرہ میں اور بعض کہتے ہیں شمشاط میں' اور اس کا کچھ حصہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور ایک قول کے مطابق اسی سال میں تکریت فتح ہوا اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے فتح ہوا

ہے اور اسی میں ہم نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو قید کر لیا اور اسی سال کے ذوالحجہ میں ارض عراق میں جنگ ہوئی جس میں مجوسیوں کا امیر شہرک قتل ہو گیا اور اس روز مسلمانوں کے امیر حضرت الحکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے' ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں میں آپ کے نائبین اور قضاۃ وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے تھے۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

اس سال میں جن اعیان نے وفات پائی ان میں سید القراء حضرت ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' ابوالمنذر اور ابوالطفیل الانصاری النجاری بھی شامل ہیں' آپ نے عقبہ اور بدر اور ان کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی' آپ جلیل القدر سردار تھے اور آپ ان چار خزرجی قراء میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن جمع کیا تھا' اور آپ نے ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اس سے قرآن سیکھا ہے جس سے حضرت جبریل علیہ السلام نے سیکھا ہے اور وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور المسند' نسائی اور ابن ماجہ میں ابو قلابہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ۔ میری امت کے بہترین قاری ابی بن کعبؓ ہیں۔ اور صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو قرآن سناؤں۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور ہم نے سورۃ:

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴾

کی تفسیر میں اس پر گفتگو کی ہے۔

الہیثم بن عدی کا قول ہے کہ حضرت ابی نے ۱۹ھ میں وفات پائی اور یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ آپ نے ۱۷ھ یا ۲۰ھ میں وفات پائی اور واقدی نے کئی لوگوں سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۲ھ میں وفات پائی اور یہی قول ابوعبید ابن نمیر اور ایک جماعت کا ہے اور الفلاس اور خلیفہ کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور اسی سال میں مہاجرین میں سے عتبہ بن غزوان کے غلام حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ سابقین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ایک قول کے مطابق حضرت صفوان بن المعطل نے بھی اسی سال وفات پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

۲۰ھ

محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ اس سال میں مصر فتح ہوا اور یہی قول واقدی کا ہے کہ مصر اور اسکندریہ اس سال میں فتح ہوئے اور ابومعشر کا قول ہے کہ مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ ۲۵ھ میں فتح ہوا اور سیف کا قول ہے کہ مصر اور اسکندریہ ربیع الاوّل ۲۶ھ میں فتح ہوئے اور ابوالحسن ابن الاثیر نے الکامل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے عام الرمادہ میں مصر سے غلہ بھیجنے کے واقعہ کی وجہ سے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور وہ اسے ترجیح دینے میں معذور ہیں۔ واللہ اعلم

اور علمائے سیر کے ایک گروہ کے قول کے مطابق اسی سال میں دو سال کے محاصرہ کے بعد تستر فتح ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ سال کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔

فتح مصر کی کہانی' ابن اسحٰق اور سیف کی زبانی:

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے شام کی فتح کو مکمل کر لیا تو آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی طرف بھیج دیا اور سیف کا خیال ہے کہ آپ نے انہیں بیت المقدس کی فتح کے بعد بھیجا تھا نیز آپ نے ان کے پیچھے حضرت زبیر بن العوام کو حضرت بشر بن ارطاۃ' حضرت خارجہ بن حذافہ اور حضرت عمیر ابن وہب الجمحی رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ کیا اور باب مصر میں دونوں اکٹھے ہو گئے اور مصر کے لاٹ پادری ابو مریم نے ان کے ساتھ ملاقات کی اور اہل الثبات کے ساتھ پادری ابو مریام اس کے ساتھ تھا' جسے حاکم اسکندریہ مقوقس نے ان کے علاقے کی حفاظت کے لیے بھیجا تھا' پس جب وہ صف آراء ہو گئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا' جلدی نہ کرو حتیٰ کہ ہم احرام سے بری ہو جائیں' اس علاقے کے دونوں راہب ابو مریم اور ابو مریام میرے پاس آ جائیں' پس وہ دونوں آپ کے پاس آئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم دونوں اس علاقے کے راہب ہو اس لیے سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور اسے حق کا حکم دیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حق کا حکم دیا ہے اور جو احکام انہیں دیئے گئے ہیں انہوں نے سب کے سب ہم تک پہنچا دیئے ہیں پھر وہ فوت ہو گئے ہیں اور ہمیں واضح راستہ پر چھوڑ گئے ہیں اور آپ نے ہمیں جو احکامات دیئے ہیں ان میں لوگوں سے بریت کرنا بھی ہے' پس ہم آپ کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں اور جو شخص اسے قبول کرے گا وہ ہماری مانند ہوگا اور جو شخص ہماری بات نہیں مانے گا' ہم اس پر جزیہ پیش کریں گے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے اور آپ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم تمہیں فتح کرنے والے ہیں اور ہمیں وصیت کی ہے کہ ہم اس رشتہ کو یاد رکھیں جو ہمیں تم سے ہے اور اگر تم نے ہماری بات مان لی تو یہ بات ایک عہد در عہد ہوگا اور ہمارے امیر نے ہمیں جو وصایا کی ہیں ان میں یہ وصیت بھی ہے کہ قبطیوں کے متعلق بھلائی کا حکم دو' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قبطیوں سے بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے' اس لیے کہ ان سے عہد اور رشتہ ہے' انہوں نے کہا اس قسم کی قرابت بعیدہ سے انبیاء ہی نیکی کرتے ہیں یہ ایک معروف اور شریف قرابت ہے اور وہ ہمارے بادشاہ کی بیٹی تھی جو اہل منف سے تعلق رکھتی تھی اور بادشاہت بھی انہی میں تھی' پس اہل عین شمس ان پر فتح مند ہو گئے' انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور ان کی بادشاہت سلب کر لی اور وہ وطن سے نکل گئے۔ اس لیے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئی' انہیں خوش آمدید ہو' ہمیں اپنے پاس واپس آنے تک امان دیجیے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا' میرے جیسا آدمی دھوکہ نہیں کرتا' لیکن میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں تاکہ تم غور کر لو اور اپنی قوم سے بھی گفتگو کر لو' وگرنہ میں تم سے جنگ کروں گا' ان دونوں نے کہا' ہمیں زیادہ دنوں کی مہلت دیجیے' پس آپ نے انہیں مزید ایک دن کی مہلت دے دی پھر انہوں نے مزید مہلت مانگی تو آپ نے مزید ایک دن کا اضافہ کر دیا' اور وہ دونوں مقوقس کے پاس واپس آ گئے پس ارطبون نے ان دونوں کی بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا' ان دونوں نے اہل مصر سے کہا' ہم تمہارے دفاع کے لیے مقدور بھر کوشش کریں گے لیکن ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے اور اب چار دن باقی رہ گئے تھے' انہوں

نے جنگ کی اور ارطبون نے انہیں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا مشورہ دیا' تو ان میں سے سرداروں نے کہا' تم ان لوگوں سے برسر پیکار ہو جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور ان کے ممالک میں ان پر غلبہ پایا ہے' مگر ارطبون نے اصرار کیا کہ وہ مسلمانوں پر شب خون ماریں' پس انہوں نے شب خون مارا اور اس میں انہیں کچھ کامیابی نہ ہوئی بلکہ ان میں سے ایک گروہ قتل ہو گیا جن میں ارطبون بھی شامل تھا اور مسلمانوں نے چوتھے دن مصر کے عین شمس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شہر پناہ سے ان پر چڑھائی کر دی اور جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو دوسرے دروازے سے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور آپ سے مصالحت کر لی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہر میں گھس گئے حتیٰ کہ اس دروازے سے جا نکلے جس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے تھے' پس انہوں نے صلح کو نافذ کر دیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے امان کی دستاویز لکھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ امان ہے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کو ان کے نفوس و اموال' گرجاؤں' صلیبوں' مذہب اور بحر و بر کے متعلق دی ہے' ان میں نہ کچھ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی اور نہ النوبہ ان کے ساتھ مل کر رہ سکے گا اور اہل مصر پر لازم ہوگا کہ جب وہ اس صلح پر اتفاق کر لیں تو وہ جزیہ ادا کریں جو ان کی گنجائش کے مطابق زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ ہوگا اور ان پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی اور اگر ان میں سے کوئی شخص یہ بات نہ مانے تو ان کے اندازے کے مطابق ان سے ٹیکس اٹھا دیا جائے گا اور جو شخص انکار کرے گا ہم اس کے عہد سے بری ہوں گے اور اگر ان کی گنجائش' ٹیکس کی غایت سے کم رہی تو اس کے اندازے کے مطابق ٹیکس انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

اور رومیوں اور اہل نوبہ میں سے جو شخص ان کی صلح میں داخل ہوگا تو اس کے حقوق اور ذمہ داریاں بھی وہی ہوں گی جو ان کی ہیں اور جو شخص انکار کرے اور جانا چاہے وہ اپنے مامن میں پہنچنے تک امن میں ہوگا یا وہ ہماری حکومت سے نکل جائے ان پر بھی وہی تین ثلث واجب ہوں گے جو ان پر ہیں' ہر ثلث میں ان کے ذمے ٹیکس کا ثلث ہوگا اس تحریر میں جو کچھ لکھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور خلیفہ امیر المومنین اور مومنین کے عہد و پیمان ہیں اور نوبہ کے جن لوگوں نے صلح کی بات کو قبول کیا ہے' وہ شروع میں اس اس طرح مدد کریں اور اس اس طرح گھوڑوں سے مدد دیں تاکہ وہ نہ جنگ کریں گے اور نہ درآمدی برآمدی تجارت سے روکیں گے' گواہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹے حضرت عبداللہ اور محمد تحریر کنندہ وردان اور حاضرین''۔

پس اس میں سارے اہل مصر داخل ہوئے اور صلح کو قبول کر لیا اور گھوڑے مصر میں اکٹھے ہو گئے اور حضرت عمرو الفسطاط چلے گئے اور ابو مریم اور ابو مریام نے آ کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان قیدیوں کے متعلق گفتگو کی جنہیں معرکہ کے بعد گزند پہنچا تھا' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کو واپس دینے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو آپ کے سامنے سے دھتکار کر نکال دیا جائے اور جب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے حکم دیا کہ تمام وہ قیدی جو امان کے پانچ دنوں میں پکڑے گئے ہیں انہیں ان کو واپس کر دیا جائے اور اسی طرح جنگ نہ کرنے والے قیدی بھی واپس کیے جائیں اور جس نے جنگ کی

ہے اس کے قیدیوں کو اسے واپس نہ کیا جائے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان کے قبضہ میں جو قیدی ہیں انہیں اسلام قبول کرنے اور اپنے اہل کی طرف لوٹ جانے کے درمیان اختیار دیا جائے پس جو قیدی اسلام قبول کرے' اسے ان کو واپس نہ کریں اور جو اہل کو اختیار کرے اسے ان کو واپس کر دیں اور اس سے جزیہ لیں اور ان کے جو قیدی شہروں میں منتشر ہو گئے ہیں اور حرمین وغیرہ تک پہنچ گئے ہیں وہ ان کے واپس کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور نہ ان سے ایسی بات پر مصالحت کریں جس کا پورا کرنا مشکل ہو' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین ؓ کے حکم کے مطابق عمل کیا اور قیدیوں کو جمع کیا اور انہیں اختیار دیا' پس ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند کر لیا اور بعض اپنے دین کی طرف واپس چلے گئے اور ان کے درمیان صلح طے ہو گئی پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کی طرف فوج بھیجی۔ اور اس سے قبل مقوقس حاکم اسکندریہ اپنے شہر اور مصر کا خراج شاہ روم کو دیا کرتا تھا پس جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے پادریوں اور اپنی حکومت کے اکابر کو جمع کیا اور انہیں کہا' ان عربوں نے قیصر و کسریٰ کو مغلوب کر لیا ہے اور انہیں ان کی حکومت سے ہٹا دیا ہے اور ہمیں ان سے مقابلہ کی سکت نہیں' میری رائے یہ ہے کہ ہم انہیں جزیہ دیا کریں پھر اس نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں اس کو خراج ادا کرتا رہا ہوں جو تم سے بھی مجھے زیادہ مبغوض تھا۔ ایران اور روم کو۔ پھر آپ نے جزیہ کی ادائیگی پر اس سے مصالحت کر لی اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فتح اور اخماس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

اور سیف نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے ساتھ مڈبھیڑ کی تو بہت سے مسلمان پیش قدمی کرنے والی فوج سے بھاگنے لگے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ انہیں ثابت قدمی اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگے تو ایک یمنی شخص نے آپ سے کہا' ہم پتھر اور لوہے سے پیدا نہیں ہوئے' حضرت عمروؓ نے اسے کہا' خاموش رہ' تو ایک کتا ہے' اس شخص نے آپ سے کہا تب تو آپ کتوں کے امیر ہیں' حضرت عمروؓ نے اس سے اعراض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی جستجو میں آواز دی' پس جو صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' آگے بڑھو تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کرے گا۔

پس انہوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر مکمل فتح عطا فرمائی' سیف کا قول ہے کہ مصر ربیع الاوّل ۱۶ھ میں فتح ہوا اور اس میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ تین ماہ کے محاصرہ کے بعد بزور قوت ۲۵ھ میں فتح ہوا اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار دینار پر صلح سے فتح ہوا' اور اس نے بیان کیا ہے کہ مقوقس نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ اس سے پہلے صلح کریں مگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہ مانی اور اسے کہا' تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمہارے سب سے بڑے بادشاہ ہرقل کے ساتھ کیا کیا ہے' تو مقوقس نے اپنے اصحاب سے کہا' اس نے سچ کہا ہے ہم اطاعت کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں پھر آپ نے اس شرط پر صلح کر لی جو پہلے بیان ہو چکی ہے اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے عین شمس جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابرہہ بن الصباح کو الفرما کی طرف روانہ کیا اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کی طرف بھیجا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے شہر والوں سے کہا' اگر تم اتر آؤ تو

تمہیں امان ہے' اور وہ منتظر رہے کہ اہل عین شمس کیا کرتے ہیں پس جب انہوں نے مصالحت کر لی تو باقیوں نے بھی صلح کر لی اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اہل اسکندریہ سے کہا تمہارا شہر کس قدر خوبصورت ہے؟ انہوں نے کہا' اسے اسکندر نے جب بنایا تو کہا میں ایک ایسا شہر بناؤں گا جو اللہ کا محتاج اور لوگوں سے بے نیاز ہوگا پس اس کی خوبصورتی باقی رہی اور ابرہہ نے الفرما کے باشندوں سے کہا' تمہارا شہر کس قدر قبیح ہے انہوں نے کہا' جب اسکندر کے بھائی الفرما نے اسے بنایا تو کہا' میں ایک ایسا شہر بناؤں گا جو اللہ سے بے نیاز اور لوگوں کا محتاج ہوگا' پس اس کی تعمیر ہمیشہ خراب رہتی ہے اس وجہ سے یہ بدشکل ہو گیا ہے۔

اور سیف نے بیان کیا ہے کہ جب اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ' مصر کے والی ہوئے تو آپ نے ان کے غلاموں کے خراج میں کچھ اضافہ کر دیا جنہیں وہ ہر سال مسلمانوں کو دیا کرتے تھے اور مسلمان اس کے بدلہ میں انہیں نامزد کھانا اور لباس دیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد کے حکمرانوں نے اسے قائم رکھا حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا لحاظ کرتے ہوئے اور ان کے عہد کو باقی رکھتے ہوئے اسے جاری رکھا۔

میں کہتا ہوں' دیار مصر کو فسطاط کا نام' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خیمے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے' آپ نے اپنا خیمہ اس جگہ نصب کیا تھا جہاں آج کل مصر ہے اور لوگوں نے آپ کے اردگرد مکان تعمیر کر لیے اور قدیم مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر آج تک متروک ہے' پھر خیمہ اٹھا دیا گیا اور آپ نے اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کی جو آج تک آپ کی طرف منسوب ہے اور فتح مصر کے بعد مسلمانوں نے النوبہ کو فتح کیا اور انہیں بہت زخم آئے اور النوبہ کی اچھی تیراندازی کی وجہ سے بہت سی آنکھیں ضائع ہو گئیں اور انہوں نے ان کا نام جند الحدق (آنکھوں والی فوج) رکھ دیا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے فتح کر دیا اور بلاد مصر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' بعض کا قول ہے کہ وہ اسکندریہ کے سوا' صلح سے فتح ہوئے تھے یہ قول یزید بن ابی حبیب کا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سب کے سب بزور قوت فتح ہوئے تھے' یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا ہے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

''میں اپنی اس نشست پر نہیں بیٹھا اور نہ میرے پاس کسی قبطی کا کوئی عہد ہے' اگر میں چاہوں تو میں کہتا ہوں اگر میں چاہوں تو فروخت کر دوں اور اگر چاہوں تو اہل طابلس کے سوا خمس لگا دوں' کیونکہ ان کا عہد ہے جسے ہم پورا کریں گے''۔

نیل مصر کا واقعہ:

ہم نے ابن لہیعہ کے طریق سے قیس بن الحجاج سے اس شخص کے حوالے سے روایت کی ہے جس نے اس سے بیان کیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اس کے باشندے عجم کے مہینوں میں سے بونہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے نیل کا ایک دستور ہے اور وہ اسی کے مطابق چلتا ہے' آپ نے فرمایا' وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اس ماہ کی بارہ راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم والدین کی ایک باکرہ لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور لڑکی کو بہترین زیور اور کپڑے پہنا دیتے ہیں' پھر ہم اسے نیل میں پھینک دیتے ہیں' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو

اسلام میں نہیں ہوسکتی اسلام پہلے کی رسموں کو مٹا دیتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بونہ' ابیب [1] اور مسری [2] ٹھہرے رہے اور نیل نہ کم چلتا تھا نہ زیادہ حتیٰ کہ انہوں نے جلاوطن ہونے کا عزم کرلیا' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے متعلق لکھا تو آپ نے ان کی طرف لکھا' آپ نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے اور میں نے اپنے خط کے اندر ایک چٹ آپ کی طرف ارسال کی ہے' اسے نیل میں پھینک دینا' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے چٹ کو پکڑا' اس میں لکھا تھا:

اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف سے اہل مصر کے نیل کی طرف:

''امابعد! اگر تو اپنی جانب سے اور اپنے حکم سے چلتا تھا' تو آئندہ نہ چلنا' ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو خدائے واحد وقہار کے حکم سے چلتا ہے تو وہ تجھے رواں رکھے گا اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں رکھے''۔

حضرت عمروؓ نے چٹ کو نیل میں پھینک دیا اور ہفتہ کی صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں نیل کو سولہ ہاتھ رواں کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آج تک اس دستور کا اہل مصر سے خاتمہ کر دیا ہے۔

سیف بن عمر کا قول ہے کہ اس سال کے ذوالقعدہ میں۔ اور وہ اس کے نزدیک ۱۶ھ ہے۔ حضرت عمروؓ نے مصر کے اطراف میں میگزین بنائے' کیونکہ ہرقل نے مصر وشام کو جنگ کے لیے سمندر میں بھیجا' ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال میں ابوبحریہ عبداللہ بن قیس العبدی نے رومی علاقے سے جنگ کی۔ کہتے ہیں کہ آپ اس علاقے میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین سے معزول کر دیا انہیں شراب کی حد لگائی اور حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کو یمامہ اور بحرین کا حاکم مقرر کر دیا' واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہر چیز کی شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ اچھی نماز بھی نہیں پڑھاتے' پس آپ نے کوفہ سے انہیں معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن غسیان کو۔ جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے نائب تھے۔ کوفہ کا والی مقرر کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمرو بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اس کا والی مقرر کیا' امام احمد کا بیان ہے کہ سفیان نے عبدالملک سے ہمارے پاس بیان کیا اور انہوں نے اسے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور کہا کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھاتے اعاریب نے کہا' خدا کی قسم میں ظہر وعصر کی نماز میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا' پہلی دو رکعتوں میں دہراؤں گا اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہیں ملاؤں گا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا ہے اے ابواسحٰق تمہارے متعلق یہی یقین ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کے متعلق' حقیقتِ حال دریافت کرنے کے لیے اہل کوفہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا تو ایک شخص کے سوا جسے ابوسعدہ قتادہ بن اسامہ کہا جاتا تھا' سب نے ان کی تعریف کی اس نے

[1]، [2] یہ عجم کے مہینوں کے نام ہیں۔ (مترجم)

کھڑے ہو کر کہا' آپ نے ہمیں قسم دی ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور نہ قضیہ میں عدل سے کام لیتے تھے اور نہ فوج کے ساتھ جاتے تھے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ شہرت وریا کاری کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اس کے فقر کو ہمیشہ رکھ اور اسے فتنوں کا نشانہ نہ بنا' پس اسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بددعا لگ گئی۔ اور وہ بہت بوڑھا ہو گیا اور وہ اپنی دونوں آنکھوں سے اپنے پپوٹے اٹھاتا اور راستوں میں لڑکیوں سے چھیڑتا اور انہیں آنکھیں مارتا اسے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتا' بوڑھے پاگل کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے۔

اور حضرت عمرؓ نے اپنی وصیت میں بیان کیا ہے۔ اور آپ کو ان چھ آدمیوں میں ذکر کیا ہے جس میں آپ نے خلافت کے لیے انتخابی کمیٹی بنایا تھا۔ کہ اگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امارت حاصل ہو جائے تو وہ اس کے اہل ہیں' وگرنہ تم میں سے جو امارت کو حاصل کرے وہ ان سے مدد لے' میں نے انہیں کسی عجز وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو اذرعات وغیرہ کی طرف جلاوطن کیا اور اسی میں نجران کے یہودیوں کو کوفہ کی طرف جلاوطن کیا اور خیبر' وادی القریٰ اور نجران کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجسٹر بنائے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ نے اس سے قبل انہیں بنایا تھا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت عمرؓ نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہما کو سمندر کے راستے سے حبشہ کی طرف بھیجا اور وہ سب مر گئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کے بعد کسی فوج کو سمندر کے راستے نہیں بھیجیں گے اور اس بارے میں ابومعشر نے واقدی کی مخالفت کی ہے' اس کا خیال ہے کہ غزوہ حبشہ ۳۱ھ میں ہوا تھا۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں۔ واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال میں حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ بنت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جن کا خاوند حارث بن ہشام طاعون میں فوت ہو گیا تھا اور وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ دمشق میں فوت ہو گئے اور حضرت اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا شعبان میں فوت ہوئے' اور آپ امہات المومنین میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں ہرقل فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین کھڑا ہوا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال میں لوگوں کو حج کروایا اور آپ کے نائبین اور قضاۃ وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے' سوائے ان کے جن کے متعلق ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ نے انہیں معزول کر دیا تھا اور دوسروں کو والی مقرر کیا تھا۔

وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

حضرت اسید بن الحضیر ابن سماک الانصاری الاشہلی اوس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور کنیت ابو یحییٰ تھی' شب عقبہ کو نقباء میں سے ایک تھے اور آپ کے والد جنگ بعاث میں اوس کے رئیس تھے' جو ہجرت سے چھ سال قبل ہوئی تھی اور آپ کو حضیر الکتائب کہا جاتا تھا' کہتے ہیں کہ آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب لوگوں نے ہجرت کی تو رسول اللہ

ﷺ نے ان کے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروادی' آپ نے بدر میں شمولیت نہیں کی' اور اس حدیث میں جسے ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح قرار دیا ہے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں' اسید بن الحضیر کیا ہی اچھے آدمی ہیں اور ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی اور ابن بکیر نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی چارپائی کو کندھا دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ بقیع میں دفن ہوئے' اسی طرح واقدی' ابوعبید اور ایک جماعت نے آپ کی وفات ۲۰ھ میں بیان کی ہے۔

حضرت انیس بن مرثد ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہم:

آپ' آپ کے والد اور دادا صحابی تھے اور حضرت انیس رضی اللہ عنہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے جاسوس تھے' کہتے ہیں کہ آپ ہی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: کہ

''اے انیس اس عورت کے پاس جاؤ' اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کرو''۔

اور صحیح یہ ہے کہ وہ کوئی اور شخص تھے کیونکہ حدیث میں ہے کہ: آپ نے اسلم کے ایک شخص سے فرمایا: اور بعض کا قول ہے کہ وہ انیس بن الضحاک الاسلمی تھے اور ابن اثیر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

فتنہ کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے اور ابراہیم بن المنذر کا قول ہے کہ آپ نے ربیع الاوّل ۲۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن ابی رباح الحبشی المؤذن:

آپ کو بلال بن حمامہ بھی کہا جاتا ہے حمامہ آپ کی ماں تھیں' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور راہ خدا میں عذاب دیئے گئے اور آپ نے صبر کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار کو آزاد کیا ہے' اسے بخاری نے روایت کیا ہے' اور جب مدینہ میں اذان شروع ہوئی تو آپ اور حضرت ابن ام مکتوم باری باری رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان دیا کرتے تھے کبھی یہ اور کبھی وہ' اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ خوبصورت اور دل پسند آواز والے اور فصیح تھے اور یہ جو روایت کی جاتی ہے کہ بلال کا سین اللہ کے ہاں اہمیت رکھتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں' اور آپ نے فتح مکہ کے روز کعبہ کی چھت پر اذان دی اور جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ نے اذان کہنا ترک کر دیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے لیے اذان دی' مگر یہ درست نہیں' پھر آپ مجاہدین کو لے کر شام چلے گئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تو آپ نے ان کے سامنے تقریر کے بعد نماز ظہر کے لیے اذان دی تو لوگ بلند آواز سے رو پڑے' اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس دوران میں مدینہ آئے اور اذان دی تو لوگوں نے سخت گریہ کیا اور انہیں اس کا حق پہنچتا تھا اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آپ کے جوتوں کی آواز سنی مجھے اپنے سب سے پرامید کام کے متعلق بتایئے جو

آپ نے کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا' میں نے جب بھی وضو کیا ہے دو رکعت نماز پڑھی ہے' آپؐ نے فرمایا یہ اسی وجہ سے ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب بھی میں بے وضو ہوا میں نے وضو کیا اور جب بھی میں نے وضو کیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھنا اپنے آپ پر واجب کر لیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بہت سیاہ فام تھے' دراز قد' نحیف' بہت بالوں والے اور تھوڑی داڑھی والے تھے' ابن بکیر کا بیان ہے کہ آپ نے طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں دمشق میں وفات پائی اور محمد بن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۲۰ھ میں وفات پائی واقدی کا بیان ہے کہ آپ کو باب الصغر میں دفن کیا گیا اور آپ کی عمر ساٹھ پینسٹھ سال تھی اور دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ نے داریا میں وفات پائی اور باب کیسان میں دفن ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ داریا میں دفن ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حلب میں وفات پائی اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سعید بن عامر بن خذیم رضی اللہ عنہ:

آپ بنی جمح کے اشراف میں سے تھے' جنگ خیبر میں شامل ہوئے اور آپ زہاد و عباد میں سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے امیر تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ آپ شدید زخمی ہوئے ہیں تو آپ نے ان کی طرف ایک ہزار دینار بھیجے اور آپ نے ان سب کو صدقہ کر دیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگے' ہم نے وہ دینار اسے دیئے ہیں جو ہمارے لیے انہیں تجارت میں لگائے گا' خلیفہ کا بیان ہے کہ آپ نے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو فتح کیا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں پر امیر تھا۔

حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ:

ابوسعد الفہری اولین مہاجرین میں سے تھے' بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' فیاض' سخی اور شجاع تھے آپ ہی نے الجزیرہ کو فتح کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جو جنگ کرتے ہوئے رومیوں کے بڑے دروازے سے گزر گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آپ کو شام پر اپنا نائب مقرر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا امیر قائم رکھا یہاں تک آپ ۲۰ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد' کہتے ہیں کہ آپ کا نام مغیرہ تھا' فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور نہایت اچھے مسلمان ہوئے اور اس سے قبل آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین اور آپ کے پیروکاروں پر بڑی سختی کرنے والے لوگوں میں سے تھے اور قادر الکلام شاعر تھے' اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتے تھے' آپ ہی کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے ان اشعار میں جواب دیا ہے۔

> ''میری طرف سے ابوسفیان کو پیغام دے دو کہ معاملہ ظاہر ہو گیا ہے' تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے اور میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اور اللہ کے ہاں اس کی جزا ہے' کیا تو ان کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کا ہمسر نہیں' پس تم دونوں میں سے براتم دونوں میں سے بہتر آدمی کے لیے فدا ہو''۔

اور جب آپ اور عبداللہ بن ابی امیہ مسلمان ہونے کے لیے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی کے لیے سفارش کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی اور آپ کو اطلاع ملی کہ اس ابوسفیان نے کہا ہے کہ خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے اجازت نہ دی تو میں اس بیٹے کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ اور چلا جاؤں گا اور اسے معلوم نہ ہوگا کہ میں کہاں جا رہا ہوں' پس رسول اللہ ﷺ کو اس پر ترس آ گیا اور اسے اجازت دے دی' آپ جنگِ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس روز آپ رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے' روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے اور آپ نے ان کے لیے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے امید ہے کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خلف ہوں گے اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپ نے ایک قصیدہ میں آپ کا مرثیہ کہا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ وہی قصیدہ ہے جس میں آپ کہتے ہیں۔

''میں بے خواب رہا اور میری رات گذرتی نہ تھی اور مصیبت زدہ کی رات طویل ہوتی ہے اور رونے نے میری مدد کی اور یہ رونا اس بارے میں تھا کہ آپ کی وجہ سے مسلمانوں کو تھوڑی تکلیف ہوتی تھی اور جس شب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اس وقت ہماری مصیبت بہت بڑھ گئی ہم نے وحی اور تنزیل کو کھو دیا جسے صبح وشام حضرت جبریل علیہ السلام لایا کرتے تھے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور جب آپ نے اپنا سر منڈایا تو نائی نے ایک مسے کو کاٹ دیا جو آپ کے سر میں تھا جس سے آپ کمزور ہو گئے اور مسلسل کمزور ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ مدینہ واپس آنے کے بعد فوت ہو گئے' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے بھائی نوفل آپ سے چار ماہ قبل فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

مالک بن مالک بن عسل بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن دعور ابن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی' آپ عقبہ میں نقیب بن کر حاضر ہوئے اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ۲۰ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۱ھ میں وفات پائی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے' ابن اثیر کا قول ہے کہ اکثریت کا یہی قول ہے' اور ہمارے شیخ نے ان کا ذکر یہاں کیا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

ابن رباب الاسدیہ' جو اسد خزیمہ میں سے ہیں' اُمہات المومنین میں سے آپ سب سے پہلے وفات پانے والی ہیں آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں' آپ کا نام برہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام زینب رکھا' آپ کی کنیت ام الحکم تھی اور آپ ہی کا نکاح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کروایا تھا اور آپ اس کی وجہ سے دیگر ازواج النبیؐ پر فخر کیا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں' تمہارا نکاح تمہارے اہل نے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر سے کروایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا

وَطَرًا زَوَّجْنَا كَهَا﴾ اور اس سے قبل آپ' آپؐ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں اور جب انہوں نے انہیں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا' کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۳ھ کا ہے اور بعض ۴ھ کا بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۵ھ کا ہے اور آپ ہی حضرت عائشہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسن و جمال اور مرتبہ میں مقابلہ کیا کرتی تھیں اور آپ بڑی دیندار' پرہیز گار' عبادت گزار اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں اور اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ تم میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جو تم میں سے لمبے ہاتھوں والی ہے۔ یعنی صدقہ کے لحاظ سے' اور آپ ایک ماہر کاریگر عورت تھیں' اپنے ہاتھوں سے کام کر کے فقراء پر صدقہ کر دیا کرتی تھیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دین میں بہتر' خوف خدا رکھنے والی' راست گفتار' صلہ رحم' امانت دار اور صدقہ کرنے والی عورت کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کے بعد کوئی حج نہیں کیا' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تھا۔ یہ حج ہے پھر رکاوٹ ظاہر ہو جائے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ ازواج حج کو جایا کرتی تھیں اور حضرت زینب اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں خدا کی قسم کہ ہم نے آپ کے بعد سواری کو حرکت نہیں دی' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف ان کا مقررہ وظیفہ بارہ ہزار بھیجا تو آپ نے اسے اپنے اقارب میں خیرات کر دیا پھر فرمانے لگیں' اے اللہ! اس کے بعد مجھے عمر کی عطا نہیں ملے گی اور ۲۰ھ میں وفات پا گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پہلی خاتون ہیں جن کے لیے تابوت بنایا گیا اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی ماں اور حضرت حمزہ المقوم رضی اللہ عنہ اور حجل کی سگی ہمشیرہ ہیں' ان کی والدہ ہالہ بنت وہب بن عبد مناف ابن زہرۃ ہیں' آپ کے اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا' آپ جنگ اُحد میں شامل ہوئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بہت غم کیا' اور جنگ خندق میں آپ نے ایک یہودی کو قتل کر دیا جو آ کر اس قلعہ کے اردگرد گھومنے لگا جس میں آپ موجود تھیں اور وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قلعے پر چڑھنے لگا' آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اتر کر اسے قتل کر دیجئے' مگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی' تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دیا' پھر آپ نے فرمایا' اس کے کپڑے اتار لو' اگر وہ مرد نہ ہوتا تو میں اس کے کپڑے اتار لیتی' حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے' آپ مشرکین کے ایک مرد کو قتل کرنے والی پہلی عورت ہیں' آپ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پھوپھیاں ہیں ان کے اسلام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا قول ہے کہ اُرویٰ اور عاتکہ مسلمان ہو گئی تھیں' ابن اثیر اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی نے اسلام قبول نہیں کیا' سب سے پہلے آپ کا نکاح حارث بن امیہ سے ہوا' پھر اس کے بعد العوام بن خویلد کے ساتھ ہوا اور ان سے آپ کے ہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالکعبہ پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ العوام نے باکرہ ہونے کی حالت میں آپ سے نکاح کیا مگر پہلا قول صحیح ہے آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں' اور ابن اسحٰق نے آپ کے علاوہ فوت ہونے والی عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ عقبہ اولیٰ عقبہ ثانیہ اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور آپ ہی نے سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور آپ ہی کے بارے میں یہ آیت اتری ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ آپ کی روایات بھی ہیں' آپ نے اس سال مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت بشر بن عمرو بن حنش رضی اللہ عنہ:

آپ کا لقب جارود ہے' آپ نے دسویں سال میں اسلام قبول کیا اور عبدالقیس میں آپ صاحب شرف اور مطاع تھے اور آپ ہی نے قدامہ بن مظعون کے متعلق شراب نوشی کی گواہی دی تھی' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یمن سے معزول کر کے حد لگائی تھی' حضرت جارودؓ شہید ہو کر مرے تھے۔

حضرت ابو خراشہ خویلد بن مرۃ الہذلی رضی اللہ عنہ:

آپ عمدہ شعر کہنے والے مخضرمی شاعر تھے' جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا اور جب آپ دوڑتے تو گھوڑوں سے آگے نکل جاتے تھے آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا اور مدینہ میں آپ نے وفات پائی۔

۲۱ھ

معرکہ نہاوند:

یہ ایک نہایت عظیم بڑا بلند شان اور حیرت انگیز معرکہ ہے جسے مسلمان فتح الفتوح کا نام دیتے ہیں۔

ابن اسحٰق اور واقدی کا قول ہے کہ معرکہ نہاوند ۲۱ھ میں ہوا تھا اور سیف کا قول ہے کہ ۱۷ھ میں ہوا تھا اور بعض کا قول کہ ۱۹ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

ابو جعفر ابن جریر نے اس کا واقعہ اس سال میں بیان کیا ہے اور ہم نے اس بارے میں اس کی پیروی کی ہے اور ہم نے ان ائمہ کے کلام کو ایک ہی عبارت میں جمع کر دیا ہے حتیٰ کہ ایک کی عبارت دوسرے کی عبارت میں داخل ہو گئی ہے۔

سیف وغیرہ کا بیان ہے کہ جس بات نے اس معرکہ کو بھڑ کایا وہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اہواز کو فتح کیا اور حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کی فوج کو اپنے آگے سے روک دیا اور یہ اصطخر کے قدیم دارالخلافے مدائن سمیت قبضہ کر لیا اور ان شہروں اور بہت سے اضلاع واقالیم کو حاصل کر لیا تو وہ غصے میں آ گئے اور یزدگرد نے ان سے کمک مانگی' جو شہر بہ شہر الٹے پاؤں گھوم رہا تھا' حتیٰ کہ وہ دھتکارا ہوا اصبہان چلا گیا لیکن پھر بھی وہ اپنی قوم اور اہل و مال کے پاس موجود تھا اور اس نے نہاوند اور اس کے قریبی پہاڑوں اور شہروں کی جانب خط لکھا تو وہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے باہم مراسلت کی' یہاں تک کہ ان کے لیے اتنی فوج جمع ہو گئی کہ اس سے قبل ان کے لیے اتنی فوج جمع نہ ہوئی تھی۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کے متعلق اطلاع بھیجی اور اسی دوران میں اہل کوفہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے آپ کے بارے میں ہر چیز کے متعلق شکایت کی حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے اور جو شخص یہ شکایت لے کر کھڑا ہوا اسے الجراح بن سنان اسدی کہا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور

جب یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

''دشمن تمہارے مقابلہ کے لیے جمع ہو چکے ہیں اور وہ دشمنانِ خدا سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہا ہے اس حال میں تمہارا اس کے خلاف اٹھنا تمہارے شر پر ایک دلیل ہے مگر بایں ہمہ مجھے تمہارے معاملے میں غور و فکر کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے''۔

پھر آپ نے حضرت محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جو گورنروں کے ایلچی تھے۔ جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو آپ نے کوفہ کے قبائل وعشائر اور مساجد کا چکر لگایا' پس الجراح بن سنان کی جہت کے سوا سب لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے' انہوں نے سکوت اختیار کیا اور نہ مذمت کی اور نہ تعریف کی' یہاں تک کہ آپ بنی عبس کے پاس پہنچ گئے تو ایک شخص نے جسے ابوسعدہ اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا کھڑے ہو کر کہا' اب جب کہ آپ نے ہمیں قسم دی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ برابر تقسیم نہیں کرتے اور نہ رعیت میں عدل وانصاف کرتے ہیں اور نہ فوج کے ساتھ جنگ کرتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی اور کہا:

''اے اللہ! اگر یہ بات اس نے جھوٹ' ریاکاری اور شہرت کے لیے کی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کے عیال کو زیادہ کر دے اور اسے فتنوں کی گمراہیوں کا نشانہ بنا''۔

پس وہ اندھا ہو گیا اور اس کے پاس دس بیٹیاں تھیں اور وہ کسی عورت کے متعلق سنتا تو وہیں ٹھہرا رہتا' حتیٰ کہ اس کے پاس جاتا اور چھوتا اور جب مطلع ہوتا تو کہتا حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو ایک بابرکت آدمی تھے ان کی بددعا ہے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے الجراح اور اس کے اصحاب پر بددعا کی اور ہر ایک جسمانی اور مالی مصیبت کا شکار ہوا۔

اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہل کوفہ سے اہل نہاوند کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد مانگی' پھر حضرت سعد' حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما اور الجراح اور اس کے اصحاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا وہ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ اس نے آپ کو بتایا کہ وہ پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتے ہیں اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جو اقتدا کی ہے اس میں کوتاہی نہیں کرتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اے ابواسحٰق تیرے متعلق یہی میرا ظن ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں بیان کیا کہ میں پانچواں مسلمان ہوں اور ہماری یہ حالت تھی کہ ہمارے پاس انگور کی شاخ کے پتوں کے سوا کوئی کھانا نہ ہوتا تھا یہاں تک ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں اور میں پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیر اندازی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو یکجا کیا اور مجھ سے پہلے آپ نے کسی کے لیے ان دونوں کو یکجا نہیں کیا' پھر بنو اسد کہنے لگے کہ وہ اچھی نماز نہیں پڑھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مجھے اسلام پر تباہی کے سامنے کرتے ہیں تب تو میں ناکام ہو جاؤں گا اور میرا عمل ضائع ہو جائے گا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے کوفہ پر کس کو نائب مقرر کیا ہے؟ آپ نے کہا عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو' پس حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ میں آپ کی نیابت پر قائم رکھا۔ اور وہ اشراف صحابہؓ میں سے بہت بوڑھے اور انصار میں سے بنی الحبلی کے حلیف تھے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کسی عجز وخیانت کے بغیر مسلسل معزول رہے اور ان لوگوں کو دھمکاتے رہے اور قریب تھا کہ ان پر حملہ کر دیں' پھر انہوں نے اس خوف سے

انہیں دھمکانا چھوڑ دیا کہ کہیں کوئی شخص امیر کے پاس شکایت نہ کر دے۔

حاصل کلام یہ کہ ایرانی ہر عمیق راستہ سے نہاوند میں جمع ہو گئے حتیٰ کہ ان کے ڈیڑھ لاکھ جانباز جمع ہو گئے اور ان کا سالار الفیر زان تھا اور بندار اور ذوالحاجب کے نام بھی بیان کیے جاتے ہیں اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ جو عرب میں آئے تھے وہ ہمارے ملک کے درپے نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے بعد کھڑے ہونے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے دارالخلافے سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور بلاشبہ اس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے طویل ہونے کی وجہ سے ہماری بے حرمتی کی ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمارے صحن خانہ میں ہم سے جنگ کی ہے اور دارالخلافے پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ تم کو تمہارے ملک سے نکالے بغیر باز آنے والا نہیں' پس انہوں نے باہم عہد و پیمان کیے کہ وہ بصرہ اور کوفہ جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ملک سے غافل کر دیں اور انہوں نے اپنے دلوں میں یہ بات ٹھان لی اور اپنے پر واجب کر لی' جب حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بات لکھی۔ اور آپ نے اس دوران میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا۔ تو جس معاملے میں انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور آپ کے پاس جانے کا قصد کیا تھا اس کے متعلق حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بالمشافہ گفتگو کی اور یہ کہ ان کے ڈیڑھ لاکھ جوان اکٹھے ہو چکے ہیں اور قریب بن ظفر العبدی' کوفہ سے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ انہوں نے اکٹھ کر لیا ہے اور وہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف برانگیختہ ہیں اور اے امیر المومنین مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کا قصد کریں اور انہوں نے ہمارے ملک کی طرف آنے کا جو ارادہ کیا ہے انہیں اس کی جلد سزا دیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نامہ بر سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا' قریب' فرمایا کس کے بیٹے ہو! اس نے کہا ظفر کا بیٹا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے شگون لیا کہ کامیابی قریب ہے' پھر الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا اور لوگ جمع ہو گئے اور سب سے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے' تو حضرت عمر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہما سے بھی شگون لیا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اس دن کا' بعد کے ایام پر بھی اثر پڑنے لگا' آگاہ رہو' میں نے ایک بات کا ارادہ کیا ہے' سنو اور جواب دو اور جلدی کرو اور جھگڑا نہ کرو ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' میری رائے ہے کہ میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو میرے آگے ہیں اور اس مقام پر اتروں جو ان دونوں شہروں کے درمیان ہو اور لوگوں سے مدد مانگوں پھر میں ان کا مددگار بن جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان پر فتح دے دے' پس اہل الرائے میں سے حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے انفرادی طور پر بہت اچھی گفتگو کی اور ان کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ آپ مدینہ سے نہ جائیں' بلکہ فوجوں کو روانہ کریں اور اپنی رائے اور دعا سے ان کو روکیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یا امیر المومنین! یہ ایسی چیز ہے جس کی مدد اور ترکِ مدد کثرت وقلت سے نہیں ہوتی' اس نے اپنے دین کو واضح کیا ہے اور اپنے لشکر کو غالب کیا ہے اور فرشتوں سے اس کی مدد کی ہے حتیٰ کہ اس نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے وعدے پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا اور اپنی فوج کی مدد کرنے والا ہے اور یا امیر المومنین ان میں آپ کا مقام ایسے ہے جیسے موتیوں کی لڑی کا ہوتا ہے جو موتیوں کو جمع کیے رکھتی اور سنبھالے رکھتی ہے اور جب وہ لڑی کھل جاتی

ہے تو اس کے موتی بکھر جاتے ہیں اور ضائع ہو جاتے ہیں' پھر وہ سارے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے' اگر چہ آج عرب لوگ قلیل ہیں مگر وہ بہت ہیں اور اسلام کی وجہ سے طاقت ور ہیں' آپ اپنی جگہ قیام فرمائیے اور اہل کوفہ کی جانب خط لکھئے وہ عرب کے سردار ہیں' ان میں سے دو تہائی چلے جائیں اور ایک تہائی ٹھہرے رہیں اور اسی طرح اہل بصرہ کو بھی لکھئے کہ وہ ان کی مدد کریں۔[1] اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی گفتگو میں اشارہ کیا کہ آپ اہل یمن و شام کی فوجوں سے ان کی مدد کریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ اور کوفہ کے درمیانی علاقے تک جانے پر اتفاق کیا اور حضرت عثمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کے درمیان جانے پر جو اتفاق کیا' اس کا حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو جواب دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس رائے کو رد کر دیا جس میں آپ نے اہل شام سے' فوجوں کی کمی کی صورت میں ان کے ملک کے متعلق رومیوں کے خوف کے باعث اور اہل یمن سے ان کے ملک کے متعلق حبشیوں کے خوف کے باعث استمداد کرنے کا مشورہ دیا تھا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند کیا اور خوش ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی سے مشورہ لیتے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیے بغیر کسی معاملے کا پختہ فیصلہ نہ کرتے۔ پس جب اس مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی گفتگو نے خوش کیا تو آپ نے یہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا' انہوں نے کہا' اے امیر المومنین آہستگی اختیار کیجیے یہ ایرانی اس عذاب کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں جو ان پر نازل ہونے والا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے مشورہ دو' میں جنگ کا معاملہ کس کے سپرد کروں اور وہ عراقی ہونا چاہیے' انہوں نے کہا یا امیر المومنین آپ اپنی فوج کو بہتر سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس شخص کے سپرد کروں گا کہ کل جب وہ ان سے جنگ کرے گا تو وہ پہلا نیزہ ہوگا' لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کون ہے؟ فرمایا نعمان بن مقرن' انہوں نے کہا وہ اس کا اہل ہے۔ اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ جو کسکر کے والی تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ انہیں کسکر سے معزول کر دیں اور اہل نہاوند کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کر دیں۔ لہٰذا آپ نے ان کی بات مان لی اور انہیں اس کام پر مقرر کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ کوفی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ بصری فوجوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ جو بصرہ میں موجود تھے۔ کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ نہاوند کی طرف روانہ ہو جائیں اور جب سب لوگ اکٹھے ہو جائیں تو ہر فوج کا ایک امیر ہوگا اور سب لوگوں کے امیر حضرت نعمان بن مقرن ہوں گے' پس اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما امیر ہوں گے اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر فلاں اور فلاں امیر ہوں گے حتیٰ کہ آپ

---

[1] جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق عموماً اور خلفائے ثلاثہ کے متعلق خصوصاً بے سروپا باتیں کرنے کے عادی ہیں وہ ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مشورے پر غور کریں جو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہے نیز یہ کہ آپ کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مقام تھا' حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اور رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ فرمایا ہے جو لوگ ان کو اس کے الٹ خیال کرتے ہیں در اصل وہ نص قرآنی کی تکذیب کرتے ہیں۔

اور خدا تعالیٰ کی شہادت کو رد کر کے اہل ہواء کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات. (مترجم)

نے سات آدمیوں کو گنا جن میں سے ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ان میں ان کا نام نہیں لیا۔ واللہ اعلم

اور خط کی تحریر یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی طرف:

''آپ کو سلام ہو' میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ اعاجم کی فوجیں بہت ہیں اور وہ تمہارے لیے نہاوند کے شہر میں جمع ہوئی ہیں' پس جب میرا خط آپ کے پاس پہنچے تو آپ اللہ کے حکم اور اس کی مدد سے اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں اور ان کے ساتھ سخت دشوار گزار جگہ کو روند کر انہیں تکلیف نہ دیں اور ان کے حق کو نہ روکیں اس طرح آپ ان کی ناشکری کریں گے اور ان کو درختوں والی دلدلی جگہ میں نہ لے جائیں' بلاشبہ ایک مسلمان شخص مجھے ایک لاکھ دینار سے بھی زیادہ محبوب ہے' آپ پر سلام ہو' آپ اسی جانب روانہ ہو جائیں حتیٰ کہ آپ پانی پر پہنچ جائیں اور میں نے اہل کوفہ کو لکھ دیا ہے وہ وہاں پر آپ سے آملیں گے اور جب تمہاری فوجیں تمہارے پاس اکٹھی ہو جائیں تو آپ الفیرزان اور ان ایرانی اعاجم کی طرف چلے جائیں جو اس کے پاس جمع ہوئے ہیں اور مدد مانگو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا بکثرت ورد کرو''۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے نائب حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ ایک فوج کو مختص کریں اور اسے نہاوند کی طرف بھیج دیں اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچنے تک حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما اس کے امیر ہوں گے اور اگر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور آپ نے غنائم کی تقسیم پر حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ پانی پر آپ سے ملاقات کریں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت سے امرائے عراق روانہ ہوئے اور آپ نے ہر ضلع میں ضرورت کے مطابق جانباز گھات میں بٹھا دیئے' اور ہر جانب محافظ مقرر کر دیئے اور انہوں نے بڑی ہوش مندی سے کام لیا پھر وہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس اس جگہ پہنچ گئے جہاں پہنچنے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا' پس حضرت حذیفہ نے حضرت نعمان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہم کا خط دیا اور اس میں آپ کا وہ حکم تھا جس پر اس جنگ کا دارومدار تھا سیف نے شعبیؒ سے جو روایت کی ہے اس کے مطابق مسلمانوں کی فوج تیس ہزار جانبازوں سے مکمل ہو گئی' جن میں بے شمار سادات صحابہ رضی اللہ عنہم اور رؤسائے عرب موجود تھے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر امیر المومنین' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی' حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی' اور حضرت قیس بن مکشوح المرادی رضی اللہ عنہم' پس لوگ نہاوند کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اپنے آگے تین آدمیوں کا ایک ہراول دستہ بھیجا' جو حضرت طلیحہ' حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی اور حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھا اور ان کو عمرو بن ثنی بھی کہا

جاتا ہے' تاکہ وہ دشمن کی پوزیشن اور حالت انہیں بتائیں' ہراوّل دستہ ایک دن رات چلتا رہا اور حضرت عمرو بن ثنی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے ان سے پوچھا گیا' آپ کیوں واپس آئے ہیں' انہوں نے کہا میں عجم کی سرزمین میں تھا اور میں نے ان کی بے راستہ زمین کا علم حاصل کیا ہے اور انہوں نے اپنی راستہ والی زمین کا علم حاصل کیا ہے پھر ان کے بعد حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بھی واپس آ گئے اور کہنے لگے' ہم نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اور مجھے خوف ہوا کہ ہماری ناکہ بندی کر دی جائے گی اور حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ آگے چلے گئے اور انہوں نے ان دونوں کے واپس چلے جانے کی پرواہ نہ کی اور اس کے بعد وہ تیس پینتیس میل چل کر نہاوند پہنچ گئے اور عجمیوں میں شامل ہو گئے اور ان کے جو حالات معلوم کرنا چاہتے تھے انہیں معلوم کیا پھر واپس آ کر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو وہ حالات بتائے نیز یہ کہ ان کے اور نہاوند کے درمیان کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہے' پس حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اپنی ترتیب کے مطابق جب کہ ہراوّل کے امیر حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے اور میمنہ اور میسرہ پر حضرت حذیفہ اور حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہما اور سوار رسالے پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ساقہ کے امیر حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے' روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ایرانیوں کے پاس پہنچ گئے جن کا سالار الفیرزان تھا اور تمام وہ لوگ جو متقدم ایام میں قادسیہ سے غائب تھے ان کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی اور وہ ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ وہاں موجود تھا' پس جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور مسلمانوں نے تین تکبیریں کہیں جس سے اعاجم لرز گئے اور بہت زیادہ مرعوب ہو گئے' پھر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بوجھ اتارنے کا حکم دیا اور لوگوں نے اپنے بوجھ اتارے دیئے اور اپنے سامان سفر کو چھوڑ دیا اور اپنے خیمے لگائے اور حضرت نعمانؓ کے لیے بہت بڑا خیمہ لگایا گیا اور خیمہ لگانے والے فوج کے چودہ اشراف تھے اور وہ حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت عتبہ بن عمرو' حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت بشیر بن الخصاصیہ' حضرت حنظلہ کاتب' حضرت ابن الہوبر' حضرت ربعی بن عامر بن مطر' حضرت جریر بن عبداللہ حمیری' حضرت جریر بن عبداللہ البجلی' حضرت اقرع بن عبداللہ حمیری' حضرت اشعث بن قیس کندی' حضرت سعید بن قیس ہمدانی اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہم تھے اور عراق میں اس سے بڑا خیمہ نہیں دیکھا گیا اور جب انہوں نے بوجھ اتار لیے تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے جنگ کا حکم دے دیا اور یہ بدھ کا دن تھا پس انہوں نے اس دن اور اس سے اگلے دن بھی جنگ کی اور جنگ کا پانسہ ایک دوسرے کی جانب پلٹتا رہا اور جب جمعہ کا دن آیا تو وہ اپنے قلعے میں اکٹھے ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور جب تک اللہ نے چاہا ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اعاجم جب چاہتے باہر نکلتے اور جب چاہتے اپنے قلعوں میں واپس چلے جاتے اور ایرانیوں کے سالار نے ایک آدمی بھیجا کہ وہ مسلمانوں کے کسی آدمی کو تلاش کرے تاکہ وہ اس سے گفتگو کرے' پس حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور آپ نے اس کے لباس اور کچہری کی عظمت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے نیز اس نے عربوں کے احتقار و استہانت کے بارے میں آپ سے جو گفتگو کی اور یہ کہ وہ بہت بھوکے اور بے قدر اور بے گھر آدمی ہیں' اسے بھی بیان کیا ہے' اور اس نے کہا:

''ان فوجی افسروں کو جو میرے اردگرد موجود ہیں' تمہیں تیروں میں پرو دینے سے' تمہارے مردار کی بو کے سوا کوئی چیز مانع نہیں' پس اگر تم چلے جاؤ تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اور اگر تم واپس لوٹے تو ہم تمہاری قتل گاہوں میں تم کو ذلیل کر دیں گے''۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور کہا آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے ہم اس سے بھی بری حالت میں تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا اور اس نے ہم سے دنیا میں فتح پانے اور آخرت میں بھلائی پانے کا وعدہ کیا اور جب سے اللہ نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا ہے ہمیں ہمیشہ ہمارے رب سے نصرت ملتی رہی ہے اور ہم آپ کے ملک میں آئے ہیں اور ہم اس بدبختی کی طرف کبھی واپس نہیں جائیں گے جب تک تمہارے ملک میں تم پر اور جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس پر غلبہ نہ پالیں' یا ہم تمہاری زمین میں قتل ہو جائیں گے' اس نے کہا خدا کی قسم اس یک چشم نے جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کے متعلق تم سے سچ کہا ہے اور جب مسلمانوں پر یہ حالت گراں ہو گئی تو حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فوج کے اہل الرائے کو جمع کیا اور اس کے بارے میں مشورہ کیا کہ کیا صورتِ حال ہو کہ وہ اور مشرکین ایک زمین میں آمنے سامنے ہو جائیں' سب سے پہلے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے جو وہاں سب سے عمر رسیدہ تھے گفتگو کی اور فرمایا کہ ان کا اس حالت پر قائم رہنا' جس میں وہ ہیں ان کے لیے اس کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہے جو وہ ان سے چاہتے ہیں اور مسلمانوں پر رحم کیجیے' پس سب لوگوں نے ان کی بات کو رد کر دیا اور کہنے لگے' ہم اپنے دین کے غلبے کے بارے میں یقین پر اور اللہ نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اس کے پورا ہونے پر قائم ہیں اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا' ان پر حملہ کیجیے اور ان سے مقابلہ کیجیے اور ان سے خوف نہ کھایئے پس سب نے انہیں جواب دیا اور کہا' تو ہمیں دیواروں کے ساتھ ٹکراتا ہے اور دیواریں ہمارے خلاف ان کی مددگار ہیں اور حضرت طلیحہ اسدی رضی اللہ عنہ نے کہا' ان دونوں نے درست نہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ ایک دستہ بھیج کر ان کا گھیراؤ کر لیں اور ان سے جنگ کریں اور ان کو غصہ دلائیں اور جب وہ ان کے مقابلہ میں نکلیں تو وہ گھبرا کر ہماری طرف بھاگ اٹھیں پس جب وہ ان کے پیچھے بھاگیں اور ہمارے پاس پہنچ جائیں تو ہم سب بھاگنے کا عزم کر لیں تو انہیں شکست میں شک نہیں رہے گا اور وہ سب کے سب اپنے قلعوں سے باہر آجائیں گے اور جب وہ مکمل طور پر باہر نکل آئیں تو ان کی طرف پلٹ پڑیں گے اور ان سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے' لوگوں نے اس رائے کی تحسین کی اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے سوار رسالے پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ شہر کی طرف جا کر ان کا محاصرہ کر لیں اور جب وہ ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلیں تو ان کے آگے بھاگ اٹھیں' حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا' پس جب وہ اپنے قلعوں سے باہر نکلے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پسپا ہو گئے پھر پسپا ہوئے' پھر پسپا ہوئے' پس اعاجم نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا تھا اور وہ یہ کہنے لگے اور سب کے سب باہر آ گئے اور شہر میں دروازوں کے محافظین کے سوا کوئی جانباز باقی نہ رہا حتیٰ کہ وہ فوج کے پاس پہنچ گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ تیار کھڑے تھے اور یہ جمعہ کے دن کے شروع کا واقعہ ہے' لوگوں نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا مگر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا اور حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ جنگ نہ کریں حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور ہوائیں چلنے لگیں اور مدد نازل ہونے لگے' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور لوگوں نے حملہ کرنے کے بارے میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا مگر انہوں نے حملہ نہ کیا۔ اور آپ ایک ثابت قدم آدمی تھے۔ پس جب زوال کا وقت ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اپنے ایک سیاہی مائل سرخ ٹٹو پر جو زمین کے قریب ہی تھا سوار ہوئے اور ہر ایک جھنڈے کے پاس

کھڑے ہونے لگے اور انہیں صبر کی ترغیب اور ثابت قدم رہنے کا حکم دینے لگے اور مسلمانوں کو بتانے لگے کہ وہ پہلی تکبیر کہیں تو لوگ حملے کے لیے تیار ہو جائیں اور دوسری تکبیر کہیں تو کسی کا سامان جنگ باقی نہ رہے پھر تیسری تکبیر کے ساتھ وہ بہادرانہ حملہ کر دیں' پھر آپ اپنی جگہ پر واپس آ گئے اور ایرانیوں نے بھی عظیم تیاری کی اور خوف ناک صف بندی کی اور وہ ایسی تعداد اور تیاری میں تھے کہ اس کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی اور ان میں سے بہت سے لوگ سختی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے اپنے پیچھے آہنی گوکھر و پھینک دیئے تا کہ فرار کرنا اور ایک جگہ سمٹ جانا ممکن نہ رہے' پھر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے پہلی تکبیر کہی اور جھنڈے کو حرکت دی' پس لوگ حملہ کے لیے تیار ہو گئے پھر آپ نے دوسری تکبیر کہی اور جھنڈے کو حرکت دی تو وہ تیار ہو گئے پھر آپ نے تیسری تکبیر کہی اور حملہ کر دیا اور لوگوں نے بھی مشرکین پر حملہ کر دیا اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا جھنڈا ایرانیوں پر جھپٹنے لگا جیسے عقاب شکار پر جھپٹتا ہے' حتیٰ کہ انہوں نے تلواروں سے مصافحہ کیا اور ایسی شدید جنگ کی' جس کی مثال کسی پہلے معرکہ میں نہیں دیکھی گئی اور نہ سننے والوں نے اس قسم کے معرکہ کے متعلق کبھی سنا ہے زوال سے لے کر اندھیرا چھانے تک مشرکین میں سے اس قدر آدمی مارے گئے جنہوں نے سطح زمین کو خون سے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ جانور اس میں لتھڑ جاتے تھے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اس خون میں پھسل گیا اور آپ گر پڑے اور ایک تیر آ کر آپ کے پہلو میں لگا جس نے آپ کا کام تمام کر دیا اور آپ کے بھائی حضرت سویدؓ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہوا اور بعض کا قول ہے کہ نعیم کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے آپ کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیا اور آپ کی موت کو پوشیدہ رکھا اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو جھنڈا دے دیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی نعیم کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا اور حال واضح ہونے تک ان کی موت کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا تا کہ لوگ شکست نہ کھا جائیں' پس جب رات تاریک ہو گئی تو مشرکین نے پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے شکست کھائی اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کفار میں سے تیس ہزار کو زنجیروں سے باندھا گیا اور ان کے اردگرد خندق کھود دی گئی' پس جب انہوں نے شکست کھائی تو وہ خندق میں گر پڑے اور ان وادیوں میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھا اور وہ اپنے ملک کی وادیوں میں پے در پے گرنے لگے اور جو لوگ میدان کارزار میں مارے گئے تھے ان کے علاوہ تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی[1] مارے گئے اور ان میں سے صرف بھگوڑا ہی بچ سکا اور ان کا امیر الفیرزان' میدان کارزار میں بچھڑ گیا اور بچ گیا اور شکست کھا گیا اور حضرت نعیم بن مقرنؓ نے اس کا تعاقب کیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے بھیجا اور الفیرزان نے ہمدان کا قصد کیا' پس حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اسے جا ملے اور اسے ہمدان کی گھاٹی کے پاس آ لیا اور اس گھاٹی سے بہت سے خچر اور گدھے' شہد اٹھائے ہوئے آئے پس ان میں سے الفیرزان اس پر چڑھنے کی سکت نہ پا سکا اس لیے کہ اس کی موت آ گئی تھی' سو وہ پیدل چل پڑا اور پہاڑ میں الجھ گیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کر کے اسے قتل کر دیا اور مسلمانوں نے اس روز کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے شہد کے بھی لشکر ہیں پھر انہوں نے اس شہد اور اس کے ساتھ جو بوجھ تھے انہیں غنیمت بنایا اور اس گھاٹی کو ثنیۃ العسل (شہد کی گھاٹی) کا نام دیا گیا پھر حضرت قعقاعؓ

---

[1] اس جگہ عربی عبارت میں کچھ غلطی رہ گئی ہے۔ (مترجم)

بقیہ شکست خوردوں کو ہمدان میں جا ملے اور اس کا اور حوئی کا اور اس کے ارد گرد کا محاصرہ کر لیا تو وہاں کے حکمران خرشوم نے آپ کے پاس آ کر آپ سے مصالحت کر لی' پھر حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور آپ کے مسلمان ساتھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے اور معرکہ کے بعد وہ بزور قوت نہاوند میں داخل ہو گئے اور انہوں نے مقتولین سے چھینے ہوئے سامان اور مغانم کو ناظم غنیمت حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کرا دیا اور جب اہل ماہ نے اہل ہمدان کی خبر سنی تو انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیج کر آپ سے ان کے لیے امان لے لی اور ایک شخص جسے الہرمذ کہا جاتا تھا۔ اور وہ ان کے آتش کدے کا مالک تھا۔ آیا اور اس نے حضرت حذیفہؓ سے امان طلب کی اور اس نے کسریٰ کی ایک امانت انہیں دی جسے اس نے مصائب زمانہ کے لیے ذخیرہ کیا ہوا تھا' پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے امان دے دی اور یہ شخص قیمتی جواہرات سے بھری ہوئی دو ٹوکریاں لے کر آیا جن کی قیمت نہیں ڈالی جا سکتی' مگر مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور ان کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ اسے خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیج دیا جائے اور انہوں نے اسے حضرت السائب بن اقرع رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اخماس اور قیدیوں کے ساتھ بھیج دیا اور ان سے پہلے فتح کی بشارت حضرت طریف بن سہم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجی پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بقیہ غنیمت کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور بہادروں کو کچھ زیادہ بھی دیا اور جو لوگ پیچھے سے مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھے تھے اور جو ان کے مددگار تھے اور ان کی طرف منسوب تھے ان کا حصہ بھی لگایا اور حضرت امیر المومنین ان حاملہ عورتوں کی طرح جن کے بچہ جننے کے دن قریب ہوتے ہیں' شب و روز ان کے لیے اللہ سے دعا کرتے تھے اور ضرورت مندوں کی طرح عاجزی کرتے تھے اور ان کے بارے میں اطلاع ملنے میں دیر ہو گئی' اسی دوران میں مدینہ سے باہر ایک آدمی نے ایک سوار کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے' اس نے جواب دیا نہاوند سے' اس نے پوچھا لوگوں نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ نے ان پر فتح دی ہے اور امیر قتل ہو گیا ہے اور مسلمانوں کو بہت غنیمت ملی ہے اور سوار کو چھ ہزار اور پیدل کو دو ہزار درہم ملے ہیں پھر وہ شخص اس سے آگے بڑھ گیا اور اس شخص نے مدینہ آ کر لوگوں کو بتایا اور خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر المومنین تک بھی پہنچ گئی آپ نے اس شخص کو طلب کیا اور پوچھا کہ اسے کس نے بتایا ہے اس نے کہا ایک سوار نے' آپ نے فرمایا' وہ میرے پاس نہیں آیا' وہ شخص جنات میں سے تھا اور ان کا ایلچی تھا اور اس کا نام عثیم تھا' پھر اس کے کئی دن بعد حضرت طریف رضی اللہ عنہ فتح کی خوشخبری لے کر آئے اور فتح کے سوا ان کے پاس کوئی بات نہ تھی آپ نے ان سے پوچھا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے' انہیں اس بات کا کوئی علم ہی نہ تھا حتیٰ کہ وہ لوگ بھی آ گئے جن کے پاس اخماس تھے انہوں نے حقیقت حال کو واضح طور پر بتایا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بھی معرکہ میں شامل تھا اور وہ اپنی قوم کو اطلاع کرنے کے لیے جلد واپس آ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی تو آپ رو پڑے اور حضرت السائبؓ سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون کون مارا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ فلاں فلاں اعیان و اشراف مارے گئے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ کچھ دوسری جماعتوں کے لوگ بھی مارے گئے ہیں جنہیں امیر المومنین نہیں جانتے تو آپ رو کر فرمانے لگے امیر المومنین کا نہ جاننا انہیں کوئی نقصان دہ نہیں لیکن اللہ انہیں جانتا ہے اور اس نے انہیں شہادت سے سرفراز فرمایا ہے وہ عمر کے جاننے کو کیا کریں گے' پھر آپ نے حسب دستور خمس کی تقسیم کا حکم دیا اور یہ دونوں ٹوکریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر لے جائی گئیں اور

ایلچی واپس آ گئے اور جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب کیا مگر نہ پایا' پس آپ نے ان کے پیچھے ایلچی بھیجا اور ایلچی انہیں کوفہ میں جا کر ملا۔

حضرت السائب بن الاقرع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے کوفہ میں اپنا اونٹ بٹھایا تو ایلچی نے میرے اونٹ کی کونچ پر اونٹ بٹھایا اور کہا امیر المومنین کو جواب دیجیے' میں نے پوچھا کس چیز کا' اس نے کہا' میں نہیں جانتا' پس ہم اپنے نشانات پر واپس آئے حتیٰ کہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا' آپ نے فرمایا اے ابن ام السائب' مجھے اور تجھے کیا ہے بلکہ ابن ام السائب اور مجھے کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین یہ کیا بات ہے' فرمایا تو ہلاک ہو' خدا کی قسم جس شب تو چلا گیا اس میں جونہی میں سویا تو اللہ کے فرشتوں نے ان دو ٹوکریوں کی طرف مجھے گھسیٹتے ہوئے رات گزاری اور وہ دونوں آگ سے شعلہ زن تھیں' وہ فرشتے کہنے لگے ہم ضرور ان دونوں سے تجھے داغ دیں گے اور میں کہنے لگا' میں انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دوں گا' تیرا باپ نہ رہے انہیں لے جا کر فروخت کر دے اور ان کو مسلمانوں کے عطیات وارزاق میں تقسیم کر دے' بلاشبہ وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا دیا ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ تو ان کے ساتھ ہے۔

حضرت السائب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ان دونوں ٹوکریوں کو لے کر کوفہ کی مسجد میں آ گیا اور تاجروں نے مجھے گھیر لیا اور عمرو بن حریث مخزومی نے ان دونوں ٹوکریوں کو دو لاکھ میں مجھ سے خرید لیا پھر وہ ان دونوں ٹوکریوں کو لے کر اعاجم کے علاقے کی طرف چلے گئے اور ان کو چار لاکھ میں فروخت کر دیا پس اس کے بعد اہل کوفہ ہمیشہ ہی بہت مال دار رہے' سیف کا بیان ہے کہ پھر آپ نے ان دونوں ٹوکریوں کی قیمت کو غنیمت حاصل کرنے والوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں ٹوکریوں کی قیمت سے ہر سوار کو چار ہزار درہم ملے' شعبی کا قول ہے کہ اصل غنیمت سے ہر سوار کو چھ ہزار اور پیادہ کو دو ہزار درہم ملے اور مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ نہاوند ۱۹ھ کے شروع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کے ساتویں سال فتح ہوا' اسے سیف نے عمرو بن محمد سے اس کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اسی سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے ان کا بیان ہے کہ جب نہاوند کے قیدی مدینہ آئے تو ابولؤلؤۃ' فیروز جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ ان میں سے جس چھوٹے بچے کو ملتا اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا اور روتا اور کہتا' عمر رضی اللہ عنہ نے میرے جگر کو کھا لیا ہے اور ابولؤلؤۃ اصل میں نہاوند کا تھا' اسے رومیوں نے جنگ ایران میں قید کر لیا اور اس کے بعد مسلمانوں نے اسے قید کر لیا' پس وہ جہاں سے قید ہوا اسی جگہ کی طرف منسوب ہو گیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ اس معرکہ کے بعد اعاجم کے پاؤں نہیں جمے' اور جن لوگوں نے اس معرکہ میں داد شجاعت دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عزت افزائی کے لیے انہیں دو ہزار درہم بطور تحفہ دیئے۔

اور اس سال مسلمانوں نے نہاوند کے بعد' جبی کے شہر کو جسے اصبہان کہتے ہیں۔ طویل امور اور بڑی جنگ کے بعد فتح کیا' پس انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے امان اور صلح کی دستاویز لکھی اور ان میں سے تیس آدمی' کرمان کی طرف بھاگ گئے' انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت نہیں کی اور بعض کا قول ہے کہ اصبہان کے فاتح حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ ہیں اور اصبہان ہی میں آپ شہید ہوئے ہیں اور مجوس کا امیر ذوالجناحین اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور

اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور صحیح بات یہ ہے کہ اصبہان کے فاتح حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو کوفہ کے نائب تھے۔ اور اسی سال حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے قم اور قاشان کو فتح کیا اور حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے کرمان کے شہر کو فتح کیا۔

اور ابن جریر نے بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ طرابلس گئے' راوی کا بیان ہے کہ وہ برقہ تھا جسے آپ نے ہر سال تیرہ ہزار دینار کی شرط پر صلح سے فتح کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کو زویلہ کی طرف بھیجا' جسے آپ نے صلح سے فتح کر لیا اور برقہ سے زویلہ تک کا علاقہ مسلمانوں کے لیے صلح کا علاقہ بن گیا' اور اسی سال حضرت عمر نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بجائے جنہیں آپ نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کے بعد والی بنایا تھا کوفہ کا والی مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا افسر مقرر کیا' پس اہل کوفہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے شکایت پیدا ہو گئی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے کام سے استعفادے دیا پس آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی کو تعلیم نہ دیں اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس بھیجا کہ وہ اسے سفر کا کھانا پیش کرے' اس نے کہا جا کر کھانا میرے پاس لے آؤ' پس حضرت مغیرہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ نے جس شخص کو کوفہ کا والی مقرر کیا ہے اس کے بارے میں مبارک ہو آپ نے فرمایا' یہ کیا؟ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں معزول کر دیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک کوفہ کے والی رہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حمص میں وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور دیگر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ۲۳ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی' مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور دیگر مؤرخین کا یہ قول بھی ہے کہ اسی سال حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ اس سال دمشق کے امیر حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ تھے نیز وہ حمص' حوران' قنسرین اور جزیرہ کے بھی امیر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' البلقاء' اردن' فلسطین' سواحل' اور انطاکیہ وغیرہ کے امیر تھے۔



۲۱ھ میں وفات پانے والوں کا ذکر

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی' ابوسلیمان المخزومی' سیف اللہ' آپ مشہور بہادروں میں سے تھے جو اسلام اور جاہلیت میں مغلوب نہیں ہوئے' آپ کی والدہ اسماء بنت الحارث تھیں جو لبابہ بنت الحارث اور ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ نے یکم صفر ۸ھ کو اسلام قبول کیا اور معرکہ موتہ میں شامل ہوئے اور اس روز امارت نہ ہونے کی وجہ سے آپ امیر بنے اور اس روز آپ نے شدید جنگ کی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی اور آپ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور صرف یمانی چوڑی تلوار آپ کے ہاتھ میں ثابت رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے' پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا تو شہید ہو گئے پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا تو شہید ہو گئے' پھر اسے شمشیران الٰہی میں سے ایک شمشیر نے پکڑا اور اللہ نے اس کے ہاتھوں پر فتح دی''۔

روایت ہے کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گر گئی جب کہ وہ جنگ میں مشغول تھے اور آپ اس کی تلاش میں لگ گئے تو آپ کو اس بارے میں عتاب کیا گیا تو آپ نے فرمایا' اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے کچھ بال ہیں اور جب بھی کسی معرکہ میں وہ ٹوپی میرے پاس ہوتی ہے مجھے اس میں فتح ہوتی ہے۔

اور ہم نے مسند احمد میں ولید بن مسلم کے طریق سے عن وحشی بن حرب عن ابیہ عن جدہ وحشی بن حرب عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ آپ نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مرتدین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کے کیا ہی اچھے بندے اور خاندان کے کیا ہی اچھے بھائی ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شمشیرانِ الٰہی میں سے ایک شمشیر ہیں جسے اللہ نے کفار اور منافقین پر سونتا ہے۔ احمد کا بیان ہے کہ حسین الجعفی نے زائدہ سے بحوالہ عبدالملک بن امیر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو شام کا امیر مقرر کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' حضرت خالدؓ نے کہا: آپ نے اس امت کے امین کو تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شمشیران الٰہی میں سے ایک شمشیر ہیں اور خاندان کے اچھے جوان ہیں۔ اور ابن عساکر نے اسے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کیا ہے اور مرسل طرق سے بھی بیان کیا

ہے جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں اور صحیح میں ہے کہ اب رہے خالد رضی اللہ عنہ تو تم خالدؓ پر ظلم کرتے ہو' انہوں نے اپنی زرہوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔ آپ نے فتح مکہ اور معرکہ حنین میں شمولیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں امیر بن کر بنی جذیمہ سے جنگ کی اور معرکہ خیبر میں آپ کی شمولیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' آپ فوج کے ایک دستے کے سالار بن کر مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے قریش کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا' جیسا کہ قبل ازیں اپنے مقام پر ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہوازن کے بت عزیٰ کی طرف بھیجا' آپ نے سب سے پہلے اس کی چوٹی کو توڑا پھر اسے روندا اور فرمانے لگے اے عزیٰ میں تیرا انکار کرتا ہوں اور تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا' میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تیری اہانت کی ہے پھر آپ نے اسے جلا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے پر مامور فرمایا پس آپ نے شفا دی اور شفا حاصل کی' پھر آپ نے انہیں عراق بھیجا پھر آپ شام آگئے اور ہم نے آپ کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جن سے چشم وقلب کو سکون ملتا ہے اور کان ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام سے معزول کر دیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور آپ کو جنگی مشیر قائم رہنے دیا اور آپ شام ہی میں رہے حتیٰ کہ اپنے بستر پر وفات پا گئے۔

اور واقدی نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ رو پڑے پھر کہنے لگے' میں فلاں فلاں فوج میں شامل ہوا اور میرے جسم کی ایک بالشت جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار کی ضرب یا نیزے اور تیر کی چوٹ نہ لگی ہو اور دیکھو اب میں یہاں اونٹ کی طرح اپنے بستر پر طبعی موت مر رہا ہوں' پس بزدلوں کی آنکھوں کو راحت نصیب نہ ہو' اور ابویعلیٰ کا بیان ہے کہ شریح بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا نے اسماعیل بن ابی خالد سے بحوالہ قیس ہم سے بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات جس میں دلہن کو میرے پاس بھیجا جائے یا اس میں مجھے لڑکے کی بشارت دی جائے' وہ اس رات کی نسبت مجھے زیادہ محبوب نہیں جس میں مہاجرین کے دستہ میں شدید پالا پڑے اور میں ان کے ساتھ صبح کو دشمن پر حملہ کروں' ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے بحوالہ خیثمہ بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس آئے جس کے پاس شراب کا ایک مشکیزہ تھا آپ نے فرمایا اے اللہ اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا' اس کے کئی طرق ہیں اور بعض میں یوں روایت ہے کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گذرا جس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا' یہ کیا ہے؟ اس نے کہا شہد ہے' آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو سرکہ بنا دے' پس جب وہ اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا' میں تمہارے پاس ایسی شراب لایا ہوں جس جیسی شراب عربوں نے نہیں پی پھر اس نے اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سرکہ ہے' کہنے لگا خدا کی قسم اسے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا لگی ہے اور حماد بن سلمہ نے ثمامہ سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمن سے جنگ کی تو مسلمانوں نے اس سے شکست کھا کر پیٹھ پھیر لی اور وہ اور بھائی البراء بن مالک ثابت قدم رہے اور میں ان دونوں کے درمیان کھڑا تھا' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر زمین کی طرف اپنا سر جھکایا پھر اُسے کچھ دیر آسمان کی

طرف اٹھایا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب اس قسم کی صورتِ حال سے آپ دوچار ہوئے تو آپ اسی طرح کیا کرتے تھے' پھر آپ نے میرے بھائی البراء سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ پھر دونوں سوار ہو گئے اور حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھی مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا' یہ صرف جنت ہے اور مدینہ کی طرف کوئی راستہ نہیں پھر آپ نے ان کے ساتھ حملہ کر کے مشرکین کو شکست دے دی۔

اور مالک نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے حکم کے بغیر کوئی بکری اور اونٹ نہ دیں' حضرت ابوبکر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو یہ بات لکھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھا' آپ مجھ سے اور میرے کام سے سروکار نہ رکھیں' ورنہ آپ اپنا کام کریں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان کے معزول کرنے کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میری طرف سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا قائم مقام کون ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں' آپ نے فرمایا' تو' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیاری کی حتیٰ کہ سواریوں کو گھر میں بٹھایا' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم آئے اور انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام میں ٹھہرائیں' پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو ویسا ہی جواب دیا تو آپ نے ان کو معزول کر دیا اور فرمایا اللہ ایسا نہیں کہ وہ مجھے کوئی بات سمجھائے جس کا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دوں اور اسے خود نافذ نہ کر سکوں اور امام بخاریؒ نے تاریخ وغیرہ میں علی بن رباح کے طریق سے بحوالہ یاسر بن سمی البرنی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جابیہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معزول کرنے پر لوگوں سے معذرت کرتے سنا اور فرمایا' میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس مال کو کمزور مہاجرین کے لیے روک رکھیں' انہوں نے اسے جانبازوں اور صاحبِ شرف اور زبان آور لوگوں کو دے دیا ہے پس میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا ہے' حضرت ابوعمرو بن حفص بن المغیرہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ آپ نے معذرت نہیں کی بلکہ آپ نے اس امیر کو معزول کیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور آپ نے اس جھنڈے کو گرا دیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا اور آپ نے اس شمشیر کو جسے اللہ نے سونتا تھا' نیام میں کر دیا ہے اور آپ نے قطع رحمی کی ہے اور عم زاد سے حسد کیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' آپ نزدیکی قرابت دار اور نوعمر ہیں اور اپنے عم زاد کے بارے میں ناراض ہیں۔

واقدی رحمہ اللہ' محمد بن سعید اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک بستی میں وفات پائی جو حمص سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت نافذ کرنے پر مقرر کیا اور دحیم وغیرہ کا بیان ہے کہ آپ نے مدینہ میں وفات پائی ہے مگر پہلا قول صحیح ہے اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ پر تعزیر لگائی تھی اور اسی طرح آپ کے مال سے بیس ہزار درہم لینے پر تعزیر لگائی تھی نیز آپ کے حمام میں داخل ہونے اور چونے کے بورڈ کے بعد شراب میں خمیر کیے ہوئے آٹے کے ملنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آپ سے ناراض ہونے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آپ کے پاس عذر کرنے کہ وہ صابن بن گیا گیا تھا' کا ذکر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور ہم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دی اور فرمایا' میں نے کسی شک کی وجہ سے اسے طلاق نہیں دی لیکن وہ میرے ہاں بیمار نہیں ہوئی اور نہ اس کے بدن اور سر اور جسم کے کسی حصے میں کوئی

تکلیف ہوئی ہے' اور سیف وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام سے اور حضرت المثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق سے معزول کیا تو فرمایا' میں نے ان دونوں حضرات کو اس لیے معزول کیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو فتح دی ہے نہ کہ ان دونوں کی مدد سے فتح ہوئی ہے اور سب قوت اللہ ہی کو حاصل ہے' اور سیف نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین سے معزول کرنے اور جو کچھ ان سے لینا تھا اس کے لے لینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مجھے بہت عزیز اور پیارے ہیں اور اس کے بعد آپ کو میری طرف سے کوئی ایسا حکم نہیں پہنچے گا جو آپ کو ناگوار ہو۔

اور اصمعی نے عن سلمہ عن بلال عن مجالد عن الشعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما نے باہم کشتی لڑی اور دونوں نوجوان تھے۔ اور حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ماموں کے بیٹے تھے۔ حضرت خالد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی پنڈلی توڑ دی' پس اس کا علاج کیا گیا اور وہ ٹھیک ہو گئی اور یہ ان دونوں کے درمیان عداوت کا سبب تھا اور اصمعی نے ابن عوف سے بحوالہ حضرت محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ حضرت خالد' حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو آپ ریشمی قمیص پہنے ہوئے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے خالدؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین کوئی حرج نہیں' کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ریشم نہیں پہنا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ ابن عوف کی مثل ہیں' اور آپ کو ابن عوف کی مثل حقوق حاصل ہیں' میں تمام گھر والوں کو قسم دیتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک قمیص کے اس حصہ کو پکڑے جو اس کے نزدیک ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے قمیص کو پارہ پارہ کر دیا اور اس میں سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہی۔

اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حماد بن زید سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن المختار نے عن عاصم عن بہدلہ عن ابی وائل ہم سے بیان کیا۔ پھر حماد کو ابووائل کے بارے میں شک ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان مقامات پر قتل ہونے کی جستجو کی' جہاں قتل ہونے کا گمان تھا مگر میرے لیے اپنے بستر پر مرنا مقدر تھا اور لا الٰہ الا اللہ کے بعد میرے اعمال میں سے کوئی چیز میرے نزدیک اس رات سے زیادہ امید کے قابل نہیں جسے میں نے ڈھال باندھے گذارا ہو اور بارش صبح تک برس کر مجھے بھگاتی رہی ہو تاکہ ہم کفار پر حملہ کر دیں پھر فرمایا' جب میں مر جاؤں تو میرے ہتھیاروں اور گھوڑے کی طرف توجہ کرنا اور انہیں راہ خدا میں جنگ کا سامان بنا دینا اور جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے جنازہ پر گئے اور اپنا قول بیان کیا کہ۔ آل ولید کی عورتوں پر' سر پر خاک ڈالے اور شور کیے بغیر' اشک ریزی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ابن المختار کا قول ہے کہ النقع' سر پر مٹی ڈالنے اور تعلقہ' شور کرنے کو کہتے ہیں اور حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کے کچھ حصہ پر حاشیہ آرائی کی ہے اور بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک وہ عورتیں سر پر خاک نہ ڈالیں اور شور نہ کریں انہیں ابوسلیمان پر رونے دیں اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ وکیع' ابومعاویہ اور عبداللہ بن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ عقیق بن سلمہ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو بنی المغیرہ کی عورتیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان پر رونے کے لیے اکٹھی ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ وہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان پر رونے کے لیے اکٹھی ہوئی ہیں اور وہ اس کی سزاوار ہیں کہ آپ کو بعض ایسی باتیں سنائیں جن کو آپ پسند نہیں کرتے' پس ان کو پیغام بھیج کر منع کر

دیجیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب تک سر پر خاک ڈالنا اور شور نہ ہو اس وقت تک حضرت ابوسلیمانؓ پر انہیں اپنے آنسو ختم کر دینے میں کوئی حرج نہیں' حضرت امام بخاریؒ نے اسے تاریخ میں اعمش کی حدیث سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اسحق بن بشر اور محمد کا قول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے جنازہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی والدہ ندبہ کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ۔

''جب لوگوں کے سردار بچھڑ جاتے تھے تو تو ایک کروڑ آدمیوں سے بہتر تھا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''خدا کی قسم آپ نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی تھے''۔

سیف بن عمر نے اپنے شیوخ سے بحوالہ سالم بیان کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ آپ کی وجہ سے لوگ جس فتنہ میں پڑنے والے تھے وہ زائل ہو گیا ہے اور آپ نے حج سے واپسی پر آپ کو حاکم مقرر کرنے کا عزم کر لیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کے بعد بیمار ہو گئے جب کہ آپ مدینہ سے باہر اپنی والدہ کی ملاقات کے لیے گئے تھے آپ نے اپنی والدہ سے کہا مجھے میری ہجرت گاہ میں لے چلیے تو وہ آپ کو مدینہ لے آئیں اور آپ کی تیمارداری کرنے لگیں پس جب آپ کی بیماری سخت ہو گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کا وقت بھی نزدیک آ گیا تو حج سے واپسی پر تین دن کی مسافت پر آپ کو ایک شخص ملا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین دن کی مسافت کو ایک شب میں طے کیا اور جس وقت آپ نے وفات پائی اس وقت آپ سے آ ملے اور آپ کا دل گداز ہو گیا اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور آپ کے دروازے پر بیٹھ گئے حتیٰ کہ تیاری ہو گئی اور رونے والی عورتوں نے آپ کو رلا دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا' کیا آپ سن نہیں رہے کیا آپ انہیں روکیں گے نہیں؟ آپ نے فرمایا جب تک سر پر خاک ڈالنا اور شور کرنا نہ ہو' قریش کی عورتوں پر حضرت ابوسلیمانؓ پر رونے میں کوئی حرج نہیں اور جب آپ ان کے جنازہ کے لیے گئے تو آپ نے ایک باحرمت عورت کو آپ پر روتے دیکھا جو کہہ رہی تھی۔

''جب لوگوں کے سردار بچھڑ جاتے تھے تو آپ ایک کروڑ آدمیوں سے بہتر تھے' اے شجاع' تو شیر سے بھی زیادہ شجاع تھا
یعنی ضمر بن جہم سے جو بچہ ہائے شیر کا باپ ہے' اے سخی! تو اس پامال کرنے والے سیلاب سے بھی زیادہ فیاض ہے جو پہاڑوں کے درمیان بہتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون عورت ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں آپ نے تین بار کہا خدا کی قسم ان کی والدہ ہیں اور کیا عورتیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسا جوان جننے سے عاجز آ گئی ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین رات کی مسافت کو ایک شب میں طے کرنے اور اپنی آمد کے بارے میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

''وہ روتی تھی اور پشیمان لوگوں نے اس سے کوئی نیکی نہیں کی اور وہ ان سواروں پر نہ روتی تھی جو پہاڑوں کی مانند تھے'
اگر تو روئے تو زبردست بارش اور اونٹوں کے بڑے گلے سے بھی ان لوگوں کا کھو دینا زیادہ نقصان دہ ہے ان کے بعد لوگوں نے ان کی انتہا کی تمنا کی مگر وہ اسباب کمال کے باعث قریب نہ ہو سکے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ سے فرمایا' خالدؓ یا اس کے بدل کی آپ کو مصیبت پہنچے گی' میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اس وقت تک جدا نہ ہوں گی جب تک آپ کے ہاتھ خضاب سے سیاہ نہ ہوں' یہ سب باتیں اس بات کی مقتضی ہیں کہ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی ہے اور دحیم عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی کا یہی خیال ہے لیکن جمہور یعنی واقدی' اور ان کے کاتب محمد بن سعد' ابوعبید القاسم ابن سلام' ابراہیم بن المنذر' محمد بن عبداللہ بن نمیر' ابوعبداللہ العصفری' موسیٰ بن ایوب اور ابوسلیمان بن ابی محمد وغیرہم سے یہی مشہور ہے کہ آپ نے ۲۱ھ میں حمص میں وفات پائی اور واقدی نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وصیت نافذ کرنے کے لیے مقرر کیا اور محمد بن سعد نے' واقدی سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد وغیرہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت خالد رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا تو اس کے بعد آپ مدینہ آئے اور عمرہ کیا پھر واپس شام چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۱ھ میں وفات پا گئے اور واقدی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج کو مسجد قباء میں نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا' تم شام میں کہاں فروکش ہوئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا' حمص میں' فرمایا' کوئی خبر معلوم ہے؟ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں راوی بیان کرتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا' خدا کی قسم وہ دشمن کے سینوں کو روک دینے والے اور مبارک خیال والے آدمی تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا پھر آپ نے انہیں کیوں معزول کیا؟ فرمایا: صاحب شرف اور زبان آور لوگوں کے لیے ان کے مال خرچ کرنے کی وجہ سے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہے میں اس پر پشیمان ہوں اور محمد بن سعد کا قول ہے کہ عبداللہ بن الزبیر الحمیری نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قیس بن حازم کو بیان کرتے سنا کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحم فرمائے' ہم ان کے متعلق بعض امور کا گمان کرتے تھے جو حقیقت میں موجود ہی نہ تھے اور جویریہ نے بحوالہ نافع بیان کیا ہے کہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ کے پاس صرف آپ کا گھوڑا اور ہتھیار اور آپ کا غلام تھا اور قاضی المعافا بن زکریا حریری کہتے ہیں کہ احمد بن عباس العسکری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی سعد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن حمزہ لخمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعلی حرنازی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن بختری بنی مخزوم کے کچھ آدمیوں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کہا اے ہشام مجھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے اشعار سناؤ اس نے آپ کو اشعار سنائے تو آپ نے فرمایا تو نے حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ کی تعریف میں کوتاہی سے کام لیا ہے' وہ شرک اور مشرکین کی ذلت کرنا پسند کرتے تھے اور ان کی مصیبت پر خوش ہونے والا' خدا کی ناراضگی کے درپے ہونے والا ہے پھر فرمایا اللہ بنوتمیم کے بھائی کو ہلاک کرے اس نے کیسے شاندار شعر کہے ہیں۔

''جو شخص چل بسنے والے کے برخلاف باقی رہ گیا ہے اسے کہہ دے کہ وہ دوسری دنیا کے لیے ایسی تیاری کرے جو ایک نمونہ ہو' پس جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا اس کی زندگی مجھے کوئی نفع نہ دے گی اور جو شخص ایک روز مر گیا ہے اس کی موت مجھے ہمیشہ رکھنے والی نہیں''۔

پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحم فرمائے' اللہ کے ہاں جو کچھ ہے وہ ان کے لیے اس سے بہتر ہے جس میں وہ زندگی گزار رہے تھے آپ نے خوش بختی میں وفات پائی اور قابل تعریف حالت میں زندہ رہے لیکن میں نے زمانے کو کسی کا قائل نہیں پایا۔

حضرت طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن نوفل نصلہ بن الاشتر بن جعوان بن فقعس بن طریف بن عمر بن قعیر بن الحارث بن ثعلبہ بن داؤد بن اسد بن خزیمہ الاسدی الفقعسی' آپ جنگ خندق میں مشرکین کی جانب سے شامل ہوئے پھر ۹ھ میں اسلام قبول کرلیا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے اور نبوت کا دعویٰ کیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کا بیٹا خیال' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے باپ کے پاس جو فرشتہ آتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ذوالنون جو نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ خیانت کرتا ہے اور نہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح ہوتا ہے' آپ نے فرمایا اس نے عظیم الشان فرشتے کا نام لیا ہے' پھر آپ نے اس کے بیٹے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے قتل کرے اور شہادت سے محروم کرے اور جس طرح وہ آیا تھا آپ نے اسے اسی طرح واپس کر دیا' پس خیال حالتِ ارتداد میں ایک جنگ میں مارا گیا' اسے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا پھر طلیحہ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ کئی معرکے کیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسے ناکام کیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ بھاگ کر شام چلا گیا اور آل جفنہ کے ہاں اترا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے شرم کے مارے انہیں کے ہاں قیام پذیر رہا حتیٰ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر یہ اسلام کی طرف واپس آ گیا اور اس نے عمرہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے آیا آپ نے اسے فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ تم دو نیک اور صالح آدمیوں حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کے قاتل ہو' اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو میرے ہاتھوں سے عزت دی اور ان کے ہاتھوں سے مجھے ذلیل نہیں کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کو پسند کیا اور امراء کو اس کے متعلق حکم دیا کہ وہ اس سے مشورہ کریں لیکن اسے کسی چیز پر حاکم نہ بنائیں پھر وہ مجاہد بن کر شام واپس آ گیا اور معرکہ یرموک اور قادسیہ اور ایرانیوں کی جنگ نہاوند میں شامل ہوا' حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ مشہور بہادروں میں سے تھے اور اس کے بعد آپ بہت اچھے مسلمان ہوئے اور محمد بن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چوتھے طبقہ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اپنی قوت و شجاعت اور جنگی بصیرت کی بناء پر ایک ہزار سوار کی برابری کرتے تھے اور ابونصر بن ماکولا کا بیان ہے کہ وہ اسلام لائے پھر مرتد ہو گئے پھر اسلام لائے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور وہ ایک ہزار سوار کی برابری کرتے تھے اور ان کے ایام ارتداد اور دعویٰ نبوت کے دور کے چند اشعار جو مسلمانوں کے قتل کے بارے میں ہیں۔

''جن لوگوں کو تم قتل کرتے ہو ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو وہ مرد نہیں ہیں اگرچہ عورتوں کو تکلیف پہنچی ہے مگر خیال کے قتل سے انہوں نے اپنے سردار کو نہیں کھویا' میں نے ان کے لیے تلوار کے پھل کو گاڑ دیا ہے اور وہ بہادروں کے قتل کی عادی ہے' تو کسی روز اسے جلال میں محفوظ دیکھے گا اور کسی روز تو مشرقی تلواروں کو اس کی

جانب روشنی کرتا پائے گا اور کسی روز اسے نیزوں کی چھاؤں میں دیکھے گا' میں نے شام کے وقت حضرت ابن اقرم اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ کے پاس پڑا چھوڑا''۔

سیف بن عمر نے مبشر بن الفضیل سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اہل قادسیہ میں کسی ایک کے متعلق بھی ہمیں معلوم نہیں کہ وہ آخرت کے ساتھ دنیا کا بھی طلب گار تھا ہم نے تین آدمیوں پر تہمت لگائی مگر ہم نے جس طرح ان کے زہد وامانت پر حملہ کیا انہیں ویسا نہ پایا اور وہ تین آدمی حضرت طلیحہ بن خویلد اسدی' حضرت عمرو بن معدی کرب اور حضرت قیس بن المکشوح رضی اللہ عنہم تھے' ابن عساکر کا قول ہے کہ ابوالحسین محمد بن احمد بن الفراس الوراق کا بیان ہے کہ حضرت طلیحہ نے حضرت نعمان بن مقرن اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہم کے ساتھ معرکہ نہاوند میں ۲۱ھ میں شہادت پائی۔

حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن عاصم بن زبید الاصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ ابن شیبہ' زبید الاکبر بن الحارث بن صعف بن سعد العشیرۃ بن مذحج الزبیدی المذحجی ابوثور' آپ مشہور بہادر سواروں اور قابل ذکر دلیروں میں سے ہیں آپ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بعض کا قول ہے کہ ۱۰ھ میں ایک وفد کے ساتھ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم زبید کے ایک وفد کے ساتھ آئے اور آپ نے اسود عنسی کے ساتھ ارتداد اختیار کیا اور حضرت خالد بن سعید العاص رضی اللہ عنہ آپ کے مقابلہ میں گئے اور آپ سے جنگ کی اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ کے کندھے پر تلوار ماری پس آپ اور آپ کی قوم بھاگ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی تلوار صمصامہ کو چھین لیا پھر قیدی بن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائے گئے تو آپ نے انہیں زجر وتوبیخ کی اور ان سے ناراض ہوئے اور ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تو آپ نے توبہ کرلی اور اس کے بعد آپ حسن اسلام سے آراستہ ہوگئے اور آپ نے انہیں شام بھجوا دیا اور آپ یرموک میں شامل ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق حکم دیا کہ وہ ان سے مشورہ کریں مگر انہیں کسی چیز پر حاکم مقرر نہ کریں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا اور جنگ قادسیہ میں آپ نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ قادسیہ میں قتل ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نہاوند میں مارے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ روزہ بستی میں پیاس سے وفات پا گئے۔ واللہ اعلم

یہ سب کچھ ۲۱ھ میں ہوا اور آپ کی قوم کے ایک مرثیہ گو نے آپ کا مرثیہ کہا۔

''جس روز سواروں نے کوچ کیا انہوں نے روزہ بستی میں ایک شخص کو چھوڑ دیا جو نہ بزدل تھا اور نہ ناتجربہ کار تھا' پس تو زبید بلکہ سارے مذحج سے کہہ دے تمہیں ابوثور کا دکھ پہنچا ہے جو جنگ کا ماہر تھا اور اس کا نام عمرو تھا''۔

اور حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ خود بھی عمدہ شعراء میں سے تھے آپ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں۔

''میرے ساز وسامان' زرہ اور نیزے اور لمبی ٹانگوں والے تابعدار گھوڑے کو ملامت کرنے والے' میں نے اپنی جوانی کو

بہادروں کے ساتھ پکارنے والے کی مدد میں فنا کیا ہے حتیٰ کہ میرا جسم لاغر ہو گیا ہے اور پر تلے کے اٹھانے نے میرے کندھے کو زخمی کر دیا ہے اور میری بردباری' قوم کی بردباری کے بعد باقی رہے گی اور قوم کے زاد سے پہلے میرا توشہ ختم ہو جائے گا' میری خواہش ہے کہ قتیس مجھ سے ملاقات کرتا مگر میری محبت سے اسے کیا نسبت ہے' پس اس بیوقوف کے بارے میں مجھے کون معذور خیال کرنے والا ہے جو مجھ سے اپنی خواہش کا طلبگار رہے' میں اس کی زندگی کا خواہاں ہوں اور وہ میری موت کا خواہاں ہے تجھے تیرے مراد قبیلے کے دوست کے بارے میں کون معذور خیال کرے گا''۔

آپ کی ایک ہی حدیث ہے جو تلبیہ کے بارے میں ہے جسے شراحیل بن قعقاع نے آپ سے روایت کیا ہے کہ ہم جاہلیت میں یہ تلبیہ کہا کرتے تھے:

لبیک تعظیماً الیک عذرا، هذه زبید قد أتتک قسراً، لید وبها مضمرات شرراً، یقطعن خبتًا وجبالا وعراً، قد ترکوا الاوثان خلواً صفراً.

''ہم تیرے حضور عذر کرتے ہوئے تعظیم سے تجھے لبیک کہتے ہیں' یہ زبید تیرے پاس مجبوراً حاضر ہوئے ہیں ان کو لاغر گھوڑے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے دوڑ کر لائے ہیں' جو فراخ زمینوں اور دشوار گزار پہاڑوں کو طے کرتے ہیں اور انہوں نے بتوں کو خالی چھوڑ دیا ہے''۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اب ہم خدا کے فضل سے وہ تلبیہ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے:

لبیک اللّٰهم لبیک' لبیک لاشریک لک لبیک' ان الحمد و النعمة لک والملک، لاشریک لک.

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بحرین کے امیر تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو وہاں کا امیر قائم رکھا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ۱۴ھ میں وفات پائی اور ان میں سے بعض کا بیان ہے کہ آپ ۲۱ھ تک زندہ رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحرین سے معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور آپ حج سے واپسی پر وہاں پہنچنے سے قبل ہی وفات پا گئے جیسا کہ ہم اس بات کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ہم نے دلائل النبوۃ میں فوج کے ساتھ آپ کے پانی کی سطح پر چلنے اور آپ کے لیے جو خارق عادت واقعات ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت نعمان بن مقرن بن عائذ المزنی رضی اللہ عنہ:

معرکہ نہاوند کے امیر اور جلیل القدر صحابی' جو اپنی قوم مزنیہ کے چار سو سواروں کے ساتھ آئے پھر بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے نہاوند میں آپ کو امیر جنود بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر عظیم فتح دی اور اللہ تعالیٰ نے

اس ملک میں آپ کوقوت دی اوران بندوں کی گردنوں پرقدرت عطا فرمائی اورمسلمانوں کو وہاں پر قیامت تک تمکنت بخشی اور آپ کو دنیا میں اور جس روز گواہ کھڑے ہوں گے اس دن تک فتح عطا فرمائی اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کوعظیم شہادت سے سرفراز فرمایا اور یہ انتہائی خواہش ہے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں جو اس کا صراط مستقیم ہے' فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

۲۲ھ

''اس میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں جن میں ہمدان کا دوبارہ فتح ہونا بھی شامل ہے پھر اس کے بعد رے اور آذر بائیجان بھی فتح ہوئے''۔

واقدی اور ابومعشر کا قول ہے کہ یہ فتوحات ۲۲ھ میں ہوئیں اور سیف کا قول ہے کہ ہمدان' رے اور جرجان کی فتح کے بعد ۱۸ھ میں ہوئیں اور ابومعشر کہتا ہے کہ آذر بائیجان ان شہروں کے بعد فتح ہوا' لیکن اس کے نزدیک سب شہر اسی سال میں فتح ہوئے تھے اور واقدی کے نزدیک ہمدان اور رے ۲۳ھ میں فتح ہوئے تھے' ہمدان کو حضرت مغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے چھ ماہ بعد فتح کیا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال قبل فتح ہوا تھا' مگر واقدی اور ابومعشر اس بات پر متفق ہیں کہ آذر بائیجان اسی سال فتح ہوا تھا اور ابن جریر وغیرہ نے ان دونوں کی پیروی کی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب مسلمان نہاوند اور پہلی جنگ سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد انہوں نے حلوان اور ہمذان کو فتح کر لیا پھر اہل ہمذان نے اس عہد کو توڑ دیا جس پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے مصالحت کی تھی' پس حضرت عمر نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہما کو ہمذان جانے کے متعلق لکھا اور یہ کہ وہ اپنے ہراول پر اپنے بھائی حضرت سوید بن مقرن اور میمنہ میسرہ پر حضرت ربعی بن عامر طائی اور مہلہل بن زید تمیمی کو امیر مقرر کریں' پس آپ روانہ ہو گئے اور ثنیۃ العسل میں جا اترے پھر ہمذان پر جا اترے اور اس کے شہروں پر حاوی ہو گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا' پس انہوں نے صلح کی درخواست کی تو آپ نے ان سے مصالحت کر لی اور ان میں داخل ہو گئے' اسی اثناء میں کہ آپ وہاں موجود تھے اور آپ کے ساتھ بارہ ہزار مسلمان بھی تھے کہ اچانک رومی' دیلمی اور رے اور آذر بائیجان کے باشندے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کی ٹھان لی' دیلم کا سالار ان کا بادشاہ تھا جس کا نام موتا تھا اور اہل رے کا سالار ابوالفرخان تھا اور آذر بائیجان کے باشندوں کا سالار رستم کا بھائی اسفندیار تھا' پس آپ اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گئے اور واج الروز مقام پر ان سے مڈ بھیڑ ہو گئی اور باہم شدید جنگ ہوئی جو نہاوند کے معرکہ کے برابر تھی اور اس سے کم نہ تھی' پس انہوں نے مشرکین کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا اور دیلم کا بادشاہ موتا بھی قتل ہو گیا اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور میدان کارزار میں قتل ہونے والوں کے بعد وہ سب کے سب شکست کھا

گئے اور حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دیلم کے ساتھ جنگ کی اور حضرت نعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ وہ اکٹھے ہو گئے ہیں تو اس بات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہم وغم میں مبتلا کر دیا' مگر اچانک ہی ایلچی نے آ کر فتح کی بشارت دی تو آپ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا' آپ کے حکم سے لوگوں کو خط سنایا گیا تو وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی' پھر تین امراء حضرت سماک بن خرشہ جو ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں' حضرت سماک بن عبید اور حضرت سماک بن مخرمہ رضی اللہ عنہما آپ کے پاس اخماس لے کر آئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کے نام پوچھے اور فرمایا اے اللہ ان سے اسلام کو بلند کر اور اسلام کو ان سے مدد دے پھر آپ نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ہمذان پر نائب مقرر کریں اور ری کی طرف چلیں' حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔

''جب مجھے اطلاع ملی کہ موتا اور اس کی قوم شیر کے بچے ہیں جو اعاجم کی افواج کو کھینچ لائے ہیں تو میں فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے ان کے پاس گیا تاکہ میں اپنے عہد کو توڑنے والی تلواروں کے ساتھ ان سے محفوظ رکھوں' پس ہم لوہے کی زرہوں کو ان کے پاس لائے گویا ہم پہاڑ ہیں جو قلاسم کی چوٹیوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور جب ہم نے وہاں جا کر ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ حصہ دار کے فعل کی طرف بڑھنے لگے' ہم نے واج روذ میں اپنی فوج کے ساتھ ان سے جنگ کی' اس روز ہم نے ایک بڑی کمان کے ساتھ ان پر تیر اندازی کی پس وہ موت کے گھسان میں نیزوں اور شمشیر ہائے براں کی دھاروں کے سامنے ایک ساعت بھی نہ ٹھہر سکے اور ان کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے موقع پر وہ ایک دیوار کی طرح تھے جس کی اینٹیں گرانے والے کے سامنے بکھر جاتی ہیں ہم نے وہاں پر موتا اور اس کی جمع شدہ فوج کو قتل کر دیا اور وہاں سے جو غنیمت لوٹی وہ بغیر دیر کیے تقسیم ہوگئی اور ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی گھاٹیوں میں پناہ لی اور ہم ان کو بھڑکے ہوئے کتوں کے قتل کی طرح قتل کرتے تھے' گویا وہ واج روذ اور جوہ میں دنبے ہیں جنہیں پہاڑی دروں کے سروں نے ہلاک کر دیا ہے''۔

رے کی فتح:

حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے' یزید بن قیس ہمدانی کو' ہمذان پر نائب مقرر کیا اور فوجوں کو لے کر رے پہنچ گئے اور وہاں مشرکین کی بہت سی فوج کے ساتھ مڈبھیڑ کی' پس انہوں نے رے کے دامن کوہ میں جنگ لڑی پھر شکست کھا گئے اور حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا حتیٰ کہ وہ اس بانس سے بھی مسابقت کر گئے جو میدان میں گاڑا گیا تھا اور انہوں نے وہاں سے اسی قدر غنیمت حاصل کی جس قدر مسلمانوں نے مدائن سے حاصل کی تھی اور ابوالفرخان نے رے پر صلح کر لی اور اسے امان کا پروانہ لکھ دیا گیا پھر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کے متعلق لکھا پھر اخماس کے بارے میں لکھ کر اطلاع دی۔

قومس کی فتح:

جب بشارت دینے والا رے اور اس کے اخماس کی بشارت لے کر آیا تو حضرت عمر نے حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہما کو لکھا وہ

اپنے بھائی حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کو قومس کی طرف بھیج دیں‘ حضرت سوید رضی اللہ عنہ اس کی طرف روانہ ہو گئے مگر کسی چیز نے آپ کا سامنا نہ کیا یہاں تک کہ آپ نے صلح کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں کے باشندوں کو امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔

جرجان کی فتح:

جب حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے قومس میں پڑاؤ کر لیا تو مختلف شہروں کے باشندوں نے جن میں جرجان اور طبرستان وغیرہ شامل ہیں آپ سے جزیہ پر مصالحت کرنے کی درخواست کی‘ پس آپ نے سب سے مصالحت کر لی اور ہر شہر کے باشندوں کو امان اور صلح کی تحریر لکھ دی اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ جرجان‘ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۰ھ میں فتح ہوا تھا۔ واللہ اعلم

آذربائیجان کی فتح:

جب حضرت نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے ہمذان اور رے کو فتح کر لیا تو آپ نے اپنے آگے بکیر بن عبداللہ کو ہمذان سے آذربائیجان کی طرف بھیج دیا اور حضرت سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیجا‘ پس اسفندیار بن الفرخزاد نے حضرت سماکؓ کے پہنچنے سے قبل‘ حضرت بکیرؓ اور ان کے اصحاب کے ساتھ مڈبھیڑ کی‘ اور انہوں نے باہم جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی اور حضرت بکیرؓ نے اسفندیار کو قید کر لیا‘ اسفندیار نے آپ سے کہا‘ آپ کو صلح زیادہ پسند ہے یا جنگ؟ آپ نے فرمایا‘ صلح‘ اس نے کہا مجھے اپنے پاس روک رکھیے‘ پس آپ نے اسے روک لیا پھر آپ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرنے لگے اور دوسری جانب سے حضرت عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرنے لگے‘ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ حضرت بکیر رضی اللہ عنہ باب کی طرف بڑھیں‘ اور آپ نے ان کی جگہ حضرت سماک کو عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہما کا نائب مقرر کیا اور حضرت عمرؓ نے سارے آذربائیجان کو عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ کے لیے اکٹھا کر دیا اور حضرت بکیر نے اسفندیار کو ان کے سپرد کر دیا اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق باب کی طرف روانہ ہو گئے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ بہرام بن فرخ زاد نے حضرت عتبہ بن مرقد رضی اللہ عنہ کو روکا تو حضرت عتبہ نے اسے شکست دی اور بہرام بھاگ گیا اور جب اسفندیار کو جو حضرت بکیرؓ کے پاس قید تھا۔ اطلاع ملی تو اس نے کہا اب صلح مکمل ہو گئی ہے اور جنگ کی آگ بجھ گئی ہے پس اس نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ نے اس کی سب باتوں کو قبول کر لیا اور آذربائیجان صلح سے دوبارہ واپس آ گیا اور حضرت عتبہؓ اور بکیرؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات لکھی اور آپ کے پاس اخماس بھی بھیجے اور جب آذربائیجان کے باشندوں کو امارت مل گئی تو آپ نے امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔

باب کی فتح:

ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ یہ فتح اس سال میں ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جنگ کی امارت کے لیے حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام لکھا۔ جو ذوالنور کے لقب سے ملقب ہیں۔ اور آپ کے ہراول پر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو مقرر کیا۔ جنہیں ذوالنور کہا جاتا ہے۔ اور میمنہ میسرہ پر حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما لیثی کو مقرر کیا اور یہ باب کی طرف ان سے پیش قدمی کر گئے اور مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ کو مقرر کیا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق منظم طور پر روانہ ہو گئے اور جب فوجوں کے ہراول عبدالرحمٰن بن ربیعہ باب کے بادشاہ شہر براز شاہ آرمینیا کے پاس پہنچے جو اس شاہی گھرانے

سے تھا جس نے بنی اسرائیل کو قتل کیا تھا اور قدیم زمانے میں شام سے جنگ کی تھی تو شہر براز نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور آپ سے امان طلب کی' حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ نے اسے امان دے دی اور بادشاہ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بتایا کہ وہ مسلمانوں کا دوست اور خیر خواہ ہے' آپ نے اسے کہا کہ مجھ سے اوپر ایک شخص ہے آپ اس کے پاس جائیں' پس آپ نے اسے امیر فوج حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تو اس نے حضرت سراقہؓ سے امان طلب کی' انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے عطا کردہ امان کو جائز قرار دیا اور اس کی تحسین کی اور حضرت سراقہؓ نے اسے امان کی تحریر لکھ دی' پھر حضرت سراقہ نے حضرت بکیر' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کو ان پہاڑوں کے باشندوں کی طرف بھیجا جو آرمینیا کو گھیرے ہوئے ہیں یعنی لان' تفلیس اور موقان کے پہاڑ' پس حضرت بکیر رضی اللہ عنہ نے موقان کو فتح کرلیا اور انہیں امان کی تحریر لکھ دی اور اسی دوران میں وہاں امیر المسلمین حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' انہوں نے اپنے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے انہیں نیابت پر قائم رکھا اور ان کو ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔

ترکوں سے پہلی جنگ:

اور یہ اس متقدم حدیث کی تصدیق ہے جو صحیح میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تم چوڑے چہرے چپٹی ناک اور سرخ چہرے والے لوگوں سے جنگ کرو گے' گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بالوں کو نگل جاتے ہیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ملا جس میں آپ نے انہیں ترکوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق چلتے ہوئے باب کو طے کیا' شہر براز نے آپ سے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں ترکوں کے بادشاہ بلنجر کے پاس جانا چاہتا ہوں' شہر براز نے آپ سے کہا ہم ان سے مصالحت کو پسند کرتے ہیں حالانکہ ہم باب سے پیچھے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا ہے اور اس نے اس کی زبان سے ہم سے فتح وظفر کا وعدہ کیا ہے اور ہم ہمیشہ ہی مظفر ومنصور رہیں گے' پس آپ نے ترکوں سے جنگ کی اور بلنجر کے ملک میں دوسو فرسخ تک چلے گئے اور کئی بار جنگ کی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوفناک معرکے ہوئے' جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کو بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

سیف بن عمر نے عن الغصن بن القاسم عن رجل عن سلمان بن ربیعہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کے ملک میں ان کے پاس گئے تو اللہ تعالیٰ ترکوں اور آپ کے خلاف خروج کرنے کے درمیان حائل ہوگیا اور وہ کہنے لگے اس شخص نے ہمارے خلاف اس لیے جرأت کی ہے کہ ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں موت سے بچاتے ہیں' پس وہ آپ سے بچ گئے اور غنیمت اور کامیابی کے ساتھ بھاگ گئے پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان سے کئی جنگیں کیں اور ان پر فتح پائی جیسے کہ آپ دوسروں پر فتح پایا کرتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو مرتد ہوگیا تھا' کوفہ کا حاکم بنایا تو اس نے ان

سے جنگ کی جس سے ترک برافروختہ ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے' بلاشبہ یہ لوگ نہیں مریں گے' اس نے کہا' انتظار کرو اور ان کے لیے جنگلات میں چھپ جاؤ' پس ان کے ایک آدمی نے مسلمانوں کے ایک آدمی کو دھوکے سے تیر مار کر قتل کر دیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے' اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر دیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ مسلمان بھی مر جاتے ہیں' پس انہوں نے شدید جنگ کی اور ایک پکارنے والے نے فضا سے آواز دی: ''اے آل عبدالرحمٰن صبر کرو' تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے''۔ پس حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اور مارے گئے اور لوگ منتشر ہو گئے اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور اس کو لے کر جنگ کی' اور ایک پکارنے والے نے فضا سے آواز دی اے آل سلمان بن ربیعہ صبر کرو' پس آپ نے شدید جنگ کی' پھر حضرت سلمان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما مسلمانوں کے پاس آ گئے اور ترکوں کی کثرت اور ان کی جیلان پر صحیح تیر اندازی سے بھاگ گئے اور اسے طے کر کے جرجان تک پہنچ گئے اور اس کے بعد ترکوں نے دلیری کی اور باوجود اس کے ترک حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو لے گئے اور انہیں اپنے ملک میں دفن کر دیا اور وہ آج تک ان کی قبر سے بارش طلب کرتے ہیں۔ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

سد کا واقعہ:

ابن جریر نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ شہر براز نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے جب وہ باب پر پہنچنے پر آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو ایک شخص دکھایا اور کہا' اے امیر میں نے اس شخص کو سد کی طرف بھیجا تھا اور اسے بہت سا مال دیا تھا اور اس کے لیے ان بادشاہوں کو لکھا تھا جو مجھ سے دوستی رکھتے ہیں اور ان کو تحائف بھیجے تھے اور ان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق اپنے سے آگے کے بادشاہوں کو لکھیں یہاں تک کہ یہ ذوالقرنین کی سد تک پہنچ جائے اور اس کا جائزہ لے کر اس کی اطلاع ہمارے پاس لائے' پس وہ روانہ ہو کر اس بادشاہ تک پہنچ گیا جس کے علاقے میں سد واقع ہے' پس اس نے اسے اپنے سد کے گورنر کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ بازیار کو بھیجا جس کے ساتھ اس کا عقاب بھی تھا اور جب وہ سد کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک مسدود سد ہے جو دونوں پہاڑوں سے بلند ہے اور سد کے درے ایک خندق ہے جو اپنے بعد کی وجہ سے رات سے بھی زیادہ سیاہ ہے' پس اس نے نہایت غور سے ان سب چیزوں کو دیکھ پھر جب اس نے واپسی کا ارادہ کیا تو بازیار نے اسے کہا' آہستگی اختیار کرو پھر اس نے گوشت کے اس ٹکڑے کو جو اس کے پاس تھا' کاٹ کر ہوا میں پھینک دیا اور اس پر عقاب ٹوٹ پڑا' تو اس نے کہا' اگر اس نے گرنے سے قبل اسے پکڑ لیا تو کوئی بات نہ ہو گی اور اگر اس نے گرنے تک اسے نہ پکڑا تو یہ کوئی بات ہو گی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اسے نہ پکڑ سکا حتیٰ کہ وہ اس کی ترائی میں گر پڑا اور عقاب نے اس کے پیچھے جا کر اسے نکال لیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں اس کا یاقوت چمٹا ہوا ہے اور وہ یہ ہے' پھر بادشاہ شہر براز نے اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو پکڑا دیا تو حضرت عبدالرحمٰن نے اسے دیکھ کر اس کو واپس کر دیا اور جب آپ نے اسے واپس کیا تو وہ خوش ہو گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ یاقوت اس شہر یعنی شہر باب الابواب جس میں وہ تھا کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ اور قسم بخدا تم آج مجھے آل کسریٰ کی بادشاہت سے زیادہ محبوب ہو اور اگر میں ان کی سلطنت میں ہوتا اور انہیں اس یاقوت کی اطلاع ملتی تو وہ اسے مجھ سے چھین لیتے اور قسم بخدا جب تک تم اور تمہارا بڑا بادشاہ وفائے

عہد کرتے رہو گے کوئی چیز تمہارے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے گی پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اس ایلچی کے پاس آئے جو سد پر گیا تھا اور فرمایا اس دیوار کی کیا کیفیت ہے' اس نے ایک آسمانی اور سرخ رنگ کپڑے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس طرح ہے' اس شخص نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا' قسم بخدا اس نے درست کہا ہے' یہ وہاں گیا تھا اور اس نے اسے دیکھا ہے آپ نے کہا بہت اچھا اور لوہے اور پتیل کا حال بیان کیجیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴾

اور میں نے سد کا حال تفسیر میں اور اس کتاب کے شروع میں بیان کیا ہے اور حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح کے حاشیہ میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کہا' میں نے سد کو دیکھا ہے' آپ نے فرمایا تو نے اسے کیسے پایا ہے' اس نے کہا' میں نے اسے منقش چادر کی طرح پایا ہے' مؤرخین کہتے ہیں' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے شہر براز سے کہا' تمہارا ہدیہ کتنے کا ہے؟ اس نے کہا' میرے ملک میں ایک لاکھ اور ان ممالک میں تین لاکھ قیمت کا ہے۔

سد کے بقیہ حالات:

ہمارے شیخ حافظ ابو عبداللہ ذہبیؒ نے اس سال میں اس بات کو بیان کیا ہے جسے مسالک الممالک کے مؤلف نے بیان کیا ہے۔ جو اسے سلام الترجمان نے اس وقت لکھی تھی جب اسے الواثق بامر اللہ بن المعتصم نے بھیجا تھا۔ اور اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ سد فتح ہوگئی ہے۔ تو اس نے اس سلام کو بھیجا اور بادشاہوں کو اس کے متعلق احکام لکھے اور اس کے ساتھ کھانے سے لدے ہوئے دو ہزار خچر بھیجے' پس وہ سامرا کے درمیان اسحاق تک دیوالیہ پن کے ساتھ چلے اور اس نے انہیں صاحب السریر کی طرف خط لکھ دیا اور صاحب السریر نے انہیں لان کے بادشاہ کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے انہیں قیلان شاہ کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے انہیں شاہ خزر کی طرف خط لکھ دیا اور اس نے اس کے ساتھ پانچ بیٹے بھیجے اور وہ چھبیس دن چل کر ایک سیاہ بدبودار علاقے میں پہنچے حتیٰ کہ وہ ریگستانی راستہ تلاش کرنے لگے پس وہ اس میں دس دن چلے اور اُجاڑ اور ویران مدائن میں پہنچ گئے جو ستائیس دن کی مدت کا سفر ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں یاجوج اور ماجوج آئے تھے اور یہ اس وقت سے لے کر اب تک ویران پڑا ہے پھر وہ ایک قلعے میں پہنچے جو سد کے قریب ہی تھا وہاں انہوں نے ایسے لوگوں کو پایا جو عربی اور فارسی جانتے تھے اور قرآن کو حفظ کرتے تھے اور ان کے مدارس و مساجد بھی تھے' پس وہ ان سے تعجب کرنے لگے اور پوچھنے لگے کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ امیر المومنین واثق کی طرف سے آئے ہیں مگر وہ اس سے کلیتہً ناواقف تھے' پھر وہ ایک چکنے پہاڑ پر پہنچے جس پر کوئی سبزہ نہ تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں آہنی اینٹوں کی سد ہے جو تانبے میں ڈھکی ہوئی ہے اور وہ نہایت بلند ہے جس تک نظر نہیں پہنچتی اور اس کی برجیاں لوہے کی ہیں اور اس کے وسط میں ایک عظیم دروازہ ہے جس کے دونوں کواڑ بند ہیں جن کی لمبائی اور چوڑائی ایک ایک سو ہاتھ اور موٹائی پانچ ہاتھ ہے اور اس کے قفل کی لمبائی سات ہاتھ اور موٹائی تقریباً چھ فٹ ہے۔ اور اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اور اس جگہ کے پاس محافظ ہیں جو ہر روز قفل کے پاس ضرب لگاتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایک خوفناک آواز سنتے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اس

دروازے کے پیچھے محافظ اور گارڈ ہیں اور اس دروازے کے قریب دو عظیم قلعے ہیں' جن کے درمیان شیریں پانی کا چشمہ ہے اور ان میں سے ایک میں تیز رفتار گھوڑوں کا باقی ماندہ دستہ اور آہنی اینٹیں وغیرہ ہیں اور اینٹ کی لمبائی ڈیڑھ ہاتھ اور موٹائی ایک بالشت ہے اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس ملک کے باشندوں سے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے یاجوج ماجوج میں سے کسی کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے انہیں بتایا کہ ایک روز انہوں نے ان کے کچھ اشخاص کو برجیوں کے اوپر دیکھا تھا' پس ہوا چلی تو اس نے انہیں ان کی طرف پھینک دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے آدمی کی لمبائی ایک بالشت یا نصف بالشت ہے۔ واللہ اعلم

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلاد روم میں سے الصائفہ کے ساتھ جنگ کی اور آپ کے ساتھ حماد اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے پس آپ گئے اور غنیمت حاصل کی اور صحیح سلامت واپس آ گئے اور اسی سال یزید بن معاویہ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے اور اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں آپ کے عمال وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کر دیا تھا کیونکہ وہاں کے باشندوں نے آپ کی شکایت کی تھی اور کہا تھا کہ وہ اچھے منتظم نہیں ہیں' پس آپ نے انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا تو اہل کوفہ نے کہا ہم انہیں نہیں چاہتے' اور آپ کے غلام کی شکایت کی' آپ نے فرمایا مجھے اپنے معاملے کے متعلق غور وفکر کرنے کے لیے چھوڑ دو اور مسجد کے ایک کونے میں سوچنے لگے کہ کون امیر ہو' پس آپ فکرمندی کے باعث سو گئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ آ کر آپ کی حفاظت کرنے لگے حتیٰ کہ آپ بیدار ہو گئے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین یہ ایک عظیم امر ہے جس نے آپ کو اس حد تک پہنچا دیا ہے' آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو گا جب کہ اہل کوفہ ایک لاکھ ہیں جو نہ کسی امیر کو پسند کرتے ہیں اور نہ کوئی امیر انہیں پسند کرتا ہے پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا کہ کیا وہ ان پر کسی طاقت ور سخت گیر یا کمزور فرمانبردار کو امیر مقرر کر دیں' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا امیر المومنین طاقتور کی قوت کا فائدہ آپ کو اور مسلمانوں کو ہو گا اور اس کی سختی اپنے لیے ہو گی اور کمزور فرمانبردار کی کمزوری کا نقصان آپ کو اور مسلمانوں کو ہو گا اور اس کی فرمانبرداری اپنے لیے ہو گی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تحسین کی اور انہیں فرمایا جایئے میں نے آپ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا ہے پس آپ نے دوبارہ انہیں کوفہ کا امیر مقرر کر کے واپس بھجوا دیا حالانکہ اس سے قبل آپ نے انہیں معزول کر دیا تھا کیونکہ ان کے خلاف لوگوں نے گواہی دی تھی جنہیں قذف کے باعث حد لگائی گئی تھی جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور حقیق علم اللہ ہی کو ہے اور آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف بھیج دیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' معزولی نے آپ کو دکھ دیا ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے ولایت نے خوش نہیں کیا اور تحقیق معزولی نے مجھے دکھ دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سے یہ بات دریافت کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجنا چاہا' مگر ۲۳ھ میں جلد ہی آپ کو موت نے آ لیا جس کی تفصیل ابھی بیان ہو گی' اسی لیے آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت کر دی۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے بلاد خراسان سے جنگ کی اور اس شہر کا قصد کیا جس میں

ایرانیوں کا بادشاہ یزدگرد رہتا تھا' ابن جریر کا بیان ہے کہ سیف کا خیال ہے کہ یہ جنگ ۱۸ھ میں ہوئی تھی' میں کہتا ہوں کہ پہلا قول ہی مشہور ہے۔ واللہ اعلم

یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ کا واقعہ:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھوں سے اس کا دارالخلافہ' ہیڈکوارٹر' ایوان سلطنت بساط مشورت اور اس کے ذخائر چھین لیے تو وہ وہاں سے حلوان منتقل ہو گیا' پھر مسلمان حلوان کا محاصرہ کرنے آئے تو وہ رے چلا گیا اور مسلمانوں نے حلوان اور پھر رے پر قبضہ کر لیا تو وہ اصبہان چلا گیا' اصبہان پر قبضہ ہو گیا تو وہ کرمان چلا گیا اور مسلمانوں نے کرمان جا کر اسے فتح کر لیا تو وہ خراسان چلا گیا اور وہاں فروکش ہو گیا' اس سب کچھ کے باوجود وہ آگ جسے وہ خدا کے سوا پوجتا تھا اس کے ساتھ ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتی تھی اور وہ ہر شہر میں آتش کدہ بناتا اور وہ اپنے دستور کے مطابق اس میں آگ جلاتے اور وہ ان شہروں کی طرف رات کو اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتا جس پر اس کا ہودج تھا جس میں وہ سویا کرتا تھا' ایک شب جب کہ وہ اپنے ہودج میں سویا ہوا تھا وہ اسے پانی میں گھسنے کی جگہ سے لے کر گزرے اور انہوں نے چاہا کہ وہ اسے اس جگہ سے پہلے ہی بیدار کر دیں تا کہ جب وہ پانی کے گھسنے کی جگہ میں جاگ اٹھے تو گھبرا نہ جائے اور جب انہوں نے اسے جگایا تو وہ ان سے سخت ناراض ہوا اور انہیں گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا تم نے مجھے ان ممالک وغیرہ میں ان لوگوں کی بقا کی مدت معلوم کرنے سے محروم کر دیا ہے' میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس موجود ہیں اور اس نے ان سے کہا ہے کہ تمہاری حکومت سو سال ہے انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے تو اس نے فرمایا ایک سو دس سال' انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے اس نے فرمایا ایک سو بیس سال' انہوں نے کہا میری حکومت میں اضافہ کیجیے تو اس نے فرمایا آپ کے لیے' اور تم نے مجھے بیدار کر دیا' اگر تم مجھے چھوڑ دیتے تو میں اس قوم کی مدت معلوم کر لیتا۔

احنف بن قیس اور خراسان:

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ مسلمان بلاد عجم کی فتوحات میں وسعت اختیار کریں اور کسریٰ یزدگرد پر سختی کریں کیونکہ اس نے ایرانیوں اور فوجیوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر بھڑکایا تھا' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کے مطابق اس بارے میں اجازت دے دی اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا اور آپ کو بلاد خراسان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دے دیا' پس حضرت احنف رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ یزدگرد کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہو گئے اور خراسان میں داخل ہو کر بزور قوت ہرات کو فتح کیا اور صحار بن فلاں العبدی کو وہاں پر نائب مقرر کیا پھر آپ مرو الشاہجہان یزدگرد مقیم تھا' اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اپنے آگے حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نیشاپور کی طرف اور حضرت حارث بن حسان رضی اللہ عنہ کو سرخس کی طرف روانہ کیا اور جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ' مرو الشاہجہان کے قریب ہوئے تو یزدگرد وہاں سے مرو الروز کی طرف چلا گیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ مرو الشاہجہان کو فتح کر کے وہاں فروکش ہو گئے اور یزدگرد نے مرو الروز جاتے ہی ترکوں کے بادشاہ خاقان کو امداد کا خط لکھا اور الصفد اور چین کے بادشاہوں کو بھی استمداد و استعانت کے خط لکھے اور حضرت احنف

بن قیس نے مروالشاہجہان پر حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے مروالروز میں اس کا قصد کیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس کوفی فوجیں بھی چار امراء کے ساتھ پہنچ گئیں اور جب یزدگرد کو آپ کی روانگی کا علم ہوا تو وہ بلخ کی طرف چلا گیا پس آپ نے بلخ میں یزدگرد کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شکست دی اور وہ اس کی باقیماندہ فوج جو اس کے ساتھ تھی بھاگ گئے اور آپ نے دریا کو عبور کیا اور خراسان کی حکومت حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آ گئی اور آپ نے ہر شہر پر ایک امیر مقرر کیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ واپس آ کر مروالروز میں فروکش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے پورے ملک خراسان میں آپ کو جو فتح عطا فرمائی تھی اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' حضرت عمرؓ نے فرمایا' میں چاہتا ہوں کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آگ کا ایک سمندر ہوتا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا یا امیر المومنین کیوں؟ آپ نے فرمایا' خراسان کے باشندے جلد ہی اپنے عہد کو تین بار توڑیں گے اور تیسری بار ہلاک ہو جائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین اگر یہ معاملہ خراسان کے باشندوں سے ہو گا تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ ہو [1] اور حضرت عمر نے حضرت احنف رضی اللہ عنہما کو خط لکھا جس میں آپ کو ماوراء النہر کے علاقے تک جانے سے منع کر دیا اور فرمایا خراسان کے جو شہر تمہارے قبضے میں ہیں ان کی حفاظت کیجیے اور جب یزدگرد کا ایلچی ان دو آدمیوں کے پاس پہنچا جن سے اس نے مدد مانگی تھی تو انہوں نے اس کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دی اور جب یزدگرد نے دریا کو عبور کیا اور ان دونوں کے ممالک میں داخل ہو گیا تو بادشاہوں کے دستور کے مطابق اس کی مدد کرنا انہیں لازم ہو گیا پس ترکوں کا بادشاہ خاقانِ اعظم اس کے ساتھ چلا اور یزدگرد بہت بڑی افواج کے ساتھ واپس آ گیا جن میں تاتاریوں کا بادشاہ خاقان بھی تھا اور اس نے بلخ پہنچ کر اسے واپس لے لیا اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے کارندے مروالروز میں آپ کے پاس بھاگ آئے اور مشرکین بلخ سے نکل کر حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے پاس مروالروز میں آ گئے' پس حضرت احنفؓ باشندگانِ کوفہ و بصرہ کے ساتھ جو سب کے سب بیس ہزار تھے میدان میں نکلے اور آپ نے ایک شخص کو دوسرے شخص سے کہتے سنا کہ اگر امیر عقل مند ہوا تو وہ اس پہاڑ کے ورے کھڑا ہو گا اور اس کو اپنی پشت کے پیچھے رکھے گا اور یہ دریا اس کے اردگرد خندق کی طرح ہو گا اور دشمن ایک ہی جانب سے اس کے پاس آ سکے گا پس جب صبح ہوئی تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا اور وہ بعینہٖ اس موقف پر کھڑے ہو گئے اور یہ فتح اور رشد کی علامت تھی اور ترک اور ایرانی ایک خوف ناک فوج کے ساتھ آئے تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی اور فرمایا تم تھوڑے ہو اور تمہارے دشمن زیادہ ہیں پس وہ تمہیں ڈرا نہ دیں (کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جنہوں نے اذن الٰہی سے بڑی جماعتوں پر غلبہ پایا اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور ترک دن کو جنگ کرتے تھے اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ رات کو وہ کہاں چلے جاتے ہیں پس ایک شب وہ اپنے اصحاب کے ایک دستے کے ساتھ خاقان کی فوج کی طرف بڑھے اور جب صبح کا وقت قریب آیا تو ایک ترک سوار بطور جاسوس نکلا اور وہ گلے میں زیور پہنے ہوئے تھا اور اس نے اپنے طبل پر

---

[1] اس عبارت میں غلطی سے کچھ الفاظ رہ گئے ہیں جس کو اصل کتاب کے حاشیہ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے بادی النظر میں بھی یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا کہ آپ مسلمانوں کی تباہی کے خواہش مند تھے مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ (مترجم)

چوٹ لگائی تو حضرت احنفؓ اس کی طرف بڑھے اور دونوں نے نیزوں کے دو دو وار کیے' حضرت احنفؓ نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

''ہر رئیس کا حق ہے کہ وہ نیزے کو خون سے رنگ دے یا وہ نیزہ ٹوٹ جائے' بلاشبہ وہاں ایک شیخ پچھڑا پڑا ہے جس کے پاس بچ رہنے والے ابوحفص کی تلوار ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے ترکی کا زیور چھین لیا اور اس کی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو ایک دوسرا سوار نکلا جو گلے میں زیور پہنے ہوئے تھا اور اس کے پاس طبل بھی تھا وہ اپنے طبل پر چوٹ لگانے لگا تو حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے بھی قتل کر دیا اور اس کا زیور چھین لیا اور اس کی جگہ پر کھڑے ہو گئے پھر تیسرا سوار نکلا تو آپ نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس کا زیور چھین لیا پھر حضرت احنف رضی اللہ عنہ جلدی سے اپنی فوج کی طرف واپس آ گئے اور ترکوں میں سے کسی کو کلیتہً اس کا علم نہ ہوا اور ان کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اس وقت تک باہر نہیں نکالتے تھے جب تک ان سے پہلے تین ادھیڑ عمر آدمی باہر نکل کر یکے بعد دیگرے اپنا طبل نہ بجائیں پھر وہ تیسرے آدمی کے بعد باہر نکلتے تھے' پس جب اس شب ترک باہر نکلے تو تیسرے نے رکاوٹ کر دی اور انہوں نے آکر اپنے سواروں کو مقتول پایا تو شاہ خاقان نے اس سے بدشگونی لی اور اپنی فوج سے کہا ہمارا قیام طویل ہو گیا ہے اور یہ لوگ اس جگہ پر مارے گئے ہیں اور ہمیں اس جیسی تکلیف کبھی نہیں پہنچی' اس قوم سے لڑنے میں ہماری کچھ بھلائی نہیں' ہمارے ساتھ واپس چلے چلو' پس وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے' اور مسلمانوں نے اس روز ان کا انتظار کیا کہ وہ اپنے گھاٹی سے نکل کر ان کے پاس آئیں گے مگر انہوں نے ان میں سے کسی آدمی کو نہ دیکھا پھر انہیں اطلاع ملی کہ وہ انہیں چھوڑ کر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے ہیں اور یزدگرد نے اور خاقان حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جنگ کر رہا تھا۔ مروالشاہجہان [1] جا کر جہاں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ مقیم تھے' اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں سے اپنا مدفون خزانہ نکال لیا پھر واپس آ گیا اور خاقان نے بلخ میں اس کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس واپس آ گیا۔

مسلمانوں نے حضرت احنفؓ سے پوچھا' ان کے تعاقب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور انہیں چھوڑ دو اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو اس جنگ میں زخم آئے' اور حدیث میں آیا ہے کہ جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں انہیں چھوڑے رکھو۔ (اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ مومنین کو کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے) اور کسریٰ ناکام ونامراد واپس آیا' اس کی پیاس بھی نہ بجھی اور نہ اسے کوئی بھلائی حاصل ہوئی اور نہ ہی اسے اپنے خیال کے مطابق فتح حاصل ہوئی بلکہ وہ جن لوگوں سے مدد کی امید رکھتا تھا وہ بھی اس سے الگ ہو گئے اور جس چیز کی اسے بہت ضرورت تھی اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور وہ مذبذب ہو کر رہ گیا نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا (اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راستہ نہ پائے گا) اور وہ اپنے معاملے میں ششدر رہ گیا کہ کیا کرے اور کہاں جائے؟

---

[1] اس جگہ غلطی سے کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ (مترجم)

اور جب اس نے کہا کہ میں نے چین جانے کا ارادہ کرلیا ہے یا میں خاقان کے ساتھ اس کے ملک میں رہوں گا تو اس کی قوم کے بعض دانشمندوں نے اسے کہا' ہماری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں سے مصالحت کرلیں بلاشبہ ان کا عہد اور دین ہے جس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم اس ملک کے ایک حصہ میں رہیں گے اور وہ ہمارے پڑوسی ہوں گے اور وہ غیروں کی نسبت ہمارے لیے بہتر ہوں گے مگر کسریٰ نے ان کی بات کو تسلیم نہ کیا پھر اس نے شاہ چین کی طرف کمک مانگنے کے لیے ایلچی بھیجا تو شاہ چین ایلچی سے ان لوگوں کے حالات دریافت کرنے لگا جنہوں نے ملک کو فتح کیا تھا اور بندوں کی گردنوں پر غالب آ گئے تھے اور وہ اس کو ان کے حالات بتانے لگا کہ وہ گھوڑوں اور اونٹوں پر کس طرح سوار ہوتے ہیں اور کیا کرتے ہیں اور کیسے نماز پڑھتے ہیں' اس نے اس کے ہاتھ یزدگرد کی طرف خط لکھا:

''مجھے اس بات سے کوئی امر مانع نہیں کہ میں آپ کی طرف وہ فوج بھیجوں جس کا پہلا حصہ مرو میں اور آخری حصہ چین کے بے راستہ جنگلات میں ہو اور ایسا کرنا مجھ پر واجب ہے لیکن آپ کے ایلچی نے جن لوگوں کا حال میرے پاس بیان کیا ہے ان کی صفت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑوں کا قصد کریں تو انہیں گرادیں اور اگر میں تمہاری مدد کو آؤں تو جب تک وہ اس حالت میں ہیں جو تمہارے ایلچی نے میرے پاس بیان کی ہے وہ مجھے بھی تباہ کردیں گے' پس ان سے راضی ہو جاؤ اور مصالحت کرلو''۔

پس کسریٰ اور آل کسریٰ نے بعض شہروں میں مغلوب ہو کر قیام کیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت کے دوسال بعد قتل ہو گیا جیسا کہ ہم اپنے مقام پر اسے بیان کریں گے۔

اور جب حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے فتح کا خط اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو ترکوں کے اموال سے غنیمت دی تھی بھیجی اور یہ کہ انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کردیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو غصے سمیت واپس کردیا ہے اور انہیں کچھ بھلائی حاصل نہیں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے خط پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور آپ کے پیرکاروں سے عاجل اور آجل ثواب یعنی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾

پس اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنی فوج کی مدد کی' آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے مجوسیوں کے بادشاہ کو ہلاک کردیا ہے اور ان کی جمعیت کو پریشان کردیا ہے اور وہ اپنے ملک کی ایک بالشت زمین پر بھی قابض نہیں جو کسی مسلمان کو نقصان دے سکے آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی زمینوں' گھروں' اموال اور بیٹوں کا تم کو وارث بنایا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو پس اس کے حکم کے بارے میں خوف سے کھڑے ہو جاؤ وہ تم سے اپنا عہد پورا کرے گا اور تم کو اپنا وعدہ دے گا اور بدل نہ جانا وہ تمہارے بدلے دوسرے لوگ لے آئے گا اور مجھے اس امت کے بارے میں کوئی خوف نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ تم سے پہلے لوگوں کے سے کام کرے''۔

اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی اس سال یعنی ۲۲ ہجری کی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں آذربائیجان فتح ہوا یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے ان سے آٹھ لاکھ درہم سے مصالحت کی' اور ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ حبیب بن سلمہ فہری نے اہل شام کے ساتھ آذربائیجان کو بزور قوت فتح کیا' نیز ان کے ساتھ اہل کوفہ بھی تھے جن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ نے اسے شدید جنگ کے بعد فتح کیا تھا۔ واللہ اعلم

اور اسی سال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دینور کو بزور قوت فتح کیا۔ اس سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے فتح کیا تھا مگر انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ اور اسی سال میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بزور قوت ماہ سندان کو فتح کیا۔ انہوں نے بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عہد کو توڑ دیا تھا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بصرہ تھے اور اہل کوفہ بھی ان کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے غنیمت کے بارے میں باہم جھگڑا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا غنیمت ان لوگوں کے لیے ہے جو معرکہ میں شامل ہوئے ہیں' ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمذان کے ساتھ جنگ کی اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس سے قبل وہ فتح نہ ہوا تھا اور ہمذان تک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا خاتمہ ہو گیا' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے فتح کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے اسے ۲۴ھ میں فتح کیا تھا اور اسی سال میں جرجان فتح ہوا' خلیفہ کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے طرابلس المغرب کو فتح کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے اگلے سال میں فتح کیا' میں کہتا ہوں کہ اس سب کے گذشتہ کی طرف نسبت کرنے میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ہمارے شیخؒ کا قول ہے کہ واقدی' ابن نمیر' ذہلی اور ترمذی کے قول کے مطابق اس سال حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور پہلے ۱۹ھ میں بیان ہو چکی ہے اور معضد بن یزید شیبانی آذربائیجان میں شہید ہوئے اور وہ صحابی نہ تھے۔



۲۳ھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات

واقدی اور ابومعشر کا قول ہے کہ اس سال میں اصطخر اور ہمذان فتح ہوئے اور سیف کا قول ہے کہ ان کی فتح توج الآخرۃ کی فتح کے بعد ہوئی پھر اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاشع بن مسعود نے ایرانیوں کے بہت سے آدمیوں کے قتل کے بعد توج کو فتح کیا اور ان سے بہت سی غنائم حاصل کیں پھر اس کے باشندوں پر جزیہ عائد کر دیا اور ان سے عہد کیا پھر فتح کی بشارت اور غنائم کے خمس کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا پھر اس نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شدید جنگ کے بعد جور کو فتح کیا جو ان کے پاس تھا' پھر مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کیا۔ یہ دوسری بار فتح کرنا ہے۔ اس کے باشندوں نے عہد شکنی کی تھی حالانکہ اس سے قبل حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے فوج کشی کر کے اسے فتح کیا تھا جب وہ ارض بحرین سے سمندر سے گزرے تھے اور طاؤس مقام پر ان کی اور ایرانیوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی' جیسا کہ قبل ازیں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے' پھر الہربد نے آپ سے جزیہ پر صلح کی نیز یہ کہ وہ ان پر ٹیکس مقرر کر دیں' پھر آپ نے فتح کی بشارت اور اخماس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے' ابن جریر کا بیان ہے کہ ایلچیوں کو انعامات ملتے تھے اور ان کی ضروریات پوری ہو جاتی تھیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتے تھے' پھر شہرک نے عہد شکنی کی اور عہد سے دستبردار ہو گیا اور ایرانیوں کو بھی جرأت دلائی اور انہوں نے بھی عہد توڑ دیا تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور اپنے بھائی الحکم کو بھیجا اور انہوں نے ایرانیوں سے جنگ کی اور اللہ نے مشرکین کی فوجوں کو شکست دی اور الحکم بن ابی العاص نے شہرک کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی قتل ہو گیا' ابومعشر کا بیان ہے کہ ایران کی پہلی جنگ اور اصطخر کی آخری جنگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں ۲۸ھ میں ہوئی اور ایران کی آخری جنگ اور جور کا معرکہ ۲۹ھ میں ہوا۔

فسا اور دارابجرد کی فتح اور ساریہ بن زنیم کا واقعہ:

سیف نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ ساریہ بن زنیم نے فسا اور دارابجرد کا قصد کیا اور اس کے مقابلہ میں ایرانیوں اور کردوں کی عظیم افواج جمع ہو گئیں اور مسلمانوں کو ایک امر عظیم اور بہت سی فوج کا اچانک سامنا کرنا پڑا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شب خواب میں ان کے میدان کارزار اور دن کے وقت ان کی تعداد کو دیکھا اور یہ کہ وہ ایک صحرا میں ہیں اور وہاں ایک پہاڑ ہے' اور اگر وہ اس کا سہارا لے لیں تو وہ ایک ہی جانب سے آ سکیں گے' دوسرے دن آپ نے ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان کر دیا حتیٰ کہ وہ ساعت آ گئی جس میں آپ نے ان کے اجتماع کو دیکھا تھا تو آپ لوگوں کے پاس گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور جو کچھ دیکھا تھا اس کا حال بیان کیا پھر فرمایا یا ساریۃ الجبل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف چلے جاؤ' پھر ان کے پاس آ کر فرمایا بلاشبہ اللہ کے کچھ لشکر ہیں شاید کوئی لشکر انہیں یہ بات پہنچا دے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا انہوں نے پہنچا دیا پس

اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دشمن پر فتح دی اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا' اور سیف نے ایک دوسری روایت میں اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے فرمایا یا ساریہ بن زنیم الجبل الجبل' اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی طرف چلے جاؤ' پس مسلمانوں نے وہاں ایک پہاڑ کی پناہ لے لی اور دشمن نے صرف ایک جانب سے ان پر قدرت پائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پر فتح دی اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا اور بہت سی غنیمت حاصل کی اور ان غنائم میں سے جواہرات کی ایک ٹوکری بھی تھی جسے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مانگ لیا اور جب وہ اخماس کے ساتھ آپ کے پاس پہنچی تو ایلچی خمس لے کر آ گیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ میں عصا پکڑے کھڑے ہو کر مسلمانوں کو صفوں میں کھانا کھلاتے پایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور آپ نے اسے نہ پہچانا اس شخص نے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو چل دیئے اور وہ شخص آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور اس نے اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دے دی' کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے لیے روٹی تیل اور نمک رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا نزدیک ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ' ایلچی بیان کرتا ہے کہ میں بیٹھ گیا تو آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے' کیا آپ آ کر کھانا نہیں کھائیں گی؟ اس نے کہا میں آپ کے پاس ایک شخص کی آہٹ سن رہی ہوں' آپ نے فرمایا بے شک وہ کہنے لگیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مردوں کے سامنے باہر آؤں تو آپ اس لباس کے سوا' میرے لیے کوئی اور لباس خرید لیں' آپ نے فرمایا' کیا تو راضی نہیں کہ تجھے ام کلثوم بنت علی اور عمر رضی اللہ عنہم کی بیوی کہا جائے' وہ کہنے لگیں' یہ بات مجھے بہت کم کفایت کرنے والی ہے پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا نزدیک ہو جاؤ اور کھانا کھاؤ' پس اگر وہ راضی ہوتیں تو یہ کھانا اس سے اچھا ہوتا جسے تو دیکھ رہا ہے پھر دونوں نے کھانا کھایا اور جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا یا امیر المومنین میں ساریہ بن زنیم کا ایلچی ہوں' آپ نے فرمایا خوش آمدید' پھر آپ نے اسے قریب کیا حتیٰ کہ اس کا گھٹنا آپ کے گھٹنے کو چھونے لگا پھر آپ نے اس سے مسلمانوں کے متعلق دریافت کیا پھر ساریہ بن زنیم کے متعلق پوچھا تو اس نے آپ کو اس کے متعلق بتایا پھر اس نے آپ سے جواہرات کی ٹوکری کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے فوج کے پاس واپس لے جانے کا حکم دیا اور اہل مدینہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی سے فتح کے متعلق پوچھا تو اس نے انہیں بتایا' انہوں نے اس سے پوچھا' کیا انہوں نے معرکہ کے روز کوئی آواز سنی تھی؟ اس نے جواب دیا' ہاں' ہم نے ایک آواز کو کہتے سنا' ''یا ساریۃ الجبل'' اور ہم ہلاکت کے قریب تھے پس ہم نے اس کی پناہ لے لی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دے دی' پھر سیف نے اسے مجالد سے بحوالہ شعبی اسی طرح روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن وہب نے عن یحییٰ بن ایوب عن ابن عجلان عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوج روانہ کی اور ایک شخص کو اس کا امیر بنایا جسے ساریہ کہا جاتا تھا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے تو آپ یا ساری الجبل یا ساری الجبل پکارنے لگے۔ آپ نے یہ فقرہ تین بار کہا پھر فوج کا ایلچی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا یا امیر المومنین ہمیں شکست ہو گئی اسی اثنا میں ہم نے ایک پکارنے والے کو تین بار یا ساریۃ الجبل کہتے سنا تو ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کے ساتھ لگا لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ ہی یہ آواز دے رہے تھے اور یہ اسناد جید اور حسن ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ نافع بن ابی نعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا یا ساریۃ ابن زنیم الجبل' اور لوگوں کو کچھ پتہ نہ چلا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ یاامیر المومنین ہم دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ہم دن کو چاق وچوبند رہتے تھے اور ان کا کوئی شخص ہم سے لڑنے نہیں آتا تھا نیز ہم نشیبی زمین میں تھے اور وہ ایک بلند قلعے میں تھے' پس میں نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو یا ساریۃ الجبل پکار رہا تھا سو میں اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور ایک ساعت ہی گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دے دی' اور حافظ ابوالقاسم اللالکائی نے اسے مالک کے طریق سے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کیا ہے اور مالک کی حدیث سے اس کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے اور ابوسلیمان نے بحوالہ یعقوب بن زید مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز نماز کے لیے نکلے تو منبر پر چڑھ گئے پھر پکارنے لگے یا ساریۃ بن زنیم الجبل' جس نے بھیڑیے سے بھیڑوں کی رکھوالی کی خواہش کی اس نے ظلم کیا' پھر خطبہ دیا اور فارغ ہو گئے' پس حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ جمعہ کے روز فلاں فلاں گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی ہے۔ یعنی اس گھڑی جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر منبر پر تقریر کی تھی۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے یا ساریۃ بن زنیم الجبل یا ساریۃ بن زنیم الجبل' اور جس نے بھیڑیے سے بھیڑوں کی رکھوالی کی خواہش کی اس نے ظلم کیا' کی آواز سنی' تو میں اپنے اصحاب کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس سے قبل ہم وادی کے نشیب میں تھے اور ہم دشمن کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح دے دی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا وہ کلام کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے وہی بات کی ہے جو میری زبان پر جاری کی گئی ہے' پس یہ طریق ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں۔

پھر ابن جریر نے سیف کے طریق سے اس کے شیوخ سے بیان کیا ہے کہ کرمان کو حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ نے ان کو مدد دی' اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے کرمان کو فتح کیا تھا پھر اس نے بیان کیا ہے کہ سجستان کو شدید جنگ کے بعد حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اور اس کی سرحدیں بڑی وسیع اور اس کے شہر سندھ سے لے کر دریائے بلخ تک دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ اس کی سرحدوں اور دروں سے قندھار اور ترکوں سے جنگ کرتے تھے اور اس نے بیان کیا ہے کہ مکران کو الحکم بن عمرو نے فتح کیا اور شہاب بن مخارق بن شہاب' سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ کے ذریعے اسے مدد دی گئی اور انہوں نے سندھ کے بادشاہ کے ساتھ جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے سندھ کی فوجوں کو شکست دی اور مسلمانوں نے ان سے بہت سی غنیمت حاصل کی اور الحکم بن عبداللہ نے فتح کی بشارت کا خط لکھا اور صحار العبدی کے ہاتھ اخماس بھیجے اور جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے ارض مکران کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین اس کی نرم ہموار زمین' پہاڑ ہے اور اس کا پانی پہاڑ سے ٹپکنے والا ہے اور اس کا پھل' ردی اور ادنیٰ قسم کی کھجور ہے اور اس کا دشمن دلیر ہے اور اس کی خیر قلیل اور شر طویل ہے اور وہاں کثیر بھی قلیل ہے اور قلیل وہاں ضائع ہونے والا ہے اور جو اس

سے پرے ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا تو سجاع[2] ہے یا مخبر ہے' اس نے کہا مخبر ہوں' پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے الحکم بن عمرو کو خط لکھا کہ اس کے بعد وہ مکران کے ساتھ جنگ نہ کریں اور جو علاقہ دریا سے ورے ہے اسی پر اکتفا کریں اور الحکم بن عمرو نے اس بارے میں کہا ہے۔

''یہ مستورات کسی فخر کے بغیر اس غنیمت سے سیر ہوگئی ہیں جو مکران سے ان کے پاس آئی ہے اور وہ بھوک اور تنگی کے بعد ان کے پاس آئی ہے جب کہ موسم سرما دھوئیں سے خالی رہا ہے اور فوج میرے فعل کی مذمت نہیں کرتی اور میری زبان اور تلوار کی مذمت کی جاتی ہے' اس صبح کو میں کمینے لوگوں کو سندھ کے وسیع وعریض اور نزدیک علاقے کی طرف دھکیل رہا تھا اور مہران ہمارے ارادے کے مطابق لگام ڈھیلی کیے بغیر ہمارا مطیع تھا اور اگر میرا امیر مجھے اس سے نہ روکتا تو ہم اسے متفرق تنگ علاقوں تک طے کر جاتے''۔

غزوۂ اکراد:

پھر ابن جریر نے اپنی سند سے سیف سے اس کے شیوخ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ کردوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایرانیوں کی ایک جماعت آملی تو ابوموسیٰ نے دریائے تیوی کے قریب ارض بیروز میں ایک مقام پر ان سے جنگ کی پھر ابوموسیٰ انہیں چھوڑ کر اصبہان کی طرف چلے گئے اور ربیع بن زیاد کو اس کے بھائی مہاجر بن زیاد کے قتل کے بعد ان سے جنگ کرنے پر نائب مقرر کیا' اس نے جنگ کرنا قبول کرلیا اور ان پر برافروختہ ہوگیا' پس اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین کے اتباع میں سے اپنے مومن بندوں اور گروہ مفلحین کے ساتھ اپنی عادت مستمرہ اور سنت مستقرہ کے مطابق دشمن کو شکست دے دی' پھر غنیمت کا خمس لگایا گیا اور فتح کی بشارت اور خمس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور ضبہ بن محصن نے جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ابوموسیٰ کی شکایت کی اور ان کے متعلق ایسی باتوں کا ذکر کیا جن کے باعث انہیں ملامت نہیں کی جا سکتی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر ان باتوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے مقبول وجوہ کی بنا پر ان سے عذر کیا جنہیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا اور انہیں اپنے کام پر واپس بھیج دیا اور ضبہ نے اپنی تاویل کا عذر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور حضرت ابوموسیٰ بصرہ کی نماز پر مقرر تھے۔

سلمہ بن قیس اشجعی اور اکراد کے حالات:

آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دستے کا امیر بنا کر بھیجا اور آپ کو بہت سی وصیتیں کیں جو صحیح مسلم میں حضرت بریدہ کی حدیث کے مضمون پر مشتمل ہیں۔ اللہ کے نام سے جنگ کرو' اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو' الحدیث الی الآخرہ پس انہوں نے ان سے جنگ کی اور ان کے جانبازوں کو قتل کر دیا اور ان کی اولاد کو قید کرلیا اور ان کے اموال کو حاصل کیا' پھر حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایلچی کو فتح کی بشارت اور غنائم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا' مؤرخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

---

[1] مصری نسخہ میں ہے کہ جو اس سے ورے ہے وہ اس سے بہتر ہے۔

[2] سجاع' مقفیٰ کلام بولنے والے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

پاس اس کے جانے کا ذکر کیا ہے اس وقت آپ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے' پھر آپ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے جیسا کہ قبل ازیں حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان ہو چکا ہے اور انہوں نے آپ سے لباس طلب کیا جیسا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اپنی بیویوں کو پہناتے ہیں' آپ نے فرمایا' کیا تیرے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تجھ کو دختر علی اور امیر المومنین کی بیوی کہا جائے' پھر اس نے آپ کے سخت کھانے اور بے چھلکا جو کے مشروب کا ذکر کیا پھر آپ نے اس سے مہاجرین کے حالات پوچھنے شروع کیے کہ ان کا کھانا اور بال کیسے ہیں اور کیا وہ گوشت کھاتے ہیں جو ان کا شجرہ ہے اور اپنے شجرہ کے بغیر عربوں کی کوئی بقا نہیں اور اس نے جواہرات کی اس ٹوکری کے آپ کے پاس پیش کیے جانے کا بھی ذکر کیا ہے' مگر آپ نے اس کے لینے سے قسمیہ طور پر انکار کیا اور آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے واپس لے جائے اور غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم کر دے اور ابن جریر نے اسے نہایت طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو حج کروایا اور یہ آپ کا آخری حج تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ اسی سال میں آپ کی وفات ہوئی پھر اس نے تفصیل کے ساتھ آپ کے قتل کے حالات کو بیان کیا ہے اور میں نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخر میں اسے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے' پس وہاں سے یہاں لکھا جاتا ہے۔

آپ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی ابن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القرشی' ابوحفص العدوی الملقب بالفاروق تھے۔

کہتے ہیں اہل کتاب نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔ اور آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہشام تھیں جو ابوجہل کی ہمشیرہ تھیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۷ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر واحد اور تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور متعدد سرایا میں گئے اور بعض سرایا کے آپ امیر بھی تھے اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المومنین کہا گیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے تاریخ لکھی اور لوگوں کو تراویح پر جمع کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رات کو مدینہ میں پاسبانی کی اور درہ اٹھایا اور اس سے تادیب کی اور شراب نوشی کی سزا میں اسی کوڑے لگائے اور روزینے جاری کیے اور شہر تعمیر کیے اور فوجوں کو منظم کیا اور ٹیکس ساقط کیا اور رجسٹر بنائے اور عطیات پیش کیے اور قاضی مقرر کیے اور ضلعے بنائے جیسے کہ سواد' اہواز' جبال اور فارس وغیرہ ہیں اور تمام شام' جزیرہ' موصل' میا فارقین' آمد' آرمینیا اور مصر اور اسکندریہ کو فتح کیا اور جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی فوجیں بلادرے پر چڑھائی کیے ہوئے تھیں' آپ نے شام سے یرموک' بصریٰ' دمشق' اردن' بیسان' طبریہ جابیہ' فلسطین' رملہ' عسقلان' غزہ' سواحل اور قدس کو فتح کیا اور الجزیرہ' حران' الرہا' رقہ' نصیبین' رأس عین' شمشاط' عین وردۃ' دیار بکر' دیار ربیعہ' بلاد موصل اور تمام آرمینیا کو فتح کیا اور عراق سے قادسیہ' حیرہ' دریائے سیر' ساباط' مدائن کسریٰ اور فرات' دجلہ' ابلۃ' بصرہ' اہواز' فارس' نہاوند' ہمذان' رے' قومس' خراسان' اصطخر' اصبہان' سوس' مرو' نیشاپور جرجان' آذربائیجان وغیرہ کے اضلاع کو فتح کیا اور آپ کی افواج نے متعدد بار دریا کو عبور کیا اور آپ اللہ کے حضور متواضع' تنگ گذران' سخت خوراک اور اللہ کے بارے میں سخت گیر تھے' اور آپ عظیم ہیبت کے باوجود کپڑے کو چمڑے کا

پیوند لگاتے اور مشکیزے کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے تھے اور برہنہ پشت گدھے اور چھال سے نکیل دیئے اونٹ پر سوار تھے' آپ بہت کم ہنستے تھے اور کسی سے مزاح نہیں کرتے تھے اور آپ کی انگوٹھی کا نقش "کفی بالموت واعظا یا عمر" تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے اللہ کے دین کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سخت گیر ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں' آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ دونوں بطور سمع وبصر کے ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہے۔ نیز فرمایا میری امت کا سب سے زیادہ رحیم انسان ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اللہ کے دین کے بارے میں سب سے زیادہ سخت گیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا' آپ بڑے قاضی ہیں' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے دل کو ان کے لیے رحم سے بھر دیا ہے اور ان کے دلوں کو میرے رعب سے بھر دیا ہے' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مال سے میرے لیے دو حلے لینا جائز ہیں ایک حلہ موسم سرما کے لیے اور ایک موسم گرما کے لیے اور میرے اہل کو خوراک قریش کے ایک آدمی کی مانند ہوگی جوان کا زیادہ مالدار شخص نہ ہوگا پھر میں مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو گورنر مقرر کرتے تو اس کے لیے عہد لکھتے اور اس پر مہاجرین کے ایک گروہ کی گواہی دلواتے اور اس پر شرط عائد کرتے کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا اور نہ صاف ستھرا کھائے گا اور نہ باریک لباس پہنے گا اور نہ حاجت مندوں کے آگے اپنا دروازہ بند کرے گا اور اگر وہ ان میں سے کوئی کام کرے گا تو اس پر سزا واجب ہو جائے گی' بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص آپ سے بات بیان کرتا اور اس میں ایک دو جھوٹی باتیں بیان کرتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے اسے روک اسے روک' وہ شخص بیان کرتا ہے خدا کی قسم جب کبھی میں نے آپ سے حق بیان کیا ہے' اس کے سوا آپ نے مجھے اس کے روکنے کا حکم دیا ہے۔

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا کو چاہا اور نہ دنیا نے آپ کو چاہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا نے چاہا اور آپ نے دنیا کو نہ چاہا' اور ہم دنیا میں پیٹ کی پشت تک لوٹ پوٹ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عتابانہ رنگ میں کہا گیا کہ اگر آپ اچھا کھانا کھاتے تو وہ آپ کے لیے حق پر زیادہ قوت بخش ہوتا آپ نے فرمایا میں نے اپنے دو ساتھیوں کو ایک طریق پر چھوڑا ہے' اگر میں ان کے طریق کو پالوں تو مقام میں ان کو نہیں پا سکتا اور آپ خلیفہ ہوتے ہوئے پیوند شدہ اونی جبہ پہنتے تھے جن میں سے بعض پیوند چمڑے کے ہوتے تھے اور کندھے پر درہ رکھ کر بازاروں میں چکر لگاتے تھے اور درے سے لوگوں کی تادیب کرتے تھے اور جب گٹھلی وغیرہ کے پاس سے گزرتے تو اسے اٹھا کر لوگوں کے گھروں میں پھینک دیتے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان چار پیوند تھے اور آپ کے تہبند کو چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے آپ نے منبر پر خطبہ دیا تو آپ کی چادر میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ نے اپنے حج میں سولہ دینار

خرچ کیے اور اپنے بیٹے سے فرمایا ہم نے فضول خرچی کی ہے اور آپ کسی چیز کا سایہ نہ لیتے تھے ہاں آپ اپنی چادر کو درخت پر ڈال کر اس کے نیچے سایہ لیتے تھے اور آپ کے لیے کوئی خیمہ نہ تھا اور جب آپ بیت المقدس کی فتح کے لیے شام آئے تو آپ ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے سر کا گنجہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا اور آپ کے سر پر عمامہ یا ٹوپی نہ تھی اور آپ نے پالان کے اگلے پچھلے حصے کے درمیان رکاب کے بغیر اپنی ٹانگوں کو جوڑا ہوا تھا اور آپ کا فرش مینڈھے کی اون کا تھا اور جب اترتے تھے تو وہی آپ کا بچھونا ہوتا تھا اور آپ کا تھیلا چھال سے بھرا ہوتا تھا اور جب آپ سوتے تھے تو وہی آپ کا تکیہ ہوتا تھا اور آپ کی قمیص کھدرے کپڑے کی تھی جو بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا گریبان پھٹ چکا تھا' آپ جب اترتے تو فرماتے بستی کے نمبردار کو میرے پاس بلا لاؤ' وہ اسے بلاتے تو آپ فرماتے میری قمیص کو دھو کر سی دو اور مجھے عاریۃً ایک قمیص دے دو' آپ کے پاس کتان[1] کی قمیص لائی گئی تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا یہ کتان ہے آپ نے فرمایا کتان کیا ہوتا ہے تو انہوں نے آپ کو بتایا' پس آپ نے اپنی قمیص اتاری تو انہوں نے اسے دھویا اور سیا پھر آپ نے اسے پہن لیا' ایک شخص نے آپ سے کہا آپ عرب کے بادشاہ ہیں اور ان ممالک میں اونٹوں کی سواری مناسب نہیں' آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا تو آپ نے کجاوے اور زین کے بغیر اس پر چادر ڈال دی اور جب آپ چلے تو ترکی گھوڑا تیز رفتاری کرنے لگا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اسے روک دو' میں خیال نہیں کرتا تھا کہ لوگ شیاطین پر سوار ہوتے ہیں' میرا اونٹ لاؤ پھر آپ اس سے اتر کر اونٹ پر سوار ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' آپ کسی حاجت کے لیے ایک باغ میں چلے گئے اور میں نے آپ کو کہتے سنا۔ میرے اور آپ کے درمیان باغ کی دیوار حائل تھی۔ عمر بن الخطاب امیر المومنینؓ' آفرین ہے خطاب کے بیٹے' خدا کی قسم تو ضرور بچنے کے لیے اللہ کی آڑ لے گا یا وہ تجھے عذاب دے گا۔ آپ نے اپنے کندھے پر مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرا نفس خود پسند ہو گیا تھا میں نے چاہا کہ اسے ذلیل کر دوں' آپ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور فجر تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے اور آپ لگاتار روزے رکھے بغیر فوت نہیں ہوئے اور عام الرمادہ میں آپ صرف روٹی اور تیل کھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کی جلد سیاہ ہو گئی اور آپ فرماتے تھے' اگر میں سیر ہو جاؤں اور لوگ بھوکے رہیں تو میں بہت برا والی ہوں اور رونے کی وجہ سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پڑی ہوئی تھیں اور آپ قرآن کی آیت سن کر غش کھا جایا کرتے تھے اور آپ کو لیٹے لیٹے اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا جاتا تھا اور کئی روز تک آپ کی عیادت کی جاتی اور خوف کے سوا آپ کو کوئی مرض نہ ہوتا تھا' حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شب کو تاریکی شب میں باہر نکلے اور ایک گھر میں داخل ہو گئے' جب صبح ہوئی تو میں اس گھر کی طرف گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اپاہج بڑھیا بیٹھی ہے' میں نے اس سے پوچھا' اس شخص کا کیا حال ہے جو تمہارے پاس آتا ہے' اس نے کہا وہ اتنی مدت سے میری خبر گیری کر رہا ہے اور میری ضرورت کی چیزیں میرے پاس لے آتا ہے اور مجھ سے تکلیف کو دور کرتا ہے' میں نے اپنے نفس سے کہا اے طلحہ!

---

[1] کتان' السی کے پودے کو کہتے ہیں جس سے کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ (مترجم)

تیری ماں تجھے کھودے تو عمر رضی اللہ عنہ کی لغزشوں کا پیچھا کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ تاجروں کی ایک پارٹی مدینہ آئی تو وہ نماز پڑھنے کی جگہ پر اتر پڑے' حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے فرمایا' کیا آپ رات کو ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' پس دونوں حضرات نے ان کی حفاظت کرتے اور نماز پڑھتے رات گزاری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ اس کی طرف گئے اور اس کی ماں سے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنے بچے سے حسن سلوک کر' پھر آپ اپنی جگہ واپس آئے تو آپ نے اس کے رونے کی آواز سنی تو دوبارہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسی قسم کی بات اسے کہی اور پھر اپنی جگہ پر واپس آ گئے' جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے اس کی ماں کے پاس آ کر اسے کہا' تو ہلاک ہو تو بہت بری ماں ہے' میں رات سے دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے بیٹے کو رونے سے قرار نہیں آ رہا' اس نے کہا اے بندۂ خدا میں اسے کھانے سے غافل کر رہی ہوں اور وہ نہیں مانتا' آپ نے فرمایا' کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا روزینہ مقرر کرتے ہیں جس کا دودھ چھٹا ہوا ہو' آپ نے پوچھا' تمہارے اس بیٹے کی عمر کیا ہے؟ اس نے کہا اتنے ماہ ہے' آپ نے فرمایا' تو ہلاک ہو اس کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کر' اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی تو آپ رونے کے باعث لوگوں کے لیے واضح قرأت نہ کر سکتے تھے پھر فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی شدت نے مسلمانوں کے کتنے بچوں کو قتل کر دیا ہے پھر آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو' ہم ہر مسلمان بچے کے لیے روزینہ مقرر کرتے ہیں اور آپ نے یہ بات اطراف کو بھی لکھ دی۔

اسلم کا بیان ہے کہ ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے بیرونی حصے میں گیا تو ہمیں ایک بالوں کا خیمہ نظر آیا' ہم اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک عورت دردزہ میں مبتلا ہے اور رو رہی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں ایک عرب عورت ہوں اور میرے پاس کوئی چیز نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور دوڑتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنتِ حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہا' کیا آپ کو اس اجر میں کچھ دلچسپی ہے جسے اللہ آپ کے پاس لے آیا ہے اور انہیں سارا واقعہ بتایا انہوں نے جواب دیا ہاں' پس آپ نے اپنی پشت پر آٹا اور چربی اٹھائی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ولادت کے مناسب حال چیزیں اٹھائیں اور دونوں آ گئے' حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا' عورت کے پاس چلی گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے خاوند جو آپ کو نہیں جانتا تھا۔ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے' اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا یا امیرالمومنین اپنے ساتھی کو بچے کی بشارت دیجیے' جب اس شخص نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو اس بات کو بڑا خیال کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس معذرت کرنے لگا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تم پر کوئی خوف نہیں' پھر آپ نے ان کو اخراجات اور ان کی ضرورت کی اشیاء پہنچا دیں اور واپس آ گئے۔

اسلم کا بیان ہے' ایک شب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقم کی سیاہ سنگی زمین کی طرف گیا اور جب ہم صرار مقام میں تھے تو اچانک آپ نے آگ کو دیکھا تو فرمایا اے اسلم یہاں کوئی قافلہ ہے جنہیں رات نے روک دیا ہے' آؤ ان کے پاس چلیں' ہم ان

کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ بیٹھی ہے اور ہنڈیا آگ پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے بچے بھوک سے چلا رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے روشنی والو السلام علیکم اس عورت نے کہا وعلیکم السلام آپ نے فرمایا میں قریب آ جاؤں' اس نے کہا قریب آ جاؤ یا چھوڑ دو' ہم نے قریب ہو کر کہا آپ لوگوں کا کیا حال ہے' اس نے کہا ہمیں رات اور ٹھنڈک نے روک دیا ہے' آپ نے فرمایا یہ بچے کیوں چلا رہے ہیں؟ اس نے کہا بھوک سے' آپ نے فرمایا' آگ پر کیا چیز پڑی ہے؟ اس نے کہا' پانی پڑا ہے جس سے میں انہیں بہلا رہی ہوں تا کہ یہ سو جائیں' ہمارے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اللہ ہی فیصلہ کرے گا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور دوڑتے ہوئے آٹے کے گودام کی طرف واپس آئے اور ایک پیمانہ آٹا اور چربی کا ایک چرمی برتن نکالا اور فرمایا اے اسلم اسے میری پشت پر لاد دو' میں نے کہا' آپ کی بجائے اسے میں اٹھاتا ہوں' آپ نے فرمایا تو قیامت کے روز میرا بوجھ اٹھائے گا؟ پس آپ نے اسے اپنی پشت پر اٹھا لیا اور ہم اس عورت کی طرف گئے تو آپ نے اسے اپنی پشت سے اتارا اور آٹا نکال کر ہنڈیا میں ڈالا اور اس پر کچھ چربی ڈالی اور ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارنے لگے اور دھواں ایک ساعت تک آپ کی داڑھی میں گھسنے لگا پھر آپ نے اسے آگ سے اتارا اور فرمایا مجھے پلیٹ دو' پلیٹ لائی گئی تو آپ نے اسے بھر دیا پھر اسے بچوں کے آگے رکھ دیا اور فرمایا کھاؤ' سو وہ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور عورت آپ کے لیے دعا کرتی رہی اور وہ آپ کو نہ جانتی تھی۔ اور آپ مسلسل ان کے پاس رہے یہاں تک کہ چھوٹے بچے سو گئے پھر آپ نے انہیں اخراجات دیئے اور واپس آ گئے پھر میرے پاس آ کر فرمایا اے اسلم بھوک انہیں رُلائے اور جگائے ہوئے تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیرون مدینہ دوڑتے دیکھا تو آپ سے کہا یا امیر المومنین آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا ہے میں اسے تلاش کر رہا ہوں' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اپنے بعد کے خلفاء کو تھکا دیا ہے' بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک لڑکی کو دیکھا جو بھوک سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی' فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے کہا عبداللہ کی بیٹی نے کہا یہ میری بیٹی ہے آپ نے فرمایا اسے کیا ہے؟ اس نے کہا' آپ کے قبضہ میں جو کچھ ہے آپ اسے ہم سے روک رکھتے ہیں اور ہمیں وہ تکلیف پہنچتی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں' آپ نے فرمایا اے عبداللہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی خدا کی قسم میں تم کو وہی کچھ دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے' کیا تم مجھ سے اس بات کے خواہش مند ہو کہ میں تمہیں وہ کچھ دوں جو تمہارے لیے مقرر نہیں؟ اور خائن بن جاؤں' یہ روایت زہری کی ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوحمزہ یعقوب بن مجاہد نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ ابوعمرو ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام امیر المومنین کس نے رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا وہی امیر المومنین ہیں اور سب سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام امارت کہا اور بعض کا قول ہے کہ کسی دوسرے آدمی نے کہا ہے۔ واللہ اعلم

ابن جریر کا قول ہے کہ احمد بن عبدالصمد انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عمرو بنت حسان الکوفیہ نے۔ جو ایک سو تیس سال کی تھی۔ اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگ کہنے لگے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

خلیفہ کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ بات تو لمبی ہو جائے گی' تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں' پس آپ کا نام امیر المومنین رکھ دیا گیا۔

اور اس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ۲۳ھ کے حج سے فارغ ہوئے اور کشادہ نالے میں فروکش ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکایت کی کہ وہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور ان کی قوت کمزور ہو گئی ہے اور ان کی رعیت منتشر ہو گئی ہے اور وہ کوتاہی سے خائف ہیں اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ انہیں موت دے دے نیز انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں شہادت سے سرفراز فرمائے' جیسا کہ صحیح میں ان سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہید ہونے اور تیرے رسول کے شہر میں مرنے کی دعا کرتا ہوں' پس اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی۔ اور مدینہ نبویہ میں آپ کو شہادت سے سرفراز فرما کر دونوں باتوں کی تکمیل کر دی اور یہ ایک نہایت ہی نادر بات ہے۔ ولکن اللہ لطیف بما یشاء۔

اتفاق سے مجوسی الاصل رومی گھرانے کے ابولؤلؤہ فیروز نے جب کہ آپ ۲۶/ ذوالحجہ کو بدھ کے روز محراب میں کھڑے ہو کر صبح کی نماز پڑھ رہے تھے' آپ پر دو دھارے خنجر کا وار کیا' پس اس نے آپ پر تین وار کیے اور بعض کا قول ہے کہ چھ وار کیے' ان میں سے ایک وار آپ کی ناف کے نیچے کیا جس نے سفاق کو کاٹ دیا اور آپ دھڑام سے نیچے گر پڑے اور آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور عجمی کافر خنجر سمیت واپس آ گیا اور وہ جس کسی کے پاس سے گزرتا اس پر وار کر دیتا حتیٰ کہ اس نے تیرہ آدمیوں پر وار کیے جن میں سے چھ آدمی مر گئے' حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس پر کوٹ پھینکا تو اس نے خودکشی کر لی' اللہ اس پر لعنت کرے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور آپ کے زخم سے خون رواں تھا۔ اور یہ واقعہ طلوع آفتاب سے پہلے کا ہے۔ آپ کو ہوش آتا پھر آپ بے ہوش ہو جاتے پھر وہ آپ کے پاس نماز کا ذکر کرتے تو آپ ہوش میں آ جاتے اور فرماتے بہت اچھا' اور اس شخص کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں جو تارکِ نماز ہے پھر آپ نے اسی وقت نماز پڑھی پھر آپ نے اپنے قاتل کے متعلق پوچھا وہ کون ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤہ ہے' آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں کروائی جو ایمان کا دعوے دار ہے اور اس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا پھر فرمایا خدا تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے ہم نے اس کے متعلق حسن سلوک کا حکم دیا تھا۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر روزانہ دو درہم ٹیکس مقرر کیا تھا پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیں وہ بڑھئی' نقاش اور لوہار ہے' اور آپ نے اس کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا کہ وہ ہر ماہ ایک سو درہم ادا کیا کرے نیز آپ نے اسے کہا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو بہت اچھی چکی بناتا ہے جو ہوا سے چلتی ہے ابولؤلؤہ نے کہا قسم بخدا! میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کے متعلق مشارق و مغارب میں لوگ باتیں کریں گے۔ اور اس نے منگل کی شام کو پختہ ارادہ کر لیا۔ اور بدھ کی صبح کو جب کہ ذوالحجہ کے چار دن باقی تھے' آپ پر خنجر کا وار کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ آپ کے بعد خلافت کا مسئلہ ان چھ آدمیوں کے مشورہ سے طے پائے گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے اور وہ چھ آدمی یہ تھے' حضرت علی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم' اور آپ نے ان میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ آپ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے نیز آپ کو یہ خدشہ بھی تھا

کہ اس کے باعث امارت میں ان کی رعایت کی جائے گی اور آپ نے وصیت کی کہ جو شخص ان کے بعد خلیفہ مقرر ہو وہ لوگوں کے طبقات ومراتب کے مطابق ان سے بھلائی کرے اور تین دن کے بعد آپ وفات پا گئے اور اتوار کے روز یکم محرم ۲۴ھ کو حجرۂ نبویہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے دفن ہوئے اور اسی روز امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حاکم بنے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بدھ کے روز حملہ ہوا جب کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں اور یکم محرم ۲۴ھ کو اتوار کے روز آپ دفن ہوئے اور آپ نے دس سال پانچ ماہ اکیس روز خلافت کی اور محرم کی تین راتیں گزرنے پر سوموار کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' راوی بیان کرتا ہے میں نے عثمان اخنس سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا میرے خیال میں تو بھول گیا ہے' ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ذوالحجہ کی ایک رات باقی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور آپ نے ۲۴ھ کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا۔

ابومعشر کا قول ہے کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی چار راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن رہی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ ہشام بن محمد کے حوالے سے میرے پاس بیان کیا گیا ہے کہ ۲۳ھ کے ذوالحجہ کی تین راتیں باقی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن رہی' اور سیف نے خلید بن فروہ اور مجالد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ۳/محرم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور آپ نے باہر آ کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور علی بن محمد المدائنی نے عن شریک عن اعمش یا جابر الجعفی عن عوف بن مالک الاشجعی عامر بن محمد سے اس کی قوم کے اشیاخ سے روایت کی ہے اور عثمان بن عبدالرحمٰن نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدھ کے روز زخمی ہوئے جب کہ ذوالحجہ کی سات راتیں باقی تھیں' مگر پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

آپ کا حلیہ:

قد دراز' سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے' آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ' گندم گوں اور بعض کا قول ہے کہ آپ بہت سفید رنگ تھے جس پر سرخی غالب تھی' دانت سفید اور خوب صورت تھے آپ داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے اور مہندی کے ساتھ اپنے سر کو کنگھی کرتے تھے۔

جس روز آپ کی وفات ہوئی متعدد اقوال کی بنا پر جن کی تعداد دس ہے آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' ابن جریر کا قول ہے کہ زید بن احزم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوقتیبہ نے عن جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۵۵ سال کی عمر میں شہید ہوئے اور الدراوردی نے اسے عن عبداللہ عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے بھی ابن جریر سے بحوالہ زہری یہی بیان کیا ہے اور احمد نے اسے عن علی بن زید عن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت

کیا ہے اور نافع سے ایک دوسری روایت میں ۵۶ سال بیان ہوئے ہیں' ابن جریر کا قول ہے کہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ۵۳ سال تھی' یہ بات ہشام بن محمد کے حوالے سے میرے پاس بیان کی گئی ہے' پھر عامر الشعبی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے میں کہتا ہوں' قبل ازیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں بھی ایسے ہی بیان کیا گیا ہے اور قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ۶۱ سال کی عمر میں ہوئی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہریؒ سے ۶۵ سال اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ۶۶ سال کی روایت بیان ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ کی عمر ساٹھ سال بیان کی ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک یہ سب سے زیادہ مضبوط قول ہے اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر:

واقدی اور ابن الکلبی وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ زینب بنت مظعون سے نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عبداللہ' عبدالرحمٰن اکبر اور حفصہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اور آپ نے ملیکہ بنت جرول سے نکاح کیا تو اس سے آپ کے ہاں عبیداللہ پیدا ہوئے اور آپ نے اسے مصالحت سے طلاق دے دی اور اس کے بعد ابوالجہم بن حذیفہ نے اس سے نکاح کر لیا' یہ قول المدائنی کا ہے۔

واقدی کا قول ہے کہ وہ ام کلثوم بنت جرول ہے جس سے آپ کے ہاں عبیداللہ اور زید اصغر پیدا ہوئے' المدائنی کا قول ہے کہ آپ نے قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی سے بھی نکاح کیا اور مصالحت سے اسے الگ کر دیا اور آپ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس سے نکاح کر لیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب شام میں ام حکیم بنت الحارث بن ہشام کا خاوند شہید ہو گیا تو آپ نے اس سے نکاح کر لیا' جس سے آپ کے ہاں فاطمہ پیدا ہوئیں پھر آپ نے اسے طلاق دے دی' المدائنی کا بیان ہے کہ بعض کا قول ہے کہ آپ نے اسے طلاق نہیں دی' مؤرخین نے کہا ہے کہ آپ نے اوس قبیلے سے جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح سے نکاح کیا اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے بھی نکاح کیا اور آپ سے پہلے عاتکہ عبداللہ بن ابی ملیکہ کے پاس تھی اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ان کے بعد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا' کہتے ہیں کہ یہی آپ کے بیٹے عیاض کی ماں ہے۔ واللہ اعلم

المدائنی کا قول ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم کو بھی جب کہ وہ چھوٹی تھیں نکاح کا پیغام دیا تھا اور اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مراسلت کی تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا' مجھے ان کی ضرورت نہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیا تو امیر المومنین سے بے رغبتی کرتی ہے؟ اس نے کہا' ہاں' وہ سخت زندگی گزارتے ہیں' حضرت عائشہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں روک دیا اور انہیں ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے متعلق بتایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں اور کہا اس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کا رشتہ پیدا کیجئے' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے ام کلثومؓ کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور حضرت عمرؓ نے

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار درہم مہر دیا اور ان سے آپ کے ہاں زید اور رقیہ پیدا ہوئے' مؤرخین کا قول ہے کہ آپ نے ایک یمنی عورت لہیۃ سے بھی نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں عبدالرحمٰن اصغر پیدا ہوا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوا' واقدی کا بیان ہے کہ وہ ام ولد تھے' بیوی نہیں تھی' مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ام ولد فکیہہ بھی تھی جس سے آپ کے ہاں زینب پیدا ہوئی' واقدی کا بیان ہے کہ یہ آپ کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھی' واقدی کا قول ہے کہ آپ نے ام ابان بنت عتبہ بن شیبہ کو بھی نکاح کا پیغام دیا مگر اس نے آپ کو پسند نہ کیا اور کہا وہ اپنا دروازہ بند رکھتے ہیں اور اپنی بھلائی کو روکتے ہیں اور چیں بہ جبیں اندر آتے اور باہر جاتے ہیں۔

میں کہتا ہوں آپ کی جملہ اولاد تیرہ بچے ہیں' زید اکبر' زید اصغر' عاصم' عبداللہ' عبدالرحمٰن اکبر' عبدالرحمٰن اوسط زبیر بن بکار کا قول ہے کہ یہی ابوشحمہ ہیں۔ عبدالرحمٰن اصغر' عبیداللہ' عیاض' حفصہ' رقیہ' زینب' فاطمہ رضی اللہ عنہم۔

اور جاہلیت اور اسلام میں جن عورتوں سے آپ نے نکاح کیا خواہ انہیں طلاق دی یا آپ ان کو چھوڑ کر فوت ہو گئے ان کی مجموعی تعداد سات ہے جو یہ ہیں' جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن الافلح' زینب بنت مظعون' عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل' قریبہ بنت ابی امیہ' ملیکہ بنت جرول' ام حکیم بنت الحارث بن ہشام' ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب' اور دوسری ام کلثوم جو ملیکہ بنت جرول ہے' اور آپ کی دو لونڈیاں بھی تھیں جن سے بچے ہوئے اور وہ فکیہہ اور لہیۃ ہیں اور لہیۃ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض اسے ام ولد کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یمنی الاصل ہے جس سے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا۔ واللہ اعلم

آپ کے بعض مراثی کا ذکر:

علی بن محمد المدائنی نے عن ابن داب وسعید بن خالد' عن صالح بن کیسان عن المغیرہ بن شعبہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ابوخیثمہ کی بیٹی نے گریہ کیا اور کہا ہائے عمر' جس نے کجی کو درست کیا اور عہد کو پورا کیا اور فتن کو ختم کیا اور سنن کو زندہ کیا اور پاک دامن اور بے عیب ہو کر چلا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اس نے سچ کہا ہے وہ دنیا سے بھلائی لے گیا اور اس کے شر سے بچ گیا' خدا کی قسم اس نے یہ بات کہی ہی نہیں بلکہ اس سے کہلوائی گئی ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا۔

''فیروز کا بھلا نہ ہو اس نے مجھے سفید رو شخص کے بارے میں دردمند کیا ہے جو کتاب کی تلاوت کرنے والا اور انابت اختیار کرنے والا تھا جو قریبیوں پر مہربان اور دشمنوں پر سخت اور مصائب میں قابل اعتماد اور شریف آدمی تھا اور جب وہ کوئی بات کہتا تو اس کا فعل اس کے قول کی تکذیب نہ کرتا اور وہ اچھے کاموں کی طرف بسرعت تمام جانے والا اور ترش رو نہ تھا''۔

''اے میری آنکھ آنسو بہا اور بلند آواز سے رو اور شریف امام پر بے چین نہ ہو' موتوں نے ہمیں ایک زبردست سوار کا دکھ دیا ہے جو جنگ کے روز دست و گریباں ہونے والا تھا' وہ لوگوں کے بچاؤ کا ذریعہ اور زمانے کے خلاف مددگار اور مسلسل بارش تھا''۔

اور ایک مسلمان عورت نے آپ پر روتے ہوئے کہا۔

''قبیلے کی عورتیں غمگین ہو کر آپ پر روئیں گی اور دنانیر کی طرح صاف چہروں پر خراش لگائیں گی اور استری کیے کپڑوں کے بعد ماتمی لباس پہنیں گی''۔

اور ابن جریر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور اسی طرح ابن جوزی نے بھی اپنی سیرت میں اور ہمارے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں طوالت سے کام لیا ہے اور ہم نے لوگوں کے متفرق کلام کو ایک الگ جلد میں جمع کر دیا ہے اور ہم نے آپ کے مسند کو الگ جلد میں بیان کیا ہے اور آپ سے جو احکام روایت کیے گئے ہیں ان کی ایک بہت بڑی جلد فقہ کے ابواب کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے الصائفہ سے جنگ کی حتیٰ کہ عموریہ پہنچ گئے اور صحابہؓ میں سے آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامت' حضرت ابوایوب' حضرت ابوذر' حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہم بھی تھے اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان کو صلح سے فتح کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال میں کوفہ کے قاضی حضرت شریح رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے قاضی حضرت کعب بن سوار رضی اللہ عنہ تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ مصعب الزبیری کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ مالک نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی قاضی نہ تھا اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ۲۳ھ میں بیان کیا ہے کہ اسی میں حضرت ساریہؓ بن زنیم کا واقعہ ہوا تھا اور اسی میں مکران فتح ہوا تھا اور اس کے امیر الحکم بن ابی العاص تھے جو عثمان کے بھائی تھے اور کرمان' بلاد جبل میں ہے اور اسی سال میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بلاد اصبہان سے واپس آئے اور آپ نے اصبہان کے شہروں کو فتح کر لیا تھا اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے الصائفہ سے جنگ کی اور عموریہ تک پہنچ گئے پھر انہوں نے اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں زاد بھائی حضرت قتادہ بن نعمان انصاری اوسی ظفری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آپ سے بڑے تھے' بدر میں شامل ہوئے اور جنگ اُحد میں آپ کی آنکھ کو زخم لگا اور وہ آپ کے رخسار پر آ گری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں سے خوب صورت بن گئی' آپ مشہور تیرانداز تھے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو آپ ان کے ہراوّل میں تھے' مشہور قول کے مطابق آپ نے اس سال ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی قبر میں اترے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے سال میں وفات پائی ہے پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کے حالات بیان کیے ہیں اور ان میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے اور بہت سے اہم مقاصد' بے شمار فوائد اور اچھی باتوں کو بیان کیا ہے پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پانے والوں کا ذکر کیا ہے۔

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ:

ابن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی المجاشعی' ابن درید کا قول ہے کہ آپ کا نام فراس بن حابس تھا اور سر میں گنج ہونے کی وجہ سے آپ کو اقرع کا لقب دیا گیا ہے' آپ' ایک سردار آدمی تھے' آپ بنی تمیم کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ہی نے حجرات کے پیچھے سے آواز دی تھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری تعریف' زینت اور میری مذمت' عیب ہے۔ اور آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ آپ اس کو بوسہ دیتے ہیں؟ خدا کی قسم میرے دس بیٹے ہیں' میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا' آپ نے فرمایا۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کو سلب کر لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں' اور آپ ان اشخاص میں سے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تالف کیا تھا اور جنگِ حنین کے روز آپ کو سو اونٹ دیئے تھے اور اسی طرح عیینہ بن حصن الفزاری اور عباس بن مرداس کو بھی پچاس پچاس[1] اونٹ دیئے تھے اور آپ نے یہ اشعار کہے تھے کہ:

''کیا آپ میری غنیمت اور غلاموں کی غنیمت' عیینہ اور اقرع کے درمیان مقرر کرتے ہیں اور حصن اور حابس کسی مجمع میں مرداس سے فوقیت نہیں رکھتے اور میں ان دونوں سے کمتر نہیں ہوں اور جو آج نیچے ہوگا' وہ بلند نہ ہو سکے گا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا آپ ہی نے یہ شعر کہا ہے کہ آپ میری غنیمت اور غلاموں کی غنیمت' عیینہ اور حابس کے درمیان مقرر کرتے ہیں۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے' سہیلی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع کا ذکر عیینہ سے پہلے کیا ہے کیونکہ اقرع عیینہ سے بہتر تھا اسی لیے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیینہ کی طرح مرتد نہیں ہوا' اس نے طلیحہ کی بیعت کی اور اس کی تصدیق کی پھر واپس آ گیا حاصل کلام یہ کہ اقرع ایک مطاع سردار تھا اور سرزمین عراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوا اور جنگ انبار میں آپ کے ہراول میں تھا' ہمارے شیخ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پانے والوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن اثیر نے ''الغابۃ'' میں اس کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اسے ایک فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے جوزجان کی طرف روانہ کیا' پس یہ قتل ہو گیا اور وہ سب بھی قتل ہو گئے' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ابو عمر' آپ کو ابو عمرو الانصاری الخزرجی السلمی بھی کہا جاتا ہے' نیز آپ کو مشیر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے روز مشورہ دیا تھا کہ آپ اس پانی پر اتریں جو لوگوں کے قریب تر ہو نیز قلب سے ان کے پیچھے پست زمین میں چلے جائیں اور آپ نے یہ درست رائے دی اور فرشتہ بھی آپ کی تصدیق میں

---

[1] حلبی اور مصری نسخہ میں پانچ پانچ اونٹ بیان ہوئے ہیں۔

نازل ہوا اور سقیفہ کے روز آپ نے جو یہ کہا کہ میں کھجلانے والی لکڑی اور چبوترے سے مضبوط کیا ہوا کھجور کا درخت ہوں [1] ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہوگا' اس کا جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیا۔

حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

عتبہ بن مسعود الہذلی' آپ نے اپنے سگے بھائی عبداللہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ احد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' زہری کا قول ہے کہ عبداللہ ان سے زیادہ فقیہ نہ تھے لیکن عتبہ ان سے پہلے فوت ہو گئے اور صحیح قول کے مطابق آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت علقمہ بن علاثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ العامری الکلابی' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین میں شامل ہوئے اور تالیف قلب کے لیے اس روز آپ کو ایک سو اونٹ عطا کیا گیا' آپ تہامہ میں اپنی قوم میں ایک مطاع اور شریف سردار تھے' حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ مرتد ہو گئے۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور انہوں نے شکست کھائی پھر اسلام قبول کیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کے پاس آئے اور دمشق میں آپ کی جو میراث تھی اس کی جستجو میں دمشق آئے' کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حوران کا امیر مقرر کیا اور آپ نے وہیں وفات پائی اور الحطیئہ نے آپ کی مدح کے لیے آپ کا قصد کیا تو آپ اس کی آمد سے چند راتیں قبل وفات پا گئے تو اس نے کہا۔

''اگر میں آپ سے ملاقات کرتا اور آپ صحیح سلامت ہوتے تو میرے اور تونگری کے درمیان تھوڑی سی راتیں ہی حائل تھیں''۔

حضرت علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ:

ابن الاعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارۃ بن عمرو بن مدلج الکنانی المدلجی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض دستوں کے امیر تھے اور آپ میں خوش طبعی پائی جاتی تھی' آپ نے آگ بھڑکائی اور اپنے اصحاب کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا تو وہ داخل ہونے سے رک گئے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو اس سے باہر نہ نکلتے۔ نیز فرمایا اطاعت صرف معروف باتوں میں ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ قابل تعریف سخی تھے' جو اس العذری نے آپ کا مرثیہ کہا ہے۔

''سلامتی اور ہر سلام کی اچھائی صبح و شام ابن مجزز کے پاس آتی ہے''۔

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عابس ابو عبدالرحمٰن الانصاری الاوسی' آپ عمرو بن عوف کے بیٹوں میں سے ایک تھے' عقبہ' بدر اور اس کے بعد کے

---

[1] جس شخص کی عقل و رائے سے لوگ مستفید ہوتے ہوں وہ اپنی عظمت و اہمیت کے اظہار کے لیے۔ یہ فقرہ بولتا ہے۔ (مترجم)

معرکوں میں شامل ہوئے' احمد اور ابن ماجہ کے ہاں پانی سے استنجاء کرنے کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے' ابن عبدالبر کا قول ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ فوت ہوئے ہیں اور آپ نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا' کوئی شخص یہ کہنے کی سکت نہیں رکھتا کہ میں اس صاحب قبر سے بہتر ہوں' جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جھنڈا نصب کیا گیا آپ اس کے نیچے کھڑے ہوتے تھے' یہ اثر ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن اثیر نے اسے اپنے طریق سے بیان کیا ہے۔

حضرت غیلان رضی اللہ عنہ بن سلمہ ثقفی:

آپ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا آپ کی دس بیویاں تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ ان میں سے چار کو منتخب کر لیں اور اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کسریٰ کے پاس گئے تو اس نے آپ کو طائف میں اپنے لیے محل تعمیر کرنے کا حکم دیا نیز کسریٰ نے آپ سے پوچھا' آپ کو اپنے بچوں میں سے کون سا بچہ زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا چھوٹا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو جائے مریض حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے' غائب حتیٰ کہ وہ آ جائے' کسریٰ نے آپ سے کہا یہ کمال آپ کو کہاں سے حاصل ہوا ہے یہ تو حکماء کا کلام ہے' پھر پوچھا آپ کی غذا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا گندم' اس نے کہا ہاں یہ کمال گندم سے حاصل ہوا ہے نہ کہ کھجور اور دودھ سے۔

حضرت معمر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی' آپ حاطب اور خطاب کے بھائی تھے' آپ کی والدہ حضرت عثمان بن مظعون کی بہن قیلۃ بنتِ مظعون تھیں' حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام قبول کیا اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کروائی۔

حضرت میسرہ بن مسروق العبسی:

آپ ایک نیک بزرگ تھے' کہتے ہیں کہ آپ صحابی تھے' یرموک میں شامل ہوئے اور چھ ہزار کی فوج کے امیر بن کر روم میں داخل ہوئے' آپ بڑے بلند ہمت تھے' پس آپ نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی' یہ واقعہ ۲۰ھ کا ہے اور ابوعبیدہؓ اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم نے روایت کی ہے' ابن اثیر نے الغابہ میں آپ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

بن عبدمناف بن عرین الحنظلی الیربوعی حلیف بنی عدی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل آپ نے اسلام قبول کیا اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور بشر بن البراء بن معرور کے درمیان مواخات کروائی آپ پہلے شخص ہیں جو حضرت عبداللہ بن جحش کے ساتھ راہِ خدا میں وادی نخلہ میں قتل ہوئے' اس وقت انہوں نے عمرو الحضرمی کو قتل کیا تھا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ابوخراش الہذلی شاعرؓ:

آپ کا نام خویلد بن مرۃ تھا اور آپ اپنے قدموں سے دوڑ کر گھوڑوں سے آگے بڑھ جاتے تھے اور جاہلیت میں بڑے دلیر

تھے' پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی' حاجی لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ ان کے لیے پانی لینے گئے تو آپ کو سانپ نے ڈس لیا' آپ پانی لے کر ان کے پاس واپس آئے اور انہیں بکری اور ہنڈیا دی اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ ان کے ساتھ کیا ماجرا ہوا' صبح کو آپ وفات پا گئے اور انہوں نے آپ کو دفن کر دیا' ابن عبدالبر اور ابن اثیر نے اسماء الصحابہ میں آپ کا ذکر کیا ہے' یہ بات واضح ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کے پاس نہیں آئے صرف آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام قبول کیا ہے پس آپ مخضرم ہیں۔[1] واللہ اعلم

حضرت ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو الانصاری' آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' صرف تبوک میں شامل نہیں ہوئے آپ نے فقر کے عذر کی وجہ سے تخلف اختیار کیا تھا اور آپ مشہور رونے والوں میں سے تھے۔

حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا:

القرشیہ العامریہ ام المومنین' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لائے آپ بہت روزہ دار اور شب زندہ دار تھیں' کہتے ہیں کہ آپ کی طبیعت میں تیزی پائی جاتی تھی آپ عمر رسیدہ ہو گئی تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے علیحدگی اختیار کرنی چاہی تو آپ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے علیحدگی اختیار نہ کیجیے' میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادے کو ترک کر دیا اور اس بات پر ان سے مصالحت کر لی اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ آیت حضرت سودہ بنت زمعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ عنہا:

کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے وفات پائی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم



[1] مخضرم: اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اسلام اور جاہلیت کے زمانے دیکھے ہوں۔ مترجم

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ۲۴ ہجری کا آغاز

۲۴ھ کے پہلے دن میں حضرت عمر بن الخطاب کو دفن کیا گیا اور ایک قول کے مطابق یہ اتوار کا دن تھا اور تین دن کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کا معاملہ چھ آدمیوں کی مجلس شوریٰ کے سپرد کیا تھا جو یہ تھے حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ بن عبید اللہ' حضرت زبیر بن العوام' حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور انہیں مجبور کیا کہ وہ ان میں سے ایک شخص کو متعین کریں اور فرمایا میں زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں ان کی بات کو برداشت نہیں کروں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو وہ تم کو ان میں سے بہتر آدمی پر متفق کر دے گا جب کہ اس نے تم کو تمہارے نبی کے بعد تمہارے بہترین آدمی پر متفق کر دیا تھا اور آپ کے کمال تقویٰ میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ نے شوریٰ میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ آپ کے عمزاد تھے آپ کو خدشہ ہوا کہ ان کا لحاظ کیا جائے گا اور وہ آپ کا عمزاد ہونے کے باعث امیر بن جائیں گے' اس لیے آپ نے ان کو ترک کر دیا اور وہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں بلکہ المدائنی نے اپنے شیوخ سے جو روایت کی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے ان میں سے ان کو مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ میں ان کو ان میں شامل نہیں کروں گا اور آپ نے اہل شوریٰ سے فرمایا کہ عبداللہ آپ کے بیٹے بھی تمہارے پاس حاضر ہوں گے' مگر انہیں امارت نہیں مل سکے گی۔ یعنی وہ شوریٰ میں حاضر ہوں گے اور مخلصانہ مشورہ دیں گے لیکن کسی چیز کے امیر نہ ہوں گے۔ نیز آپ نے وصیت کی کہ تین دن تک حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ رومی لوگوں کو نماز پڑھائیں حتیٰ کہ شوریٰ ختم ہو جائے اور یہ کہ اہل شوریٰ جمع ہو جائیں اور لوگ ان پر بھروسہ کریں یہاں تک کہ معاملہ پختہ ہو جائے اور آپ نے انھیں پچاس مسلمان مردوں کے سپرد کیا اور حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہما کو ان کے ابھارنے پر مقرر کیا' نیز حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ لوگ کسی کو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے برابر قرار دیتے ہوں یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس وحی کو لکھتے تھے جو جبریل علیہ السلام لے کر آپ پر نازل ہوئے تھے مؤرخین کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور آپ کا جنازہ آیا تو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سبقت کر کے اس کی طرف بڑھے کہ دونوں میں سے کون آپ کی نماز جنازہ پڑھائے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دونوں سے کہا' تم دونوں کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے' پس حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا' اہل شوریٰ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کے ساتھ قبر میں اترے' حضرت طلحہؓ اس وقت موجود نہ تھے اور جب وہ حضرت عمرؓ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو حضرت مقداد بن اسودؓ نے ان کو حضرت المسور بن مخرمہ کے گھر میں جمع کیا اور بعض کا قول

ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے گھر میں جمع کیا' مگر پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

پس وہ اس گھر میں بیٹھ گئے اور حضرت طلحہؓ ان کی دربانی کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آ کر دروازے کے پیچھے بیٹھ گئے' پس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان کو سنگریزے مار کر بھگا دیا اور فرمایا تم دونوں اس لیے آئے ہوتا کہ کہہ سکو کہ ہم بھی شوریٰ کے معاملے میں موجود تھے' المدائنی نے اسے اپنے مشائخ سے روایت کیا ہے اور اس کی صحت کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ یہ لوگ ایک گھر میں لوگوں سے الگ ہو کر آپس میں مشورہ کرنے لگے' پس بہت باتیں ہوئیں اور آوازیں بلند ہو گئیں اور حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا میرا خیال تھا کہ تم اسے ایک دوسرے کے ذمے لگاؤ گے' لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم اس کی رغبت کرو گے' پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے آ جانے کے بعد ان میں سے تین آدمیوں نے اپنا استحقاق تین آدمیوں کے سپرد کر دیا' حضرت زبیرؓ نے اپنا استحقاق امارت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور حضرت سعدؓ نے اپنا استحقاق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا اور حضرت طلحہؓ نے اپنا استحقاق حضرت عثمانؓ بن عفان کے سپرد کر دیا' حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے کہا' تم دونوں میں سے کون اپنے حق کو چھوڑتا ہے پس ہم امارت کو اس کے سپرد کر دیں گے اور اللہ اس کا اور اسلام کا مددگار ہوگا اور وہ ضرور باقی دو آدمیوں میں سے افضل آدمی کو امیر بنا دے گا' پس شیخین حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے خاموشی اختیار کر لی تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا' میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں اور اللہ میرا اور اسلام کا مددگار ہے' میں کوشش کروں گا اور تم دونوں میں سے زیادہ حق دار اولیٰ ہوگا' ان دونوں نے کہا بہت اچھا' پھر آپ نے دونوں میں سے ہر ایک میں جو خوبی تھی اس کا نام لے کر خطاب کیا اور ان سے عہد و میثاق لیا کہ اگر وہ ان کو امیر مقرر کریں تو وہ عدل سے کام لیں گے اور اگر ان پر کوئی امیر بنایا گیا تو وہ سمع و اطاعت کریں گے' دونوں نے کہا بہت اچھا' پھر وہ سب الگ الگ ہو گئے' بیان کیا جاتا ہے کہ اہل شوریٰ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اختیار دے دیا کہ وہ مسلمانوں کے افضل آدمی کے لیے کوشش کریں اور امارت اس کے سپرد کر دیں' کہتے ہیں کہ آپ نے ممکن حد تک اہل شوریٰ اور دیگر لوگوں سے پوچھا' مگر سب نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مشورہ دیا حتیٰ کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں آپ کو امارت نہ دوں تو آپ مجھے کس کے متعلق مشورہ دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق' اور حضرت عثمانؓ سے کہا اگر میں آپ کو امارت نہ دوں تو آپ مجھے کس کے متعلق مشورہ دیتے ہیں انہوں نے کہا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق' یہ بات واضح ہے کہ یہ بات امارت تین میں منحصر ہونے سے پہلے کی ہے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ امارت سے علیحدہ ہو گئے تا کہ افضل کے بارے میں غور و فکر کریں اور اللہ ان کا اور اسلام کا مددگار ہے کہ وہ دونوں میں سے افضل کے متعلق کوشش کریں گے کہ اسے امیر بنا دیں' پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کرنے لگے' اور لوگوں کے سرداروں کی رائے سے مسلمانوں اور ان کے سرداروں کی رائے کو متفرق اور مجتمع طور پر اکاد کا اور اجتماعی رنگ میں پوشیدہ اور علانیہ طور پر اکٹھا کرنے لگے' حتیٰ کہ آپ پردہ نشین عورتوں کے پردے میں بھی ان کے پاس گئے اور مدرسہ کے لڑکوں اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں اور بدوؤں سے بھی تین دن رات کی مدت میں دریافت کیا' مگر دو اشخاص نے بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے تقدم

میں اختلاف نہ کیا' ہاں حضرت عمار اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ ان دونوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا پھر ان دونوں نے لوگوں کے ساتھ بیعت کر لی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے' پس حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تین دن رات اس بارے میں خوب کوشش کی اور زیادہ نیند نہیں لی اور دعاؤ استخارہ کرتے اور صاحب الرائے حضرات سے ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتے وقت گذارا' مگر آپ نے کسی کو حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہم پلہ نہ پایا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر چوتھی رات کی صبح روشن ہوئی تو آپ اپنے بھانجے حضرت المسور بن مخرمہؓ کے گھر آئے اور فرمایا' اے مسور کیا سوئے ہوئے ہو؟ خدا کی قسم میں تین دن سے زیادہ نیند نہیں لے سکا' جاؤ اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو میرے پاس بلا لاؤ' مسورؓ نے پوچھا' میں کسے پہلے بلاؤں؟ فرمایا جس کو آپ چاہیں پہلے بلا لائیں' مسور کہتے ہیں' میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا' میرے ماموں کو جواب دیجئے' آپ نے پوچھا کیا انہوں نے آپ کو میرے ساتھ کسی اور کو بھی بلانے کا حکم دیا ہے' میں نے کہا ہاں' آپ نے پوچھا' کسے' میں نے کہا حضرت عثمانؓ بن عفان کو' آپ نے پوچھا' انہوں نے ہم میں سے کس کو پہلے بلانے کا حکم دیا ہے' میں نے کہا آپ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا' بلکہ فرمایا ہے آپ جس کو چاہیں پہلے بلا لیں' پس میں آپ کے پاس آیا ہوں' راوی بیان کرتا ہے آپ میرے ساتھ چل پڑے اور جب ہم حضرت عثمانؓ کے گھر کے پاس سے گذرے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور میں اندر چلا گیا اور میں نے آپ کو فجر کے ساتھ وتر پڑھتے پایا' آپ نے بھی مجھ سے وہی بات پوچھی جو حضرت علیؓ نے پوچھی تھی' پھر آپ باہر آئے اور میں ان دونوں کے ساتھ اپنے ماموں کے پاس گیا اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' میں نے آپ دونوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھا ہے اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو تم دونوں کے برابر قرار دیتا ہو' پھر آپ نے دونوں سے اسی طرح الگ الگ عہد لیا کہ اگر وہ انہیں امیر بنائیں تو وہ عدل سے کام لیں اور اگر کسی کو ان پر امیر بنایا جائے تو وہ سمع و اطاعت کریں' پھر آپ ان دونوں کے ساتھ مسجد کی طرف چلے گئے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے وہ عمامہ پہنا ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہنایا تھا اور تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور آپ نے انصار و مہاجرین کے سرکردہ لوگوں کی طرف پیغام بھیجا اور عام لوگوں میں ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان کر دیا گیا اور مسجد لوگوں سے بھر گئی حتیٰ کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے سے پیوستہ ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے آخر میں بیٹھنے کو جگہ ملی۔ اور آپ بہت حیادار تھے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھے اور طویل قیام کیا اور طویل دعا کی' جسے لوگوں نے نہیں سنا پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ تمہاری آرزو پوچھی ہے اور میں نے تم کو ان آدمیوں کے برابر کسی کو قرار دیتے نہیں دیکھا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت عثمانؓ ہوں' اے علیؓ میرے پاس آؤ' آپ ان کے پاس جا کر منبر کے نیچے کھڑے ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا' کیا آپ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فعل پر بیعت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں بلکہ میں اپنی جہد و طاقت پر بیعت کرتا ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور فرمایا اے عثمانؓ میرے پاس آؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا آپ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فعل پر بیعت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں'

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے مسجد کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا اور آپ کا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھا' اور فرمایا اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ سن اور گواہ رہ' اے اللہ میں نے وہ ذمہ داری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن میں ڈال دی ہے جو میری گردن میں پڑی تھی' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے ہوئے ازدحام کر دیا حتیٰ کہ منبر کے نیچے ان پر چھا گئے' راوی بیان کرتے ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست پر بیٹھ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے دوسرے زینے پر بٹھایا اور لوگ آپ کی بیعت کرنے آئے اور سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے آخر میں بیعت کی' اور یہ جو بہت سے مؤرخین جیسے ابن جریر وغیرہ نامعلوم لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے مجھ سے فریب کیا ہے اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس لیے خلیفہ بنایا ہے کہ وہ آپ کے داماد ہیں نیز وہ ہر روز اپنے کاموں کے بارے میں آپ سے مشورہ کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیر کر دی حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا (جو عہد شکنی کرتا ہے اس کی عہد شکنی کا وبال اس پر ہے اور جو اللہ سے کیے گئے عہد کو پورا کرتا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم دے گا) اس قسم کے مخالفانہ واقعات جو صحاح سے ثابت نہیں وہ ان کے قائلین اور ناقلین کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ واللہ اعلم

اور صحابہؓ کے خلاف بہت سے رافضہ اور جاہل قصہ گو بدگمانی میں مبتلا ہیں جنہیں صحیح وضعیف' مستقیم وسقیم اور مباد و قویم اخبار کے درمیان کوئی تمیز حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی صحیح بات کی توفیق دینے والا ہے' علمائے سیر نے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا ہے جس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تھی۔ واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ آپ کی بیعت سوموار کے روز ہوئی جب کہ ذوالحجہ ۲۳ھ کی ایک رات باقی تھی اور آپ نے ۲۴ھ کے محرم کا استقبال اپنی خلافت سے کیا' یہ روایت نہایت غریب ہے اور واقدی نے ابن جریر سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تین رات بعد ۱۰/محرم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی' اور یہ پہلی روایت سے بھی زیادہ غریب تر ہے اور سیف بن عمر نے بحوالہ عامر دمشقی روایت کی ہے کہ اہل شوریٰ نے محرم ۲۴ھ کی تین راتیں گزرنے پر حضرت عثمانؓ پر اتفاق کیا اور عصر کا وقت ہو گیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے اذان دی اور لوگ اذان اور اقامت کے درمیان جمع ہو گئے تو آپ نے باہر آ کر انہیں نماز عصر پڑھائی اور سیف نے بحوالہ خلیفہ بن زفر اور مجالد بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم ۲۳ھ[1] کی تین راتیں گزرنے پر خلیفہ بنے اور باہر آ کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور لوگوں کے عطیات میں ایک سو درہم کا اضافہ کیا اور شہروں کے لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کام کیا' میں کہتا ہوں ہم نے جس اسلوب سے آپ کی بیعت کا حال بیان کیا ہے بظاہر

---

[1] ابولؤلؤ نے ۲۶/ذوالحجہ ۲۳ھ کو آپ پر حملہ کیا اور اس کے تین دن بعد آپ فوت ہوئے اور اتوار کے روز یکم محرم ۲۴ھ کو آپ کی تدفین ہوئی اس کے بعد یہ کہنا کہ محرم ۲۳ھ کی تین راتیں گزرنے پر حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے کسی طرح درست نہیں' دراصل یہ کتابت کی غلطی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ محرم ۲۴ھ کی تین راتیں گزرنے پر خلیفہ بنے۔ (مترجم)

وہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ سب کچھ زوال سے قبل ہوا ہو لیکن جب مسجد میں لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو اس اختلاف کی وجہ سے جسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے آپ دارالشوریٰ کی طرف گئے تو بقیہ لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی' گویا بیعت کی تکمیل ظہر کے بعد ہوئی اور اس دن کی ظہر کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں پڑھائی اور خلیفہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جو پہلی نماز پڑھائی وہ عصر کی نماز تھی' جیسا کہ شعبی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور آپ نے مسلمانوں کو جو پہلا خطبہ دیا اس کے متعلق سیف بن عمر نے بدر بن عثمان سے ان کے چچا کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو آپ باہر آئے اور آپ سب سے زیادہ شکستہ دل تھے' آپ نے منبر نبوی کے پاس آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور فرمایا' تم ایک قلعہ اور عمر کے بقیہ حصہ میں ہو' پس تم مقدور بھر اپنی موتوں کی طرف بھلائی کے ساتھ سبقت کرو' تم صبح و مسا کے لیے آئے ہو' آگاہ رہو' دنیا' دھوکے پر مشتمل ہے پس دنیاوی زندگی تم کو دھوکہ نہ دے اور نہ اللہ کے بارے میں دھوکہ دے' جو لوگ گزر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو پھر کوشش کرو اور غافل نہ بنو' دنیا کے وہ بھائی بند کہاں ہیں جنہوں نے اسے پھاڑا اور آباد کیا اور طویل عرصہ تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا اس نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ دنیا کو وہاں پھینکو جہاں اسے اللہ نے پھینکا ہے اور آخرت کو طلب کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کی بہتر مثال بیان کی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ان کے سامنے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کرو جو اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور اس سے زمین کی روئیدگی مل جل گئی اور وہ چورا ہو گئی جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مقدرت رکھتا ہے' مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک بہتر ثواب اور بہتر امید کا باعث ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کی بیعت کرنے کو آگے بڑھے۔

میں کہتا ہوں یہ خطبہ یا تو اس روز نماز عصر کے بعد ہوا' یا زوال سے پہلے ہوا' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منبر کے سرے پر بیٹھے ہوئے تھے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلا خطبہ دیا تو آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! سواری کا آغاز مشکل ہوتا ہے' اگر میں زندہ رہا تو تمہارے پاس صحیح خطبہ آئے گا' اس بات کا تذکرہ صاحب العقد وغیرہ نے کیا ہے جو عمدہ فوائد بیان کرتا ہے مگر ہم نے اس کا تسلی بخش اسناد نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

اور شعبی کا یہ قول کہ آپ نے لوگوں کے عطیات میں سوسو درہم کا اضافہ کر دیا۔ یعنی ہر مسلمان فوجی سپاہی کے عطیہ میں حضرت عمرؓ نے بیت المال سے جو کچھ مقرر کیا تھا اس پر آپ نے سو درہم کا اضافہ کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ہر فرد کے لیے رمضان شریف کی ہر شب کے لیے بیت المال سے ایک درہم افطاری کے لیے مقرر کیا تھا اور امہات المومنین کے لیے دو دو درہم مقرر کیے تھے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو آپ نے انہیں قائم رکھا اور اس پر اضافہ بھی کیا اور متعبدین' متکفین' مسافروں' فقراء اور مساکین کے لیے مسجد میں دستر خوان بنائے' اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خطبہ دیتے تو اس زینے پر کھڑے ہوتے جو اس زینے کے نیچے تھا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زینے

سے نیچے آ گئے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو آپ نے فرمایا یہ سلسلہ تو دراز ہو جائے گا پس آپ اس زینہ پر چڑھ گئے جس پر رسول کریم ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے اور جمعہ کے روز' جو اذان رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھ جانے پر آپ کی موجودگی میں دی جاتی تھی' اس پر اذانِ اوّل کا اضافہ کر دیا اور سب سے پہلے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قضیہ کا فیصلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤہ کی بیٹی کو جا کر قتل کر دیا اور جفینہ نام نصرانی شخص پر تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا اور حاکم تستر ہرمزان کو بھی تلوار مار کر قتل کر دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ان دونوں نے ابولؤلؤہ کی مدد کی تھی۔ واللہ اعلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا تاکہ ان کے بعد ہونے والا خلیفہ ان کے بارے میں فیصلہ کرے' پس جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے اور لوگوں کے فیصلوں کے لیے بیٹھے تو سب سے پہلا فیصلہ آپ کے پاس عبیداللہ کے بارے میں آیا' حضرت علیؓ نے کہا' اسے چھوڑنا عدل وانصاف نہیں' اور اس کے قتل کا مشورہ دیا اور بعض مہاجرین نے کہا اس کا باپ کل قتل ہوا ہے اور اسے آج قتل کیا جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کیا ہے' یہ واقعہ آپ کے زمانے میں نہیں ہوا' اسے چھوڑ دیجئے' پس حضرت عثمانؓ نے اپنے مال سے ان مقتولین کی دیت دے دی کیونکہ ان کا معاملہ آپ کے سپرد تھا اور بیت المال کے سوا' ان کا کوئی وارث نہ تھا اور امام اس بارے میں بہتر سمجھتا ہے اور آپ نے عبیداللہ کو آزاد کر دیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب زیاد بن لبید البیاضی نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو کہنے لگے۔

''اے عبیداللہ تمہارے لیے ابن اروی اور ایفائے عہد سے فرار کی گنجائش نہیں خدا کی قسم تو نے ایک ناجائز اور حرام خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل اس کے لیے بڑی بات ہے اس نے بلاوجہ غیرت کھائی ہے اور ایک کہنے والے نے کہا ہے کیا تم ہرمزان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی تہمت لگاتے ہو' ایک احمق نے کہا میں اس پر تہمت لگاتا ہوں' اسے یہ مشورہ دیا گیا ہے اور حوادثات بہت سے ہیں اور بندے کے ہتھیار اس کے گھر کے اندر ہوتے ہیں جنہیں وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے اور ایک کام دوسرے کام سے قیاس کیا جاتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس زیادہ کی شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے زیاد بن لبید شاعر کو بلایا تو زیاد حضرت عثمانؓ کے بارے میں کہنے لگا۔

''اے ابوعمرو! عبیداللہ گروی ہے' پس ہرمزان کے قتل میں شک نہ کیجئے' اگر آپ نے اس کے جرم کو معاف کر دیا تو آپ اور خطا کے اسباب گھڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح ہوں گے' کیا آپ اس کو ناحق طور پر معاف کر دیں گے' آپ اسے کیا جواب دیں گے جو تنہا کرتا اور طاقت دیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ نے اسے اس بات سے روکا اور جھڑک دیا تو زیاد بن لبید نے اپنے قول سے اعراض کر لیا پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے شہروں کے عمال' امیرانِ جنگ' ائمہ نماز اور بیت المال کے امناء کو خط لکھا جس میں انہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کی ترغیب دی اور سنت کی اتباع اور بدعات کے ترک کرنے پر آمادہ کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حضرت عثمان نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو کوفہ سے معزول کر دیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور آپ پہلے گورنر ہیں جنہیں آپ نے مقرر کیا' کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں تو ٹھیک وگرنہ جو امیر بنے وہ ان سے مدد لے کیونکہ میں نے آپ کی کسی عجز وخیانت کے باعث معزول نہیں کیا پس آپ نے حضرت سعد کو سال سوا سال تک کوفہ کا امیر مقرر کیے رکھا' پھر ابن جریر نے اسے سیف کے طریق سے مجالد سے بحوالہ شعبی روایت کیا ہے اور واقدی نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ آپ کے عمال ایک سال تک قائم رہیں۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال تک کوفہ پر امیر قائم رکھا پھر انہیں معزول کر دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا پھر انہیں معزول کر دیا اور حضرت ولید بن عتبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' ابن جریر کا قول ہے کہ واقدی کے بیان کے مطابق کوفہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حکومت ۲۵ھ میں بنتی ہے' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال۔ یعنی ۲۴ھ میں حضرت ولید بن عقبہؓ نے آذربائیجان اور آرمینیا سے جنگ کی جب وہاں کے باشندوں نے اس جزیہ کو روک دیا جس پر انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں مصالحت کی تھی یہ بات ابومخنف کی روایت میں بیان ہوئی ہے اور دوسروں کی روایت میں ہے کہ یہ جنگ ۲۶ھ میں ہوئی تھی۔

پھر ابن جریر نے اس جگہ پر اس معرکے کا ذکر کیا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کوفی فوج کے ساتھ آذربائیجان اور آرمینیا کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ روانگی اس وقت ہوئی جب انہوں نے عہد شکنی کی' آپ نے ان کے بلاد کو پامال کر دیا اور اس جانب کے علاقے پر حملے کیے اور غنیمت حاصل کی اور قیدی بنائے اور بہت سے اموال حاصل کیے اور جب انہیں تباہی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اسی جزیہ پر آپ سے مصالحت کر لی جس پر انہوں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے مصالحت کی تھی یعنی ہر سال آٹھ لاکھ درہم پر' آپ نے ان سے ایک سال کا جزیہ لیا اور سالم وغانم کوفہ کی طرف واپس آ گئے' جب آپ موصل کے پاس سے گزرے تو آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط ملا جس میں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں شامیوں کی مدد کریں' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال رومی جوش میں آ گئے یہاں تک کہ شامی خوف کھا گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کمک مانگنے کے لیے پیغام بھیجا تو آپ نے حضرت ولیدؓ بن عتبہ کو خط لکھا کہ:

''جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے تو آپ ایک امین' کریم اور شجاع آدمی کو آٹھ یا نو یا دس ہزار فوج کے ساتھ اپنے شامی بھائیوں کی طرف روانہ کریں''۔

حضرت ولید بن عتبہؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط پہنچنے پر لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور امیر المومنین کے حکم کے متعلق انہیں اطلاع دی اور لوگوں کو جہاد کرنے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی مدد کرنے پر آمادہ کیا اور شام جانے والے لوگوں پر حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا پس تین دنوں میں آٹھ ہزار جوانوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ نے انہیں شام کی طرف بھیج دیا اور حضرت حبیبؓ بن مسلم فہری کو اسلامی فوج کا سالار مقرر کیا پس جب دونوں فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو انہوں نے بلاد روم پر حملے کیے اور بہت سے اموال حاصل کیے اور قیدی بنائے اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔

واقدی کا خیال ہے کہ جس شخص نے اہل شام کی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی ربیعہ سے مدد کی تھی وہ حضرت سعید بن العاصؓ تھے انہوں نے یہ مدد حضرت عثمانؓ کے خط کی وجہ سے دی تھی' پس حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا حتیٰ کہ وہ حبیب بن مسلمہ کے پاس پہنچ گئے اور الموریان رومی اسی ہزار رومیوں اور ترکوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور حبیب بن مسلمہ بڑے دلیر اور شجاع آدمی تھے انہوں نے رومی فوج پر شب خون مارنے کا عزم کر لیا' آپ کی بیوی نے سنا کہ آپ امراء کو یہ بات کہہ رہے ہیں تو وہ آپ سے کہنے لگی' میں کل آپ کو کہاں ملوں گی' آپ نے اسے کہا' تیرے ملنے کی جگہ الموریان کا خیمہ یا جنت ہے' پھر آپ نے اس شب اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور آپ نے ممکن حد تک لوگوں کو قتل کیا اور آپ کی بیوی آپ سے پہلے الموریان کے خیمے میں گئی اور آپ پہلی عرب عورت تھیں جس کے لیے خیمہ لگایا گیا' اس کے بعد حضرت حبیب بن مسلمہؓ اسے چھوڑ کر فوت ہو گئے اور آپ کے بعد ضحاک بن قیس فہری نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ اس کی ام ولد تھی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال لوگوں کو حج کروانے والے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' واقدی اور ابو معشر کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں حج کروایا اور دیگر مورخین کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو حج کروایا مگر پہلا قول زیادہ مشہور ہے' بلاشبہ حضرت عثمانؓ نے اس سال نکسیر کی وجہ سے حج کرنے کی طاقت نہیں پائی' اس سال لوگوں کے ساتھ آپ کو بھی یہ مرض لاحق ہو گیا تھا کہ آپ کے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور اس سال کو نکسیر کا سال بھی کہا جاتا ہے۔

اور اسی سال میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رے کو فتح کیا کیونکہ انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جس پر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے ان سے مصالحت کی تھی اور اسی سال میں حضرت سراقہ بن مالکؓ بن جعشم مدلجی نے وفات پائی جن کی کنیت ابو سفیان تھی' آپ قدید میں فروکش تھے نیز آپ ہی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عامرؓ بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط الدیلی کا اس وقت تعاقب کیا تھا جب وہ غار ثور سے نکل کر مدینہ جا رہے تھے آپ نے انہیں اہل مکہ کے پاس واپس لانے کا ارادہ کیا کیونکہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک کے لیے سو سو اونٹ انعام مقرر کیا ہوا تھا' آپ نے اس انعام کو حاصل کرنے کا لالچ کیا' مگر اللہ نے آپ کو ان پر قابو نہ دیا بلکہ جب آپ ان کے قریب ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنی تو آپ کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں حتیٰ کہ آپ نے ان کو امان حاصل کرنے کے لیے آواز دی تو انہوں نے آپ کو امان دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پروانہ امان لکھ دیا' پھر غزوہ طائف نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے ہمیں یہ عمرہ اس سال کے لیے کروایا ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے آپ نے انہیں کہا بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے' عمرہ روز قیامت تک حج میں داخل ہو گیا ہے۔

۲۵ھ

اس سال اہل اسکندریہ نے عہد شکنی کی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شاہِ روم نے معدیل الخصی کو بحری کشتیوں میں ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے مدد کا لالچ کیا اور اپنا عہد توڑ دیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول میں ان سے جنگ کی اور علاقے کو بزور قوت فتح کر لیا اور شہر کو صلح سے فتح کر لیا اور اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور سیف کے قول کے

مطابق اس سال حضرت عثمان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہما کو کوفہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ولید بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی ہے' اور اسی سال میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو بلاد مغرب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور ابن ابی سرح نے آپ سے افریقہ سے جنگ کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال میں حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ واقعہ ۲۷ھ میں ہوا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ واللہ اعلم' اور اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعوں کو فتح کیا اور اسی سال ان کا بیٹا یزید بن معاویہ پیدا ہوا۔

۲۶ھ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمانؓ نے انصاب حرم کی تجدید کا حکم دیا اور اسی میں مسجد حرام کی توسیع کی اور اسی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کیا اور حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معزولی کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے مال قرض لیا تھا اور جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے مال کا تقاضا کیا تو وہ باہم گفتگو سے اسے ادا نہ کر سکے اور ان دونوں کے درمیان شدید جھگڑا ہو گیا اور حضرت عثمانؓ دونوں سے ناراض ہوئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا۔ جو عرب جزیرہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے۔ جب آپ کوفہ آئے تو وہاں کے باشندے آپ کے پاس آئے' آپ نے وہاں پر پانچ سال قیام کیا اور آپ کے گھر کا کوئی دروازہ نہ تھا' آپ اپنی مخلوق سے نرمی کرتے تھے' واقدی کا قول ہے کہ اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے تین کروڑ تین لاکھ درہم کی شرط پر صلح سے سابور کو فتح کیا۔

۲۷ھ

واقدی اور ابو معشر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر سے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے اور فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون کو مباح کیا تھا آپ نے ان کی سفارش کی تھی۔

غزوۂ افریقہ:

حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہما کو بلاد افریقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور جب اللہ انہیں فتح دے تو انہیں غنیمت کے خمس کا خمس زائد دیا جائے گا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دس ہزار فوج کے ساتھ افریقہ روانہ ہو گئے اور اس کے میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کیا پھر انہوں نے فرماں برداری اور اسلام کو اختیار کر لیا اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے غنیمت کے خمس کا خمس لے لیا اور اس کے چار خمس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے اور غنیمت کے چاروں خمس فوج میں تقسیم کر دیئے گئے تو سوار کو تین ہزار دینار اور پیادے کو ایک ہزار دینار

ملے۔ واقدی کا قول ہے کہ افریقہ کے جرنیل نے دو کروڑ بیس لاکھ دینار پر آپ سے مصالحت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہی دن میں ان سب دیناروں کو الحکم کی آل کے لیے خرچ کر دیا' کہتے ہیں کہ آل مروان کے لیے بھی۔

غزوۂ اندلس:

جب افریقہ فتح ہو گیا تو حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن نافع بن عبد قیس اور حضرت عبداللہ بن نافع بن الحصین رضی اللہ عنہم جو دونوں فہر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ فوراً اندلس پہنچ جائیں' پس وہ سمندر کے راستے اندلس آئے اور حضرت عثمانؓ نے اندلس جانے والوں کی طرف لکھا' بلاشبہ قسطنطنیہ سمندر کی جانب سے فتح ہو گا اور جب تم اندلس کو فتح کرو گے تو تم آخری زمانے میں قسطنطنیہ کے فاتحین کے ساتھ اجر وثواب میں شریک ہو گے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اندلس جا کر اسے فتح کر لیا۔

مسلمانوں کے ساتھ جرجیر اور بربر کا معرکہ:

جب بیس ہزار مسلمانوں نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ کی فوج میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' شاہ بربر جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکھ فوج کے ساتھ آیا' جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو اس نے اپنی فوج کو حکم دیا جس نے مسلمانوں کا ہالے کی طرح گھیراؤ کر لیا اور مسلمان ایسے موقف میں کھڑے تھے کہ اس سے بھیانک اور خوفناک موقف کبھی نہیں دیکھا گیا' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے شاہ جرجیر کو صفوں کے پیچھے ترکی گھوڑے پر سوار دیکھا اور دو لڑکیاں' موروں کے پروں سے اسے سایہ کیے ہوئے تھیں' میں نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسے لوگوں کو بھیجیں جو میری پشت کی حفاظت کریں اور میں بادشاہ کا قصد کرتا ہوں' آپ نے دلیروں کا ایک دستہ میرے ساتھ تیار کیا اور انہیں میری پشت کی حفاظت کرنے کا حکم دیا' میں صفوں کو چیر کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اور وہ خیال کر رہے تھے کہ میں بادشاہ کے پاس پیغام لے جا رہا ہوں۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو اس نے مجھ سے شر محسوس کیا اور اپنے ترکی گھوڑے پر بھاگ گیا' میں نے پیچھے سے مل کر اسے اپنا نیزہ مارا اور اسے اپنی تلوار سے مار دیا اور میں نے اس کا سر لے کر اسے نیزے کے سرے پر نصب کر دیا اور تکبیر کہی' جب بربر نے یہ نظارہ دیکھا تو ڈر گئے اور بھٹ تیتر کی طرح فرار ہو گئے اور مسلمانوں نے قتل کرتے ہوئے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور انہوں نے بہت سے اموال اور غنائم حاصل کیے اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور یہ واقعہ سبیطلہ شہر میں ہوا جو قیروان سے دو دن کی مسافت پر ہے' اور یہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بہادری کے ڈنکے پٹ گئے اللہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کے والد سے اور آپ کے اصحاب سے راضی ہو۔ واقدی کا بیان ہے کہ اسی سال میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ اصطخر فتح ہوا اور اسی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قنسرین سے جنگ کی اور اسی میں حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا' ابن جریر کا بیان ہے کہ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اسی سال میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص سے معرکہ آرائی کی اور واقدی کا قول ہے کہ یہ معرکہ ۲۸ھ میں ہوا اور ابومعشر کا قول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳۳ھ میں قنسرین سے جنگ کی۔ واللہ اعلم

۲۸ھ

ابن جریر نے واقدی کے اتباع میں اس سال میں قبرص کی فتح کا ذکر کیا ہے۔ جو بلادشام کے مغرب میں سمندر میں ایک الگ تھلگ جزیرہ ہے اور اس کی لمبی دم' دمشق کے قریبی ساحل تک آتی ہے اور اس کا غربی حصہ اس سے چوڑا ہے جس میں بہت سے پھل اور کانیں ہیں اور وہ بہت اچھا ملک ہے' اسے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فتح کیا' آپ مسلمانوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ قبرص کی طرف گئے آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامتؓ اور ان کی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان بھی تھیں جن کا واقعہ اس بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں سوئے پھر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ام حرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں' آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اس سمندر کے بڑے حصے پر خاندانی بادشاہوں کی طرح سوار ہوں گے' وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے' آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے' پھر آپ سو گئے اور مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی قسم کی بات بیان کی' وہ کہنے لگیں' اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے' آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے' آپ اس غزوہ میں شامل تھیں اور وہیں آپ کی وفات ہوئی اور دوسرا خواب غزوہ قسطنطنیہ سے عبارت ہے جو اس کے بعد ہوا جیسا ہم ابھی بیان کریں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرہ گئے جو قبرص کے نام سے مشہور ہے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک عظیم فوج تھی اور آپ کے سوال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کے متعلق حکم دیا تھا' آپ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی سوال کیا تھا مگر انہوں نے اس عظیم مخلوق پر مسلمانوں کے سوار کرانے سے انکار کر دیا کہ اگر وہ حرکت کرے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں' مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں آپ سے اصرار کیا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ کشتیوں میں سوار ہو کر یہاں پہنچ گئے اور دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ سے ملاقات کی اور دونوں نے وہاں کے باشندوں سے جنگ کی اور بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور بے شمار عمدہ اموال غنیمت میں حاصل کیے اور جب قیدی لائے گئے تو حضرت ابوالدرداءؓ رونے لگے' حضرت جبیر بن نفیرؒ ان سے کہنے لگے کیا آپ اس دن روتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' تو ہلاک ہو یہ وہ غالب قوم ہے جن کے پاس بادشاہت تھی اور اب انہوں نے احکام الٰہیہ کو ضائع کر دیا تو اس نے ان کی وہ حالت کر دی جو تو دیکھ رہا ہے' اللہ تعالیٰ نے ان پر قید کو مسلط کر دیا اور اب جب کسی قوم پر قید مسلط ہو جاتی ہے تو اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں رہتی' نیز فرمایا کہ جب بندے اللہ کے حکم کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ اس کے نزدیک کتنے حقیر ہو جاتے ہیں' پھر حضرت معاویہؓ نے ہر سال سات ہزار دینار پر ان سے مصالحت کی' پس جب انہوں نے وہاں سے خروج کا ارادہ کیا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی سواری کے لیے ایک خچر لایا گیا' جس سے آپ گر پڑیں اور آپ کی گردن ٹوٹ گئی اور آپ وہیں فوت ہو گئیں' آپ کی قبر وہیں موجود ہے جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک نیک عورت کی قبر ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رومی علاقے سوریہ سے جنگ کی اور حضرت عثمان نے

حضرت نائلہ بنت الفرافصۃ الکلبیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' آپ نصرانیہ تھیں اور آپ کے گھر لانے سے قبل آپ نے اسلام قبول کر لیا اور اسی سال میں حضرت عثمانؓ نے مدینہ زوراء میں اپنا گھر تعمیر کیا اور اسی میں آپ نے لوگوں کو حج کروایا۔

۲۹ھ

اس سال میں حضرت عثمان بن عفان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی چھ سالہ امارت کے بعد معزول کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ تین سال کی امارت سے پہلے معزول کر دیا اور حضرت عبداللہؓ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو وہاں کا امیر مقرر کیا یہ حضرت عثمانؓ کے ماموں کے بیٹے تھے اور آپ نے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کی فوج کو ان کے لیے اکٹھا کر دیا جب کہ ان کی عمر ۲۵ سال تھی' انہوں نے بصرہ میں چھ سال قیام کیا اور واقدی اور ابومعشر کے قول کے مطابق اس سال حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے فارس کو فتح کیا اور سیف کا خیال ہے کہ یہ فتح اس سے پہلے سال ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

اور اسی سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اسے چونے سے جو وادی نخل سے لایا جاتا تھا اور منقش پتھروں سے تعمیر کیا اور اس کے ستون مرصع پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت ساکھو کے درخت سے بنائی اور اس کی لمبائی ۱۶۰ ہاتھ اور چوڑائی ۱۵۰ ہاتھ رکھی' اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے کے مطابق اس کے چھ دروازے بنائے اور اس کی تعمیر کا آغاز اس سال کے ربیع الاوّل میں کیا۔

اور اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور آپ کے لیے منیٰ میں خیمہ لگایا گیا' یہ پہلا خیمہ تھا جسے حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں لگایا اور اس سال پوری نماز پڑھی جس کی وجہ سے کئی صحابہؓ جیسے حضرت علی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آپ پر اعتراض کیا حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' کاش چار رکعت میں سے میرا حصہ دو مقبول رکعتیں ہوں اور جو کچھ آپ نے کیا اس کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آپ سے مناظرہ کیا' ابن جریر نے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا' میں نے مکہ میں شادی کی ہے' انہوں نے آپ سے کہا' مدینہ میں بھی آپ کے اہل ہیں اور آپ مدینہ میں اپنے اہل کے ہاں ٹھہرتے ہیں' آپ نے فرمایا' طائف میں میرا مال ہے میں واپسی کے بعد اسے دیکھنا چاہتا ہوں' انہوں نے کہا' آپ کے اور طائف کے درمیان تین دن کی مسافت ہے' آپ نے کہا اہل یمن کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حضر کی نماز دو رکعت ہے اور بسا اوقات وہ مجھے دو رکعت پڑھتے دیکھتے ہیں تو مجھے کو دلیل بنا لیتے ہیں انہوں نے آپ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی اور ان دنوں لوگوں میں اسلام کم تھا اور آپ یہاں پر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی یہاں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آپ نے بھی اپنی امارت کے آغاز میں دو رکعتیں پڑھیں ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا یہ میری رائے ہے۔

۳۰ھ

واقدی' ابومعشر اور المدائنی کے قول کے مطابق اس سال حضرت سعید بن العاصؓ نے طبرستان کو فتح کیا اور آپ طبرستان سے جنگ کرنے والے پہلے شخص ہیں اور سیف کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت سوید بن مقرنؓ سے اس سے پہلے اس شرط پر

مصالحت کر لی تھی کہ انہوں نے جو مال خرچ کیا ہے وہ اس پر اس سے جنگ نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن العاصؓ ایک فوج کے ساتھ' جس میں حضرت حسنؓ' حضرت حسین رضی اللہ عنہما چاروں عبادلہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما اور بہت سے صحابہ شامل تھے' روانہ ہوئے اور مختلف شہروں سے بہت سے اموال پر مصالحت کرتے گزرے حتیٰ کہ متعلقہ شہر میں پہنچ گئے' پس انہوں نے آپ سے جنگ کی یہاں تک کہ ان کو نماز خوف کی ضرورت ہوئی' حضرت سعیدؓ نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کیسے پڑھی ہے؟ سو انہوں نے ان کو بتایا تو انہوں نے ان کے بتانے کے مطابق نماز پڑھی' پھر اس قلعے کے باشندوں نے آپ سے امان طلب کی تو آپ نے ان کو اس شرط پر امان دی کہ آپ ان میں سے صرف ایک شخص کو قتل نہیں کریں گے۔ پس انہوں نے قلعے کو فتح کر لیا اور ایک شخص کے سوا' سب کو قتل کر دیا اور قلعے میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا اور بنی نہد کے ایک آدمی کو ایک مقفل ٹوکری ملی تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس بلایا' انہوں نے اسے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک لپٹا ہوا سیاہ چیتھڑا پڑا ہوا ہے انہوں نے اسے کھولا تو اس کے اندر ایک زرد چیتھڑا دیکھا جس میں سرخ وسیاہ اور سرخ سوئیاں تھیں' شاعر نے ان دونوں سے بنی نہد کی ہجو کرتے ہوئے کہا۔

''شرفاء قیدیوں کو غنیمت میں حاصل کر کے واپس لوٹے اور بنو نہد ٹوکری میں دو سوئیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے وہ سرخ سیاہ اور سرخ تھیں' جنہیں انہوں نے غنیمت خیال کیا' پس تیرے لیے یہ غلطی ہی کافی ہے''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل جرجان نے جس عہد پر مصالحت کی تھی اسے توڑ دیا اور اس مال کی ادائیگی سے رک گئے جو آپ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا جو ایک لاکھ دینار تھے اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکھ اور بعض کا قول ہے کہ تین لاکھ دینار تھے۔

پھر اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن المہلب کو ان کی طرف بھیجا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور اس سال حضرت عثمانؓ بن عفان نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور حضرت سعیدؓ بن العاص کو اس کا امیر مقرر کیا اور ان کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی پھر مڑ کر کہا تم کو زیادہ پڑھا دوں؟ ایک شخص نے کہا' ہم آپ کی وجہ سے آج تک زیارت میں ہیں پھر ایک جماعت ان کے درپے ہو گئی کہتے ہیں کہ ان کے اور آپ کے درمیان عداوت تھی' انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس آپ کی شکایت کر دی اور ان کے بعض آدمیوں نے آپ کے خلاف شراب نوشی کی شہادت دی اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ اس نے ان کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے' حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا' کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے آپ کا حلہ اتارا اور حضرت سعیدؓ بن العاص نے حضرت عثمانؓ بن عفان کے سامنے آپ کو کوڑے مارے اور آپ کو معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا۔

اس سال حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر پڑی جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہ بہت کم پانی والے کنوؤں میں سے ہے مگر بہت سا مال خرچ کرنے اور اس کی تلاش میں کوشش کرنے کے باوجود ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا' اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کروایا اور جب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو معلوم نہیں ہو سکا کہ اسے کس نے لیا' اس جگہ پر ابن جریر نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہری انگوٹھی بنوانے اور پھر چاندی کی انگوٹھی بنوانے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف اور پھر دحیہ کو قیصر کی طرف بھجوانے کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے اور وہ انگوٹھی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رہی اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں رہی اور پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں چھ سال رہی' پھر وہ اریس کے کنویں میں گر پڑی اور قبل ازیں اس کا کچھ حصہ صحیح میں بیان ہو چکا ہے اور اس سال حضرت معاویہؓ اور حضرت ابوذرؓ کے درمیان شام میں الزام بازی ہوئی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت ابوذرؓ نے بعض امور کے بارے میں حضرت معاویہؓ پر الزام لگایا اور آپ مال جمع کرنے والے اغنیاء پر الزام لگایا کرتے تھے اور خوراک سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے روکا کرتے تھے اور زائد مال کو صدقہ کرنا واجب قرار دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام (جو لوگ سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے) کی تفسیر کرتے تھے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس کی اشاعت سے روکا تو آپ نہ رکے' انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس آپ کی شکایت بھیج دی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ میرے پاس مدینہ آئیں' آپ مدینہ گئے تو حضرت عثمانؓ نے آپ کی بعض باتوں پر آپ کو ملامت کی اور آپ کو واپس آنے کو کہا مگر آپ واپس نہ آئے تو آپ نے ربذہ میں آپ کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ جو مدینہ کے مشرق میں ہے کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ مجھے وہاں ٹھہرا دیں نیز کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تعمیرات سلع تک پہنچ جائیں تو وہاں سے نکل جانا پس حضرت عثمانؓ نے آپ کو ربذہ میں قیام کرنے کی اجازت دے دی نیز آپ کو یہ حکم بھی دیا کہ آپ کبھی کبھی مدینہ کی زیارت کو آیا کریں تاکہ کوئی اعرابی آپ کی ہجرت کے بعد مرتد نہ ہو جائے پس آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ ہمیشہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے روز زوراء میں تیسری اذان کا اضافہ کیا۔



باب:

اس سال میں وفات پانے والوں کا ذکر

ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی نے اس سال یعنی ۳۰ھ میں وفات پانے والے لوگوں میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے جسے واقدی نے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خنساء' ابوعبدالرحمٰن انصاری عقبی بدری' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کی جانب اندازہ لگانے کو بھیجا آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عمیر لخمی' حلیف بنی اسد بن عبدالعزیٰ' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' آپ ہی نے مشرکین کو خط لکھ کر بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کا عزم کیے ہوئے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معذرت کرنے پر آپ کو معذور قرار دیا پھر اس کے بعد آپ نے انہیں اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف خط دے کر بھیجا۔

حضرت الطفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن المطلب' ابوعبیدہ اور حصین کے بھائی' آپ بدر میں شامل ہوئے' سعید بن عمیر کا قول ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو المازنی ابوالحارث' اور بعض ابویحییٰ انصاری بیان کرتے ہیں' آپ بدر میں شامل ہوئے' اس روز آپ کی ڈیوٹی خمس پر تھی۔

حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بھائی' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بدر میں شمولیت کی۔

حضرت عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابوسعید القرشی الفہری' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے۔

حضرت مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بعض ابن الربیع بیان کرتے ہیں' ابوعمرو القاری' آپ نے بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی آپ نے ساٹھ سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

حضرت معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن ہلال القرشی ابوسعد الفہری' بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام عمروتھا' آپ بدری اور قدیم صحبت ہیں۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ:

مالک بن ربیعہ' الفلاس کا قول ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور اصح قول یہ ہے کہ آپ نے ۴۰ھ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۶۰ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

۳۱ھ

واقدی کے قول کے مطابق اس سال سمندر میں غزوۃ الصواری اور غزوۃ الاساودۃ ہوا اور ابومعشر کا قول ہے کہ غزوۃ الصواری ۳۴ھ میں ہوا' اور واقدی اور سیف وغیرہ نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزر رہے تھے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے لیے شام اکٹھا ہو گیا اور آپ نے حد درجہ اس کی حفاظت کی' اس کے باوجود ہر سال آپ کو موسم گرما میں بلاد روم سے جنگ کرنی پڑتی تھی۔ اسی لیے اس کو غزوۃ الصائفہ کہتے ہیں۔ پس وہ بہت سے لوگوں کو قتل کرتے اور دوسروں کو قیدی بناتے اور قلعوں کو فتح کرتے اور اموال کو غنیمت میں حاصل کرتے اور دشمنوں کو خوفزدہ کرتے۔ اور جب بلاد افریقہ اور اندلس میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح نے فرنگیوں اور بربریوں کو شکست دی تو رومی برافروختہ ہو گئے اور قسطنطین بن ہرقل کو متفقہ طور پر لیڈر بنا کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسی فوج لے گئے' جس کی مثل آغاز اسلام سے نہیں دیکھی گئی' وہ پانچ سو کشتیوں میں روانہ ہوئے اور بلاد مغرب میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے مسلمان اصحاب کا قصد کیا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رومیوں نے پادری اور صلیبی بن کر رات گزاری اور مسلمانوں نے تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رات گزاری' جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے کشتیوں میں اپنے اصحاب کی صف بندی کی اور انہیں ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن کرنے کا حکم دیا' اس موقع پر موجود ایک شخص نے کہا کہ وہ ایسی حالت میں ہماری طرف آئے کہ اس کی مانند کشتیوں کی کثرت نہیں دیکھی گئی اور انہوں نے ان کے بگل باندھے اور ہوا ان کے موافق اور ہمارے مخالف تھی' پس ہم لنگر انداز ہو گئے پھر ہم سے ہوا تھم گئی تو ہم نے انہیں کہا' اگر تم چاہو تو ہم اور تم خشکی کی طرف چلے جائیں اور ہم اور تم میں سے زیادہ جلد باز مر جائے' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے یکبارگی خراٹا لیا اور کہنے لگے پانی' پانی' راوی بیان کرتا ہے کہ ہم ان کے نزدیک ہو گئے اور اپنی کشتیوں کو ان کی کشتیوں کے ساتھ باندھ دیا پھر ہم نے اور انہوں نے شمشیر زنی کی اور جوان تلواروں اور خنجروں کے ساتھ جوانوں پر حملے کرنے لگے اور موجوں نے ان کشتیوں کو تھپیڑے مار کر ساحل تک پہنچا دیا نیز موجوں نے آدمیوں کے جثوں کو ساحل پر پھینک دیا اور وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح بن گئے اور پانی کے رنگ پر خون غالب آ گیا اور مسلمانوں نے اس روز جس استقلال کا مظاہرہ کیا اس کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور رومی اس سے کئی گنا زیادہ مارے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی مدد سے سرفراز فرمایا اور قسطنطین کو سخت زخم لگے اور وہ اس کے بعد بھی ایک مدت تک ان کا علاج کرتا رہا' اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے کئی روز تک ذات الصواری میں قیام کیا پھر مظفر و منصور ہو کر واپس آ گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ معمر نے بحوالہ زہری مجھ سے بیان کیا کہ اس غزوہ میں محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابوبکر بھی شامل تھے' ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کیے اور ان باتوں کا بھی ذکر کیا جن میں آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی تھی اور کہنے لگے ان کا خون حلال ہے اس لیے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہے۔

جس نے ارتداد اختیار کیا تھا اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے خون کو مباح کیا تھا نیز رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں کو نکالا تھا حضرت عثمانؓ نے ان کو امیر مقرر کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو معزول کر کے حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عامر کو امیر مقرر کیا ہے حضرت عبداللہؓ بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا تم دونوں ہمارے ساتھ سوار نہ ہو' پس وہ اس کشتی میں سوار ہوئے جس میں کوئی مسلمان نہ تھا اور مسلمانوں نے دشمن سے جنگ کی اور یہ دونوں مسلمانوں کو جنگ سے باز رکھتے تھے' اس بارے میں ان دونوں سے دریافت کیا گیا تو وہ کہنے لگے ہم اس شخص کے ساتھ ہو کر کیسے جنگ کر سکتے ہیں جسے ہمیں حکم بھی نہیں بنانا چاہیے؟ حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے ان کے پاس پیغام بھیجا اور انہیں سختی سے منع کیا اور کہا' خدا کی قسم اگر میں امیر المومنین کی موافق رائے کو جانتا ہوتا تو میں تم دونوں کو سزا دیتا اور قید کر دیتا۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت حبیب بن سلمہؓ نے اس سال آرمینیا کو فتح کیا اور اسی سال ایران کا بادشاہ کسریٰ قتل ہوا۔

ایرانیوں کے بادشاہ کسریٰ یزدگرد کے قتل کی کیفیت:

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ یزدگرد ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کرمان سے مرو کی طرف بھاگ گیا اور اس نے وہاں کے بعض باشندوں سے مال طلب کیا تو انہوں نے اسے مال نہ دیا اور وہ اپنے بارے میں خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے ترکوں کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا تو انہوں نے آ کر اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور وہ بھاگ کر ایک شخص کے گھر آ گیا جو کنارے پر چکیوں کو کھودتا تھا' اس نے رات کو اس کے ہاں پناہ لی اور جب وہ سو گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا' المدائنی کا بیان ہے کہ جب وہ اپنے اصحاب کے قتل ہو جانے کے بعد بھاگا تو پیدل چلا اور اپنا تاج' پیٹی اور تلوار زیب تن کیے ہوئے تھا' پس وہ اس شخص کے گھر پہنچ گیا جو چکیوں کو کھودا کرتا تھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا' اس نے اسے غافل پا کر قتل کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور ترک اس کی تلاش میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا اندوختہ لے لیا ہے' انہوں نے اس شخص کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور کسریٰ کے پاس جو کچھ تھا لے لیا' اور انہوں نے کسریٰ کو تابوت میں ڈالا اور اسے اٹھا کر اصطخر لے گئے اور یزدگرد نے قتل ہونے سے پہلے اہل مرو کی ایک عورت سے وطی کی اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی اور اس نے اس کے قتل ہونے کے بعد ایک بچہ جنا جس کا ایک پہلو مارا ہوا تھا اور اس بچے کا نام مخدج (ناقص الخلقت) رکھا گیا' اس کی نسل اور اولاد خراسان میں موجود ہے اور حضرت قتیبہ بن مسلمؒ نے اس ملک سے اپنی ایک جنگ میں اس کی نسل سے دو لڑکیوں کو قیدی بنایا اور ان میں سے ایک کو حجاج کے پاس بھیج دیا' حجاج نے اسے ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا جس سے اس کے ہاں یزید بن ولید پیدا ہوا جو ناقص کے لقب سے ملقب ہے۔

اور المدائنی نے اپنے بعض شیوخ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب اس کے اصحاب شکست کھا کر اسے چھوڑ گئے تو اس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور پیدل چل کر دریا کے کنارے چکی میں داخل ہو گیا جسے المرعاب کہا جاتا تھا اور اس میں دو دن

ٹھہرا رہا اور دشمن اس کی تلاش میں تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے پھر چکی کا مالک آیا اور اس نے کسریٰ کو اس کے ساز وسامان سمیت دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ انسان ہے یا جن ہے؟ اس نے کہا انسان ہوں' کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا' ہاں' پس وہ اس کے پاس کھانا لایا' اس نے کہا میں گویا ہوں میرے پاس کوئی چیز لاؤ جس سے میں گنگناؤں' راوی بیان کرتا ہے' چکی پیسنے والا ایک فوجی افسر کے پاس گیا اور اس سے گنگنانے والی چیز طلب کی' اس نے کہا' تو اسے کیا کرے گا؟ اس نے کہا میرے ہاں ایک شخص ہے جس کی مانند میں نے کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ چیز طلب کی ہے' پس فوجی افسر اسے مروشہر کے بادشاہ کے پاس لے گیا جس کا نام ماہو یہ بن بابا ہ تھا اور اسے اس کے متعلق اطلاع دی' اس نے کہا وہ یزدگرد ہے' جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ' پس وہ چکی پیسنے والے کے ساتھ گئے اور جب وہ چکی گھر کے قریب ہوئے تو اسے قتل کرنے سے ڈر گئے اور ایک دوسرے کو دھکیلنے لگے اور چکی پیسنے والے سے کہنے لگے تم جا کر اسے قتل کر دو' وہ اندر گیا تو اس نے اسے سوئے ہوئے پایا' پس اس نے ایک پتھر لیا اور اس سے اس کے سر کو کچل دیا پھر اسے کاٹ کر انہیں دے دیا اور اس کے جسم کو دریا میں پھینک دیا اور عوام نے جا کر چکی پیسنے والے کو قتل کر دیا اور بشپ نے جا کر دریا سے اس کے جسم کو پکڑ کر تابوت میں ڈال دیا اور اسے اٹھا کر اصطخر لے آیا اور اسے نصاریٰ کے قبرستان میں رکھ دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چکی پیسنے والے کے گھر میں تین دن بغیر کھانا کھائے ٹھہرا رہا حتیٰ کہ اسے اس پر ترس آ گیا اور اس نے اسے کہا اے مسکین تو ہلاک ہو جائے کیا تو کھانا نہیں کھائے گا اور وہ کھانا اس کے پاس لایا' تو اس نے کہا میں زمزمے کے بغیر کھانا نہیں کھا سکتا' اس نے اسے کہا تم کھانا کھاؤ میں تمہارے لیے زمزمہ سرا ہوتا ہوں' اس نے اسے زمزمہ لانے کو کہا اور جب وہ ایک فوجی افسر کے پاس اس کی تلاش میں گیا تو انہوں نے اس شخص سے کستوری کی خوشبو محسوس کر لی اور اس سے کستوری کی خوشبو کو اوپرا محسوس کیا' پس انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے انہیں بتایا کہ میرے ہاں ایک شخص ان صفات کا ہے پس انہوں نے اسے پہچان لیا اور چکی پیسنے والا آیا اور اس کے پاس گیا اور اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو یزدگرد کو پتہ چل گیا' اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو' میری انگوٹھی' کنگن اور پیٹی لے لے اور مجھے چھوڑ دے تاکہ میں یہاں سے چلا جاؤں' اس نے کہا' نہیں' مجھے چار درہم دے دو میں تجھے چھوڑ دوں گا' اس نے اپنے کان کا ایک آویزہ بھی زائد دیا مگر اس نے قبول نہ کیا حتیٰ کہ اس نے اسے دوسرے چار درہم بھی دیئے' پس اس نے اسے چھوڑنے کا ارادہ کیا کہ اچانک فوج نے انہیں آ لیا اور جب انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا تو اسے قتل کرنا چاہا اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ مجھے قتل نہ کرنا' ہم اپنی کتب میں لکھا پاتے ہیں کہ جو شخص بادشاہوں کو قتل کرنے کی جسارت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں آگ کی سزا دے گا جسے وہ اس کے پاس لے کر آنے والا ہے' پس مجھے قتل نہ کرو اور مجھے بادشاہ یا عربوں کے پاس لے جاؤ' بلاشبہ وہ بادشاہوں کے قتل سے بچتے ہیں' مگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اس کے زیورات چھین لیے اور اسے ایک بورے میں ڈال دیا اور تانت سے اس کا گلا گھونٹ دیا اور اسے دریا میں پھینک دیا' اور وہ ایک لکڑی سے چمٹ گیا اور بشپ ایلیاء نے اسے پکڑ لیا اور اس کے اسلاف کے ان کے ممالک میں رہنے والے نصاریٰ پر جو احسان تھے ان کی وجہ سے اسے اس پر رحم آ گیا اور اس نے اسے تابوت میں رکھ کر نصاریٰ کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر اس کے زیورات کو لے کر امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس گیا اور اس کے زیورات میں سے ایک آویزہ گم ہو گیا اور اس نے اس علاقے کے نمبردار کو پیغام بھیجا تو اس نے اس کا تاوان دے دیا

اور شاہ یزدگرد بیس سال کا تھا جن میں سے چار سال عیش و آرام کے تھے اور بقیہ میں وہ اسلام اور اہل اسلام کے خوف سے شہر بہ شہر بھاگتا رہا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے قول کے مطابق علی الاطلاق دنیا میں ایرانیوں کا آخری بادشاہ تھا آپ نے فرمایا تھا: جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ جب نامہ نبوی اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے پھاڑ دیا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کے خلاف بددعا کی کہ وہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے اور ایسے ہی وقوع میں آیا' اور اس سال ابن عامر نے بہت سی فتوحات حاصل کیں اور ان باشندوں نے صلح کی شرائط کو توڑ دیا تھا پس آپ نے کچھ فتوحات بزور قوت اور کچھ فتوحات صلح سے کیں اور مرو کے شہر نے دو کروڑ دو لاکھ درہم پر صلح کی اور بعض کا قول ہے کہ چھ کروڑ دو لاکھ درہم پر صلح کی' اور اس سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔

۳۲ھ

اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ آپ قسطنطنیہ کے درے تک پہنچ گئے اور آپ کی بیوی عاتکہ بھی آپ کے ساتھ تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ فاطمہ بنت قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھی' یہ قول ابومعشر اور واقدی کا ہے' اور اسی میں حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کو فوج کا امیر بنایا اور انہیں باب سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس جانب کے نائب عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو ان کی مدد کرنے کے لیے لکھا' وہ روانہ ہو کر بلنجر پہنچ گئے اور اس کا محاصرہ کر کے مجانیق نصب کر دیں' پھر اہل بلنجر ان کے مقابلہ میں نکلے اور ترکوں نے ان کی مدد کی اور باہم شدید جنگ ہوئی۔ اور ترک مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے ڈرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو موت نہیں آتی۔ حتیٰ کہ بعد میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جرأت کی۔ پس جب آج کا دن آیا تو انہوں نے ان کے ساتھ مڈبھیڑ کر کے جنگ کی اور اس روز حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ قتل ہو گئے۔ جنہیں ذوالنون کہا جاتا تھا۔ اور مسلمان شکست کھا کر دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے' ایک پارٹی بلاد خزر کی طرف اور دوسری پارٹی جیلان اور جرجان کی طرف چلی گئی اور ان میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور ترک' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ کے جسم کو لے گئے۔ آپ سادات اور بہادر مسلمانوں میں سے تھے۔ اور آپ کو اپنے ملک میں دفن کر دیا اور وہ آج تک ان کے پاس بارش طلب کرتے ہیں' اور جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ربیعہ قتل ہو گئے تو حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت سلمانؓ بن ربیعہ کو ان شرفاء کا امیر مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ نے اہل شام کے ذریعے انہیں مدد دی جن کے امیر حضرت حبیبؓ بن مسلمہ تھے' پس امارت کے بارے میں حضرت حبیبؓ اور حضرت سلمانؓ نے باہم کشاکش کی حتیٰ کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا اور یہ پہلا اختلاف تھا جو شامیوں اور کوفیوں کے درمیان ہوا حتیٰ کہ اس کے متعلق کوفہ کے اوس نامی شخص نے یہ اشعار کہے۔

''اگر تم نے سلمان کو مارا تو ہم تمہارے حبیب کو ماریں گے اور تم ابن عفان کے پاس جاؤ گے تو ہم بھی جائیں گے اور اگر تم انصاف کرو تو سرحد ہمارے امیر کی ہے اور یہ امیر فوجوں میں مقبول ہے اور ہم سرحد کے والی ہیں اور ہم ان راتوں

میں اس کے محافظ تھے جب ہم سرحد پر تیراندازی کرتے تھے اور سزا دیتے تھے''۔

اور اسی سال میں ابن عامر نے مروالروز' طالقان' فاریاب' جوز جان اور طخارستان کو فتح کیا اس نے مروالروز کی طرف ابو عامر الاحنف بن قیس کو بھیجا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا' پس وہ اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ان کو ان کے قلعے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا' پھر انہوں نے بہت سے مال اور اس شرط پر کہ وہ رعیت کی اراضی پر ٹیکس لگا دے' اس سے مصالحت کر لی اور اس زمین کو چھوڑ دے جسے کسریٰ نے حاکم مرؤ مرزبان کے لیے اس وقت حاصل کیا تھا جب اس نے اس سانپ کو مارا تھا جس نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا تھا اور انہیں کھا جاتا تھا' پس احنف نے اس پر ان سے مصالحت کر لی اور ان کو صلح کی تحریر لکھ دی' پھر احنف نے اقرع بن حابس کو جوز جان کی طرف بھیجا جسے انہوں نے جنگ کے بعد فتح کر لیا جس میں مسلمانوں کے بہت سے شجاع جوان مارے گئے پھر انہوں نے فتح پائی تو اس بارے میں ابوکثیر نہشلی نے ایک طویل قصیدہ کہا جس میں یہ شعر بھی تھے۔

''جب بادل گرجا تو اس کی بدلیوں نے جوز جان میں جوانوں کے مقتل کو سیراب کیا' ان کو القصرین سے رستاق حوط تک دو گنجے آدمیوں نے تباہ کیا''۔

پھر احنف نے مروالروز سے بلخ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے چار لاکھ درہم پر اس سے مصالحت کر لی اور اس نے اپنے عمزاد اسید بن قیس کو مال قابو کرنے پر نائب مقرر کیا پھر جہاد کے ارادہ سے کوچ کر گیا اور اچانک موسم سرما نے اسے آ لیا تو اس نے اپنے اصحاب سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا' عمرو بن معدیکرب نے کہا ہے۔

''جب تو کسی چیز کی سکت نہ رکھے تو اسے چھوڑ دے اور اس چیز کی طرف بڑھ جس کی تو سکت رکھتا ہے''۔

پس احنف نے بلخ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور موسم سرما میں وہیں قیام کیا پھر عامر کے پاس واپس آ گیا تو ابن عامر سے کہا گیا کہ کسی نے ان شہروں کو فتح نہیں کیا جو آپ نے فتح کیے ہیں یعنی فارس' کرمان' سجستان اور عامر خراسان' اس نے کہا' میں اس پر اللہ کا شکر ادا کروں گا' اور میں تیار ہو کر اپنے اس میدان جنگ سے عمرہ کا احرام باندھوں گا' پس اس نے نیشاپور سے عمرہ کا احرام باندھا اور جب وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے خراسان سے احرام باندھنے پر اُسے ملامت کی۔

اور اسی سال میں قارن چالیس ہزار فوج کے ساتھ آیا اور عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس سے مڈبھیڑ کی اور چھ سو جوانوں سے ان کا ہراول دستہ بنایا اور ان میں سے ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ اپنے نیزے کے سرے پر آگ اٹھائے اور نصف شب کو وہ ان کے پاس آئے اور ان پر شب خون مارا' پس انہوں نے ان پر حملہ کیا اور ہراول دستہ نے ان کو پکڑ لیا اور وہ ان سے اُلجھ گئے اور عبداللہ بن حازم اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ آئے اور ان کی اور ان کی جنگ ہوگئی اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہ جس طرح چاہتے انہیں قتل کرتے اور انہوں نے بہت سے اموال اور قیدی غنیمت میں حاصل کیے' پھر عبداللہ بن حازم نے ابن عامر کی طرف فتح کی خوشخبری بھیجی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اُسے خراسان کا امیر مقرر کر دیا۔ حالانکہ اس نے خراسان سے اسے معزول کر دیا تھا اور عبداللہ بن حازم اس کے بعد بھی مسلسل وہاں امیر رہا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت عباس بن عبدالمطلب

ابن ہاشم بن عبدمناف القرشی الہاشمی ابوالفضل المکی رسول اللہ ﷺ کے چچا اور عباسی خلفاء کے والد' آپ رسول اللہ ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے' بدر کے روز قید ہوئے اور اپنا اور اپنے دونوں بھائیوں کے بیٹوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا مالی فدیہ دیا' اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب آپ قید ہو گئے اور رسیوں میں جکڑ دیئے گئے اور لوگوں نے شام کا وقت گزار دیا تو رسول اللہ ﷺ کو نیند نہ آئی آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: میں رسیوں میں عباس کے کراہنے کی آواز سن رہا ہوں اس لیے مجھے نیند نہیں آتی' پس ایک مسلمان نے اٹھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیوں کو ڈھیلا کر دیا تو ان کے کراہنے کی آواز تھم گئی اور رسول اللہ ﷺ سو گئے' پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہو گئے اور جحفہ جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپ کے ساتھ واپس آئے اور فتح مکہ میں شامل ہوئے' کہتے ہیں کہ آپ اس سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جیسا کہ آپ کے متعلق حدیث میں بیان ہوا ہے۔ واللہ اعلم

رسول اللہ ﷺ آپ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کو والد کا مقام دیتے تھے اور فرماتے تھے: ''یہ میرے آباء کے چیدہ شخص ہیں'' آپ قریش سے بہت صلہ رحمی اور مہربانی کرنے والے اشخاص میں سے تھے اور نہایت عقل مند اور دانا آدمی تھے' دراز قد' خوبصورت' سفید رنگ اور فربہی کے ساتھ نرم جسم اور پتلی کھال والے تھے' بچیوں کے علاوہ آپ کے دس بچے تھے جو یہ تھے: تمام' یہ سب سے چھوٹے تھے۔ حارث' عبداللہ' عبیداللہ' عبدالرحمن' عون' فضل' قثم' کثیر' معبد' آپ نے اپنے غلاموں میں سے ستر غلام آزاد کیے امام احمدؒ کا قول ہے کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اہل مدینہ میں سے محمد بن طلحہ تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو سہیل نافع بن مالک نے' سعید بن المسیب سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا یہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو قریش کے سب سے بڑے سخی اور صلہ رحم ہیں۔ احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور صحیحین میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب صدقہ پر بھیجا تو کہا گیا کہ انہوں نے ابن جمیل' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صدقہ سے محروم کر دیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

ابن جمیل اس لیے ناراض ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا ہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے تم ظلم کرتے ہو' اس نے تو اپنی زر ہیں اور سامانِ جنگ راہ خدا میں وقف کر دیا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی یہی حالت ہے' پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی اصل سے ہوتا ہے' اور صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بارش طلب کرنے کے لیے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ذریعے بارش طلب کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا اے اللہ!

جب ہم قحط زدہ ہو جاتے تھے تو ہم اپنے نبی کے ذریعے تجھ سے توسل کرتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سیراب ہو جاتے تھے' کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سوار ہونے کی حالت میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرتے تو آپ کے اکرام کے لیے پیادہ ہو جاتے' واقدی اور کئی دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۱۲ رجب کو جمعہ کے روز فوت ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۳۲ھ کے رمضان میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۳۳ھ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ۳۴ھ میں وفات پائی' آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن سمح بن فار بن مخزوم بن صاہلۃ بن کاہل بن الحارث بن تیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر الہذلی' ابوعبدالرحمٰن' حلیف بنی زہرہ' آپ نے حضرت عمرؓ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے آپ اس وقت بکریاں چرا رہے تھے' آپ دونوں نے ان سے دودھ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا' میں امین ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ بز کو جس پر نر نہیں کودا تھا' پکڑ کر باندھ لیا پھر دودھ دھویا اور پیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا' پھر تھن سے فرمایا' سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا' میں نے کہا مجھے یہ دعا سکھا دیجیے' آپ نے فرمایا تو معلم غلام ہے۔

اور محمد بن اسحاق نے یحییٰ بن عروہ سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بیت اللہ کے پاس بآواز بلند قرآن پڑھا جب کہ قریش اپنی مجالس میں موجود تھے' آپ نے سورۂ رحمٰن علم القرآن پڑھی تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر آپ کو مارا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے جوتے اور مسواک اٹھایا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ کو میری خالص اور عمدہ باتیں سننے کی اجازت ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ کو صاحب السواک والوساد (مسواک اور تکیے والے) کہا جاتا ہے' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر مکہ واپس آ گئے' پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر میں شامل ہوئے جب عفراء کے دونوں بیٹوں نے ابوجہل کو چھید دیا تو آپ ہی نے اسے قتل کیا تھا' آپ نے بقیہ معرکوں میں بھی شمولیت کی اور ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ' میں نے کہا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میں دوسرے آدمی سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں' پس آپ نے سورہ نساء کے آغاز سے لے کر:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

تک قرآن سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا' تیرے لیے کافی ہے' اور ابوموسیٰ کا بیان ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہل بیت نبوی میں سے خیال کرتے تھے کیونکہ وہ بکثرت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جاتے تھے اور حذیفہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے بڑھ کر کسی کو ہدایت' راہنمائی اور راستی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مانند نہیں دیکھا اور محمد ﷺ کے اصحاب میں سے محفوظین نے جان لیا ہے کہ ابن ام عبد ان کی نسبت اللہ سے زیادہ قریب ہے اور حدیث میں ہے۔ ابن ام عبد کے عہد کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے احمد نے عن محمد بن فضیل عن مغیرہ عن ام حرسی عن علی روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ، کبات توڑنے کے لیے ایک درخت پر چڑھے تو لوگ آپ کی باریک پنڈلیوں کی باریکی سے تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میزان میں ان دونوں پنڈلیوں کا وزن احد پہاڑ سے زیادہ بوجھل ہوگا۔ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب نے آپ کی کوتاہ قامتی کی طرف دیکھ کر فرمایا آپ کا قد بیٹھے ہوئے شخص کے برابر ہوتا تھا۔ ان کے پیچھے نظر دوڑا کر فرمایا: آپ علم سے بھرا ہوا بارہ ہیں' حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت سے معرکوں میں شمولیت کی' جن میں یرموک وغیرہ کے معرکے بھی شامل ہیں' آپ عراق سے حج کرنے آئے تو ربذہ کے پاس سے گزرے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات اور دفن میں شامل ہوئے' پھر مدینہ آئے تو وہیں بیمار ہو گئے اور حضرت عثمانؓ بن عفان آپ کی عیادت کو آئے' روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو کیا بیماری ہے؟ فرمانے لگے میرے گناہوں نے مجھے بیمار کر دیا ہے آپ نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا' کیا میں آپ کے لیے طبیب کو حکم دوں؟ فرمانے لگے طبیب نے تو مجھے بیمار کیا ہے' آپ نے فرمایا' کیا میں آپ کے لیے آپ کے عطیہ کا حکم نہ دوں۔ آپ نے اسے دو سال سے ترک کر دیا ہوا تھا۔ فرمایا' مجھے اس کی ضرورت نہیں' آپ نے فرمایا' آپ کے بعد وہ آپ کی بیٹیوں کے لیے ہوگا' فرمانے لگے' کیا آپ کو میرے بیٹیوں کے فقر کا خوف ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' کہتے ہیں کہ آپ ہی نے رات کو ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر حضرت عثمان نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اس بات پر عتاب کیا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے پڑھایا۔ واللہ اعلم

اور ساٹھ سال سے زائد عمر میں بقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ' ابو محمد القرشی الزہری' آپ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' اور حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ کے اور حضرت سعدؓ بن ربیع کے درمیان مؤاخات کروائی اور آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی کلب کی طرف بھیجا تو امارت کی علامت کے طور پر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان شملہ ڈھیلا کرنے کا حکم دیا اور آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والے آٹھ آدمیوں میں سے ایک ہیں اور چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں پھر ان تین میں سے ایک ہیں جن تک شوریٰ پہنچی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' پھر آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقدیم میں کوشش کی اور بعض غزوات میں آپ نے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے باہم گفتگو کی اور حضرت خالدؓ نے گفتگو میں آپ سے سخت

کلامی کی اور جب یہ اطلاع رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میرے اصحاب کو سب وشتم نہ کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مد[1] اور اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ حدیث صحیح میں موجود ہے اور معمر نے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنا نصف مال چار ہزار صدقہ کر دیا' پھر چالیس ہزار صدقہ کیا پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیا پھر پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں دیئے پھر پانچ سو اونٹ راہ خدا میں دیئے اور آپ کا عام مال تجارت ہی سے تھا۔

اور وہ حدیث جسے عبد بن حمید نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن اسحٰق نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت البنانی سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور حضرت عثمانؓ بن عفان کے درمیان مواخات کروا دی تو انہوں نے آپ سے کہا کہ میرے دو باغ ہیں ان میں سے جو آپ چاہیں پسند کر لیں' تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے باغات میں آپ کے لیے برکت دے' میں اس کے لیے مسلمان نہیں ہوا' مجھے بازار کا رستہ بتایئے' راوی بیان کرتا ہے انہوں نے آپ کو رستہ بتایا تو آپ گھی' پنیر اور خام چمڑا خریدا کرتے تھے' آپ نے مال جمع کر کے نکاح کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے ولیمہ کرو' خواہ بکری کا ہی ہو' راوی بیان کرتا ہے آپ کا مال بہت زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے سات سو اونٹ گندم' آٹا اور کھانا اٹھا کر آئے' راوی بیان کرتا ہے' جب یہ اونٹ مدینہ میں داخل ہوئے تو اہل مدینہ کا شور سنا گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا' یہ شور کیسا ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سات سو اونٹ گندم' آٹا اور کھانا اٹھائے ہوئے آئے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اے میری ماں میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ سارے اونٹ بوجھوں' عرق گیروں اور پالانوں سمیت خدا کی راہ میں ہیں۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالصمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ عمارہ بن زاذان نے ثابت سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں تھیں کہ آپ نے مدینہ میں ایک شور سنا' آپ نے فرمایا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا' شام سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ ہر ضرورت کی چیز اٹھائے ہوئے آیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سات سو اونٹ تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ شور سے لرز گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہوتے دیکھا ہے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی تو آپ نے فرمایا اگر مجھے استطاعت ہوئی تو میں اس میں کھڑے ہو کر داخل ہوں گا اور آپ نے سب اونٹوں کو بوجھوں اور پالانوں سمیت راہ خدا میں دے دیا۔

---

[1] مد: ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۱/۳ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ (مترجم)

عمارہ بن زاذان صیدلانی اس حدیث کے بیان میں متفرد ہے اور ضعیف ہے' اور عبد بن حمید کے سیاق میں آپ کا جو قول بیان ہوا ہے کہ آپ نے ان کے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کروائی' یہ بالکل غلط بات ہے اور صحیح بخاری کی روایت کے مخالف ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ آپ کے اور حضرت سعدؓ بن الربیع انصاری کے درمیان مواخات ہوئی تھی اور صحیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں فجر کی نماز کی دوسری رکعت آپ کے پیچھے پڑھی اور یہ ایک عظیم منقبت ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا' اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اہل بدر میں سے باقی رہنے والے ہر شخص کے لیے چار سو دینار کی وصیت کی۔ اور وہ ایک سو اشخاص تھے۔ پس انہوں نے وہ دینار لے لیے حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی لیے' اور حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابن عوف جایئے آپ نے دنیا کا عمدہ حصہ پالیا ہے اور اس کے کھوٹ سے سبقت کر گئے ہیں اور آپ نے امہات المومنین میں سے ہر عورت کے لیے بہت بڑی رقم کی وصیت کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ انہیں سلسبیل سے سیراب کرے' اور آپ نے اپنے بہت سے غلاموں کو آزاد کیا پھر یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی بہت سا مال چھوڑا' اس میں کچھ سونا بھی تھا جسے کلہاڑوں سے توڑا گیا حتیٰ کہ آدمیوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے اور آپ نے ایک ہزار اونٹ' ایک سو گھوڑے اور تین ہزار بقیع میں چرتی ہوئی بکریاں چھوڑیں آپ کی چار بیویاں تھیں' جن میں سے ہر ایک کو آٹھویں حصے کا چوتھائی اسی ہزار ملا اور جب آپ فوت ہوئے تو حضرت عثمانؓ بن عفان نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص آپ کے جنازہ میں مشقت کے ساتھ شامل ہوئے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ بقیع میں دفن ہوئے' آپ کا رنگ سرخ وسفید' چہرہ حسین' کھال باریک' آنکھیں بڑی' پلکیں لمبی اور گھنی' ناک اونچی' بال بکثرت' ہتھیلیاں بھری ہوئی اور انگلیاں موٹی تھیں۔ حضرت شیبہؓ سے مغائرت نہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

مشہور قول کے مطابق آپ کا نام جندب بن جنادۃ تھا' مکہ میں بہت پہلے مسلمان ہوئے آپ چوتھے یا پانچویں مسلمان تھے اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی سلام کہا' پھر آپ اپنی قوم اور علاقے میں واپس آ گئے اور وہیں رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور آپ نے جنگ خندق کے بعد ہجرت کی' پھر سفر وحضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے' آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور آپ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں' ان میں سے سب سے مشہور روایت وہ ہے جسے اعمش سے عن ابی الیقظان عثمان بن عمیر عن ابی حرب بن ابی الاسود عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ راست باز کوئی نہیں۔ اس حدیث میں ضعف پایا جاتا ہے' پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو آپ شام کی طرف چلے گئے اور وہیں پر آپ کے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو حضرت عثمانؓ نے آپ کو مدینہ بلا لیا' پھر آپ ربذہ میں فروکش ہو گئے اور وہیں قیام کر لیا حتیٰ کہ اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پا گئے اور آپ کے پاس آپ کی بیوی اور بچوں کے سوا' کوئی شخص موجود نہ تھا' اسی دوران میں کہ وہ آپ کے دفن کی طاقت نہ رکھتے تھے اچانک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق سے آ گئے اور وہ آپ کی موت کے وقت موجود تھے' اور انہوں نے ان کو وصیت کی کہ وہ ان

کے ساتھ کیا کریں اور بعض کا قول ہے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آئے اور آپ کے غسل و دفن کا اہتمام کیا اور آپ نے اپنے اہل کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کی بکریوں میں سے ایک بکری ان کے لیے پکائیں تا کہ وہ اسے موت کے بعد کھائیں اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے ان کے اہل کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اپنے اہل کے ساتھ شامل کر دیا۔

۳۳ھ

ابو معشر کے قول کے مطابق اس سال قبرص فتح ہوا اور جمہور نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے اس سے پہلے بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس سال حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جس وقت اہل افریقہ نے عہد شکنی کی' دوبارہ افریقہ سے جنگ کی اور اسی سال میں حضرت امیر المومنین نے کوفی قاریوں کی ایک جماعت کو کوفہ روانہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بدکلامی کی تھی پس انہوں نے ان کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عثمانؓ نے انہیں لکھا کہ ان کو اپنے شہر سے نکال کر شام بھیج دیں اور حضرت عثمانؓ نے امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے پاس کوفی قاری آ رہے ہیں' ان کی مہمان نوازی کیجیے اور ان کا اکرام کیجیے اور ان سے دوستی کیجیے پس جب یہ لوگ آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی مہمان نوازی کی اور ان کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ مل بیٹھے اور انہیں وعظ و نصیحت کی کہ جماعت کی اتباع کریں اور علیحدگی اور دوری اختیار کرنے کو ترک کر دیں' ان کے ترجمان اور Spoksman نے آپ کو ایسی گفتگو میں جواب دیا جس میں قباحت اور شناعت پائی جاتی تھی' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم کی وجہ سے انہیں برداشت کیا اور قریش کی مدح کرنے لگے۔ انہیں قریش سے تکلیف پہنچی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرنے لگے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد اور انہیں اپنی قوم میں جو شرف حاصل تھا اس پر فخر کیا اور باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ اگر سب لوگ ابوسفیان کو جنم دیتے تو صرف دانا کو ہی جنم دیتے' صعصعہ بن صوحان نے آپ سے کہا' آپ نے جھوٹ بولا ہے' سب لوگوں کے ہاں بچے ہوئے ہیں جو ابوسفیان سے بہتر ہیں ان میں وہ بھی ہے جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے اور اس کے حکم سے فرشتوں نے اسے سجدہ کیا ہے' ان میں نیک اور بد بھی ہیں اور احمق اور عقل مند بھی ہیں' پھر آپ نے دوبارہ انہیں نصیحت کی مگر وہ اپنی سرکشی میں بڑھنے لگے اور اپنی حماقت و جہالت پر ڈٹنے لگے' اس موقع پر آپ نے انہیں اپنے شہر سے نکال دیا اور شام سے جلاوطن کر دیا تا کہ وہ کمینے لوگوں کی عقلوں کو مشوش نہ کر دیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی گفتگو کا سارا دارومدار قریش کی مدح پر تھا جنہوں نے نصرت دین اور مفسدین کے قلع قمع کرنے کی واجبی ذمہ داری کے ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیا ہے اور وہ اسی تنقیص' عیب جوئی اور اٹکل پچو کا ارادہ کیے ہوئے تھے اور وہ حضرت عثمان اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کو سب و شتم کرتے تھے اور یہ دس آدمی تھے اور بعض کا قول ہے کہ نو تھے اور یہی زیادہ مناسب ہے جو یہ تھے: کمیل بن زیاد' اشتر نخعی' اس کا نام مالک بن یزید ہے۔ علقمہ بن قیس النخعیان' ثابت بن قیس نخعی' جندب بن زہیر عامری' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد' اور عمرو بن الحمق خزاعی[1] جب یہ لوگ دمشق سے نکلے تو انہوں نے

---

[1] مصری نسخہ میں کمیل بن زیاد' اشتر نخعی' جس کا نام مالک بن حارث ہے' صعصعہ بن صوحان اور اس کے بھائی زید بن صوحان' کعب بن ......

جزیرہ کی پناہ لے لی۔

پس حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ نے جو جزیرہ کے نائب تھے پھر بعد میں حمص کے والی بنے۔ان سے ملاقات کی اور ان کو ڈرایا دھمکایا' تو انہوں نے ان سے معذرت کی اور اپنی روش سے باز آ جانے کی طرف رجوع کیا' پس آپ نے ان کو بلایا اور مالک اشتر نخعی کو اپنے اصحاب کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے پاس معذرت کرنے کو بھیجا' تو آپ نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا اور انہیں اختیار دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں' قیام کریں' انہوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن خالدؓ بن ولید کی عملداری میں رہنا پسند کیا' اور وہ حمص میں آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ساحل میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان کی رسد جاری کر دی' کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نفرت کی تو آپ نے ان کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط آپ کے پاس آیا کہ انہیں حضرت سعید بن العاصؓ کے پاس کوفہ واپس کر دیں تو آپ نے انہیں حضرت سعیدؓ کے پاس واپس کر دیا اور جب وہ واپس گئے تو وہ زیادہ تیز زبان اور زیادہ شر پسند ہو چکے تھے' پس حضرت سعید بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے پاس چیخ و پکار کی تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ انہیں حمص میں حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے پاس بھجوا دیں نیز یہ کہ وہ راستوں پر رہیں' اور اس سال حضرت عثمانؓ نے 'بعض بصریوں' کو جائز اسباب کی بناء پر بصرہ سے شام اور مصر بھجوایا' یہ لوگ آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے تھے اور آپ پر اعتراض کرنے اور آپ کی شان کو کم کرنے میں دشمنوں کی مدد کرنے میں متفق تھے اور وہ اس کارروائی میں ظالم تھے اور حضرت عثمانؓ نیک اور صالح تھے اور اس سال امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو حج کروایا' اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول کرے۔

۳۴ھ

ابو معشر کا قول ہے کہ غزوۃ الصواری اس سال ہوا تھا مگر دیگر مؤرخین کا قول درست ہے کہ وہ اس سال ہوا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے منحرف لوگوں نے آپس میں خط و کتابت کی جن کی اکثریت کوفہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عملداری حمص میں رہتے تھے اور کوفہ سے جلاوطن تھے انہوں نے امیر کوفہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کی عداوت میں متفق ہو گئے اور آپ کو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ان کے افعال کے متعلق اور انہوں نے جو بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے بنی امیہ میں سے اپنے اقرباء کی ایک جماعت کو حاکم مقرر کیا تھا۔اس کے متعلق مناظرہ کے لیے آدمی بھیجا اور آپ سے سخت کلامی کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے عمال کو معزول کر دیں اور ان کی جگہ دوسرے سابقین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امام بنائیں حتیٰ کہ آپ کو یہ بات بہت گراں گزری اور آپ نے فوجوں

لہ ......مالک ادسی' اسود بن زید بن علقمہ بن قیس النخعیان' ثابت بن قیس نخعی' جندب بن زہیر غامدی' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی کے نام بیان ہوئے ہیں اور طبری میں مالک بن حارث اشتر' ثابت بن قیس نخعی' کمیل بن زیاد نخعی' زید بن صوحان العبدی' جندب بن زہیر غامدی' جندب بن کعب ازدی' عروۃ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی کے نام آئے ہیں۔

کے امراء کی طرف آدمی بھیجا جس نے انہیں آپ کے پاس مشورہ کے لیے حاضر کر دیا' پس امیر شام حضرت معاویہ بن ابی سفیان' امیر مصر حضرت عمرو بن العاص' امیر مغرب' حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' امیر کوفہ حضرت سعید بن العاص' امیر بصرہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے ان سے ہونے والے واقعہ اور انتشار کے متعلق مشورہ طلب کیا' حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے مشورہ دیا کہ وہ شر کی جس روش کو اختیار کیے ہوئے ہیں آپ انہیں اس سے غافل کر کے جنگ میں مشغول کر دیں' پس ہر ایک کو اپنی جان کی پڑ جائے گی اور وہ اپنی سواری کی دبر اور اپنے بالوں کی جوؤں میں ہی الجھا رہے گا' بلاشبہ کمینے لوگ جب فارغ اور بے کار ہوں تو بے فائدہ باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور نامناسب باتیں کرتے ہیں اور جب پراگندہ ہو جائیں تو اپنے آپ کو اور دوسروں کو فائدہ دیتے ہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ مفسدین کی بیخ کنی کریں اور ان کی جڑ کاٹ دیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے عمال کو ان کے صوبوں کی طرف واپس بھیج دیں اور ان کی طرف التفات نہ کریں اور انہوں نے آپ کے خلاف جو معاندانہ جنگی اتحاد کیا ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ وہ بہت کم اور نہایت کمزور فوج کے حامل ہیں اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مال سے ان کو متالف کریں اور انہیں اتنا دیں جو ان کے شر کو روک دے اور ان کی ہلاکت سے امن دے دے اور ان کے دلوں کو آپ کی طرف مائل کر دے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا' اے عثمانؓ آپ نے لوگوں سے ایسے کام کیے ہیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے' یا تو آپ ان کو معزول کر دیں جنہیں وہ پسند نہیں کرتے اور یا آگے بڑھ کر اپنے عمال سے ان کاموں پر جنگ کریں جو وہ کر رہے ہیں اور انہوں نے حضرت عثمانؓ سے سخت کلامی بھی کی اور پھر پوشیدگی میں آپ سے معذرت بھی کی کہ انہوں نے یہ بات اس لیے کہی ہے کہ لوگوں میں سے جو وہاں موجود تھے وہ ان تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ حضرت عثمانؓ سے اس بات کی وجہ سے راضی ہو جائیں اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے اپنے عمال کو اپنی اپنی جگہوں پر قائم رکھا اور ان لوگوں کے دلوں سے مال سے متالف کیا اور حکم دیا کہ انہیں سرحدوں کی طرف جنگ کے لیے بھیج دیا جائے' پس آپ نے سب مفادات کو اکٹھا کر لیا اور جب عمال اپنے اپنے صوبوں کی طرف واپس گئے تو اہل کوفہ نے حضرت سعید بن العاصؓ کے اپنے ہاں آنے سے انکار کیا اور ہتھیار پہن لیے اور حلف اٹھایا کہ جب تک حضرت عثمانؓ انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر نہ کریں وہ انہیں کوفہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور انہوں نے الجرعة[1] مقام پر اجتماع کیا۔

اور اس روز' اشتر نخعی نے کہا' خدا کی قسم جب تک ہم نے اپنی تلواریں اٹھائی ہوئی ہیں وہ کوفہ میں ہمارے پاس نہ آ سکیں گے اور حضرت سعیدؓ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رُکے اور انہوں نے آپ کو روکنے کا عزم صمیم کر لیا اور اس روز کوفہ کی مسجد میں حذیفہ' ابومسعود اور عقبہ بن عمرو اکٹھے ہوئے اور ابومسعود کہنے لگے' خدا کی قسم جب تک خونریزی نہ ہو حضرت سعید بن العاصؓ واپس نہیں جائیں گے اور حذیفہ کہنے لگے' خدا کی قسم وہ ضرور واپس چلے جائیں گے اور کوفہ میں پچھنے لگانے کے اوزار سے جو خون نکلتا ہے وہ بھی نہیں ہو گا اور جو کچھ میں آج جانتا ہوں مجھے اس وقت بھی معلوم تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود تھے' حاصل کلام یہ کہ حضرت ابوسعید

[1] الجرعة: قادسیہ کے نزدیک ایک بلند مقام ہے۔

رضی اللہ عنہ مدینہ واپس چلے گئے اور فتنہ کو شکست دے دی' اہل کوفہ کو اس بات نے حیران کر دیا' انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کر دیں پس حضرت عثمانؓ نے ان کے عذر کو دور کرنے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرنے اور ان کے بہانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ان کی بات مان لی۔

سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عداوت پر احزاب کے متحد ہو جانے کا باعث یہ ہے کہ ایک شخص جسے عبداللہ بن سبا کہا جاتا تھا اور وہ یہودی تھا اس نے اسلام کا اظہار کیا اور مصر چلا گیا اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ دوسروں سے چھپا کر کچھ کلام کیا جسے اس نے خود گھڑا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ کسی آدمی سے کہے گا کہ کیا یہ ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب اس دنیا کی طرف دوبارہ واپس آئیں گے؟ وہ آدمی کہے گا' ہاں! تو وہ اسے کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے افضل ہیں' پس تو ان کے دوبارہ دنیا کی طرف واپس آنے سے کیوں انکار کرتا ہے حالانکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بلند رتبہ ہیں' پھر وہ کہنے لگا کہ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وصی مقرر کیا ہے' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت علیؓ خاتم الاوصیاء ہیں' پھر وہ کہنے لگا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت امارت کے زیادہ حق دار ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی ولایت میں زیادتی کرنے والے ہیں جو انہیں نہیں کرنی چاہیے' پس انہوں نے آپ پر عیب لگائے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اظہار کیا اور بہت سے مصری اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے اور انہوں نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کی عوامی جماعتوں کی طرف خطوط لکھے اور وہ اس بارے میں ان کے مددگار بن گئے اور اس کے متعلق ایک دوسرے سے خط وکتابت کی اور باہم وعدے کیے کہ وہ حضرت عثمانؓ پر عیب لگانے کے بارے میں متفق ہو جائیں اور انہوں نے آپ کی طرف آپ سے مناظرہ کرنے اور آپ کو بتانے کے لیے آدمی بھیجا کہ وہ ان سے اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کو حاکم بنانے اور صحابہؓ کے معزول کرنے کی وجہ سے ناراض ہیں' اس بات نے بہت سے لوگوں کے دلوں پر اثر کیا' حضرت عثمانؓ نے اپنے نائبین کو شہروں سے اکٹھا کیا اور ان سے مشورہ لیا اور انہوں نے آپ کو وہ مشورہ دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

واقدی نے عبداللہ بن محمد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ جب ۳۴ھ کا سال آیا تو لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بہت باتیں کیں اور آپ پر ایسے گھناؤنے الزامات لگائے کہ کسی پر ایسے الزامات نہیں لگائے گئے اور لوگوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے گفتگو کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس جائیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر ان سے کہا۔ لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے آپ کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے اور قسم بخدا' مجھے معلوم نہیں کہ میں آپ سے کیا کہوں اور مجھے کوئی ایسی بات معلوم نہیں جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کو کوئی ایسی بات بتا سکتا ہوں جسے آپ نہ جانتے ہوں' بلاشبہ جو ہمیں معلوم ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے ہم نے کسی چیز کی طرف آپ سے سبقت نہیں کی کہ ہم آپ کو اس کے متعلق بتائیں اور نہ ہم کسی چیز کو منفرد طور پر جانتے ہیں کہ اسے آپ تک پہنچائیں اور نہ ہم ایسے امور سے مخصوص ہیں جن کا ادراک آپ سے مخفی ہو' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان کی باتیں سنی ہیں اور ان کی صحبت اختیار کی ہے اور ان کی دامادی حاصل کی ہے۔ اور حضرت ابن ابی قحافہؓ آپ سے بہتر عمل حق کرنے والے نہیں اور نہ ہی حضرت ابن خطاب کسی نیکی میں آپ سے بہتر ہیں اور

آپ رشتہ کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریبی ہیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دامادی[1] کا شرف حاصل کیا ہے جو ان دونوں حضرات کو حاصل نہیں اور نہ ان دونوں نے کسی چیز کی طرف آپ سے سبقت کی ہے' اور آپ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے' خدا کی قسم آپ اندھے پن سے نہیں دیکھتے اور نہ جہالت سے جانتے ہیں' بلاشبہ راستہ روشن اور واضح ہے اور دین کے نشان قائم ہیں' اے عثمانؓ! اس بات کو جان لیجیے کہ بندگانِ الٰہی میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل بندہ امام عادل ہے' جو ہدایت پر چلتا ہے اور سنت معلومہ کو قائم کرتا ہے اور بدعتِ معلومہ کو مٹاتا ہے' خدا کی قسم یہ سب باتیں واضح ہیں بلاشبہ سنن قائم ہیں جن کے اپنے نشان ہیں اور بدعات بھی قائم ہیں جن کے اپنے نشان ہیں اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے برا شخص ظالم امام ہے جو خود گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور سنتِ معلومہ کو مٹاتا اور بدعتِ متروکہ کو زندہ کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز ظالم امام کو لایا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی مددگار اور عذر کرنے والا نہ ہوگا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور وہ اس میں چکی کی طرح چکر لگائے گا اور جہنم کی سختی میں پھنس جائے گا اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کی سطوت اور عذاب سے انتباہ کرتا ہوں' بلاشبہ اس کا عذاب سخت اور دردناک ہے اور آپ اس امت کے مقتول امام بننے سے بچیں۔ کہتے ہیں کہ اس امت میں ایک امام کو قتل کیا جائے گا اور پھر اس امت میں روز قیامت تک قتل وقتال کا دروازہ کھل جائے گا اور اس کے امور گڑبڑ ہو جائیں گے اور وہ ایسے گروہوں کو چھوڑیں گے جو باطل سے حق کو نہ دیکھ سکیں گے اور اس میں موجیں ماریں گے اور اترائیں گے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ آپ ضرور وہ باتیں کریں گے جو آپ نے کی ہیں اور قسم بخدا! اگر آپ میری جگہ ہوتے تو نہ میں آپ سے سختی کرتا اور نہ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑتا اور نہ آپ پر عیب لگاتا اور نہ ناواقف بن کر آتا' میں نے صلہ رحمی کی ہے اور حاجت براری کی ہے اور ضائع ہونے والے کو پناہ دی ہے اور میں نے ان لوگوں کی مانند حاکم مقرر کیے ہیں جنہیں حضرت عمرؓ حاکم مقرر کیا کرتے تھے' اے علیؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ یہاں نہ تھے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں حاکم بنایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا' اگر میں نے ابن عامر کو رشتہ وقرابت کی وجہ سے والی بنایا ہے' تو تم مجھے ملامت کیوں کرتے ہو؟ حضرت علیؓ نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں' کہ حضرت عمرؓ جب کسی کو امیر بناتے تھے تو اس کے سر اخہائے گوش پر سوار ہو جاتے تھے اور اگر انہیں اس کی کسی بات کا پتہ چل جاتا تو اس کو انتہائی سزا دیتے اور آپ ایسا نہیں کرتے آپ کمزور ہیں اور اپنے اقرباء سے نرمی کرتے ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا' وہ آپ کے بھی اقرباء ہیں' حضرت علیؓ نے کہا' میری زندگی کی قسم' بلاشبہ وہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں لیکن

---

[1] جولوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سوا' حضرت نبی کریم ﷺ کی اور کوئی لڑکی نہ تھی وہ حضرت علیؓ کے اس فقرے پر غور کریں آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہے' نیز یہ کہ آپ ہر بات میں سابق ہیں اور جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ سب باتیں آپ کو بھی معلوم ہیں۔ اللہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے قریبی لوگ آپ کی عظمت اور جلالت شان کے معترف ہیں۔ (مترجم)

احسان دوسروں میں ہے' حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام خلافت میں حضرت معاویہؓ یہ کو امیر بنائے رکھا ہے' میں نے بھی انہیں امیر بنایا ہے' حضرت علیؓ نے کہا میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت معاویہؓ' حضرت عمرؓ سے ان کے غلام یرفاء سے بھی زیادہ ڈرتے تھے' آپ نے فرمایا' ہاں' حضرت علیؓ نے کہا' بلاشبہ حضرت معاویہؓ آپ کے بغیر امور کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور آپ بھی ان امور کو جانتے ہیں' پھر وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے' پھر وہ آپ کو اطلاع دیتے ہیں تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں اور نہ ان پر غیرت کھاتے ہیں۔

پھر حضرت علیؓ آپ کے ہاں سے باہر چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے باہر نکلے اور منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کی اور انتباہ کیا اور ڈرایا دھمکایا اور گرجے برسے' اور اپنی تقریر میں کہا:

''آگاہ رہو! خدا کی قسم تم نے مجھ پر ان باتوں کا الزام لگایا ہے جن کا تم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اقرار کیا ہے لیکن انہوں نے تم کو اپنے پاؤں سے روندا اور اپنے ہاتھ سے مارا اور اپنی زبان سے تم کو ذلیل کیا اور تم نے بادل خواستہ ونخواستہ ان کی اطاعت کی' اور میں نے تم سے نرمی کی اور تم کو اپنے کاندھوں پر سوار کرالیا اور اپنی زبان اور ہاتھ کو تم سے روکا' اور تم میرے خلاف دلیر ہو گئے اور خدا کی قسم' ہم جماعت کے لحاظ سے زیادہ طاقتور' مددگاروں کے لحاظ سے زیادہ قریب اور زیادہ تعداد اور لیاقت والے ہیں' اگر میں کہوں میرے پاس آؤ' تحقیق میں نے تمہارے ہمسروں کو تمہارے لیے تیار کیا ہے اور تم پر بہت احسان کیا ہے اور تمہارے لیے اپنے دانت نمایاں کیے ہیں اور تم نے مجھ سے ایسے خلق کا اظہار کیا ہے جسے میں اچھا نہیں سمجھتا اور ایسی گفتگو کی ہے جو میں نے کبھی نہیں کی' اپنے والیوں کے بارے میں اپنی زبانوں کو روکو' اور اپنے اعتراضات اور عیب لگانے سے باز آ جاؤ' کیونکہ میں نے اس آدمی کو تم سے روکا ہے کہ اگر وہ تمہارا والی ہوتا تو تم میری اس گفتار کے بغیر ہی اس سے راضی ہو جاتے' آگاہ رہو! تمہارا کون سا حق ضائع ہوا ہے؟ خدا کی قسم میں نے اس چیز کے پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی جو مجھ سے پہلے پہنچایا کرتے تھے''۔

پھر آپ نے اس مال کے بارے میں جو آپ اپنے اقرباء کو دیتے تھے' عذر بیان کیا کہ وہ آپ کے زائد مال میں سے ہے' پس مروان بن الحکم نے کھڑے ہو کر کہا' خدا کی قسم اگر تم چاہو تو ہم اپنے اور تمہارے درمیان تلوار کو حکم بنا لیتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اور تم شاعر کے اس شعر کے مصداق ہیں۔

''ہم نے تمہارے لیے اپنی عزتوں کو بچھا دیا اور تمہاری پیدائش کی جگہیں تمہیں راس نہ آئیں اور تم ٹٹی کی روڑی میں تعمیر کرتے ہو''۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا' خاموش ہو جا' تو خاموش نہ ہو' مجھے اور میرے اصحاب کو چھوڑ دو' اس موقع پر تمہارے بولنے کی ضرورت نہیں کیا میں نے تجھے پہلے نہیں کہا کہ تو نہ بولنا' پس مروان خاموش ہو گیا اور حضرت عثمانؓ منبر سے اتر آئے۔

سیف بن عمر اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہؓ نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے

آپ کو الوداع کہا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ شام جانے کی پیشکش کی کہ وہاں بہت زیادہ لوگ ہیں جو امراء کے فرمانبردار ہیں' آپ نے فرمایا کہ میں جوار رسول کے سوا کوئی جگہ پسند نہیں کرتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا' کیا میں آپ کے لیے شام سے فوج تیار کروں جو آپ کے پاس رہے اور آپ کی مدد کرے؟ آپ نے فرمایا' مجھے خدشہ ہے کہ میں ان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور آپ کے انصار ومہاجرین صحابہ کو تنگ کر دوں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا' خدا کی قسم وہ آپ کو ضرور دھوکے سے قتل کر دیں گے۔ یا کہا کہ ضرور جنگ کریں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے' پھر حضرت معاویہؓ تلوار لگائے ہوئے اور ہاتھ میں کمان پکڑے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس سے چلے گئے اور انصار ومہاجرین کے سرداروں کے پاس سے گزرے جن میں حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' آپ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور بلیغ گفتگو کی جو حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق وصیتوں اور آپ کو' آپ کے دشمنوں کے سپرد کرنے کے متعلق انتباہ پر مشتمل تھی' پھر آپ واپس چلے گئے' حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے آج کے دن سے بڑھ کر انہیں بارعب نہیں دیکھا' اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی اس آمد مدینہ میں ہی بات کو بھانپ لیا تھا کیونکہ آپ نے اس سال حج کے اجتماع میں ایک حدی خوان کو رجز پڑھتے سنا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

''لاغر سواریوں اور پتلی کمانوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے جانشین ہونے کے بارے میں راضی ہوں گے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ محافظ ان کے دوست ہوں گے''۔

جب حضرت معاویہؓ نے اس رجز کو سنا تو یہ بات آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور پھر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا جس کا ذکر ہم اس کی جگہ پر کریں گے ان شاء اللہ' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت ابوعبس بن جبیرؓ نے مدینہ میں وفات پائی' آپ بدری تھے نیز حضرت مسطح بن اثاثہؓ اور حضرت غافل بن البکیرؓ نے بھی وفات پائی نیز اس سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔



۳۵ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ کی شہادت کا باعث یہ ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر سے معزول کیا تو حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا نیز یہ باعث بھی ہوا کہ مصری خوارج حضرت عمرو بن العاصؓ سے دبے ہوئے تھے اور خلیفہ اور امیر کے متعلق بری بات کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس ان کی شکایت کی کہ ان کو معزول کر کے ان پر ایسے آدمی کو امیر مقرر کریں جو ان سے زیادہ نرم مزاج ہو' اور وہ مسلسل شکایات کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ سے معزول کر دیا اور نماز پر قائم رہنے دیا اور جنگ اور خراج پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا' پھر انہوں نے دونوں کے پاس ایک دوسرے کی چغلیاں کر کے ان کا جھگڑا کرا دیا حتیٰ کہ دونوں کے درمیان بدکلامی ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے پیغام بھیج کر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کی تمام عملداری اور اس کے خراج اور جنگ اور نماز پر امیر مقرر کر دیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اس شخص کے پاس قیام کرنے میں آپ کے لیے کوئی بھلائی نہیں جو آپ کو پسند نہیں کرتا' آپ میرے پاس آ جایئے۔ پس حضرت عمرو بن العاصؓ مدینہ منتقل ہو گئے اور ان کے دل میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں بڑا رنج اور شر تھا اور جو بات ان کے دل میں تھی اس کے مطابق انہوں نے حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ پر اپنے باپ کو فضیلت دی نیز یہ کہ وہ آپ سے معزز تھا' حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا' اس بات کو چھوڑ یئے' یہ جاہلیت کی باتوں میں سے ایک ہے اور حضرت عمرو بن العاص' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی عداوت پر لوگوں کو متحد کرنے لگے اور مصر میں ایک جماعت تھی جو حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتی تھی اور آپ کے بارے میں بدکلامی کرتی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے ان سے کم تر لوگوں کو' یا جوان کے نزدیک امارت کے اہل نہ تھے' ان کو امیر مقرر کرنے پر آپ کو ملامت کرتی تھی اور حضرت عمرو بن العاص کے بعد اہل مصر نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو پسند نہ کیا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر اہل مغرب سے جنگ کرنے اور بربر' اندلس اور افریقہ کے ممالک کو فتح کرنے میں مصروف ہو گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں میں سے ایک گروہ مصر میں پیدا ہوا جو لوگوں کو ان سے جنگ کرنے اور ان پر الزام لگانے میں متحد کرتا تھا اور اس کے سب سے بڑے ذمہ دار محمد بن ابوبکر اور محمد بن ابوحذیفہ تھے' حتیٰ کہ ان دونوں نے تقریباً چھ سو سواروں کو ماہ رجب میں عمرہ کرنے والوں کے لباس میں مدینہ جانے کے لیے جمع کر لیا تاکہ وہ حضرت عثمانؓ پر الزام لگائیں' پس وہ چار ٹولیوں میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب کی باگ ڈور عمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی' عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر تجیبی' اور سودان بن حمران سکونی کے سپرد تھی' محمد بن ابوبکر بھی ان کے ساتھ آئے اور محمد بن ابوحذیفہ مصر میں ٹھہر کر لوگوں کو اکٹھا کرنے لگا اور ان کی مدافعت کرنے لگا۔

اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر بتایا کہ یہ لوگ عمرہ کرنے والوں کے لباس میں آپ پر الزام لگانے کے لیے مدینہ آ رہے ہیں' اور جب یہ لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ ان کو مدینہ میں داخل ہونے سے قبل ان کے شہروں کی طرف واپس کر دیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو ان کے پاس جانے پر آمادہ کیا تو حضرت علیؓ اس کام کے لیے تیار ہوئے تو آپ نے ان کو بھیج دیا اور آپ کے ساتھ اشراف کی ایک جماعت بھی گئی نیز آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضرت علی نے حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے کہا تو انہوں نے آپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا' جس پر حضرت عثمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے پر آمادہ کریں مگر حضرت عمارؓ نے بالکل انکار کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ جانے سے رُک گئے' پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک بات کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے ان کی تادیب کی تھی اور آپ کو مارا بھی تھا اس لیے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتے تھے اور اس کارروائی کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمارؓ نے عباس بن عتبہ بن ابی لہب کو گالی دی تھی' پس حضرت عثمانؓ نے ان دونوں کی تادیب کی' اس وجہ سے حضرت عمارؓ ان سے سختی کرنے لگے اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے آپ کو اس بات سے روکا اور ملامت کی' مگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ رجوع کیا سو حضرت علیؓ بن ابی طالب جحفہ میں ان کے پاس گئے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے تھے' پس آپ نے ان کو جواب دیا اور زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا' تو وہ ملامت سے شرمندہ ہو کر کہنے لگے' اس شخص کی وجہ سے تم امیر سے جنگ کرتے ہو اور اس کے خلاف حجت پکڑتے ہو' کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں ان سے مناظرہ کیا اور ان سے پوچھا کہ وہ آپ پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں انہوں نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جن میں یہ باتیں بھی شامل تھیں کہ آپ نے رکھ کر روکا ہے اور مصاحف کو جلایا ہے اور پوری نماز پڑھی ہے اور نوعمر لوگوں کو حکومتیں دی ہیں اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا ہے اور بنوامیہ کو لوگوں سے زیادہ دیا ہے' حضرت علیؓ نے ان باتوں کا جواب دیا کہ رکھ کو آپ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے روکا ہے تاکہ وہ فربہ ہو جائیں اور آپ نے اسے اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے نہیں روکا اور حضرت عمرؓ نے بھی آپ سے پہلے اسے روکا تھا اور مصاحف کو آپ نے اختلاف ہو جانے کی وجہ سے جلایا ہے اور متفق علیہ مصحف کو لوگوں کے لیے باقی رکھا ہے' جیسا کہ آخری پیشکش سے ثابت ہے' اور آپ نے مکہ میں پوری نماز اس لیے پڑھی ہے کہ وہاں آپ نے شادی کی ہوئی ہے اور چونکہ آپ نے وہاں قیام کی نیت کر لی تھی اس لیے پوری نماز پڑھی ہے' رہی یہ بات کہ آپ نے نوعمروں کو حکمران بنا دیا ہے سو واضح ہو کہ آپ نے بے عیب اور عادل آدمیوں کو حکمران بنایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو بیس سال کی عمر میں مکہ کا امیر بنایا تھا اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی امیر بنایا اور لوگوں نے آپ کی امارت پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا وہ امارت کے اہل ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ وہ بنی امیہ کو ترجیح دیتے ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کو لوگوں پر ترجیح دیتے تھے اور قسم بخدا اگر جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بنی امیہ کو اس میں داخل کر دیتا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمارؓ اور محمد بن ابوبکرؓ کے بارے میں بھی آپ پر عتاب کیا تو حضرت عثمانؓ نے اس کے متعلق

اپنا عذر بیان کیا نیز یہ کہ آپ نے ان دونوں کو واجبی سزا دی ہے اور انہوں نے الحکم بن العاص کو پناہ دینے پر بھی آپ پر عتاب کیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' پس آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا پھر اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا' روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ ساری تقریر کی اور آپ ان سے گواہی لینے لگے اور وہ آپ کے حق میں شہادت دینے لگے اور روایت ہے کہ انہوں نے اپنے میں سے ایک جماعت کو بھیجا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس تقریر میں موجود تھی' پس جب ٹھیک ٹھاک عذر خواہی ہوگئی اور ان کے اعتراضات دور ہو گئے اور ان کا کوئی شبہ باقی نہ رہا' تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تادیب کا مشورہ دیا مگر آپ نے ان سے درگذر کیا اور ان کو ان کی قوم کی طرف واپس کر دیا اور وہ جہاں سے آئے تھے ناکام و نامراد واپس چلے گئے اور انہیں اپنے مقصد میں کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی اور حضرت علیؓ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس واپس آ گئے اور ان کے آپ کو چھوڑ کر چلے جانے کے متعلق بتایا نیز جو باتیں ان سے آپ کے متعلق سنی تھیں وہ بھی بتائیں' نیز حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں میں ایک تقریر کریں جس میں اپنے بعض اقارب کو ترجیح دینے کے بارے میں ان سے معذرت کریں اور انہیں اس بات پر گواہ بنائیں کہ انہوں نے اس بات سے توبہ کر لی ہے اور آپ سے پہلے شیخین کی جو سیرت تھی اس پر ہمیشہ چلنے کی طرف رجوع کر لیا ہے اور وہ پہلی چھ سالہ مدت کے طریق پر قائم رہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نصیحت کو سنا اور سمع و اطاعت سے اس کا سامنا کیا اور جب جمعہ کا دن آیا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو آپ نے خطبہ کے دوران اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے اللہ جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے میں اس پر سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور سب مسلمان بھی رو پڑے اور لوگوں کو اپنے امام پر بہت رحم آیا اور حضرت عثمانؓ نے اس بارے میں لوگوں کو اپنے پر گواہ بنایا اور یہ کہ انہوں نے شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو اپنا لیا ہے اور اپنے دروازے کو اپنے پاس آنے والوں کے لیے کھول دیا ہے اور کسی کو اس سے روکا نہیں جائے گا اور پھر منبر سے اتر کر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے گھر چلے گئے اور جو شخص کسی ضرورت یا سوال کے لیے امیر المومنین کے پاس جانا چاہتا تھا اسے مدت تک اس سے روکا نہ جاتا تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ علی بن عمر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مصریوں کے واپس چلے جانے کے بعد پھر حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر آپ سے کہا' آپ ایسی گفتگو کرتے ہیں جسے لوگ آپ سے سنتے ہیں اور آپ پر گواہی دیتے ہیں اور آپ کے دل میں جو میلان اور انابت پائی جاتی ہے اس پر اللہ گواہی دیتا ہے' بلاشبہ شہر آپ سے باغی ہو گئے ہیں اور میں دوسرے لوگوں کے قافلے سے مطمئن نہیں جو کوفہ سے آتے ہوں گے اور آپ کہیں گے اے علیؓ! ان کے پاس جاؤ' اور دوسرے لوگوں کا قافلہ بصرے سے آئے گا تو آپ کہیں گے اے علیؓ ان کے پاس جاؤ' اگر میں نہ جاؤں تو میں آپ کے رشتہ کو قطع کروں گا اور آپ کے حق کا استخفاف کروں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ باہر گئے اور وہ خطبہ دیا جس میں لوگوں کو اپنی توبہ و انابت کے متعلق بتایا' اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' خدا کی قسم جس شخص نے جو عیب لگایا ہے میں اس سے ناواقف نہیں

اور جو کچھ میں نے کیا ہے میں اس سے واقف ہوں لیکن میری ہدایت پر برقراری جاتی رہی' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو لغزش کھا جائے وہ توبہ کرے اور جو غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور ہلاکت پر اصرار نہ کرے' بلاشبہ جو شخص ظلم پر اصرار کرے گا وہ راہ حق سے بہت دور ہوگا۔ اور میں نصیحت حاصل کرنے والا پہلا شخص ہوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پس میرے جیسا شخص انابت اور رجوع کرتا ہے اور جب میں منبر سے نیچے اتروں تو تمہارے اشراف میرے پاس آئیں' خدا کی قسم میں ضرور ایک غلام کی طرح ہوں گا کہ اگر وہ مملوک ہو تو صبر کرتا ہے اور اگر آزاد ہو تو شکر کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی جائے فرار نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کو آپ پر ترس آ گیا اور وہ رو پڑے اور حضرت سعید بن زیدؓ نے آپ کے پاس جا کر کہا' یا امیر المومنین آپ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے آپ نے جو بات کی ہے اسے پورا کیجیے اور حضرت عثمانؓ اپنے گھر واپس گئے تو آپ نے وہاں بڑے بڑے لوگوں کو موجود پایا اور مروان بن الحکم نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ نے پردے کے پیچھے سے کہا' آپ خاموش رہیے' خدا کی قسم وہ حضرت عثمانؓ سے جنگ کرنے والے ہیں اور آپ نے ایک بات کی ہے جس سے باز نہیں آنا چاہیے' مروان نے حضرت نائلہ سے کہا آپ کو اس سے کیا واسطہ' خدا کی قسم تمہارا باپ مرا تو وہ اچھی طرح وضو بھی نہ کر سکتا تھا' حضرت نائلہ نے مروان سے کہا' آباء کے ذکر کو چھوڑ دیجئے اور حضرت نائلہ نے اس کے باپ الحکم کو برا بھلا کہا تو مروان نے حضرت نائلہ سے اعراض کیا اور حضرت عثمانؓ سے کہنے لگا یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں' حضرت عثمانؓ نے اسے کہا' بات کرو' تو مروان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ گفتگو ہوتی اور آپ محفوظ و مضبوط ہوتے اور میں اس گفتگو کو پسند کرنے والا اور مدد دینے والا پہلا شخص ہوتا لیکن آپ نے جو بات کی ہے وہ اس وقت کی ہے جب پانی سر سے گزر گیا ہے اور ذلیل شخص کو ذلیل کام دے دیا گیا ہے اور قسم بخدا اس غلطی پر قائم رہنا جس سے بخشش مانگی جائے' اس توبہ سے بہتر ہے جس کے متعلق خدشہ ہو' پس اگر آپ چاہتے ہیں تو توبہ کا پختہ عزم کر لیجیے اور ہمارے لیے غلطی پر قائم نہ رہیے' اور آپ کے دروازے پر پہاڑوں جیسے لوگ جمع ہو چکے ہیں' حضرت عثمانؓ نے کہا' کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر ان سے بات کرو' کیونکہ میں ان سے بات کرتے شرم محسوس کرتا ہوں' مروان دروازے کی طرف گیا اور لوگ بھیڑ کیے ہوئے تھے' اس نے کہا' تمہارا کیا معاملہ ہے یوں معلوم ہوتا ہے تم لوٹ مار کرنے آئے ہو' چہرے بدشکل ہو گئے ہیں ہر انسان اپنے ساتھی کا کان پکڑنے والا ہے' سوائے اس کے کہ میں چاہوں تم ہمارے ہاتھوں سے ہماری حکومت چھیننے آئے ہو' ہمارے پاس سے چلے جاؤ' خدا کی قسم اگر تم نے ہمارا ارادہ کیا تو تم کو ایسے کام کا عادی بنایا جائے گا جو تم کو تکلیف دے گا اور تم اس کے انجام کی تعریف نہیں کرو گے' اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ' خدا کی قسم ہمارے پاس جو کچھ ہے ہم اس کے بارے میں مغلوب ہونے والے نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ایک شخص نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو حضرت علیؓ غصے کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگے' کیا آپ مروان سے راضی نہیں ہوئے اور وہ بھی آپ کو آپ کے دین اور عقل سے برگشتہ کیے بغیر آپ سے راضی نہ ہوگا اور آپ کی مثال پالکی والے اونٹ کی سی ہے جسے جہاں چلایا جائے وہیں چلنے لگتا ہے' خدا کی قسم' مروان اپنے اور اپنے دین کے متعلق عقل مندی اختیار کرنے والا شخص نہیں اور قسم بخدا

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ عنقریب آپ کو داخل کر دے گا پھر آپ کو واپس نہیں لائے گا اور آج کے بعد میں آپ کو ملامت کرنے کے لیے دوبارہ نہیں آؤں گا' آپ نے اپنی رعیت کو برباد کر دیا ہے اور اپنے معاملے پر غالب آ گئے ہیں' اور جب حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت نائلہ نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہا' میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ آپ نے فرمایا' بات کرو' حضرت نائلہ کہنے لگیں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سنی ہے وہ بار بار آپ کے پاس نہیں آئیں گے' مروان نے آپ سے جو بات منوانی تھی منوالی ہے' آپ نے کہا میں کیا کروں؟ حضرت نائلہ نے کہا' خدائے وحدہٗ لاشریک سے ڈریئے اور اپنے سے پہلے صاحبین کی سنت کی اتباع کیجیے' بلاشبہ جب آپ مروان کی مانیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا' اور مروان کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں اور نہ اسے اللہ سے محبت ہے اور نہ اسے اس کا کوئی خوف ہے' حضرت علیؓ کے پاس پیغام بھیج کر ان سے صلح کر لیجیے وہ آپ کے قرابت دار ہیں اور انکار بھی نہیں کریں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نائلہ نے مروان کے بارے میں جو بات کی تھی' مروان کو اس کا پتہ چلا تو وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ فرمایا بات کرو' اس نے کہا نائلہ بنت الفرافصہ' حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ بولنا' میں تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گا' خدا کی قسم وہ تمہاری نسبت میری زیادہ خیر خواہ ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ مروان بات کرنے سے رُک گیا۔

مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پارٹیوں کے دوبارہ آنے کا بیان:

اہل امصار کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروان کی وجہ سے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوئے ہیں اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے پہلی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ صاحبین کی سیرت کو اختیار کیا ہے تو اہل مصر' اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے آپس میں خط وکتابت کی اور مدینہ میں رہنے والے صحابہ کی زبان سے اور حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی زبانوں سے جھوٹے خطوط بنائے گئے کہ وہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے جنگ کرنے اور دین کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں نیز یہ کہ یہ کام آج کا سب سے بڑا جہاد ہے' سیف بن عمر تمیمی نے محمد' طلحہ' ابو حارثہ اور ابوعثمانؓ سے روایت کی ہے اور دیگر لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ۳۵ھ کا شوال آیا تو اہل مصر چار ٹولیوں میں چار امراء کی سرکردگی میں نکلے' ان کی کم تعداد بیان کرنے والا ان کو چھ سو اور زیادہ تعداد بیان کرنے والا ایک ہزار قرار دیتا ہے' ان ٹولیوں کے لیڈر عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر لیثی' سودان بن حمران سکونی اور قتیرہ سکونی تھے اور سب لوگوں کا امیر الامراء غافقی بن حرب العکی تھا' لوگوں کے سامنے انہوں نے حجاج ہونے کا اظہار کیا اور ابن السوداء بھی ان کے ساتھ تھا۔ جو اصل میں ذمی تھا پھر اس نے اظہار اسلام کیا اور قولی اور فعلی بدعتیں پیدا کیں اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ اور اہل کوفہ بھی اسی طرح تیاری کے ساتھ چار ٹولیوں میں نکلے اور ان کے امراء زید بن صوحان' اشتر نخعی' زیاد بن النضر الحارثی اور عبداللہ بن اصم تھے اور سب کا امیر عمرو بن اصم تھا' اور اسی طرح اہل بصرہ بھی تیاری کے ساتھ چار جھنڈوں کے ساتھ' حکیم بن جبلہ العبدی' بشر بن شریح بن ضبیعۃ القیسی اور ذریح بن عباد العبدی کے ساتھ نکلے' اور ان سب کا امیر حرقوص بن زہیر السعدی تھا اور اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے اور ہر پارٹی کو یقین تھا کہ

ان کی بات پوری ہوگی' پس ہر پارٹی اپنے اپنے شہر سے روانہ ہوگئی اور جیسا کہ انہوں نے اپنے خطوط میں ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق یہ لوگ مدینہ کے اردگرد ماہ شوال میں ایک دوسرے سے آملے' اور ان میں سے ایک پارٹی ذوخشب میں اور دوسری اعوص میں اور عام لوگ ذوالمروہ میں فروکش ہوگئے اور وہ اہل مدینہ سے خائف تھے' انہوں نے ایلچیوں اور جاسوسوں کو آگے بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ حج کے لیے آئے ہیں' کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آئے اور اس والی سے اس کے بعض کارندوں کے متعلق معافی مانگیں اور یہ کہ ہم صرف اسی کام کے لیے آئے ہیں اور انھوں نے داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی تو سب لوگوں نے ان کے دخول سے انکار کیا اور داخل ہونے سے روک دیا' سوانہوں نے جسارت کی اور مدینہ کے قریب ہوگئے اور مصریوں کی پارٹی حضرت علیؓ کے پاس آئی' اس وقت آپ احجار الزیت کے پاس ایک فوج میں موجود تھے اور باریک کپڑے کا حلہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور سرخ یمانی کپڑے کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور قمیص پہنے ہوئے نہ تھے' اور جو مصری آپ کے پاس آئے آپ نے ان لوگوں کے بارے میں اپنے بیٹے حضرت حسن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا' پس مصریوں نے آپ کو سلام کہا' آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا اور فرمایا: صالحین کو معلوم ہے کہ ذوالمروہ اور ذوخشب کی فوجوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت ہو چکی ہے' واپس چلے جاؤ' اللہ تمہاری صبح کو مبارک نہ کرے' انہوں نے کہا بہت اچھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے واپس چلے گئے' اور بصری حضرت طلحہؓ کے پاس آئے جو ایک دوسری فوج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں موجود تھے' اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا۔ پس انہوں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا۔ اور انہیں وہی بات کہی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہی تھی اور اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کو جواب دیا' پس ہر پارٹی اپنی قوم کے پاس واپس آگئی اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ اظہار کیا کہ وہ اپنے شہروں کو واپس جارہے ہیں اور کئی روز تک واپسی میں چلتے رہے پھر مدینہ کی طرف واپسی کے لیے پلٹے اور ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اہل مدینہ نے تکبیر کی آواز سنی اور اچانک ان لوگوں نے مدینہ پر چڑھائی کر کے اس کا گھیراؤ کرلیا اور ان کی اکثریت حضرت عثمان بن عفانؓ کے گھر کے پاس تھی اور وہ لوگوں سے کہنے لگے۔ جس نے اپنا ہاتھ روک لیا وہ امن میں ہوگا۔ پس لوگ رک گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہے' اس کے باوجود لوگوں کو کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں' اس حالت میں بھی امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان اپنے گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور اہل مدینہ اور یہ دوسرے لوگ بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے' اور صحابہؓ ان لوگوں کے پاس جا کر ان کو زجر و توبیخ کرتے رہے اور ان کے واپس آنے پر ان کو ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے مصریوں سے کہا' اپنی رائے سے رجوع کرنے اور چلے جانے کے بعد تم کیوں واپس آئے ہو؟ انہوں نے کہا' ہمیں ایلچی کے پاس سے اپنے قتل کے بارے میں ایک خط ملا ہے' یہی بات بصریوں نے حضرت طلحہؓ سے اور کوفیوں نے حضرت زبیرؓ سے کہی' اور ہر شہر کے باشندوں نے کہا کہ ہم تو اپنے اصحاب کی مدد کے لیے آئے ہیں' صحابہؓ نے ان سے پوچھا تمہیں اپنے اصحاب سے اس بات کا کیسے پتہ چلا جب کہ تم الگ الگ ہو گئے تھے اور تمہارے درمیان کئی دن کا سفر تھا؟ یہ تمہاری ایک متفقہ بات ہے' وہ کہنے لگے' جو تم نے ارادہ کیا ہے وہ کرو' ہمیں اس شخص کی کوئی ضرورت نہیں' وہ ہم سے الگ

ہو جائے اور ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ان کی مراد یہ تھی کہ اگر وہ خلافت سے دستبردار ہو جائے تو وہ اسے امن سے چھوڑ دیں گے۔ اور مصریوں نے بیان کیا کہ جب وہ اپنے شہر کو واپس ہوئے تو انہوں نے راستے میں ایک ایلچی کو چلتے پایا' انہوں نے اسے پکڑ کر اس کی تلاشی لی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک چھاگل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایک خط ہے جس میں ان کی ایک پارٹی کے قتل کا اور دوسری پارٹی کے صلیب دینے کا اور تیسری پارٹی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم ہے اور خط پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کی مہر ہے اور ایلچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اور آپ کے اونٹ پر تھا' اور جب وہ واپس آئے تو خط بھی لائے اور اسے لے کر لوگوں کے پاس گھومے پس لوگوں نے اس بارے میں امیر المومنین کے ساتھ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا' میرے خلاف اس کے متعلق گواہی پیش کرو' وگرنہ قسم بخدا نہ میں نے خط لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور نہ مجھے اس کا کچھ پتہ ہے اور انگوٹھی جعلی طور پر بھی انگوٹھی کے مطابق بنائی جا سکتی ہے' پس صادقین نے اس بارے میں آپ کی تصدیق کی اور کاذبین نے آپ کی تکذیب کی' کہتے ہیں کہ مصریوں نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ ابن ابی سرح کو ان سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر کریں تو آپ نے ان کی بات مان لی' اور جب انہوں نے اس ایلچی کو دیکھا کہ اس کے پاس محمد بن ابی بکر کے قتل کے متعلق خط ہے تو وہ واپس آ گئے۔ اور ان کو آپ پر شدید غصہ آیا اور وہ خط لے کر لوگوں کے پاس گئے اور اس بات نے بہت سے لوگوں کے اذہان پر اثر کیا۔

اور ابن جریر نے محمد بن اسحٰق کے طریق سے اس کے چچا عبدالرحمٰن بن یسار سے روایت کی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر کی طرف خط تھا' وہ ابوالاعور السلمی تھا' جو حضرت عثمانؓ کے اونٹ پر سوار تھا' اور ابن جریر نے اس طریق سے بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے مدینہ کے اطراف کی طرف لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس آنے کے لیے خطوط لکھے تا کہ وہ آپ سے جنگ کریں یہ صحابہؓ پر ایک افتراء ہے' ان کی جانب سے جھوٹے خط بنا کر لکھے گئے' جیسا کہ انہوں نے حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف سے جھوٹے خط لکھے تھے جن کا انہوں نے انکار کیا تھا' اسی طرح حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ جھوٹا خط بنایا گیا' نہ آپ نے اس کا حکم دیا اور نہ آپ کو اس کا علم تھا' اس تمام عرصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلسل لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے حالانکہ وہ آپ کی نگاہ میں مٹی سے بھی حقیر تر تھے' ایک جمعہ کو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں وہ عصا بھی تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے دوران ٹیک لگایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ٹیک لگایا کرتے تھے' ان لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سب وشتم کیا اور آپ کو منبر سے اتار دیا اور اس روز لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ کیا جیسا کہ واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عصا پر جس پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے' ٹیک لگائے دیکھ رہا تھا کہ جہجاہ نے آپ سے کہا اے نعثل [1] اٹھ اور اس منبر

---

[1] نعثل: اس کے لفظی معنی تو بے وقوف بوڑھے کے ہیں' مگر اس دور میں ایک شخص بھی نعثل نام تھا جس کی داڑھی بہت بڑی تھی چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی بڑی تھی اس لیے اس نے آپ کو اس سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ (مترجم)

سے اتر جا اور عصا پکڑ کر اسے اپنے دائیں گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا اور اس کا ایک ٹکڑا گھٹنے میں داخل ہو گیا اور زخم باقی رہ گیا حتیٰ کہ اس کو کینسر ہو گیا اور میں نے اس میں کیڑے پڑے دیکھے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ نے عصا کے متعلق حکم دیا تو انہوں نے اسے باندھ دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا' اس کے بعد آپ صرف ایک دو دفعہ باہر آئے یہاں تک کہ محصور ہو کر قتل ہو گئے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ احمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ نافع ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جو عصا تھا اسے جہجاہ غفاری نے پکڑ لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا اور اس جگہ پر کینسر ہو گیا۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی الزناد نے موسیٰ بن عقبہ سے بحوالہ ابن ابی حبیبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز لوگوں سے خطاب کیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے غرور وتکبر کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی کیا ہے' آپ توبہ کریں ہم آپ کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' حضرت عثمانؓ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنے ہاتھ اٹھائے' ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ میں نے اس روز سے زیادہ کسی روز رونے والے اور رونے والی کو نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو جہجاہ غفاری نے آپ کے پاس آ کر چلا کر کہا اے عثمانؓ آگاہ رہیے یہ بوڑھی اونٹنی ہے ہم اس پر چوغہ اور طوق لائے ہیں' منبر سے اتر آیئے ہم آپ کو چوغہ میں لپیٹ کر طوق ڈال دیں گے اور آپ کو بوڑھی اونٹنی پر سوار کرا دیں گے پھر آپ کو جبل دخان میں پھینک دیں گے حضرت عثمانؓ نے کہا' اللہ تیرا بھلا نہ کرے اور جو کچھ تو لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' پھر حضرت عثمانؓ منبر سے اتر آئے ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ یہ آخری دن تھا جس میں میں نے آپ کو دیکھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن اسماعیل نے اپنے باپ سے بحوالہ عامر بن سعد مجھ سے بیان کیا کہ جس شخص نے سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے ساتھ بدکلامی کی جسارت کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ حضرت عثمانؓ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جبلہ کے ہاتھ میں طوق تھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ نے سلام کہا اور لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو جبلہ نے کہا تم اسے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو؟ یہ تو ایسا ویسا آدمی ہے' پھر حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا' خدا کی قسم میں یہ طوق آپ کے گلے میں ڈال دوں گا یا آپ اپنے ان دوستوں کو چھوڑ دیں گے' حضرت عثمانؓ نے کہا کون سے دوست؟ خدا کی قسم میں لوگوں کو منتخب کرتا ہوں' اس نے کہا مروان کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز کو آپ نے منتخب کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو آپ نے منتخب کیا ہے' ان میں سے ایک کی خدمت میں قرآن نازل ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو مباح قرار دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ واپس چلے گئے اور لوگ مسلسل آج کے دن تک آپ کے خلاف جسارت کر رہے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ محمد بن صالح نے عبیداللہ بن رافع بن نقاخہ سے بحوالہ عثمان بن شرید مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جبلہ بن عمرو الساعدی کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی حویلی کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس طوق بھی تھا' اس نے کہا

اے نعثل خدا کی قسم میں آپ کو قتل کر دوں گا اور ایک خارش زدہ اونٹنی پر سوار کرا دوں گا اور آپ کو سیاہ سنگ آتشی زمین کی طرف نکال دوں گا پھر وہ دوسری بار حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ منبر پر بیٹھے تھے اس نے آپ کو منبر سے اتار دیا اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز نماز پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گئے اور اسی طرح ان سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں فرمایا' اے غریب الوطنو! اللہ سے ڈرو' خدا کی قسم بلا شبہ اہل مدینہ کو اس کا علم ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہو چکے ہو پس خطا کو درست کام سے مٹا دو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے' حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا میں اس بات کا گواہ ہوں' حکیم بن جبلہ نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بات تو کتاب میں موجود ہے پس دوسری جانب سے محمد بن ابی مریرہ نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو بٹھا دیا اور سب لوگوں نے حملہ کر دیا اور لوگوں کو سنگریزے مار مار کر انہیں مسجد سے باہر نکال دیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی سنگریزے مارے حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا گیا۔

اور مصریوں کو محمد بن ابی بکر محمد بن جعفر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے سوا اور کسی سے دلچسپی نہ تھی اور حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے اور آپ کے پاس اپنے غم کی اور لوگوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی شکایت کرنے آئے' اس کے بعد وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑنے کے لیے آئی' تو حضرت عثمانؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان کو قسم دے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھیں اور پرسکون رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ کر دے۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کا بیان:

جمعہ کے روز جو ہونا تھا ہوا اور حضرت عثمانؓ کے سر میں زخم آیا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لایا گیا اور حالات بگڑ گئے اور ان اجڈ اور بے وقوف لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ سے کام لیا اور آپ کو اپنے گھر میں رہنے پر مجبور کر کے آپ پر تنگی وارد کر دی اور آپ کا محاصرہ کر کے آپ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا اور بہت سے صحابہؓ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں کی ایک جماعت اپنے آباء کے حکم سے آپ کے پاس آئی' جن میں حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جو حویلی کے امیر تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شامل تھے' یہ لوگ آپ کی طرف سے جھگڑا کرنے لگے اور آپ کی حفاظت میں جنگ کرنے لگے کہ کوئی شخص آپ تک نہ پہنچ جائے اور بعض لوگوں نے آپ کو اس امید پر بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ انہوں نے جو مطالبات کیے ہیں آپ ان میں سے ایک کو مان لیں' انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ معزول ہو جائیں یا مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں' مگر کسی کے دل میں یہ کھٹکا نہ تھا کہ خارجیوں کے دل میں قتل کی بات ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد میں آنا جانا بند ہو گیا اور آپ اس معاملہ کے آغاز میں بھی کم ہی باہر نکلتے تھے اور آخر میں آپ کا باہر نکلنا کلیتہً بند ہو گیا اور ان ایام میں غافقی بن حرب لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور محاصرہ مسلسل ایک ماہ سے بھی زیادہ رہا اور بعض کا

قول ہے کہ چالیس روز رہا حتیٰ کہ محاصرہ کے آخر میں آپ کو شہید کر دیا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جب محصور تھے تو ان ایام میں طلحہ بن عبید اللہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور صحیح بخاری میں[1] روایت ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح نماز پڑھاتے رہے اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے بھی ان کو نماز پڑھائی اور حضرت علیؓ ان کو جمعہ پڑھاتے تھے اور بعد ازاں بھی آپ ہی انہیں نمازیں پڑھاتے رہے اور آپؓ نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا کہ اس کے انجام میں کچھ باتیں ہوں گی اور جو معاملات ہوئے ہم ان میں سے جو میسر آ سکے ہیں انہیں ابھی بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے بحوالہ عمرو بن جاوان ہم سے بیان کیا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم حج کے لیے روانہ ہوئے تو ہم مدینہ سے گذرے اور ابھی ہم اپنے گھر ہی میں تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں میں اور میرا ساتھی گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں لوگ ایک جماعت کے پاس جمع ہیں راوی بیان کرتا ہے میں ان کے درمیان سے گذر کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت زبیر حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چلتے ہوئے آ گئے اور فرمایا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں پھر فرمایا حضرت زبیر بھی یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں پھر فرمایا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں پھر فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا: میں اس خدا کے نام پر آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو فلاں شخص کا باڑہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں نے اسے خرید لیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: میں نے اسے خرید لیا ہے آپؐ نے فرمایا اسے ہماری مسجد میں دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا انہوں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیئر رومہ کون خریدے گا؟ تو میں نے اسے اس طرح خرید لیا اور پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا میں نے بیئر رومہ کو خرید لیا ہے آپؐ نے فرمایا اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا انہوں نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم جیش العسرۃ کو قوم کے چہروں کا اندازہ کیا اور فرمایا جو ان لوگوں کو تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں نے ان کو تیار کر دیا حتیٰ کہ ان کی نکیل اور باندھنے کی رسی گم نہ ہوئی انہوں نے جواب دیا بے شک آپؐ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ اے اللہ! گواہ رہ اے اللہ! گواہ رہ پھر آپ واپس چلے گئے نسائی نے اسے حصین کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اچانک

---

[1] اصل مصری نسخہ الریاض النضرۃ اور تاریخ الخمیس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا۔

ایک شخص زرد چادر اوڑھے ہوئے آپ کے پاس آیا۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر القواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ القاسم بن الحکم بن اوس انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعبادۃ الدرقی الانصاری نے جو اہل حدیبیہ میں سے تھے' زید بن اسلم سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنازہ گاہ میں محصور کیا گیا میں نے آپ کو دیکھا اور اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی آدمی کے سر پر ہی پڑتا' میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کھڑکی سے جھانکتے دیکھا جو مقام جبریلؑ کے پاس ہے آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا' آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کھڑے ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے انھیں فرمایا کیا میں آپ کو یہاں نہیں دیکھ رہا؟ میرا خیال نہیں تھا کہ آپ ان لوگوں کی جماعت میں شامل ہوں گے جو تین بار میری آواز کو آخر تک سنتی ہے اور پھر مجھے جواب نہیں دیتی؟ اے طلحہؓ! میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس دن کو یاد کریں جب میں اور آپ فلاں مقام پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میرے اور آپ کے سوا آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا' انہوں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا: اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے اس کی امت میں سے ایک رفیق جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان بن عفانؓ جنت میں میرا رفیق ہوگا' حضرت طلحہؓ نے کہا بے شک' پھر آپ واپس چلے گئے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکر المقدسی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن اسحٰق نے الجریری سے بحوالہ ثمامہ بن جزء القشیری ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید ہوئے میں الدار میں حاضر ہوا تو میں آپ کے پاس آیا' آپ نے فرمایا اپنے ان دو ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ جنہوں نے تم لوگوں کو میری عداوت پر متحد کیا ہے' ان دونوں کو آپ کے پاس بلایا گیا تو آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسجد لوگوں سے تنگ ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور وہ اس میں مسلمانوں کی طرح حصہ دار ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر قطعہ زمین ملے گا؟ پس میں نے اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے خرید لیا اور اسے مسلمانوں کو دے دیا اور تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس میں بیئر رومہ کے سوا کوئی کنواں نہ تھا جس سے آپ میٹھا پانی حاصل کرتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور اس میں اس کا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈولوں کی طرح ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر کنواں ملے گا؟ پس میں نے اسے اپنے خالص مال سے خرید لیا اور تم مجھے اس سے پانی پینے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ میں جیش العسرۃ کو تیار کرنے والا ہوں؟ انہوں نے جواب

دیا بے شک' ترمذی نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی' عباس الدوری اور کئی دوسرے لوگوں سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے بحوالہ زیاد بن ایوب روایت کیا ہے اور ان سب نے سعید بن عامر سے عن یحییٰ بن ابی الحجاج المنقری عن ابی مسعود الجریری روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم یعنی ابن المغفل نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن مرۃ نے بحوالہ سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ آدمیوں کو بلایا' جن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے اور بنو ہاشم کو دیگر قریش پر ترجیح دیا کرتے تھے؟ لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے ہاتھ میں جنت کی چابیاں ہوتیں تو میں وہ بنی امیہ کو دے دیتا حتیٰ کہ وہ اپنے آخری آدمی تک داخل ہو جاتے' اور آپ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو حضرت عمارؓ کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا' آپ میرا ہاتھ پکڑ کر بطحاء میں چلتے ہوئے ان کے ماں باپ کے پاس آئے جب کہ انہیں عذاب دیا جا رہا تھا' ابو عمار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا زمانہ ایسے ہی رہے گا؟ تو آپؐ نے اسے فرمایا' صبر کرو' پھر فرمایا اے اللہ آل یاسر کو بخش دے اور اسے بخش دیا گیا ہے۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اصحاب کتب میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسحق بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے معاویہ بن اسلم سے سنا کہ سلمہ' عن مطرف عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے محصوری کی حالت میں اپنے اصحاب کی طرف جھانکا اور فرمایا' تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص کا خون تین باتوں میں سے ایک کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے' اس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو' اس کی سزا رجم ہے' یا عمداً قتل کیا ہو' اس کی سزا قتل ہے یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو' اس کی سزا قتل ہے' قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا نہیں کیا اور نہ میں نے کسی شخص کو قتل کیا ہے کہ اپنی جان سے اس کا قصاص دوں اور نہ میں نے مسلمان ہونے کے بعد ارتداد اختیار کیا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' نسائی نے اسے احمد بن الازہر سے بحوالہ اسحق بن سلیمان روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ ابی امامہ بن سہل بن حنیف ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جب الدار میں محصور تھے تو میں آپ کے ساتھ تھا اور جب ہم آپ کے پاس جاتے تو ہم پتھر کی ٹائیلوں کے اوپر سے گفتگو سنتے' راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ ایک روز اپنے کسی کام کے لیے آئے تو ہمارے پاس بھی

آ گئے اور غم اور گھبراہٹ کے باعث آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا آپ نے فرمایا' وہ مجھے ابھی قتل کرنے کی دھمکی دیتے ہیں' ہم نے کہا یا امیر المومنین اللہ ان کے مقابلہ میں آپ کو کافی ہوگا' آپ نے فرمایا' وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں میں سے ایک بات کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے' اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو' یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو یا کسی جان کو بلا وجہ قتل کیا ہو' اور قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے میں نے کبھی اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے پھر وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟۔

اہل سنن اربعہ نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے کہ مجھ سے ابوامامہ نے بیان کیا ہے اور نسائی نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حماد بن سلمہ نے اسے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اسے مرفوع قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ قطن نے ہم سے بیان کیا کہ یونس یعنی ابن ابی اسحٰق نے اپنے باپ سے بحوالہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصوری کی حالت میں محل سے جھانکا اور فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم حراء کو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے' جب پہاڑ لرزا تو آپ نے اسے اپنا پاؤں مارا پھر فرمایا' اے حراء ٹھہر جا' تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید کھڑا ہے' اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو بیعت الرضوان کے دن دیکھا ہے کہ جب آپ نے مجھے مکہ کے مشرکین کے پاس بھیجا تو فرمایا۔ یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر میری بیعت لی' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے دیکھا ہے کہ جو شخص اس گھر کے ذریعے مسجد میں ہمارے لیے توسیع کرے گا' میں اس کے لیے جنت میں گھر بناؤں گا۔ پس میں نے اس گھر کو اپنے مال سے خرید لیا اور اس کے ذریعے مسجد کو وسیع کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم جیش العسرۃ کو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: آج کون مقبول خرچ کرتا ہے؟ پس میں نے اپنے مال سے نصف فوج کو تیار کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رومہ کے پانی کو مسافروں کے لیے فروخت ہوتے دیکھا ہے' پس میں نے اسے اپنے مال سے خرید لیا اور اسے مسافروں کے لیے مباح کر دیا تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' اور نسائی نے اسے عن عمران بن بکار عن خطاب بن عثمان عن عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی روایت کیا ہے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ شہروں کے ان باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے اور آپ کو مسجد میں جانے سے روک دیا ہے تو آپ نے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور بصرہ میں ابن ابی عامر کو اور اہالیان کوفہ کو

خط لکھا جس میں ان سے مدد مانگی کہ وہ ایک فوج روانہ کریں جو ان لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن حبیب کو بھیجا اور اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے بھی ایک ایک فوج روانہ کی اور جب ان لوگوں نے اپنی جانب فوجوں کی روانگی کے بارے میں سنا تو انہوں نے محاصرے میں سختی کر دی اور جب فوجیں مدینہ کے نزدیک پہنچیں تو انہیں خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے ہیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اشتر نخعی کو بلایا اور حضرت عثمانؓ کے گھر کے روشندان میں آپ کے لیے تکیہ رکھ دیا گیا تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانکا اور حضرت عثمانؓ نے اسے فرمایا اے اشتر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا ان کا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ از خود امارت سے معزول ہو جائیں یا جن لوگوں کو آپ نے مارا ہے یا کوڑے لگائے ہیں یا قید کیا ہے ان سے اپنی جان کا چھٹکارا حاصل کریں' یا وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ شہروں سے اپنے نائبین کو معزول کر دیں اور ان کو امیر مقرر کریں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں اور اگر وہ از خود معزول نہ ہوں تو مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں جسے وہ مصر کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے جعلی خط لکھنے کی وجہ سے سزا دیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈر پیدا ہوا کہ اگر انہوں نے مروان کو ان کے سپرد کر دیا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور وہ ایک مسلمان کے قتل کا سبب بن جائیں گے حالانکہ اس نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ قتل کا مستحق ہو' اور جو بات انہوں نے کی تھی اس کی وجہ سے قصاص لینے سے عذر بیان کیا کیونکہ وہ کمزور بدن اور عمر رسیدہ شخص تھا۔ انہوں نے دوسرا مطالبہ آپ سے یہ کیا تھا کہ آپ از خود معزول ہو جائیں' اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کریں گے اور جو قمیص اللہ نے آپ کو پہنائی ہے اسے نہیں اتاریں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ایک دوسرے پر حملہ کرتے نہیں چھوڑیں گے اور نہ ان بے وقوف لوگوں کو حاکم مقرر کریں گے جنہیں وہ پسند کرتے ہیں' اس طرح فتنہ وفساد پیدا ہو گا اور حالات بگڑ جائیں گے اور جیسے آپ نے خیال کیا ویسے ہی ہوا' امت میں بگاڑ پیدا ہو گیا اور فتنہ وفساد پیدا ہوا' نیز آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر میں تمہاری پسندیدگی کے مطابق امیر مقرر کروں اور تمہاری ناپسندیدگی پر اسے معزول کر دوں تو میری امارت کیا ہوئی؟ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم میرے بعد ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے اور نہ کبھی اکٹھے نماز پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد کبھی دشمن سے اکٹھے ہو کر لڑو گے اور آپ نے درست فرمایا تھا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے ربیعہ بن یزید سے بحوالہ عبداللہ بن ابی قیس ہم سے بیان کیا کہ نعمان بن بشیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عائشہؓ کے نام سے مجھے ایک خط لکھ کر دیا اور میں نے آپ کا خط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تو حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمانؓ سے فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا پس اگر کوئی شخص اسے آپ سے اتارنا چاہے تو اسے نہ اتارنا یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی۔ نعمان بیان کرتے ہیں' میں نے کہا یا ام المومنین آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا' بیٹے قسم بخدا میں اسے بھول گئی تھی' اور ترمذی نے اسے لیث کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن عبداللہ بن عامر عن النعمان عن عائشہ روایت کیا ہے پھر کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے' اور ابن ماجہ نے اسے الفرح بن فضلہ

کی حدیث سے عن ربیعہ بن یزید عن النعمان روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عامر کو ساقط کر دیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یحییٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قیس نے ابی سہلہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا آپ کے عمزاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' نہیں' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' ہاں' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا ایک طرف ہو جائیے اور آپ ان سے سرگوشی کرنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا اور جب یوم الدار کا واقعہ ہوا اور آپ الدار میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا' یا امیر المومنین کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوں' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور محمد بن عائذ دمشقی کا بیان ہے کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن لہیعہ نے بحوالہ یزید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوثور الفقیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مصریوں کا وفد واپس آ گیا ہے' میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر انہیں بتایا تو آپ نے فرمایا تو نے انہیں کیسے پایا ہے؟ میں نے کہا میں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے اور ان کا لیڈر ابن عدیس بلوی ہے' پس ابن عدیس نے منبر رسول پر چڑھ کر انہیں جمعہ پڑھایا اور اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے عیب بیان کیے' میں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو اس نے آپ کے بارے میں کہی تھیں تو آپ نے فرمایا قسم بخدا ابن عدیس نے جھوٹ بولا ہے اور اگر وہ بیان نہ کرتا تو میں بھی بیان نہ کرتا میں اسلام میں چار میں سے چوتھا آدمی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا ہے پھر وہ فوت ہو گئی تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا اور چوری نہیں کی اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نہ میں نے تکلیف پہنچائی ہے اور نہ میں نے خواہش کی ہے اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا ہے اور جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا ہے اور اگر ایک جمعہ کو مجھے غلام نہیں ملا تو میں نے دوسرے جمعہ کو اسے جمع کر کے آزاد کیا ہے' اور یعقوب بن سفیان نے اسے عبداللہ بن ابی بکر سے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کیا ہے نیز آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں دس باتوں کو پوشیدہ رکھا ہے پھر آپ نے ان کو بیان کیا۔



آپ کو الوداع کہا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ شام جانے کی پیشکش کی کہ وہاں بہت زیادہ لوگ ہیں جو امراء کے فرمانبردار ہیں' آپ نے فرمایا کہ میں جوار رسول کے سوا کوئی جگہ پسند نہیں کرتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا' کیا میں آپ کے لیے شام سے فوج تیار کروں جو آپ کے پاس رہے اور آپ کی مدد کرے؟ آپ نے فرمایا' مجھے خدشہ ہے کہ میں ان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور آپ کے انصار و مہاجرین صحابہ کو تنگ کر دوں گا' حضرت معاویہؓ نے کہا' خدا کی قسم وہ آپ کو ضرور دھوکے سے قتل کر دیں گے۔ یا کہا کہ ضرور جنگ کریں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے' پھر حضرت معاویہؓ تلوار لگائے ہوئے اور ہاتھ میں کمان پکڑے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس سے چلے گئے اور انصار و مہاجرین کے سرداروں کے پاس سے گزرے جن میں حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے' آپ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور بلیغ گفتگو کی جو حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق وصیتوں اور آپ کو' آپ کے دشمنوں کے سپرد کرنے کے متعلق انتباہ پر مشتمل تھی' پھر آپ واپس چلے گئے' حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے آج کے دن سے بڑھ کر انہیں بارعب نہیں دیکھا' اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی اس آمد مدینہ میں ہی بات کو بھانپ لیا تھا کیونکہ آپ نے اس سال حج کے اجتماع میں ایک حدی خوان کو رجز پڑھتے سنا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

''لاغر سواریوں اور پتلی کمانوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بعد حضرت علیؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیرؓ کے جانشین ہونے کے بارے میں راضی ہوں گے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ محافظ ان کے دوست ہوں گے''۔

جب حضرت معاویہؓ نے اس رجز کو سنا تو یہ بات آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور پھر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا جس کا ذکر ہم اس کی جگہ پر کریں گے ان شاء اللہ' ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال میں حضرت ابوعبس بن جبیرؓ نے مدینہ میں وفات پائی' آپ بدری تھے نیز حضرت مسطح بن اثاثہؓ اور حضرت غافل بن البکیرؓ نے بھی وفات پائی نیز اس سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔



۳۵ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ کی شہادت کا باعث یہ ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو مصر سے معزول کیا تو حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا نیز یہ باعث بھی ہوا کہ مصری خوارج حضرت عمرو بن العاصؓ سے دبے ہوئے تھے اور خلیفہ اور امیر کے متعلق بری بات کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے پس مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس ان کی شکایت کی کہ ان کو معزول کر کے ان پر ایسے آدمی کو امیر مقرر کریں جو ان سے زیادہ نرم مزاج ہو' اور وہ مسلسل شکایات کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ سے معزول کر دیا اور نماز پر قائم رہنے دیا اور جنگ اور خراج پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر دیا' پھر انہوں نے دونوں کے پاس ایک دوسرے کی چغلیاں کر کے ان کا جھگڑا کرا دیا حتیٰ کہ دونوں کے درمیان بدکلامی ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے پیغام بھیج کر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کی تمام عملداری اور اس کے خراج اور جنگ اور نماز پر امیر مقرر کر دیا اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ اس شخص کے پاس قیام کرنے میں آپ کے لیے کوئی بھلائی نہیں جو آپ کو پسند نہیں کرتا' آپ میرے پاس آ جایئے۔ پس حضرت عمرو بن العاصؓ مدینہ منتقل ہو گئے اور ان کے دل میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں بڑا رنج اور شر تھا اور جو بات ان کے دل میں تھی اس کے مطابق انہوں نے حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عثمانؓ پر اپنے باپ کو فضیلت دی نیز یہ کہ وہ آپ سے معزز تھا' حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا' اس بات کو چھوڑیئے' یہ جاہلیت کی باتوں میں سے ایک ہے اور حضرت عمرو بن العاص' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی عداوت پر لوگوں کو متحد کرنے لگے اور مصر میں ایک جماعت تھی جو حضرت عثمانؓ سے بغض رکھتی تھی اور آپ کے بارے میں بدکلامی کرتی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے ان سے کم تر لوگوں کو' یا جوان کے نزدیک امارت کے اہل نہ تھے' ان کو امیر مقرر کرنے پر آپ کو ملامت کرتی تھی اور حضرت عمرو بن العاص کے بعد اہل مصر نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو پسند نہ کیا اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر اہل مغرب سے جنگ کرنے اور بربر' اندلس اور افریقہ کے ممالک کو فتح کرنے میں مصروف ہو گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں میں سے ایک گروہ مصر میں پیدا ہوا جو لوگوں کو ان سے جنگ کرنے اور ان پر الزام لگانے میں متحد کرتا تھا اور اس کے سب سے بڑے ذمہ دار محمد بن ابوبکر اور محمد بن ابوحذیفہ تھے' حتیٰ کہ ان دونوں نے تقریباً چھ سو سواروں کو ماہ رجب میں عمرہ کرنے والوں کے لباس میں مدینہ جانے کے لیے جمع کر لیا تا کہ وہ حضرت عثمانؓ پر الزام لگائیں' پس وہ چار ٹولیوں میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب کی باگ ڈور عمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی' عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر تجیبی' اور سودان بن حمران سکونی کے سپرد تھی' محمد بن ابوبکر بھی ان کے ساتھ آئے اور محمد بن ابوحذیفہ مصر میں ٹھہر کر لوگوں کو اکٹھا کرنے لگا اور ان کی مدافعت کرنے لگا۔

اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر بتایا کہ یہ لوگ عمرہ کرنے والوں کے لباس میں آپ پر الزام لگانے کے لیے مدینہ آ رہے ہیں' اور جب یہ لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ ان کو مدینہ میں داخل ہونے سے قبل ان کے شہروں کی طرف واپس کر دیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو ان کے پاس جانے پر آمادہ کیا تو حضرت علیؓ اس کام کے لیے تیار ہوئے تو آپ نے ان کو بھیج دیا اور آپ کے ساتھ اشراف کی ایک جماعت بھی گئی نیز آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضرت علی نے حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے کہا تو انہوں نے آپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا' جس پر حضرت عثمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے پر آمادہ کریں مگر حضرت عمارؓ نے بالکل انکار کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ جانے سے رُک گئے' پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک بات کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے ان کی تادیب کی تھی اور آپ کو مارا بھی تھا اس لیے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتے تھے اور اس کارروائی کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمارؓ نے عباس بن عتبہ بن ابی لہب کو گالی دی تھی' پس حضرت عثمانؓ نے ان دونوں کی تادیب کی' اس وجہ سے حضرت عمارؓ ان سے سختی کرنے لگے اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے آپ کو اس بات سے روکا اور ملامت کی' مگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ رجوع کیا سو حضرت علیؓ بن ابی طالب جحفہ میں ان کے پاس گئے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے اور آپ کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے تھے' پس آپ نے ان کو جواب دیا اور زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا' تو وہ ملامت سے شرمندہ ہو کر کہنے لگے' اس شخص کی وجہ سے تم امیر سے جنگ کرتے ہو اور اس کے خلاف حجت پکڑتے ہو' کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں ان سے مناظرہ کیا اور ان سے پوچھا کہ وہ آپ پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں انہوں نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جن میں یہ باتیں بھی شامل تھیں کہ آپ نے رکھ کر روکا ہے اور مصاحف کو جلایا ہے اور پوری نماز پڑھی ہے اور نوعمر لوگوں کو حکومتیں دی ہیں اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا ہے اور بنوامیہ کو لوگوں سے زیادہ دیا ہے' حضرت علیؓ نے ان باتوں کا جواب دیا کہ رکھ کو آپ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے روکا ہے تاکہ وہ فربہ ہو جائیں اور آپ نے اسے اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے نہیں روکا اور حضرت عمرؓ نے بھی آپ سے پہلے اسے روکا تھا اور مصاحف کو آپ نے اختلاف ہو جانے کی وجہ سے جلایا ہے اور متفق علیہ مصحف کو لوگوں کے لیے باقی رکھا ہے' جیسا کہ آخری پیشکش سے ثابت ہے' اور آپ نے مکہ میں پوری نماز اس لیے پڑھی ہے کہ وہاں آپ نے شادی کی ہوئی ہے اور چونکہ آپ نے وہاں قیام کی نیت کر لی تھی اس لیے پوری نماز پڑھی ہے' رہی یہ بات کہ آپ نے نوعمروں کو حکمران بنا دیا ہے سو واضح ہو کہ آپ نے بے عیب اور عادل آدمیوں کو حکمران بنایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو بیس سال کی عمر میں مکہ کا امیر بنایا تھا اور حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی امیر بنایا اور لوگوں نے آپ کی امارت پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا وہ امارت کے اہل ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ وہ بنی امیہ کو ترجیح دیتے ہیں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کو لوگوں پر ترجیح دیتے تھے اور قسم بخدا اگر جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بنی امیہ کو اس میں داخل کر دیتا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمارؓ اور محمد بن ابوبکرؓ کے بارے میں بھی آپ پر عتاب کیا تو حضرت عثمانؓ نے اس کے متعلق

اپنا عذر بیان کیا نیز یہ کہ آپ نے ان دونوں کو واجبی سزا دی ہے اور انہوں نے الحکم بن العاص کو پناہ دینے پر بھی آپ پر عتاب کیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا' پس آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا پھر اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کیا تھا پھر واپس بلا لیا تھا' روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ شماری تقریر کی اور آپ ان سے گواہی لینے لگے اور وہ آپ کے حق میں شہادت دینے لگے اور روایت ہے کہ انہوں نے اپنے میں سے ایک جماعت کو بھیجا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس تقریر میں موجود تھی' پس جب ٹھیک ٹھاک عذر خواہی ہو گئی اور ان کے اعتراضات دور ہو گئے اور ان کا کوئی شبہ باقی نہ رہا' تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تادیب کا مشورہ دیا مگر آپ نے ان سے درگذر کیا اور ان کو ان کی قوم کی طرف واپس کر دیا اور وہ جہاں سے آئے تھے ناکام و نامراد واپس چلے گئے اور انہیں اپنے مقصد میں کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی اور حضرت علی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس واپس آ گئے اور ان کے آپ کو چھوڑ کر چلے جانے کے متعلق بتایا نیز جو باتیں ان سے آپ کے متعلق سنی تھیں وہ بھی بتائیں' نیز حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو مشورہ دیا کہ وہ لوگوں میں ایک تقریر کریں جس میں اپنے بعض اقارب کو ترجیح دینے کے بارے میں ان سے معذرت کریں اور انہیں اس بات پر گواہ بنائیں کہ انہوں نے اس بات سے توبہ کر لی ہے اور آپ سے پہلے شیخین کی جو سیرت تھی اس پر ہمیشہ چلنے کی طرف رجوع کر لیا ہے اور وہ پہلی چھ سالہ مدت کے طریق پر قائم رہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نصیحت کو سنا اور سمع و اطاعت سے اس کا سامنا کیا اور جب جمعہ کا دن آیا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو آپ نے خطبہ کے دوران اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اے اللہ جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے میں اس پر سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور سب مسلمان بھی رو پڑے اور لوگوں کو اپنے امام پر بہت رحم آیا اور حضرت عثمانؓ نے اس بارے میں لوگوں کو اپنے پر گواہ بنایا اور یہ کہ انہوں نے شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کو اپنا لیا ہے اور اپنے دروازے کو اپنے پاس آنے والوں کے لیے کھول دیا ہے اور کسی کو اس سے روکا نہیں جائے گا اور پھر منبر سے اتر کر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے گھر چلے گئے اور جو شخص کسی ضرورت یا سوال کے لیے امیر المومنین کے پاس جانا چاہتا تھا اسے مدت تک اس سے روکا نہ جاتا تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ علی بن عمر نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ مصریوں کے واپس چلے جانے کے بعد پھر حضرت علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر آپ سے کہا' آپ ایسی گفتگو کرتے ہیں جسے لوگ آپ سے سنتے ہیں اور آپ پر گواہی دیتے ہیں اور آپ کے دل میں جو میلان اور انابت پائی جاتی ہے اس پر اللہ گواہی دیتا ہے' بلاشبہ شہر آپ سے باغی ہو گئے ہیں اور میں دوسرے لوگوں کے قافلے سے مطمئن نہیں جو کوفہ سے آتے ہوں گے اور آپ کہیں گے اے علیؓ! ان کے پاس جاؤ' اور دوسرے لوگوں کا قافلہ بصرے سے آئے گا تو آپ کہیں گے اے علیؓ ان کے پاس جاؤ' اگر میں نہ جاؤں تو میں آپ کے رشتہ کو قطع کروں گا اور آپ کے حق کا استخفاف کروں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ باہر گئے اور وہ خطبہ دیا جس میں لوگوں کو اپنی توبہ و انابت کے متعلق بتایا' اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' خدا کی قسم جس شخص نے جو عیب لگایا ہے میں اس سے ناواقف نہیں

اور جو کچھ میں نے کیا ہے میں اس سے واقف ہوں لیکن میری ہدایت پر برقراری جاتی رہی' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو لغزش کھا جائے وہ توبہ کرے اور جو غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور ہلاکت پر اصرار نہ کرے' بلاشبہ جو شخص ظلم پر اصرار کرے گا وہ راہ حق سے بہت دور ہو گا۔ اور میں نصیحت حاصل کرنے والا پہلا شخص ہوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پس میرے جیسا شخص انابت اور رجوع کرتا ہے اور جب میں منبر سے نیچے اتروں تو تمہارے اشراف میرے پاس آئیں' خدا کی قسم میں ضرور ایک غلام کی طرح ہوں گا کہ اگر وہ مملوک ہو تو صبر کرتا ہے اور اگر آزاد ہو تو شکر کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی جائے فرار نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں کو آپ پر ترس آ گیا اور وہ رو پڑے اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس جا کر کہا' یا امیر المومنین آپ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے آپ نے جو بات کی ہے اسے پورا کیجیے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس گئے تو آپ نے وہاں بڑے بڑے لوگوں کو موجود پایا اور مروان بن الحکم نے آپ کے پاس آ کر کہا' یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت نائلہ نے پردے کے پیچھے سے کہا' آپ خاموش رہیے' خدا کی قسم وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے ہیں اور آپ نے ایک بات کی ہے جس سے باز نہیں آنا چاہیے' مروان نے حضرت نائلہ سے کہا آپ کو اس سے کیا واسطہ' خدا کی قسم تمہارا باپ مرا تو وہ اچھی طرح وضو بھی نہ کر سکتا تھا' حضرت نائلہ نے مروان سے کہا' آباء کے ذکر کو چھوڑ دیئے اور حضرت نائلہ نے اس کے باپ الحکم کو برا بھلا کہا تو مروان نے حضرت نائلہ سے اعراض کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا یا امیر المومنین میں بات کروں یا خاموش رہوں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' بات کرو' تو مروان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ گفتگو ہوتی اور آپ محفوظ و مضبوط ہوتے اور میں اس گفتگو کو پسند کرنے والا اور مدد دینے والا پہلا شخص ہوتا لیکن آپ نے جو بات کی ہے وہ اس وقت کی ہے جب پانی سر سے گزر گیا ہے اور ذلیل شخص کو ذلیل کام دے دیا گیا ہے اور قسم بخدا اس غلطی پر قائم رہنا جس سے بخشش مانگی جائے' اس توبہ سے بہتر ہے جس کے متعلق خدشہ ہو' پس اگر آپ چاہتے ہیں تو توبہ کا پختہ عزم کر لیجیے اور ہمارے لیے غلطی پر قائم نہ رہیے' اور آپ کے دروازے پر پہاڑوں جیسے لوگ جمع ہو چکے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر ان سے بات کرو' کیونکہ میں ان سے بات کرتے شرم محسوس کرتا ہوں' مروان دروازے کی طرف گیا اور لوگ بھیڑ کیے ہوئے تھے' اس نے کہا' تمہارا کیا معاملہ ہے یوں معلوم ہوتا ہے تم لوٹ مار کرنے آئے ہو' چہرے بدشکل ہو گئے ہیں ہر انسان اپنے ساتھی کا کان پکڑنے والا ہے' سوائے اس کے کہ میں چاہوں تم ہمارے ہاتھوں سے ہماری حکومت چھیننے آئے ہو' ہمارے پاس سے چلے جاؤ' خدا کی قسم اگر تم نے ہمارا ارادہ کیا تو تم کو ایسے کام کا عادی بنایا جائے گا جو تم کو تکلیف دے گا اور تم اس کے انجام کی تعریف نہیں کرو گے' اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ' خدا کی قسم ہمارے پاس جو کچھ ہے' ہم اس کے بارے میں مغلوب ہونے والے نہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ایک شخص نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غصے کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے' کیا آپ مروان سے راضی نہیں ہوئے اور وہ بھی آپ کو آپ کے دین اور عقل سے برگشتہ کیے بغیر آپ سے راضی نہ ہو گا اور آپ کی مثال پالکی والے اونٹ کی سی ہے جسے جہاں چلایا جائے وہیں چلنے لگتا ہے' خدا کی قسم' مروان اپنے اور اپنے دین کے متعلق عقل مندی اختیار کرنے والا شخص نہیں اور قسم بخدا

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ عنقریب آپ کو داخل کر دے گا پھر آپ کو واپس نہیں لائے گا اور آج کے بعد میں آپ کو ملامت کرنے کے لیے دوبارہ نہیں آؤں گا' آپ نے اپنی رعیت کو برباد کر دیا ہے اور اپنے معاملے پر غالب آ گئے ہیں' اور جب حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت نائلہ نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہا' میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ آپ نے فرمایا' بات کرو' حضرت نائلہ کہنے لگیں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سنی ہے وہ بار بار آپ کے پاس نہیں آئیں گے' مروان نے آپ سے جو بات منوانی تھی منوالی ہے' آپ نے کہا میں کیا کروں؟ حضرت نائلہ نے کہا' خدائے وحدہٗ لاشریک سے ڈریئے اور اپنے سے پہلے صاحبین کی سنت کی اتباع کیجیے' بلاشبہ جب آپ مروان کی مانیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا' اور مروان کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہیں اور نہ اسے اللہ سے محبت ہے اور نہ اسے اس کا کوئی خوف ہے' حضرت علیؓ کے پاس پیغام بھیج کر ان سے صلح کر لیجیے وہ آپ کے قرابت دار ہیں اور انکار بھی نہیں کریں گے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نائلہ نے مروان کے بارے میں جو بات کی تھی' مروان کو اس کا پتہ چلا تو وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا میں بات کروں یا خاموش رہوں؟ فرمایا بات کرو' اس نے کہا نائلہ بنت الفرافصہ' حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ بولنا' میں تمہارا چہرہ بگاڑ دوں گا' خدا کی قسم وہ تمہاری نسبت میری زیادہ خیر خواہ ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ مروان بات کرنے سے رُک گیا۔

مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پارٹیوں کے دوبارہ آنے کا بیان:

اہل امصار کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مروان کی وجہ سے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوئے ہیں اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے پہلی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ صاحبین کی سیرت کو اختیار کیا ہے تو اہل مصر' اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے آپس میں خط وکتابت کی اور مدینہ میں رہنے والے صحابہ کی زبان سے اور حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی زبانوں سے جھوٹے خطوط بنائے گئے کہ وہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے جنگ کرنے اور دین کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں نیز یہ کہ یہ کام آج کا سب سے بڑا جہاد ہے' سیف بن عمر تمیمی نے محمد' طلحہ' ابوحارثہ اور ابوعثمانؓ سے روایت کی ہے اور دیگر لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ۳۵ھ کا شوال آیا تو اہل مصر چار ٹولیوں میں چار امراء کی سرکردگی میں نکلے' ان کی کم تعداد بیان کرنے والا ان کو چھ سو اور زیادہ تعداد بیان کرنے والا ایک ہزار قرار دیتا ہے' ان ٹولیوں کے لیڈر عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی' کنانہ بن بشر لیثی' سودان بن حمران سکونی اور قتیرہ سکونی تھے اور سب لوگوں کا امیر الامراء غافقی بن حرب العکی تھا' لوگوں کے سامنے انہوں نے حجاج ہونے کا اظہار کیا اور ابن السوداء بھی ان کے ساتھ تھا۔ جو اصل میں ذمی تھا پھر اس نے اظہار اسلام کیا اور قولی اور فعلی بدعتیں پیدا کیں اللہ اس کا بھلا نہ کرے۔ اور اہل کوفہ بھی اسی طرح تیاری کے ساتھ چار ٹولیوں میں نکلے اور ان کے امراء زید بن صوحان' اشتر نخعی' زیاد بن النضر الحارثی اور عبداللہ بن اصم تھے اور سب کا امیر عمرو بن اصم تھا' اور اسی طرح اہل بصرہ بھی تیاری کے ساتھ چار جھنڈوں کے ساتھ' حکیم بن جبلہ العبدی' بشر بن شریح بن ضبیعۃ القیسی اور ذریح بن عباد العبدی کے ساتھ نکلے' اور ان سب کا امیر حرقوص بن زہیر السعدی تھا اور اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے اور ہر پارٹی کو یقین تھا کہ

ان کی بات پوری ہوگی' پس ہر پارٹی اپنے اپنے شہر سے روانہ ہوگئی اور جیسا کہ انہوں نے اپنے خطوط میں ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق یہ لوگ مدینہ کے اردگرد ماہ شوال میں ایک دوسرے سے آ ملے' اوران میں سے ایک پارٹی ذوخشب میں اور دوسری اعوص میں اور عام لوگ ذوالمروہ میں فروکش ہوگئے اور وہ اہل مدینہ سے خائف تھے' انہوں نے ایلچیوں اور جاسوسوں کو آگے بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ حج کے لیے آئے ہیں' کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آئے اور اس والی سے اس کے بعض کارندوں کے متعلق معافی مانگیں اور یہ کہ ہم صرف اسی کام کے لیے آئے ہیں اور انھوں نے داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی تو سب لوگوں نے ان کے دخول سے انکار کیا اور داخل ہونے سے روک دیا' سو انہوں نے جسارت کی اور مدینہ کے قریب ہوگئے اور مصریوں کی پارٹی حضرت علیؓ کے پاس آئی' اس وقت آپ احجار الزیت کے پاس ایک فوج میں موجود تھے اور باریک کپڑے کا حلہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور سرخ یمانی کپڑے کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور قمیص پہنے ہوئے نہ تھے' اور جو مصری آپ کے پاس آئے آپ نے ان لوگوں کے بارے میں اپنے بیٹے حضرت حسن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' پس مصریوں نے آپ کو سلام کہا' آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا اور فرمایا: صالحین کو معلوم ہے کہ ذوالمروہ اور ذوخشب کی فوجوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت ہو چکی ہے' واپس چلے جاؤ' اللہ تمہاری صبح کو مبارک نہ کرے' انہوں نے کہا بہت اچھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے واپس چلے گئے' اور بصری حضرت طلحہؓ کے پاس آئے جو ایک دوسری فوج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں موجود تھے' اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا۔ پس انہوں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر نکال دیا۔ اور انہیں وہی بات کہی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہی تھی اور اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کو جواب دیا' پس ہر پارٹی اپنی قوم کے پاس واپس آ گئی اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ اظہار کیا کہ وہ اپنے شہروں کو واپس جا رہے ہیں اور کئی روز تک واپسی میں چلتے رہے پھر مدینہ کی طرف واپسی کے لیے پلٹے اور ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اہل مدینہ نے تکبیر کی آواز سنی اور اچانک ان لوگوں نے مدینہ پر چڑھائی کر کے اس کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی اکثریت حضرت عثمان بن عفانؓ کے گھر کے پاس تھی اور وہ لوگوں سے کہنے لگے۔ جس نے اپنا ہاتھ روک لیا وہ امن میں ہوگا۔ پس لوگ رک گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور کئی روز تک اسی حالت میں رہے' اس کے باوجود لوگوں کو کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں' اس حالت میں بھی امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان اپنے گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور اہل مدینہ اور یہ دوسرے لوگ بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے' اور صحابہؓ ان لوگوں کے پاس جا کر ان کو زجر وتوبیخ کرتے رہے اور ان کے واپس آنے پر ان کو ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے مصریوں سے کہا' اپنی رائے سے رجوع کرنے اور چلے جانے کے بعد تم کیوں واپس آئے ہو؟ انہوں نے کہا' ہمیں ایلچی کے پاس سے اپنے قتل کے بارے میں ایک خط ملا ہے' یہی بات بصریوں نے حضرت طلحہؓ سے اور کوفیوں نے حضرت زبیرؓ سے کہی' اور ہر شہر کے باشندوں نے کہا کہ ہم تو اپنے اصحاب کی مدد کے لیے آئے ہیں' صحابہؓ نے ان سے پوچھا تمہیں اپنے اصحاب سے اس بات کا کیسے پتہ چلا جب کہ تم الگ الگ ہو گئے تھے اور تمہارے درمیان کئی دن کا سفر تھا؟ یہ تمہاری ایک متفقہ بات ہے' وہ کہنے لگے' جو تم نے ارادہ کیا ہے وہ کرو' ہمیں اس شخص کی کوئی ضرورت نہیں' وہ ہم سے الگ

ہو جائے اور ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ان کی مراد یہ تھی کہ اگر وہ خلافت سے دستبردار ہو جائے تو وہ اسے امن سے چھوڑ دیں گے۔ اور مصریوں نے بیان کیا کہ جب وہ اپنے شہر کو واپس ہوئے تو انہوں نے راستے میں ایک ایلچی کو چلتے پایا' انہوں نے اسے پکڑ کر اس کی تلاشی لی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک چھاگل میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایک خط ہے جس میں ان کی ایک پارٹی کے قتل کا اور دوسری پارٹی کے صلیب دینے کا اور تیسری پارٹی کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم ہے اور خط پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کی مہر ہے اور ایلچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اور آپ کے اونٹ پر تھا' اور جب وہ واپس آئے تو خط بھی لائے اور اسے لے کر لوگوں کے پاس گھومے پس لوگوں نے اس بارے میں امیر المومنین کے ساتھ گفتگو کی تو آپ نے فرمایا' میرے خلاف اس کے متعلق گواہی پیش کرو' وگرنہ قسم بخدا نہ میں نے خط لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور نہ مجھے اس کا کچھ پتہ ہے اور انگوٹھی جعلی طور پر بھی انگوٹھی کے مطابق بنائی جا سکتی ہے' پس صادقین نے اس بارے میں آپ کی تصدیق کی اور کاذبین نے آپ کی تکذیب کی' کہتے ہیں کہ مصریوں نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ ابن ابی سرح کو ان سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر کریں تو آپ نے ان کی بات مان لی' اور جب انہوں نے اس ایلچی کو دیکھا کہ اس کے پاس محمد بن ابی بکر کے قتل کے متعلق خط ہے تو وہ واپس آ گئے۔ اور ان کو آپ پر شدید غصہ آیا اور وہ خط لے کر لوگوں کے پاس گئے اور اس بات نے بہت سے لوگوں کے اذہان پر اثر کیا۔

اور ابن جریر نے محمد بن اسحٰق کے طریق سے اس کے چچا عبدالرحمٰن بن یسار سے روایت کی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر کی طرف خط تھا' وہ ابوالاعور السلمی تھا' جو حضرت عثمانؓ کے اونٹ پر سوار تھا' اور ابن جریر نے اس طریق سے بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے مدینہ کے اطراف کی طرف لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے پاس آنے کے لیے خطوط لکھے تاکہ وہ آپ سے جنگ کریں یہ صحابہؓ پر ایک افتراء ہے' ان کی جانب سے جھوٹے خط بنا کر لکھے گئے' جیسا کہ انہوں نے حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف سے جھوٹے خط لکھے تھے جن کا انہوں نے انکار کیا تھا' اسی طرح حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ جھوٹا خط بنایا گیا' نہ آپ نے اس کا حکم دیا اور نہ آپ کو اس کا علم تھا' اس تمام عرصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلسل لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے حالانکہ وہ آپ کی نگاہ میں مٹی سے بھی حقیر تر تھے' ایک جمعہ کو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں وہ عصا بھی تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے دوران ٹیک لگایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ٹیک لگایا کرتے تھے' ان لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سب وشتم کیا اور آپ کو منبر سے اتار دیا اور اس روز لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ کیا جیسا کہ واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عصا پر جس پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے' ٹیک لگائے دیکھ رہا تھا کہ جہجاہ نے آپ سے کہا اے نعثل[1] اٹھ اور اس منبر

---

[1] نعثل: اس کے لفظی معنی تو بے وقوف بوڑھے کے ہیں' مگر اس دور میں ایک شخص بھی نعثل نام تھا جس کی داڑھی بہت بڑی تھی چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی بڑی تھی اس لیے اس نے آپ کو اس سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ (مترجم)

سے اتر جا اور عصا پکڑ کر اسے اپنے دائیں گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا اور اس کا ایک ٹکڑا گھٹنے میں داخل ہو گیا اور زخم باقی رہ گیا حتیٰ کہ اس کو کینسر ہو گیا اور میں نے اس میں کیڑے پڑے دیکھے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر آئے اور انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ نے عصا کے متعلق حکم دیا تو انہوں نے اسے باندھ دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا' اس کے بعد آپ صرف ایک دو دفعہ باہر آئے یہاں تک کہ محصور ہو کر قتل ہو گئے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ احمد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بحوالہ نافع ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جو عصا تھا اسے جہجاہ غفاری نے پکڑ لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا اور اس جگہ پر کینسر ہو گیا۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی الزناد نے موسیٰ بن عقبہ سے بحوالہ ابن ابی حبیبہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز لوگوں سے خطاب کیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا یا امیر المومنین آپ نے غرور و تکبر کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی کیا ہے' آپ توبہ کریں ہم آپ کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' حضرت عثمانؓ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنے ہاتھ اٹھائے' ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ میں نے اس روز سے زیادہ کسی روز رونے والے اور رونے والی کو نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے لوگوں سے خطاب کیا تو جہجاہ غفاری نے آپ کے پاس آ کر چلا کر کہا اے عثمانؓ آگاہ رہیے یہ بوڑھی اونٹنی ہے ہم اس پر چوغہ اور طوق لائے ہیں' منبر سے اتر آیئے ہم آپ کو چوغہ میں لپیٹ کر طوق ڈال دیں گے اور آپ کو بوڑھی اونٹنی پر سوار کرا دیں گے پھر آپ کو جبل دخان میں پھینک دیں گے حضرت عثمانؓ نے کہا' اللہ تیرا بھلا نہ کرے اور جو کچھ تو لے کر آیا ہے اس کا بھی بھلا نہ کرے' پھر حضرت عثمانؓ منبر سے اتر آئے ابن ابی حبیبہ کا قول ہے کہ یہ آخری دن تھا جس میں میں نے آپ کو دیکھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن اسماعیل نے اپنے باپ سے بحوالہ عامر بن سعد مجھ سے بیان کیا کہ جس شخص نے سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے ساتھ بدکلامی کی جسارت کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ حضرت عثمانؓ اس کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور جبلہ کے ہاتھ میں طوق تھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ نے سلام کہا اور لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو جبلہ نے کہا تم اسے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو؟ یہ تو ایسا ویسا آدمی ہے' پھر حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہنے لگا' خدا کی قسم میں یہ طوق آپ کے گلے میں ڈال دوں گا یا آپ اپنے ان دوستوں کو چھوڑ دیں گے' حضرت عثمانؓ نے کہا کون سے دوست؟ خدا کی قسم میں لوگوں کو منتخب کرتا ہوں' اس نے کہا مروان کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے منتخب کیا ہے' حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز کو آپ نے منتخب کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو آپ نے منتخب کیا ہے' ان میں سے ایک کی خدمت میں قرآن نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو مباح قرار دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ واپس چلے گئے اور لوگ مسلسل آج کے دن تک آپ کے خلاف جسارت کر رہے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ محمد بن صالح نے عبیداللہ بن رافع بن نقاخہ سے بحوالہ عثمان بن شرید مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جبلہ بن عمرو الساعدی کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی حویلی کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس طوق بھی تھا' اس نے کہا

اے نعثل خدا کی قسم میں آپ کو قتل کر دوں گا اور ایک خارش زدہ اونٹنی پر سوار کرادوں گا اور آپ کو سیاہ سنگ آتشی زمین کی طرف نکال دوں گا پھر وہ دوسری بار حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ منبر پر بیٹھے تھے اس نے آپ کو منبر سے اتار دیا اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز نماز پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گئے اور اسی طرح ان سے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں فرمایا' اے غریب الوطنو! اللہ سے ڈرو' خدا کی قسم بلاشبہ اہل مدینہ کو اس کا علم ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہو چکے ہو پس خطا کو درست کام سے مٹا دو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے' حضرت محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر کہا میں اس بات کا گواہ ہوں' حکیم بن جبلہ نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بات تو کتاب میں موجود ہے پس دوسری جانب سے محمد بن ابی مریرہ نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو بٹھا دیا اور سب لوگوں نے حملہ کر دیا اور لوگوں کو سنگریزے مار مار کر انہیں مسجد سے باہر نکال دیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی سنگریزے مارے حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا گیا۔

اور مصریوں کو محمد بن ابی بکر' محمد بن جعفر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے سوا اور کسی سے دلچسپی نہ تھی اور حضرت علی' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے اور آپ کے پاس اپنے غم کی اور لوگوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی شکایت کرنے آئے' اس کے بعد وہ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم شامل تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑنے کے لیے آئی' تو حضرت عثمانؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان کو قسم دے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھیں اور پرسکون رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ کر دے۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کا بیان:

جمعہ کے روز جو ہونا تھا ہوا اور حضرت عثمانؓ کے سر میں زخم آیا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لایا گیا اور حالات بگڑ گئے اور ان اجڈ اور بے وقوف لوگوں نے آپ کے بارے میں لالچ سے کام لیا اور آپ کو اپنے گھر میں رہنے پر مجبور کر کے آپ پر تنگی وارد کر دی اور آپ کا محاصرہ کر کے آپ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا اور بہت سے صحابہؓ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور صحابہؓ کے بیٹوں کی ایک جماعت اپنے آباء کے حکم سے آپ کے پاس آئی' جن میں حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جو حویلی کے امیر تھے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شامل تھے' یہ لوگ آپ کی طرف سے جھگڑا کرنے لگے اور آپ کی حفاظت میں جنگ کرنے لگے کہ کوئی شخص آپ تک نہ پہنچ جائے اور بعض لوگوں نے آپ کو اس امید پر بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ انہوں نے جو مطالبات کیے ہیں آپ ان میں سے ایک کو مان لیں' انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ معزول ہو جائیں یا مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں' مگر کسی کے دل میں یہ کھٹکا نہ تھا کہ خارجیوں کے دل میں قتل کی بات ہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد میں آنا جانا بند ہو گیا اور آپ اس معاملہ کے آغاز میں بھی کم ہی باہر نکلتے تھے اور آخر میں آپ کا باہر نکلنا کلیتہً بند ہو گیا اور ان ایام میں غافقی بن حرب لوگوں کو نماز پڑھاتا تھا اور محاصرہ مسلسل ایک ماہ سے بھی زیادہ رہا اور بعض کا

قول ہے کہ چالیس روز رہا حتیٰ کہ محاصرہ کے آخر میں آپ کو شہید کر دیا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جب محصور تھے تو ان ایام میں طلحہ بن عبید اللہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور صحیح بخاری میں[1] روایت ہے اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح نماز پڑھاتے رہے اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے بھی ان کو نماز پڑھائی اور حضرت علیؓ ان کو جمعہ پڑھاتے تھے اور بعد ازاں بھی آپ ہی انہیں نمازیں پڑھاتے رہے اور آپؓ نے لوگوں سے خطاب میں فرمایا کہ اس کے انجام میں کچھ باتیں ہوں گی اور جو معاملات ہوئے' ہم ان میں سے جو میسر آ سکے ہیں انہیں ابھی بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ بہز نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے بحوالہ عمرو بن جاوان ہم سے بیان کیا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم حج کے لیے روانہ ہوئے تو ہم مدینہ سے گذرے اور ابھی ہم اپنے گھر ہی میں تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں' میں اور میرا ساتھی گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں لوگ ایک جماعت کے پاس جمع ہیں' راوی بیان کرتا ہے' میں ان کے درمیان سے گذر کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چلتے ہوئے آ گئے اور فرمایا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت زبیر بھی یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' پھر فرمایا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا: میں اس خدا کے نام پر آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو فلاں شخص کا باڑہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں نے اسے خرید لیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: میں نے اسے خرید لیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے ہماری مسجد میں دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا' انہوں نے جواب دیا' ہاں' آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیئر رومہ کون خریدے گا؟ تو میں نے اسے اس طرح خرید لیا اور پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا' میں نے بیئر رومہ کو خرید لیا ہے' آپؐ نے فرمایا اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے دے دو اس کا اجر آپ کو ملے گا' انہوں نے جواب دیا ہاں' آپ نے فرمایا' میں آپ لوگوں سے اس خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم جیش العسرۃ کو قوم کے چہروں کا اندازہ کیا اور فرمایا' جو ان لوگوں کو تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا' تو میں نے ان کو تیار کر دیا حتیٰ کہ ان کی نکیل اور باندھنے کی رسی گم نہ ہوئی' انہوں نے جواب دیا' بے شک' آپؐ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' اے اللہ! گواہ رہ' پھر آپ واپس چلے گئے' نسائی نے اسے حصین کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور اچانک

---

[1] اصل مصری نسخہ' الریاض النضرۃ اور تاریخ الخمیس میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا۔

ایک شخص زرد چادر اوڑھے ہوئے آپ کے پاس آیا۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر القواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ القاسم بن الحکم بن اوس انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعبادۃ الدرقی الانصاری نے جو اہل حدیبیہ میں سے تھے' زید بن اسلم سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنازہ گاہ میں محصور کیا گیا میں نے آپ کو دیکھا اور اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی آدمی کے سر پر ہی پڑتا' میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کھڑکی سے جھانکتے دیکھا جو مقام جبریلؑ کے پاس ہے آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا' آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہؓ موجود ہیں؟ تو انہوں نے سکوت اختیار کیا آپ نے پھر فرمایا کیا تم میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کھڑے ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے انھیں فرمایا کیا میں آپ کو یہاں نہیں دیکھ رہا؟ میرا خیال نہیں تھا کہ آپ ان لوگوں کی جماعت میں شامل ہوں گے جو تین بار میری آواز کو آخر تک سنتی ہے اور پھر مجھے جواب نہیں دیتی؟ اے طلحہؓ! میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس دن کو یاد کریں جب میں اور آپ فلاں مقام پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میرے اور آپ کے سوا آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا' انہوں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا: اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے اس کی امت میں سے ایک رفیق جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان بن عفانؓ جنت میں میرا رفیق ہوگا' حضرت طلحہؓ نے کہا بے شک' پھر آپ واپس چلے گئے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکر المقدسی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن اسحٰق نے الجریری سے بحوالہ ثمامہ بن جزء القشیری ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید ہوئے میں الدار میں حاضر ہوا تو میں آپ کے پاس آیا' آپ نے فرمایا اپنے ان دو ساتھیوں کو میرے پاس بلا لاؤ جنہوں نے تم لوگوں کو میری عداوت پر متحد کیا ہے' ان دونوں کو آپ کے پاس بلایا گیا تو آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسجد لوگوں سے تنگ ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور وہ اس میں مسلمانوں کی طرح حصہ دار ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر قطعہ زمین ملے گا؟ پس میں نے اس قطعہ زمین کو اپنے خالص مال سے خرید لیا اور اسے مسلمانوں کو دے دیا اور تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس میں بیئر رومہ کے سوا کوئی کنواں نہ تھا جس سے آپ میٹھا پانی حاصل کرتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے خالص مال سے کون خریدے گا اور اس میں اس کا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈولوں کی طرح ہوگا اور اسے جنت میں اس سے بہتر کنواں ملے گا؟ پس میں نے اسے اپنے خالص مال سے خرید لیا اور تم مجھے اس سے پانی پینے سے بھی روکتے ہو' پھر فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ میں جیش العسرۃ کو تیار کرنے والا ہوں؟ انہوں نے جواب

دیا بے شک' ترمذی نے اسے عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی' عباس الدوری اور کئی دوسرے لوگوں سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے بحوالہ زیاد بن ایوب روایت کیا ہے اور ان سب نے سعید بن عامر سے عن یحییٰ بن ابی الحجاج المنقری عن ابی مسعود الجریری روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم یعنی ابن المغفل نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن مرۃ نے بحوالہ سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ آدمیوں کو بلایا' جن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آپ نے فرمایا میں آپ لوگوں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے اور بنو ہاشم کو دیگر قریش پر ترجیح دیا کرتے تھے؟ لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے ہاتھ میں جنت کی چابیاں ہوتیں تو میں وہ بنی امیہ کو دے دیتا حتیٰ کہ وہ اپنے آخری آدمی تک داخل ہو جاتے' اور آپ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا میں تم دونوں کو حضرت عمارؓ کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا' آپ میرا ہاتھ پکڑ کر بطحاء میں چلتے ہوئے ان کے ماں باپ کے پاس آئے جب کہ انہیں عذاب دیا جا رہا تھا' ابوعمار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا زمانہ ایسے ہی رہے گا؟ تو آپؐ نے اسے فرمایا' صبر کرو' پھر فرمایا اے اللہ آل یاسر کو بخش دے اور اسے بخش دیا گیا ہے۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اصحاب کتب میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسحٰق بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے معاویہ بن اسلم سے سنا کہ سلمہ' عن مطرف عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے محصوری کی حالت میں اپنے اصحاب کی طرف جھانکا اور فرمایا' تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص کا خون تین باتوں میں سے ایک کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے' اس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو' اس کی سزا رجم ہے' یا عمداً قتل کیا ہو' اس کی سزا قتل ہے یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو' اس کی سزا قتل ہے' قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا نہیں کیا اور نہ میں نے کسی شخص کو قتل کیا ہے کہ اپنی جان سے اس کا قصاص دوں اور نہ میں نے مسلمان ہونے کے بعد ارتداد اختیار کیا ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' نسائی نے اسے احمد بن الازہر سے بحوالہ اسحٰق بن سلیمان روایت کیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے بحوالہ ابی امامہ بن سہل بن حنیف ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ جب الدار میں محصور تھے تو میں آپ کے ساتھ تھا اور جب ہم آپ کے پاس جاتے تو ہم پتھر کی ٹائیلوں کے اوپر سے گفتگو سنتے' راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمانؓ ایک روز اپنے کسی کام کے لیے آئے تو ہمارے پاس بھی

آ گئے اور غم اور گھبراہٹ کے باعث آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا آپ نے فرمایا' وہ مجھے ابھی قتل کرنے کی دھمکی دیتے ہیں' ہم نے کہا یا امیر المومنین اللہ ان کے مقابلہ میں آپ کو کافی ہوگا' آپ نے فرمایا' وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں میں سے ایک بات کے پایا جانے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے' اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو' یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو یا کسی جان کو بلاوجہ قتل کیا ہو' اور قسم بخدا میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے میں نے کبھی اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے پھر وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟۔

اہل سنن اربعہ نے اسے حماد بن زید کی حدیث سے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے کہ مجھ سے ابوامامہ نے بیان کیا ہے اور نسائی نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حماد بن سلمہ نے اسے بحوالہ یحییٰ بن سعید روایت کیا ہے اور اسے مرفوع قرار دیا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ قطن نے ہم سے بیان کیا کہ یونس یعنی ابن ابی اسحٰق نے اپنے باپ سے بحوالہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہم سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصوری کی حالت میں محل سے جھانکا اور فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم حراء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' جب پہاڑ لرزا تو آپ نے اسے اپنا پاؤں مارا پھر فرمایا' اے حراء ٹھہر جا' تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید کھڑا ہے' اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت الرضوان کے دن دیکھا ہے کہ جب آپ نے مجھے مکہ کے مشرکین کے پاس بھیجا تو فرمایا۔ یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر میری بیعت لی' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے دیکھا ہے کہ جو شخص اس گھر کے ذریعے مسجد میں ہمارے لیے توسیع کرے گا' میں اس کے لیے جنت میں گھر بناؤں گا۔ پس میں نے اس گھر کو اپنے مال سے خرید لیا اور اس کے ذریعے مسجد کو وسیع کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے یوم جیش العسرۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: آج کون مقبول خرچ کرتا ہے؟ پس میں نے اپنے مال سے نصف فوج کو تیار کر دیا' تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا پھر آپ نے فرمایا' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رومہ کے پانی کو مسافروں کے لیے فروخت ہوتے دیکھا ہے' پس میں نے اسے اپنے مال سے خرید لیا اور اسے مسافروں کے لیے مباح کر دیا تو لوگوں نے آپ کو جواب دیا' اور نسائی نے اسے عن عمران بن بکار عن خطاب بن عثمان عن عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی روایت کیا ہے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ شہروں کے ان باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے اور آپ کو مسجد میں جانے سے روک دیا ہے تو آپ نے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور بصرہ میں ابن ابی عامر کو اور اہالیان کوفہ کو

خط لکھا جس میں ان سے مدد مانگی کہ وہ ایک فوج روانہ کریں جوان لوگوں کو مدینہ سے باہر نکال دے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن حبیب کو بھیجا اور اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے بھی ایک ایک فوج روانہ کی اور جب ان لوگوں نے اپنی جانب فوجوں کی روانگی کے بارے میں سنا تو انہوں نے محاصرے میں سختی کر دی اور جب فوجیں مدینہ کے نزدیک پہنچیں تو انہیں خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے ہیں جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اشتر نخعی کو بلایا اور حضرت عثمانؓ کے گھر کے روشندان میں آپ کے لیے تکیہ رکھ دیا گیا تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانکا اور حضرت عثمانؓ نے اسے فرمایا اے اشتر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا ان کا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ از خود امارت سے معزول ہو جائیں یا جن لوگوں کو آپ نے مارا ہے یا کوڑے لگائے ہیں یا قید کیا ہے ان سے اپنی جان کا چھٹکارا حاصل کریں، یا وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ شہروں سے اپنے نائبین کو معزول کر دیں اور ان کو امیر مقرر کریں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں اور اگر وہ از خود معزول نہ ہوں تو مروان بن الحکم کو ان کے سپرد کر دیں جسے وہ مصر کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے جعلی خط لکھنے کی وجہ سے سزا دیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈر پیدا ہوا کہ اگر انہوں نے مروان کو ان کے سپرد کر دیا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور وہ ایک مسلمان کے قتل کا سبب بن جائیں گے حالانکہ اس نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ قتل کا مستحق ہو اور جو بات انہوں نے کی تھی اس کی وجہ سے قصاص لینے سے عذر بیان کیا کیونکہ وہ کمزور بدن اور عمر رسیدہ شخص تھا۔ انہوں نے دوسرا مطالبہ آپ سے یہ کیا تھا کہ آپ از خود معزول ہو جائیں، اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کریں گے اور جو قمیص اللہ نے آپ کو پہنائی ہے اسے نہیں اتاریں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ایک دوسرے پر حملہ کرتے نہیں چھوڑیں گے اور نہ ان بے وقوف لوگوں کو حاکم مقرر کریں گے جنہیں وہ پسند کرتے ہیں، اس طرح فتنہ وفساد پیدا ہوگا اور حالات بگڑ جائیں گے اور جیسے آپ نے خیال کیا ویسے ہی ہوا، امت میں بگاڑ پیدا ہو گیا اور فتنہ وفساد پیدا ہوا، نیز آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر میں تمہاری پسندیدگی کے مطابق امیر مقرر کروں اور تمہاری ناپسندیدگی پر اسے معزول کر دوں تو میری امارت کیا ہوئی؟ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم میرے بعد ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے اور نہ کبھی اکٹھے نماز پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد کبھی دشمن سے اکٹھے ہو کر لڑو گے اور آپ نے درست فرمایا تھا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے ربیعہ بن یزید سے بحوالہ عبداللہ بن ابی قیس ہم سے بیان کیا کہ نعمان بن بشیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عائشہؓ کے نام سے مجھے ایک خط لکھ کر دیا اور میں نے آپ کا خط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تو حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمانؓ سے فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا پس اگر کوئی شخص اسے آپ سے اتارنا چاہے تو اسے نہ اتارنا یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی۔ نعمان بیان کرتے ہیں، میں نے کہا یا ام المومنین آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا، بیٹے قسم بخدا میں اسے بھول گئی تھی، اور ترمذی نے اسے لیث کی حدیث سے عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن عبداللہ بن عامر عن النعمان عن عائشہ روایت کیا ہے پھر کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے، اور ابن ماجہ نے اسے الفرح بن فضلہ

کی حدیث سے عن ربیعہ بن یزید عن النعمان روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عامر کو ساقط کر دیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یحییٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قیس نے ابی سہلہ سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعض اصحاب کو میرے پاس بلا لاؤ' میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا آپ کے عمزاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' نہیں' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے کہا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو' آپ نے فرمایا' ہاں' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا ایک طرف ہو جائیے اور آپ ان سے سرگوشی کرنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا اور جب یوم الدار کا واقعہ ہوا اور آپ الدار میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا' یا امیر المومنین کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوں' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور محمد بن عائذ دمشقی کا بیان ہے کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن لہیعہ نے بحوالہ یزید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوثور الفقیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مصریوں کا وفد واپس آ گیا ہے' میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس جا کر انہیں بتایا تو آپ نے فرمایا تو نے انہیں کیسے پایا ہے؟ میں نے کہا میں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے اور ان کا لیڈر ابن عدیس بلوی ہے' پس ابن عدیس نے منبر رسول پر چڑھ کر انہیں جمعہ پڑھایا اور اپنے خطبہ میں حضرت عثمانؓ کے عیب بیان کیے' میں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو اس نے آپ کے بارے میں کہی تھیں تو آپ نے فرمایا قسم بخدا ابن عدیس نے جھوٹ بولا ہے اور اگر وہ بیان نہ کرتا تو میں بھی بیان نہ کرتا میں اسلام میں چار میں سے چوتھا آدمی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا ہے پھر وہ فوت ہو گئی تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں زنا اور چوری نہیں کی اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نہ میں نے تکلیف پہنچائی ہے اور نہ میں نے خواہش کی ہے اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا ہے اور جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا ہے اور اگر ایک جمعہ کو مجھے غلام نہیں ملا تو میں نے دوسرے جمعہ کو اسے جمع کر کے آزاد کیا ہے' اور یعقوب بن سفیان نے اسے عبداللہ بن ابی بکر سے بحوالہ ابن لہیعہ روایت کیا ہے نیز آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں دس باتوں کو پوشیدہ رکھا ہے پھر آپ نے ان کو بیان کیا۔



باب:

محاصرہ کی حالت

ذوالقعدہ کے آخر سے لے کر ۸/ ذوالحجہ جمعہ کے روز تک مسلسل محاصرہ رہا' اس سے ایک روز قبل حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے جو انصار ومہاجرین میں سے الدار میں آپ کے پاس موجود تھے فرمایا' جو تقریباً سات سو تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت حسینؓ' مروان' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور آپ کے بہت سے غلام بھی تھے اور اگر آپ ان کو چھوڑ دیتے تو یہ لوگ آپ کو بچاتے' آپ نے ان سے فرمایا جس پر میرا حق ہے میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ کو روکے رکھے اور اپنے گھر کی طرف چلا جائے۔ اور آپ کے پاس بڑے بڑے صحابہؓ اور ان کے بیٹوں کا جم غفیر تھا اور آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: جس نے اپنی تلوار کو میان میں رکھا وہ آزاد ہے۔ پس اندر سے جنگ سرد پڑ گئی اور باہر سے گرم ہوگئی اور معاملہ سخت ہوگیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے خواب میں ایک نظارہ دیکھا جو آپ کی اقتراب اجل پر دال تھا' پس آپ نے کیے گئے وعدہ کی امید پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں امر الٰہی کی فرمانبرداری اختیار کر لی تا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں سے بہترین بیٹا بن جائیں جسے اس کے بھائی نے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور دوزخیوں میں سے ہو جائے اور یہ ظالموں کی جزا ہے) روایت ہے کہ جب انہوں نے خروج کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس سے الدار میں سے نکلنے والے آخری شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے' وہ بھی نکل گئے' اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اہل الدار کے امیر جنگ تھے اور موسیٰ بن عقبہ نے سالم یا نافع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یوم الدار اور یوم نجرۃ الحروزی کے سوا اپنے ہتھیار نہیں پہنے' ابوجعفر الداری نے عن ایوب السختیانی عن نافع عن ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ صبح کو لوگوں سے باتیں کرنے لگے آپ نے فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا ہے۔ اے عثمانؓ! ہمارے پاس افطاری کرنا۔ پس آپ نے صبح کو روزہ رکھا اور اسی روز قتل ہو گئے اور سیف بن عمر نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم سے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ کثیر بن الصلت نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین باہر نکل کر صحن میں بیٹھیے تا کہ لوگ آپ کے چہرے کو دیکھیں اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ باز رہیں گے' آپ نے مسکرا کر فرمایا اے کثیر میں نے شبِ گذشتہ خواب دیکھا ہے کہ گویا میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس ہیں' آپ نے فرمایا: پس چلے جائیے آپ کل ہمارے پاس افطار کرنے والے ہیں' پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا خدا کی قسم کل کا سورج غروب نہیں ہوگا کہ میں اہل آخرت میں سے ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت سعدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے ہتھیار اتار دیئے اور حضرت عثمانؓ کے پاس آ گئے اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام ابوعلقمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن الصلت نے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمانؓ بن عفان شہید ہوئے اس روز آپ بھوسے پر سو گئے پھر بیدار

ہوئے اور فرمایا' اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمانؓ نے موت کی تمنا کی ہے تو میں آپ لوگوں سے بات بیان کرتا' راوی بیان کرتا ہے ہم نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے' ہمیں بتایئے ہم وہ بات نہیں کریں گے جو لوگ کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے اس خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا تم اس جمعہ کو ہمارے ساتھ شامل ہو گے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ خلف بن تمیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن الصلت نے مجھ سے بیان کیا کہ محصوری کی حالت میں' میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا' اے کثیر مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ میں آج قتل ہو جاؤں گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ آپ کو آپ کے دشمن پر فتح دے گا آپ نے پھر مجھے یہی بات کہی تو میں نے کہا' کیا آپ کے لیے آج کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے؟ یا آپ سے کوئی بات بیان کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا میں گزشتہ شب بیدار رہا ہوں' جب سحر کا وقت ہوا تو میں بھوسے پر سو گیا تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرما رہے ہیں' اے عثمانؓ ہم سے آ ملنا اور ہم سے نہ رکنا ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسی روز قتل ہو گئے' ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے عن فرج بن فضالہ عن مروان بن ابی امیہ عن عبداللہ بن سلام ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے آیا اس وقت آپ محصور تھے' میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید میرے بھائی' میں نے آج شب اس کھڑکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' راوی بیان کرتا ہے۔ وہ کھڑکی گھر میں تھی۔ آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! انہوں نے آپ کا محاصرہ کر لیا ہے' میں نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا انہوں نے آپ کو پیاسا رکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں' تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا میں پی کر سیر ہو گیا حتیٰ کہ میں اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی اور کندھوں کے درمیان پاتا ہوں نیز آپ نے مجھے فرمایا اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس افطار کریں' پس میں نے آپ کے پاس افطار کرنا پسند کیا۔ اور آپ اسی روز قتل ہو گئے۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ عفان بن مسلم نے ہمیں خبر دی کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ داؤد نے عن زیاد بن عبداللہ عن ام ہلال بنت وکیع عن امرأۃ عثمان ہم سے بیان کیا' راوی بیان کرتا ہے میرا خیال ہے کہ وہ حضرت نائلہ بنت الفرافصہ تھیں' وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ بھوسے پر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو فرمانے لگے بلاشبہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے' میں نے کہا یا امیر المومنین ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے' انہوں نے کہا ہے آج شب ہمارے پاس افطار کرنا' یا آج آپ ہمارے پاس افطاری کرنے والے ہیں اور الہیثم بن کلیب کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن احمد عسقلانی نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن حریث کے غلام یحییٰ بن ابی راشد نے عن محمد بن عبدالرحمٰن الجرشی اور عقبہ بن اسد عن النعمان بن بشیر عن نائلہ بنت الفرافصہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو جس روز آپ قتل ہوئے آپ نے روزہ کی حالت میں دن گذارا اور جب افطار کا وقت آیا تو آپ نے ان سے شیریں پانی طلب کیا مگر وہ پانی دینے سے باز رہے اور کہنے لگے اس کنوئیں سے لے لو' الدار میں ایک کنواں تھا جس میں گند پھینکا جاتا

تھا' حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں' آپ نے روزہ افطار نہ کیا اور میں نے سحر کے وقت پتھریلی زمین پر ہمسائیوں کو دیکھا تو میں نے ان سے شیریں پانی مانگا انہوں نے مجھے پانی کا ایک کوزہ دیا اور میں اسے لے کر آپ کے پاس آئی اور میں نے کہا' میں آپ کے پاس یہ شیریں پانی لائی ہوں' حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں آپ نے دیکھا تو فجر طلوع ہو چکی تھی آپ نے فرمایا' میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے' میں نے پوچھا آپ نے کھانا کہاں سے کھایا ہے اور میں نے آپ کے پاس کسی کو کھانا پانی لاتے نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چھت سے مجھ پر جھانکا اور آپ کے پاس پانی کا ایک ڈول ہے' آپ نے فرمایا اے عثمانؓ پانی پیؤ میں نے پانی پیا اور سیر ہو گیا آپ نے فرمایا اور پیؤ میں نے پانی پیا حتیٰ کہ سیراب ہو گیا آپ نے پھر فرمایا' لوگ آپ پر الزامات لگاتے ہیں' اگر آپ نے ان سے جنگ کی تو آپ فتح پائیں گے اور اگر آپ نے انہیں چھوڑ دیا تو آپ ہمارے پاس افطار کریں گے حضرت نائلہ بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے اسی روز آپ کو قتل کر دیا۔

ابویعلیٰ موصلی اور عبداللہ بن امام احمد نے بیان کیا کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی یعفور العبدی نے اپنے باپ سے حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام مسلم ابی سعید کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے بیس غلاموں کو آزاد کیا اور شلوار منگوا کر اسے مضبوطی سے باندھا حالانکہ آپ نے جاہلیت اور اسلام میں شلوار نہیں پہنی اور فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا ہے' انہوں نے مجھے کہا ہے' صبر کیجیے' آنے والی شام کو ہمارے پاس افطاری کریں گے' پھر آپ نے قرآن پاک منگوایا اور اسے اپنے سامنے کھولا اور وہ آپ کے سامنے کھلا پڑا تھا کہ آپ قتل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں آپ نے اس روز شلوار اس لیے پہنی کہ جب آپ قتل ہو جائیں تو آپ کی شرمگاہ نمایاں نہ ہو' بلاشبہ آپ بڑے حیادار تھے اور آپ سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اسے بیان کیا ہے۔ آپ قرآن کو آگے رکھ کر تلاوت کر رہے تھے کہ قضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور جنگ سے اپنے ہاتھ کو روک لیا اور لوگوں کو حکم دیا اور انہیں قسم بھی دی کہ وہ آپ کی حفاظت میں جنگ نہ کریں اور اگر آپ نے ان کو قسم نہ دی ہوتی تو وہ آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرتے لیکن اللہ کا حکم ایک طے شدہ بات ہے۔

اور ہشام بن عروہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت نافذ کرنے کے لیے مقرر کیا اور اصمعی نے العلاء بن الفضل سے ان کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو لوگوں نے آپ کے خزانہ کو تلاش کیا اور اس میں ایک مقفل صندوق پایا' پس انہوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک چھوٹا سا برتن پایا جس میں ایک ورق پڑا تھا جس میں لکھا تھا' یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''عثمانؓ بن عفان گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جنت حق اور دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اس دن اٹھائے گا جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا' اسی عقیدہ پر وہ زندہ ہے اور اسی پر مرے گا اور اسی پر اس کا بعث ہوگا''۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

کا خون مصحف پر گرا حتیٰ کہ اس نے اسے لتھیڑ دیا پھر انہوں نے باری باری آپ پر حملہ کیا اور ایک شخص نے آ کر آپ کے سینے پر تلوار ماری اور حضرت نائلہ کھڑے ہو کر چلائیں اور اپنے آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر گرا دیا اور کہنے لگیں اے بنت شیبہ کیا امیر المومنین کو قتل کر دیا جائے گا؟ اور آپ نے تلوار پکڑ لی تو اس شخص نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا اور انہوں نے الدار کا سامان لوٹ لیا اور ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس سے گزرا تو آپ کا سر مصحف کے ساتھ لگا ہوا تھا اس نے اپنا پاؤں آپ کے سر پر مارا اور اسے مصحف سے دور کر دیا اور کہنے لگا میں نے آج کی مانند کسی کافر کا چہرہ اتنا خوب صورت اور کسی کافر کے لیٹنے کی جگہ اتنی باعزت نہیں دیکھی، راوی بیان کرتا ہے خدا کی قسم انہوں نے آپ کے گھر میں کوئی چیز نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ پیالوں کو بھی اٹھا لے گئے۔

حافظ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے اہل الدار کو واپس چلے جانے کی قسم دی اور آپ کے پاس آپ کے اہل کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہا تو وہ الدار کی دیواریں پھاند گئے اور دروازے کو جلا کر آپ کے پاس پہنچ گئے اور ان میں محمد بن ابی بکرؓ کے سوا صحابہؓ کے بیٹوں میں سے کوئی شخص شامل نہ تھا اور نہ کوئی صحابی شامل تھا اور بعض لوگوں نے آپؓ کی طرف سبقت کر کے آپ کو مارا حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور عورتوں نے شور وغل مچایا تو وہ منتشر ہو کر باہر نکل گئے اور محمد بن ابوبکرؓ اندر داخل ہوا اور اس کا خیال تھا کہ آپ قتل ہو چکے ہیں اور جب اس نے دیکھا کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے تو کہنے لگا اے نعثل تم کس دین پر ہو؟ آپ نے فرمایا، دین اسلام پر، اور میں نعثل نہیں بلکہ امیر المومنین ہوں، اس نے کہا تم نے کتاب اللہ کو تبدیل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا تمہارے اور میرے درمیان کتاب اللہ ہی فیصلہ کرے گی، پس اس نے آگے بڑھ کر آپ کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا، قیامت کے روز ہمارا یہ قول قبول نہیں ہوگا کہ (اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات واکابر کی اطاعت کی ہے اور انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا ہے) اور اپنے ہاتھ سے آپ کو گھر سے گھسیٹتا ہوا الدار کے دروازے تک لے گیا اور آپ فرما رہے تھے اے میرے بھتیجے! تمہارے باپ کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ میری داڑھی پکڑتا، اور مصریوں میں سے کندہ کا ایک شخص جس کا لقب حمار اور کنیت ابورومان تھی، آیا اور قتادہ کا قول ہے کہ اس کا نام رومان تھا اور دیگر مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ ارزق اشقر تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام سودان بن رومان مرادی تھا اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اس کا نام اسود بن حمران تھا اس نے آپ کو برچھا مارا اور اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار بھی تھی، اس نے آ کر آپ کے سینے میں برچھا مارا پھر تلوار کی دھار آپ کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا حضرت نائلہ آپ کو بچانے کے لیے کھڑی ہوئیں تو تلوار نے آپ کی انگلیوں کو کاٹ لیا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آپ کے کان پر خنجر مارا یہاں تک کہ وہ آپ کے حلق میں داخل ہو گیا اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ فعل کسی دوسرے شخص نے کیا تھا اور محمد بن ابوبکرؓ اس وقت شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا تھا جب حضرت عثمانؓ نے اسے کہا تھا کہ تو نے اس داڑھی کو پکڑا جس کی تیرا باپ عزت کرتا تھا۔ پس وہ کنارہ کشی کر گیا اور اپنے چہرے کو ڈھانپ کر واپس چلا گیا اور آپ کے ورے حائل ہو گیا مگر اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور امر الٰہی ایک طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے اور یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا تھا۔

اور ابن عساکر نے عون بن کنانہ سے روایت کی ہے کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک آہنی

سلاخ ماری اور آپ پہلو کے بل گر پڑے اور جب آپ پہلو کے بل گر پڑے تو اس کے بعد سودان بن حمران مرادی نے آپ کو تلوار مار کر قتل کر دیا اور عمرو بن الحمق چھلانگ مار کر آپ کے سینے پر بیٹھ گیا اس وقت آپ زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے' پس اس نے آپ کو نیزے کی نو ضربیں لگائیں' راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے تین ضربیں تو اُچٹ گئیں اور چھ ان کو اس وقت لگیں جب وہ میرے سامنے پڑے تھے۔

طبرانی کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن صدقہ البغدادی اور اسحٰق بن داؤد الصواف التستری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن خالد بن خداش نے ہم سے بیان کیا کہ انصار کا ایک شخص حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے واپس چلا جا تو میرا قاتل نہیں ہے' اس نے کہا: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا' اس لیے کہ پیدائش کے ساتویں روز تجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تھا تو آپ نے تجھے گڑھتی دی تھی اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی' پھر انصار کا ایک اور شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے بھی اسی قسم کی بات کہی' پھر محمد بن ابوبکر آیا تو آپ نے فرمایا تو میرا قاتل ہے' اس نے کہا اے نعثل تجھے اس کا کیسے پتہ چلا ہے؟ آپ نے فرمایا' اس لیے کہ پیدائش کے ساتویں روز تجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تھا تا کہ وہ تجھے گڑھتی دیں اور تمہارے لیے برکت کی دعا کریں تو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑا تھا' راوی بیان کرتا ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ نے آپ کے سینے پر چڑھ کر آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اس کے ہاتھ میں جو خنجر تھا وہ آپ کو گھونپ دیا یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے اور کئی طریق سے ثابت ہے کہ آپ کے خون کا پہلا قطرہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ پر گرا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ تلاوت کرتے کرتے اس آیت تک پہنچے تھے اور یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ آپ قرآن کو آغوش میں رکھ کر پڑھ رہے تھے۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جب آپ کو برچھا مارا گیا تو آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اور جب خون ٹپکا تو فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اور ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اپنے اسانید سے بیان کیا ہے کہ جب مصریوں نے امیر مصر کی طرف ایلچی کے پاس اس خط کو دیکھا جس میں ان میں سے بعض کو قتل کرنے اور بعض کو صلیب دینے اور بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم تھا' جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے مروان بن الحکم نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَ أَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْأٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا تھا' اس کے نزدیک ان لوگوں نے حضرت امیر المومنین عثمان کے خلاف بغاوت کی تھی اور یہ زمین میں فساد کرنے والے لوگوں میں سے تھے' بلاشبہ وہ ایسے ہی لوگ تھے لیکن اس کی یہ جرأت نہ تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے علم کے بغیر ان کی زبان سے خط لکھتا اور جعلی طور پر آپ کا خط اور مہر بناتا اور آپ کے غلام کو آپ کے اونٹ پر بھیجتا' جب کہ اس کے برخلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مصریوں کے درمیان' مصر پر محمد بن ابوبکرؓ کے امیر بنانے پر مصالحت ہو چکی تھی' لہٰذا جب انہوں نے اس خط کو

متفقہ معاہدہ کے خلاف پایا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط ہے اور انہوں نے اسے بہت بڑی بات خیال کیا' حالانکہ وہ شر کا ارادہ تو پہلے ہی کیے ہوئے تھے' پس وہ مدینہ کی طرف واپس آ گئے اور اس خط کو لے کر سرکردہ صحابہؓ کے پاس گئے اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی حتیٰ کہ بعض صحابہؓ نے خیال کیا کہ یہ خط حضرت عثمانؓ کے حکم سے لکھا گیا ہے اور جب بڑے بڑے صحابہؓ اور مصری عوام کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ سے اس خط کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے خدائے بزرگ و برتر کی قسم اٹھائی کہ وہ راست بازی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس خط کو نہیں لکھا اور نہ اپنے کاتبوں کو اسے املا کروایا ہے اور نہ انہیں اس کا علم ہے' انہوں نے آپ سے کہا' اس خط پر آپ کی مہر ہے آپ نے فرمایا بلاشبہ جعلی طور پر آدمی کا خط اور مہر بنائی جاسکتی ہے انہوں نے کہا وہ خط آپ کے غلام کے پاس تھا اور وہ غلام آپ کے اونٹ پر تھا' آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے ان باتوں میں سے کسی کا علم نہیں' انہوں نے پوری گفتگو کے بعد آپ سے کہا' اگر آپ نے اس خط کو لکھا ہے تو آپ نے خیانت کی ہے اور اگر آپ نے اسے نہیں لکھا بلکہ وہ آپ کی زبان سے لکھا گیا ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں ہوا تو آپ عاجز ہیں اور آپ جیسا شخص خلافت کے لائق نہیں ہوتا' خواہ اپنی خیانت کی وجہ سے ہو یا عجز کی وجہ سے اور ان کا یہ کہنا کہ آپ خلافت کے لائق نہیں ہر لحاظ سے باطل ہے' پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ آپ نے ہی وہ خط لکھا تھا حالانکہ درحقیقت آپ نے اسے نہیں لکھا تو یہ بات بھی ان کے لیے نقصان دہ نہیں' کیونکہ آپ نے امام کے خلاف ان باغیوں کی قوت توڑنے کے لیے اس میں امت کی مصلحت خیال کی' اب رہی یہ بات کہ آپ کو اس کا علم نہیں ہوا تو جب آپ کو اس کا علم نہیں ہوا اور آپ کی زبان سے جھوٹا خط بنایا گیا ہے تو اس میں کون سا عجز آپ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے' جب کہ آپ معصوم بھی نہیں' بلکہ خطا اور غفلت کرنا دونوں آپ کے لیے جائز ہیں' اور یہ جاہل' باغی' لغزش کی جستجو کرنے والے خائن' ظالم اور افترا پرداز تھے' یہی وجہ ہے کہ بعد ازاں انہوں نے آپ کا محاصرہ کرنے اور آپ کو تنگی دینے کی ٹھان لی' حتیٰ کہ انہوں نے آپ کا آب ودانہ اور مسجد کی طرف جانا روک دیا اور آپ کو قتل کی دھمکی دی یہی وجہ ہے کہ آپ نے مسجد کی وسعت سے ان سے خطاب کیا اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو مسجد سے روکا گیا اور آپ ہی نے بیئر رومہ کو مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا اور آپ پہلے شخص ہیں جن کو اس کے پانی سے روکا گیا اور آپ وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے مسلمان شخص کا خون تین باتوں سے ایک بات کے پایا جانے پر حلال ہو جاتا ہے' جان کے بدلے جان لینی ہو' شادی شدہ زنا کرے اور جو شخص اپنا دین چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے تو اس کا خون بہانا جائز ہوتا ہے اور آپ نے بتایا کہ آپ نے کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ایمان لانے کے بعد ارتداد کیا اور نہ جاہلیت اور اسلام میں زنا کیا ہے بلکہ آپ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو بھی اپنے دائیں ہاتھ سے نہیں چھوا' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان باتوں کو مفصل لکھنے کے بعد' ان سے اپنے فضائل و مناقب کا ذکر کیا کہ شاید وہ آپ سے رُک جائیں اور اللہ اور اس کے رسول اور اپنے اولوا الامر کی اطاعت کی طرف رجوع کر لیں۔ مگر انہوں نے ظلم و عدوان پر قائم رہنے پر اصرار کیا اور لوگوں کو آپ کے پاس آنے جانے سے روک دیا حتیٰ کہ آپ تنگ ہو گئے' اور آپ کے پاس جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو گیا' پس آپ نے اس بارے میں مسلمانوں سے مدد مانگی تو حضرت علیؓ خود سوار ہو کر اپنے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ اٹھا کر لائے اور اسے بڑی مشقت کے ساتھ آپ تک پہنچایا' حالانکہ ان

جاہلوں نے آپ کو سخت سست کہا اور آپ کی سواری کو بھگایا اور آپ کو بہت دھمکایا' اور آپ نے بھی ان کو بھرپور زجر وتوبیخ کی اور یہاں تک انہیں کہا' خدا کی قسم ایرانی اور رومی بھی وہ کام نہیں کرتے جو تم اس شخص کے ساتھ کر رہے ہو' خدا کی قسم وہ قید کرتے ہیں تو کھلاتے پلاتے بھی ہیں مگر انہوں نے آپ کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ آپ نے اپنا عمامہ الدار کے وسط میں پھینک دیا۔

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا خچر پر سوار ہو کر آئیں اور آپ کے نوکر اور خادم آپ کے اردگرد تھے' ان لوگوں نے آپ سے کہا' آپ کیوں آئی ہیں؟ آپ نے فرمایا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس بنی امیہ کے یتیموں اور بیواؤں کی وصایا ہیں' میں آپ سے ان کا ذکر کرنا چاہتی ہوں مگر انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ نے ان سے بہت سختی برداشت کی اور انہوں نے آپ کے خچر کا تنگ کاٹ دیا اور وہ آپ سمیت بدک کر بھاگ گیا اور قریب تھا کہ آپ اس سے گر پڑتیں اور اگر لوگ خچر کو مل کر نہ پکڑ لیتے تو قریب تھا کہ آپ ماری جاتیں اور ایک بہت بڑا وقوعہ ہو جاتا اور حضرت عثمانؓ اور آپ کے اہل کو وہی پانی ملتا تھا جو آل عمرو بن حزم خفیہ طور پر رات کو ان کے پاس پہنچا دیتے تھے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون.

اور جب یہ واقعہ ہوا تو لوگوں نے اسے بہت محسوس کیا اور اکثر لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور حج کا وقت آ گیا تو ام المومنین حضرت عائشہؓ اس سال حج کو روانہ ہوئیں تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ ٹھہرتیں تو زیادہ مناسب ہوتا' شاید یہ لوگ آپ سے ڈر جائیں' آپ نے فرمایا' اگر میں ان کے متعلق اپنی رائے بتاؤں تو مجھے خدشہ ہے کہ مجھے بھی ان کی جانب سے وہی اذیت اٹھانی پڑے جو حضرت ام حبیبہؓ نے اٹھائی ہے' پس آپ نے حج پر جانے کا عزم کر لیا اور حضرت عثمانؓ نے اس سال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج مقرر کیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ سے کہا' آپ کے دروازے پر ٹھہر کر میرا آپ کی طرف سے مقابلہ کرنا' حج سے افضل ہے' حضرت عثمانؓ نے آپ کو قسم دی تو آپ لوگوں کے ساتھ حج کو چلے گئے اور الدار کا محاصرہ قائم رہا حتیٰ کہ ایام التشریق بھی گذر گئے اور تھوڑے سے لوگ حج سے واپس بھی آ گئے اور آپ کو لوگوں کی سلامتی کی اطلاع دی گئی اور ان لوگوں کو اطلاع ملی کہ حجاج مدینہ کیطرف واپسی کا عزم کیے ہوئے ہیں تاکہ تم کو امیر المومنین سے روکیں' نیز انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک فوج روانہ کی ہے اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے ایک اور فوج معاویہ بن خدیج کے ساتھ روانہ کی ہے اور اہل کوفہ نے قعقاع بن عمرو کو ایک فوج کے ساتھ اور اہل بصرہ نے مجاشع کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا ہے' پس اس موقع پر انہوں نے کسی کی بات پر کان دھرے بغیر اپنی رائے پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیا اور اپنی کوشش میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور انہوں نے لوگوں کی کمی اور حج کی وجہ سے ان کی غیر حاضری سے پورا فائدہ اٹھایا اور الدار کا گھیراؤ کر لیا اور محاصرہ میں پوری کوشش کی اور دروازے کو نذر آتش کر دیا اور الدار کے ملحقہ گھر سے دیوار پھاندی' جیسا کہ عمرو بن حزم وغیرہ کا گھر تھا اور لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے شدید مقابلہ کیا اور باہم شدید قتال کیا اور ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی اور اپنی مبارزت میں باہم رجز یہ اشعار پڑھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے' اس دن میں شمشیر زنی کرنا بہت اچھا ہے' اور اہل الدار میں سے ایک جماعت قتل ہو گئی اور ان فجار میں سے بھی کچھ لوگ مارے گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بہت زخم آئے اور

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم بھی زخمی ہو گئے اور مروان کی گردن کے پہلو کا ایک عضو کٹ گیا اور وہ شکستہ گردن ہو کر زندہ رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اور حضرت عثمانؓ کے اصحاب میں سے مارے جانے والے اعیان میں سے زیادہ بن نعیم الفہری' مغیرہ بن اخنس بن شریق اور نیار بن عبداللہ اسلمی ہیں یہ اصحاب' جنگ کے وقت لوگوں کے ساتھ مارے گئے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے اصحاب نے شکست کھائی اور واپس آ گئے اور جب حضرت عثمانؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو لوگوں کو قسم دی کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں تو وہ واپس چلے گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کے اہل کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس نہ رہا' پس وہ لوگ دروازے اور دیواروں سے آپ کے پاس آ گئے اور حضرت عثمانؓ نے نماز کی پناہ لی اور سورہ طٰہٰ شروع کر دی اور آپ سریع القرأۃ تھے' آپ نے اسے پڑھا اور لوگ بڑے غلبے میں تھے' دروازہ اور چھپر جو آپ کے پاس تھا' جل چکا تھا اور لوگوں کو آگ کے بیت المال تک پہنچ جانے کا خدشہ ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کے سامنے مصحف پڑا تھا اور آپ اس آیت:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾

کو پڑھنے لگے' اور سب سے پہلے جو شخص آپ کے پاس آیا اسے موت اسود کہا جاتا تھا اس نے شدت سے آپ کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کے حلق میں آپ کی سانس آنے جانے لگی پس اس نے اس خیال سے آپ کو چھوڑ دیا کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا ہے اور ابن ابوبکر نے داخل ہو کر آپ کی داڑھی پکڑ لی پھر بھاگ کر باہر نکل گیا پھر ایک اور شخص آپ کے پاس آیا اس کے پاس تلوار تھی' اس نے آپ کو تلوار ماری تو آپ نے اپنے ہاتھ سے بچاؤ کیا تو اس نے آپ کے ہاتھ کو قطع کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے جدا کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے قطع کیا اور جدا نہیں کیا' حضرت عثمانؓ نے صرف یہ بات کہی خدا کی قسم یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل کو لکھا ہے اور ہاتھ کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ پر گرا پھر ایک اور شخص تلوار سونتے ہوئے آیا تو حضرت نائلہ اس کے سامنے آ گئیں تاکہ آپ کو اس سے بچائیں اور آپ نے تلوار کو پکڑ لیا اس نے تلوار کو کھینچا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر اس شخص نے آگے بڑھ کر آپ کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا' اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ کے بعد غافقی بن حرب نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے منہ میں لوہے کی ایک سلاخ ماری اور آپ کے سامنے جو مصحف پڑا تھا اس پر اپنا پاؤں مارا تو مصحف گھوم گیا اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے ٹک گیا اور خون اس پر رواں ہو گیا' پھر سودان بن حمران تلوار لے کر بڑھا تو حضرت نائلہ نے اسے روکا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے منہ پھیر لیا تو اس نے اپنا ہاتھ آپ کے سرین پر مارا اور کہنے لگا یہ تو بڑے سرین والی ہے اور اس نے تلوار مار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے غلام نے آ کر سودان کو تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا نیز غلام نے قترہ نامی شخص کو بھی تلوار مار کر قتل کر دیا۔

جریرؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد آپ کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے شور مچا دیا اور اپنے چہروں کو پیٹا' ان میں آپ کی دو بیویاں حضرت نائلہ اور حضرت ام البنین اور آپ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں' تو ابن عدیس

کہنے لگا اسے چھوڑ دو' تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا' پھر ان فجار نے گھر میں جو کچھ تھا اسے لوٹ لیا اور یہ کام انہوں نے اس لیے کیا کہ ان میں سے ایک شخص نے اعلان کیا کہ کیا اس کا خون ہمارے لیے حلال ہے اور اس کا مال ہمارے لیے حلال نہیں۔ پس انہوں نے مال کو لوٹ لیا پھر باہر نکل گئے اور دروازے کو حضرت عثمانؓ پر بند کر دیا اور دو کھجور کے پودے آپ کے پاس تھے اور جب وہ الدار کے صحن کی طرف گئے تو حضرت عثمانؓ نے قترہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور وہ جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے اسے لے لیتے حتیٰ کہ ایک شخص نے جسے کلثوم التجیبی کہا جاتا ہے حضرت نائلہ کی چادر چھین لی تو حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا' پھر غلام بھی مارا گیا' پھر لوگوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ بیت المال پہنچ جاؤ اور اس کی طرف سبقت نہ کرو' بیت المال کے محافظوں نے ان کی آواز سنی تو کہنے لگے' اے لوگو! رہائی حاصل کرو' رہائی حاصل کرو' بلاشبہ ان لوگوں نے اپنی بات کی تصدیق نہیں کی کہ ان کا مقصد قیام حق' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ہے' اور اس کے علاوہ دعوے انہوں نے کیے تھے ان کی بھی تصدیق نہیں کی کہ وہ ان کی وجہ سے کھڑے ہوئے ہیں' انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور ان کا مقصد صرف دنیا ہے' پس وہ شکست کھا گئے اور خوارج نے آ کر بیت المال سے مال لے لیا اور اس میں بہت مال پڑا تھا۔



باب:

حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد صحابہؓ کے تاثرات

اور جب یہ قبیح وشنیع فعل واقع ہو چکا تو لوگ منہدم ہوئے اور انہوں نے اسے بہت بڑی بات خیال کیا اور ان جاہل خوارج کی اکثریت بھی اپنی کارروائی پر پشیمان ہوئی اور وہ اپنی اس پیش رفت کی وجہ سے ان لوگوں کے مشابہ ہو گئے جن کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمارے سامنے بیان کیا ہے وہ لوگ بچھڑے کے پرستاروں میں سے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ لَمَّا سُقِطَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَ یَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ﴾

اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جو مدینہ سے باہر چلے گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر حضرت عثمانؓ کے لیے رحم کی دعا کی اور آپ کو اطلاع ملی کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے وہ پشیمان ہیں آپ نے فرمایا ان کے لیے ہلاکت ہو پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ اِلٰی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ﴾

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے آپ کے لیے رحم کی دعا کی اور آپ کے قاتلین کے متعلق سنا کہ وہ پشیمان ہیں تو یہ آیت پڑھی:

﴿ كَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ﴾

اور جب حضرت سعید بن ابی وقاص کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے لیے بخشش طلب کی اور رحم کی دعا کی اور قاتلین کے متعلق یہ آیت پڑھی:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾

پھر حضرت سعدؓ نے فرمایا: اے اللہ ان کو پشیمان کر پھر انہیں پکڑ لے اور بعض اسلاف نے اللہ کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں سے ہر شخص مقتول ہو کر مرا ہے اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

اور ایسا ہونا کئی وجوہ سے ممکن ہے جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان میں سے کوئی شخص دیوانہ ہوئے بغیر نہیں مرا' اور واقدی کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن الحارث مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی تھا اور منظور بن سیار الفزاری کی بیوی کا قول ہے کہ ہم حج کو گئے اور ہمیں حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے کے متعلق کچھ پتہ نہ تھا اور جب ہم مرج میں پہنچے تو ہم نے رات کو ایک شخص کو گاتے سنا کہ

''آگاہ رہو کہ تین دن کے بعد جو شخص سب سے بہتر تھا اسے مصر سے آنے والے التجیبی نے قتل کیا ہے''۔

اور جب لوگ حج سے واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو چکے ہیں اور انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور جب راستے میں امہات المومنین کو حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ مکہ واپس چلی گئیں اور انہوں نے تقریباً چار ماہ وہاں قیام کیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

باب:

آپ کی عمر اور تدفین کا بیان

مشہور قول کے مطابق حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں چالیس روز محصور رہے اور بعض کا قول ہے کہ چالیس سے چند دن زیادہ محصور رہے اور شعبیؒ کا قول ہے کہ بائیس راتیں محصور رہے اور بلا اختلاف آپ جمعہ کے روز قتل ہوئے۔

سیف بن عمر نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کی آخری ساعت میں قتل ہوئے اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے لوگوں نے اس کی صراحت کی ہے اور دیگر لوگوں کا بیان ہے کہ اس دن کی چاشت کو قتل ہوئے اور یہ زیادہ مناسب ہے اور مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ ۱۸/ ذوالحجہ کو ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ایام التشریق میں ہوا' اسے ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ احمد بن زہیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے یونس سے عن یزید عن الزہری سنا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ آپ ایام التشریق میں قتل ہوئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ ۳/ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز قتل ہوئے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ آپ یوم النحر کو قتل ہوئے ہیں' اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے اور شاعر کا یہ شعر اس کی شہادت دیتا ہے۔

''انہوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے کو چاشت کے وقت قتل کر دیا جو سجود کا آئینہ تھا اور رات کو تسبیح کرتے اور قرآن پڑھتے گزارتا تھا''۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور بعض کا یہ قول بھی ہے کہ آپ مشہور قول کے مطابق ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے روز قتل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۶ھ میں قتل ہوئے یہ قول حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک پارٹی کا ہے جو غریب ہے' آپ نے بارہ روز کم بارہ سال خلافت کی ہے کیونکہ آپ کی بیعت ۲۴ھ کے محرم کے آغاز میں ہوئی تھی اور آپ کی عمر ۸۲ سال تھی اور صالح بن کیسان کا قول ہے کہ آپ نے ۸۲ سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات پائی ہے اور بعض آپ کی عمر ۸۴ سال بتاتے ہیں اور قتادہ کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ۸۸ یا ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور قتادہ ہی کی ایک روایت میں آپ کی عمر وفات کے وقت ۸۶ سال بیان کی گئی ہے اور ہشام بن الکلبی کی روایت میں بوقتِ وفات آپ کی عمر ۷۵ سال بیان کی گئی ہے اور یہ بہت ہی غریب روایت ہے اور اس سے غریب تر وہ روایت ہے جسے سیف بن عمر نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے کہ محمدؐ' طلحہ' ابوعثمان اور حارثہ نے کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ ۶۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔

اب رہی بات آپ کی قبر کی جگہ کی' تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں۔ بقیع کی مشرقی جانب دفن ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج تک موجود ہے' حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں' مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حش کوکب میں اپنی قبر کے پاس سے گزرا کرتے تو فرماتے کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا۔

اور ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنے قتل کے بعد تین دن تک بغیر دفن کیے پڑے رہے' میں کہتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وجہ سے آپ سے غافل ہو گئے حتیٰ کہ بیعت مکمل ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ دو راتیں بلا دفن پڑے رہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو اسی شب کو دفن کر دیا گیا اور آپ کی تدفین خوارج کے خوف سے مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس بارے میں بعض سرکردہ اصحاب کو اطلاع دی گئی تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ آپ کو لے کر چلے گئے جن میں حضرت حکیم بن حزام' حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ' حضرت ابوالجہم بن حذیفہ' حضرت نیار بن مکرم اسلمی' حضرت جبیر بن مطعم' حضرت زید بن ثابت' حضرت کعب بن مالک' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور آپ کے اصحاب اور بیویوں کی ایک جماعت جن میں حضرت نائلہ اور ام البنین بنت عتبہ بن حصین اور کچھ بچے شامل تھے۔ یہ سیف بن عمر اور واقدی کے قول کا خلاصہ ہے۔ اور آپ کے خدام کی بھی ایک جماعت شامل تھی جو غسل وکفن دینے کے بعد آپ کو اٹھا کر دروازے پر لائے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کو غسل وکفن نہیں دیا گیا' مگر پہلا قول صحیح ہے اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بعض حضرت زبیر بن العوامؓ اور بعض حضرت حکیم بن حزامؓ اور بعض مروان بن الحکم اور بعض حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا نام بیان کرتے ہیں اور بعض خوارج نے آپ کو روکا اور آپ کو رجم کرنا اور آپ کی چارپائی سے آپ کو گرانا چاہا اور انہوں نے دیر سلع میں یہود کے قبرستان میں آپ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا' یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے ان کے پاس آدمی بھیجا جس نے ان کو اس بات سے منع کیا اور حضرت حکیم بن حزامؓ نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور بعض مروان بن الحکم اور بعض المسور بن مخرمہ اور ابوجہم بن حذیفہ اور نیار بن مکرم اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آپ کو رکھا گیا تو بعض انصار نے ان کو اس بات سے روکنا چاہا تو حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے کہا' انہیں دفن کر دو' اللہ اور فرشتوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے پھر وہ کہنے لگے' انہیں بقیع میں دفن نہ کیا جائے بلکہ انہیں دیوار کے پیچھے دفن کرو' پس انہوں نے آپ کو بقیع کے مشرق میں کھجور کے درختوں کے نیچے دفن کر دیا۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ عمیر بن ضابی نے آپ کی چارپائی پر اس وقت حملہ کر دیا جب اسے آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے رکھا گیا تھا اور اس نے آپ کی ایک پسلی توڑ دی نیز بیان کیا ہے کہ میں نے ضابی کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ قید خانے میں فوت ہو گیا اور بعد میں حجاج نے اس عمیر بن ضابی کو قتل کر دیا اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے بحوالہ عیسیٰ بن منہال ہم سے بیان کیا کہ غالب نے بحوالہ محمد بن سیرین ہم سے بیان کیا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا' اے اللہ مجھے بخش دے اور میرا خیال ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا' میں نے کہا اے بندۂ خدا! میں نے کسی شخص کو یہ بات کہتے نہیں سنا جو تو کہہ رہا ہے' اس نے کہا' میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر مجھے حضرت عثمانؓ کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی طاقت ملی تو میں انہیں تھپڑ ماروں گا اور جب وہ قتل ہو گئے اور گھر میں انہیں ان کی چارپائی پر رکھا گیا اور لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آنے لگے تو میں بھی نماز پڑھنے کے بہانے اندر داخل ہو گیا اور میں نے خلوت محسوس کی تو میں نے ان کے چہرے اور داڑھی سے کپڑا ہٹایا اور انہیں تھپڑ مارا اور میرا دایاں ہاتھ خشک ہو گیا۔

ابن سیرینؒ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ کو لکڑی کی مانند خشک دیکھا ہے' پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ان دو غلاموں کو نکالا جو الدار میں قتل ہوئے تھے اور وہ صبیح اور نجیح تھے۔ اور ان دونوں کو بھی حش کوکب میں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ خوارج نے انہیں ان دونوں کے دفن کرنے کا اختیار دیا بلکہ ان دونوں کو ان کے پاؤں سے گھسیٹ کر لے گئے اور ان کو ہموار اور برابر زمین پر پھینک دیا اور ان دونوں کو کتے کھا گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور امارت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کا اہتمام کیا اور آپ کے اور بقیع کے درمیان دیوار اٹھادی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے مردوں کو آپ کے اردگرد دفن کریں حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے مقابر سے متصل ہو گئے۔

آپ کا حلیہ:

آپ کا چہرہ خوبصورت' کھال باریک' داڑھی بڑی' قد درمیانہ' جوڑوں کی ہڈیاں بڑی' دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ' سر کے بال زیادہ' دانت خوب صورت' جن میں گندم گونی پائی جاتی تھی' اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے میں چیچک کے کچھ نشان بھی تھے۔ اور زہریؒ کا بیان ہے کہ آپ کا چہرہ اور دانت خوب صورت قد درمیانہ' سر کے اگلے بال اڑے ہوئے' ٹانگیں کشادہ' آپ سیاہی سے رنگ کرتے تھے اور آپ نے اپنے دانتوں کو سونے سے کسا ہوا تھا اور آپ کے بازوؤں پر بہت بال تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی سبرہ نے عن سعید بن ابی زید عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اس روز آپ کے خزانچی کے پاس آپ کے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے جو لوٹ لیے گئے اور ضائع ہو گئے نیز آپ نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور صدقات بھی چھوڑے اور آپ نے بیئر اریس' خیبر' وادی القریٰ جس میں دو لاکھ دینار تھے اور بیئر رومہ کو صدقہ کر دیا جسے آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خریدا تھا اور راہ خدا میں دے دیا تھا۔



باب:

حضرت عثمانؓ کے قتل سے حضرت علیؓ کی بریت

اعمش نے زید بن وہب سے بحوالہ حضرت حذیفہؓ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور آخری فتنہ دجال ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے شبابہ کے طریق سے عن حفص بن مورق الباہلی عن حجاج بن ابی عمار الصواف عن زید بن وہب عن حذیفہ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اور آخری فتنہ خروج دجال ہے' اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ شخص جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی حضرت عثمانؓ کے قتل کی حب ہے' اگر اس نے دجال کو پایا تو وہ اس کی پیروی کیے بغیر نہیں مرے گا اور اگر اس نے اسے نہ پایا تو وہ اپنی قبر میں اس پر ایمان لائے گا اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سعد نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن عاصم کلابی نے ہمیں خبر دی کہ ابوالاشہب نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے بحوالہ محمد بن سیرین مجھ سے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے اللہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کوئی نیک کام ہے تو میرا اس میں کچھ حصہ نہیں اور اگر آپ کا قتل برا کام ہے تو میں اس سے بری ہوں اور خدا کی قسم اگر آپ کا قتل کوئی نیک کام ہے تو وہ اس سے دودھ دوہیں گے اور اگر آپ کا قتل برا کام ہے تو اس سے خون چوسیں گے' بخاری نے اپنی صحیح میں اس کا ذکر کیا ہے۔

آپ ہی سے ایک دوسرا طریق:

محمد بن عائذ کا بیان ہے کہ محمد بن حمزہ نے بیان کیا کہ عبداللہ الحرانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مرض میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی' اس میں آپ کے بھائیوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس موجود تھا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا خیریت ہے' آپ نے فرمایا تم دونوں مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہو جو اچھی نہیں' اس نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر فرمایا اے اللہ! میں اس کام سے الگ تھلگ تھا اور اگر یہ کوئی اچھا کام ہے تو ان کے لیے ہے جو اس کام کے وقت موجود تھے اور میں اس سے بری ہوں اور اگر یہ کوئی برا کام ہے تو ان کے لیے ہے جو اس کام کے وقت موجود تھے اور میں اس سے بری ہوں اے عثمانؓ! آج دل بدل گئے ہیں اس خدا کا شکر ہے جو مجھے فتنوں سے پہلے لے چلا ہے' جن کا لیڈر اور پیغامبر خطی نیزہ ہے جو اس کے بغیر مرے گا وہ چربی سے سیر ہوگا اور اس کا عمل قبول ہوگا اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے عن سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن ابی موسیٰ اشعریؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہدایت کی بات ہوتی تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن وہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے' یہ روایت منقطع ہے اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ حازم بن الفضل نے ہمیں بتایا کہ الصعق بن حزن نے ہمیں خبر دی کہ قتادہ نے بحوالہ زہدم الجرمی ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے تقریر کی اور فرمایا' اگر لوگ خون عثمان کا مطالبہ نہ کرتے تو آسمان سے انہیں پتھر مارے جاتے' اور اس طریق کے علاوہ

بھی اسے آپ سے روایت کیا گیا ہے اور اعمش وغیرہ نے ثابت بن عبید سے بحوالہ ابوجعفر انصاری بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے تو میں حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ مسجد میں سیاہ عمامہ پہنے بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے پوچھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا ان پر ہمیشہ ہمیش کے لیے ہلاکت ہو اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ناکام ہوں اور ابوالقاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ علی بن الجعد نے ہمیں خبر دی کہ شریک نے عبداللہ بن عیسیٰ سے بحوالہ ابن ابی لیلیٰ ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کے دروازے یا احجار الزیت کے پاس بلند آواز سے کہتے سنا کہ: اے اللہ! میں تیرے حضور خون عثمانؓ سے بریت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ابو ہلال نے قتادہ سے بحوالہ حسن بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو آپ غائب تھے اور اپنی زمین میں گئے ہوئے تھے جب آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں نہ آپ کے قتل میں راضی تھا اور نہ میں نے قتل میں مدد کی ہے' اور ربیع بن بدر نے سیار بن سلامہ سے بحوالہ ابوالعالیہ روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر ان پر گر پڑے اور رونے لگے حتیٰ کہ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ بھی ان سے جاملیں گے' اور ثوری وغیرہ نے عن لیث عن طاؤس عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ میں نے حکم دیا ہے لیکن میں مغلوب ہو گیا تھا' اور لیث کے سوا دوسروں نے اسے عن طاؤس عن ابن عباس عن علیؓ اسی طرح روایت کیا ہے اور حبیب بن ابی العالیہ نے مجاہد سے بحوالہ ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر لوگ چاہیں تو میں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر انہیں قسم دیتا ہوں کہ نہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور نہ آپ کے قتل کا حکم دیا ہے بلکہ میں نے انہیں منع کیا تو انہوں نے میری نافرمانی کی اور اسے کئی طریق سے حضرت علیؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

اور محمد بن یونس الکریمی نے بیان کیا ہے کہ ہارون بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ قرۃ بن خالد نے حسن سے بحوالہ قیس بن عباد ہم سے بیان کیا کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے اللہ میں تیرے حضور خون عثمانؓ سے بریت کا اظہار کرتا ہوں اور حضرت عثمانؓ کے قتل کے روز میری عقل کھوئی گئی اور میں اپنے آپ سے بیگانہ ہو گیا اور لوگ میرے پاس بیعت کے لیے آئے تو میں نے کہا' خدا کی قسم مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں ان لوگوں کی بیعت لوں جنہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے' جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اس سے شرم محسوس ہوتی ہے جس سے فرشتے بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ اور مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زمین میں مقتول پڑے ہوں اور ابھی دفن بھی نہ ہوئے ہوں' پس وہ لوگ واپس چلے گئے اور جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو لوگ واپس آ کر مجھ سے بیعت کے متعلق پوچھنے لگے تو میں نے کہا: اے اللہ میں اس کی جرأت کرتے ہوئے ڈرتا ہوں پھر صبات وصبر آ گیا تو میں نے بیعت لی اور جب انہوں نے امیر المومنین کہا تو میرا دل پھٹ گیا اور میں نے نفرت کے باعث اس سے اعراض کیا' اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے ان تمام طرق کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان ہوئے ہیں کہ آپ نے خون عثمانؓ سے اظہار برأت کیا ہے اور آپ اپنے خطبات وغیرہ میں قسمیں کھاتے تھے کہ نہ آپ نے انہیں قتل کیا ہے اور نہ ان کے قتل کا حکم دیا ہے اور نہ مدد کی ہے اور نہ اس سے راضی ہوئے ہیں بلکہ آپ نے اس کام سے منع کیا تو انہوں نے آپ کی نہ مانی۔

یہ بات آپ سے ایسے طرق سے ثابت ہے جو بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک قطع کا فائدہ دیتے ہیں۔ وللہ الحمد والمنتہ نیز کئی طرق سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ہم نے ان کے دلوں سے کینے کو کھینچ لیا ہے اور وہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں) اور یہ بھی کئی طرق سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

﴿ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَ اَحْسَنُوْا ﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ ہمارے بہترین شخص تھے اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور ہم سے زیادہ حیادار اور ہم سے اچھے پاکیزہ اور ہم سے زیادہ رب عزوجل سے ڈرنے والے تھے' اور یعقوب بن سفیان نے عن سلیمان بن حرب عن حماد بن زید عن مجالد عن عمیر ابن رودی' ابن کثیرؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا تو خوارج نے آپ کو خطبہ میں ٹوک دیا تو آپ منبر سے اتر آئے اور فرمایا کہ میری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال تین بیلوں کی مثال کی طرح ہے جو سرخ' سفید اور سیاہ تھے اور جھاڑی میں ان کے ساتھ شیر بھی تھا اور جب اس نے ان میں سے ایک کو مارنا چاہا تو دوسرے دو بیلوں نے اسے منع کیا تو وہ سیاہ اور سرخ بیل سے کہنے لگا' اس سفید بیل نے اس جھاڑی میں ہمیں رسوا کر دیا ہے' اسے چھوڑ دو تا کہ میں اسے کھا جاؤں پس ان دونوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اسے کھا گیا پھر جب اس نے ان دونوں میں سے ایک کو کھانا چاہا تو دوسرے بیل نے اسے روکا تو اس نے سرخ بیل سے کہا' اس سیاہ بیل نے ہمیں اس جھاڑی میں رسوا کر دیا ہے اور میرا اور تمہارا رنگ ایک جیسا ہے' اگر تو اسے چھوڑ دے تو میں اسے کھا جاؤں پس سرخ بیل نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اسے کھا گیا پھر اس نے سرخ بیل سے کہا میں تجھے کھانے والا ہوں' اس نے کہا مجھے تین چیخیں مارنے کی مہلت دو' اس نے کہا تمہیں مہلت ہے اس نے کہا' آگاہ رہو' جس روز سفید بیل کو کھایا تھا تو نے اسی روز تینوں کو کھا لیا تھا اور اگر میں اس کی مدد کرتا تو مجھے نہ کھا پاتا پھر حضرت علیؓ نے فرمایا' میں حضرت عثمانؓ کے قتل کے روز کمزور ہو گیا اور اگر میں ان کی مدد کرتا تو میں کمزور نہ ہوتا' یہ بات آپ نے تین بار کہی۔

اور ابن عساکر نے محمد بن الحضرمی کے طریق سے عن سوید بن عبداللہ القشیری القاضی عن ابن مہدی عن حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک عورت بیت المال میں آیا کرتی اور اپنا بوجھ اٹھاتی اور کہتی اے اللہ بدل دے اے اللہ بدل دے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے' تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا۔

''تم نے کہا بدل دے پس اس نے تم کو گھٹیا طریق اور شعلے کی مانند جنگ بدلے میں دی ہے' تم نے بچے کھچے کپڑوں' غلاموں' لونڈیوں اور سونے سے برا نہیں منایا''۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ ابو ساعدہ کے بھائی ابو حمید نے جو بدر میں شامل تھے اور حضرت عثمانؓ سے پہلو تہی کرنے والوں میں تھے نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے ان کے قتل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہمارا خیال تھا کہ وہ قتل تک پہنچیں گے اے اللہ تیری طرف سے مجھ پر لازم ہے کہ میں فلاں فلاں کام نہ کروں اور تیری ملاقات تک نہ ہنسوں۔ اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل بن ابی خالد نے قیس بن ابی حازم سے بحوالہ

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہمیں بتایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اور اپنی بہن کو اسلام کی وجہ سے پکڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے اگر کوئی شخص اس کی وجہ سے الگ ہو جائے تو وہ اس کا سزاوار ہے۔ بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور محمد بن عائذ نے عن اسماعیل بن عباس عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں اور اس کے متعلق دو بکریوں نے بھی ایک دوسرے کو ٹکر نہیں ماری' تو حضرت ابن سلامؓ نے کہا بے شک گائیں اور بکریاں خلیفہ کے قتل کے بارے میں ایک دوسرے کو ٹکر نہیں مارتیں بلکہ اس کے متعلق جوان ہتھیاروں کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکراؤ کرتے ہیں خدا کی قسم اس کی وجہ سے وہ لوگ مارے جائیں گے جو اپنے آباء کی اصلاب میں ہیں اور ابھی پیدا نہیں ہوئے اور لیث نے بحوالہ طاؤس بیان کیا ہے کہ حضرت ابن سلامؓ نے فرمایا کہ قیامت کے روز قاتل اور مدد چھوڑ دینے والے کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فیصلہ سپرد کیا جائے گا اور ابو عبداللہ الحاملی کا بیان ہے کہ ابوالاشعث نے ہم سے بیان کیا کہ حزم بن ابی حزم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوالاسود کو کہتے سنا کہ میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے سنا کہ اگر میں آسمان سے زمین کی طرف گروں تو یہ بات مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہونے سے زیادہ محبوب ہے' اور ابویعلیٰ کا بیان ہے کہ ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عباد الہبانی نے ہم سے بیان کیا کہ البراء بن ابی فضال نے ہم سے بیان کیا کہ الحضرمی نے الجارود کے دودھ شریک بھائی ابومریم کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا' اے لوگو! میں نے گذشتہ شب خواب میں ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے میں نے رب تبارک وتعالیٰ کو اس کے عرش کے اوپر دیکھا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے ایک پائے کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ اپنا سر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور کہنے لگے اے میرے رب! اپنے بندوں سے پوچھ انہوں نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا ہے؟ پس آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین میں رواں ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے: حضرت علیؓ سے کہا گیا' کیا آپ اس بات کو نہیں دیکھتے جسے حسن بیان کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو انہوں نے دیکھا ہے وہ بیان کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن سفیان بن وکیع عن جمیع بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن مجالد عن حرب العجلی روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میں نے جو خواب دیکھا ہے اس کے بعد میں لڑنے کا نہیں' میں نے عرش کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کو پکڑے ہوئے دیکھا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھے دیکھا ہے اور حضرت عمر' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھے دیکھا ہے اور میں نے ان سے ورے خون دیکھا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے جس کا وہ اللہ سے مطالبہ کر رہے ہیں' اور مسلم بن ابراہیم کا بیان ہے کہ سلام بن مسکین نے' وہب بن شبیب سے بحوالہ زید بن صوحان ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے' دلوں میں خوب نفرت پیدا ہوگئی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے

میں میری جان ہے وہ روز قیامت تک اکٹھے نہ ہوں گے' اور محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے اسے برتن کی طرح چوس لیا ہے پھر تم نے اسے قتل کر دیا ہے' اور خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ ابوقتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ابی اسحٰق نے بحوالہ عون بن عبداللہ بن عتبہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہارے لیے کوڑے سے غصے میں آ جاتی ہوں اور حضرت عثمانؓ کے لیے تلوار سے غصے میں نہیں آؤں گی' تم نے اس کی رضامندی طلب کی حتیٰ کہ جب تم نے اسے صاف پٹھے کی طرح چھوڑ دیا جس سے تانت بنائی جاتی ہے تو پھر اسے قتل کر دیا' اور ابومعاویہ نے عن اعمش عن خیثمہ عن مسروق بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم نے اسے میل سے صاف کپڑے کی طرح چھوڑ دیا اور پھر اسے قتل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم نے اسے قریب کیا اور پھر مینڈھے کی طرح اسے ذبح کر دیا' مسروق نے حضرت عائشہؓ سے کہا' یہ آپ کا کام ہے آپ نے لوگوں کو حکم دیتے ہوئے خطوط لکھے تھے کہ وہ ان کے پاس آئیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' نہیں اس خدا کی قسم جس پر مومن ایمان لائے ہیں اور کفار نے اس کا انکار کیا ہے میں نے اپنی اس جگہ پر بیٹھنے تک ان کے لیے کچھ نہیں لکھا اعمش کا بیان ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے خطوط لکھے گئے ہیں اور آپ کی جانب یہ اسناد صحیح ہے اس میں اور اس قسم کی باتوں میں یہ واضح دلالت پائی جاتی ہے کہ ان خوارج نے' خدا ان کا بھلا نہ کرے' صحابہ کی زبان سے آفاق میں انہیں حضرت عثمانؓ کے قتل پر برانگیختہ کرنے کے لیے جعلی خطوط لکھے جیسا کہ قبل ازیں ہم اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

اور ابوداؤد طیالسی کا بیان ہے کہ حزم القطعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاسود بن سوادۃ نے ہم سے بیان کیا کہ طلق بن حسان نے مجھے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو ہم متفرق طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے آپ کے قتل کے متعلق پوچھنے لگے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا کہ آپ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے قاتلین پر لعنت کرے' اور محمد بن عبداللہ انصاری نے اپنے باپ سے عن ثمامہ عن انس روایت کی ہے کہ جب حضرت ام سلیمؓ نے حضرت عثمانؓ کے قتل کے متعلق سنا تو فرمایا' اللہ ان پر رحم فرمائے' انہوں نے آپ کے بعد صرف خون ہی دوہا ہے۔

اور اس فصل کے بارے میں ائمہ تابعینؒ کا کلام بہت زیادہ ہے جس کا ذکر باعث طوالت ہوگا اور اس میں سے حضرت ابومسلم خولانی کا یہ قول بھی ہے کہ جب انہوں نے ان لوگوں کے وفد کو دیکھا جو آپ کو قتل کر کے آئے تھے تو آپ نے فرمایا' تم بھی ان کی مانند ہو یا اس سے زیادہ بڑے جرم کے مرتکب ہو کیا تم بلاد ثمود سے نہیں گزرے؟ انہوں نے کہا' ہاں آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان کی مانند ہو اس کے نزدیک اللہ کے خلیفہ کی عظمت اس کی ناقہ سے زیادہ ہے' اور ابن علیہ نے یونس بن عبید سے بحوالہ حسن بیان کیا ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل بدی ہوتا تو امت اس سے دودھ دوہتی' لیکن یہ ایک ضلالت تھی جس سے امت نے خون دوہا ہے اور حضرت ابوجعفر الباقر نے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ناحق طور پر ہوا ہے۔

آپ کے بعض مراثی کا ذکر:

مجالد نے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مراثی میں سے میں نے حضرت کعبؓ بن مالک کے مرثیہ سے بہتر مرثیہ نہیں سنا آپ نے اپنے ہاتھوں کو روکا' پھر اپنا دروازہ بند کر لیا کہ اللہ غافل نہیں ہے اور اہل الدار سے فرمایا انہیں قتل نہ کرو' اور اللہ ان تمام آدمیوں کو معاف فرمائے جنہوں نے جنگ نہیں کی' اور تو نے دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تعلق کے بعد ان پر عداوت اور

بغض کو مسلط کر دیا اور تو نے دیکھا کہ آپ کے بعد لوگوں سے بھلائی دوڑنے والے شتر مرغوں کی طرح پیچھے پھر گئی۔

اور سیف بن عمر نے ان اشعار کو ابوالمغیرۃ الاخنس بن شریق کی طرف منسوب کیا ہے اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسانؓ بن ثابت نے کہا ہے کہ۔

''تم نے اس دیندار کے متعلق کیا ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ نے اس لمبائی میں کٹے ہوئے چمڑے میں برکت ڈال دی ہے تم نے اللہ کے دوست کو اس کے گھر کے وسط میں قتل کیا ہے اور تم نے ایک ظالمانہ اور نادرست کام کا ارتکاب کیا ہے' تم نے کیوں باہمی عہد الٰہی کا خیال نہیں کیا' اور تم نے محمد ﷺ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیوں نہیں کیا؟ کیا تم میں کوئی بہادر اور ہر مجلس میں عہد کا پورا کرنے والا نہیں؟ ان لوگوں کے عہد کامیاب نہ ہوں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے راست باز کے قتل پر باہم معاہدہ کیا''۔

اور ابن جریرؒ کا بیان ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے۔

''جسے موت کی گردش خوش کرے جس کا کوئی مزاج نہیں ہوتا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں اس جگہ آئے جہاں شیر بکثرت ہیں جو لو ہے کہ ہتھیاروں کا ذخیرہ کرنے والے ہیں انہوں نے ناک کے اوپر تلواروں سے نشان لگائے ہیں جنہوں نے بدنوں کو زینت دی ہے' انہوں نے سیاہ وسفید بالوں والے کو ذبح کر دیا ہے جس کے سجود کی کیفیت نہ تھی کہ وہ تسبیح کرتے اور قرآن پڑھتے رات گزارتا تھا' میری ماں اور اس کے بچے تم پر فدا ہوں' صبر کرو' بعض اوقات شر میں صبر کرنا فائدہ دیتا ہے ہم غالب آ کر ارض شام اور امیر اور بھائیوں کو پسند کرتے ہیں اور جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسانؓ ہے میں ان سے تعلق رکھتا ہوں' خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر' اور تم جلد ہی ان کے گھروں میں اللہ اکبر اور قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا شور سنو گے' کاش مجھے معلوم ہوتا اور کاش مجھے پرندے خبر دیتے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابنؓ عفان کا کیا حال ہے''۔

نیز آپ نے کہا۔

''اگرچہ ابن اروی کا گھر اس سے خالی ہو گیا ہے' ایک دروازہ ٹوٹا پڑا ہے اور ایک دروازہ جلا ہوا اور شکستہ ہے اور بخشش کا طلبگار اپنی حاجت کو پالیتا ہے اور بزرگی اور حسب اس میں پناہ لیتے ہیں اے لوگو! اپنے آپ کو نمایاں کرو اللہ کے ہاں جھوٹ اور سچ برابر نہیں ہیں''۔

اور فرزوق نے کہا ہے۔

''جب اہل یثرب ہدایت کے رستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے تو خلافت ان سے کوچ کر گئی اور جب اللہ نے دیکھا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خرابی کی ہے تو خلافت ان میں سے اپنے اہل اور وارث کے پاس چلی گئی انہوں نے از راہ ظلم ومعصیت آپ کا خون بہایا ہے وہ اپنی گمراہی سے ہدایت نہ پائیں انہوں نے کیسا خون بہایا ہے''۔

اور اونٹوں کے چرواہے النمیری نے اس بارے میں کہا ہے۔

''اس شب وہ متوکل' وفادار اور اچھے شخص کے پاس بغیر اجازت جا رہے تھے' جو محمد ﷺ کا دوست اور سچ کا مددگار اور زمین کو پامال کرنے والوں میں سے چوتھا بھلا شخص تھا''۔

باب:

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ حضرت عثمانؓ مدینہ میں کیسے قتل ہو گئے جب کہ وہاں کبار صحابہ ؓ کی ایک جماعت موجود تھی' اس کا جواب کئی وجوہ سے دیا جا سکتا ہے ایک یہ کہ ان میں سے بہت سے صحابہؓ بلکہ اکثر یا سب کے سب یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ معاملہ آپ کے قتل تک پہنچ جائے گا کیونکہ ان پارٹیوں نے بالکل آپ کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ آپ سے تین امور میں سے ایک امر کے قبول کرنے کا مطالبہ کیا' ایک یہ کہ آپ معزول ہو جائیں' یا مروان بن الحکم کو ان کے حوالے کر دیں یا وہ اسے قتل کر دیں گے اور وہ امید کرتے تھے کہ آپ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیں گے' یا معزول کر دیں گے' یا معزول ہو جائیں گے اور اس سخت تنگی سے راحت حاصل کریں گے اور قتل کے متعلق تو ایک شخص کا بھی خیال نہ تھا کہ اس کا وقوع ہوگا اور نہ وہ اس حد تک جرأت کر سکتے تھے یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جو ہوا۔ واللہ اعلم

دوسری وجہ یہ ہے کہ صحابہؓ نے آپ کی زبردست حفاظت کی' لیکن جب شدید تنگی ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو قسم دی کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکیں اور اپنے ہتھیاروں کو میان میں رکھیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور وہ اپنے ارادے پر پختہ ہو گئے' اس کے باوجود لوگوں میں سے ایک شخص بھی یہ خیال نہ کرتا تھا کہ آپ کو مکمل طور پر قتل کر دیا جائے گا تیسری وجہ یہ ہے کہ جب ایام حج میں ان خوارج نے اہل مدینہ کے بہت سے لوگوں کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھا اور ابھی اطراف سے مدد کے لیے فوجیں نہیں آئی تھیں بلکہ جب ان کی آمد قریب آ گئی تو انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اللہ ان کا بھلا نہ کرے اور اس امر عظیم کا ارتکاب کر لیا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ خوارج قریباً دو ہزار جانبازوں پر مشتمل تھے اور بسا اوقات اہل مدینہ میں جانبازوں کی اتنی تعداد نہیں ہوتی تھی کیونکہ لوگ سرحدوں اور ہر طرف کے اقالیم میں ہوتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے صحابہؓ اس فتنہ سے الگ رہے اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور ان میں سے جو شخص بھی مسجد میں آتا اپنے ساتھ تلوار لے کر آتا اور جب گوٹھ مار کر بیٹھتا تو اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا اور خوارج' حضرت عثمانؓ کے گھر کو گھیرے ہوئے تھے اور جب کبھی وہ انہیں گھر سے ہٹانے کا ارادہ کرتے تو وہ اس کی سکت نہ پاتے لیکن کبار صحابہؓ نے اپنے لڑکوں کو الدار کی طرف حضرت عثمانؓ کے دفاع کے لیے بھیج دیا تاکہ آپ کی مدد کے لیے شہروں سے فوجیں آ جائیں کہ اچانک یہ لوگ باہر سے الدار کے اندر جانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اس کے دروازے کو جلا دیا اور دیوار پھاند کر آپ کے پاس جا کر آپ کو قتل کر دیا اور یہ جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہؓ نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور آپ کے قتل کو پسند کیا تھا یہ بات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی درست نہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قتل کو پسند کرتا تھا بلکہ سب نے اس کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کی اور اس فعل کے مرتکب کو برا بھلا کہا' لیکن ان میں سے بعض جیسے حضرت عمار بن یاسر' حضرت محمد بن ابی بکر اور حضرت عمرو بن الحمق وغیرہم چاہتے تھے کہ آپ امارت سے دستبردار ہو جائیں۔

اور ابن عساکر نے سہم بن خنش یا حتیش یا خنش ازدی کے حالات میں بیان کیا ہے جو الدار میں حاضر تھے۔ اور محمد بن عائذ

نے اسے اسماعیل بن عیاش سے بحوالہ محمد بن یزید الرجی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں دیر سمعان کی طرف واپس بلایا اور ان سے حضرت عثمانؓ کے قتل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

سبائیوں کا وفد' یعنی مصر کا وفد' حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تو آپ نے انہیں عطیات دیئے اور راضی کیا تو وہ واپس چلے گئے پھر مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب کہ آپ فجر یا ظہر کی نماز کے لیے نکلے تھے ملے' پس انہوں نے آپ کو سنگریزوں' جوتوں اور موزوں سے مارا تو آپ الدار کی طرف واپس چلے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ' حضرت زبیر اور ان کے بیٹے' حضرت طلحہ' مروان اور حضرت مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہم بھی لوگوں کے ساتھ موجود تھے اور مصری وفد نے آپ کے گھر کا چکر لگایا' پس آپ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المومنین میں تین باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا آپ کو مشورہ دیتا ہوں' ایک یہ کہ آپ عمرہ کا احرام باندھ لیں اس طرح ہمارے خون ان پر حرام ہو جائیں گے دوسری یہ کہ ہم آپ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس شام چلے جاتے ہیں' تیسری یہ کہ آپ باہر نکلیں اور ہم تلوار سے جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ بلاشبہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں' حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپ نے جو عمرہ کا احرام باندھنے کی بات کہی ہے کہ ہمارے خون حرام ہو جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہمیں اب بھی اور حالت احرام میں بھی احرام کے بعد بھی گمراہ سمجھتے ہیں' اور شام جانے کا جواب یہ ہے کہ مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں ان کے درمیان سے خوفزدہ ہو کر باہر چلا جاؤں اور اہل شام مجھے دیکھیں اور کفار میں سے دشمن اس بات کو سنیں اور جنگ کرنے کا جواب یہ ہے کہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میری وجہ سے ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا جائے' راوی بیان کرتا ہے پھر ایک روز ہم نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' میں نے آج شب دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے اے عثمانؓ روزہ رکھیے آپ ہمارے پاس افطاری کریں گے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اور ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں' قسم دیتا ہوں کہ وہ الدار سے صحیح سلامت نکل جائیں ہم نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر ہم نکل گئے تو ہم اپنے بارے میں ان سے مطمئن نہیں ہوں گے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم الدار کے ایک مکان میں آپ کے ساتھ رہیں جس میں ہماری جماعت بھی ہو گی اور حفاظت بھی' پھر آپ کے حکم سے الدار کا دروازہ کھول دیا گیا اور آپ نے مصحف منگوایا اور اس پر جھک گئے اور آپ کے پاس آپ کی دو بیویاں بنت الفرافصہ اور بنت شیبہ بھی تھیں سب سے پہلے محمد بن ابی بکر آپ کے پاس آیا اور آپ کی داڑھی پکڑ لی' آپ نے فرمایا اے میرے بھتیجے اسے چھوڑ دے خدا کی قسم تمہارا باپ تو اس کے ساتھ اس سے ادنیٰ بات پر بھی متاسف ہوتا تھا' پس وہ شرمندہ ہو کر باہر چلا گیا' اور لوگوں سے کہنے لگا میں نے ان کو تمہارے ساتھ چپکا دیا ہے اور اس نے آپ کی داڑھی سے جو بال نوچے تھے حضرت عثمانؓ نے وہ اپنی بیوی کو دے دیئے پھر رومان بن سودان جو ایک کوتاہ قد نیلا' غضب ناک اور مراد قبیلے میں شمار ہوتا تھا اندر داخل ہوا' اس کے پاس ایک تیز دھار لوہا تھا' اس نے آپ کے سامنے آ کر کہا اے نعثل آپ کس دین سے تعلق رکھتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نعثل نہیں بلکہ میں عثمانؓ بن عفان ہوں اور حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہوں جو موحد اور مسلم تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں' اس نے کہا آپ نے جھوٹ بولا ہے اور آپ کی بائیں کنپٹی پر تیز دھار لوہا مار کر آپ کو قتل کر دیا پس آپ گر پڑے اور حضرت نائلہ نے آپ کو اپنے کپڑوں کے ساتھ لگا لیا اور آپ ایک مضبوط اور جسیم عورت تھیں۔ آپ نے اپنے آپ کو حضرت عثمانؓ پر گرا دیا

اور بقیہ جسم پر بنت شیبہ نے آپ کو گرادیا اور ایک مصری تلوار سونتے ہوئے آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں ان کی ناک ضرور کاٹوں گا' پس بیوی نے اس کو آپ سے ہٹایا اور اس پر غالب آ گئی اور اس نے پیچھے سے آپ کی اوڑھنی اتاردی یہاں تک کہ اس نے آپ کی کمر کو دیکھ لیا اور جب وہ آپ تک نہ پہنچ سکا تو اس نے آپ کی بالی اور کندھے کے درمیان تلوار گھسیڑ دی' آپ نے تلوار کو پکڑا تو اس نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے پکارا اے رباح' یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سیاہ فام غلام تھا' اے غلام اس شخص کو مجھ سے ہٹاؤ' پس غلام نے اس کے پاس جا کر اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور اہلبیت اپنا دفاع کرتے ہوئے باہر نکلے اور مغیرہ بن اخنس قتل ہو گئے اور مروان زخمی ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے جب شام ہو گئی تو ہم نے کہا اگر تم نے اپنے ساتھی کو صبح تک چھوڑ دیا تو وہ اس کا مثلہ کر دیں گے' پس ہم آدھی رات کے وقت انہیں اٹھا کر البقیع الغرقد کی طرف لے گئے اور پیچھے سے عوام ہمارے پاس آ گئے اور ہم ان سے ڈر گئے اور قریب تھا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر متفرق ہو جاتے کہ ان کے منادی نے اعلان کیا کہ تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا' ٹھہرے رہو' ہم صرف تمہارے ساتھ شامل ہونے کے لیے آئے ہیں۔ اور ابوحبیش کہا کرتے تھے کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے۔ پس ہم نے آپ کو دفن کیا پھر اسی شب کو ہم شام کی طرف بھاگ گئے اور وادی القریٰ میں فوج سے آ ملے جس کے سالار حضرت حبیب بن مسلمہؓ تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے آئے تھے پس ہم نے ان کو آپ کے قتل و دفن کے متعلق بتایا۔

اور ابوعمر بن عبدالبر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حش کوکب میں دفن کیا اور آپ نے اسے خریدا تھا اور بقیع میں اضافہ کیا تھا۔ اور سلف میں سے ایک شخص نے جب اس سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا گیا بہت اچھا جواب دیتے ہوئے کہا وہ نیکیوں کے امیر اور فاجروں کے مقتول ہیں۔ جس نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑا وہ مخذول ہے اور جس نے آپ کی مدد کی وہ منصور ہے۔

اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبیؒ نے حضرت عثمانؓ کے حالات وفضائل کے آخر میں اس کلام کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ہے یا آپ کی عداوت میں اتحاد کیا ہے انہوں نے آپ کو قتل کر کے اللہ کے عفو و رحمت میں جگہ دی ہے اور جن لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑا ہے وہ مخذول ہیں اور ان کی زندگی مکدر ہو گئی ہے اور آپ کے بعد آپ کے نائب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کو حکومت مل گئی پھر آپ کے معاون مروان اور اس کی ذریت میں سے آٹھ اشخاص کو حکومت ملی جنہوں نے آپ کی زندگی کو لمبا کر دیا اور اسے آپ کے فضائل واحسانات سے بھر دیا' پس آپ کے فضائل واحسانات سے بھر دیا' پس آپ کے عم زادوں نے ان پر ۸۰' ۸۴ سال تک حکومت کی فالحکم للّٰہ العلی الکبیر یہ ان کی عبارت ہے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان کے فضائل میں بیان ہونے والی احادیث:

آپ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس ابن مضر بن نزار بن معد بن عدنان' ابوعمرو اور ابوعبداللہ' القرشی' الاموی' امیر المومنین' ذوالنورین' صاحب الہجرتین اور زوج الابنتین ہیں آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن عبدشمس ہیں اور ان کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں' آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اصحاب شوریٰ کے چھ آدمیوں میں سے ایک ہیں اور چھ میں سے ان تین میں سے ایک ہیں جن کے لیے خلافت خالص ہو گئی اور پھر مہاجرین وانصار کے اجماع سے آپ کے لیے متعین ہو گئی' آپ خلفائے راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں جن کی اتباع واقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور آپ کے قبول اسلام کا واقعہ عجیب و غریب ہے جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے اور اس کا ملخص یہ ہے کہ جب آپ کو پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا آپ بڑی صاحب جمال تھیں۔ ان کے عم زاد عتبہ بن ابی لہب سے نکاح کر دیا ہے تو آپ متاسف ہوئے کہ آپ ان سے نکاح نہیں کر سکے' آپ غمگین ہو کر اپنے اہل کے پاس گئے تو آپ نے ان کے پاس اپنی خالہ سعدی بنت کریز کو پایا۔ جو کاہنہ تھی۔ اس نے آپ سے کہا' خوش ہو جاؤ اور آپ کو پے درپے تین سلام ہوں پھر تین ہوں پھر تین ہوں پھر ایک اور سلام ہوتا کہ دس پورے ہو جائیں' آپ کے پاس بھلائی آئے گی اور آپ شر سے بچائے جائیں گے' خدا کی قسم آپ اصیل اور خوب صورت لڑکی سے نکاح کریں گے اور آپ کنوارے ہیں اور کنواری سے ملیں گے' میں نے اسے عظیم القدر پایا ہے' آپ نے ایسے کام کی بنیاد رکھی ہے جو شہرت کو بلند کر دے گا' حضرت عثمانؓ نے کہا' میں اس کی بات سے بہت حیران ہوا' وہ مجھے ایسی عورت کی بشارت دیتی ہے۔ جس نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہے میں نے کہا اے خالہ تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا اے عثمانؓ! تجھے خوبصورتی اور زبان حاصل ہے اور اس نبی کے ساتھ برہان ہے' جسے بدلہ دینے والے نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اس کے پاس تنزیل وفرقان آیا ہے' پس اس کی اتباع کر اور بت تجھے ہلاک نہ کر دیں حضرت عثمانؓ کہتے ہیں میں نے کہا تو ایسی بات کا ذکر کر رہی ہے جس کا ہمارے ملک میں ظہور نہیں ہوا' اس نے کہا محمد بن عبداللہ' اللہ کی جانب سے رسول ہیں جو تنزیل الٰہی کے ساتھ آئے ہیں اور وہ اس کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں پھر اس نے کہا' اس کا چراغ' چراغ ہے اور اس کا دین فلاح ہے اور اس کا حکم کامیابی ہے اور اس کا مد مقابل مارا ہوا ہے اور وادیاں اس کی مطیع ہیں اور شور وغل کوئی فائدہ نہیں دے گا خواہ حلق درد کرے اور رخسار کی ہڈیاں کھنچ جائیں اور نیزے لمبے ہو جائیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سوچتا ہوا چل پڑا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور میں نے ان کو بتایا تو آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! تو ہلاک ہو' آپ دانش مند شخص ہیں آپ سے حق وباطل پوشیدہ نہیں رہ سکتا' یہ اصنام کیا ہیں جن کی ہماری قوم پرستش کرتی ہے' کیا یہ ٹھوس پتھر نہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع ونقصان دے سکتے ہیں؟ آپ بیان کرتے ہیں' میں نے کہا بے شک اللہ کی قسم یہ ایسے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم آپ کی خالہ نے آپ سے سچ کہا ہے یہ رسول اللہ محمدؐ بن عبداللہ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے' کیا آپ ان کے پاس جا سکتے ہیں؟ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عثمانؓ! اللہ کے حق کو قبول کرو' میں آپ کی طرف اور مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں' آپ بیان کرتے ہیں' خدا کی قسم جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ میں مسلمان ہو گیا اور میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد لاشریک ہے پھر تھوڑی دیر بعد میں نے حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر لیا اور کہا جاتا تھا کہ

''بہترین جوڑا جسے انسان نے دیکھا ہے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت عثمانؓ ہیں''۔

اور اس بارے میں سعدی بنت کریز نے کہا ہے کہ

''میرے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حق وہدایت کی طرف راہنمائی کی ہے اور انہوں نے صحیح رائے کے ساتھ محمد ﷺ کی پیروی کی ہے اور وہ مشورے سے سچ سے باز نہیں رہ سکتے تھے اور حق کے فرستادہ نے اپنی

بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا اور وہ دونوں ماہ چہار دہم کی طرح تھے جو افق میں سورج کے ساتھ مل جاتا ہے اے ہاشمیوں کے فرزند میری جان تجھ پر فدا ہو تو اللہ کا امین ہے جو مخلوق کے لیے بھیجا گیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمان بن مظعونؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوسلمہ بن سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو لائے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے والوں کے ساتھ مل کر اڑتیس آدمی ہو گئے اور حضرت عثمانؓ نے اپنی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر آپ مکہ واپس آ گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جب بدر کا معرکہ ہوا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کی تیمارداری میں مصروف رہے اور ان کی وجہ سے مدینہ میں قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حصہ لگایا اور آپ کو اس کا اجر ملا اور آپ معرکہ بدر میں شامل ہونے والوں میں شمار ہیں' اور جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا اور وہ بھی آپ کی صحبت میں ہی وفات پا گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمارے پاس کوئی اور لڑکی ہوتی تو ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتے۔ اور آپ نے معرکہ احد میں شمولیت کی اور اس روز پشت پھیرنے والوں کے ساتھ فرار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عفو کرنے کی صراحت کی ہے اور آپ نے خندق و حدیبیہ میں بھی شمولیت کی اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ سے آپ کی طرف سے بیعت لی' اور آپ نے خیبر اور عمرۃ القضاء میں بھی شمولیت کی' اور فتح مکہ' ہوازن' طائف اور غزوہ تبوک میں بھی شامل ہوئے اور جیش العسرۃ کو تیار کیا اور قبل ازیں بحوالہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن خباب بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے اس روز انہیں تین سو اونٹوں کے ساتھ پالانوں اور عرق گیروں سمیت تیار کیا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ اس روز آپ نے ایک ہزار دینار لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے تو آپ نے فرمایا: ''آج کے بعد حضرت عثمانؓ جو کام کریں گے وہ آپ کو نقصان نہیں دے گا''۔ یہ بات آپؐ نے دو دفعہ فرمائی۔ اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے راضی ہونے کی حالت میں وفات پائی اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور انہوں نے آپ کی دوستی کو اچھا سمجھا اور انہوں نے بھی آپ سے راضی ہونے کی حالت میں وفات پائی اور آپ کو چھ اصحاب شوریٰ میں شامل کیا اور آپ ان سے بہتر تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

آپ نے حضرت عمرؓ کے بعد خلافت سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر بہت سے اقالیم و امصار کو فتح کیا اور اسلامی مملکت میں توسیع ہو گئی اور حکومت محمدی پھیل گئی اور پیغام مصطفویؐ زمین کے مشارق و مغارب میں پہنچ گیا اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ﴾

اور قول الٰہی:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو ضرور راہ خدا میں خرچ کرو گے' کا مصداق ظاہر ہو گیا' ان سب باتوں کا مکمل وقوع حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے۔

آپ خوش شکل' حسین چہرہ' خوش اخلاق' باحیا اور بڑے سخی تھے' اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے عزیز و اقارب کی تالیف قلب کے لیے انہیں فانی دنیا کے متاع سے شاد کام کرنے کو پسند کرتے تھے تاکہ آپ ان کو فانی کے مقابلہ میں باقی کو ترجیح دینے میں رغبت دلا سکیں' جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کو دیتے تھے اور دوسروں کو چھوڑ دیتے تھے' آپ لوگوں کو اس خوف سے عطا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو آگ میں گرنے سے بچائے اور دوسروں کو دینے سے رکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہدایت و ایمان کو پیدا کیا تھا' آپ کی اس عادت کی وجہ سے کچھ لوگوں نے آپ سے بطریق تلبیس ایسے ہی سوال کیا جیسے بعض خوارج نے ترجیح دینے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بطریق تلبیس سوال کیا تھا اور قبل ازیں ہم اس بات کو غزوہ حنین میں بیان کر چکے ہیں جب آپ نے حنین کی غنائم کو تقسیم کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے ہم میسر آ جانے والی احادیث کو بیان کریں گے (ان شاء اللہ) ان احادیث کی دو قسمیں ہیں' اوّل وہ جو دوسروں کے ساتھ آپ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں۔

ان میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے' سعید سے بحوالہ قتادہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے اور حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے' پس پہاڑ لرز گیا تو آپ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے اس پر اپنا پاؤں بھی مارا۔ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید کے سوا اور کوئی نہیں' مسلم کو چھوڑ کر بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اور ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن محمد نے عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر تھے کہ چٹان کو حرکت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پرسکون ہو جا تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور ایک شہید کے سوا' اور کوئی نہیں' پھر باب میں عن عثمان بن سعید بن زید و ابن عباسؓ و سہیل بن سعد و انسؓ بن مالک و بریدہ اسلمی بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' میں کہتا ہوں' اسے ابوالدرداءؓ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حضرت عثمانؓ سے یوم الدار کے خطبہ میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ نے ثبیر پر خطبہ دیا تھا۔

ایک اور حدیث:

یہ حدیث ابوعثمان النہدی سے بحوالہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں تھا کہ آپ نے مجھے دروازے کی نگہبانی کرنے کا حکم دیا' پس ایک شخص اجازت طلب کرتا ہوا آیا' میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو

آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ کہہ رہے تھے اجازت دو اور انہیں پہنچنے والی مصیبت پر جنت کی بشارت دو' وہ آئے تو آپ کہہ رہے تھے اے اللہ صبر کی توفیق دے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے' اسے قتادہ اور ایوب سختیانی نے ان سے روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ حماد بن زید نے کہا ہے کہ عاصم الاحول اور علی بن الحکم نے ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے ابوعثمان کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ایسے ہی بیان کرتے سنا ہے۔

اور عاصم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے دو گھٹنوں سے ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا ہوا تھا' اور جب حضرت عثمانؓ اندر آئے تو آپ نے اسے ڈھانپ لیا اور یہ حدیث صحیحین میں ایسے ہی حضرت سعید بن المسیبؒ کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابوموسیٰ مروی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے پاؤں کنوئیں کے چبوترے سے کنوئیں میں لٹکائے ہوئے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہیں جگہ نہ ملی' سعید بیان کرتے ہیں' میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمانؓ الگ ہوں گے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یزید بن مروان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے بحوالہ ابوسلمہ ہم سے بیان کیا کہ نافع بن الحارث نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گیا حتیٰ کہ آپ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور فرمایا دروازے کی نگہبانی کرو' اور آپ آ کر کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں لٹکا لیے کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا' میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکرؓ، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوبکرؓ ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' آپ اندر داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے' پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا' کون ہے؟ اس نے کہا عمرؓ، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ حضرت عمرؓ ہیں' آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' میں نے ایسے ہی کہا' آپ آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے' پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا' کون ہے؟ اس نے کہا عثمانؓ، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت عثمانؓ ہیں' آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو' اور جنت کی بشارت دو' جس کے ساتھ مصیبت بھی ہے' پس میں نے آپ کو اجازت دی اور جنت کی بشارت بھی دی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اس روایت میں ایسے ہی بیان ہوا ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے ابوسلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت نافع بن الحارث رضی اللہ عنہما دونوں دروازے پر مقرر ہوں یا یہ کوئی اور واقعہ ہو۔

اور امام احمدؒ نے اسے عن عفان عن وہیب عن موسیٰ بن عقبہ روایت کیا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا اور میں اسے نافع بن الحارث کے سوا نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے آ کر اجازت مانگی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' اور عنقریب یہ مصیبت سے دوچار ہوں گے' یہ سیاق پہلے کی مانند ہے حالانکہ نسائی نے اسے صالح بن کیسان کی حدیث سے

عن ابی الزناد عن ابی سلمہ عن عبدالرحمٰن بن نافع بن عبدالحارث عن ابی موسیٰ اشعریؓ روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے عن قتادہ عن ابن سیرین ومحمد بن عبید عن عبداللہ بن عمرؓ ہمیں بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو' راوی بیان کرتا ہے' میں نے کہا' میں کہاں ہوں گا' آپ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور البزار اور ابویعلیٰ نے بھی اسے انسؓ بن مالک کی حدیث سے پہلے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ عقیل نے ابن شہاب سے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن العاص مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپ اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے' اجازت طلب کی تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے انہوں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی اور واپس چلے گئے' پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت دی اور آپ اسی طرح لیٹے رہے' انہوں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی پھر واپس چلے گئے' حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں پھر میں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے کپڑے ٹھیک ٹھاک کر لو' میں نے آپ کو اپنی ضرورت بتائی پھر میں واپس آ گیا حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اس طرح گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا جیسا آپ حضرت عثمانؓ سے گھبرائے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عثمانؓ حیادار شخص ہیں اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت مجھ تک نہ پہنچا سکیں گے۔ لیث کا قول ہے کہ ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ [1] اور مسلم نے اسے محمد بن ابی حرملہ کی حدیث سے عن عطاء' سلیمان بن یسار عن ابی سلمۃ عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ موصلی نے اسے سہیل کی حدیث سے اس کے باپ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ روایت کیا ہے اور جبیر بن نفیر اور حضرت عائشہؓ بنت طلحہ نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ مروان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یسار نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ بنت طلحہ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران سے کپڑا اٹھائے بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دی اور اسی حالت میں بیٹھے رہے' پھر آ کر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دی اور اسی حالت میں بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا لٹکا دیا اور جب وہ اٹھ گئے تو

[1] حلیہ میں رحمٰن کے فرشتے بیان ہوا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اجازت طلب کی تو آپ نے اسی حالت میں ان دونوں کو اجازت دی اور جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا ڈال لیا' آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا ہم اس شخص سے حیا نہ کریں بخدا جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت حفصہؓ سے ایک اور طریق:

حسن بن عرفہ اور احمد بن حنبلؒ نے اسے روح بن عبادۃ سے بحوالہ ابن جریج روایت کیا ہے کہ ابوخالد عثمان بن خالد نے بحوالہ عبداللہ بن ابی سعید المدنی مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا اور پھر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا ہم اس سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار نے بیان کیا ہے کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یونس بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ النضر بن عبدالرحمٰن ابوعمر الخزاز کوفی نے عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہم اس سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں یعنی عثمانؓ بن عفان سے۔ پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہم اسے حضرت ابن عباسؓ سے صرف اس اسناد سے مروی جانتے ہیں' میں کہتا ہوں یہ ترمذی کی شرط کے مطابق ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

طبرانی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعشر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے بیٹھی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے' پھر حضرت سعد بن مالکؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے پھر حضرت عثمان بن عفانؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھٹنے سے کپڑا اٹھائے گفتگو کر رہے تھے' جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا اپنے گھٹنے پر ڈال لیا اور اپنی بیوی سے فرمایا' پیچھے ہو جاؤ' پس انہوں نے کچھ دیر گفتگو کی پھر باہر چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا' یا نبی اللہ' میرا باپ اور اس کے اصحاب اندر آئے تو آپ نے گھٹنے پر اپنا کپڑا درست نہ کیا اور نہ مجھے اپنے سے پیچھے کیا' آپ نے فرمایا۔ کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ فرشتے جس طرح اللہ اور اس کے رسول سے حیا کرتے ہیں اسی طرح عثمانؓ سے حیا کرتے ہیں اور اگر وہ اندر آ جاتے اور آپ میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کرتے اور نہ اپنا سر اٹھاتے حتیٰ کہ باہر چلے جاتے۔ یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور اس میں پہلی حدیث سے زیادت پائی جاتی ہے اور اس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے میں کہتا ہوں اور باب میں عن علی' عبداللہ بن ابی اوفی' اور حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی روایت پائی جاتی ہے اور ابومروان القرشی نے اپنے باپ سے عن مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ حیادار ہیں اور فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع نے عن سفیان عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے رحیم انسان ابوبکرؓ، اور اللہ کے دین میں سب سے سخت عمرؓ اور سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ اور سب سے زیادہ حلال وحرام کو جاننے والے حضرت معاذ بن جبلؓ اور کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری حضرت ابیؓ، اور سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں' اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے اسی طرح خالد الحذاء سے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم میں اس کے آخر میں ہے کہ ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں' اور ہیثم نے عن کریز بن حکیم عن نافع عن ابن عمرؓ ابوقلابہ کی حدیث کی مانند بحوالہ حضرت انسؓ وغیرہ روایت کی ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ یزید بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیک شخص کو آج شب خواب دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمرؓ کے ساتھ ملایا گیا ہے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک شخص سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جانے کا ذکر کیا ہے' یہ لوگ اس دین کے والی ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا ہے' اور ابوداؤد نے اسے عمرو بن عثمان سے بحوالہ محمد بن حرب روایت کیا ہے پھر بیان کیا ہے کہ یونس اور شعیب نے اسے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور عمرو کا ذکر نہیں کیا۔

ایک اور حدیث:

امام احمد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوداؤد عمر بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ بدر بن عثمان نے عن عبیداللہ بن مروان عن ابی عائشہ عن ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ ایک دن طلوع آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ:

میں نے فجر سے پہلے دیکھا کہ گویا مجھے مقالید وموازین عطا کیے گئے ہیں' پس مقالید سے مراد چابیاں اور موازین سے مراد ترازو ہیں جن سے وزن کیا جاتا ہے' پس ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور ایک پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا اور میرا ان کے ساتھ وزن کیا گیا تو میں بوجھل ہو گیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور ان کا وزن کیا گیا تو وہ وزن میں ان کے برابر ہوئے' پھر مجھے اٹھا لیا گیا' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ ہشام بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن میسرہ نے ابوادریس سے بحوالہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ مجھے ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں ڈالا گیا ہے اور میں اس کے برابر رہا ہوں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے

میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا ہے اور وہ اس کے برابر رہے ہیں۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے العوام سے اس شخص سے جس نے اس سے بیان کیا بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ کی بنیاد رکھی تو آپ نے ایک پتھر لا کر رکھا اور حضرت ابوبکرؓ ایک پتھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا اور حضرت عمرؓ ایک پتھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا اور حضرت عثمانؓ ایک پھر لائے تو آپ نے اسے بھی رکھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ میرے بعد امرائے خلافت ہوں گے۔ اور یہ حدیث پہلے بھی آپ کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کی مدینہ میں آمد کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے اور اسی طرح دلائل النبوۃ میں زہری کی حدیث سے ایک شخص سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آپؐ کے ہاتھ میں پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں سنگریزوں کے تسبیح کرنے کے سلسلہ میں بیان ہو چکی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے۔ اور ابھی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر بادشاہت بن جائے گی اور بلا اختلاف علمائے عاملین ان مجموعی تیس سالوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت ولایت بارہ سال بنتی ہے جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔

ایک اور حدیث:

یہ حدیث متعدد طرق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے دس آدمیوں کے لیے جنت کی گواہی دی ہے اور نص نبوی کے مطابق آپ ان میں سے ایک ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام بخاری کا بیان ہے کہ محمد بن حازم بن بزیغ نے ہم سے بیان کیا کہ شاذان نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمۃ الماجشون نے عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے برابر نہ سمجھتے تھے پھر ہم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان فضیلت کا مقابلہ نہ کرتے تھے عبداللہ بن صالح بن عبدالعزیز نے اس کی متابعت کی ہے امام بخاری اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور اسماعیل بن عیاش اور الفرج بن فضالۃ نے اسے عن یحییٰ بن سعید انصاری عن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن ابی معشر عن یزید بن ہارون عن اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابومعاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم

ے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو زیادہ سمجھتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالفاظ دیگر ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ عمرو بن علی اور عقبہ بن مکرم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے عن عمر بن محمد عن سالم عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے خلافت حاصل کریں گے' یہ اسناد شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' لیکن البزار نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی وجوہ سے مروی ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پھر ہم بعد میں فضیلت میں مقابلہ نہیں کرتے تھے' اور عمرو بن محمد حافظ نہیں تھا اور یہ بات اس کی حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ جب وہ سالم کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتا ہے تو کچھ بھی نہیں کہتا' اور کئی ضعفاء نے بھی اسے عن الزہری عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے اور حافظ ابن عساکر نے اس کے طرق کو بحوالہ ابن عمر جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور خوب فائدہ پہنچایا ہے' اور وہ حدیث جس کے متعلق طبرانی نے کہا ہے کہ سعید بن عبدربہ الصفار البغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن جمیل الرقی نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن لیث عن مجاہد عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے۔ یا جنت میں جو بھی درخت ہیں۔ علی بن حنبل کو شک ہوا ہے' ان کے ہر پتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' ابوبکر الصدیق' عمر الفاروق' عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم لکھا ہوا ہے' یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے اسناد میں ایسے شخص ہیں جن کے متعلق اعتراض کیا گیا ہے اور یہ نکارت سے خالی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوسری قسم کی احادیث وہ ہیں جو صرف آپ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں:

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ اہل مصر میں سے ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے آیا تو اس نے لوگوں کو بیٹھے دیکھا' اس نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا قریش ہیں' اس نے پوچھا ان میں شیخ کون ہے؟ انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ہیں' اس نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھنے والا ہوں وہ مجھے بتانا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ جنگ احد کے روز بھاگ گئے تھے؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا' آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی غائب تھے اور اس میں شامل نہیں ہوئے' آپ نے جواب دیا ہاں' اس نے کہا اللہ اکبر' حضرت ابن عمرؓ نے کہا' آؤ میں تمہارے لیے وضاحت کروں' جنگ احد کے روز آپ نے جو فرار کیا اس کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے' اور جنگ بدر سے آپ جو غائب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آپ کی بیوی تھی جو بیمار تھی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ آپ کو بدر میں شامل ہونے والے شخص کا اجر اور حصہ ملے گا اور بیعت رضوان سے آپ جو غائب ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وادی مکہ میں حضرت عثمانؓ سے کوئی شخص معزز ہوتا تو آپ اسے آپ کی جگہ بھیجتے' پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حضرت عثمانؓ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے فرمایا' یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ

عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا' اسے اب اپنے ساتھ لے جاؤ' امام بخاریؒ' مسلم کو چھوڑ کر اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے عاصم سے بحوالہ سفیان ہم سے بیان کیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ولید بن عقبہ سے ملے' تو ولید نے آپ سے کہا' کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ سے بدسلوکی کرتے دیکھتا ہوں؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اسے کہا' اسے بتادو' میں نے جنگ حنین میں فرار اختیار نہیں کیا' عاصم نے کہا اور میں بھی جنگ بدر میں پیچھے نہیں رہا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا' اس کا یہ کہنا کہ میں نے جنگِ حنین میں فرار اختیار نہیں کیا' وہ مجھ پر اس کا عیب کیسے لگا سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾

اور اس کا یہ کہنا کہ میں جنگ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا' اس کا جواب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حصہ لگایا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لگایا وہ جنگ میں شامل تھا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا' اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نہ میں طاقت رکھتا ہوں اور نہ وہ' اور وہ یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث:

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ احمد بن شبیب بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ یونس ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ عبیداللہ بن عدی الخیار نے اسے بتایا المسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث نے ہم سے بیان کیا کہ آپ کو ان کے بھائی ولید کے متعلق حضرت عثمانؓ سے بات کرنے میں کون سی چیز مانع ہے' لوگوں نے اس کے متعلق بہت باتیں کی ہیں' پس حضرت عثمانؓ جب نماز کے لیے نکلے تو میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی بات ہے' آپ نے فرمایا اے شخص تجھ سے خیر خواہی کی بات' ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ معمر نے کہا' میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پس میں واپس ان کے پاس آ گیا کہ اچانک حضرت عثمانؓ کا ایلچی آیا اور میں آپ کے پاس آ گیا' آپ نے کہا' تیری خیر خواہی کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور ان پر کتاب اتاری ہے اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کیا ہے آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کی ہدایت کو دیکھا ہے اور لوگوں نے ولید کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے' آپ نے فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے کہا' نہیں' لیکن آپ کے علم سے مجھ تک وہ چیز پہنچی ہے جو دوشیزہ کے پاس اس کے پردے میں پہنچ

جاتی ہے' آپ نے فرمایا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو قبول کیا ہے' پس جس بات کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے ہیں میں اس پر ایمان لایا ہوں اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور آپ کی بیعت کی ہے اور قسم بخدا نہ میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے اور نہ آپ کو دھوکہ دیا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی' پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کی طرح وفات پا گئے پھر میں خلیفہ بنا کیا مجھے ان کی مانند حق حاصل نہیں؟ میں نے کہا بے شک آپ نے فرمایا' یہ کیا باتیں ہیں جو تمہارے متعلق پہنچتی رہتی ہیں؟ اور تم نے جو ولید کے متعلق بات بیان کی ہے میں عنقریب اس کے بارے میں حق کو اختیار کروں گا ان شاء اللہ' پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ وہ اسے کوڑے ماریں تو آپ نے اسے ۸۰ کوڑے مارے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ربیعہ بن یزید نے عن عبداللہ بن عامر عن نعمان بن بشیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عثمانؓ کے پاس آتے دیکھا تو ہم میں سے ایک دوسری کے پاس آئی اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر آخری بات یہ کہی کہ اے عثمانؓ! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور اگر منافقین اس قمیص کو آپ سے اتارنے کا ارادہ کریں تو اسے نہ اتارنا یہاں تک کہ آپ مجھ سے آملیں' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' میں نے آپ سے کہا یا ام المومنین! یہ بات آپ سے کہاں رہی؟ فرمانے لگیں خدا کی قسم میں اسے بھول گئی اور مجھے یاد نہیں رہی' راوی بیان کرتا ہے' میں نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے میری بتائی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت ام المومنین کی طرف خط لکھا کہ آپ اس حدیث کو مجھے لکھ کر بھیجیں تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریراً یہ حدیث لکھ بھیجی' اور ابوعبداللہ الجیری نے اسے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ابوسہلہ نے اسے حضرت عثمانؓ سے روایت کیا ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے اور میں مستقل مزاجی سے اس پر قائم ہوں۔ اور فرج بن فضالہ نے اسے عن محمد بن ولید زبیدی عن زہری عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے اور پھر اس حدیث کو بیان کیا ہے' دارقطنی کا بیان ہے کہ فرج بن فضالہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور ابومروان محمد نے اسے عن عثمان بن خالد العمانی عن ابیہ عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابن عسا کرنے اسے المنہال بن عمر کے طریق سے عن حماد بن سلمہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ بحوالہ حضرت عائشہؓ روایت کیا ہے اور ابن اسامہ نے اسے بحوالہ الجریری روایت کیا ہے کہ ابوبکر العدوی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا اور اس نے اسے حضرت عائشہؓ سے پہلے کی طرح بیان کیا ہے' فرج بن فضالہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور حصین نے اسے مجاہد سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن کنانہ اسدی ابویحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم

سے بیان کیا کہ مجھے پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک بار سنا ہے کہ حضرت عثمانؓ دوپہر کی گرمی میں آپ کے پاس آئے اور میں نے خیال کیا کہ آپ عورتوں کے معاملہ میں حضور علیہ السلام کے پاس آئے ہیں' پس غیرت نے مجھے آمادہ کیا کہ میں آپ کی طرف کان لگاؤں اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور میری امت چاہے گی کہ آپ اسے اتار دیں پس اسے نہ اتارنا' اور جب میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قمیص اتارنے کے سوا ہر مطالبہ کو پورا کر رہے ہیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی پاسداری کر رہے ہیں۔

ایک اور طریق:

طبرانی کا بیان ہے کہ مطلب بن سعید ازدی نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ہلال عن ربیعہ بن سیف ہم سے بیان کیا کہ ہم شفی الاصبحی کے پاس تھے تو اس نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر فرمایا: اے عثمانؓ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ چاہیں گے کہ آپ اسے اتار دیں' پس اسے اتارنا نہیں اور قسم بخدا اگر آپ نے اسے اتار دیا تو آپ جنت کو نہیں دیکھیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اور ابویعلیٰ نے اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے بحوالہ ان کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت کیا ہے' اور اس کے متن کی عبارت میں غرابت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ فاطمہ بنت عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور اسے اس کے چچا نے بھیجا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے حضرت عثمانؓ بن عفان کے متعلق پوچھتا ہے' بلاشبہ لوگوں نے آپ کو گالیاں دی ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' جس نے آپ پر لعنت کی ہے اللہ اس پر لعنت کرے اور قسم بخدا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی طرف قرآن وحی کر رہے تھے اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے' اے عثیم لکھو' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ یہ مقام اسی کو دیتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک معزز ہو۔ پھر امام احمد نے اسے عن یونس عن عمر بن ابراہیم الیشکری عن امہ عن امہا روایت کیا ہے کہ اس نے کعبہ کے پاس حضرت عائشہؓ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کی مانند حدیث بیان کی۔

ایک اور حدیث:

البزار کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے عن صفوان بن عمرو عن ماعز تمیمی عن جابر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا' میں اس فتنہ کو پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا' نہیں' حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے پاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا نہیں' حضرت عثمانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا آپ کی وجہ سے ان کی آزمائش ہوگی' البزار کا قول ہے کہ ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے مروی جانتے ہیں۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسود بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ سنان بن ہارون نے ہم سے بیان کیا کہ کلیب بن واصل نے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں یہ سرڈھکا شخص اس وقت مظلومانہ طور پر قتل ہوگا' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمانؓ بن عفان تھے ترمذی نے اسے ابراہیم بن سعید سے بحوالہ شاذان روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے نانا ابوحنیفہؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ الدار میں داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے سنا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم میرے بعد فتنہ واختلاف سے دوچار ہوگے۔ یا فرمایا کہ اختلاف وفتنہ سے دوچار ہوگے۔ تو لوگوں میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ ہم کس کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا تم پر امین اور اس کے اصحاب کے ساتھ رہنا لازم ہے اور آپ اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کررہے تھے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد جید اور حسن ہے اور انہوں نے اس طریق سے اس کی تخریج نہیں کی۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابواسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ کہمس بن الحسن نے بحوالہ عبداللہ بن شقیق ہم سے بیان کیا کہ ہرم بن الحارث اور اسامہ بن خریم نے جو دونوں جنگ کرتے تھے۔ مجھ سے حدیث بیان کی اور دونوں میں سے کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس کے ساتھی نے بحوالہ مرۃ البہزی اسے مجھ سے بیان کیا ہے اس نے کہا ہم مدینہ کے ایک راستے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس فتنہ میں کیا کروگے جو زمین کی اطراف میں بیل کے سینگوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوگا؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا تم پر اس شخص اور اس کے اصحاب کے ساتھ رہنا لازم ہے۔ یا اس شخص اور اس کے اصحاب کی پیروی کرنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں تیزی سے چلا حتیٰ کہ میں درماندہ ہوگیا اور میں اس شخص کو آملا اور میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اس شخص کی' آپ نے فرمایا' اس کی' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں' آپ نے فرمایا اس شخص کی اور اس کے اصحاب کی پیروی کرنا' اور اس نے حدیث کو بیان کیا۔

ایک اور طریق:

امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ابوقلابہ سے بحوالہ ابوالاشعث صنعانی ہم سے بیان کیا کہ شام میں کچھ خطیب کھڑے ہوئے جن میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص مرۃ بن کعب نامی بھی تھا' اس نے کہا' اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو میں بات نہ کرتا' آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں قریب ہی بیان کیا تو کپڑوں میں لپٹا ہوا ایک شخص گذرا آپ نے فرمایا اس وقت یہ شخص

ہدایت پر ہوگا' میں اس کے پاس گیا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' میں نے ان کے چہرے کو آپ کی طرف کر کے پوچھا' یہ شخص' آپ نے فرمایا' ہاں پھر امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' اور اس باب میں حضرت ابن عمرؓ' عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ کی روایت بھی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسے اسد بن موسیٰ نے بحوالہ معاویہ بن صالح بھی روایت کیا ہے کہ سلیم بن عامر نے جبیر بن نفیر سے بحوالہ مرۃ بن کعب البہزی مجھ سے بیان کیا اور اس قسم کی حدیث بیان کی' اور امام احمدؒ نے بھی اسے عن عبدالرحمٰن بن مہدی عن معاویہ عن صالح عن سلیم بن عامر عن جبیر بن نفیر عن کعب بن مرۃ البہزی روایت کیا ہے اور صحیح مرۃ بن کعب ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اب رہی ابن حوالہ کی حدیث تو حماد بن سلمہ نے سعید الجریری سے عن عبداللہ بن سفیان عن عبداللہ بن شقیق عن عبداللہ بن حوالہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیرا کیا حال ہوگا جب کہ فتنہ زمین کی اطراف میں ہوگا؟ میں نے کہا' اللہ اور اس کے رسولؐ نے میرے لیے پسند کیا ہے آپ نے فرمایا' اس شخص کی پیروی کرنا' بلاشبہ یہ اور اس کے پیروکار حق پر ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے اس شخص کا پیچھا کیا اور اس کے کندھے کو پکڑ لیا اور اسے مروڑا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی' فرمایا ہاں' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں' اور حرملہ نے عن ابن وہب عن ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن ربیعہ بن لقیط عن ابن حوالہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین باتوں سے بچ گیا سو بچ گیا' میری موت اور خروج دجال اور صابر اور قائم بالحق خلیفہ کے قتل سے جو حق کو ادا بھی کرتا ہے اور کعب بن عجرۃ کی حدیث کے متعلق امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق بن سلیمان الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن سلم نے عن مطر الوراق عن ابن سیرین عن کعب بن عجرہ مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اور اسے قریب ہی بیان کیا اور اسے بڑا فتنہ قرار دیا۔ راوی بیان کرتا ہے پھر چادر میں لپٹا ہوا ایک شخص گزرا تو آپ نے فرمایا اس وقت یہ شخص حق پر ہوگا راوی بیان کرتا ہے کہ میں جلدی سے چلا' یا دوڑ کر چلا اور میں نے اس کے دونوں بازو پکڑ لیے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص' فرمایا ہاں' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں پھر امام احمدؒ نے اسے عن یزید بن ہارون عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کی مانند حدیث بیان کی ہے اور ابویعلیٰ نے اسے عن ہدبہ عن ہمام عن قتادۃ عن محمد بن سیرین عن کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور ایسے ہی ابوعون نے اسے ابن سیرین سے بحوالہ کعب بن عجرۃ روایت کیا ہے اور قبل ازیں ابوثور تمیمی کی حدیث بحوالہ کعب بیان ہو چکی ہے جو اس خطبہ کے متعلق ہے جس میں آپ نے اپنے گھر میں لوگوں سے خطاب کیا ہے کہ خدا کی قسم نہ میں نے تکلیف پہنچائی ہے اور نہ میں نے تمنا کی ہے اور نہ جاہلیت اور اسلام میں زنا کیا ہے اور نہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے' اور یہ کہ آپ ہر جمعہ کو غلام آزاد کرتے تھے اور اگر آپ کے لیے غلام آزاد کرنا مشکل ہوتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے اور آپ کے غلام حمران کا قول ہے کہ جب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے آپ ہر جمعہ کو غسل کیا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ علی بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے بحوالہ محمد بن

عبدالملک بن مروان نے ہمیں بتایا کہ اس نے اسے بحوالہ مغیرہ بن شعبہ بتایا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے جب کہ وہ محصور تھے اور کہا آپ عوام کے امام ہیں اور جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں' میں آپ کے سامنے تین باتوں کی پیشکش کرتا ہوں آپ ان میں سے ایک کو اختیار کر لیں' یا تو آپ باہر نکل کر ان سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے پاس لوگوں کی کافی تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور یا آپ اس دروازے کے سوا جس پر وہ موجود ہیں کوئی اور دروازہ نکال لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں' بلاشبہ وہ مکہ میں رہتے ہوئے آپ کے خون کو جائز نہیں سمجھیں گے اور یا آپ شام چلے جائیں' بلاشبہ وہ اہل شام ہیں اور ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رہتے ہیں' حضرت نے فرمایا اس بات کا جواب کہ میں باہر نکل کر جنگ کروں' یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی امت میں خونریزی کرنے والا پہلا جانشین ہرگز نہیں بنوں گا۔ اور دوسرے یہ کہ میں مکہ چلا جاؤں اور وہ وہاں پر میرے خون کو جائز نہیں سمجھیں گے' اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مکہ میں قریش کا ایک شخص ملحد ہو جائے گا جسے نصف دنیا کا عذاب ہوگا اور میں ہرگز وہ نہیں بنوں گا' تیسرے یہ کہ میں شام چلا جاؤں بلاشبہ وہ اہل شام ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں رہتے ہیں' اس کا جواب یہ ہے کہ میں اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ ﷺ کے پڑوس سے ہرگز الگ نہیں ہوں گا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ ارطاۃ یعنی ابن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعون انصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا' کیا آپ ان باتوں سے باز آئیں گے جو آپ کے بارے میں مجھے پہنچی ہیں؟ تو انہوں نے کچھ عذر کیے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا' تو ہلاک ہو میں نے سنا اور یاد رکھا ہے۔ اور تمہاری طرح نہیں سنا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب امیر قتل ہوگا اور برأت کرنے والا برأت کرے گا اور میں ہی وہ مقتول ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے قتل پر اجماع ہوگا' آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے قتل ہونے سے تقریباً چار سال قبل یہ بات کہی اور انہوں نے تقریباً اتنا عرصہ ہی پہلے آپ سے وفات پائی۔

ایک اور حدیث:

عبداللہ بن احمدؒ کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن عمر الفریری نے ہم سے بیان کیا کہ القاسم بن الحکم بن اوس انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبادۃ الزرقی انصاری مدنی نے زید بن اسلم سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جس روز جنازہ گاہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے میں نے آپ کو دیکھا اور اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی آدمی کے سر پر ہی گرتا' میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کھڑکی سے جو باب جبریل کے پاس ہے' جھانکا' اور فرمایا اے لوگو! کیا حضرت طلحہ تم میں موجود ہیں؟ تو وہ خاموش رہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو وہ خاموش رہے' پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' میں آپ کو یہاں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ میں خیال بھی نہیں کر سکتا کہ آپ ایسے لوگوں کی جماعت میں ہوں گے جو میری آواز کو تین بار سنتی ہے اور پھر آپ میرے پاس نہیں آتے؟ اے طلحہؓ! میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں اس دن کو یاد کیجیے کہ میں اور

آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فلاں مقام پر تھے اور میرے اور آپ کے سوا' آپ کے اصحاب میں سے اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا' انہوں نے کہا' ہاں' حضرت عثمانؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا کہ جو نبی بھی ہوا ہے اس کے ساتھ اصحاب میں سے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور یہ عثمان بن عفانؓ جنت میں میرا رفیق ہے' حضرت طلحہؓ نے کہا بے شک' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث:

ترمذیؒ کا بیان ہے کہ ابوہشام الرفاعی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن الیمان نے عن شریح بن زہرۃ عن الحارث بن عبدالرحمٰن بن ابی وثاب عن طلحہ بن عبیداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔ پھر بیان کرتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کا اسناد قوی نہیں اور اس کا اسناد منقطع ہے اور ابوعثمان محمد بن عثمان نے اپنے باپ سے عن ابی الزناد عن ابیہ عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ الفضل بن ابی طالب بغدادی اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن زفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن زیاد نے عن محمد بن عجلان عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں مگر آپ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی' آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ ترک کرتے نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا' یہ شخص حضرت عثمانؓ سے دشمنی رکھتا تھا پس اللہ اس کا دشمن بن گیا' پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور یہ محمد بن زیاد' میمون بن مہران' کا ساتھی ہے جو بہت ضعیف الحدیث ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھی محمد بن زیاد بصری ثقہ ہے جن کی کنیت ابوالحارث ہے اور ابوامامہ کا ساتھی محمد بن زیاد الہانی شامی ثقہ ہے' اس کی کنیت ابوسفیان ہے۔

ایک اور حدیث:

حافظ ابن عساکر نے ابومروان العثمانی کی حدیث کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ابوعثمان بن خالد نے عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ابیہ عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے دروازے پر حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا اے عثمانؓ! یہ حضرت جبریلؑ ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہؓ کے مہر مثل پر اور ان کی مصاحبت کی مثل پر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کر دیا ہے' اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ' حضرت عائشہؓ' حضرت عمارہ بن رویبہؓ' حضرت عصمت بن مالک خطمی' حضرت انس بن مالک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کی ہے اور یہ اپنے تمام طرق سے غریب اور منکر ہے اور حضرت علیؓ سے ضعیف اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔ اور محمد بن سعید اموی نے عن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن المہلب بن ابی صفرۃ بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کے متعلق زیادہ واضح رنگ میں کیوں بات کی ہے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ اوّلین و آخرین میں سے کسی شخص نے آپ کے سوا نبی کی دو بیٹیوں سے نکاح نہیں کیا' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

اور اسماعیل بن عبدالملک نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے بحوالہ حضرت عائشہؓ بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف حضرت عثمان بن عفانؓ کے واسطے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اس حد تک اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلیں نمایاں ہو جاتی تھیں' اور مسعر نے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آغاز شب سے لے کر طلوع فجر تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت عثمانؓ کے لیے دعا کرتے دیکھا آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے فرماتے تھے کہ جو تو نے پہلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور اعلانیہ (گناہ) کیے ہیں اور جو تجھ سے روز قیامت تک سرزد ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ کو بخش دے۔ اور حسن بن عرفہ نے اسے عن محمد بن القاسم اسدی عن الاوزاعی عن حسان بن عطیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا ہے' اور ابن عدی نے عن ابی لیلیٰ عن عمار بن یاسر المستملی عن اسحٰق بن ابراہیم المستملی عن ابی اسحٰق عن ابی حذیفہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں مدد طلب کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شخص کو بھیجا تو حضرت عثمانؓ نے آپ کی طرف دس ہزار دینار بھیجے اور آپ انہیں اپنے ہاتھوں میں رکھ کر الٹنے پلٹنے لگے اور آپ کے لیے دعا کرنے لگے۔ اے عثمانؓ تو نے جو پوشیدہ اور اعلانیہ (گناہ) کیے ہیں اور جن کو تو نے مخفی رکھا ہے اور جو روز قیامت تک ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے اور اس کے بعد عثمانؓ جو فعل کرے گا اسے اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔

ایک اور حدیث:

اور لیث بن ابی سلیم کا قول ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حلوہ بنایا آپ نے شہد اور میدہ کو ملایا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ام سلمہؓ کے گھر بھجوایا مگر آپ اسے نہ ملے' پس جب آپ آئے تو انہوں نے اسے آپ کے آگے رکھا تو آپ نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عثمانؓ نے' حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ عثمانؓ تیری خوشنودی کا خواہاں ہے اس سے راضی ہو جا۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے عن سنان بن فروخ عن طلحہ بن یزید عن عبیدہ بن حسان عن عطا الکیخارانی عن جابر روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے معانقہ کیا اور فرمایا۔ تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی میرا دوست ہے۔

ایک اور حدیث:

ابوداؤد طیالسی کا بیان ہے کہ حماد بن سلمہ اور حماد بن زید نے عن الجریری عن عبداللہ بن شقیق عن عبداللہ بن حوالہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

''تم ایک جنتی شخص پر حملہ کرتے ہو جو چادر اوڑھے ہوئے لوگوں کی بیعت لیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے حضرت عثمانؓ بن عفان پر حملہ کیا اور ہم نے آپ کو چادر اوڑھ کر لوگوں کی بیعت لیتے ہوئے دیکھا۔

آپ کی سیرت کے کچھ واقعات جو آپ کی فضیلت پر دال ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ہم نے اپنے بہتر شخص کی بیعت کی اور ہم نے کوتاہی نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے بہتر شخص کی بیعت کی اور انہوں نے کوتاہی نہیں کی' اور اصمعی نے عن ابی

الزنادعن ابیہ عن عمرو بن عثمانؓ بن عفان بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ''آمنت بالذی خلق فسوی'' تھا۔

اور محمد بن المبارک نے بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ''آمن عثمان بالله العظیم'' تھا' اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مبارک بن فضالۃ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا جن باتوں کی وجہ سے لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں مجھے وہ معلوم ہیں' اعلان کردو کہ جو دن بھی لوگوں پر آئے گا وہ اس میں مال کو باہم تقسیم کریں گے اور انہیں کہا جائے گا اے گروہ مسلمین! صبح سویرے اپنے عطیات کے پاس پہنچو اور وہ انہیں وافر طور پر حاصل کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا صبح سویرے اپنی روزی کے پاس پہنچو اور وہ اسے وافر طور پر حاصل کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا صبح سویرے گھی اور شہد کے پاس پہنچو' عطیات جاری ہیں اور رروزی' چکر لگا رہی ہے اور دشمن بچاؤ کر رہا ہے اور باہمی تعلقات اچھے ہیں اور بھلائی زیادہ ہے اور کوئی مؤن کسی مومن سے خوفزدہ نہیں اور جو اسے ملتا ہے وہ اس کا بھائی ہے اور اس کی دوستی' خیر خواہی اور محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے انہیں وصیت کی ہے کہ عنقریب خود غرضی ہو جائے گی اور جب خود غرضی ہو جائے تو صبر کرنا' حسن کا قول ہے کہ اگر وہ خود غرضی کو دیکھ کر اس وقت صبر کرتے تو ان کی عطاء' رزق اور خیر کثیر میں وسعت ہو جاتی بلکہ انہوں نے کہا' نہیں قسم بخدا ہم صبر میں اس کا مقابلہ نہیں کریں گے' پس قسم بخدا وہ نہ آئے اور نہ بچے' دوسری بات یہ ہے کہ اہل اسلام کے متعلق تلوار میان میں تھی' انہوں نے اسے اپنے آپ پر ہی سونت لیا اور قسم بخدا وہ لوگوں کے دن تک ہمیشہ سونتی رہے گی اور خدا کی قسم میں اس تلوار کو روز قیامت تک سونتے ہوئے دیکھتا ہوں' اور کئی لوگوں نے حضرت حسن بصریؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے خطبہ میں کبوتروں کے ذبح کرنے اور کتوں کے مارنے کا حکم دیتے سنا ہے' اور سیف بن عمر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل مدینہ نے کبوتر تیار کیے اور بعض نے غلیل مارے' پس حضرت عثمانؓ نے بنی لیث کے ایک شخص کو اس کی جستجو پر مقرر کیا وہ کبوتروں کے پر کاٹ دیتا اور غلیل توڑ دیتا۔

اور محمد بن سعد کا بیان ہے کہ القعنبی اور خالد بن مخلد نے ہمیں خبر دی کہ محمد بن ہلال نے اپنی دادی کے حوالے سے ہم سے بیان کیا اور وہ محصوری کی حالت میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا کرتی تھی۔ کہ اس نے ہلال کو جنم دیا اور ایک روز آپ نے اسے نہ پایا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس شب کو اس نے ایک بچے کو جنم دیا ہے' وہ بیان کرتی ہے کہ آپ نے میری طرف پچاس درہم اور سنبلانی چادر کا ایک ٹکڑا بھیجا اور فرمایا یہ تیرے بیٹے کی عطا اور اس کا لباس ہے اور جب اس پر ایک سال گزر جائے گا ہم اسے سو تک بڑھا دیں گے اور زبیر بن ابی بکر نے محمد بن سلام سے بحوالہ ابن بکار روایت کی ہے کہ ابن سعید بن یربوع بن عنکثۃ المخزومی نے بیان کیا کہ میں نوجوانی میں دوپہر کے وقت گیا اور میرے پاس ایک پرندہ تھا جسے میں نے مسجد میں چھوڑ دیا اور مسجد ہمارے درمیان تھی' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوب صورت شیخ اپنے سر کے نیچے ایک اینٹ یا اینٹ کا ٹکڑا رکھے سویا ہوا ہے پس میں کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کے حسن و جمال سے متعجب ہونے لگا' اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا اے جوان تو کون ہے؟ میں نے اسے بتایا' پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان اس کے قریب ہی سویا ہوا ہے' اس نے اسے بلایا تو اس نے اسے جواب نہ دیا تو اس نے مجھے کہا اسے بلاؤ میں نے اسے بلایا تو اس نے اسے کسی چیز کا حکم دیا اور مجھے کہا بیٹھ جاؤ' وہ نوجوان چلا گیا اور ایک حلہ اور ایک ہزار

درہم لے کر آیا اور اس نے میرے کپڑے اتارے اور مجھے حلہ پہنا دیا اور اس میں ایک ہزار درہم رکھ دیئے' میں نے واپس آ کر اپنے باپ کو اس کی خبر دی تو اس نے پوچھا اے میرے بیٹے تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ میں نے کہا' مجھے معلوم نہیں' ہاں ایک شخص مسجد میں سویا ہوا ہے جس سے خوب صورت شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس نے کہا وہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں۔

اور عبدالرزاق نے بحوالہ ابن جریج بیان کیا ہے کہ یزید بن خصیفہ نے بحوالہ ابوالسائب بن یزید مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے پوچھا' کیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز کے مقابلہ میں حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کی نماز ہے؟ اس نے کہا ہاں' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا کہ میں آج شب کو ضرور حجر یعنی مقام پر جماعت پر غالب آ جاؤں گا' پس جب میں اٹھا تو ایک شخص سر پر کپڑا اوڑھے مجھے پتھر مارنے لگا' راوی بیان کرتا ہے میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ مجھے پتھر مار رہے ہیں' میں اس مقام سے پیچھے ہٹا تو آپ نے نماز پڑھی اور وہ سجود قرآن کر رہے تھے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ فجر کی اذان کا وقت ہے تو آپ نے ایک رکعت سے وتر بنا دیا اور اس کے سوا کچھ نہ پڑھا پھر چلے گئے' اور کئی طریق سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایام حج میں حجر اسود کے پاس ایک رکعت میں قرآن پڑھا اور یہ بات آپ کی عادت میں شامل تھی اسی لیے ہم نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿هَلْ یَسْتَوِیْ هُوَ وَ مَنْ یَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں اور حضرت حسانؓ بن ثابت نے کہا ہے۔

''انہوں نے سر کے سیاہ وسفید بالوں والے شخص کو قتل کر دیا' جس کے سجود کی علامت یہ تھی کہ وہ تسبیح وقرآن پڑھتے رات گزار دیتا تھا''۔

اور سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ اسرائیل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حسن کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے سیر نہ ہوتے اور میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر وہ دن آئے جس میں قرآن کو نہ دیکھوں' اور حضرت عثمانؓ اس وقت فوت ہوئے جب ان کا قرآن بکثرت لگاتار دیکھنے کی وجہ سے پھٹ گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے یوم الدار کو فرمایا' خواہ اسے قتل کر دیا چھوڑ' خدا کی قسم یہ ایک رکعت میں قرآن پڑھنے سے رات کو زندہ رکھتا تھا اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ جب رات کو کھڑے ہوتے تو اپنے اہل میں سے کسی کو بیدار نہ کرتے کہ وہ وضو میں ان کی مدد کرے' سوائے اس کے کہ آپ اسے بیدار پاتے' آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور آپ سے ناراضگی کے انداز میں کہا جاتا' کاش آپ کسی خادم کو جگا لیتے؟ تو آپ فرماتے نہیں وہ رات کو آرام کرتے ہیں' اور جب غسل کرتے تو تہبند نہ اٹھاتے حالانکہ آپ بند کمرے میں ہوتے اور شدتِ حیا کی وجہ سے اپنی کمر کو اچھی طرح نہ اٹھاتے۔

آپ کے خطبات کا نمونہ:

واقدی کا بیان ہے کہ ابراہیم بن اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے

بیان کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو آپ نے لوگوں کے پاس آ کر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! ہر سواری کا آغاز مشکل ہوتا ہے اور آج کے بعد کچھ دن آئیں گے اور اگر میں زندہ رہا تو تمہارے پاس صحیح خطبات آئیں گے اور ہم خطیب نہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ ہمیں سکھا دے گا۔ اور حسن کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا غنیمت ہے اور سب سے دانشمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو مطیع کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے تاریکی قبر کے لیے نور حاصل کر' اور بندے کو ڈرنا چاہیے کہ اللہ اسے بینا ہونے کے بعد نابینا بنا کر اس کا حشر نہ کرے اور حکیم جوامع الکلم سے بات کرتا ہے اور بہرہ دور کی جگہ سے آواز دیتا ہے اور جان لو' جس کا اللہ ہوتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا اور جس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہو وہ اس کے بعد کسی سے امید رکھتا ہے؟ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا: اے ابن آدم جان لے کہ جس ملک الموت کی تجھ پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے وہ ہمیشہ تیرے پیچھے ہے اور جب تک تو دنیا میں ہے وہ دوسرے کی طرف سبقت کر جائے گا' گویا دوسرا شخص تجھ سے سبقت کر گیا ہے اور جب وہ تیرا قصد کرے تو تو اپنا بچاؤ کر اور اس کے لیے تیاری کر اور غافل نہ ہو بلاشبہ وہ تجھ سے غفلت نہیں کرے گا اور اے ابن آدم جان لے اگر تو نے اپنے نفس کے بارے میں غفلت کی اور اس کے لیے تیاری نہ کی تو کوئی دوسرا اس کے لیے تیاری نہیں کرے گا اور اللہ کی ملاقات سے کوئی چارہ نہیں' پس اپنے نفس کے لیے تیاری کر اور اسے کسی دوسرے کے سپرد نہ کر۔

اور سیف بن عمر نے بدر بن عثمان سے اس کے چچا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جماعت میں آخری خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا صرف اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کو طلب کرو' اس لیے نہیں دی کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ' بلاشبہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی اور فانی دنیا تمہیں متکبر نہ بنا دے اور باقی رہنے والی آخرت سے غافل نہ کر دے اور باقی کو فانی پر ترجیح دو' بلاشبہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے اور اللہ ہی کے پاس ٹھکانا ہے' اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' بلاشبہ اس کا تقویٰ اس کے عذاب کے مقابلہ میں ایک ڈھال ہے اور اس کے ہاں ایک وسیلہ ہے اور غیر اللہ سے محتاط رہو اور جماعت کے ساتھ رہو اور پارٹیاں نہ بنو:

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾ اِلٰی آخر الآیتین۔



باب:

متفرق واقعات

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن قیس اسدی نے بحوالہ موسیٰ بن طلحہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے جب کہ وہ منبر پر بیٹھے تھے اور مؤذن نماز کی اقامت کہہ رہا تھا اور وہ لوگوں سے ان کے اخبار واسفار کے متعلق دریافت کر رہے تھے سنا۔

اور امام احمد کا بیان ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یونس ابن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ قریشیوں کے غلام عطاء بن فروخ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے زمین خریدی اور اس نے رقم کی وصولی میں دیر کر دی' آپ نے فرمایا: تجھے اپنا مال لینے سے کس نے روکا ہے؟ اس نے کہا آپ نے مجھے دھوکا دیا ہے اور میں جس شخص سے ملتا ہوں وہ مجھے ملامت کرتا ہے' آپ نے فرمایا' کیا یہ بات تمہیں روکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا' اپنے مال اور اپنی زمین میں سے جو چاہتے ہو اسے انتخاب کر لو' پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا' جو بائع اور مشتری ہونے کے لحاظ سے ادائیگی اور تقاضا کرنے میں نرم خو ہوگا۔

اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ حضرت طلحہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے ملے جب کہ وہ مسجد سے باہر نکلے رہے تھے' حضرت طلحہؓ نے آپ سے کہا' آپ کے پچاس ہزار درہم جو میرے پاس تھے وہ جمع ہو چکے ہیں انہیں وصول کرنے کے لیے کسی شخص کو بھیجئے' حضرت عثمانؓ نے انہیں کہا' ہم نے آپ کی جوانمردانہ صفات کی وجہ سے انہیں آپ کو بخش دیا ہے' اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ابن عامر نے قطن بن غوف الہلالی کو کرمان کا حاکم مقرر کیا اور مسلمانوں کی چار ہزار فوج آئی اور وادی بہہ پڑی اور ان کا راستہ بند ہو گیا۔ اور قطن کو کام کے ہاتھ سے نکل جانے کا خدشہ ہو گیا تو اس نے کہا جو شخص وادی کو پار کرے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا پس انہوں نے اپنے آپ کو تیرنے پر آمادہ کیا اور جب ان میں سے کوئی شخص پار ہو جاتا تو قطن کہتا اس کو اس کا انعام دے دو' حتیٰ کہ وہ سب پار ہو گئے اور اس نے ان کو چار کروڑ درہم دے دیئے اور ابن عامر نے ان دراہم کو آپ کے حساب میں ڈالنے سے انکار کیا اور حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس کے متعلق لکھا تو حضرت عثمانؓ نے لکھا: انہیں ان کے حساب میں ڈال دو' اس نے تو مسلمانوں کی فی سبیل اللہ مدد کی ہے' پس اس روز سے وادی سے پار ہونے کی وجہ سے ان کا نام انعامات رکھا گیا اور کنانی نے اس بارے میں کہا ہے۔

''بنی ہلال کے معززین کے مختلف احوال پر میرے اہل اور مال قربان ہوں انہوں نے معد میں انعامات کا طریق اختیار کیا اور وہ طریقہ دوبارہ دوسرے زمانے میں جاری ہو گیا' اور پیکانوں کے جوڑنے سے پہلے ان کے نیزے آٹھ اور دس سے زیادہ ہوتے ہیں''۔

باب:

آپ کے مناقب

اور آپ کی عظیم حسنات اور کبار مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کیا اور مصحف کو اس آخری معین قرأت کے مطابق لکھا جسے جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی کے آخری دو سالوں میں سنایا' اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما ایک جنگ میں شامل تھے' جس میں اہل شام کی کثیر تعداد جمع تھی اور وہ لوگ حضرت مقداد بن الاسود اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے اور اہل عراق کی ایک جماعت کے لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق پڑھتے تھے اور جو لوگ سات حروف پر قرأت کے جواز کو نہ جانتے تھے وہ اپنی قرأت کو دوسرے کی قرأت پر ترجیح دینے لگے اور بسا اوقات وہ دوسرے کو خطا کار اور کافر بھی قرار دے دیتے' جس سے شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور لوگوں کے درمیان بدکلامی پھیل گئی حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین قبل اس کے کہ یہ امت اپنی کتاب کے بارے میں اس طرح اختلاف کرے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب کے بارے میں کیا ہے' اس کی اصلاح کر دیجیے اور انہوں نے قرأت کے بارے میں لوگوں کا جو اختلاف دیکھا تھا اس کا آپ سے ذکر کیا' اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ کیا اور مصحف کو حرفِ واحد پر لکھنا اور دیگر اقالیم کے باشندوں کو دیگر قرأتوں کو چھوڑ کر اس قرأت پر جمع کرنا مناسب سمجھا' کیونکہ اس میں آپ نے جھگڑے کو روکنے اور اختلاف کو دور کرنے کی مصلحت سمجھی' پس آپ نے وہ مصحف منگوایا' جس کے جمع کرنے کے بارے میں حضرت صدیق نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا اور وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں آپ کے پاس رہا' پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور جب آپ فوت ہو گئے تو وہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس آ گیا حضرت عثمانؓ نے اسے منگوا کر حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کو اس کے لکھنے کا حکم دیا اور یہ کہ حضرت سعید بن العاص اموی' حضرت عبداللہ بن زبیر اسدی اور حضرت عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام مخزومی رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں انہیں لکھوائیں نیز انہیں حکم دیا کہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں اختلاف کریں تو اسے قریش کی لغت میں لکھیں' پس آپ نے اہل شام کے لیے ایک مصحف لکھا اور دوسرا اہل مصر کے لیے لکھا اور ایک مصحف بصرہ بھیجا اور دوسرا کوفہ بھیجا اور ایک مصحف مکہ بھیجا اور اسی کی مانند یمن بھیجا اور ایک مصحف مدینہ میں رکھا اور ان کو ائمہ مصاحف کہا جاتا ہے اور یہ سب کے سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تحریر میں نہیں ہیں بلکہ ان میں سے ایک بھی آپ کی تحریر میں نہیں ہے اور وہ صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تحریر ہی میں ہیں اور انہیں حضرت عثمانؓ کے حکم' زمانے اور امارت کی نسبت سے مصاحف عثمانیہ بھی کہا جاتا ہے جیسے دینار ہرقلی کہا جاتا ہے یعنی وہ اس کے زمانے اور حکومت میں بنایا گیا تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن سبرہ نے عن سہل بن صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا ہے اور دوسروں نے اسے

ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کو لکھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے ٹھیک اور درست کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں سے سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور جو کچھ ورق معلق میں ہوگا اس کے مطابق عمل کریں گے' میں نے عرض کیا کون سا ورق؟ حتیٰ کہ میں نے ان مصاحف کو دیکھا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات نے خوش کر دیا اور آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار دراہم انعام دینے کا حکم دیا اور فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہمارے لیے محدود کر دیں گے۔

پھر آپ نے ان بقیہ مصاحف کی طرف رخ کیا جو لوگوں کے پاس موجود تھے اور آپ کے تحریر کردہ مصحف کے خلاف تھے آپ نے انہیں اس وجہ سے جلا دیا کہ ان کی وجہ سے اختلاف پیدا نہ ہو' اور ابوبکر بن ابی داؤد نے مصاحف کی تحریر کے متعلق بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر اور عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن علقمہ بن مرثد عن رجل عن سوید بن غفلۃ ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کو جلایا تو حضرت علیؓ نے مجھے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ یہ کام نہ کرتے تو میں اسے کرتا۔ اور اسی طرح ابوداؤد طیالسی اور عمرو بن مرزوق نے بحوالہ شعبہ اسے روایت کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے بھی اسے محمد بن ابان جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کے خاوند تھے۔ کی حدیث سے بحوالہ علقمہ بن مرثد روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے العیز ار بن جرول کو سنا کہ میں نے سوید بن غفلۃ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عثمانؓ کے بارے میں غلو کرنے سے اجتناب کرو' تم مصاحف کو جلانے کی بات کرتے ہو خدا کی قسم انہوں نے ان مصاحف کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشورے سے جلایا ہے اور اگر ان جیسا کام میرے سپرد ہوتا تو میں بھی انہی کی مانند کام کرتا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے ان سے ان کا مصاحف لے کر جلا دیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب مصاحف پر اپنے متقدم الاسلام ہونے کے بارے میں گفتگو کی اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مصاحف کو چھپا دیں اور یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ مَنۡ یَّغۡلُلۡ یَاۡتِ بِمَا غَلَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ﴾

پس حضرت عثمانؓ نے انہیں اتباع صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت دیتے ہوئے خط لکھا کہ جس بات پر انہوں نے اجماع کیا ہے اس میں مصلحت' اتحاد اور عدم اختلاف پایا جاتا ہے' تو انہوں نے رجوع کر لیا اور متابعت کرنا اور مخالفت ترک کرنا قبول کر لیا۔

اور ابو اسحٰق نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود مسجد منیٰ میں داخل ہوئے اور پوچھا امیرالمومنین نے ظہر کی نماز کتنی رکعت پڑھی ہے؟ لوگوں نے کہا چار' تو حضرت ابن مسعودؓ نے چار رکعت نماز پڑھی تو لوگ کہنے لگے کیا آپ نے ہم سے بیان نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں' اور میں اب بھی آپ سے وہی بات بیان کرتا ہوں لیکن میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں' اور صحیح میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے

فرمایا کاش چار رکعات میں سے میرے نصیبے میں دو مقبول رکعتیں ہوتیں' اور اعمش کا بیان ہے کہ معاویہ بن قرۃ نے واسط میں اپنے شیوخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں چار رکعت نماز پڑھی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے انہیں ملامت کی پھر اپنے اصحاب کو اپنی قیام گاہ میں عصر کی نماز چار رکعت پڑھائی' آپ سے دریافت کیا گیا آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہیں اور خود چار رکعت پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں اور اختلاف کی روایت میں شر پایا جاتا ہے' پس جب اس فرع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی متابعت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو اصل قرآن میں ان کی متابعت کرنے اور دیگر قراءتوں کو چھوڑ کر اس قراءت کی تلاوت میں جس کی آپ نے لوگوں کو قسم دی تھی' اقتداء کرنے میں آپ کا کیا حال ہوگا۔

اور زہری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے صرف اعراب کے خوف سے پوری نماز پڑھی تھی کہ وہ یقین کرلیں گے کہ نماز کی دو رکعات ہی فرض ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے مکہ میں شادی کرلی تھی' اور لیلیٰ وغیرہ نے عکرمہ بن ابراہیم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن الحارث بن ابی ذباب نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ نے منیٰ میں انہیں چار رکعت نماز پڑھائی' پھر ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں نکاح کرے تو وہ اس شہر کا باشندہ ہوتا ہے اور میں نے پوری نماز پڑھی ہے اس لیے کہ جب سے میں مکہ آیا ہوں میں نے وہاں نکاح کرلیا ہے اور یہ حدیث' صحیح نہیں' رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں حضرت میمونہ بنت الحارثؓ سے نکاح کیا اور پوری نماز نہیں پڑھی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تاویل کی کہ وہ جہاں بھی ہوں امیر المومنین ہیں' اور یہی تاویل حضرت عائشہؓ نے کی اور پوری نماز پڑھی' اور اس تاویل میں اعتراض پایا جاتا ہے' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جہاں بھی ہوں وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے باوجود آپ نے اسفار میں پوری نماز نہیں پڑھی' اور حضرت عثمانؓ جس بات پر اعتماد رکھتے تھے وہ یہ تھی کہ آپ ہر سال حج کے اجتماع میں اپنے عمال کی حاضری کو لازم قرار دیتے تھے اور رعایا کو لکھتے تھے کہ ان میں سے جس نے کسی کی حق تلفی کی ہو وہ حج کے اجتماع میں آئے میں اس کے عامل سے اس کا حق لے کر دوں گا اور حضرت عثمانؓ نے بہت سے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت دے دی تھی کہ وہ جن شہروں میں جانا چاہیں چلے جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بارے میں انہیں روکتے تھے حتیٰ کہ ان کو جنگوں میں بھی شامل ہونے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے' میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کو دیکھو اور دنیا کے فرزند تمہیں دیکھیں' پس جب حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وہ باہر گئے تو لوگ ان کے پاس اکٹھے ہوگئے اور ہر ایک کے اصحاب بن گئے اور حضرت عثمانؓ کے بعد ہر قوم نے اپنے ساتھی کو امارت عامہ سپرد کرنے کی آرزو کی اور آپ کے جلد مرنے اور اس کی زندگی کے دراز ہونے کی خواہش کی حتیٰ کہ بعض شہروں کے باشندوں سے وہ واقعات ہوئے جو ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا بیان:

آپ نے رسول اللہ ﷺ کی دختر حضرت رقیہؓ سے نکاح کیا اور ان سے آپ کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے اور انہی سے آپ

کنیت کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے جاہلیت میں آپ کی کنیت ابوعمرو تھی پھر جب آپ فوت ہو گئیں تو آپ نے ان کی ہمشیرہ حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا' پھر وہ فوت ہوئیں تو آپ نے فاختہ بنت غزوان بن جابر سے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں عبید اللہ اصغر پیدا ہوا اور آپ نے ام عمرو بنت جندب بن عمرو الازدویہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عمر' خالد' ابانا' عمر اور مریم پیدا ہوئے' اور آپ نے فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس مخزومیہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں ولید اور سعید پیدا ہوئے اور آپ نے ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاریہ سے بھی نکاح کیا اور اس سے آپ کے ہاں عبدالملک پیدا ہوا اور بیان کیا جاتا ہے کہ عتبہ بھی پیدا ہوا اور آپ نے رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے بھی نکاح کیا' جس سے آپ کے ہاں عائشہ' ام ابان اور ام عمرو پیدا ہوئیں جو حضرت عثمان کی بیٹیاں ہیں اور آپ نے نائلہ بنت الفرافصۃ بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن حیان بن کلیب سے نکاح کیا جس سے آپ کے ہاں مریم پیدا ہوئی اور بیان کیا جاتا ہے کہ عنبسہ بھی پیدا ہوئی اور جس وقت آپ قتل ہوئے اس وقت آپ کے پاس چار بیویاں تھیں' نائلہ' رملہ' ام البنین اور فاختہ' بیان کیا جاتا ہے کہ محصور ہونے کی حالت میں آپ نے ام البنین کو طلاق دے دی تھی۔



باب:

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث

قبل ازیں دلائل النبوۃ میں وہ حدیث بیان ہو چکی ہے‘ جسے امام احمدؒ اور ابوداؤد نے سفیان ثوری کی حدیث سے عن منصور عن ربعی عن البراء بن ناجیۃ الکاہلی عن عبداللہ بن مسعود روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک گردش کرے گی‘ پس اگر وہ فنا ہو گئی تو فنا ہونے والوں کے راستہ پر ہو گی اور اگر ان کا دین ان کے لیے قائم رہا تو وہ ستر سال تک ان کے لیے قائم رہے گا۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جو گذر چکے ہیں یا جو باقی رہ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ جو باقی رہ گئے ہیں‘ اور اس کے اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ آسیائے اسلام ۳۵ یا ۳۶ سال گردش کرے گی‘ الحدیث‘ یہ شک راوی کی طرف سے ہے اور حقیقت میں ۳۵ سال ہی محفوظ ہیں‘ بلاشبہ صحیح قول کے مطابق حضرت عثمانؓ اسی سال میں قتل ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ ۳۶ میں قتل ہوئے مگر پہلا قول صحیح ہے اور امور شنیعہ بھی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت و طاقت سے بچا لیا اور جلد ہی لوگوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور کام درست ہو گیا اور پراگندگی مجتمع ہو گئی‘ لیکن اس کے بعد یوم الجمل اور ایام صفین میں کچھ امور ہوئے جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

باب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان وفات پانے والے حضرات کا بیان جن کی وفات کا معین وقت معلوم نہیں

حضرت انسؓ بن معاذ بن انس بن قیس الانصاری البخاری:

جنہیں انیس بھی کہا جاتا ہے آپ نے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ کے بھائی حضرت اوس بن الصامت انصاری‘ آپ بدر میں شامل ہوئے‘ اور اوس اس مجادلہ کے خاوند ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ﴾

اور آپ کی بیوی کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔

حضرت اوسؓ بن خولی انصاری:

بنی الحبلی سے تعلق رکھتے ہیں‘ آپ نے بدر میں شمولیت کی‘ آپ انصار میں سے حضرت نبی کریم ﷺ کے غسل میں موجود

ہونے اور اپنے اہل کے ساتھ آپ کی قبر میں اترنے میں منفرد ہیں۔

حضرت الحر بن قیسؓ:

آپ انصار کے سردار تھے لیکن بخیل تھے اور نفاق سے متہم تھے کہتے ہیں کہ آپ بیعت الرضوان میں حاضر ہوئے لیکن بیعت نہ کی اور اپنے اونٹ کی اوٹ لے لی اور آپ ہی کے بارے میں یہ آیت اتری ہے کہ:

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا﴾

اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے توبہ کر لی اور باز آ گئے۔ واللہ اعلم

حضرت الحطیئہؓ:

آپ مشہور شاعر ہیں' کہتے ہیں کہ آپ کا نام جرول اور کنیت ابوملیکہ تھی بنی عبس سے تعلق رکھتے تھے' آپ نے جاہلیت اور آغاز اسلام کا زمانہ پایا' آپ اطراف میں گھوم پھر کر رؤسا کی مدح کرتے تھے اور ان سے عطیات حاصل کرتے تھے کہتے ہیں کہ اس کے باوجود آپ بخیل تھے' ایک دفعہ آپ نے سفر کیا اور اپنی بیوی کو الوداع کیا اور اسے کہا۔

''جب میں غیر حاضری کے لیے باہر چلا جاؤں تو سالوں کو شمار کرنا اور مہینوں کو چھوڑ دینا' بلاشبہ وہ چھوٹے ہوتے ہیں''۔

آپ مدح کرنے والے اور ہجو گو تھے' آپ کے اشعار بہت اچھے ہیں اور آپ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سامنے جو شعر پڑھے ان میں سے آپ نے اس شعر کو اچھا سمجھا۔

''جو شخص بھلائی کرے گا وہ اس کے انعامات کو نہیں کھوئے گا' بھلائی اللہ اور لوگوں کے درمیان ضائع نہیں ہوتی''۔

حضرت خبیبؓ بن یساف بن عتبہ انصاری:

آپ بدر میں شامل ہونے والوں میں سے ایک تھے۔ حضرت سلمانؓ بن ربیعہ باہلی کہتے ہیں کہ آپ کو صحبت حاصل تھی اور آپ مشہور بہادروں اور شہسواروں میں سے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنایا' پھر حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آپ کو ترکوں سے جنگ کرنے کی امارت دی گئی اور آپ بلنجر میں قتل ہو گئے اور وہاں تابوت میں آپ کی قبر ہے جس کے توسل سے ترک قحط کے زمانے میں بارش طلب کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن حذافہ بن قیس القرشی السہمی:

آپ نے اور آپ کے بھائی قیس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی' آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور آپ ہی نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ اور آپ جب کسی سے جھگڑتے تو آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے' اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کسریٰ کے پاس بھیجا اور آپ نے بصریٰ کے بڑے آدمی کو آپ کا خط دیا اور اس نے آپ کے ساتھ ہرقل کے پاس پہنچانے کے لیے آدمی بھیجا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں رومیوں نے ۸۰ مسلمانوں کے ساتھ آپ کو قید کر لیا اور آپ کو کفر پر آمادہ کیا مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی' بادشاہ نے آپ سے کہا میرے سر کو بوسہ دو' میں تمہیں اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کو آزاد کر دوں گا' آپ نے اس کے سر کو بوسہ دیا تو اس نے انہیں

آزاد کر دیا۔ اور جب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا' ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ تمہارے سر کو بوسہ دے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے پہلے آپ کے سر کو بوسہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر العدویؓ:

آپ صحابی ہیں' احد میں شامل ہوئے اور زہری کا خیال ہے کہ آپ نے بدر میں بھی شمولیت کی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن قیس بن خالد انصاریؓ:

آپ بدر میں شامل ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن زید انصاریؓ حارثی:

آپ احد اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور ابن عبدالبرؒ کا بیان ہے کہ آپ نے بدر میں بھی شمولیت کی' حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور سانپ نے آپ کو ڈس لیا اور عمارہ بن حزم نے آپ کو تعویذ دیا اور آپ نے ہی حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اس کے پاس دو دادیاں آئی ہیں اور اس نے ماں کی ماں کو چھٹا حصہ دے دیا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیا ہے جو باپ کی ماں تھی۔ آپ نے ان سے فرمایا' آپ نے اسے دیا ہے کہ اگر وہ مر جاتی تو وہ اس کا وارث نہ ہوتا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا ہے کہ اگر وہ مر جاتی تو وہ اس کا وارث ہوتا' پس آپ نے ان دونوں کو حصے دار بنا دیا۔

حضرت عمرو بن المعتمر العدویؓ:

آپ عبداللہ بن سراقہؓ کے بھائی ہیں اور بڑے عظیم بدری ہیں' روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کو بھوک لگی اور آپ نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور اس روز رات تک چلتے رہے تو ایک عرب قوم نے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی ضیافت کی اور جب آپ سیر ہو گئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا میرا خیال تھا کہ دونوں ٹانگیں پیٹ کو اٹھاتی ہیں' مگر اب معلوم ہوا ہے کہ پیٹ دونوں ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔

حضرت عمیر بن سعد انصاری اوسیؓ:

آپ جلیل القدر صحابی اور بڑے مقام کے حامل ہیں اور آپ کو کثرت زہد و عبادت کی وجہ سے لاثانی کہا جاتا تھا آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے ساتھ فتح شام میں شمولیت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمص اور دمشق میں نائب بنے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پورے شام کا حکمران مقرر کر دیا اور آپ کے واقعات کا بیان طویل ہے۔

حضرت عروہ بن حزام ابوسعید العدویؓ:

آپ شاعر تھے اور اپنے چچا کی بیٹی عفراء بنت مہاجر کے بڑے دلدادہ تھے' آپ نے اس کے بارے میں اشعار کہے ہیں اور اس کی محبت میں شہرت پائی ہے' پس عفراء کے اہل حجاز شام کی طرف کوچ کر گئے تو عروہ بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا اور اپنے چچا کو عفراء کی منگنی کا پیغام دیا۔ تو اس نے اس کی غربت کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے دوسرے عمزاد کے

ساتھ اس کا نکاح کر دیا' پس یہ عروہ اس کی محبت میں مر گیا اور کتاب مصارع العشاق میں اس کا ذکر موجود ہے اور عفراء کے بارے میں اس کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

''اور میں اسے اچانک دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں جواب بھی نہیں دے سکتا اور جو رائے میں اختیار کرتا ہوں اس سے بدل جاتا ہوں اور جب وہ غائب ہو جاتی ہے تو جو تیاری میں نے کی ہوتی ہے اسے بھول جاتا ہوں''۔

حضرت قطبہ بن عامر ابوزید انصاریؓ:

آپ بیعت عقبہ اور بدر میں شامل ہوئے۔

حضرت قیسؓ بن مہدی بن قیس بن ثعلبہ انصاری نجاریؓ:

فجر سے قبل دو رکعتوں کے بارے میں آپ کی ایک حدیث ہے اور ابن ماکولا کا خیال ہے کہ آپ بدر میں شامل ہوئے ہیں اور مصعب الزبیری کا قول ہے کہ آپ یحییٰ بن سعید انصاری کے دادا ہیں اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ آپ ابومریم عبدالغفار بن القاسم کوفی کے دادا ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت لبید بن ربیعہ ابوعقیل العامریؓ:

آپ مشہور شاعر ہیں' صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی بات ہے۔

آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

مکمل شعر یوں ہے:

ألا كل شئى ما خلا الله باطل وكل نعيم لا محالة زائل

حضرت عثمانؓ بن مظعون نے کہا' جنت کی نعماء کے سوا ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے ۴۱ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت المسیبؓ بن حزن بن ابی وہب مخزومی:

آپ نے بیعت الرضوان میں شمولیت کی' آپ تابعین کے سردار حضرت سعید بن المسیبؒ کے والد ہیں۔

حضرت معاذ بن عمرو الجموح انصاریؓ:

آپ بدر میں شامل ہوئے اور اس روز آپ نے ابوجہل پر اپنی تلوار سے وار کیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔

اور عکرمہ بن ابوجہلؓ نے حضرت معاذؓ پر حملہ کر کے آپ کو تلوار ماری تو آپ کا ہاتھ آپ کے کندھے سے اتر گیا اور آپ بقیہ دن جنگ کرتے رہے اور وہ کندھے کے ساتھ لٹکتا رہا اور آپ اسے اپنے پیچھے گھسیٹتے رہے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب میں رُکا تو میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھا پھر اس پر سوار ہو گیا یہاں تک کہ میں نے اسے پھینک دیا اور اس کے بعد آپ ۳۵ھ تک زندہ رہے۔

حضرت محمد بن جعفر بن ابی طالب قریشی ہاشمیؓ:

آپ کے والد حبشہ میں تھے کہ آپ پیدا ہوئے اور جب خیبر کے سال انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا' میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ' انہیں لایا گیا تو وہ پرندے کے بچوں کی طرح تھے' آپ انہیں چومنے چاٹنے لگے اور رونے لگے تو ان کی والدہ بھی رو پڑی' آپ نے فرمایا کیا تو ان کی محتاجگی سے ڈرتی ہے حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں پھر آپ کے حکم سے نائی نے ان کے سر مونڈے' حضرت محمد بن جعفر نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں عالم شباب میں وفات پائی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ابن عبدالبر کا خیال ہے کہ آپ نے تستر میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت معبد بن العباسؓ بن عبدالمطلب:

آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے بیٹے ہیں۔ آپ بلاد مغرب میں افریقہ میں نوجوانی کے عالم میں شہید ہوئے۔

حضرت معیقیب بن ابی فاطمۃ الدوسیؓ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں وفات پائی اور بعض اس سے پہلے بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے ۴۰ھ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت منقذ بن عمرو انصاریؓ:

آپ بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھنے والے شخص ہیں' آپ کے سر کو صدمہ پہنچا جس نے آپ کی زبان کو درست نہ رہنے دیا اور آپ کی عقل کمزور ہو گئی' آپ بکثرت خرید و فروخت کرتے تھے حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ سے فرمایا: آپ جس سے خرید و فروخت کریں اسے کہہ دیں کہ دھوکہ بازی نہ کرنا پھر تو جو چیز خریدے اس کے متعلق تجھے تین دن تک اختیار ہوگا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ آپ ہر بیع میں خواہ خیار کی شرط کریں یا نہ کریں تین دن کے خیار کے اثبات سے مخصوص تھے۔

حضرت نعیم بن مسعود ابو سلمہ غطفانی رضی اللہ عنہ:

آپ ہی نے احزاب اور بنی قریظہ کے درمیان علیحدگی اختیار کر لی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس وجہ سے آپ کو ید بیضا اور اونچا جھنڈا حاصل تھا۔

حضرت ابوذؤیب خویلد بن خالد الہذلیؓ:

آپ شاعر تھے' آپ نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے اور سقیفہ میں شامل ہوئے اور حضرت نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا' آپ ہذیل کے سب سے بڑے شاعر تھے اور ہذیل اشعر العرب تھے آپ ہی نے یہ اشعار کہے ہیں کہ۔

''جب موت اپنے ناخن گاڑ لیتی ہے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کوئی تعویذ اس وقت فائدہ نہیں دے گا اور مصیبت پر خوش

ہونے والوں کے لیے میرا صبر کرنا انہیں یہ دکھانا ہے کہ میں گردش روزگار کے سامنے عاجزی کرنے والا نہیں ہوں''۔

آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں افریقہ میں جنگ کرتے ہوئے وفات پائی۔

حضرت ابورھم سبرۃ بن عبدالعزیٰ القرشی:

آپ شاعر تھے' اس فصل میں محمد بن سعد نے تنہا آپ ہی کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوزبید الطائی:

آپ شاعر تھے آپ کا نام حرملہ بن المنذر تھا' آپ عیسائی تھے اور حضرت ولید بن عقبہؓ کے ساتھ مجالست رکھتے تھے وہ آپ کو حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے تو آپ نے ان سے شعر پڑھنے کی فرمائش کی تو انہوں نے شیر کے بارے میں اپنا ایک بے مثال قصیدہ آپ کو سنایا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا تم جب تک زندہ رہو گے شیر کا ذکر کرتے رہو گے اور میں تم کو ایک بزدل عیسائی سمجھتا ہوں۔

حضرت ابوسبرۃ بن ابی رھم العامری:

ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھائی ان دونوں کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب تھیں' آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم کسی بدری کو نہیں جانتے جس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے سوا مکہ میں سکونت اختیار کی ہو' نیز بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں آپ کے اہل' بدر میں رہے۔

حضرت ابولبابہؓ بن عبدالمنذر:

شب عقبہ کو آپ نقباء میں سے ایک نقیب تھے بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

حضرت ابوہاشم بن عتبہؓ:

قبل ازیں آپ کی وفات کا ذکر ۲۱ھ میں بیان ہو چکا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم



امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ، ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب ہے اور عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم ہے اور ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف ہے اور عبد مناف کا نام المغیرہ بن قصی ہے اور قصی کا نام زید بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے‘ آپ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں اور آپ کی کنیت ابو تراب ہے اور ابوالقسم الہاشمی ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے رشتے سے داماد ہیں‘ آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں‘ کہتے ہیں کہ آپ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جنا ہے اور طالب‘ عقیل اور جعفر آپ کے بھائی تھے اور آپ سے بڑے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے درمیان دس سال کا فرق تھا اور آپ کی دو بہنیں بھی تھیں ام ہانی اور جمانہ‘ اور یہ سب کے سب فاطمہ بنت اسد سے تھے جو مسلمان ہو چکی تھیں اور انہوں نے ہجرت بھی کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور چھ اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے‘ آپ خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ تھے‘ آپ شدید گندم گوں‘ بڑی بڑی سرخی مائل سفید آنکھیں‘ پیٹ بڑا‘ سر کے اگلے حصے کے بال اُڑے ہوئے‘ قد تقریباً چھوٹا‘ داڑھی بڑی جس نے آپ کے سینے اور دونوں کندھوں کو بھرا ہوا تھا‘ آپ کے سینے اور دونوں کندھوں پر بہت بال تھے‘ خوبرو‘ نوعمر اور آہستگی کے ساتھ زمین پر چلنے والے تھے۔

حضرت علیؓ نے بہت پہلے سات سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور بعض آٹھ سال اور بعض نو سال اور بعض دس سال اور بعض گیارہ سال اور بعض بارہ سال اور بعض تیرہ سال اور بعض چودہ سال اور بعض پندرہ سال یا سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کرنا بیان کرتے ہیں یہ قول عبدالرزاق نے عن معمر عن قتادہ عن حسن بیان کیا ہے‘ کہتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نوجوانوں میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے پہلی مسلم خاتون ہیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلاموں میں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور صغرسنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اس لیے کہ ان کو ایک سال بھوک نے آلیا تو آپ نے انہیں ان کے باپ سے لے لیا اور وہ آپ کے پاس رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور گھر والے ایمان لے آئے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور جس ایمان کا فائدہ لوگوں کو پہنچا وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان ہوئی ہے کہ میں اسلام لانے والا پہلا شخص ہوں۔ مگر اس کا اسناد آپ کی طرف صحیح نہیں اور اس مفہوم کی بہت سی منکر

احادیث کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ نے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ عمرو بن مرۃ روایت کی ہے کہ میں نے ابوحمزہ انصار کے غلاموں میں سے ایک شخص سے سنا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک روایت میں پہلے نماز پڑھنے والے کے الفاظ آئے ہیں' عمرو بیان کرتے ہیں میں نے حضرت نخعیؒ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے منکر قرار دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اسلام لانے والے کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ اور محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مردوں میں سے جو دو شخص سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے میں کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے باپ کے خوف سے چھپاتے تھے پھر آپ کے باپ نے آپ کو اپنے عمزاد کی متابعت ونصرت کرنے کا حکم دے دیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے چلے جانے کے بعد ہجرت کی اور حضورؐ نے آپ کو اپنے قرضہ جات اور امانات کی ادائیگی کرنے اور پھر اپنے ساتھ آ ملنے کا حکم دیا تھا آپ نے امتثال امر کیا پھر ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کروادی اور ابن اسحٰق وغیرہ اہل سیر ومغازی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور ان کے درمیان مؤاخات کی' اور اس بارے میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے ضعف اسانید اور رکاکت متون کی وجہ سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں کیونکہ ان میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ تو میرا بھائی اور میرا وارث اور میرا خلیفہ اور میرے بعد امیر بننے والوں میں سے بہتر ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے اور جو کچھ صحیحین وغیرہما سے ثابت ہے اس کے مخالف ہے۔ واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدر میں شمولیت کی اور آپ نے اس میں بڑی بہادری دکھائی' آپ نے اس روز مبارزت طلب کی اور اس میں غالب آئے۔ اور آپ کے بارے میں اور آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے عمزاد عبیدہ بن الحارث اور ان کے تین مدمقابل عتبہ' شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا:

﴿ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ﴾

اور الحکم وغیرہ نے مقسم سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور ان کی عمر بیس سال تھی' اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ عمار بن محمد نے سعید بن محمد الحنظلی سے بحوالہ ابوجعفر محمد بن علی مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز آسمان میں منادی نے جسے رضوان کہا جاتا ہے اعلان کیا کہ ذوالفقار کے سوا' کوئی تلوار نہیں اور حضرت علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں' ابن عساکر کا بیان ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز ذوالفقار غنیمت میں حاصل کی پھر اس کے بعد اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا' اور یونس بن بکیر نے عن مسعر عن ابی عوف عن ابی صالح عن علی بیان کیا ہے کہ بدر کے روز مجھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا' ہم میں سے ایک کو کہا گیا کہ تیرے ساتھ جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتہ ہے جو جنگ میں حاضر ہوتا ہے اور جنگ نہیں کرتا اور صف میں

ہوتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ احد میں شامل ہوئے' آپ میمنہ کے امیر تھے اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے پاس جھنڈا تھا اور میسرہ کے امیر حضرت المنذر بن عمرو الانصاری تھے اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب قلب کے امیر تھے اور پیادوں کے امیر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت مقداد بن الاسودؓ تھے اور جنگ احد کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شدید جنگ کی اور مشرکین کے بہت سے جوانوں کو قتل کر دیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے اس وقت خون کو دھویا جب آپ کا چہرۂ زخمی ہوا اور آپ کے سامنے کے چار دانتوں اور کچلیوں کے درمیان والا دانت ٹوٹ گیا' اور آپ جنگِ خندق میں بھی شامل ہوئے اور اس روز آپ نے عربوں کے شہسوار اور ان کے مشہور شجاع عمرو بن عبدود العامری کو قتل کیا' جیسا کہ ہم اسے قبل ازیں غزوۂ خندق میں بیان کر چکے ہیں' اور آپ نے حدیبیہ اور بیعت الرضوان میں شمولیت کی اور جنگِ خیبر میں بھی شامل ہوئے اور وہاں آپ نے خوف ناک کارنامے سرانجام دیئے' جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوں گے پس لوگوں نے یہ ذکر کرتے ہوئے شب بسر کی کہ وہ کسے عطا کیا جاتا ہے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ کو آشوبِ چشم کا عارضہ تھا۔ آپ نے انہیں جھنڈا عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر فتح دی اور آپ نے مرحب یہودی کو قتل کیا۔

اور محمد بن اسحٰق نے عن عبداللہ بن حسن عن بعض اھلہ عن ابی رافع بیان کیا ہے کہ یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو آپ کی ڈھال گر پڑی اور آپ نے قلعے کے پاس ایک دروازے کو پکڑ لیا اور اسے ڈھال بنا لیا اور وہ دروازہ مسلسل آپ کے ہاتھ میں رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر فتح دے دی پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا' ابورافع کا بیان ہے کہ جنگِ خیبر کے روز میں اور میرے سات ساتھی اس دروازے کو پشت کے بل الٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر ہم ایسا نہ کر سکے' اور لیث نے ابوجعفر سے بحوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جنگِ خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازے کو اپنی پشت پر اٹھا لیا حتیٰ کہ مسلمان اس کے اوپر چڑھ گئے اور انہوں نے قلعے کو فتح کر لیا اور اسے چالیس آدمیوں نے اٹھایا۔

اور آپ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے یہودیوں کے شہسوار اور ان کے بہادروں کو قتل کیا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرۃ القضا میں بھی شامل ہوئے اور اسی عمرہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: انت منی' و انــا منـک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور یہ جو بہت سے داستان گو بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ذات العلم کے کنویں میں جنات سے جنگ کی یہ جحفہ سے قریب ایک کنواں ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ جاہل مؤرخین کی وضع کردہ روایت ہے اس سے دھوکہ نہ کھانا' اور آپ نے فتح مکہ اور جنگ حنین اور طائف میں بھی شمولیت کی اور ان معرکوں میں شدید جنگ کی اور الجعرانہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف گئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر نائب مقرر کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر نائب مقرر کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہ مقام حاصل ہو جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا امیر اور حاکم بنا کر بھیجا اور حضرت خالدؓ بن ولید بھی آپ کے ساتھ تھے۔

پھر حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ آ ملے اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لائے اور آنحضرت ﷺ کی طرح تکبیر کہی اور آپ کو اپنے قربانی کے جانوروں میں شامل کر لیا اور اپنے احرام پر قائم رہے اور دونوں نے اپنے قربانی کے جانوروں کو مناسکِ حج سے فراغت کے بعد ذبح کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ آپ کے بعد امارت کس کے لیے ہوگی؟ آپ نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے نہیں پوچھوں گا' اگر آپ نے ہمیں امارت سے روک دیا تو لوگ آپ کے بعد ہمیں کبھی امارت نہیں دیں گے' اور صحیح احادیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اور نہ کسی اور کو خلافت کی وصیت کی ہے بلکہ اشارۃً حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی طرف نہایت واضح اشارہ کیا ہے جیسا کہ قبل ازیں ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور یہ جو بہت سے جاہل شیعہ اور غبی داستان سرا آپ پر افترا کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی یہ ایک جھوٹ' بہتان اور عظیم افترا ہے جس سے صحابہ کو خائن قرار دینے اور آپ کے بعد انہیں آپ کی وصیت کے نفاذ کو ترک کرنے میں مدد دینے اور جس شخص کو آپ نے وصی مقرر کیا ہے اس تک وصیت کو نہ پہنچانے اور بغیر کسی سبب اور مفہوم کے اسے کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنے کی غلطی لازم آتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہر مومن یقین رکھتا ہے کہ دین اسلام حق ہے اور وہ اس افترا کے بطلان کو جانتا ہے کیونکہ صحابہؓ انبیاء کے بعد بہترین مخلوق ہیں اور وہ اس امت جو نصِ قرآنی اور اجماع سلف وخلف کے مطابق اشرف الامم ہے' کے دنیا وآخرت میں بہترین لوگ ہیں۔

اور یہ جو بعض عوامی داستان سرا' بازاروں وغیرہ میں کھانے پینے اور پہننے کے آداب واخلاق کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کا ذکر کرتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں اے علیؓ! بیٹھ کر عمامہ نہ باندھ' اے علیؓ! کھڑے ہو کر اپنی سلوار نہ پہن' اے علیؓ! چوکھٹ کے دونوں بازو نہ پکڑ اور نہ دروازے کی دہلیز پر بیٹھ اور اپنے کپڑے کو جب کہ وہ آپ پر ہو نہ سی وغیرہ' یہ سب بکواس ہیں جن کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض جاہلوں کمینوں کی من گھڑت باتیں ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اس سے درماندہ غبی ہی دھوکہ کھا سکتا ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی تغسیل وتکفین کرنے والوں میں شامل تھے' آپ نے حضور کے دفن کا انتظام کیا جیسا کہ قبل ازیں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے اور عنقریب آپ کے فضائل کے باب میں بیان ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے معرکہ بدر کے بعد حضرت فاطمہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا جن سے آپ کے ہاں حضرت حسن' حضرت حسین اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس بارے میں احادیث بھی بیان ہوئی ہیں جن میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بلکہ ان کی اکثریت روافض اور داستان سراؤں کی وضع کردہ ہے اور جب سقیفہ کے روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں بیعت کرنے والوں میں شامل تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے دیگر امراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح تھے اور آپ کی اطاعت کو اپنے پر فرض جانتے تھے اور آپ کو بہت محبوب تھے اور جب چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ وفات پا گئیں۔ آپ اس میراث کے باعث جو آپ کو اپنے باپ سے نہیں ملی تھی' حضرت ابوبکرؓ سے کچھ ناراض

تھیں۔لیکن آپ انبیاء سے مختص نص سے آگاہ نہ تھیں کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا' پس جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ان کا خاوند اس صدقہ کا ناظر ہوگا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات کو قبول نہ کیا جس سے آپ کے دل میں کچھ ناراضگی باقی رہی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی کچھ مدارات کرنی پڑی۔اور جب آپ فوت ہو گئیں تو آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجدید بیعت کی اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنے تو حضرت علیؓ آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے اور آپ کاموں میں انہیں مشورے دیتے تھے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو قاضی مقرر کیا اور آپ جملہ امراء صحابہؓ کے سادات کی معیت میں آپ کے ساتھ شام آئے اور آپ کے خطبہ جابیہ میں شامل ہوئے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو آپ نے امارت کو چھ آدمیوں کی شوریٰ کے سپرد کر دیا جن میں ایک حضرت علیؓ تھے' پھر ان میں سے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ باقی رہ گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔پس حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مقدم ہو گئے تو آپ نے سمع واطاعت کی' اور جب مشہور قول کے مطابق ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت عثمانؓ کے دفن ہونے سے پہلے پہلے آپ کی بیعت کر لی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے دفن کے بعد بیعت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت علیؓ نے قبول امارت سے انکار کیا حتیٰ کہ انہوں نے بار بار آپ سے کہا اور آپ انہیں چھوڑ کر بنی عمرو بن مبدول کے باغ کی طرف بھاگ گئے اور اس کا دروازہ بند کر لیا' لوگوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ سے اصرار کیا اور وہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی اپنے ساتھ لائے اور انہوں نے آپ سے کہا' اس امر کا امیر کے بغیر باقی رہنا ممکن نہیں اور وہ مسلسل آپ سے یہ بات کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے ان کی بات مان لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کا بیان:

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے اپنے دائیں ہاتھ سے آپ کی بیعت کی جو احد کے روز شل ہو گیا تھا۔کیونکہ اس کے ذریعے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ کیا تھا۔اور بعض لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ کام پورا نہیں ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور آپ چادر اور ریشمی عمامہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں جوتے آپ کے ہاتھ میں تھے آپ نے اپنی کمان پر ٹیک لگائی اور عوام الناس نے آپ کی بیعت کی' یہ ۱۹/ ذوالحجہ ۳۵ھ ہفتہ کا دن تھا' کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے اس مطالبے کے بعد آپ کی بیعت کی کہ انہیں بصرہ اور کوفہ کا امیر بنایا جائے' آپ نے ان دونوں سے فرمایا آپ دونوں میرے پاس رہیں' میں آپ سے مانوس ہوں گا اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انصار کی ایک پارٹی نے جس میں حضرت حسان بن ثابت' حضرت کعب بن مالک' حضرت مسلمہ بن مخلد' حضرت ابوسعید' حضرت محمد بن مسلمہ' حضرت نعمان بن بشیر' حضرت زید بن ثابت' حضرت رافع بن خدیج' حضرت فضالۃ بن عبید اور حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہم شامل ہیں' آپ کی بیعت نہیں کی' ابن جریر نے اسے المدائنی کے طریق سے بنی ہاشم کے ایک شیخ سے بحوالہ عبداللہ بن الحسن بیان کیا ہے۔

المدائنی کا بیان ہے کہ مجھ سے زہری سے سننے والے ایک شخص نے بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ مدینہ سے شام کی

طرف بھاگ گئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی حضرت قدامہ بن مظعون' حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت کی' میں کہتا ہوں کہ مروان بن الحکم' ولید بن عقبہ اور دوسرے لوگ شام کی طرف بھاگ گئے تھے۔

اور واقدی کا بیان ہے کہ لوگوں نے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سات آدمی رُکے رہے انہوں نے بیعت نہیں کی' جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت صہیب' حضرت زید بن ثابت' حضرت محمد بن مسلمہ' حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم شامل تھے اور ہمارے علم کے مطابق انصار میں سے کسی شخص نے بیعت سے تخلف نہیں کیا اور سیف بن عمر نے اپنے شیوخ کی ایک جماعت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ اس پوزیشن میں رہا کہ غافقی بن حرب اس کا امیر تھا اور وہ اس آدمی کو تلاش کرتے رہے جو امیر کے قیام کے بارے میں ان کی بات مان جائے اور مصری' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اصرار کرتے اور وہ ان کو چھوڑ کر باغات کی طرف بھاگتے اور کوفی' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے اور آپ کو نہ پاتے اور بصری حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے اور وہ ان کی بات نہ مانتے' پس انہوں نے باہم مشورہ کر کے کہا کہ ہم ان تینوں میں سے کسی کو حاکم مقرر نہیں کریں گے اور وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے آپ اہل شوریٰ میں سے ہیں' مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی' پھر وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے مگر انہوں نے بھی انکار کیا اور وہ اپنے معاملے میں حیران رہ گئے' پھر کہنے لگے' اگر ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد بغیر امارت کے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو لوگ اپنے امر کے بارے میں اختلاف کریں گے اور ہم نہیں بچیں گے پس انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے اصرار کیا اور اشتر نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی بیعت کر لی اور لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کی' اور کوفی کہنے لگے' سب سے پہلے اشتر نخعی نے آپ کی بیعت کی ہے اور یہ ۲۴/ ذوالحجہ جمعرات کا دن تھا اور یہ کام ان کے آپس میں بات چیت کرنے کے بعد ہوا اور سب کہنے لگے' حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے اہل ہیں' اور جب جمعہ کا دن آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے۔ تو جن لوگوں نے گذشتہ کل کو آپ کی بیعت نہیں کی تھی انہوں نے آپ کی بیعت کی اور سب سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشلول ہاتھ کے ساتھ آپ کی بیعت کی اور ایک کہنے والے نے کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون. پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی' اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اس حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے کہ تلوار میری گردن پر ہے' پھر آپ مکہ چلے گئے اور چار ماہ وہاں قیام کیا اور یہ بیعت ۲۵/ ذوالحجہ کو جمعہ کے روز ہوئی' اور سب سے پہلا خطبہ آپ نے دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک راہنما کتاب اتاری ہے جس میں خیر وشر کو واضح کیا ہے' پس خیر کو تھام لو اور شر کو چھوڑ دو' اللہ تعالیٰ نے مجہول حرم کو حرام قرار دیا ہے اور مسلمان کی حرمت کو تمام مقدسات پر ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص وتوحید سے پابند کیا ہے اور مسلمان وہ ہے کہ حق کے سوا مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور واجب اذیت کے بغیر کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کو اذیت دینا جائز نہیں' عوام کے امور کی طرف سبقت کرو اور تم میں سے کسی کو موت کا آنا خاص امر ہے' بلاشبہ لوگ تمہارے آگے ہیں اور قیامت نے تم کو پیچھے رکھا ہوا ہے جو تم کو ہانکنے کے لیے آتی ہے' پس تم ہلکے ہو جاؤ اور مل جاؤ' لوگوں کی آخری گھڑی ان کی منتظر ہے' اللہ

تعالیٰ کے بارے میں اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ تم سے زمین کے قطعات اور بہائم تک کے متعلق پوچھا جائے گا' پھر اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور جب تم بھلائی دیکھو تو اسے اپنا لو اور جب شر کو دیکھو تو اسے چھوڑ دو (اور اس وقت کو یاد کرو جب تم زمین میں کمزور تھے) اور جب آپ اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو مصریوں نے کہا۔

''اے ابوالحسن اسے لے لیجیے ہم امارت کو رسے کی طرح بٹ دیں گے' شیروں کا حملہ' جھاڑوں کے شیروں کی طرح ہوتا ہے اور وہ ایسی تلواروں کے ساتھ حملہ کرتے ہیں جو دودھ کے تالابوں کی طرح ہوتی ہیں اور ہم بادشاہ کو رسی کی طرح نرم نیزوں کے ساتھ چوٹ لگاتے ہیں حتیٰ کہ وہ بغیر سامنے آئے بل کھاتے ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر میں عاجز آ گیا تو میں معذرت نہیں کروں گا اور اس کے بعد میں عقلمند اور طاقتور بن جاؤں گا اور جس دامن کو میں گھسیٹتا ہوں اسے اٹھا دوں گا اور منتشر اور پراگندہ معاملے کو یکجا کر دوں گا' اگر غالب آنے والا جلد باز مجھ سے جھگڑا نہ کرے یا وہ مجھے چھوڑ دیں اور ہتھیار سبقت کریں''۔

کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ امام الصلوٰۃ اور حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ جنگ کے منتظم اور حضرت جابر بن فلان المزنی' ٹیکس کے منتظم مقرر تھے اور بصرہ کے امیر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور مصر کے امیر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور حضرت محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان پر بزور قابو پا لیا تھا اور شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور حمص پر آپ کے نائب حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ' اور قنسرین پر حضرت حبیب بن سلمہ رضی اللہ عنہ اور اردن پر حضرت ابوالاعور اور فلسطین پر حضرت حکی بن علقمہ اور آذربائیجان پر حضرت اشعث بن قیسؓ اور قرقیسیا پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حلوان پر حضرت عتیبہ بن النہاس اور قیساریہ پر حضرت مالک بن حبیب اور ہمدان پر حضرت حبیش تھے ابن جریر نے حضرت عثمانؓ کے ان نائبین کا ذکر کیا ہے کہ جس وقت آپ نے وفات پائی یہ لوگ شہروں پر آپ کے نائب مقرر تھے اور بیت المال کے خازن حضرت عقبہ بن عمرو تھے اور مدینہ کی قضا پر حضرت زید بن ثابتؓ مقرر تھے' اور جب حضرت عثمانؓ بن عفان قتل ہو گئے تو حضرت نعمان بن بشیر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خون آلود قمیص اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی وہ انگلیاں جو حضرت عثمانؓ کے دفاع میں ہتھیلی سے کٹ گئی تھیں' لے کر باہر نکلے اور ان کو لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام پہنچ گئے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قمیص کو منبر پر رکھ دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں اور انگلیوں کو قمیص کی آستین میں لٹکا دیا اور لوگوں کو اس خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور لوگ منبر کے اردگرد رو پڑے اور آپ قمیص کو کبھی اوپر اٹھاتے اور کبھی نیچے رکھتے اور لوگ ایک سال تک اس کے اردگرد روتے رہے اور ایک دوسرے کو آپ کا بدلہ لینے پر برانگیختہ کرتے رہے اور اکثر لوگ اس سال بیویوں سے الگ رہے اور جن خوارج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا ان سے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت نے لوگوں کو برانگیختہ کیا' ان صحابہؓ میں حضرت عبادۃ بن الصامت' حضرت ابوالدرداء' حضرت ابوامامہ اور حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل تھے اور تابعین میں سے حضرت شریک بن حباشہ' حضرت ابومسلم خولانی اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم وغیرہ شامل تھے۔

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا معاملہ درست ہو گیا تو حضرت طلحہ‘ حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور سرکردہ صحابہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے اقامت حدود اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ ان لوگوں کے اعوان و انصار ہیں اور آپ کے لیے آج ایسا کرنا ممکن نہیں‘ پس حضرت زبیرؓ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوفہ کی امارت دے دیں تا کہ وہ آپ کے پاس فوجیں لے آئیں اور حضرت طلحہؓ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں بصرہ کی امارت دے دیں تا کہ وہ وہاں سے فوجیں لے آئیں اور ان خوارج اور ان جاہل اعراب کی قوت پر غالب آ جائیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں ان کے ساتھ شامل تھے‘ حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا مجھے مہلت دو تا کہ میں اس معاملے میں غور وفکر کرلوں‘ اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آپ کے پاس آ کر آپ سے کہا‘ میرا خیال ہے آپ شہروں پر اپنے اعمال کو قائم رہنے دیں اور جب وہ آپ کی فرمانبرداری اختیار کرلیں تو اس کے بعد آپ جس کو چاہیں چھوڑ دیں‘ پھر دوسرے دن آپ کے پاس آ کر کہنے لگے میرا خیال ہے آپ انہیں معزول کردیں تا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ کون آپ کی اطاعت کرتا ہے اور کون آپ کی نافرمانی کرتا ہے‘ حضرت علیؓ نے اس بات کو حضرت ابن عباسؓ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے کہا اس نے گذشتہ کل آپ کی خیر خواہی کی ہے اور آج آپ کو دھوکہ دیا ہے‘ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا‘ ہاں میں نے ان کی خیر خواہی کی اور جب انہوں نے خیر خواہی کو قبول نہ کیا تو میں نے انہیں دھوکہ دیا پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نکل کر مکہ چلے گئے اور ایک جماعت بھی ان سے جا ملی جن میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی‘ پھر حضرت ابن عباس نے حضرت علی رضی اللہ عنہم کو مشورہ دیا کہ وہ حکومت کے استوار ہونے تک نائبین کو شہروں پر قائم رہنے دیں اور خاص طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام پر قائم رکھیں اور آپ سے کہا‘ مجھے خدشہ ہے کہ اگر آپ نے ان کو شام سے معزول کیا تو وہ آپ سے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کریں گے‘ نیز مجھے یہ خدشہ بھی ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس وجہ سے آپ پر اعتراضات کریں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا‘ میری رائے یہ نہیں ہے آپ شام چلے جائیں میں نے آپ کو شام کا والی مقرر کیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا‘ مجھے خدشہ ہے کہ حضرت معاویہؓ‘ حضرت عثمانؓ کے بدلے میں مجھے قتل کردیں گے یا آپ کی قرابت کی وجہ سے مجھے قید کردیں گے‘ آپ مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ دیں کہ وہ مہربانی سے اپنا وعدہ پورا کریں‘ حضرت علیؓ نے فرمایا‘ خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہوسکتا‘ حضرت ابن عباسؓ نے کہا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنگ فریب کاری کا نام ہے‘ خدا کی قسم اگر آپ نے میری بات مان لی تو میں ان کی واپسی کے بعد ضرور انہیں لاؤں گا اور حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے ہوئے ان لوگوں کی بات قبول کرنے سے روکا جو عراق کی طرف آپ کے کوچ کرنے اور مدینہ چھوڑنے کی تحسین کررہے تھے مگر آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سب باتوں کے قبول کرنے سے انکار کردیا اور ان خوارج کے امراء کے مشورے کو مان لیا جو شہروں سے آئے ہوئے تھے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال قسطنطین بن ہرقل نے ایک ہزار کشتیوں کے ساتھ بلاد مسلمین کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آندھی کا ایک جھکڑ بھیج دیا اور اپنی قوت و طاقت سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو غرق کردیا اور ان میں سے صرف بادشاہ اپنی قوم کی

ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بچا اور جب وہ سسلی میں داخل ہوا تو انہوں نے اس کے لیے ایک حمام بنایا' وہ اس میں داخل ہوا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کہنے لگے تو نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

۳۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خلافت سنبھالی اور شہروں پر نائب مقرر کیے' آپ نے یمن پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ' بصرہ پر حضرت سمرۃ بن جندب' کوفہ پر حضرت عمارہ بن شہاب' مصر پر حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ' شام پر حضرت معاویہ کے بدلے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم کو نائب مقرر کیا' حضرت سہلؓ چلتے چلتے تبوک پہنچے تو حضرت معاویہؓ کے سوار آپ کو ملے اور پوچھنے لگے' آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا' امیر ہوں' انہوں نے کہا کس چیز کے امیر ہو آپ نے کہا شام کا امیر ہوں' انہوں نے کہا اگر آپ کو حضرت عثمانؓ نے بھیجا ہے تو آپ کو خوش آمدید ہو' اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جایئے آپ نے کہا' کیا جو کچھ ہوا ہے آپ نے نہیں سنا؟ انہوں نے کہا بے شک' پس آپ حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے' اور حضرت قیس بن سعدؓ کے بارے میں مصریوں نے اختلاف کیا اور جمہور نے آپ کی بیعت کر لی اور ایک پارٹی نے کہا' جب تک ہم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر لیں' ہم بیعت نہیں کریں گے اور یہی حال اہل بصرہ کا تھا اور حضرت عمارہ بن شہاب جنہیں کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا انہیں طلحہ بن خویلد نے حضرت عثمانؓ کے غصے کے باعث کوفہ جانے سے روک دیا تو انہوں نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی اور فتنہ پھیل گیا اور حالات خراب ہو گئے اور اتحاد جاتا رہا اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ اہل کوفہ میں سے تھوڑے سے لوگوں نے اطاعت و بیعت کی ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو بہت سے خطوط لکھے مگر انہوں نے ان کا جواب نہ دیا اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے تیسرے ماہ تک صفر میں بار بار ایسا ہوتا رہا پھر حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کے ہاتھ ایک طومار بھیجا جسے وہ لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایسے لوگوں کے پاس سے آپ کے ہاں آیا ہوں جو قصاص کے سوا کچھ نہیں چاہتے اور وہ سب کے سب وہ وارث ہیں جو بدلہ نہیں لے سکے' میں نے ستر ہزار شیوخ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قمیص تلے روتے چھوڑا ہے اور وہ قمیص' دمشق کے منبر پر پڑی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اے اللہ میں تیرے حضور خونِ عثمانؓ سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' پھر حضرت معاویہؓ کا ایلچی حضرت علیؓ کے پاس سے چلا گیا اور اسے اس بات نے بے چین کر دیا کہ جن خوارج نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے وہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور اس نے بڑی مشقت کے بعد نجات پائی اور حضرت علیؓ نے اہل شام سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور مصر میں حضرت قیس بن سعدؓ اور کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ کو خط لکھا کہ وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں سے مدد مانگیں اور حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بھی یہ خط بھیجا اور آپ نے لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا اور تیاری کا ارادہ کر لیا اور مدینہ سے چل پڑے اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور آپ اپنی نافرمانی کرنے والوں اور جنہوں نے لوگوں کے ساتھ آپ کی بیعت نہیں کی تھی' کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کیا اور آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا' ابا جان اس عزم کو خیر باد کہیے اس میں مسلمانوں کی خونریزی اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا' مگر آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی بلکہ جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور فوج کو منظم و مرتب کیا اور حضرت محمد بن الحنفیہ

کو جھنڈا دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو میمنہ پر اور حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ کو میسرہ پر امیر مقرر کیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن سفیان بن عبدالاسد کو میسرہ پر امیر مقرر کیا اور اپنے ہراوّل پر حضرت ابو عبیدہؓ کے بھتیجے حضرت ابولیلیٰ بن عمرو بن الجراح کو امیر مقرر کیا اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور مدینہ سے نکل کر شام جانے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی حتیٰ کہ آپ کو وہ بات پیش آ گئی جس نے آپ کو ان سب کاموں سے روک دیا اور اس بات کو ہم ابھی بیان کرتے ہیں۔

معرکہ جمل کا آغاز:

جب ایام التشریق کے بعد حضرت عثمانؓ کے قتل کا وقوع ہوا تو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین اس سال فتنہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے حج کو چلی گئی تھیں اور جب لوگوں کو پتہ چلا کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے ہیں تو وہ ان کے چلے جانے کے بعد مکہ میں ٹھہر گئیں اور وہ بھی مکہ واپس آ کر وہاں قیام پذیر ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ لوگ کیا کرتے ہیں اور خبروں کی ٹوہ لگانے لگے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو حالات کے حکم اور غالب مشورہ سے نہ کہ خوارج کے ان رؤساء کے اختیار سے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا لوگوں کی سعادت آپ کے پاس آ گئی حالانکہ حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن گردش روزگار نے ان کو مہلت دی اور آپ چاہتے تھے کہ اگر ان پر قابو پائیں تو اللہ کا حق ان سے وصول کریں لیکن جب معاملہ اس طرح وقوع پذیر ہوا تو وہ آپ پر غالب آ گئے اور انہوں نے اشراف صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کے پاس آنے سے روک دیا اور بنی اُمیہ اور دیگر لوگوں کی ایک جماعت مکہ کی طرف بھاگ گئی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور وہ مکہ کی طرف چلے گئے بہت سے لوگوں نے ان کی پیروی کی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے جنگ کی ٹھان لی تو آپ نے اہل مدینہ کو اپنے ساتھ جانے کے لیے بلایا تو انہوں نے آپ کی بات نہ مانی پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو طلب کیا اور انہیں اپنے ساتھ چلنے کی ترغیب دی تو انہوں نے کہا میں مدینہ کا ایک باشندہ ہوں اگر وہ گئے تو میں بھی سمع و اطاعت کرتا ہوا جاؤں گا لیکن اس سال میں جنگ کے لیے نہیں جاؤں گا پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیاری کی اور مکہ کی طرف چلے گئے اور اسی طرح اس سال حضرت یعلیٰ بن امیہ بھی یمن سے مکہ آئے۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یمن کے گورنر تھے۔ آپ کے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی بصرہ سے مکہ آئے۔ جو بصرہ پر حضرت عثمانؓ کے نائب تھے۔ اور مکہ میں بہت سے سادات صحابہؓ اور امہات المومنین جمع ہو گئے اور حضرت عائشہؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے خطاب کیا اور انہیں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور اس فتویٰ کا بھی ذکر کیا جو آپ نے ان لوگوں کے متعلق دیا جنہوں نے حرمت والے شہر اور حرمت والے مہینے میں آپ کو قتل کیا اور جوار رسول کا بھی خیال نہیں کیا اور خونریزی کی اور اموال لوٹے تو لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ جس بات کو آپ مصلحت کے مطابق اختیار کریں گی ہم اس میں آپ کی اطاعت کریں گے اور انہوں نے آپ سے کہا۔ آپ جہاں جائیں گی ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور ایک شخص نے کہا ہم شام کی طرف جائیں گے اور اگر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم کرتے تو غالب آ جاتے اور سب کام ان کی منشاء کے مطابق تکمیل پا گیا کیونکہ اکابر صحابہؓ ان کے ساتھ تھے اور کچھ لوگوں نے کہا ہم مدینہ کی طرف جاتے ہیں اور حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو ہمارے سپرد کر دیں اور وہ انہیں قتل کر دیں گے اور کچھ لوگوں نے کہا' ہم بصرہ کی طرف جاتے ہیں اور وہاں ہم سواروں اور پیادوں سے قوت حاصل کرتے ہیں اور وہاں جو قاتلین عثمانؓ ہیں ان سے ہم ابتدا کرتے ہیں' پس اس پر اتفاق رائے ہو گیا اور بقیہ امہات المومنین نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف جانے پر اتفاق کیا' اور جب لوگوں نے بصرہ کی طرف جانے پر اتفاق کر لیا تو امہات المومنین واپس آ گئیں اور کہنے لگیں ہم مدینہ کے سوا کسی جگہ نہیں جائیں گی اور حضرت یعلی بن اُمیہ نے لوگوں کو تیار کیا اور چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم ان میں خرچ کر دیئے اور اسی طرح حضرت ابن عامرؓ نے بہت سے مال کے ساتھ انہیں تیار کیا اور ام المومنین حفصہؓ بنت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ بصرہ کی طرف جانے پر اتفاق کیا تو ان کے بھائی حضرت عبداللہؓ نے انہیں اس بات سے روکا اور ان کے ساتھ مدینہ کے سوا کسی اور جگہ جانے سے انکار کر دیا اور لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہزار سواروں میں روانہ ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ نو سو سوار اہل مکہ اور مدینہ کے تھے اور کچھ اور بھی ان کے ساتھ مل گئے اور وہ تین ہزار میں روانہ ہو گئے اور ام المومنین حضرت عائشہؓ ایک ہودج میں سوار تھیں جو عسکر نامی اونٹ پر تھا' جسے حضرت یعلی بن امیہ نے عرینہ کے ایک شخص سے دو سو دینار میں خریدا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسی دینار میں خریدا تھا اور اس کے علاوہ بھی اس کی قیمت کے بارے میں کئی اقوال ہیں' اور امہات المومنین بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ ذات عرق تک گئیں اور وہاں پر ان سے الگ ہو گئیں اور الوداع پر روئیں اور لوگ بھی بتکلف روئے اور اس دن کو یوم النحیب[1] کہتے ہیں اور لوگ بصرہ جانے کے لیے چل پڑے اور حضرت عائشہؓ کے حکم سے آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور مروان بن الحکم نماز کے اوقات میں لوگوں کے واسطے اذان دیتے تھے' ایک شب یہ لوگ اپنے سفر میں ایک پانی کے پاس سے گزرے جسے الحوأب کہا جاتا تھا تو اس کے پاس کتے ان پر بھونکے اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی تو پوچھا' اس جگہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا الحوأب تو آپ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون. میرا خیال ہے میں واپس چلی جاؤں' انہوں نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے وہ کون ہے. جس پر الحوأب کے کتے بھونکیں گے۔ پھر آپ نے اپنے اونٹ کے بازو پر ضرب لگائی اور اسے بٹھا دیا اور فرمانے لگیں' مجھے واپس کرو' مجھے واپس کرو' قسم بخدا میں الحواب کے پانی والی ہوں' اور ہم نے دلائل النبوۃ میں اس حدیث کو اس کے طرق والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے' پس لوگوں نے بھی ایک دن اور ایک رات آپ کے اردگرد اپنی سواریوں کو بٹھا دیا' اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ سے کہا۔ پھر لوگ کہنے لگے' بچو' بچو' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج آ گئی ہے اور وہ بصرہ کی طرف کوچ کر گئے اور جب حضرت عائشہؓ بصرہ کے نزدیک پہنچیں تو آپ نے احنف بن قیس اور دیگر سرکردہ لوگوں کی طرف خط لکھا کہ وہ آ گئی ہیں' پس حضرت عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین اور ابوالاسود الدؤلی کو آپ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ آپ کس کام آئی ہیں تو آپ نے ان دونوں کو بتایا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئی ہیں کیونکہ انہیں حرمت والے شہر اور حرمت والے مہینے میں مظلومانہ طور پر قتل کیا گیا ہے اور یہ آیت بھی پڑھی:

---

[1] نحیب: بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

﴿ لَاخَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّامَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْمَعْرُوفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ﴾

پس وہ دونوں آپ کے پاس سے چلے گئے اور حضرت طلحہؓ کے پاس آ کر پوچھنے لگے' آپ کس کام آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت عثمانؓ کے خون کے بدلہ کے لیے ان دونوں نے کہا' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی؟ آپ نے کہا بے شک کی ہے لیکن تلوار میری گردن پر تھی اور اگر وہ ہمارے اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان مخل نہ ہوں تو میں ان کے سامنے نہیں آؤں گا' پس وہ دونوں حضرت زبیرؓ کے پاس چلے گئے تو انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا اور عمران بن حصین اور ابوالاسود' حضرت عثمان بن حنیف کے پاس آ گئے اور ابوالاسود نے کہا۔

''اے ابن احنف میں آ گیا ہوں آپ باہر نکلئے اور لوگوں سے نیزہ زنی اور شمشیر زنی کیجیے اور ڈٹ جایئے اور ان کے مقابلہ میں زرہ پوش جوانوں کو نکال لیے اور تیار ہو جایئے''۔

حضرت عثمان بن حنیف نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' رب کعبہ کی قسم آسیائے اسلام گھوم چکی' دیکھو کیسے ڈگمگا کر چلتی ہے' عمران نے کہا قسم بخدا وہ تم کو طویل عرصے تک رگڑے گی' حضرت عثمان بن حنیف نے حضرت ابن مسعودؓ کی مرفوع حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ آسیائے اسلام ۳۵ سال تک گھومے گی۔ جیسا کہ پہلے یہ حدیث بیان ہو چکی ہے پھر حضرت عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین سے کہا مجھے مشورہ دو' اس نے کہا الگ ہو جاؤ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں یا کہا میں اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوں' وہ چلا گیا تو حضرت عثمان بن حنیف نے کہا' میں امیر المومنین کی آمد تک انہیں روکتا ہوں' پس انہوں نے لوگوں میں منادی کرادی اور حکم دیا کہ وہ ہتھیار بند ہو جائیں اور مسجد میں اکٹھے ہو جائیں وہ اکٹھے ہوئے تو آپ نے انہیں تیار ہونے کا حکم دیا' حضرت عثمانؓ ابھی منبر پر ہی تھے کہ ایک شخص نے اٹھ کر کہا' اے لوگو! اگر یہ لوگ خوفزدہ ہو کر آئے ہیں تو یہ ایسے شہر سے آئے جس میں پرندوں کو بھی امن حاصل ہوتا ہے اور اگر یہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئے ہیں تو ہم آپ کے قاتل نہیں ہیں' پس میری مانو اور جہاں سے یہ لوگ آئے ہیں انہیں وہیں واپس کر دو' اور اسود بن سریع السعدی نے اٹھ کر کہا یہ لوگ قاتلین عثمانؓ کے مقابلہ میں ہم سے اور دوسرے لوگوں سے مدد لینے آئے ہیں' تو لوگوں نے اسے سنگریزے مارے' پس حضرت عثمان کو معلوم ہو گیا کہ بصرہ میں قاتلین عثمانؓ کے مددگار موجود ہیں اور آپ نے اس بات کو ناپسند کیا اور ام المومنین حضرت عائشہؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئیں اور انہوں نے بصرہ کے قریب المربد کے بالائی حصے میں پڑاؤ کیا اور بصریوں میں سے جو لوگ آپ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے تھے وہ آپ کے پاس گئے اور حضرت عثمان بن حنیف بھی فوج کے ساتھ نکلے اور المربد میں اکٹھے ہو گئے اور حضرت طلحہؓ نے جو میمنہ کے امیر تھے۔ تقریر کی اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا اور اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے بھی اسی قسم کی بات کی تو حضرت عثمان بن حنیف کی فوج میں سے کچھ لوگوں نے ان دونوں حضرات کو جواب دیا اور حضرت ام المومنینؓ نے بھی تقریر کی اور جنگ پر برانگیختہ کیا' پس فوج کی اطراف میں سے لوگوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور پتھر مارے پھر لوگوں نے ایک دوسرے کو منع کیا اور ہر فریق اپنی مخصوص جگہ پر واپس آ گیا اور حضرت عثمان بن حنیف کی فوج میں سے ایک ٹکڑی حضرت عائشہ کی فوج کی طرف گئی اور حملہ کر دیا اور حارثہ بن قدامہ السعدی نے

آ کر کہا‘ یا ام المومنین‘ اس اونٹ پر بیٹھ کر جو ہتھیاروں کا نشانہ ہے‘ آپ کے اپنے گھر سے باہر نکلنے کے مقابلے میں‘ حضرت عثمان کا قتل ہونا معمولی بات ہے اور اگر آپ ہمارے پاس اپنی مرضی سے آئی ہیں تو جہاں سے آپ آئی ہیں اپنے گھر کی طرف واپس چلی جائیں اور اگر آپ ہمارے پاس مجبوراً آئی ہیں تو واپس جانے کے لیے لوگوں سے مدد مانگئے‘ اور حکیم بن جبلہ جو عثمان بن حنیف کے سواروں کا سالار تھا۔ آیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی اور حضرت ام المومنینؓ کے اصحاب اپنے ہاتھوں کو روکنے لگے اور جنگ سے رُکنے لگے اور حکیم ان پر حملے کرنے لگا پس انہوں نے راستے کے دہانے پر باہم جنگ کی اور حضرت عائشہؓ نے اپنے اصحاب کو دائیں طرف چلنے کا حکم دیا اور وہ دائیں طرف ہو کر بنی مازن کے قبرستان تک پہنچ گئے اور رات ان کے درمیان حائل ہوگئی اور جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے جنگ کا ارادہ کیا اور دن ڈھلے تک شدید معرکہ آرائی ہوئی اور ابن حنیف کے بہت سے آدمی مارے گئے اور فریقین کو بکثرت زخم آئے اور جب جنگ نے ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹا تو انہوں نے اس شرط پر ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی کہ وہ باہم ایک تحریر لکھیں اور اہل مدینہ کی طرف ایلچی بھیج کر ان سے پوچھیں کہ اگر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مجبوراً بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے گا اور یہاں سے چلا جائے گا اور اگر انہوں نے مجبوراً بیعت نہیں کی تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ کو خالی کر دیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور انہوں نے اس کام کے لیے قاضی کعب بن ثور کو بھیجا اور وہ جمعہ کے روز مدینہ آیا اور اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے پوچھا‘ کیا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مرضی سے بیعت کی ہے یا مجبوری سے؟ تو لوگوں نے سکوت اختیار کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا کسی نے بات نہ کی۔ انہوں نے کہا وہ دونوں مجبور تھے‘ پس بعض لوگوں نے آپ پر حملہ کر کے آپ کو مارنا چاہا‘ مگر حضرت صہیبؓ، حضرت ابوایوبؓ اور ایک جماعت نے آپ کا دفاع کیا اور وہ آپ کو نکال کر لے گئے اور انہوں نے آپ سے کہا‘ آپ نے ہماری طرح کیوں سکوت اختیار نہیں کیا؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا اور حضرت علیؓ نے عثمان بن حنیف کو خط میں لکھا کہ ان دونوں کو زبردستی کسی پارٹی میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا گیا اور انہیں جماعت اور فضل میں شامل ہونے پر مجبور کیا گیا ہے‘ پس اگر یہ دونوں علیحدگی کے خواہاں ہیں تو ان کے لیے کوئی عذر نہیں اور وہ اس کے علاوہ کچھ چاہتے ہیں تو یہ بھی غور کر لیں اور ہم بھی غور کر لیتے ہیں اور کعب بن ثور‘ حضرت علیؓ کا خط لے کر عثمان کے پاس آیا تو عثمان کہنے لگا کہ ہم جس معاملہ سے دوچار ہیں یہ اس سے الگ معاملہ ہے اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے عثمان بن حنیف کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس آئے تو اس نے انکار کیا‘ پس ان دونوں حضرات نے ایک تاریک رات میں آدمیوں کو اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ جامع مسجد میں نماز عشاء میں شامل ہوئے اور اس شب عثمان بن حنیف باہر نہ نکلا اور عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور بصرہ کے رذیل لوگوں کی جانب سے اعتراض اور شمشیر زنی ہوئی اور ان میں سے تقریباً چالیس آدمی قتل ہوگئے اور لوگ عثمان بن حنیف کے محل میں اس کے پاس گئے اور اسے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس لے آئے اور اس کے چہرے کے تمام بال نوچ لیے‘ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے اس بات کو بہت بڑا خیال کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیج کر حقیقتِ حال سے آگاہ کیا تو آپ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بیت المال کا افسر مقرر کر دیا اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بیت المال کے اموال لوگوں

میں تقسیم کر دیئے اور اطاعت کنندوں کو ترجیح دی اور لوگ اپنی رسد لینے کے لیے ان پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے محافظین کو پکڑ لیا اور بصرہ کی حکومت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا' دراس طرح حضرت عثمانؓ کے قاتلین اور ان کے انصار کی ایک جماعت کو برانگیختہ کیا' پس وہ تقریباً تین صد کی ایک فوج میں شامل ہو گئے اور ان کا سالار حکیم بن جبلہ تھا جو قاتلین عثمانؓ میں سے ایک تھا۔ پس انہوں نے مقابلہ کیا اور جنگ کی اور ایک شخص نے حکیم بن جبلہ کی ٹانگ پر تلوار مار کر اسے قطع کر دیا تو اس نے آگے بڑھ کر ٹانگ کو پکڑ کر اس کے ساتھ ضرب لگانے والے کو مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اس پر ٹیک لگا کر کہنے لگا۔

''اے پنڈلی تو ہرگز خیال نہیں رکھے گی تو میرا بازو ہے جس سے میں اپنی پنڈلی کا بچاؤ کرتا ہوں''۔

نیز کہا۔

''اگر میں مر جاؤں تو مجھ پر کوئی عار نہیں اور لوگوں میں عار کی بات فرار کرنا ہے اور ہلاکت' بزرگی کو رسوا نہیں کرتی''۔

پس جب وہ اس ٹانگ پر اپنے سر سے ٹیک لگائے ہوئے تھا تو ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اس نے پوچھا' تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے اسے کہا میرے تکیے نے' پھر حکیم قتل ہو کر مر گیا اور تقریباً ستر قاتلین عثمان اور ان کے مددگار بھی جو اہل مدینہ میں سے تھے' مر گئے اور اہل بصرہ میں سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے مخالفین کا دل کمزور ہو گیا' اور بیان کیا جاتا ہے کہ اہل بصرہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی اور حضرت زبیرؓ نے ایک ہزار سواروں کو تیار کیا کہ وہ ان کو ساتھ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ان سے مڈبھیڑ کریں گے' مگر کسی نے آپ کو جواب نہ دیا اور انہوں نے بشارت کے طور پر اہل شام کو یہ بات لکھی' اور یہ معرکہ ۲۵/ ربیع الآخر ۳۶ھ کو ہوا اور حضرت عائشہؓ نے زید بن صوحان کو خط لکھا جس میں اسے اپنی مدد کرنے اور اپنے ساتھ قیام کرنے کی دعوت دی اور اگر وہ نہیں آ سکتا تو اپنے ہاتھ کو روکے رکھے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے یعنی نہ آپ کی مدد کرے اور نہ آپ کی مخالفت کرے' اس نے کہا' جب تک آپ اپنے گھر میں ہیں آپ کا مددگار رہوں اور اس نے اس بارے میں آپ کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اللہ تعالیٰ ام المومنین پر رحم فرمائے اللہ نے انہیں گھر میں رہنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' وہ اپنے گھر سے باہر آ گئی ہیں اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیتی ہیں حالانکہ وہ گھر رہنے کی ہم سے زیادہ سزاوار ہیں اور حضرت عائشہؓ نے اہل یمامہ اور اہل کوفہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا۔

شام کی بجائے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بصرہ کی طرف روانگی:

شام جانے کی تیاری کرنے کے بعد آپ کو پتہ چلا کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور ان کو بصرہ جانے کی ترغیب دی تاکہ اگر ہو سکے تو ان لوگوں کو بصرہ میں داخل ہونے سے روکیں اور اگر وہ اس میں داخل ہو چکے ہیں تو انہیں وہاں سے نکال باہر کریں' پس اکثر اہل مدینہ نے آپ کی مدد نہ کی اور بعض نے آپ کی بات کو قبول کیا' شعبی کا قول ہے کہ اس معاملے میں صرف چھ بدری آدمیوں نے آپ کا ساتھ دیا جن کے ساتھ ساتواں آدمی نہ تھا اور دیگر مؤرخین نے چار آدمیوں کا ذکر کیا ہے اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ کبار صحابہؓ میں سے حضرت ابوالہیثم بن التیہان' حضرت ابوقتادہ انصاری' حضرت زیاد بن حنظلہ اور حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے آپ کو جواب دیا' ان کا بیان ہے کہ ذوالشہادتین شامل نہ تھے

وہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں فوت ہو چکے تھے اور حضرت علیؓ متقدم الذکر تیاری کے ساتھ مدینہ سے بصرہ کی طرف گئے' ہاں انہوں نے مدینہ پر تمام بن عباس اور مکہ پر قثم بن عباس کو نائب مقرر کیا' یہ آخر ربیع الاوّل ۳۶ھ کا واقعہ اور حضرت علیؓ مدینہ سے تقریباً نوسو جانبازوں کے ساتھ نکلے' اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے ربذہ میں حضرت علیؓ سے ملاقات کی اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا' یا امیرالمومنین مدینہ سے باہر نہ جایئے' خدا کی قسم اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو مسلمانوں کی حکومت پلٹ کر یہاں کبھی نہیں آئے گی' تو بعض لوگوں نے آپ کو دشنام کیا اور حضرت علیؓ نے کہا' انہیں چھوڑ دیجیے یہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اچھے آدمی ہیں اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما راستے میں اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا۔ میں نے آپ کو روکا تھا اور آپ نے مجھے کاٹا۔ یہ آپ کل ضائع ہو کر قتل ہو جائیں گے اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا آپ ہمیشہ مجھ پر لڑکی کی طرح مہربان رہتے ہیں اور وہ کون سی بات ہے جس سے آپ نے مجھے روکا ہے اور میں نے آپ کی بات نہیں مانی' انہوں نے کہا۔ کیا میں نے حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل آپ کو مشورہ نہیں دیا تھا کہ آپ مدینہ سے چلے جائیں ایسا نہ ہو کہ وہ قتل ہو جائیں اور آپ مدینہ میں موجود ہوں اور کوئی بات کرنے والا بات کرے؟ کیا میں نے آپ کو مشورہ نہیں دیا تھا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اس وقت تک بیعت نہ لیں جب تک تمام شہروں کے باشندے آپ کی طرف اپنی بیعت نہ بھیجیں؟ اور میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ جب یہ عورت اور دو مرد باہر نکلیں تو آپ اپنے گھر میں بیٹھیں تاکہ وہ صلح کر لیں مگر آپ نے میری ان سب باتوں کو نہیں مانا' حضرت علیؓ نے ان سے کہا' آپ کا یہ کہنا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل باہر چلا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ کیا گیا تھا اسی طرح ہمارا گھیراؤ بھی کیا گیا تھا' اور شہروں کی بیعت آنے سے قبل میرے بیعت لینے کا جواب یہ ہے کہ میں نے اس امر کے ضیاع کو پسند نہیں کیا اور یہ کہ میں بیٹھا رہوں اور ان لوگوں نے جس طرف جانا ہے چلے جائیں' کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں گھیراؤ کیے ہوئے بجو کی طرح ہو جاؤں' جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے حتیٰ کہ اس کی کونچیں چیر دی جاتی ہیں اور وہ باہر نکل آتا ہے۔ پس اگر میں ان امور پر غور نہ کروں جو اس معاملے میں مجھ پر لازم آتے ہیں تو ان پر کون غور کرے گا؟ اے میرے بیٹے! مجھ سے باز رہیے' اور جب آپ کو وہ خبر ملی جو کچھ لوگوں نے بصرہ میں حکومت کے متعلق کہا تھا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو آپ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ اہل کوفہ کو خط لکھا' میں نے اہل امصار پر آپ لوگوں کو ترجیح دی ہے اور تمہیں پسند کیا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے اس سے فارغ ہو چکا ہوں پس تم اللہ کے دین کے اعوان و انصار بن جاؤ اور ہمارے پاس چلے آؤ' ہم اصلاح کے خواہاں ہیں تاکہ یہ امت دوبارہ بھائی بھائی بن جائے پس وہ دونوں چلے گئے اور آپ نے مدینہ کی طرف پیغام بھیجا اور جو ہتھیار اور سواریاں آپ کو مطلوب تھیں وہ لے لیں اور لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے معزز و مکرم بنایا ہے اور ذلت و قلت اور تباغض و تباعد کے بعد ہمیں اس کے ذریعے بھائی بھائی بنایا ہے اور جب تک اللہ نے چاہا لوگ اس طریق پر چلے اسلام ان کا دین تھا اور حق ان کے درمیان قائم تھا اور کتاب ان کی امام تھی' حتیٰ کہ یہ شخص ان لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا جنہیں شیطان نے اکسایا تاکہ وہ اس امت کے درمیان فساد ڈال دے' آگاہ رہو' یہ امت بھی لازماً اپنے سے پہلی امتوں کی طرح متفرق ہو جائے گی' پس جو شر پیدا ہونے والا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا' آگاہ رہو یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے بدترین

فرقہ وہ ہوگا جو مجھ سے محبت کرے گا اور میرے جیسے کام نہیں کرے گا اور تم نے دیکھ لیا اور معلوم کر لیا ہے پس اپنے دین پر قائم رہو اور میری ہدایت کے ذریعے راہنمائی حاصل کرو بلاشبہ وہ تمہارے نبی کی ہدایت ہے اور اس کی سنت کی پیروی کرو اور جو بات تم پر مشتبہ ہو اس سے اعراض کرو حتیٰ کہ اسے کتاب پر پیش کرو' پس جسے قرآن پہچانے اس کی پابندی کرو اور جس سے وہ انکار کرے اسے رد کر دو اور اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم وامام ہونے کو پسند کرو' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ سے روانگی کا ارادہ کیا تو ابن ابی رفاعہ بن رافع نے آپ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین یا امیر المومنین آپ کیا چاہتے ہیں اور ہمیں کہاں لیے جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر وہ ہماری بات کو قبول کر لیں تو ہماری نیت اور ارادہ اصلاح کا ہے' اس نے کہا اور اگر وہ نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا' ہم ان کی عہد شکنی کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیں گے اور ان کو ان کا حق دیں گے اور صبر کریں گے' اس نے کہا' اگر وہ راضی نہ ہوں تو؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ ہمیں چھوڑے رکھیں گے ہم بھی انہیں چھوڑے رکھیں گے' اس نے کہا اگر وہ ہمیں نہ چھوڑیں تو؟ آپ نے فرمایا ہم ان سے رُکے رہیں گے اس نے کہا تب تو اچھی بات ہے' اور حجاج بن غزیہ انصاری نے آپ کے پاس آ کر کہا جس طرح آپ نے مجھے قول سے راضی کیا ہے میں آپ کو فعل سے راضی کروں گا۔ خدا کی قسم جس طرح اللہ نے ہمارا نام انصار رکھا ہے وہ ضرور میری مدد کرے گا' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ ربذہ میں تھے کہ طیٔ قبیلے کی ایک جماعت آئی آپ کو بتایا گیا کہ یہ طیٔ قبیلے کی ایک جماعت ہے جس میں کچھ لوگ تو آپ کے ساتھ جانے کے خواہاں ہیں اور کچھ لوگ آپ کو سلام کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے: وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی تیاری کے مطابق ربذہ سے چلے آپ ایک سرخ ناقہ پر سوار تھے جس کے آگے ایک کیت گھوڑا چل رہا تھا اور جب آپ فید مقام پر پہنچے تو اسد اور طیٔ کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور انہوں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا میرے پاس کافی آدمی ہیں اور اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جسے عامر بن مطر الشیبانی کہا جاتا تھا حضرت علیؓ نے اسے کہا' تیرے پیچھے کیا ہے؟ تو اس نے آپ کو حقیقتِ حال سے باخبر کیا تو آپ نے اس سے حضرت ابوموسیٰ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا' اگر آپ نے صلح کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ صلح کے ساتھی ہیں اور اگر آپ نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو وہ جنگ کے ساتھی نہیں' حضرت علیؓ نے کہا خدا کی قسم جن لوگوں نے ہمارے خلاف تمرد اختیار کیا ہے میں ان سے صلح کا خواہاں ہوں اور چل پڑے اور جب آپ کوفہ کے نزدیک پہنچے تو آپ کو واضح طور پر قتل اور عثمان بن حنیف کے بصرہ سے نکال دیئے جانے اور ان کے بیت المال کے اموال کو لے لینے کی خبر ملی اور آپ کہنے لگے' اے اللہ! مجھے اس مصیبت سے بچا جس میں تو نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو مبتلا کیا ہے اور جب آپ ذوقار مقام تک پہنچے تو عثمان بن حنیف آپ کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے چہرے پر ایک بال بھی نہ تھا' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ نے مجھے بصرہ کی جانب بھیجا تو میں داڑھی والا تھا اور میں آپ کے پاس بے ریش ہو کر آیا ہوں آپ نے فرمایا تو نے بھلائی اور اجر حاصل کیا ہے' نیز حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق آپ نے کہا اے اللہ جو ان دونوں نے باندھا ہے اسے کھول دے اور جو کچھ انہوں نے اپنے دلوں میں پختہ کیا ہے اسے پختہ نہ کر' اور جو کچھ انہوں نے اس معاملے میں کیا ہے اس کی برائی انہیں دکھا دے اور حضرت علیؓ ذوقار مقام پر اس خط

کے جواب کا انتظار کرنے لگے' جو انہوں نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ لکھ کر بھیجا تھا۔ اور وہ دونوں آپ کا خط لے کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے حکم کے مطابق لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ مگر انہیں کچھ جواب نہ دیا گیا اور جب شام ہوئی تو کچھ دانشور لوگ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی پیشکش کرنے گئے تو انہوں نے کہا یہ گذشتہ کل کو ہو سکتی تھی پس محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر نے غصے میں انہیں سخت باتیں کیں تو انہوں نے ان دونوں سے کہا خدا کی قسم میری اور تمہارے آقا کی گردن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت پڑی ہے اور اگر جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو ہم جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے وہ جہاں بھی ہوں اور جو بھی ہوں' فارغ نہ ہو لیں کسی کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جا کر بتایا' آپ اس وقت ذوقار مقام پر تھے آپ نے اشتر سے فرمایا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا ساتھی اور ہر چیز میں رکاوٹ کرنے والا ہے تو اور حضرت ابن عباسؓ جا کر بگاڑ کی اصلاح کرو' وہ دونوں چل کر کوفہ آئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کوفہ کے کچھ آدمیوں سے آپ کے خلاف مدد لی' تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جنہوں نے آپ کی صحبت اختیار کی ہے وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جنہوں نے آپ کی صحبت اختیار نہیں کی اللہ اور اس کے رسول کو بہتر جانتے ہیں' بے شک تمہارا ہم پر حق ہے اور میں تمہاری خیر خواہی کرنے والا ہوں' مشورہ یہ ہے کہ تم اللہ کی حکومت سے پوشیدگی اختیار نہ کرو اور نہ اس کے امر پر جرأت کرو اور یہ ایک فتنہ ہے جس میں سونے والا' جاگنے والے سے بہتر ہے اور جاگنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہے اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا سوار سے بہتر ہے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہے' پس تلواروں کو میان میں کر لو' اور نیزوں کے پھل نکال لو' اور تانتوں کو کاٹ دو اور مجبور و مظلوم کو پناہ دو حتیٰ کہ یہ معاملہ درست ہو جائے اور یہ فتنہ واضح ہو جائے' پس حضرت ابن عباسؓ اور اشتر نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر آپ کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا' تو آپ نے حضرت حسن اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور حضرت عمارؓ سے فرمایا' جا کر بگاڑ کی اصلاح کیجیے' وہ دونوں گئے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو گئے اور سب سے پہلے مسروق بن الاجدع نے ان دونوں کو سلام کیا اور حضرت عمارؓ سے کہا' تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہماری بے عزتی کرنے اور ترقی روکنے کی وجہ سے' اس نے کہا خدا کی قسم تم نے اس طرح انہیں سزا دے دی جس طرح تمہیں سزا دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرتے تو صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہوتا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ باہر آ کر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملے اور انہیں اپنے ساتھ لگا لیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے ابوالیقظان تو نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خلاف مدد دے کر انہیں قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' میں نے یہ کام نہیں کیا اور اس بات نے مجھے دکھ بھی نہیں دیا' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کی بات کاٹ کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا' لوگ ہم سے کیوں نہیں رُکتے' خدا کی قسم ہمارا ارادہ صرف اصلاح کا ہے اور نہ ہی امیر المومنین جیسا آدمی کسی چیز سے ڈرتا ہے' انہوں نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ درست کہتے ہیں لیکن جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے' میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے' اور پیدل چلنے والا' سوار سے بہتر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہم پر ہمارے

خون اور اموال حرام قرار دیئے ہیں' پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور آپ کو برا بھلا کہا' اور کہنے لگے اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہیں ہی کہا ہے کہ تم اس فتنہ میں بیٹھے رہو اور تم سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے' اور بنی تمیم کا ایک شخص حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی خاطر غصے میں آ گیا اور اس نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور دوسرے لوگ بھی جوش میں آ گئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کو روکنے لگے اور شور بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! میری اطاعت کرو اور عرب کی اچھی قوموں کے اچھے لوگ بن جاؤ' جن کی مظلوم پناہ لیتا تھا اور خائف امن میں آ جاتا تھا اور بلاشبہ جب فتنہ آتا ہے تو مشتبہ ہوتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے پھر آپ نے لوگوں کو اپنے ہاتھ سے روکنے اور اپنے گھروں میں بیٹھ جانے کا حکم دیا' تو زید بن صوحان نے کھڑے ہو کر کہا' اے لوگو! امیر المومنین اور سید المسلمین کے پاس چلو' سب کے سب ان کے پاس چلو' اور قعقاع بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا' بلاشبہ حق وہی ہے جو امیر نے کہا ہے لیکن لوگوں کا امیر کے بغیر چارہ نہیں جو ظالم کو روکتا ہے اور مظلوم کی مدد کرتا ہے اور اس سے لوگوں کی پراگندگی درست ہو جاتی ہے اور امیر المومنین حضرت علیؓ جس چیز کے حاکم ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور آپ نے دعا میں انصاف سے کام لیا ہے اور آپ صرف اصلاح چاہتے ہیں' پس ان کے پاس جاؤ اور عبد خیر نے کھڑے ہو کر کہا لوگوں کے چار گروہ ہیں' حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی کوفہ کے بیرون میں ہیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں ہیں اور ایک گروہ حجاز میں ہے جو نہ جنگ کرتا ہے اور نہ اس سے کوئی سروکار رکھتا ہے' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بہترین گروہ ہے اور یہ فتنہ ہے' پھر لوگوں نے باہم گفتگو کی اور حضرت عمار اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حضرت امیر المومنین کی طرف جانے کی دعوت دی' کیونکہ وہ صرف لوگوں کی اصلاح کے خواہاں ہیں اور حضرت عمارؓ نے سنا کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا ہے آپ نے فرمایا' خیر سے دور اور گالی دیئے گئے شخص خاموش ہو جا! خدا کی قسم وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے تمہاری آزمائش کی ہے تاکہ معلوم کرے کہ کیا تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی' اسے بخاری نے روایت کیا ہے' اور حجر بن عدی نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! امیر المومنین کی طرف چلو:

﴿ اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالاً وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴾

اور جب کبھی کوئی شخص کھڑا ہوتا' وہ لوگوں کو جنگ کی طرف کوچ کرنے کی ترغیب دیتا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر سے انہیں روکتے اور حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما بھی منبر پر ان کے ساتھ تھے حتیٰ کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا' آپ ہلاک ہوں' تمہاری ماں نہ رہے ہم سے الگ ہو جاؤ اور ہمارے منبر کو چھوڑ دو اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اشتر کو بھیجا اور اس نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور اسی شب ان کو قصر امارت سے نکال دیا اور لوگوں نے جنگ پر جانے کی بات کا جواب دیا اور حضرت حسنؓ کے ساتھ نو ہزار اشخاص خشکی اور دجلہ میں نکلے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ بارہ ہزار اور ایک شخص روانہ ہوا اور وہ امیر المومنین کے پاس آئے اور آپ ذوقار مقام میں راستے کے دوران انہیں ایک جماعت کے

ساتھ ملے‘ جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور فرمایا اے اہل کوفہ تم نے عجم کے بادشاہوں سے جنگ کی اور ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور میں نے تم کو دعوت دی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے بصری بھائیوں کے پاس چلو‘ پس اگر وہ رجوع کریں تو یہی ہمارا مقصد ہے اور اگر وہ انکار کریں تو ہم نرمی کے ساتھ ان کا علاج کریں حتیٰ کہ ہمارے ساتھ ظلم کی ابتدا کریں اور جس کام میں ہماری اصلاح ہوگی ہم اسے فساد کی بات پر ترجیح دیں گے۔ ان شاء اللہ

پس وہ ذوقار مقام پر آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور حضرت علیؓ کے ساتھ مشہور رؤسا میں سے حضرت قعقاع بن عمرو‘ حضرت سعد بن مالک‘ حضرت الہیثم بن شہاب‘ حضرت زید بن صوحان‘ اشتر‘ حضرت عدی بن حاتم‘ حضرت المسیب بن نجبہ‘ حضرت یزید بن قیس اور حضرت حجر بن عدی اور ان کے امثال شامل تھے اور عبدالقیس کا پورا قبیلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بصرہ کے درمیان آپ کا منتظر تھا اور وہ ہزاروں لوگ تھے‘ حضرت علی نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہما کو‘ بصرہ میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا کہ وہ ان دونوں حضرات کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دیں اور اختلاف و انتشار کی دشواریوں کو ان کے سامنے واضح کریں‘ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے بصرہ جا کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے مشن کا آغاز کیا اور کہا اے میری ماں آپ اس شہر میں کیوں آئی ہیں؟ آپ نے فرمایا لوگوں کے درمیان صلح کروانے‘ میرے بیٹے‘ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاں آنے کا پیغام بھیجیں‘ وہ دونوں آئے تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا‘ میں نے حضرت ام المومنین سے دریافت کیا ہے کہ آپ کس کام آئی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہے کہ میں صرف لوگوں کے درمیان صلح کروانے آئی ہوں‘ ان دونوں نے کہا ہم بھی اسی لیے آئے ہیں‘ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتایئے اس صلح کی صورت کیا ہوگی اور یہ صلح کس چیز پر ہوگی؟ اور قسم بخدا اگر ہم نے اسے پہچان لیا تو ہم صلح کر لیں گے اور ہم نے اسے نہ پہچانا تو ہم صلح نہیں کریں گے‘ ان دونوں نے کہا‘ صلح قاتلین عثمان پر ہوگی اور اس وجہ کو ترک کرنا‘ قرآن کو ترک کرنا ہوگا‘ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں نے حضرت عثمانؓ کے بصری قاتلین کو قتل کر دیا ہے اور تم ان کے قتل سے قبل آج کی نسبت استقامت سے زیادہ قریب تھے‘ تم نے چھ صد آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کے لیے چھ ہزار آدمی غصے میں آ گئے ہیں اور انہوں نے تم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور تمہارے درمیان سے نکل کر چلے گئے ہیں اور تم نے حرقوص بن زہیر کا مطالبہ کیا ہے تو چھ ہزار آدمیوں نے اسے روک دیا ہے پس اگر تم انہیں چھوڑ دو تو تم اپنی بیان کردہ بات میں پھنس جاتے ہو اور اگر ان سے جنگ کرو تو وہ جس بات سے تم سے خائف و ترساں ہو اس سے بڑی مصیبت تم پر لے آئیں گے۔ یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل سے تم جس مصلحت کے خواہاں ہو اس سے بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی۔

اور جیسا کہ تم حرقوص بن زہیر سے اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہیں لے سکے کہ چھ ہزار آدمی اس کی حفاظت میں اس کے قاتلین کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے ہیں پس حضرت علیؓ اس وقت حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے قتل کے ترک میں زیادہ معذور ہیں اور آپ نے قاتلین عثمانؓ کے قتل کو صرف اس لیے مؤخر کیا ہے کہ آپ ان پر قابو پا جائیں‘ بلاشبہ سب شہروں میں اختلاف پایا جاتا ہے‘ پھر حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ ربیعہ اور مضر کے بہت سے لوگ اس وقوع پذیر معاملہ کی وجہ سے ان سے جنگ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں‘ حضرت عائشہ ام المومنین نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا

میری رائے یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہو چکا ہے اس کا علاج سکون دنیا ہے اور جب وہ معاملہ پرسکون ہو جائے گا تو وہ حرکت کریں گے پس اگر تم لوگ ہماری بیعت کرو تو یہ بھلائی اور رحمت کی خوشخبری اور بدلہ لینے کی علامت ہوگی اور اگر تم اس بات کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانو تو یہ شر اور اس حکومت کے تباہ ہونے کی علامت ہوگی' پس جو عافیت تمہیں دی جاتی ہے اس کو ترجیح دو اور پہلے کی طرح بھلائی کی چابیاں بن جاؤ اور ہمیں مصیبت کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم خود بھی اس کا نشانہ بنو گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں تباہ کر دے گا اور قسم بخدا میری یہی رائے ہے اور میں آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ یہ بات پوری نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس امت سے جس کا متاع قلیل ہے اپنی حاجت پوری کرے گا اور جو مصیبت اس پر نازل ہوئی تھی وہ نازل ہو چکی ہے' بلاشبہ جو بات ہو چکی ہے وہ ایک عظیم بات ہے اور یہ ایک شخص کے دوسرے شخص کو قتل کرنے اور ایک جماعت کے ایک شخص کو قتل کرنے اور ایک قبیلہ کے دوسرے قبیلے کو قتل کرنے کی طرح نہیں ہے' انہوں نے جواب دیا آپ نے نہایت اچھی اور درست بات کہی ہے' واپس چلے جائیں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئیں اور ان کی رائے بھی آپ جیسی ہو تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ اس بات سے خوش ہوئے اور لوگ صلح کے قریب ہو گئے' جس نے اسے ناپسند کرنا تھا اس نے اسے ناپسند کیا اور جس نے اسے پسند کرنا تھا اس نے اسے پسند کیا اور حضرت عائشہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جس میں آپ کو بتایا کہ وہ صلح کے لیے آئی ہیں' پس دونوں طرف کے لوگ خوش ہو گئے اور حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور جاہلیت اور اس کی بدبختی اور اس کے اعمال کا ذکر کیا اور پھر اسلام اور اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق کی سعادت کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا پھر ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق کر دیا پھر یہ واقعہ ہوا جس نے امت پر زیادتی کی' کچھ لوگوں نے دنیا طلب کی اور اللہ نے اس پر جو انعامات کیے اور جن فضیلتوں سے اسے سرفراز فرمایا' ان پر حسد کیا اور اسلام اور اس کی باتوں کو پشت کے بل واپس کرنا چاہا اور اللہ اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے والا ہے پھر فرمایا آگاہ رہو' میں کل کوچ کرنے والا ہوں پس تم بھی کوچ کرو' اور ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص کوچ نہ کرے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں لوگوں کی کچھ بھی مدد کی ہو اور جب آپ نے یہ بات کہی تو ان کے رؤساء کی ایک جماعت جیسے اشتر نخعی' شریح بن اوفی' عبداللہ بن سبا المعروف بابن السوداء' سالم بن ثعلبہ' غلاب بن الہیثم اور ان کے علاوہ اڑھائی ہزار آدمی اکٹھے ہو گئے اور ان میں کوئی صحابی شامل نہ تھا والله الحمد' اور کہنے لگے' یہ کیا رائے ہے اور قسم بخدا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو تلاش کرتے ہیں اور اس کے زیادہ عامل بھی ہیں اور جو بات انہوں نے کہی ہے وہ تم سن چکے ہو' کل وہ لوگوں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی مراد تمہاری ساری قوم سے ہے اور تم سے یہ کیسے ہوگا حالانکہ ان کی کثرت کے مقابلہ میں تمہاری تعداد قلیل ہے؟ اشتر نے کہا' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہمارے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں وہ ہمیں معلوم ہے' مگر آج تک ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کا پتہ نہیں چلا' اور اگر انہوں نے ان کے ساتھ صلح کی ہے تو انہوں نے ہمارے خون پر صلح کی ہے اور اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ ملا دیں گے اور لوگ ہمارے ساتھ خاموشی اختیار کر کے راضی ہو جائیں گے' ابن السوداء نے کہا تمہاری رائے بہت بری ہے' اگر ہم نے انہیں

قتل کیا تو ہم قتل ہو جائیں گے' لیکن اے گروہ قاتلین عثمانؓ ہم اڑھائی ہزار ہیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی پانچ ہزار ہیں' تمہیں ان کے ساتھ مقابلہ کی سکت نہ ہوگی اور ان کا مقصد صرف تم ہو' غلاب بن الہیثم نے کہا انہیں چھوڑو اور ہمارے ساتھ واپس چلو تاکہ ہم بعض شہروں سے تعلق پیدا کر کے وہاں محفوظ ہو جائیں' ابن السوداء نے کہا تم نے بہت بری بات کی ہے خدا کی قسم اس صورت میں لوگ تمہیں اُچک لیں گے' پھر ابن السوداء نے کہا خدا اس کا بھلا نہ کرے' تمہارا قافلہ لوگوں میں ملا جلا ہے' پس جب لوگ مڈبھیڑ کریں اور لوگوں کے درمیان جنگ ٹھن جائے تو تم انہیں اکٹھا ہونے کی دعوت نہ دینا اور تم جس کے ساتھ ہو گے وہ محفوظ ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کو اس بات سے جسے وہ چاہتے ہیں غافل کر دے گا اور ان کی ناپسندیدہ بات کو ان کے پاس لے آئے گا' پس انہوں نے اس رائے کو دانشمندانہ قرار دیا اور متفرق ہو گئے اور صبح کو حضرت علیؓ نے کوچ کیا اور عبدالقیس کے پاس سے گذرے تو وہ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے اور زاویہ میں اترے اور وہاں سے بصرہ روانہ ہو گئے اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے اور عبیداللہ بن زیاد کے محل کے نزدیک جمع ہو گئے اور سب لوگ ایک جانب اتر پڑے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی فوج سے آگے چلے گئے اور وہ آپ سے ملنے لگے اور انہوں نے تین دن قیام کیا اور ان کے درمیان ایلچی آتے جاتے رہے یہ ۱۵/ جمادی الآخرہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے مقابلہ میں' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو موقع سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا تو ان دونوں نے کہا حضرت علیؓ نے اس معاملے کو ٹھنڈا کرنے کا مشورہ دیا ہے اور ہم نے اس بات پر مصالحت کرنے کے لیے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے اور حضرت علیؓ لوگوں میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو اعور بن نیار المنقری نے آپ کے پاس آکر آپ سے اہل بصرہ کے پاس جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' اصلاح اور غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے تاکہ لوگ بھلائی پر جمع ہو جائیں اور اس امت کی پراگندگی ختم ہو جائے اس نے کہا اگر وہ ہمیں جواب نہ دیں تو پھر؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ ہمیں چھوڑ رہیں گے ہم بھی انہیں چھوڑے رکھیں گے' اس نے کہا اگر وہ ہمیں نہ چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا' ہم انہیں اپنے آپ سے دور رکھیں گے' اس نے کہا' کیا انہیں اس معاملے میں ہمارے جیسے حقوق حاصل ہوں گے' آپ نے فرمایا' ہاں اور ابوسلام الدالانی نے آپ کے پاس آکر کہا اگر ان لوگوں کا مقصد رضا الٰہی ہے تو کیا ان کے پاس خون کے مطالبے کے بارے میں کوئی حجت ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں' اس نے کہا' کیا آپ کے پاس اس میں کوئی حجت ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں' اس نے کہا اگر کل ہم آزمائش میں پڑ گئے تو ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ ہم اور ان میں سے جو شخص بھی خدا کے لیے صاف دل ہو کر قتل ہوگا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: اے لوگو! ان لوگوں کے بارے میں اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو روکو اور اس بات سے بچو کہ وہ ہم سے سبقت کر جائیں بلاشبہ کل کا مخالف آج کا مخالف ہے' اس دوران میں احنف بن قیس ایک جماعت کے ساتھ آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور اس نے حرقوص بن زہیر کو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے روکا تھا اور اس نے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اس لیے کہ جب وہ مدینہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور اس نے حضرت

عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے پوچھا کہ اگر حضرت عثمانؓ قتل ہو جائیں تو میں کس کی بیعت کروں' انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ وہ بیان کرتا ہے پھر میں اپنی قوم کے پاس واپس آ گیا اور اس کے بعد مجھے قبیح ترین واقعات پیش آئے حتیٰ کہ لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عائشہؓ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے آئی ہیں پس میں اپنے معاملے میں حیران رہ گیا کہ میں کس کی پیروی کروں' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حدیث کی وجہ سے روک دیا جسے میں نے حضرت ابوبکرؓ سے سنا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے جنہوں نے عورت کو اپنا حکمران مقرر کیا ہے۔ اور اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جب احنف حضرت علیؓ کے پاس گیا تو اس کے ساتھ چھ ہزار کمانیں تھیں اس نے حضرت علیؓ سے کہا' اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ مل کر جنگ کروں اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے دس ہزار تلواروں کو روکوں' آپ نے فرمایا ہم سے دس ہزار تلواروں کو روکیں' پھر حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اسی بات پر قائم ہو جس پر تم نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے علیحدگی اختیار کی ہے تو ہمارے اترنے تک رُکے رہو تا کہ ہم اس معاملے میں غور و فکر کر لیں' تو ان دونوں حضرات نے آپ کے پیغام کا جواب بھیجا کہ ہم نے لوگوں کے درمیان صلح کرانے پر حضرت قعقاع بن عمروؓ سے علیحدگی اختیار کی ہے اور ہم اس بات پر قائم ہیں' پس دلوں کو سکون حاصل ہو گیا اور ہر فریق اپنی فوج کے اصحاب کے ساتھ شامل ہو گیا اور جب شام ہوئی تو حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا اور لوگوں نے بہترین رات گزاری اور قاتلین عثمانؓ نے بدترین رات گزاری اور انہوں نے باہم مشورہ کرتے رات بسر کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ جھٹپٹے میں جنگ بھڑکا دیں پس وہ طلوع فجر سے قبل اٹھے اور وہ تقریباً دو ہزار آدمی تھے اور ہر فریق اپنے قرابت داروں کی طرف لوٹ گیا اور انہوں نے تلواروں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور ہر فریق نے اپنی قوم کو بچانے کے لیے حملہ کر دیا اور لوگ اپنی خواب گاہوں سے اٹھ کر اپنے ہتھیاروں کے پاس گئے اور کہنے لگے رات کو اہل کوفہ نے ہم پر حملہ کیا ہے اور ہم پر شب خون مارا ہے اور ہم سے دھوکہ کیا ہے اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ سب کچھ حضرت علیؓ کے اصحاب کے مشورہ سے ہوا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اہل بصرہ نے ہم پر شب خون مارا ہے اور ہر فریق اپنے ہتھیاروں کی طرف کود پڑا اور زر ہیں پہن لیں اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی حقیقت امر سے آگاہی نہ تھی اور خدا کا حکم اس کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے اور جنگ تیز ہو گئی اور سواروں نے ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی اور بہادروں نے میدان کارزار میں جولانی کی اور گھمسان کا رن پڑا اور فریقین نے ثابت قدمی دکھائی اور حضرت علیؓ کے پاس بیس ہزار اشخاص جمع ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے ساتھیوں کے پاس تقریباً تیس ہزار اشخاص جمع ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون. اور سبائی' یعنی اصحاب ابن السوداء اللہ اس کا بھلا نہ کرے' قتل میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منادی اعلان کر رہا تھا' اے لوگو! باز آ جاؤ اے لوگو باز آ جاؤ' مگر کوئی شخص اس کی آواز نہ سنتا تھا اور بصرہ کے قاضی کعب بن سوار نے آ کر کہا اے ام المومنین لوگوں کے پاس چلے جایئے شاید آپ کے ذریعے

اللہ لوگوں کی باہم صلح کروادے' پس وہ اپنے اونٹ کے اوپر اپنے ہودج میں بیٹھیں اور انہوں نے زرہوں کے ساتھ ہودج کو ڈھانپ دیا اور آپ آ کر وہاں کھڑی ہوگئیں جہاں آپ لوگوں کی حرکات کو دیکھ سکتی تھیں' انہوں نے ایک دوسرے پر حملے کیے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں جولانی کی اور مقابلہ کرنے والوں میں حضرت زبیرؓ اور حضرت عمارؓ بھی شامل تھے' حضرت عمارؓ ان پر نیزہ سے حملہ کرنے لگے اور حضرت زبیرؓ انہیں روکنے لگے اور کہنے لگے اے ابوالیقظان کیا تو مجھے قتل کر دے گا؟ وہ کہنے لگے اے ابوعبداللہ' نہیں' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ وگرنہ حضرت زبیرؓ ان پر قابو پانے کی زیادہ قدرت رکھتے تھے لہٰذا اس وجہ سے آپ ان سے رُکے رہے اور اس روز ان کا ایک یہ طریق بھی تھا کہ زخمی کو مارا نہ جائے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے' اس کے باوجود بھی بہت سے لوگ مارے گئے حتیٰ کہ حضرت علیؓ اپنے بیٹے حسنؓ سے کہنے لگے۔ کاش تیرا باپ آج سے بیس سال قبل فوت ہو چکا ہوتا۔ حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا اے میرے باپ میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا۔ سعید بن ابی عجرہ نے عن قتادہ عن الحسن عن قیس بن عباد بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے دن کہا اے حسنؓ! کاش تیرا باپ بیس سال قبل فوت ہو چکا ہوتا۔ تو حضرت حسنؓ نے آپ کو جواب دیا۔ میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے بیٹے مجھے معلوم نہ تھا کہ بات یہاں تک پہنچ جائے گی' اور مبارک بن فضالہ نے بحوالہ حسن بن ابی بکرہ بیان کیا ہے کہ

جب یوم الجمل کو جنگ سخت ہوگئی اور حضرت علیؓ نے سروں کو گرتے دیکھا تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا پھر فرمایا انا للہ اے حسنؓ! اس کے بعد کس بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے؟ اور جب دونوں فوجیں آ گئیں اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت علیؓ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو گفتگو کرنے کے لیے بلایا' پس وہ اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں' کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں سے فرمایا' میں نے تم دونوں کو دیکھا ہے کہ تم نے سواروں' پیادوں اور فوجوں کو جمع کر لیا ہے پس کیا تم دونوں نے قیامت کے روز کے لیے کوئی عذر بھی تیار کر لیا ہے؟ اللہ سے ڈرو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنے سوت کو مضبوط بٹنے کے بعد توڑ دیا تھا' کیا میں تم دونوں کے خون کے بارے میں حاکم نہیں' تم دونوں میرے خون کو حرام قرار دیتے ہو اور میں تم دونوں کے خون کو حرام قرار دیتا ہوں' کیا کوئی حدیث ہے جس نے میرے خون کو تمہارے لیے حلال کر دیا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے کہا آپ نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عداوت پر متحد کیا ہے' حضرت علیؓ نے کہا (اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کی صحیح جزا دے گا) پھر فرمایا' اللہ تعالیٰ قاتلین عثمانؓ پر لعنت فرمائے پھر فرمایا اے طلحہؓ! کیا تو رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو لڑنے کے لیے لے آیا ہے اور تو نے اپنی بیوی کو گھر میں چھپا دیا ہے؟ کیا تو نے میری بیعت نہیں کی؟ حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے آپ کی بیعت کی ہے جب کہ تلوار میری گردن پر تھی' اور آپ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا' آپ کو کس نے گھر سے نکالا ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے' اور میں آپ کو اپنے آپ سے اس کام کا زیادہ حقدار نہیں سمجھتا' حضرت علیؓ نے انہیں کہا' کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنی غنم میں گزرے تو آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور میں بھی آپ کے ساتھ مسکرایا تو تم نے کہا ابن ابی طالب اپنے تکبر کو نہیں چھوڑے گا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ وہ متمرد نہیں ہے اور تو ضرور اس کے ساتھ

جنگ کرے گا حالانکہ تو اس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک اور اگر مجھے یہ بات یاد ہوتی تو میں یہ سفر نہ کرتا' اور قسم بخدا میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' اور یہ تمام عبارت محل نظر ہے اور صرف حدیث ہی محفوظ ہے' اور حافظ ابو یعلی موصلی نے اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے عن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی عن جدہ عبدالملک عن ابی الحازم المازنی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تو میں نے ان دونوں کو دیکھا اور حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا اے زبیرؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تحقیق آپ مجھ سے جنگ کریں گے اور آپ ظالم ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہاں' مگر مجھے یہ حدیث اسی جگہ پر یاد آئی ہے پھر وہ واپس چلے گئے' اور بیہقی نے اسے عن الحاکم عن ابی الولید الفقیہ عن الحسن بن سفیان عن قطن بن بشیر عن جعفر بن سلیمان عن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی عن جدہ عن ابی الحازم المازنی عن علی والزبیر روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے بحوالہ قتادہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یوم الجمل کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا' اگر ابن صفیہ کو معلوم ہوتا کہ وہ حق پر ہے تو وہ واپس نہ جاتا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے ملے اور فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ کیا تو اس سے محبت رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا مجھے کون سی بات مانع ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا' تیرا کیا حال ہوگا جب تو اس سے جنگ کرے گا اور تو اس سے ظلم کرنے والا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے لوگوں کی رائے ہے کہ آپ اسی وجہ سے واپس چلے گئے تھے' بیہقی نے اس حدیث کو مرسل قرار دیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے اسے موصول بھی روایت کیا ہے' ابوبکر محمد بن الحسن القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابو عامر بن مطر نے ہمیں خبر دی کہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن سوار الہاشمی الکوفی نے ہمیں بتایا کہ منجاب بن الحارث نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن الاجلح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مرشد الفقیہ سے اس کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فضل بن فضالہ کو بحوالہ حرب بن ابی الاسود الدؤلی بیان کرتے سنا۔ دونوں میں سے ایک کی حدیث اپنے ساتھی کی حدیث میں گڈمڈ ہو گئی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب' حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے نزدیک ہوئے اور صفیں بھی ایک دوسرے کے قریب ہو گئیں تو حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر باہر نکلے اور آواز دی' زبیرؓ بن العوام کو میرے پاس بلاؤ' میں علیؓ ہوں' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو آپ آ گئے حتیٰ کہ دونوں کی سواریوں کی گردنیں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں' حضرت علیؓ نے کہا اے زبیرؓ میں آپ سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں' کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس سے گزرے اور ہم فلاں فلاں جگہ پر تھے اور آپ نے فرمایا۔ اے زبیر رضی اللہ عنہ! کیا تم علیؓ سے محبت نہیں کرتے؟ اور تم نے کہا کہ میں اپنے ماموں زاد اور عمزاد اور اپنے ہم مذہب سے کیوں محبت نہ کروں؟ آپ نے فرمایا اے زبیرؓ قسم بخدا آپ ضرور اس سے جنگ کریں گے اور آپ اس کے ساتھ ظلم کرنے والے ہوں گے' حضرت زبیرؓ نے کہا بے شک' خدا کی قسم جب سے میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں اسے بھول گیا ہوں پھر اب مجھے یاد آئی ہے' خدا کی قسم میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صفوں کو چیرتے ہوئے اپنی سواری پر واپس آ گئے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کو ملے تو انہوں

نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے؟ حضرت زبیرؓ نے کہا' حضرت علیؓ نے مجھے ایک حدیث یاد دلائی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ تو ضرور اس سے جنگ کرے گا اور تو اس کے ساتھ ظلم کرنے والا ہوگا۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا' کیا آپ جنگ کے لیے آئے ہیں؟ آپ تو لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اس معاملے کی اصلاح کر دے گا' حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا' حضرت عبداللہؓ نے کہا اپنے غلام سرجس کو آزاد کر دیجیے اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے تک ٹھہر جائیے' آپ نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور ٹھہر گئے اور جب لوگوں میں اختلاف ہو گیا تو آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے' مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس آ گئے اور اور بتایا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ نہ کرنے کی قسم کھائی ہے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے آپ سے کہا آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے اور جب وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے ہیں تو آپ ان کے درمیان سے باہر نکل آئے ہیں' اپنی قسم کا کفارہ دیجیے اور حاضر رہیے پس انہوں نے غلام آزاد کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام سرجس کو آزاد کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت علیؓ کے ساتھ دیکھا تو جنگ سے رجوع کر لیا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ پس آپ اس روز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے سے ڈر گئے۔

میرے نزدیک ہم نے جس حدیث کو بیان کیا ہے اگر وہ آپ سے صحیح ہے تو وہی آپ کی واپسی کی وجہ ہے اور یہ بعید ہے کہ آپ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حاضر ہو جائیں۔ واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے روز واپس لوٹے تو آپ ایک وادی میں اترے جسے وادی السباع کہا جاتا تھا اور عمرو بن جرموز نامی ایک شخص نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ سوئے ہوئے تھے کہ اس نے آ کر دھوکے سے آپ کو قتل کر دیا' جیسا کہ ابھی ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو میدان کارزار میں ایک نامعلوم شخص کا تیر لگا' کہتے ہیں کہ وہ تیر آپ کو مروان بن الحکم نے مارا تھا۔ واللہ اعلم' اور آپ کی ٹانگ آپ کے گھوڑے کے ساتھ پیوست ہو گئی جس سے گھوڑا منہ زور ہو گیا اور آپ کہنے لگے:

اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ' اے بندگانِ خدا میری طرف آؤ' اور آپ کے غلام نے آپ کا پیچھا کیا اور گھوڑے کو پکڑ لیا آپ نے اسے کہا تو ہلاک ہو' مجھے گھروں کی طرف لے جاؤ اور آپ کا موزہ خون سے بھر گیا اور آپ نے اپنے غلام سے کہا میرے پیچھے بیٹھ جاؤ اس لیے کہ آپ کا خون بہہ گیا تھا اور آپ کمزور ہو گئے تھے' پس وہ آپ کے پیچھے بیٹھ گیا اور آپ کو بصرہ کے ایک گھر میں لے آیا اور اسی میں آپ وفات پا گئے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں آئیں اور بصرہ کے قاضی کعب بن سوار کو مصحف دیا اور فرمانے لگیں' انہیں اس کی طرف دعوت دو۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب جنگ تیز اور سخت ہو گئی تھی اور حضرت زبیرؓ واپس آ گئے تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے تھے اور جب کعب بن سوار' مصحف کے ساتھ اس کی طرف دعوت دینے کے لیے آگے بڑھے تو کوفی فوج کے ہراول دستہ

نے اس کا استقبال کیا اور عبداللہ بن سباء ابن السوداء اور اس کے پیروکار فوج کے آگے آگے تھے وہ بصرہ کے جس شخص پر قابو پاتے اسے قتل کر دیتے اور کسی شخص کے بارے میں توقف نہ کرتے اور جب انہوں نے کعب بن سوار کو مصحف بلند کیے دیکھا تو اس پر یکبارگی تیراندازی کر کے اسے قتل کر دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج تک تیر پہنچے اور آپ پکارنے لگیں' اللہ اللہ' اے میرے بیٹو یوم الحساب کو یاد کرو اور آپ نے قاتلین عثمانؓ کے گروہ پر بددعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ چیخیں مار مار کر دعا کی حتیٰ کہ چیخوں کی آواز حضرت علیؓ تک پہنچ گئی اور آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ام المومنین قاتلین عثمان اور ان کے مددگاروں کے متعلق بددعا کر رہی ہیں' آپ نے فرمایا اے اللہ قاتلین عثمانؓ پر لعنت فرما اور وہ لوگ آپ کے ہودج پر تیر مارنے سے باز نہیں آتے تھے حتیٰ کہ وہ سیسہ کی طرح ہو گیا اور آپ لوگوں کو انہیں روکنے پر آمادہ کرنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی غیرت نے حملہ کر دیا پس انہوں نے ان کو بھگا دیا حتیٰ کہ حملہ اس مقام تک پہنچ گیا جہاں حضرت علیؓ موجود تھے آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سے فرمایا تو ہلاک ہو جائے' جھنڈا لے کر آگے بڑھ مگر وہ آگے نہ بڑھ سکے پس حضرت علیؓ نے ان کے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا اور اس کو لے کر آگے بڑھے اور جنگ لینے دینے لگی' کبھی اہل بصرہ کا پلہ بھاری ہو جاتا اور کبھی اہل کوفہ کا' اور بہت سے لوگ مارے گئے اور کسی معرکے میں اس معرکے سے بڑھ کر کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں نہیں دیکھے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو قاتلین عثمان کی جماعت کے خلاف اُکسانے لگیں اور آپ نے اپنے دائیں جانب دیکھ کر فرمایا' یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم بکر بن وائل ہیں آپ نے فرمایا تمہارے لیے ایک کہنے والا کہتا ہے۔

''اور وہ ہمارے پاس تلواریں لے کر آئے گویا وہ پائیدار عزت کی وجہ سے بکر بن وائل ہیں''۔

پھر بنو ناجیہ نے آپ کی پناہ لی' پھر بنو ضبہ نے اور ان میں سے بہت سے لوگ آپ کے پاس قتل ہو گئے' کہتے ہیں کہ آپ نے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ستر آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے اور جب انہوں نے حد سے زیادہ خونریزی کی تو بنو عبد مناف میں سے بنو عدی آگے بڑھے اور انہوں نے شدید جنگ کی اور اونٹ کے سر کو بلند کر دیا اور وہ لوگ اونٹ کا قصد کرنے لگے اور کہنے لگے' جب تک یہ اونٹ کھڑا ہے اس وقت تک جنگ جاری رہے گی' اور اونٹ کا سر' عمرۃ بن یثربی کے ہاتھ میں تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بھائی عمرو بن یثربی کے ہاتھ میں تھا پھر مشہور بہادر علباء بن الہیثم نے اس کا قصد کیا اور عمرو الجملی اس کی طرف بڑھا تو ابن یثربی نے اسے قتل کر دیا اور زید بن صوحان بھی قتل ہو گئے اور صعصہ بن صوحان نے آواز دی تو حضرت عمارؓ نے اسے مقابلہ کی دعوت دی' وہ آپ کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے دونوں صفوں کے درمیان جولانی کی۔ حضرت عمارؓ نوے سال کے تھے اور ان پر اونٹ کے بالوں کی چادر تھی اور آپ نے کھجور کی چھال کی رسی سے اپنی کمر کو باندھا ہوا تھا اور لوگ کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون ابھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے ساتھ جا ملیں گے پس ابن یثربی نے آپ کو تلوار ماری اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال سے اس سے بچاؤ کیا اور تلوار نے اسے کاٹ دیا اور اس میں پھنس گئی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی اور اسے قیدی بنا کر حضرت علیؓ کے پاس لے آئے' اس نے کہا یا امیر المومنین مجھے زندہ رہنے دیجیے' آپ نے فرمایا' کیا تین دن کے بعد تو انہیں قتل کرے گا پھر آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد اونٹ کی مہار ایک شخص کے ہاتھ میں رہی جسے بنی عدی میں سے آپ

نے نائب مقرر کیا تھا اور ربیعۃ العقیلی اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے جولانی کی حتیٰ کہ دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور حارث ضبی نے مہار پکڑ لی اور اس سے زیادہ سخت آدمی آپ نے نہیں دیکھا اور وہ کہنے لگا۔

''ہم بنو ضبہ' اصحاب الجمل ہیں' جب مدمقابل اترتا ہے تو ہم اس سے مقابلہ کرتے ہیں ہم نیزوں کی نوکوں کے ساتھ ابن عفان کی موت کی خبر دیتے ہیں اور موت ہمارے نزدیک شہد سے بھی زیادہ شیریں ہیں' ہمارا شیخ ہمیں واپس کرو پھر بس''۔

کہتے ہیں کہ یہ اشعار وسیم بن عمرو الضبی کے ہیں اور جب کبھی کوئی اونٹ کو پکڑنے والا قتل ہو جاتا تو دوسرا شخص کھڑا ہو جاتا حتیٰ کہ ان میں سے چالیس آدمی قتل ہو گئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میرا اونٹ سیدھا کھڑا رہا حتیٰ کہ بنی ضبہ کی آوازیں گم ہو گئیں۔ پھر قریش کے ستر آدمیوں نے مہار پکڑی اور وہ یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے اور ان میں محمد بن طلحہ بھی تھے جو سجاد کے نام سے مشہور تھے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری ماں مجھے اپنا حکم دیجیے' آپ نے فرمایا' میں تجھے حکم دیتی ہوں کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹا بنے اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور کہنے لگا حم لاینصرون. پس ایک جماعت نے اس کی طرف بڑھ کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ان میں سے ہر ایک اس کے قتل کا دعویٰ کرنے لگا اور ایک شخص نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا اور کہنے لگا۔

''وہ پراگندہ مو' اپنے رب کی آیات کو کھڑے ہو کر پڑھتا تھا اور دیکھنے میں اذیت نہ دینے والا اور فرماں بردار تھا' میں نے اس کی قمیص کے گریبان کو نیزے سے پھاڑ دیا اور وہ قتل ہو کر منہ کے بل گر پڑا وہ مجھے حم کا واسطہ دینے لگا جب نیزہ اٹھا ہوا تھا' اس نے آنے سے پہلے حم کو کیوں نہ پڑھا' علاوہ ازیں اس پر اس لیے غصہ آیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تابع نہ تھا اور جو حق کی اتباع نہیں کرتا' ندامت اٹھاتا ہے''۔

اور عمرو بن الاشرف نے مہار پکڑ لی' اور جو کوئی بھی اس کے قریب ہوتا وہ اسے تلوار سے گرا دیتا اور حارث بن زہیر ازدی اس کی طرف یہ شعر پڑھتے ہوئے بڑھا۔

''اے ہماری ماں' اور ہماری معلومات کے مطابق اے بہترین ماں! کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے شجاع زخمی ہو رہے ہیں اور ان کی کھوپڑی اور کلائی کو دیکھ رہی ہیں''۔

اور دونوں نے ایک ایک دو دو وار کیے اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور بہادروں اور شجاعوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھیراؤ کر لیا اور جھنڈا اور اونٹ کی مہار کوئی مشہور بہادر ہی پکڑتا تھا اور جو شخص اونٹ کا قصد کرتا تھا وہ اسے قتل کر دیتا تھا پھر اس کے بعد خود قتل ہو جاتا تھا اس روز ایک شخص نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ پھوڑ دی' پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بڑھ کر اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آپ بات نہیں کرتے تھے' حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا یہ آپ کا بھانجا آپ کا بیٹا ہے آپ نے فرمایا ہائے اسماء کی گمشدگی' اور مالک بن الحارث الاشتر نخعی آیا اور دونوں نے باہم جنگ کی' اشتر نے آپ کے سر پر تلوار ماری جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور حضرت عبداللہؓ نے اسے ہلکی سی تلوار ماری پھر دونوں گتھ گئے اور دونوں لڑتے ہوئے زمین پر

گر پڑے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہنے لگے۔

''مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو''۔

اور لوگ مالک کو نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے' وہ اشتر کے نام سے مشہور تھا پس حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے اور جنگ جمل میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس زخم کی وجہ سے ۳۷ زخم آئے' اور اسی طرح مروان بن الحکم بھی زخمی ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور اس نے اونٹ کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ زمین پر گر پڑا اور اس کی آواز سنی گئی جس سے زیادہ سخت اور تیز آواز نہیں سنی گئی اور آخر میں اونٹ کی مہار زفر بن الحارث کے ہاتھ میں تھی اور مہار اس کے ہاتھ میں تھی کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ دی گئیں' کہتے ہیں کہ اس نے اور بجیر بن دلجہ نے اس کی کونچیں کاٹنے پر اتفاق کیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اونٹ کی کونچیں کاٹنے کا اشارہ کیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ حضرت قعقاع بن عمروؓ نے کیا تھا تا کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو گزند نہ پہنچے' بلاشبہ وہ تیر اندازوں کا ہدف بن کر رہ گئی تھیں اور نیزوں کی بارش میں کون مہار پکڑ تا تھا' اس موقف کا فیصلہ کیجیے جس میں لوگ فنا ہو گئے ہیں اور جب اونٹ زمین پر گرا تو اس کے ارد گرد جو لوگ تھے وہ شکست کھا گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج تیروں سے سیسہ کی طرح بن گیا تھا اور حضرت علیؓ کے منادی نے لوگوں میں اعلان کیا کہ کسی بھگوڑے کا تعاقب نہ کیا جائے اور نہ کسی زخمی کا کام تمام کیا جائے اور نہ لوگ گھروں میں داخل ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ مقتولین کے درمیان سے ہودج کو اٹھائیں اور محمد بن ابوبکرؓ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس پر خیمہ لگا دیں اور آپ کے بھائی محمد نے آپ کے پاس آ کر پوچھا' کیا آپ کو کوئی زخم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' اے پسر خثعمیہ تجھے اس سے کیا' اور حضرت عمارؓ نے آپ کو سلام کہا اور پوچھا اے ماں آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا' میں تمہاری ماں نہیں ہوں' اس نے کہا بہت اچھا' اگرچہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا' اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہا اور پوچھا' اے ماں آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے' حضرت علیؓ نے کہا اللہ آپ کو بخشے اور سرکردہ امراء و اعیان حضرت ام المومنین کو سلام کرنے آئے کہتے ہیں کہ اعین بن ضبیعہ مجاشعی نے ہودج میں دیکھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تجھ پر لعنت کرے' اس نے کہا قسم بخدا میں ایک سرخ رنگ عورت کو دیکھ رہا ہوں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری پردہ دری کرے اور تیرے ہاتھ کو قطع کرے اور تیری قابل شرم جگہ کو نمایاں کرے' پس وہ بصرہ میں قتل ہوا اور اس کا سامان چھین لیا گیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور ازد کے ایک جنگل میں اسے برہنہ حالت میں پھینک دیا گیا اور جب رات ہوئی تو حضرت ام المومنین اپنے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں داخل ہوئیں اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر میں جو بصرہ کا سب سے بڑا گھر تھا۔ صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار کے پاس اتریں جو ام طلحۃ الطلحات عبداللہ بن خلف ہیں اور مقتولین کے درمیان سے مجروحین کھسک کر بصرہ میں داخل ہو گئے اور حضرت علیؓ نے مقتولین کے درمیان چکر لگایا اور جب کبھی آپ کسی شناسا شخص کے پاس سے گزرتے تو اس کے لیے رحم کی دعا کرتے اور فرماتے مجھے یہ بات گراں گزرتی ہے کہ میں قریش کو مقتول دیکھوں' اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے حضرت علی' حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے تو وہ مقتول پڑے تھے آپ نے فرمایا اے ابو محمد! تجھ پر افسوس' انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم

آپ شاعر کے اس قول کے مصداق ہیں۔

''وہ ایسا نوجوان تھا کہ اس کی تونگری اسے اس کے دوست کے نزدیک کرتی تھی اور جب وہ تونگر ہو جاتا تو فقرا سے دور کر دیتا''۔

اور حضرت علیؓ نے بیرون بصرہ تین دن قیام کیا پھر فریقین کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں قریش کو عطیات سے مخصوص کیا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصحاب کی جو چیز لشکر گاہ سے ملی اسے اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ اسے بصرہ کی مسجد میں لے جایا جائے اور جو شخص کسی چیز کو پہچان لے وہ ان کے مالکوں کی ہے اور وہ اسے لے لے' سوائے ہتھیاروں کے جو خزانوں میں پڑے تھے اور ان میں سلطان کی علامت لگی ہوئی تھی' جنگ جمل میں مجموعی طور پر فریقین کے دس ہزار آدمی مارے گئے' پانچ ان کے اور پانچ ان کے' رحمہ اللہ ورضی عن الصحابۃ منھم' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ وہ ان میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے اصحاب کے اموال کو تقسیم کر دیں تو آپ نے ان کی بات نہ مانی اور سبائیوں نے اس بارے میں آپ پر اعتراض کیا اور کہنے لگے' ان کے خون ہمارے لیے کیسے حلال ہیں اور ان کے اموال ہمارے لیے کیسے حلال نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون شخص یہ چاہتا ہے کہ ام المومنین اس کے حصہ میں آئیں؟ تو سب لوگ خاموش ہو گئے' یہی وجہ ہے کہ جب آپ بصرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں بیت المال کے اموال کو تقسیم کیا اور ان میں سے ہر شخص کو پانچ سو درہم ملے اور آپ نے فرمایا' شام سے بھی آپ لوگوں کو ان کی مانند ملیں گے' پس سبائیوں نے اس بارے میں بھی آپ پر اعتراض کیے اور آپ کو پس پشت گالیاں دیتے رہے۔



باب:

حضرت عائشہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جمل کے معاملے سے فارغ ہو گئے تو سرکردہ لوگ آپ کو سلام کرنے آئے اور آپ کے پاس آنے والوں میں احنف بن قیس بنی سعد کے ساتھ آیا۔ جو جنگ سے علیحدہ رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا تو نے موسم بہار ہمارے ساتھ گذارا ہے۔ اس نے کہا' میرے خیال میں میں نے اچھا کیا ہے اور یا امیر المومنین جو کچھ ہوا ہے آپ کے حکم سے ہوا ہے' نرمی اختیار کیجیے' آپ دور کے راستے پر چل پڑے ہیں اور آپ گذشتہ کل کی نسبت آئندہ کل کے زیادہ محتاج ہوں گے' میرے احسان کو پہچانیے اور میری محبت کو کل کے لیے باقی رکھیے اور اس قسم کی بات نہ کیجیے میں ہمیشہ آپ کا خیر خواہ رہا ہوں۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؓ سوموار کے روز بصرہ میں داخل ہوئے اور اہل بصرہ نے اپنے جھنڈوں تلے آپ کی بیعت کی۔ حتیٰ کہ مجروحین اور امان یافتہ لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کی' اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ثقفی نے آپ کے پاس آ کر آپ کی بیعت کی' تو حضرت علیؓ نے اسے کہا' مریض کہاں ہے؟ یعنی اس کا باپ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا وہ مریض ہے اور وہ آپ کی خوشی کا حریص ہے' آپ نے فرمایا میرے آگے چلو اور آپ نے اس کے پاس جا کر اس کی عیادت کی' اور ابو بکرہ نے آپ کے پاس عذر کیا تو آپ نے اس کے عذر کو قبول کیا اور آپ نے بصرہ کی امارت اسے پیش کی تو اس نے انکار کیا اور کہنے لگا' آپ کے اہل کے ایک شخص سے لوگ اطمینان حاصل کریں گے اور آپ کو حضرت ابن عباسؓ کے متعلق مشورہ دیا تو آپ نے انہیں بصرہ کا والی مقرر کر دیا اور ان کے ساتھ زیاد بن ابیہ کو ٹیکس اور بیت المال پر امیر بنا دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ زیاد کو دیں۔ اور زیاد الگ تھلگ تھا۔

پھر حضرت علیؓ اس گھر کی طرف آئے جہاں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں آپ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہو کر آپ کو سلام کہا اور حضرت عائشہؓ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بنی خلف کے گھر میں عورتیں' مقتولین پر رو رہی ہیں' جن میں خلف کے بیٹے عبداللہ اور عثمان شامل ہیں' عبداللہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیتے ہوئے اور عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوئے تھے پس جب حضرت علیؓ داخل ہوئے تو عبداللہ کی بیوی صفیہ' ام طلحۃ الطلحات نے آپ سے کہا' اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو اس طرح یتیم کرے جس طرح آپ نے میری اولاد کو یتیم کیا ہے' حضرت علیؓ نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور جب آپ باہر نکلے تو اس نے دوبارہ یہی بات کہی' مگر آپ خاموش رہے' تو ایک شخص نے آپ سے کہا' یا امیر المومنین کیا آپ اس عورت سے اعراض اختیار کیے رہیں گے اور جو کچھ وہ کہہ رہی ہے آپ سن رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو' ہمیں تو مشرکہ عورتوں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے کیا ہم مسلمان عورت سے باز نہ رہیں؟ ایک شخص نے آپ سے کہا یا امیر المومنین دروازے پر دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں کو سو سو کوڑے

اگائیں اور انہیں لباس سے برہنہ کر دیں اور حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا جو مسلمانوں میں سے آپ کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے قتل ہو گئے تھے اور جب کبھی ان میں سے کسی کا آپ کے سامنے ذکر کیا جاتا تو آپ اسے رحمہ اللہ کہتیں اور اس کے لیے دعا کرتیں' اور جب حضرت عائشہؓ نے بصرہ سے خروج کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے جس قدر سواریاں اور زاد و متاع وغیرہ چاہیے تھا آپ کے پاس بھیج دیا' اور آپ کے ساتھ آنے والی فوج میں سے جو لوگ بچ گئے تھے انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی' سوائے اس کے کہ وہ ٹھہرنا پسند کریں اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بصرہ کی چالیس عورتوں کو منتخب کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے بھائی محمد بن ابوبکر کو بھجوایا' اور جب کوچ کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آ گئے اور آپ گھر سے ہودج میں باہر نکلیں اور لوگوں کو الوداع کہا اور ان کے لیے دعا کی اور فرمایا اے میرے بیٹو! ایک دوسرے کو ملامت نہ کرنا' خدا کی قسم میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان قدیم سے وہی کچھ ہوا ہے جو عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان ہوتا ہے اور وہ میری ناراضگی کے باوجود اچھے لوگوں میں سے ہیں' حضرت علیؓ نے کہا' آپ نے درست فرمایا ہے خدا کی قسم میرے اور آپ کے درمیان یہی بات تھی اور آپ دنیا و آخرت میں ہمارے نبی کی بیوی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کئی میل تک آپ کے ساتھ مشایعت کرتے اور الوداع کہتے ہوئے چلے' اور اس دن کا بقیہ حصہ اپنے بیٹوں کو آپ کے ساتھ بھیجا۔ اور یہ آغاز رجب ۳۶ھ بروز ہفتہ کا واقعہ ہے اور آپ نے اپنے اس سفر میں مکہ کا قصد کیا اور وہیں قیام کر لیا یہاں تک کہ آپ نے اس سال کا حج ادا کیا پھر مدینہ واپس آ گئیں۔

اور مروان بن الحکم نے جب فرار کیا تو اس نے مالک بن مسمع سے پناہ طلب کی تو اس نے اسے پناہ دی اور اس سے وفا کی' اسی لیے بنو مروان مالک کی تعظیم و توقیر کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہ بنی خلف کے گھر میں اترا تھا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر نکلیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلا اور جب آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئیں تو وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا' مؤرخین کا بیان ہے کہ مکہ اور مدینہ اور بصرہ کے درمیان رہنے والے لوگوں کو جنگ کے روز ہی علم ہو گیا تھا کیونکہ کرگس' ہاتھوں اور پاؤں کو اچک لیتے تھے اور وہ ان میں سے کچھ وہاں گر پڑتے حتیٰ کہ اہل مدینہ کو جنگِ جمل کے روز غروبِ آفتاب سے پہلے اس کا علم ہو گیا اور یہ یوں ہوا کہ ایک کرگس ان کے پاس سے گذرا اور اس کے پاس کوئی چیز بھی تھی' وہ گری تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہتھیلی ہے جس میں ایک انگوٹھی پڑی ہے جس کا نقش عبدالرحمٰن بن عتاب ہے۔

یہ ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ کے بیان کا ملخص ہے جسے انہوں نے اس شان کے ائمہ سے بیان کیا ہے اور شیعہ میں سے اہل اہواء وغیرہ نے صحابہؓ کے متعلق جو من گھڑت اور موضوع احادیث و اخبار اس بارے میں نقل کی ہیں ان کو انہوں نے بیان نہیں کیا اور جب انہیں روشن حق کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں' ہمارے لیے احادیث ہیں اور تمہارے لیے تمہاری احادیث ہیں اور اس وقت ہم ان سے کہتے ہیں:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ.

''تم پر سلام ہو ہم جاہلین کے طلب گار نہیں''۔

باب:

معرکہ جمل میں فریقین کے نجیب سادات صحابہؓ وغیرہ میں سے قتل ہونے والے اعیان کا ذکر

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مقتولین کی تعداد دس ہزار تھی اور زخمیوں کا کثرت کی وجہ سے شمار نہیں ہوسکتا تھا

جنگِ جمل کے روز میدان کارزار میں قتل ہونے والے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ابن النضر بن کنانہ ابو محمد القرشی التیمی' آپ بکثرت جود و سخاوت کی وجہ سے طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے بہت پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نوفل بن خویلد بن العدویہ' ان دونوں کو ایک رسی میں باندھ دیتا تھا اور بنو تمیم ان دونوں کو اس سے بچانے کی سکت نہیں رکھتے تھے' اسی لیے حضرت طلحہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو ''قرینان'' کہا جاتا تھا' حضرت طلحہؓ نے ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔ اس وقت آپ تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ پیامبری کے لیے گئے ہوئے تھے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بدر سے آپ کا حصہ اور اجر مقرر کیا اور جنگ احد کے روز آپ نے بڑی مہارت دکھائی اور احد کی جنگ میں آپ کا ہاتھ شل ہوگیا' اس سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کو بچایا اور یہ ہاتھ آپ کی وفات تک شل ہی رہا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ' آپ کے ہاتھ کے متعلق جب کسی سے بات کرتے تو فرماتے یہ سارا دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا' اور رسول اللہ ﷺ نے اس روز حضرت طلحہؓ سے فرمایا۔ طلحہؓ نے جنت کو واجب کرلیا ہے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے اور آپ نے ان دونوں سمیت وہاں پر ایک چٹان پر چڑھنے کا ارادہ کیا مگر آپ نے چڑھنے کی سکت نہ پائی' تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے لیے نیچے ہوئے اور آپ ان کی پشت پر چڑھ گئے حتیٰ کہ چٹان پر اچھی طرح بیٹھ گئے اور فرمایا۔ طلحہؓ نے جنت کو واجب کرلیا ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ اور شوریٰ کے اصحاب ستہ میں سے ایک ہیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی نہایت اچھی صحبت اٹھائی ہے اور آپ وفات کے وقت ان سے راضی تھے اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی وفات کے وقت آپ سے راضی تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قضیہ آیا تو آپ ان سے الگ ہوگئے اور بعض لوگوں نے آپ کو اس برداشت کی طرف منسوب کیا ہے جو آپ میں پائی جاتی تھی' یہی وجہ ہے کہ جب آپ جنگ جمل میں حاضر ہوئے اور حضرت علیؓ نے آپ سے ملاقات کی تو انہوں نے آپ کو نصیحت کی تو آپ پیچھے ہٹ کر ایک صف میں کھڑے ہوگئے تو ایک نامعلوم شخص کا تیر آ کر آپ کے گھٹنے میں پیوست ہوگیا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کی گردن میں پیوست ہوگیا اور پہلا قول زیادہ مشہور ہے' اور تیر آپ کی پنڈلی کے

پہلو میں پیوست ہو گیا جس سے گھوڑا بے قابو ہو گیا اور قریب تھا کہ انہیں گرا دے' اور آپ پکارنے لگے اے بندگان خدا میری طرف آؤ' تو آپ کا غلام آپ سے آملا اور آپ کے پیچھے سوار ہو گیا اور آپ کو بصرہ لے گیا اور وہاں آپ نے ایک گھر میں وفات پائی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے میدان کارزار میں وفات پائی ہے اور جب حضرت علیؓ نے مقتولین کے درمیان چکر لگایا تو آپ کو دیکھ کر آپ کے چہرے سے مٹی ہٹانے لگے اور فرمانے لگے اے ابو محمد! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو' مجھے ستارگان فلک کے نیچے تجھے پچھڑے ہوئے دیکھنا شاق گزرتا ہے' پھر فرمانے لگے میں اپنی ظاہری اور پوشیدہ باتوں کی اللہ کے پاس شکایت کرتا ہوں' خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں آج سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا' بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تیر آپ کو مروان بن الحکم نے مارا تھا اور اس نے ابان بن عثمان سے کہا' میں نے قاتلین عثمان سے تجھے بے نیاز کر دیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جس شخص نے آپ کو تیر مارا تھا وہ کوئی دوسرا آدمی تھا اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ قرین قیاس ہے اگرچہ پہلا قول مشہور ہے۔ واللہ اعلم

یہ ۱۰/ جمادی الآخرۃ ۳۶ھ جمعرات کا دن تھا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو گھاس کی جانب دفن کیا گیا' آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور بعض کا قول ہے کہ ساٹھ سے چند سال اوپر تھی' آپ گندم گوں تھے اور بعض سفید فام بیان کرتے ہیں' آپ کا چہرہ خوبصورت تھا اور بال بہت تھے جو گردن کے زیادہ قریب تھے۔

اور حماد بن سلمہ نے' علی بن زید بن جدعان سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا آپ کہہ رہے تھے مجھے میری قبر سے منتقل کر دو' تین شب سے پانی مجھے اذیت دے رہا ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟ انہیں خبر دو۔ آپ بصرہ پر نائب مقرر تھے۔ پس انہوں نے بصرہ میں آپ کے لیے دس ہزار درہم میں ایک گھر خریدا اور آپ کو آپ کی قبر سے اس گھر میں منتقل کر دیا' کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے جسم کا وہ حصہ جو پانی کے ساتھ تھا' سیاہ ہو گیا ہے' نیز آپ روز قتل کی ہیئت کی مانند ہیں۔

آپ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں اور ان میں سے وہ روایت بھی ہے جسے ابوبکر بن ابی عاصم نے روایت کیا ہے کہ حسن بن علی بن سلیمان بن عیسیٰ بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے دادا سے موسیٰ بن طلحہ سے ان کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ یوم احد کو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام طلحۃ الخیر رکھا اور یوم العسرۃ کو طلحۃ الفیاض اور یوم حنین کو طلحۃ الجود رکھا' اور ابو یعلی موصلی نے بیان کیا ہے کہ ابو کریب نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے عن ابن بکر عن طلحہ بن یحییٰ عن موسیٰ و عیسیٰ ابنی طلحۃ عن ابیھما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے ایک اعرابی سے جو من قضی نحبہ کے متعلق پوچھ رہا تھا' کہا رسول اللہ ﷺ سے پوچھو' اس نے آپ سے مسجد میں پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے پھر پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے پھر پوچھا تو آپ نے اس سے اعراض کیا' پھر میں مسجد کے دروازے سے سبز لباس پہنے نمودار ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں یہاں موجود ہوں' آپ نے فرمایا' یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنا وقت پورا کر چکے ہیں۔

اور ابو القاسم بغوی کا بیان ہے کہ داؤد بن رشید نے ہم سے بیان کیا کہ مکی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن ابراہیم نے ہم سے

بیان کیا کہ الصلت بن دینار نے ابونضرہ سے بحوالہ جابر بن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص شہید کو اپنے پاؤں پر چلتے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کی طرف دیکھے' اور ترمذی کا بیان ہے کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن بن منصور الغزی اس کا نام النضر ہے۔ نے ہم سے بیان کیا کہ عقبہ بن علقمہ یشکری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بیان کرتے سنا کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ہم نے ان کے دلوں سے کینے کو کھینچ لیا ہے اور وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے)۔

اور حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیب بیان کیا ہے کہ ایک شخص حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا تھا اور حضرت سعدؓ اسے روکنے لگے اور فرمانے لگے' میرے بھائیوں کو گالیاں نہ دو' مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے اگر وہ تیری ناراضگی کی بات ہے تو مجھے آج اس کے متعلق کوئی نشان دکھا اور اسے لوگوں کے لیے عبرت بنا دے۔ پس وہ شخص باہر نکلا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بختی اونٹ لوگوں کو چیرتا ہوا آ رہا ہے اس نے اسے ہموار زمین میں پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے سینے اور ہموار زمین کے درمیان رکھ کر پیس دیا حتیٰ کہ اسے مار دیا۔ حضرت سعید بن المسیب کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو حضرت سعدؓ کے پیچھے جاتے اور کہتے دیکھا' اے ابواسحاق آپ کو مبارک ہو' آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

حضرت زبیر بن العوام بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ابن النضر بن کنانہ ابوعبداللہ القرشی الاسدی' آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں' آپ نے بہت پہلے پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی عمر اس سے کم تھی اور بعض کہتے ہیں کہ زیادہ تھی' آپ نے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی' اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور حضرت سلمہ بن سلامہؓ بن وقش کے درمیان مواخات کرا دی' اور آپ نے سب معرکوں میں شرکت کی اور رسول اللہ ﷺ نے جنگِ احزاب کے روز فرمایا۔ ہمارے پاس لوگوں کی خبر کون لائے گا؟ آپ نے عرض کیا' میں' پھر آپ نے لوگوں کو بلایا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ یہ بات زرؒ کی روایت سے بحوالہ حضرت علیؓ ثابت ہے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جنگ قریظہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو میرے لیے جمع کر دیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ آپ راہ خدا میں تلوار سونتنے والے پہلے شخص ہیں یہ مکہ کا واقعہ ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو آپ تلوار سونتے ہوئے آئے حتیٰ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور تلوار کو میان میں کر لیا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان چھ اشخاص میں سے ہیں جن سے وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ راضی تھے' آپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نہایت اچھی صحبت اٹھائی اور آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے کیونکہ آپ نے حضرت اسماء بنت الصدیق سے شادی کی تھی اور ان سے آپ کے

ہاں آپ کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو ہجرت کے بعد مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا اور آپ لوگوں کے ساتھ شام کی طرف مجاہد بن کر گئے اور معرکہ یرموک میں شامل ہوئے اور وہ آپ کی حاضری سے مشرف ہوئے اور آپ نے وہاں بلند ہمتی اور مہارت کے جوہر دکھائے اور رومی فوجوں کی صفوں کو دوبار چیر کر اوّل سے آخر تک چلے گئے آپ حضرت عثمانؓ کے دفاع کرنے والوں میں شامل تھے اور جب جنگ جمل کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے آپ کو ایک حدیث یاد کرائی تو آپ نے جنگ سے رجوع کر لیا اور واپس مدینہ چلے گئے اور احنف بن قیس کی قوم کے پاس سے گذرے۔ جو فریقین سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ تو ایک کہنے والے نے جسے احنف کہا جاتا تھا' کہا' اس شخص کا کیا حال ہے اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور جب انہوں نے مڈبھیڑ کی تو یہ اپنے گھر کو واپس ہو گیا ہے؟ اس کے حال سے ہمیں کون آگاہ کرے گا؟ پس عمرو بن جرموز' فضالہ بن حابس اور نفیع نے بنی تمیم کے خواہش پرستوں کی پارٹی کے ساتھ آپ کا پیچھا کیا' کہتے ہیں کہ جب وہ آپ سے آ ملے تو انہوں نے آپ کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کیا حتیٰ کہ آپ کو قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے آپ سے مل کر کہا' مجھے آپ سے ایک کام ہے' آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ' حضرت زبیرؓ کے غلام عطیہ نے کہا اس کے پاس ہتھیار ہے آپ نے فرمایا خواہ ہتھیار بھی ہو پس وہ آگے بڑھ کر آپ سے گفتگو کرنے لگا اور وہ نماز کا وقت تھا' حضرت زبیرؓ نے اسے کہا نماز پڑھ لیں اس نے کہا پڑھ لیں' پس حضرت زبیرؓ ان دونوں کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے تو عمرو بن جرموز نے آپ کو نیزہ مار کر قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے آپ کو وادی السباع میں دوپہر کے وقت سوئے ہوئے پایا تو آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا اور یہ قول زیادہ مشہور ہے' اور آپ کی بیوی حضرت عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے اشعار اس کی شہادت دیتے ہیں آپ نے سب سے آخر میں ان سے نکاح کیا اور آپ سے پہلے یہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کے نکاح میں تھیں وہ انہیں چھوڑ کر قتل ہو گئے تو انہوں نے ایک زبردست مفہوم کا قصیدہ کہا آپ کہتی ہیں۔

''ابن جرموز نے جنگ کے روز بہادر سوار سے خیانت کی ہے اور وہ روشن رو اور قوی تھا' اے عمرو اگر تو اسے بیدار کرتا تو تو اسے لرزتے دل اور لرزتے ہاتھ والا نہ پاتا' اگر تو باقی رہنے والوں اور صبح وشام آنے جانے والوں میں سے اس جیسے شخص پر غالب آ جائے تو تیری ماں تجھے کھو دے کتنی ہی سختیوں میں وہ گھس گیا اور اے سانپ کی چھتری کے بیٹے ان سے تیرے حملے نے اسے نہیں روکا میرے رب کی قسم تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے اور تجھ پر قتل عمد کرنے والے کی سزا نازل ہو گی''۔

اور جب عمرو بن جرموز نے آپ کو قتل کیا تو آپ کا سر کاٹ کر اسے حضرت علیؓ کے پاس لے گیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی وجہ سے اسے آپ کے ہاں مرتبہ حاصل ہو گا' اس نے اجازت طلب کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا اسے اجازت نہ دو اور اسے دوزخ کی بشارت دو' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ ابن جرموز داخل ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کے پاس تھی' حضرت علیؓ نے فرمایا اس تلوار نے کئی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غم کو دور کیا ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب عمرو بن جرموز نے یہ بات سنی تو خودکشی کر لی' اور بعض کا قول ہے کہ وہ حضرت مصعب بن زبیرؓ کے عراق پر امیر بننے تک زندہ رہا اور اس نے آپ سے روپوشی اختیار کر لی' حضرت مصعبؓ سے کہا گیا کہ ابن جرموز یہاں روپوش ہے' کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ ظاہر ہو جائے وہ امن

میں ہے' خدا کی قسم میں اس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کا نہیں وہ اس بات سے بہت حقیر ہے کہ میں اسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہم پایا قرار دوں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہت مال دار اور بہت زیادہ صدقات دینے والے تھے اور جب جنگِ جمل ہوئی تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصی بنایا اور جب آپ قتل ہوئے تو انہوں نے آپ پر دو کروڑ دو لاکھ قرض پایا اور انہوں نے آپ کی طرف سے اسے پورا کر دیا اور اس کے بعد ان کے مال کا ۱/۳ حصہ نکالا جس کی انہوں نے وصیت کی تھی' پھر اس کے بعد ترکہ تقسیم کیا گیا تو آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کو آٹھویں حصے کا چوتھائی حصہ ایک کروڑ دو لاکھ درہم ملا' اس لحاظ سے وارثوں پر جو مجموعی رقم تقسیم کی گئی وہ ۳۸ کروڑ چار لاکھ تھی اور وصیت کردہ تیسرا حصہ ۱۹ کروڑ دو لاکھ تھا اور یہ سب کا سب ۵۷ کروڑ چھ لاکھ بنتا ہے اور اس سے قبل جو قرض نکالا گیا تھا وہ دو کروڑ دو لاکھ تھا' اس لحاظ سے آپ نے جو قرض وصیت اور میراث چھوڑی وہ سب کی سب ۵۹ کروڑ آٹھ لاکھ بنتی ہے اور ہم نے اس سے اس لیے آگاہ کیا ہے کہ بخاری میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' اسے سمجھنا چاہیے۔

اور آپ نے یہ مال' کثیر صدقات اور بہت سے پسندیدہ افعال کے بعد جہاد کی غنیمت اور خمس کے خمس سے جو آپ کی والدہ سے خاص تھا اور جائز تجارت سے جمع کیا' کہتے ہیں کہ آپ کے ایک ہزار غلام تھے جو آپ کو ٹیکس دیتے تھے اور بسا اوقات آپ ان کے تمام ٹیکس کو صدقہ کر دیتے تھے' آپ ۱۰/ جمادی الآخرۃ ۳۶ھ کو جمعرات کے روز چھیاسٹھ یا سرسٹھ سال کی عمر میں قتل ہوئے' آپ گندم گوں' میانہ قد' متوسط جسم اور ہلکی داڑھی والے شخص تھے۔

اس سال یعنی ۳۶ھ میں:

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے دیارِ مصر کی نیابت پر حضرت قیسؓ بن سعدؓ بن عبادہ کو مقرر کیا اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اس کی نیابت پر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور جب مصری خوارج کی پارٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئیں تو جس شخص نے انہیں عبداللہ بن سباء المعروف بابن السوداء کے ساتھ تیار کر کے بھیجا وہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ تھا اور جب یمامہ میں اس کے والد قتل ہو گئے تو انہوں نے اس کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تو آپ نے اس کی کفالت کی اور اس کی اپنی گود اور گھر میں پرورش کی اور اس کے ساتھ بہت حسن سلوک کیا اور اس نے زہد و عبادت میں نشوونما پائی اور اس نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ اسے کسی عملداری کا والی مقرر کر دیں آپ نے اسے کہا' جب تو اس کا اہل ہو جائے گا تو میں تجھے والی بنا دوں گا' پس اس نے اپنے دل میں حضرت عثمانؓ کے متعلق غصہ رکھا اور حضرت عثمانؓ سے جنگ پر جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے اجازت دے دی' پس یہ دیارِ مصر میں چلا گیا اور اس کے امیر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۃ الصواری میں شامل ہوا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب گیری کرنے لگا اور اس بارے میں محمد بن ابی بکر نے اس کی مدد کی اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ان دونوں کی شکایت لکھ بھیجی' مگر حضرت عثمانؓ نے ان کی پرواہ نہ کی اور محمد بن ابی حذیفہ کی مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور جب اسے پتہ چلا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا ہے تو اس نے بزورِ قوت دیارِ مصر پر قبضہ کر لیا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں

سے نکال دیا اور وہاں لوگوں کو نماز پڑھائی اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ کو امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے قتل کی اطلاع مل گئی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا' اور انہیں یہ بھی پتہ چل گیا کہ حضرت علیؓ نے مصر کی عمارت کے لیے حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو بھیجا ہے تو وہ محمد بن ابی حذیفہ کی مصیبت پر خوش ہوئے کیونکہ وہ دیار مصر کی حکومت کو ایک سال تک نہ بچا سکے اور حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے شام جا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیار مصر میں اپنے ساتھ ہونے والے سلوک کی اطلاع دی اور یہ کہ محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر غلبہ پا لیا ہے' پس حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ اسے مصر سے نکالنے کے لیے چل پڑے کیونکہ وہ قاتلین عثمان کا بڑا مددگار تھا حالانکہ حضرت عثمانؓ نے اس کی کفالت اور پرورش کی تھی اور اس سے حسن سلوک کیا تھا' پس ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کے لیے اس سے ٹکراؤ کیا مگر داخل نہ ہو سکے اور مسلسل سے دھوکہ دیتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ ایک ہزار پیادوں کے ساتھ عریش کی طرف نکلا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے آ کر اس پر منجنیق نصب کر دی' حتیٰ کہ آپ اپنے تیس اصحاب کے ساتھ اترے جو قتل ہو گئے' یہ بیان محمد بن جریر کا ہے۔ پھر حضرت قیس بن سعد' حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے والی بن کر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور سات آدمیوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھ کر انہیں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا خط سنایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان مومنین اور مسلمین کی جانب جن تک میرا یہ خط پہنچے۔ السلام علیکم' میں اس خدا کا بہت شکر ادا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین تدبیر اور انداز ے سے اپنے لیے اور اپنے ملائکہ اور رُسل کے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنے رسولوں کو اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور اپنی مخلوق میں سے منتخب بندوں کو اس سے خاص کیا ہے اور اس امت کو بھی اس سے سرفراز فرمایا ہے اور خاص طور پر انہیں یہ فضیلت بھی دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں کتاب و حکمت اور فرائض وسنن کی تعلیم دینے کے لیے مبعوث فرمایا ہے تا کہ وہ ہدایت پائیں اور انہیں جمع کیا ہے تا کہ وہ متفرق نہ ہو جائیں اور ان کو پاک کیا ہے تا کہ وہ پاکیزہ ہو جائیں اور ان کی اصلاح کی ہے تا کہ وہ ظلم نہ کریں اور جب آپ نے یہ کام کر لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی' پھر ان کے بعد مسلمانوں نے دو صالح امیروں کو قائم مقام مقرر کیا جنہوں نے کتاب پر عمل کیا اور حسن سیرت کو اختیار کیا اور سنت سے تجاوز نہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو وفات دے دی اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے پھر ان دونوں کے بعد ایک شخص حاکم بنا جس نے بدعتیں پیدا کیں اور امت نے اس پر اعتراض کیے پھر اسے ملامت کی اور غصے ہو گئے اور غیرت کھائی پھر انہوں نے میرے پاس آ کر میری بیعت کر لی' پس میں اللہ سے اس کی ہدایت مانگتا ہوں اور تقویٰ پر اس کی مدد مانگتا ہوں' آگاہ رہو' تمہاری طرف سے ہم پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنا واجب ہے اور تم پر اس کے حق کو قائم کرنا اور در پردہ تمہاری خیر خواہی کرنا واجب ہے **واللہ المستعان و حسبنا اللہ و نعم الوکیل**۔ اور میں نے قیس بن سعد بن عبادہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے' پس اس کی مدد کرو اور اس کی حفاظت کرو اور حق پر

اس کی مدد کرو اور میں نے اسے تمہارے محسن کے ساتھ احسان کرنے اور تم کو پریشان کرنے والے کے ساتھ سختی کرنے اور تمہارے عوام وخواص کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اس کی ہدایت سے راضی ہوں اور اس کی صلاح اور خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے پاکیزہ عمل' ثواب جزیل اور وسیع رحمت کی دعا کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کاتب عبداللہ بن ابی رافع صفر ۳۶ھ

راوی بیان کرتا ہے پھر قیس بن سعدؓ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی دعوت دی پس لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی اور خربتا بستی کے سوا بلاد مصر نے ٹھیک طور پر آپ کی بیعت کر لی' اس بستی میں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل کو بڑی اہمیت دی۔ اور وہ سرکردہ اور بڑے لوگ تھے اور تقریباً دس ہزار کی تعداد میں تھے جن کا لیڈر یزید بن الحارث المدلجی تھا۔ انہوں نے قیس بن سعد کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے ان سے صلح کر لی' اور اسی طرح مسلمہ بن مدلج انصاری نے بیعت سے تاخر کیا تو قیس بن سعد نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے صلح کر لی' پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے لکھا۔ اور سارے شام میں ان کی حکومت بلاد روم کی انتہا تک مضبوط ہو چکی تھی اور سواحل اور جزیرہ قبرص اور جزیرہ کے بعض شہر جیسے الرہا حران اور قرقیسا وغیرہ بھی ان کی حکومت کے ماتحت تھے اور عثمانیہ میں سے جو لوگ جنگِ جمل کے روز بھاگ گئے تھے انہوں نے بھی ان شہروں میں پناہ لے لی تھی' اور اشتر نے حضرت معاویہؓ کے نائبین سے ان شہروں کو چھیننے کا ارادہ کیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا تو اشتر بھاگ گیا اور ان شہروں پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے قیس بن سعد کو حضرت عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کی ذمہ داری لینے اور جو کچھ وہ اس بارے میں کر رہے ہیں اس میں مددگار بننے کے لیے خط لکھا اور ان سے وعدہ کیا کہ جب ان کی حکومت کی تکمیل ہو جائے گی تو جب تک وہ بادشاہ رہیں گے وہ عراقین پر ان کے نائب ہوں گے اور جب قیس کو خط ملا۔ اور قیس ایک دانا آدمی تھے۔ انہوں نے نہ ان کی مخالفت کی اور نہ ان سے موافقت کی بلکہ اس معاملے میں انہیں ملاطفت کا خط بھیجا اس لیے کہ وہ حضرت علیؓ سے دور اور بلاد شام سے قریب تھے علاوہ ازیں حضرت معاویہؓ کے پاس فوجیں بھی تھیں' پس قیس نے ان سے مصالحت کر لی لیکن جس بات کی طرف انہوں نے دعوت دی اس کے بارے میں نہ ان سے جنگ کی اور نہ ان سے موافقت کی' تو حضرت معاویہؓ نے انہیں لکھا کہ آپ مجھ سے ٹال مٹول کرنے اور دھوکہ دینے کی گنجائش نہیں پائیں گے اور مجھے ضرور معلوم ہو جائے گا کہ آپ صلح جو ہیں یا دشمن ہیں۔ اور حضرت معاویہؓ بھی اسی طرح دانا آدمی تھے۔ تو انہوں نے جو رائے قائم کی تھی انہیں لکھ بھیجی کہ۔ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ہوں اور وہ آپ سے امارت کے زیادہ حق دار ہیں اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو وہ آپ سے مایوس ہو گئے اور رجوع کر لیا' پھر بعض شامیوں نے مشہور کر دیا کہ قیس بن سعد ان سے خفیہ خط وکتابت کرتے ہیں اور اہل عراق کے معاملے میں ان کی مدد کرتے ہیں' اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ ان کی جانب سے ایک جھوٹا خط آیا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے' اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے' اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس امر کا پتہ چلا تو آپ نے انہیں خربتا بستی کے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے متعلق

خط لکھا جنہوں نے بیعت سے تخلف کیا تھا' انہوں نے معذرت کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی کہ ان کی تعداد بہت ہے اور وہ سرکردہ لوگ ہیں نیز آپ کو لکھا کہ اگر آپ نے میری آزمائش کرنے کے لیے مجھے یہ حکم دیا ہے تو آپ نے مجھ پر شک کیا ہے۔ پس اپنی مصر کی عملداری پر میرے سوا کسی اور آدمی کو بھیج دیجیے' تو حضرت علیؓ نے مصر کی امارت پر اشتر نخعی کو بھیج دیا' اشتر نخعی مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ قلزم پہنچا تو اس نے شہد کا مشروب پیا جو اس کی موت کا موجب بن گیا اور جب اہل شام کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا بلاشبہ اللہ کے شہد کے بھی لشکر ہیں اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشتر کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی امارت پر بھیج دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ نے قیس بن سعدؓ کے بعد محمد بن ابی بکر کو حاکم مقرر کیا اور قیس مدینہ کی طرف کوچ کر گیا پھر وہ اور سہل بن حنیف سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور قیس بن سعدؓ نے آپ کے پاس معذرت کی تو حضرت علیؓ نے ان کی معذرت کو قبول کیا اور یہ دونوں آپ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور محمد بن ابی بکر مصر میں مسلسل حکمران رہے اور دیار مصر کو ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ صفین کا معرکہ ہوا۔

اور اہل مصر کو حضرت معاویہؓ اور ان کے شامی ساتھیوں کے متعلق جو اہل عراق سے برسر پیکار تھے اطلاع ملی کہ وہ تحکیم کی طرف آ گئے ہیں' تو اہل مصر نے محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق لالچ کیا اور اس پر جرأت کی اور اس سے کھلم کھلا دشمنی کی اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی ذمہ داری لینے پر حضرت معاویہؓ کی بیعت کر لی تھی اور جب انہوں نے حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کا ارادہ کیا تھا تو یہ مدینہ سے باہر چلے گئے تھے تا کہ آپ ان کی موت پر موجود نہ ہوں۔ علاوہ ازیں آپ حضرت عثمانؓ سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ آپ نے انہیں دیار مصر سے معزول کر کے ان کی بجائے حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح کو وہاں کا والی مقرر کر دیا تھا۔ پس یہ غصے کے باعث مدینہ سے چلے گئے اور اردن کے قریب اتر پڑے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے پاس جا کر ان کی بیعت کر لی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔



باب:

اہل عراق اور اہل شام کے درمیان معرکہ صفین

قبل ازیں وہ روایت بیان ہو چکی ہے جسے امام احمد نے عن اسماعیل بن علیہ عن ایوب عن محمد بن سیرین بیان کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ فتنہ بھڑک اٹھے گا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب دسیوں ہزار ہوں گے اور ان میں سے ایک سو بھی اس میں حاضر نہ ہوں گے بلکہ وہ تیس تک بھی نہ پہنچیں گے۔ نیز امام احمد نے بیان کیا ہے کہ امیہ بن خلد نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے شعبہ سے کہا کہ ابوشیبہ نے الحکم سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے کہ صفین میں اہل بدر میں سے ستر آدمی شامل ہوئے تھے' انہوں نے کہا ابوشیبہ نے جھوٹ بولا ہے' خدا کی قسم اس بارے میں الحکم نے ہم سے گفتگو کی ہے' پس ہم نے اہل بدر میں سے حضرت خزیمہ بن ثابتؓ کے سوا کسی کو صفین میں شامل نہیں پایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صفین میں اہل بدر میں سے حضرت سہل بن حنیفؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ شامل ہوئے تھے' یہ بات ہمارے شیخ علامہ ابن تیمیہؒ نے کتاب الرد علی الرافضۃ میں بیان کی ہے۔ اور ابن بطہ نے اپنے اسناد سے بحوالہ بکیر بن الاشج روایت کی ہے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد کچھ اہل بدر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور وہ صرف اپنے قبور کی طرف جانے کے لیے ہی باہر نکلے۔

اور حضرت علیؓ بن ابی طالب جب جنگِ جمل سے فارغ ہوئے تو بصرہ آ گئے اور جب حضرت عائشہؓ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کی مشایعت کی اور بصرہ سے کوفہ کی طرف گئے ابوالکنود عبدالرحمٰن بن عبید کا بیان ہے کہ آپ ۱۲/ رجب ۳۶ھ کو سوموار کے روز کوفہ میں داخل ہوئے' آپ سے کہا گیا کہ آپ قصر ابیض میں فروکش ہوں' آپ نے فرمایا بلاشبہ حضرت عمر بن الخطابؓ اس میں فروکش ہونے کو ناپسند کرتے تھے اس لیے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں' پس آپ الرحبہ میں اترے اور جامع اعظم میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نیکی کی ترغیب دی اور برائی سے منع کیا اور اپنی اس تقریر میں اہل کوفہ کی تعریف کی پھر آپ نے حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام بھیجا۔ جو بالترتیب حضرت عثمانؓ کے زمانے سے ہمذان اور آذر بائیجان کی نیابت پر تھے۔ کہ وہ وہاں کی رعایا سے بیعت لیں پھر ان کے پاس آئیں ان دونوں نے ایسے ہی کیا اور جب حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے آدمی بھیجنا چاہا تو جریر بن عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین میں ان کے پاس جاتا ہوں بلاشبہ میرے اور ان کے درمیان محبت پائی جاتی ہے اور میں آپ کے لیے ان سے بیعت لوں گا' اشتر نے کہا یا امیر المومنین اسے نہ بھیجیں مجھے خدشہ ہے کہ اس کی مرضی ان کے ساتھ ہو گی' حضرت علیؓ نے کہا اسے چھوڑ دو' اور آپ نے ان کے ہاتھ ایک خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس میں انہیں بتایا کہ انصار و مہاجرین نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا ہے اور جنگِ جمل کا حال بھی انہیں بتایا اور انہیں اس بات میں شامل ہونے کی دعوت دی جس میں لوگ شامل ہوئے تھے اور جب جریر بن عبداللہ ان کے پاس پہنچے اور انہیں خط دیا تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور رؤسائے شام کو طلب کیا اور ان سے مشورہ لیا تو انہوں

نے کہا جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے یا وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے سپرد کر دیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ ان سے جنگ کریں گے اور جب تک وہ قاتلین عثمان کو قتل نہ کریں وہ ان کی بیعت نہیں کریں گے' حضرت جریر نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو انہوں نے کہی تھیں' اشتر نے کہا' یا امیر المومنین کیا میں نے آپ کو جریر کے بھیجنے سے نہیں روکا تھا؟ اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہؓ جو دروازہ کھولتے میں اسے بند کر دیتا' جریر نے اسے کہا' اگر تو وہاں ہوتا تو وہ خون عثمانؓ کے بدلہ میں تجھے قتل کر دیتے۔ اشتر نے کہا' خدا کی قسم اگر آپ مجھے بھیجتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب مجھے فکرمند نہ کرتا اور میں غور وفکر میں ان سے سبقت کر جاتا اور اگر آپ میری بات مانتے تو تمہیں اور تمہارے جیسے آدمیوں کو قید کر دیتے یہاں تک کہ اس امت کا معاملہ ٹھیک ہو جاتا' حضرت جریر غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور قرقیسیا میں اقامت اختیار کر لی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر وہ باتیں بتائیں جو آپ نے کہی تھیں اور جو آپ سے کہی گئی تھیں' حضرت معاویہؓ نے انہیں اپنے پاس آنے کا حکم لکھ بھیجا' اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کوفہ سے شام جانے کے ارادے سے نکلے اور آپ نے نخیلہ مقام پر پڑاؤ کیا اور کوفہ پر ابومسعود عقبہ بن عامر البدری الانصاری کو نائب مقرر کیا اور ایک جماعت نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کوفہ میں قیام کریں اور فوجوں کو بھیج دیں اور دوسرے لوگوں نے آپ کو بنفس نفیس ان کے ساتھ جانے کا مشورہ دیا اور حضرت معاویہؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ بنفس نفیس نکل پڑے ہیں تو انہوں نے حضرت عمروؓ بن العاص سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ سے کہا آپ بھی بنفس نفیس نکلیں اور حضرت عمروؓ بن العاص نے لوگوں میں کھڑے ہو کر کہا' اہل کوفہ و بصرہ کے بہادر سردار جنگ جمل کے روز فنا ہو چکے ہیں اور حضرت علیؓ کے ساتھ قاتلین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی ہے اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو چکے ہیں' پس اللہ ہی تمہارے حق کا محافظ ہے کہ تم اسے ضائع نہ کر دو اور تمہارے خون کا بھی محافظ ہے کہ تم اسے بے قصاص نہ چھوڑ دو اور انہوں نے شامی فوجوں کو لکھا اور وہ آ گئیں اور امراء کے جھنڈے باندھے گئے اور اہل شام تیار ہو گئے اور صفین کی جانب سے فرات کی طرف چلے گئے۔ جہاں سے حضرت علیؓ نے آنا تھا۔ اور حضرت علیؓ فوجوں کے ساتھ نخیلہ سے ارض شام جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے' ابواسرائیل نے بحوالہ الحکم بن عیینہ بیان کیا ہے کہ آپ کی فوج میں ۸۰ بدری اور ۱۵۰ شجرہ کے نیچے بیعت کرنے والے شامل تھے' اسے ابن دیزیل نے روایت کیا ہے اور راستے میں آپ ایک راہب کے پاس سے گذرے' اس کے واقعہ کا ذکر حسین بن دیزیل نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے' جسے اس نے عن یحییٰ بن عبداللہ الکرابیسی عن نصر بن مزاحم عن عمر بن سعد بیان کیا ہے کہ مسلم الاعور نے بحوالہ حبۃ العرنی مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ رقہ آئے تو فرات کے کنارے ایک جگہ اترے جسے البلیخ کہا جاتا تھا تو ایک راہب اپنے گرجا سے نکل کر آپ کے پاس آیا اور اس نے حضرت علیؓ سے کہا ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس کے ہم اپنے آباء سے وارث ہوئے ہیں اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے لکھا ہے' کیا میں اسے آپ کے سامنے پیش کروں؟ حضرت علیؓ نے کہا ہاں' تو راہب نے اس کتاب کو پڑھا:

''اس رحمان ورحیم خدا کے نام کے ساتھ جس نے جو فیصلہ کرنا تھا' کیا اور جو لکھنا تھا لکھا' وہ امیوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجنے والا ہے جو ان کو کتاب وحکمت سکھائے گا اور انہیں پاک کرے گا اور خدا کی راہ انہیں دکھائے گا' وہ بدخلق اور

سخت کلام نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہوگا اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دے گا بلکہ معاف اور درگذر کرے گا' اس کی امت وہ بہت تعریف کرنے والے لوگ ہیں جو ہر بلندی پر اللہ کی تعریف کریں گے اور ہر نشیب وفراز میں ان کی زبانیں تحلیل وتکبیر کے ساتھ رواں ہوں گی اور اللہ پر دشمنی رکھنے والے پر اسے فتح دے گا اور جب اللہ تعالیٰ اس کو وفات دے گا تو اس کی امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ مجتمع ہو جائے گی اور جب تک اللہ چاہے گا مجتمع رہے گی پھر اس میں اختلاف پیدا ہو جائے گا پھر اس کی امت کا ایک شخص اس فرات کے کنارے سے گزرے گا اور وہ نہی عن المنکر کرے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور فیصلہ میں عاجز نہ ہوگا' دنیا اس کے نزدیک راکھ سے بھی حقیر تر ہوگی یا اس نے کہا کہ اس روز کی مٹی سے بھی جس میں تیز ہوا چلتی ہے اور موت اس کے نزدیک پانی پینے سے بھی حقیر تر ہوگی' وہ پوشیدگی میں اللہ سے خائف ہوگا اور ظاہر میں خیر خواہی کرے گا اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خائف نہ ہوگا' پس اہل بلاد میں سے جو شخص اس نبی کو پائے وہ اس پر ایمان لائے اور اس کا ثواب میری رضامندی اور جنت ہوگا' اور جو اس صالح آدمی کو پائے وہ اس کی مدد کرے بلاشبہ اس کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہے''۔

پھر اس نے حضرت علیؓ سے کہا' میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور آپ سے جدا نہ ہوں گا حتیٰ کہ مجھے بھی وہ مصیبت پہنچے جو آپ کو پہنچی ہے' پس حضرت علیؓ رو پڑے پھر فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے ہاں بھولا بسرا نہیں بنایا اور اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے ہاں ابرار کی کتب میں میرا ذکر کیا ہے' پس راہب آپ کے ساتھ چلا گیا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ رہا حتیٰ کہ جنگ صفین کے روز مارا گیا اور جب لوگ اپنے مقتولین کی تلاش میں نکلے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اس راہب کو تلاش کرو' تو انہوں نے اسے مقتول پایا اور جب انہوں نے اسے پالیا تو حضرت علیؓ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا اور اس کے لیے بخشش مانگی۔

اور حضرت علیؓ نے اپنے آگے آٹھ ہزار کے ہراول دستے میں زیاد بن النضر الحارثی کو بھیجا اور شریح بن ہانی بھی چار ہزار فوج سمیت اس کے ساتھ تھا' پس وہ آپ کے آگے آگے ایک ایسے راستے پر چلے جو آپ کے راستے سے الگ تھا اور حضرت علیؓ نے آکر دجلہ کو منبج کے پل سے پار کیا اور دونوں ہراول چل پڑے اور انہیں اطلاع ملی کہ حضرت معاویہؓ اہل شام کے ساتھ امیر المومنین علیؓ سے جنگ کرنے آئے ہیں تو انہوں نے حضرت معاویہؓ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مقابلہ میں اپنی قلت تعداد سے خوف زدہ ہو گئے اور اپنے راستے سے ہٹ گئے اور عانات سے دریا عبور کرنے آئے تو اہل عانات نے ان کو روکا اور انہوں نے چل کر ہیت سے دریا کو پار کیا اور پھر حضرت علیؓ کے ساتھ مل گئے۔ آپ ان سے آگے نکل گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہراول دستہ میرے پیچھے آ رہا ہے؟ تو ان کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا اس کا عذر آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کیا پھر فرات عبور کرنے کے بعد آپ نے حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں ان کو اپنے آگے کیا تو ابوالاعور عمرو بن سفیان سلمی نے اہل شام کے ہراول کے ساتھ ان سے مڈبھیڑ کی تو وہ کھڑے ہو گئے اور اہل عراق کے ہراول کے امیر زیاد بن النضر نے انہیں بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھی تو حضرت علیؓ نے ان کی طرف اشتر نخعی کو امیر بنا کر بھیجا جس کے میمنہ پر زیاد اور میسرہ پر شریح امیر تھے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ جب تک وہ تمہارے ساتھ جنگ کی پہل نہ کریں ان سے جنگ

کرنے میں پہل نہیں کرنی' بلکہ بار بار انہیں بیعت کی دعوت دو اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ نہ کرو جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں اور نہ جنگ کے خواہش مند کی طرح ان سے قریب ہو اور نہ مردوں سے ڈرنے والے کی طرح ان سے دور ہو جاؤ بلکہ ان سے مستقل مزاج رہو حتیٰ کہ وہ تیرے پاس آ جائیں اور میں ان شاء اللہ دھیرے دھیرے تمہارے پیچھے آ رہا ہوں' پس وہ اس روز ایک دوسرے سے رُکے رہے اور جب دن کا پچھلا پہر ہوا تو ابوالاعور سلمی نے ان پر حملہ کر دیا اور الحارث بن جہمان جعفی کے ہاتھ آپ نے ہر اوّل کی امارت کا خط بھی بھیجا اور جب اشتر ہراوّل کا امیر بن کر آیا تو اس نے حضرت علیؓ کے حکم کی پابندی کی' پس وہ اور حضرت معاویہؓ کا ہراوّل جس کا امیر ابوالاعور سلمی تھا ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور وہ اس کے سامنے ڈٹے رہے اور وہ بھی ان کے مقابلہ میں کچھ وقت کھڑے رہے پھر شام کے وقت اہل شام واپس چلے گئے اور جب دوسرا دن ہوا تو وہ ایک دوسرے کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو گئے اور اشتر نے حملہ کر کے عبداللہ بن المنذر رتنوخی کو قتل کر دیا۔ جو اہل شام کے سواروں میں سے تھا۔ اسے ایک عراقی نے قتل کر دیا جسے ظبیان بن عمارۃ تمیمی کہا جاتا تھا' اس موقع پر ابوالاعور اور اس کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا وہ ان کی طرف بڑھے تو اشتر نے ابوالاعور کو دعوت مبارزت دی تو ابوالاعور نے اسے کوئی جواب نہ دیا' گویا اس نے اسے اپنا مدمقابل نہ سمجھا۔ واللہ اعلم

اور دوسرے روز بھی رات آ جانے پر لوگ جنگ کرنے سے رکے رہے اور جب تیسرے دن کی صبح ہوئی تو حضرت علیؓ اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور حضرت معاویہؓ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور دونوں فریق ایک دوسرے کے بالمقابل ہو گئے اور انہوں نے صفین کے مقام پر طویل قیام کیا یہ اوائل ذوالحجہ کا واقعہ ہے پھر حضرت علیؓ نے ایک طرف ہو کر اپنی فوج کے لیے اترنے کی جگہ تلاش کی اور حضرت معاویہؓ اپنی فوج کے ساتھ سبقت کر کے پانی کے گھاٹ پر ہموار اور کھلی جگہ پر اتر گئے اور جب حضرت علیؓ پانی سے دور جگہ اترے تو اہل عراق جلدی سے آئے تاکہ پانی پر پہنچ جائیں تو اہل شام نے انہیں روکا اور اس وجہ سے ان کے درمیان جنگ ہوگئی اور حضرت معاویہؓ نے گھاٹ پر ابوالاعور سلمی کو مقرر کر دیا اور اس کے سوا وہاں کوئی گھاٹ نہ تھا' حضرت علیؓ کے اصحاب کو شدید پیاس لگی تو حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کندی کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ پانی تک پہنچیں تو انہیں لوگوں نے ان کو روکا اور کہا جس طرح تم نے حضرت عثمانؓ سے پانی روکا تھا اسی طرح پیاس سے مرو' پھر انہوں نے کچھ وقت ایک دوسرے پر تیراندازی کی' پھر کچھ وقت باہم نیزہ زنی کی پھر اس کے بعد انہوں نے شمشیر زنی کی اور ہر پارٹی نے اپنی پارٹی کی مدد کی' حتیٰ کہ عراقیوں کی جانب سے اشتر نخعی اور شامیوں کی جانب سے حضرت عمروؓ بن العاص آ گئے اور ان کے درمیان شدید رن پڑا اور ایک عراقی عبیداللہ بن عوف بن الاحمر ازدی نے جنگ کرتے ہوئے کہا۔

''ہمارے لیے فرات کا رواں پانی چھوڑ دو یا جرار لشکر کے ساتھ ثابت قدم رہو ہر سردار کے لیے جو اپنے نیزے کے ساتھ نیزہ زنی کرنے والا اور پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا اور دشمنوں کی کھوپڑیوں پر بہت ضرب لگانے والا اور غارت گر ہے' موجیں مارنے والا گھاٹ ہے''۔

پھر عراقی' مسلسل شامیوں کو پانی سے ہٹاتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو اس سے دور کر دیا اور ان کے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوئے پھر انہوں نے گھاٹ پر آنے کے متعلق صلح کر لی حتیٰ کہ وہ اس گھاٹ پر ایک دوسرے پر تنگی کرنے لگے اور کوئی شخص کسی

سے بات نہ کرتا تھا وہ اس کے ورے اٹھے ہوئے نیزوں' سونتی ہوئی شمشیروں' سوفار میں لگے تیروں اور تانت کسی کمانوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور حضرت علیؓ کے اصحاب نے آ کر حضرت علیؓ کے پاس شکایت کی تو آپ نے حضرت صعصعہ بن صوحان کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں کہے کہ ہم آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے روکنے کے لیے آئے ہیں تاکہ تم پر حجت قائم کر دیں اور آپ نے اپنے ہراول کو ہمارے پاس بھیج دیا ہے پس قبل اس کے کہ ہم آپ سے جنگ کا آغاز کرتے آپ نے ہم سے جنگ کی ہے پھر دوسری بات یہ کہ انہوں نے ہم کو پانی سے روک دیا ہے اور جب حضرت معاویہؓ کو یہ اطلاع ملی تو حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے کہا' وہ کیا چاہتے ہیں؟ عمرو نے کہا' ان کے اور پانی کے درمیان حائل نہ ہو اور یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم سیراب ہوں اور وہ پیاسے ہوں' اور ولید نے کہا چھوڑ و انہیں وہ بھی اس پیاس کا مزہ چکھیں جس کا مزہ انہوں نے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت چکھایا ہے جب انہوں نے ان کے گھر میں ان کا محاصرہ کیا تھا اور ان سے پاک پانی اور کھانا چالیس روز تک روک دیا تھا اور حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے کہا' رات تک ان سے پانی روکے رکھو شاید وہ اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جائیں حضرت معاویہؓ نے سکوت اختیار کیا تو صعصعہ بن صوحان نے آپ سے کہا' آپ کا جواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے بعد جلد ہی میری رائے آپ تک پہنچ جائے گی اور جب صعصعہ بن صوحان نے واپس آ کر آپ کو اطلاع دی تو سوار اور پیادے روانہ ہو گئے اور وہ مسلسل بڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پانی سے ہٹا دیا اور بزور قوت اس پر آنے سے بھی روک دیا پھر انہوں نے پانی پر آنے کے لیے باہم مصالحت کر لی اور کوئی کسی کو اس سے روکتا نہ تھا اور آپ اس حالت پر دو دن قائم رہے' نہ آپ حضرت معاویہؓ سے خط و کتابت کرتے تھے اور نہ حضرت معاویہؓ آپ سے خط و کتابت کرتے تھے' پھر حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو انصاری' سعید بن قیس ہمدانی اور شبیث بن ربعی سہمی کو بلایا اور فرمایا اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت دو اور جو وہ تمہیں کہے اسے سنو' پس جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے محمد بشیر بن عمرو نے ان سے کہا اے معاویہؓ! بلاشبہ دنیا آپ سے الگ ہو جانے والی ہے اور آپ آخرت کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے عمل کا محاسبہ کرنے والا ہے اور جو کچھ آپ کے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اس کا آپ کو بدلہ دینے والا ہے اور میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس امت کی جمعیت کو پریشان نہ کریں اور اس کی خونریزی نہ کریں' حضرت معاویہؓ نے اسے کہا تم نے اپنے آقا کو اس کی وصیت کیوں نہیں کی؟ اس نے آپ کو جواب دیا بلاشبہ میرا آقا اپنے فضل و دین اور سابقت و قرابت کی وجہ سے اس مخلوق کی امارت کا زیادہ حقدار ہے اور وہ آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہے بلاشبہ وہ آپ کی دنیا کے بارے میں آپ کے لیے زیادہ سلامت رو اور آپ کی آخرت کے بارے میں آپ کے لیے بہتر ہے حضرت معاویہؓ نے کہا' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون بے قصاص ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ نہیں' خدا کی قسم میں یہ کبھی نہیں کروں گا پھر سعید بن قیس ہمدانی نے بات کرنی چاہی تو شبیث بن ربعی نے اس سے سبقت کر کے اس سے قبل ایسی گفتگو کی جس میں حضرت معاویہؓ کے بارے میں سختی اور درشتی پائی جاتی تھی' پس حضرت معاویہؓ نے اسے ڈانٹا اور اپنے سے معزز شخص کے بارے میں فتویٰ دینے اور اس کے متعلق بغیر علم کے بات کرنے سے روکا۔ پھر آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہوں نے آپ کے سامنے سے انہیں ہٹا دیا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا جنہیں مظلومانہ طور پر قتل کر دیا گیا تھا اس

موقع پر ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور حضرت علیؓ نے ہراول دستوں اور امراء کو جنگ کے لیے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ ہر قوم پر جنگ کا امیر مقرر کرنے لگے اور آپ کے جنگی امراء اشتر نخعی یہ جنگ کے لیے نکلنے والوں کا سب سے بڑا امیر تھا۔ حجر بن عدی' شبیث بن ربعی' خالد بن المعتمر' زیاد بن النضر' زیاد بن حفصہ' سعید بن لیس' معقل بن قیس اور قیس بن سعد تھے اور اسی طرح حضرت معاویہ بھی ہر روز جنگ پر ایک امیر کو برانگیختہ کرتے اور آپ کے امراء عبدالرحمٰن بن خالد' ابوالاعور سلمی' حبیب بن مسلم' ذوالکلاع حمیری' عبیداللہ بن عمر بن الخطاب' شرحبیل بن السمط اور حمزہ بن مالک ہمذانی تھے اور بسا اوقات لوگوں نے ایک ہی دن میں دو دفعہ جنگ کی اور یہ واقعہ ذوالحجہ کے پورے مہینے میں ہوا اور اس سال حضرت علیؓ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور جب ذوالحجہ کا مہینہ گزر گیا اور محرم آ گیا تو لوگوں نے ایک دوسرے کو جنگ چھوڑنے کے لیے بلایا' شاید اللہ تعالیٰ ان کے درمیان کسی ایسے امر پر صلح کروا دے جس میں ان کے خون کی حفاظت ہو' اس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔

۳۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان دونوں اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بلاد شام کے مشرق میں فرات کے قریب صفین مقام پر کھڑے تھے اور انہوں نے ذوالحجہ کے مہینے میں ہر روز جنگ کی اور بعض دنوں میں کبھی کبھی انہوں نے دو دفعہ بھی جنگ کی اور ان کے درمیان جنگوں کا ایسا سلسلہ جاری ہو گیا جس کا ذکر باعث طوالت ہو گا' حاصل کلام یہ کہ جب ماہ محرم آیا تو لوگ اس امید پر جنگ سے رک گئے کہ شاید ان کے درمیان مصالحت ہو جائے جس سے آخر کار لوگوں کے درمیان صلح ہو جائے اور ان کے خون محفوظ ہو جائیں' ابن جریر نے ہشام کے طریق سے بحوالہ ابومخنف مالک روایت کی ہے کہ سعید بن مجاہد طائی نے بحوالہ محل بن خلیفہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عدیؓ بن حاتم' یزید بن قیس الارحبی' شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا' اور جب وہ آپ کے پاس گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت عدیؓ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا' امابعد' اے معاویہ ہم آپ کے پاس آپ کو ایسے امر کی طرف دعوت دینے آئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ ہم میں اتحاد پیدا کر دے گا اور اس سے خون محفوظ ہو جائیں گے اور راستے پرامن ہو جائیں گے اور باہمی تعلقات درست ہو جائیں گے' بلاشبہ آپ کا عمزاد سید المسلمین سابقت کے لحاظ سے امت کا افضل آدمی ہے اور اسلام میں شرافت کے لحاظ سے احسن شخص ہے اور لوگوں کی منشاء پوری ہو گئی ہے اور جس رائے کو انہوں نے اختیار کیا ہے اللہ نے ان کی راہنمائی کی ہے اور آپ کے' اور آپ کے ساتھی مددگاروں کے سوا اور کوئی شخص باقی نہیں رہا' اے معاویہ رضی اللہ عنہ باز آ جا' اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے اصحاب کو یوم الجمل کی طرح مصیبت نہ ڈالے' حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا گویا آپ دھمکانے آئے ہیں مصلح بن کر نہیں آئے۔

اے عدیؓ خدا کی قسم یہ بہت بعید بات ہے ایسا ہرگز نہیں ہو گا خدا کی قسم میں ابن حرب ہوں' میں حوادثِ زمانہ سے نہیں گھبراتا اور بے اصل چیزیں مجھے خوفزدہ نہیں کرتیں اور قسم بخدا تو بھی حضرت ابن عفانؓ کے گنہگاروں میں شامل ہے اور ان کے قاتلین میں سے ہے اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان لوگوں میں شامل ہو گا جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدلہ میں قتل کرے گا۔

اور شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ نے بھی گفتگو کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کیا اور کہا' اے معاویہؓ! اللہ سے

ڈر اور ان کی مخالفت نہ کر اور خدا کی قسم ہم نے ان سے بڑھ کر تقویٰ پر عمل کرنے والا اور دنیا سے بے رغبت اور اچھے خصائل کا جامع شخص کبھی نہیں دیکھا حضرت معاویہؓ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد گفتگو کی اور فرمایا: بلاشبہ تم نے مجھے جماعت اور اطاعت کی طرف دعوت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت تو ہمارے ساتھ ہے اور اطاعت کا جواب یہ ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت کیسے کروں جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں مدد کی ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے آپ کو قتل نہیں کیا؟ ہم نہ اسے اس کا جواب دیتے ہیں اور نہ اس پر اس کا اتہام لگاتے ہیں' لیکن اس نے آپ کے قاتلین کو پناہ دی ہے وہ انہیں ہمارے سپرد کر دے تاکہ ہم انہیں قتل کر دیں پھر ہم آپ کو اطاعت اور جماعت کا جواب دیں گے۔ حضرت شبیث بن ربعیؓ نے آپ سے کہا اے معاویہؓ! میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اگر آپ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر قابو پاتے تو کیا آپ اسے حضرت عثمانؓ کے بدلے میں قتل کر دیتے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر میں ابن سمیہ پر قابو پاتا تو میں اسے حضرت عثمانؓ کے بدلہ میں قتل نہ کرتا لیکن میں اسے حضرت عثمانؓ کے غلام کے بدلے میں قتل کرتا' حضرت شبیث بن ربعیؓ نے آپ سے کہا زمین و آسمان کے خدا کی قسم حضرت عمارؓ کے قتل کی طرف نہ جاؤ کہ سر اپنے کندھوں سے اڑ جائیں اور زمین کی فضا اور وسعت آپ پر تنگ ہو جائے' حضرت معاویہؓ نے کہا اگر ایسی بات ہوتی تو آپ پر وسعت زیادہ تنگ ہوتی اور یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے ہاں سے نکل کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔

اور حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری' شرحبیل بن السمط اور معن بن یزید کو حضرت علیؓ کے پاس بھیجا' وہ آپ کے پاس آئے تو حبیب نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد گفتگو کا آغاز کیا اور کہا' بلاشبہ حضرت عثمانؓ ہدایت یافتہ خلیفہ تھے' آپ نے کتاب اللہ پر عمل کیا اور امر الٰہی کے لیے ثابت قدم رہے' پس تم نے ان کی زندگی کو گراں بار سمجھا اور آپ کی وفات کو مؤخر خیال کیا' پس تم نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا' اور اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تو ان کے قاتلین کو ہمارے سپرد کر دیجیے' پھر لوگوں کی امارت سے الگ ہو جایئے اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہوگا اور لوگ اپنی امارت اسے دے دیں گے جس پر ان کی رائے متفق ہوگی۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا' تیری ماں نہ رہے تجھے اس امارت و عزل سے کیا تعلق ہے' خاموش ہو جا بلاشبہ نہ تو وہاں موجود تھا اور نہ اس کا اہل ہے۔ حبیب نے آپ سے کہا' خدا کی قسم آپ مجھے وہاں ضرور دیکھیں گے جہاں آپ ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا اگر تم اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ آؤ تب بھی تمہاری کوئی پوزیشن نہیں اور اگر تم بچ بھی گئے تو خدا تعالیٰ تم پر رحم نہیں کرے گا' جاؤ اور جو سمجھ آئے اس کے اوپر نیچے غور کرو' پھر اہل سیر نے طویل گفتگو کا ذکر کیا ہے جو ان کے اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی اور ان کی جانب سے اور حضرت علیؓ کی جانب سے اس کی صحت محل نظر ہے' بلاشبہ اس کلام کے پیچ و خم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے وہ باتیں پائی جاتی ہیں جس میں حضرت معاویؓہ اور آپ کے والد کی کسر شان ہوتی ہے کہ وہ اسلام میں داخل تو ہوئے ہیں مگر دونوں ہمیشہ اس میں متردد رہے ہیں اور اس دوران میں آپ نے یہ بھی کہا کہ میں نہیں کہتا کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور نہ ظالمانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو یہ نہیں کہتے کہ حضرت عثمانؓ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں اور پھر وہ آپ کے ہاں سے چلے گئے تو حضرت علیؓ نے کہا:

﴿ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَ لَّوْا مُدْبِرِیْنَ وَ مَا اَنْتَ بِهَادِی الْعُمْیِ عَنْ

ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ لوگ تمہارے حق اور تمہارے نبی کی اطاعت میں سنجیدہ ہونے کی نسبت تم سے اپنی ضلالت میں زیادہ سنجیدہ نہ ہوں' میرے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت درست نہیں۔

اور ابن دیزیل نے عمرو بن سعد کے طریق سے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ اہل عراق کے قراء اور اہل شام کے قراء نے ایک طرف پڑاؤ کیا اور وہ تقریباً تیس ہزار تھے اور اہل عراق کے قراء کی جماعت میں سے عبیدہ السلمانی' علقمہ بن قیس' عامر بن عبد قیس اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود وغیرہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے' آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' انہوں نے کہا آپ کس سے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ سے' انہوں نے پوچھا کیا حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا ہے؟ حضرت معاویہؓ نے کہا ہاں' اور ان کے قاتلین کو پناہ بھی دی ہے انہوں نے واپس جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائیں جو حضرت معاویہؓ نے کہی تھیں' آپ نے فرمایا انہوں نے جھوٹ بولا ہے' میں نے انہیں قتل نہیں کیا اور تم جانتے ہو کہ میں نے انہیں قتل نہیں کیا' وہ حضرت معاویہؓ کے پاس واپس آئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر انہوں نے ان کو اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تو انہوں نے مردوں کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ میں نے حکم دیا ہے اور نہ میں نے مدد کی ہے' وہ واپس گئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص لے دیں' وہ ان کی فوج میں شامل ہیں' وہ واپس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا لوگوں نے فتنہ میں قرآن سے تاویل کی ہے اور فتنہ کی وجہ سے انتشار پیدا ہوا ہے اور انہوں نے آپ کو آپ کی حکومت میں قتل کیا ہے اور مجھ سے ان کے معاملے میں باز پرس نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے واپس جا کر حضرت معاویہؓ کو بتایا تو انہوں نے کہا' اگر یہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح وہ بیان کرتے ہیں تو وہ ہمارے اور یہاں پر جو لوگ موجود ہیں ان کے مشورے کے بغیر حکم کیوں جاری کرتے ہیں؟ وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: لوگ صرف انصار و مہاجرین کے ساتھ ہیں اور وہ لوگوں کی حکومت اور ان کی دینی امارت کے گواہ ہیں اور وہ راضی ہیں اور انہوں نے میری بیعت کی ہے اور میں یہ جائز نہیں سمجھتا کہ میں حضرت معاویہؓ جیسے شخص کو امت پر حکومت کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے چھوڑ دوں' وہ حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا' یہاں پر جو انصار و مہاجرین موجود ہیں جنہوں نے اس امارت میں شمولیت نہیں کی' ان کا کیا حال ہے؟ وہ واپس گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ معاملہ بدری صحابہ کا معاملہ ہے' دوسروں کا نہیں' اور روئے زمین پر جو بدری بھی موجود ہے وہ میرے ساتھ ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے اور مجھ سے راضی ہے پس وہ تمہارے دین اور تمہاری جانوں کے بارے میں تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے' راوی بیان کرتا ہے اور وہ اس بارے میں ماہ ربیع الآخر اور جمادیین ہیں باہم مراسلت کرتے رہے اور اس دوران میں یکے بعد دیگرے جھڑپیں کرتے رہے اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہے اور قراء ان کے درمیان رکاوٹ بنتے رہے پس جنگ نہ ہوئی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے تین ماہ میں ۸۵ دفعہ جھڑپ کی' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء حضرت ابو امامہؓ باہر نکلے اور حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر ان سے کہنے لگے' اے معاویہ رضی اللہ عنہ آپ اس شخص سے کس وجہ سے جنگ کرتے ہو؟ خدا کی قسم

وہ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ قدیم الاسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجھ سے زیادہ قرابت دار اور اس امارت کا تجھ سے زیادہ حق دار ہے' حضرت معاویہؓ نے کہا' میں اس سے خون عثمانؓ پر جنگ کرتا ہوں اور یہ کہ اس نے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے تم دونوں جا کر اسے کہو وہ ہمیں قاتلین عثمانؓ سے قصاص لے دے' پھر میں اہل شام میں سے سب سے پہلے اس کی بیعت کروں گا ان دونوں نے جا کر حضرت علیؓ سے یہ بات کہی تو آپ نے فرمایا' یہ لوگ جن کو تم دیکھ رہے ہو قاتلین عثمانؓ ہیں' پھر بہت سے لوگوں نے باہر نکل کر کہا ہم سب قاتلین عثمانؓ ہیں جو چاہے ہمیں تیر مارے' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوامامہؓ واپس آ گئے اور ان کی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ عمرو بن سعد نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ ابھی رجب کا مہینہ ہی تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہو گیا کہ سب قراء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں گے آپ نے عبداللہ بن الناصح کے تیر میں لکھا: اے عراقیو! بلاشبہ معاویہؓ تم کو غرق کرنے کے لیے تم پر فرات کو جاری کرنا چاہتے ہیں' اپنا بچاؤ اختیار کر لو' اور اس تیر کو عراقی فوج میں پھینک دیا' لوگوں نے اسے پکڑ کر پڑھا اور اس کے متعلق باہم گفتگو کی اور حضرت علیؓ سے بھی اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا بلاشبہ یہ بات نہیں ہو گی اور یہ بات مشہور ہو گئی اور حضرت معاویہؓ نے دو سو آدمیوں کو فرات کے پہلو میں زمین کھودنے کے لیے بھیجا اور لوگوں کو بھی اس بات کی اطلاع دے دی تو اہل عراق اس سے پریشان ہو گئے اور حضرت علیؓ کے پاس فریاد کی تو آپ نے فرمایا' تم ہلاک ہو جاؤ' وہ تم کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تا کہ تم کو تمہارے مقام سے ہٹا دے اور خود اس میں فروکش ہو جائے کیونکہ یہ مقام اس کی جگہ سے بہتر ہے' انہوں نے کہا' ہمیں اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے اور وہ اس جگہ سے کوچ کر گئے اور حضرت معاویہؓ نے اپنی فوج سمیت وہاں پڑاؤ کر لیا۔ اور حضرت علیؓ کوچ کرنے والے آخری آدمی تھے اور آپ ان کے ہاں یہ شعر پڑھتے ہوئے اترے ؎

''اگر میری بات مانی جاتی تو میں اپنی قوم کو رکن یمامہ یا شامی رکن تک بچا لیتا لیکن جب میں کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہوں تو کمینے اور کمینوں کے بیٹے اس کی مخالفت کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے ماہ ذوالحجہ تک قیام کیا پھر جنگ میں جت گئے اور حضرت علیؓ ہر روز ایک شخص کو امیر جنگ بنانے لگے اور اکثر آپ اشتر ہی کو امیر بناتے اور اسی طرح حضرت معاویہؓ بھی ہر روز امیر مقرر کرتے اور انہوں نے ذوالحجہ کا پورا مہینہ جنگ کی اور بعض ایام میں انہوں نے دو دو بار جنگ کی' ابن جریر رحمہ اللہ کا بیان ہے پھر مسلسل حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ایلچی آنے جانے لگے اور لوگ جنگ سے رُکے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس سال کے محرم کا مہینہ گزر گیا اور ان کے درمیان صلح نہ ہوئی اور حضرت علیؓ کے حکم سے یزید بن الحارث الجشمی نے غروب آفتاب کے قریب اہل شام میں اعلان کیا کہ امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں نے تم کو مہلت دی ہے تا کہ تم حق کی طرف مراجعت کرو اور میں نے تم پر حجت قائم کی ہے اور تم نے جواب نہیں دیا اور میں نے برابر کی سطح پر تمہارا عہد توڑ دیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' پس اہل شام نے اپنے امراء کی پناہ لی اور جو کچھ انہوں نے منادی کو کہتے سنا تھا وہ انہیں بتایا اس موقع پر حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ اٹھے اور فوج کے میمنہ میسرہ کو منظم کیا اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی فوج کو منظم کرتے رات گزاری اور حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کے سواروں پر اشتر نخعی کو' اور ان کے پیادوں پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اور اہل بصرہ کے سواروں پر حضرت سہل بن حنیف کو' اور ان کے پیادوں پر قیس بن سعد

اور ہاشم بن عتبہ کو' اور ان کے قراء پر سعد بن فدکی تمیمی کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ نے بڑھ کر لوگوں سے کہا کہ جب تک اہل شام جنگ کا آغاز نہ کریں وہ کسی سے بھی جنگ کی ابتدا نہ کریں اور یہ کہ وہ زخمی کو نہ ماریں اور نہ پشت پھیر کر بھاگنے والے کا تعاقب کریں اور نہ عورت کی پردہ دری کریں اور نہ اس کی اہانت کریں خواہ وہ عورت لوگوں کے امراء اور صلحاء کو گالیاں دے اور حضرت معاویہؓ یہ اس شب کی صبح کو باہر نکلے اور آپ نے میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو' اور میسرہ پر حبیب بن اوس فہری کو' اور ہراول پر ابوالاعور سلمی کو' اور دمشق کے سواروں پر حضرت عمروؓ بن العاص کو اور ان کے پیادوں پر ضحاک بن قیس کو امیر مقرر کیا' اس کا ذکر ابن جریر نے کیا ہے۔

اور ابن دیزیل نے جابر الجعفی کے طریق سے بحوالہ ابوجعفر الباقر اور یزید بن الحسن بن علی وغیرہ بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی کی اطلاع ملی تو حضرت معاویہؓ بھی حضرت علیؓ کی طرف چل پڑے اور آپ نے ہراول پر سفیان بن عمرو ابوالاعور سلمی کو' اور ساقہ بن بسر بن ابی ارطاۃ کو امیر مقرر کیا حتیٰ کہ صفین کی جانب چلتے ہوئے سب آپس میں مل گئے اور ابن الکلبی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے ہراول پر ابوالاعور سلمی کو' اور ساقہ پر بسر کو' اور سواروں پر عبیداللہ بن عمر کو امیر مقرر کیا' اور عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو جھنڈا دیا اور میمنہ پر حبیب بن مسلمہ کو اور اس کے پیادوں پر یزید بن زحر العنسی کو' اور میسرہ پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو' اور اس کے پیادوں پر حابس بن سعد طائی کو' اور دمشق کے سواروں پر ضحاک بن قیس کو' اور اس کے پیادوں پر یزید بن لبید بن کرز الجبلی کو امیر مقرر کیا اور اہل حمص پر ذوالکلاع کو' اور اہل فلسطین پر مسلمہ بن مخلد کو امیر مقرر کیا اور حضرت معاویہؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اے لوگو! خدا کی قسم میں نے شام کو اطاعت سے حاصل کیا ہے اور اہل عراق سے جنگ صبر سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور میں اہل حجاز کی تکلیف کو نرمی سے برداشت کرتا ہوں' تم نے تیاری کر لی ہے اور تم شام کو بچانے اور عراق کو حاصل کرنے کے لیے چل پڑے ہو اور دوسرے لوگ عراق کو بچانے اور شام کو حاصل کرنے کے لیے چل پڑے ہیں اور میری زندگی کی قسم' شام کے پاس نہ عراق کے جوان ہیں اور نہ اس کے اموال ہیں اور نہ عراق کے پاس اہل شام کی سی مہارت اور بصیرت ہے' حالانکہ قوم اور اس کے بعد ان کی تعداد ہی ہے اور تمہارے بعد تمہارے سوا کوئی نہیں' پس اگر تم ان پر غالب آ جاؤ تو تم ان پر اپنے حلم کی وجہ سے غالب آ ؤ گے اور اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو تمہارے بعد کی وجہ سے غالب آئیں گے اور لوگ تم سے اہل عراق کے مکروفریب' اہل یمن کی نرمی' اہل حجاز کی عقل اور اہل مصر کی قساوت کے ساتھ جنگ کریں گے اور کل وہی فتح پائے گا (اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر انہیں جہاد کی ترغیب دی اور ان کے صبر کی تعریف کی اور اہل شام کی نسبت ان کی کثرت پر ان کی حوصلہ افزائی کی' جابر الجعفی نے بحوالہ ابوجعفر الباقر اور زید بن انس وغیرہ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ڈیڑھ لاکھ عراقیوں کے ساتھ چلے اور حضرت معاویہؓ بھی اتنے ہی شامیوں کے ساتھ آئے اور دیگر لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ ایک لاکھ یا اس سے زائد فوج کے ساتھ آئے اور حضرت معاویہؓ ایک لاکھ تیس ہزار فوج کے ساتھ آئے۔ اسے ابن دیزیل نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور شامیوں کی ایک جماعت نے آپس میں نہ بھاگنے کا معاہدہ کیا اور انہوں نے اپنے آپ کو پگڑیوں سے باندھ لیا' یہ پانچ صفوں کے لوگ تھے اور ان کے ساتھ دوسروں کی چھ صفیں بھی تھیں اور

یہی حال عراقیوں کا تھا وہ بھی اسی طرح گیارہ صفیں تھے اور وہ صفر کے پہلے روز اسی حالت پر ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے رہے اور یہ بدھ کا دن تھا اور اس روز عراقیوں کا امیر جنگ اشتر نخعی تھا اور شامیوں کا امیر جنگ حبیب بن مسلمہ تھا' پس اس روز انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور دن کے آخر میں واپس آ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے انتقام لیا اور جنگ میں ایک دوسرے کے برابر رہے' پھر کل کو جمعرات کا دن آیا تو عراقیوں کا امیر جنگ ہاشم بن عتبہ تھا اور اس روز شامیوں کا امیر جنگ ابوالاعور سلمی تھا' پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی' سواروں نے سواروں پر اور پیادوں نے پیادوں پر حملے کیے پھر دن کے آخر میں واپس آ گئے اور فریقین نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں استقلال کا مظاہرہ کیا اور برابر رہے پھر تیسرے دن اور وہ جمعہ کا دن تھا اہل عراق کی جانب سے حضرت عمار بن یاسرؓ باہر نکلے اور ان کے مقابلہ میں حضرت عمروؓ بن العاص شامیوں کے ساتھ آئے اور لوگوں نے باہم شدید جنگ کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص پر حملہ کر کے انہیں ان کے موقف سے ہٹا دیا اور سواروں کے امیر زیاد بن النضر الحارثی نے ایک شخص کو دعوت مبارزت دی اور جب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا وہ دونوں ماں جائے بھائی تھے پس دونوں اپنے اپنے ساتھی کو چھوڑ کر اپنی اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور شام کو لوگ واپس آ گئے اور ہر فریق نے اپنے ساتھی کے مقابلہ میں استقلال دکھایا۔

اور چوتھے روز۔ یعنی ہفتے کے دن محمد بن علی رضی اللہ عنہ جنہیں ابن حنفیہ کہتے ہیں۔ بہت بڑی فوج کے ساتھ نکلے اور شامیوں کی جانب سے بہت سی فوج کے ساتھ عبیداللہ بن عمران کے مقابلہ میں نکلے اور لوگوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبیداللہ بن عمر نے باہر نکل کر ابن حنفیہ کو دعوت مبارزت دی تو وہ بھی ان کے مقابلہ میں باہر نکل آئے اور جب وہ قریب ہونے ہی کو تھے تو حضرت علیؓ نے پوچھا' کون کون مقابلہ کرنے والا ہے' لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا محمد اور عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور اپنے بیٹے کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور عبیداللہ کی طرف بڑھ کر اسے کہا میری طرف آؤ' اس نے آپ سے کہا مجھے آپ سے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا بہت اچھا' اس نے کہا' نہیں' پس حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر واپس آ گئے اور اس روز لوگ ایک دوسرے سے رُکے رہے پھر پانچویں روز یعنی اتوار کے دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ عراقیوں کے ساتھ اور ولید بن عقبہ شامیوں کے ساتھ نکلے اور لوگوں نے شدید جنگ کی' اور ابو مخنف کے قول کے مطابق ولید' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا' تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا ہے لیکن تمہاری خواہش پوری نہیں ہوئی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتح دے گا' حضرت ابن عباسؓ نے اسے کہا میرے مقابلے میں آؤ مگر وہ نہ مانا' کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بنفس نفیس اس روز شدید جنگ کی' پھر چھٹے روز یعنی سوموار کے دن عراقیوں کی جانب سے قیس بن سعد اور شامیوں کی جانب سے ذوالکلاع لوگوں کے امیر بن کر نکلے اور باہم شدید جنگ کی اور استقلال دکھایا پھر واپس چلے گئے پھر ساتویں روز یعنی منگل کے دن اشتر نخعی مقابلہ میں آیا اور اس کے مقابلہ میں اس کا مدمقابل حبیب بن مسلمہ نکلا اور انہوں نے شدید جنگ کی اور ان تمام ایام میں کسی کو کسی پر غلبہ حاصل نہ ہوا۔

ابو مخنف کا بیان ہے کہ مالک بن اعین الجہنی نے بحوالہ زید بن وہب مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم سب کب تک ان لوگوں کے مقابلہ میں کھڑے نہ ہوں گے؟ پھر بدھ کے روز عصر کے بعد شام کو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: تعریف

اس خدا کی جس کے توڑے ہوئے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا اور جس کے جوڑے ہوئے کو کوئی توڑنے والا توڑ نہیں سکتا۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کی مخلوق میں سے دو بندے بھی آپس میں اختلاف نہ کریں اور نہ اس کے حکم کے بارے میں امت آپس میں جھگڑا کرے اور نہ مفضول' فضل والے کی فضیلت کا انکار کرے اور تقدیر ہمیں اور ان لوگوں کو ہانک کر لے آئی ہے اور اس نے اس جگہ ہمارے درمیان جھگڑا ڈال دیا ہے اور ہم اپنے رب سے دیکھنے اور سننے کے مقام پر ہیں اور اگر وہ چاہے تو جلد عذاب دے دے اور اس کی طرف سے یہ تنگی اس لیے ہے کہ اللہ ظالم کو جھوٹا کرے اور حق اپنا ٹھکانہ معلوم کرے' لیکن اس نے دنیا کو دار العمل بنایا ہے اور آخرت کو اپنے پاس دار القرار بنایا ہے (تاکہ بدکرداروں کو ان کے عمل کی جزا دے اور نیکوکاروں کو اچھی جزا دے) آگاہ رہو' تم کل لوگوں سے جنگ کرنے والے ہو' پس رات کو طویل قیام کرو' اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کرو' اور اللہ تعالیٰ سے فتح' استقلال اور سنجیدگی اور احتیاط کی قوت کی دعا مانگو اور راستباز بن جاؤ' راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ اچھل کر اپنی تلواروں' نیزوں اور تیروں کو درست کرنے لگے اور اس حالت میں کعب بن جعل تغلبی نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔

''امت ایک عجیب معاملے میں پڑ گئی ہے اور کل ساری حکومت غالب آنے والے کے لیے ہوگی' اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بلاشبہ کل عرب کے سردار ہلاک ہوں گے''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے اپنی فوجوں میں صبح کی اور ان کو اپنی مرضی کے مطابق مرتب کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو اپنی مرضی کے مطابق مرتب کیا اور آپ نے ہر قبیلے پر عراقیوں میں سے امیر مقرر کیے تاکہ وہ اپنے شامی بھائی بندوں کے مقابلہ میں آپ کو کفایت کریں' پس لوگوں نے شدید جنگ کی اور کوئی کسی کے مقابلہ میں نہ بھاگا اور نہ کوئی کسی پر غالب آیا پھر شام کے وقت وہ جنگ سے رک گئے' صبح ہوئی تو حضرت علیؓ نے فجر کی نماز جھٹپٹے میں پڑھی اور صبح صبح ہی جنگ شروع کر دی' پھر شامیوں کا سامنا کیا اور انہوں نے بھی اپنے سرکردہ لوگوں کے ساتھ آپ کا سامنا کیا اور ابن مخنف نے مالک بن اعین سے بحوالہ زید بن وہب جو روایت کی ہے اس کے مطابق حضرت علیؓ نے کہا اے اللہ! جو اس محفوظ و مکفوف چھت کا رب ہے جسے تو نے رات اور دن کے لیے بنایا ہے اور اس میں تو نے آفتاب و ماہتاب کے راستے اور ستاروں کی منازل بنائی ہیں اور تو نے اس میں فرشتوں کا قبیلہ بنایا ہے جو عبادت سے نہیں اکتاتے' اور تو اس زمین کا بھی رب ہے۔ جسے تو نے لوگوں' شیروں' چوپاؤں اور اپنی بے حد و شمار مرئی اور غیر مرئی مخلوق عظیم کے لیے قرارگاہ بنایا ہے اور تو ان کشتیوں کا بھی رب ہے جو سمندر میں لوگوں کے لیے فائدہ بخش چیزیں لے کر چلتی ہیں اور تو ان بادلوں کا بھی رب ہے جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں اور تو اس متموج اور عالم کو گھیرنے والے سمندر کا بھی رب ہے اور ان ٹھوس پہاڑوں کا بھی رب ہے جنہیں تو نے زمین کے لیے میخیں اور مخلوق کے لیے متاع بنایا ہے' اگر تو نے ہمیں ہمارے دشمن پر غالب کیا تو ہمیں سرکشی اور فساد سے بچانا اور ہمیں حق کے لیے سیدھا کر دینا اور اگر تو نے ان کو ہم پر غالب کیا تو مجھے شہادت سے سرفراز کرنا اور میرے بقیہ اصحاب کو فتنہ سے بچانا۔

پھر حضرت علیؓ قلب سے اہل مدینہ کے ساتھ آگے بڑھے اور اس روز آپ کے میمنہ پر حضرت عبداللہ بن بدیل اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور قراء پر حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت قیس بن سعدؓ امیر مقرر تھے اور لوگ اپنے اپنے جھنڈوں تلے تھے'

پس آپ ان کے ساتھ لوگوں کی طرف بڑھے اور حضرت معاویہؓ بھی آئے۔ اور اہل شام نے موت پر آپ کی بیعت کی۔ اور لوگ خوف ناک کارزار میں کھڑے ہوئے اور حضرت عبداللہ بن بدیل نے جو حضرت علیؓ کے میمنہ کے امیر تھے شامیوں کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس کے امیر حبیب بن مسلمہ تھے اور ان کو مجبور کر کے قلب کی طرف لے گئے جس میں حضرت معاویہؓ بھی موجود تھے اور حضرت عبداللہ بن بدیلؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں جنگ پر آمادہ کرنے لگے اور صبر و جہاد کی ترغیب دینے لگے اور امیر المومنین حضرت علیؓ نے لوگوں کو صبر و ثبات اور جہاد کی ترغیب دی اور اہل شام سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور ہر امیر اپنے اصحاب میں کھڑے ہو کر انہیں جنگ کی ترغیب دینے لگا اور قرآن شریف کے متفرق مقامات سے انہیں آیاتِ قتال سنانے لگا جن میں سے یہ قول الٰہی بھی تھا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾

پھر فرمایا زرہوں والوں کو آگے کر دو اور بے زرہوں کو پیچھے کر دو اور ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ' بلاشبہ یہ بات تلواروں کو کھوپڑیوں سے ہٹانے والی ہے اور نیزوں کی نوکوں کی طرف تیزی سے جاؤ' یہ بات نیزوں کے لیے فراخی کرنے والی ہے اور نگاہوں کو نیچے رکھو بلاشبہ یہ بات دل کو زیادہ مضبوط کرنے والی اور پر سکون کرنے والی ہے اور آوازوں کو دھیما رکھو' یہ بات بزدلی کو بھگانے والی اور وقار کے لائق ہے' اپنے جھنڈوں کو نہ جھکاؤ اور نہ انہیں اتارو اور انہیں اپنے دلیر آدمیوں کے ہاتھوں میں دو' اور علمائے تاریخ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایام صفین میں حضرت علیؓ نے مقابلہ کیا اور جنگ کی' اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' حتیٰ کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ نے پانچ صد آدمیوں کو قتل کر دیا' اور کریب بن الصباح نے چار عراقیوں کو قتل کر کے پھر انہیں اپنے قدموں کے نیچے رکھا پھر آواز دی' کوئی ہے مقابلہ کرنے والا؟ تو حضرت علیؓ اس کے مقابلے میں نکلے اور دونوں نے کچھ دیر جولانی کی پھر حضرت علیؓ نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا پھر حضرت علیؓ نے کہا کوئی ہے مقابلہ کرنے والا؟ تو حارث بن وداعۃ حمیری آپ کے مقابلہ میں نکلا جسے آپ نے قتل کر دیا' پھر راوداابن الحارث الکلاعی آپ کے مقابلہ میں آیا' جسے آپ نے قتل کر دیا' پھر المطاع بن المطلب القیسی آپ کے مقابلہ میں آیا جسے آپ نے قتل کر دیا اور حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ پھر آواز دی اے معاویہؓ! تو ہلاک ہو میرے مقابلے میں آ اور اپنے اور میرے درمیان عربوں کو فنا نہ کر' تو حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں کہا' اسے غنیمت سمجھو وہ ان چار آدمیوں کے قتل سے نڈھال ہو چکے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور تم چاہتے ہو کہ میں قتل ہو جاؤں اور تم میرے بعد خلافت حاصل کر لو' اپنی راہ لیجیے' میرے جیسے آدمی کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص پر حملہ کیا اور انہیں نیزہ مارا اور انہیں زمین پر لٹا دیا تو ان کی شرم گاہ ننگی ہو گئی تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا' اور آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا یا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' آپ نے فرمایا یہ عمروؓ بن العاص مجھے اپنی شرمگاہ کے ساتھ ملا' اور مجھے قرابت یاد دلائی تو میں نے اسے چھوڑ دیا' اور جب حضرت عمروؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گئے تو آپ نے انہیں کہا' میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور تمہارے سرین کی تعریف کرتا ہوں۔

اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے جابر الجعفی سے بحوالہ نمیر الانصاری ہم سے بیان کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صفین کے روز اپنے اصحاب سے کہتے سن رہا ہوں' کیا تم خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں ڈرتے' پھر قبلہ کی طرف مڑ کر دعا کرنے لگے' پھر راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے کسی رئیس کے متعلق نہیں سنا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اتنے آدمیوں کو قتل کیا ہو جتنے حضرت علیؓ نے اس روز قتل کیے تھے' شمار کنندوں کے بیان کے مطابق آپ نے پانچ صد سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا تھا' آپ باہر نکل کر تلوار مارتے حتیٰ کہ وہ ٹیڑھی ہو جاتی پھر آپ آتے اور اللہ کے حضور اور تمہارے پاس معذرت کرتے ہوئے کہتے خدا کی قسم میں نے اسے اکھیڑنے کا ارادہ کیا ہے لیکن مجھے یہ بات اس سے روکتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ **لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی**۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ اسے پکڑ کر درست کرتے پھر اسے لے کر واپس چلے جاتے' یہ اسناد ضعیف ہے اور حدیث منکر ہے۔

اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے بحوالہ یزید بن حبیب مجھے بتایا کہ اسے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہونے والے لوگوں نے بتایا' ابن وہب کا بیان ہے کہ ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے بحوالہ ربیعہ بن لقیط مجھے بتایا کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ صفین میں شامل ہوئے تو آسمان نے ہم پر تازہ خون برسایا' لیث نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ وہ اسے پیالوں اور برتنوں میں لے لیتے تھے' ابن لہیعہ کا بیان ہے کہ وہ بھر جاتے تھے اور ہم انہیں گرا دیتے تھے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ عبداللہ بن بدیل نے حبیب بن مسلمہ کے میسرہ کو شکست دے کر اسے قلب کے ساتھ ملا دیا تو حضرت معاویہؓ نے بہادروں کو حکم دیا کہ وہ حملہ میں حبیب کی مدد کریں اور حضرت معاویہؓ نے اسے ابن بدیل پر حملہ کرنے کا حکم بھیجا اور حبیب نے اپنے بہادروں کے ساتھ عراقیوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور وہ اپنے امیر کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی باقی رہ گئے اور بقیہ عراقی بھی بھاگ گئے اور ان قبائل میں سے حضرت علیؓ کے ساتھ صرف اہل مکہ ہی رہ گئے جن کے امیر حضرت سہل بن حنیفؓ تھے اور ربیعہ حضرت علیؓ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اہل شام اس کے نزدیک ہو گئے حتیٰ کہ ان کے تیر اس تک پہنچ جاتے تھے اور بنی امیہ کا ایک غلام اس کی طرف بڑھا تو حضرت علیؓ کے ایک غلام نے اسے روکا تو اموی نے اسے قتل کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے بڑھا تو آپ کے اردگرد آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ اور حضرت محمدؒ بن الحنفیہ کھڑے تھے اور جب وہ حضرت علیؓ تک پہنچ گیا تو حضرت علیؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھایا پھر اسے زمین پر پھینک دیا اور اس کا بازو اور کندھا توڑ دیا اور حضرت حسینؓ اور حضرت محمد بن الحنفیہؒ نے اس کی طرف سبقت کر کے اسے قتل کر دیا تو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے جو آپ کے پاس ہی کھڑے تھے کہا' تجھے ان دونوں کی طرح کام کرنے سے کس نے روکا ہے؟ حضرت حسنؓ نے جواب دیا: یا امیر المومنین وہ دونوں اسے کافی ہو گئے ہیں اور اہل شام تیزی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے اور ان کا آپ کے قریب آنا آپ کی چال میں تیزی کا باعث نہیں بنتا تھا بلکہ آپ اپنی ہیئت پر چلے جاتے تھے' آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ سے کہا اے میرے باپ اگر آپ دوڑتے تو آپ اپنی اس چال سے زیادہ چلتے' آپ نے فرمایا' بلاشبہ تیرے باپ کے لیے ایک دن مقرر ہے جو نہ اس سے تجاوز کرے گا اور نہ دوڑ اسے مؤخر

کرے گی اور نہ پیدل چلنا اسے جلد لے آئے گا۔ خدا کی قسم تیرا باپ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر گرے یا موت اس پر آ گرے' پھر حضرت علیؓ نے اشتر نخعی کو حکم دیا کہ وہ شکست خوردوں کو مل کر واپس لائے' پس وہ سرعت کے ساتھ گیا حتیٰ کہ عراقی شکست خوردوں سے جاملا۔ اور انہیں زجروتوبیخ کرنے لگا اور ان میں سے بہادروں اور قبائل کو حملہ کرنے پر اکسانے لگا پس ایک گروہ اس کی پیروی کرنے لگا اور دوسرے اپنی شکست پر قائم رہنے لگے اور وہ مسلسل انہیں برانگیختہ کرتا رہا حتیٰ کہ بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ جس قبیلہ سے ملتا اسے بھگا دیتا اور جس گروہ سے ملتا اسے واپس کر دیتا حتیٰ کہ وہ میمنہ کے امیر حضرت عبداللہ بن بدیل کے پاس پہنچ گیا' ان کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی تھے جو اپنی جگہوں پر قائم رہے تھے' انہوں نے امیر المومنین کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ زندہ ہیں اور اچھے بھلے ہیں تو وہ آپ کی طرف گئے اور آپ ان کے ساتھ آگے بڑھے حتیٰ کہ بہت سے آدمی واپس آ گئے اور یہ نماز عصر سے غروب آفتاب کے درمیان تک کا واقعہ ہے اور حضرت ابن بدیل نے شامیوں کی طرف بڑھنا چاہا' مگر اشتر نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں بلاشبہ یہ بات ان کے لیے بہتر ہوگی مگر حضرت ابن بدیلؓ نے اس کی بات نہ مانی اور حضرت معاویہؓ کی جانب حملہ کر دیا اور جب آپ ان کے پاس پہنچے تو انہیں اپنے اصحاب کے آگے کھڑے پایا اور ان کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں اور ان کے اردگرد پہاڑوں کی مانند فوجیں تھیں اور جب حضرت ابن بدیلؓ قریب ہوئے تو ان کی ایک جماعت آپ کی طرف بڑھی اور انہوں نے آپ کو قتل کر کے زمین پر پھینک دیا اور آپ کے اصحاب شکست کھا کر بھاگ گئے اور اکثر زخمی ہو گئے اور جب آپ کے اصحاب شکست کھا گئے تو حضرت معاویہؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ان کے امیر کو تلاش کرو' وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے اسے نہ پہچانا تو حضرت معاویہؓ اس کی طرف بڑھے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن بدیلؓ ہیں' حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم یہ تو شاعر کے قول کے مطابق ہیں اور وہ شاعر حاتم طائی ہے۔

''وہ جنگجو ہے اگر جنگ اسے کاٹے تو وہ اسے کاٹتا ہے اور اگر کسی روز جنگ اس سے سختی کرے تو وہ بھی سختی کرتا ہے اور جب موت سے اس کی جنگ ہو تو وہ بچاؤ کرتا ہے اور جب بچوں والے شیر سے سختی ہو تو وہ بھی اسی طرح بچاؤ کرتا ہے وہ طاقتور شیر کی طرح اپنے حرم کی حفاظت کرتا ہے' موتیں اسے اپنے تیر مارتی ہیں تو وہ گر پڑتا ہے''۔

پھر اشتر نخعی نے ان لوگوں کے ساتھ جو شکست خوردوں میں سے اس کے ساتھ واپس آ گئے تھے حملہ کیا اور بڑی بے جگری سے حملہ کیا حتیٰ کہ ان پانچ صفوں کے لوگوں سے جاملا جنہوں نے باہم فرار نہ کرنے کا عہد کیا تھا اور وہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد تھے' پس اس نے ان کی چار صفوں کو چیر دیا اور اس کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ایک صف باقی رہ گئی' اشتر کا بیان ہے کہ میں نے بڑا خوف محسوس کیا اور قریب تھا کہ میں فرار کر جاتا مگر ابن الاطنابہ کے ان اشعار نے مجھے ثابت قدم رکھا' الاطنابہ اس کی ماں ہے جو بلقین قبیلے سے تھی اور وہ خود انصار میں سے تھا اور جاہلی تھا۔

''میری پاک دامنی اور بہادری جو کسی بہادر کی طرف اقدام کرنے اور مصائب میں میرے مال دینے اور فیاض شخص کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے نے انکار کیا اور جب کبھی میرا دل خوف کے باعث متلا یا یا جوش میں آیا تو میں نے اسے کہا اپنی جگہ ٹھہرا رہ تیری تعریف کی جائے گی یا تو آرام پائے گا''۔

اشتر کا بیان ہے کہ اس بات نے مجھے اس میدان میں ثابت قدم رکھا اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن دیزیل نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ عراقیوں نے یکبارگی حملہ کیا اور شامیوں کی تمام صفوں کو چیر کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنا گھوڑا منگوایا تاکہ اس پر سوار ہو کر بچ جائیں' حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ جب میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو میں نے مثل کے طور پر عمرو بن الاطنابہ کے اشعار پڑھے۔

''میری پاک دامنی اور بہادری اور بوجھ کو نفع بخش قیمت میں لے لینے اور مصائب میں میرے مال دینے اور جو کسی شخص کی کھوپڑی پر میرے تلوار مارنے نے انکار کیا اور جب کبھی میرا دل خوف کے باعث متلایا یا جوش میں آیا تو میں نے اسے کہا اپنی جگہ ٹھہراره تیری تعریف ہوگی یا تو آرام پائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ثابت قدم رہے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا' آج کا صبر کل کا فخر ہوگا' تو حضرت عمروؓ نے انہیں کہا آپ نے درست کہا حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے دنیا کی بھلائی حاصل کر لی اور آخرت کی بھلائی کے حاصل کرنے کی بھی امید رکھتا ہوں اسے محمد بن اسحاق نے عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالرحمان بن حاطب عن معاویہؓ روایت کیا ہے اور حضرت معاویہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوار دستے کے امیر خالد بن المعتمر کی طرف پیغام بھیجا' اور انہیں کہا آپ جس حالت میں ہیں اسی میں میری پیروی کر لیں آپ کو عراق کی امارت دی جائے گی انہوں نے اس کا لالچ کیا اور جب حضرت معاویہؓ حکمران بن گئے تو آپ نے انہیں عراق کا حاکم بنا دیا مگر خالد کو عراق پہنچنا نصیب نہ ہوا' پھر حضرت علیؓ نے جب دیکھا کہ میمنہ اکٹھا ہو گیا ہے تو آپ نے لوگوں کی طرف واپس آ کر بعض کو زجر و توبیخ کی اور بعض کو معذور قرار دیا اور لوگوں کو اکسایا اور ٹھہرایا پھر اہل عراق واپس آ گئے اور ان کی پراگندگی مجتمع ہو گئی اور ان کے درمیان جنگ کی چکی نے چکر لگایا اور انہوں نے شامیوں میں جولانی کی اور حملہ کیا اور بہادروں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور فریقین کے اعیان بہت سے لوگ مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں کہ اس روز شامیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان میں حضرت عبیداللہ بن عمر بن الخطابؓ بھی شامل تھے اور عراقیوں میں سے جس نے آپ کو قتل کیا اس کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور ابراہیم بن الحسین بن درزیل نے بیان کیا ہے کہ جب اس روز حضرت عبیداللہ جنگ کے امیر بن کر باہر نکلے تو آپ نے اپنی دونوں بیویوں اسماء بنت عطارد بن حاجب تمیمی اور بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ شیبانی کو بلایا اور وہ دونوں آپ کے پیچھے دو اونٹوں پر کھڑی ہو گئیں تاکہ آپ کی قوت و شجاعت اور قتال کا نظارہ کریں' پس عراقی فوج میں سے ربیعۃ الکوفہ نے آپ کا سامنا کیا جن کا امیر زیاد بن حفصہ تمیمی تھا اور انہوں نے یکبارگی آپ پر سخت حملہ کیا اور جب آپ کے اصحاب شکست کھا کر آپ کو چھوڑ گئے تو اس کے بعد انہوں نے آپ کو قتل کر دیا اور ربیعہ نے اتر کر اپنے امیر کا خیمہ لگایا اور اس کی ایک طناب باقی رہ گئی جس کے لیے انھیں کوئی میخ نہ ملی تو انہوں نے اسے حضرت عبیداللہ کی ٹانگ سے باندھ دیا اور ان کی دونوں بیویاں ان کے پاس چیخ و پکار کرتی آئیں حتیٰ کہ ان کے پاس کھڑے ہو کر رونے لگیں اور آپ کی بیوی بحریہ نے امیر کے پاس سفارش کی تو اس نے ان دونوں کو آزاد کر دیا اور وہ دونوں انہیں اپنے ساتھ اپنے ہودج میں اٹھا کر لے گئیں اور اسی طرح ذوالکلاع بھی ان کے ساتھ قتل ہوئے' شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت

عبیداللہ بن عمرؓ کے قتل کے بارے میں کعب بن جعل تغلبی کہتا ہے۔

''آگاہ رہو' آنکھیں صفین میں اس سوار پر اشکبار ہیں جس کے سوار بھاگ گئے تھے اور وہ کھڑا تھا' اس نے وائل کی تلواروں کے نام بدل لیے اور خواہ دوست اس سے چوک جائے وہ نوجوان آدمی تھا انہوں نے عبیداللہ کو چٹیل میدان میں پڑے چھوڑا جس کا خون بہتا تھا اور رگیں خون بہاتی تھیں' اس سے ان کی بوچھاڑ اس طرح آتی تھی جیسے قمیص کے گریبان سے گوٹ نظر آتی ہے اور محمد کے عمزاد کے اردگرد موت کے وقت صاحب شرف ارباب مناقب نے استقلال دکھایا اور وہ وہیں ڈٹے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کے استقلال کو دیکھا یہاں تک کہ مصاحف ہتھیلیوں پر چڑھ گئے''۔

اور کسی نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ۔

''اے معاویہ پختگی کے بغیر حملہ نہ کرو بلاشبہ آج کے بعد تم ذلت کے شناسا ہو گے''۔

اور ابوجہم اسدی نے اسے ایک قصیدہ میں جواب دیا ہے' جس میں کئی اقسام کی ہجو پائی جاتی ہے' ہم نے اسے ارادۃً چھوڑ دیا ہے۔

اور امیر المومنین حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمارؓ بن یاسر بھی تھے جنہیں شامیوں نے قتل کر دیا تھا ان کے قتل سے اس پیشگوئی کا راز واضح ہو گیا جسے آپ نے بیان کیا تھا کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا' اس سے واضح ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ باغی تھے اور اس میں کئی دلائل نبوت پائے جاتے ہیں۔

اور ابن جریرؒ نے ابومخنف کے طریق سے بیان کیا ہے کہ مالک بن اعین جہنی نے بحوالہ زید بن وہب جہنی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ نے اس روز کہا' جو اپنے رب کی رضامندی کا خواہاں ہوتا ہے وہ مال اور اولاد کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمارؓ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کی طرف چلو جو حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مظلومانہ طور پر قتل ہوئے ہیں' خدا کی قسم ان کا مقصد نہ حضرت عثمانؓ کے خون کی سزا دینا ہے اور نہ اس کا بدلہ لینا ہے بلکہ ان لوگوں نے دنیا کا مزہ چکھ لیا ہے اور اسے جائز کر لیا ہے اور آخرت کو خوشگوار سمجھا ہے اور اس سے نفرت کی ہے اور انہیں معلوم ہے کہ جب حق ان کے ساتھ لازم ہو جائے گا تو وہ ان کے اور ان کی دنیا اور ان کی شہوات کے درمیان جس میں وہ لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں' حائل ہو جائے گا اور لوگوں کو اسلام میں سابقیت نہیں رہے گی جس کی وجہ سے وہ اس بات کے مستحق نہیں ہوں گے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں اور وہ ان پر حکومت کریں اور نہ ہی ان کے دلوں میں خوفِ الٰہی ہو گا جو دل میں بیٹھ جائے تو شہوات کے حصول سے روک دیتا ہے اور دنیا کی جستجو اور اس میں سربلندی حاصل کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور حق اور اہل حق کی اتباع کی طرف آمادہ کرتا ہے' پس انہوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارا امام مظلومانہ طور پر مارا گیا ہے اپنے پیروکاروں کو دھوکہ دیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے جابر بادشاہ بن جائیں' اور یہ ایک فریب ہے جس سے انہوں نے وہ پوزیشن حاصل کر لی ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگوں میں سے دو آدمی بھی ان کی پیروی نہ کرتے اور وہ ذلیل ترین حقیر ترین اور قلیل ترین ہوتے' لیکن غافلوں کے کانوں کو جھوٹی بات شیریں معلوم ہوتی ہے پس اللہ کی طرف اچھی طرح چلو اور بکثرت ذکر الٰہی کرو' پھر آگے بڑھے تو حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت عبیداللہ بن عمرؓ آپ سے ملے آپ نے دونوں کو ملامت کی اور نصیحت بھی کی اور مؤرخین نے بیان کیا

ہے کہ حضرت عمارؓ نے ان دونوں سے سخت کلامی کی۔ واللہ اعلم

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ عمر بن مرۃ ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن سلمہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے صفین کے روز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ایک دراز قد شیخ کبیر کی صورت میں دیکھا آپ اپنے ہاتھ میں برچھا پکڑے ہوئے تھے اور آپ کا ہاتھ لرز رہا تھا آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اس جھنڈے کے ساتھ تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کی ہے اور یہ چوتھی بار ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر وہ ہمیں مار مار کر ہجر کی کھجوروں تک پہنچادیں تب بھی مجھے معلوم ہے کہ ہمارا مصلح حق پر ہے اور وہ ضلالت پر ہیں۔

اور امام احمد کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ اور حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے قتادہ کو بحوالہ ابی نضرہ بیان کرتے سنا کہ حجاج نے بیان کیا کہ میں نے ابونضرہ سے بحوالہ قیس بن عباد بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا' کیا حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر تمہارا جنگ کرنا ایک رائے ہے جو تم نے قائم کی ہے اور رائے غلط اور صحیح بھی ہو سکتی ہے یا کوئی وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی وصیت نہیں کی جو آپ نے سب لوگوں کو نہ کی ہو' مسلمؒ نے اسے شعبہؒ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت عمارؓ سے بحوالہ حضرت حذیفہؓ منافقین کے بارے میں پوری حدیث بیان کی ہے۔

اور یہ صحیحین وغیرہ میں بھی تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جن میں الحارث بن سوید' قیس ابن عبادہ' ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی' یزید بن شریک اور ابوحسان الاجرد وغیرہ شامل ہیں' ان میں سے ہر ایک نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی وصیت ہے جو آپ نے لوگوں کو نہ کی ہو؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا ہے ہمارے پاس کوئی وصیت نہیں ہے' ہاں فہم ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو قرآن میں عطا کرتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے' میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں دیت' اسیروں کے چھڑانے کے بارے میں تعلیم ہے اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے' نیز مدینہ شبیر سے ثور تک حرم ہے۔

اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے عن ابی وائل عن سفیان بن مسلم عن سہل بن حنیف ثابت ہے کہ انہوں نے صفین کے روز فرمایا اے لوگو! دین کے معاملے میں رائے پر شک کرو' میں نے ابوجندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے اور اگر میں طاقت پاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا جواب دیتا اور قسم بخدا جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم نے کسی امر کے لیے جو ہمیں قطع کر رہا ہو اپنے کندھوں پر تلواریں نہیں اٹھائیں مگر اس معاملے کے سوا وہ ہمیں سہولت کے ساتھ ایک ایسے امر کی طرف لے گیا جسے ہم جانتے تھے' پس ہم اس کے ایک گوشے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا گوشہ ہمارے لیے کھل جاتا ہے' ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم اس سے کس طرح نپٹیں۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیعؒ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے بحوالہ ابوالبختری ہم سے بیان کیا کہ جنگ صفین کے روز حضرت عمارؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا' میرے پاس یکبارگی پینے کا دودھ لاؤ' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو دنیا سے یکبارگی پینے کا دودھ قتل ہونے کے روز پئے گا۔

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرحمن نے عن سفیان عن حبیب عن ابی البختری سے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کے پاس یکبارگی پینے کا دودھ لایا گیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ میں دودھ کا آخری مشروب مرنے کے وقت پیئوں گا' اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل کا بیان ہے کہ یحییٰ بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن شمر نے بحوالہ جابر الجعفی ہم سے بیان کیا کہ میں نے شعبی کو بحوالہ احنف بن قیس بیان کرتے سنا کہ پھر حضرت عمار بن یاسرؓ نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن جوی السکسکی اور ابوالغادیہ الفزاری نے آپ پر حملہ کر دیا' ابوالغادیہ نے آپ کو نیزہ مارا اور ابن جوی نے آپ کا سر کاٹ لیا اور ذوالکلاع نے حضرت عمروؓ بن العاص کا قول سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور تو آخری بار یکبارگی جو دودھ پیئے گا وہ ایک صاع ہوگا۔ اور ذوالکلاع حضرت عمروؓ سے کہنے لگے اے عمرو تو ہلاک ہو یہ کیا ہے؟ اور حضرت عمروؓ اسے کہنے لگے بلاشبہ وہ عنقریب ہماری طرف واپس آ جائیں گے' راوی بیان کرتا ہے جب ذوالکلاع کے بعد حضرت عمارؓ قتل ہو گئے تو حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا مجھے معلوم نہیں کہ مجھے ان دونوں کے قتل ہونے سے کس کی زیادہ خوشی ہے' حضرت عمارؓ کے قتل کی یا حضرت ذوالکلاع کے قتل کی' اور قسم بخدا اگر حضرت ذوالکلاع حضرت عمارؓ کے قتل کے بعد زندہ رہتے تو اہل شام پر غالب آ جاتے اور ہماری فوج کو خراب کر دیتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص مسلسل آ کر حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ کو کہتا میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اور حضرت عمروؓ اسے کہتے تو نے انہیں کیا کہتے سنا ہے؟ تو وہ بکواس کرنے لگے حتیٰ کہ جوی نے آ کر کہا میں نے انہیں کہتے سنا ہے۔

''میں آج اپنے پیاروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملاقات کروں گا''۔

حضرت عمروؓ نے اسے کہا' تو نے سچ کہا ہے اور تو نے ہی انہیں قتل کیا ہے پھر آپ نے اسے کہا ذرا ٹھہر جا' قسم بخدا تیرے ہاتھ کامیاب نہ ہوں تو نے اپنے رب کو ناراض کر لیا ہے' اور ابن دیزیل نے ابو یوسف کے طریق سے عن محمد بن اسحٰق عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبدالرحمن الکندی عن ابیہ عن عمرو بن العاص روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اسی طرح اسے تابعینؒ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ان میں سے عبداللہ بن ابی الہذیل' مجاہد' حبیب بن ابی ثابت اور حبۃ العرنی نے اسے مرسل قرار دیا ہے اور اس نے اسے ابان کے طریق سے بحوالہ انس مرفوع بیان کیا ہے اور عمرو بن شمر کی حدیث سے عن جابر الجعفی عن ابی الزبیر عن حذیفہ مرفوعاً مروی ہے کہ جب بھی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے ان دونوں میں سے زیادہ درست کو انتخاب کیا۔ اور انہی نے عن عمرو بن شمر عن السری عن یعقوب بن راقط روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے حضرت عمارؓ کے سامان اور آپ کے قتل کے بارے میں جھگڑا کیا اور وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے پاس فیصلہ کروانے آئے تو آپ نے دونوں سے فرمایا' تم دونوں ہلاک ہو جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ قریش نے حضرت عمارؓ سے کھیل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو برابری سے کیا؟ حضرت عمارؓ ان کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہیں' ان کا قاتل اور ان کا سامان لینے والا دوزخ میں جائے گا' راوی بیان کرتا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ انہیں اس شخص نے قتل کیا ہے جو انہیں نکال کر لایا ہے اس سے وہ اہل شام کو فریب دیتے تھے' اور

ابراہیم بن الحسین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عدی بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ العوام بن حوشب بن الاسود بن مسعود نے بحوالہ حنظلہ بن خویلد ہم سے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے پاس موجود تھے۔ اور جب وہ حضرت معاویہؓ کے پاس موجود تھے تو دو شخص حضرت عمارؓ کے قتل کے بارے میں ان کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے‘ تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے ان دونوں سے کہا‘ تم دونوں میں سے جو شخص اپنے ساتھی کے مقابلہ میں حضرت عمارؓ کے قتل سے اپنا دل خوش کرنا چاہتا ہے وہ اپنا دل خوش کرے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمروؓ سے کہا کیا آپ اس پاگل کو ہم سے نہیں روکیں گے؟ پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو آ کر کہا آپ ہمارے ساتھ مل کر جنگ کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے انہیں جواب دیا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میرے والد زندہ ہیں میں ان کی اطاعت کروں‘ اور میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں جنگ کرنے کا نہیں‘ اور یحییٰ بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن عمران البرجمی نے ہم سے بیان کیا کہ نافع بن عمر الجمحی نے بحوالہ ابن ابی ملیکہ ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے باپ سے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس سفر میں آپ کے ساتھ نہ چلتا‘ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن زیاد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے مجالد سے بحوالہ شعبیؒ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل حضرت معاویہؓ کے پاس اجازت طلب کرتے ہوئے آیا اور حضرت عمرو بھی ان کے پاس موجود تھے حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا اسے اجازت دے دو اور دوزخ کی بشارت بھی دے دو‘ اس آدمی نے کہا‘ کیا آپ وہ بات سن رہے ہیں جو حضرت عمروؓ بیان کر رہے ہیں‘ حضرت معاویہؓ نے کہا انہوں نے درست کہا ہے‘ ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے ہیں‘ اور یہ صحیحین وغیرہ میں تابعین کی ایک جماعت سے ثابت ہے جن میں الحارث بن سوید‘ قیس بن عبادہ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی یزید بن شریک اور ابوحسان الاجرد وغیرہ شامل ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی وصیت ہے جو آپ نے لوگوں کو نہ کی ہو‘ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا ہے‘ نہیں‘ ہاں فہم ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو قرآن میں عطا کرتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے‘ میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں دیت اور اسیروں کے چھڑانے کے بارے میں تعلیم ہے اور یہ کہ کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے نیز مدینہ ثبیر سے ثور تک حرام ہے اور اسی طرح صحیحین میں اعمش کی حدیث سے ابووائل شقیق بن سلمہ سے بحوالہ سہل بن حنیف ثابت ہے کہ انہوں نے جنگ صفین کے روز فرمایا۔ اے لوگو دین کے بارے میں رائے پر شک کرو اور میں نے ابوجندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے جواب کی قدرت رکھتا تو میں آپ کو جواب دیتا خدا کی قسم جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم نے کسی امر کے لیے اپنے کندھوں پر اپنی تلواریں نہیں اٹھائیں مگر اس امر کے سوا وہ ہمیں سہولت کے ساتھ ایسے امر کی طرف لے گیا ہے جسے ہم جانتے تھے۔

اور ابن جریر کا بیان ہے کہ احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے بحوالہ اعمش ہم سے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہا کہ ہم صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور ہم نے آپ کے گھوڑے کی حفاظت

کے لیے دو آدمی مقرر کر دیئے جو آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کو حملہ کرنے سے روکتے تھے اور جب ان دونوں میں سے کوئی ایک غافل ہو جاتا تو آپ حملہ کر دیتے اور آپ اپنی تلوار کو خون سے رنگ کر واپس آتے اور ایک روز آپ نے حملہ کیا اور اس وقت واپس آئے جب آپ کی تلوار دہری ہو گئی آپ نے اسے ان کی طرف پھینک کر کہا اگر یہ دہری نہ ہوتی تو میں واپس نہ آتا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صفین کی وادیوں میں سے جس وادی کو اختیار کرتے تو وہاں جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہوتے وہ آپ کے پیچھے ہو لیتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ حضرت علیؓ کے علمبردار ہاشم بن عتبہ کے پاس آئے اور فرمایا اے ہاشم آگے بڑھو' جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اور موت نیزوں کی انیوں میں ہے اور جنت کے دروازے کھل چکے ہیں اور خوب صورت آنکھوں والی حوروں نے بناؤ سنگار کر لیا ہے:

''آج میں اپنے پیاروں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملاقات کروں گا''۔

پھر آپ اور ہاشم دونوں نے حملہ کیا اور دونوں قتل ہو گئے رحمہما اللہ تعالیٰ' راوی بیان کرتا ہے اور اسی وقت حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے شامیوں پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ گویا حضرت عمارؓ اور ہاشم ان کے سردار تھے۔ راوی بیان کرتا ہے جب رات ہوئی تو میں نے کہا کہ میں ضرور آج شب شامیوں کی فوج میں جاؤں گا تاکہ معلوم کروں کہ کیا انہیں بھی حضرت عمارؓ کے متعلق اتنی تکلیف پہنچی ہے جو ہمیں پہنچی ہے؟ اور جب ہم جنگ کو چھوڑ دیتے تو وہ ہم سے اور ہم ان سے باتیں کرتے۔ پس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج پر سکون ہو چکی تھی' پھر میں ان کی فوج میں داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ چار آدمی رات کو آپس میں باتیں کر رہے ہیں' حضرت معاویہؓ' ابوالاعور سلمی' عمرو بن العاصؓ اور ان کے بیٹے عبداللہؓ بن عمروؓ اور یہ چاروں سے بہتر تھا' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنا گھوڑا ان کے درمیان میں داخل کر دیا تاکہ وہ جو باتیں کر رہے ہیں مجھ سے ضائع نہ ہو جائیں' حضرت عبداللہ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ آپ نے آج اس شخص کو قتل کر دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے' فرمایا ہے' اس نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا' کیا وہ ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد تعمیر کر رہے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آ کر ان کے چہرے سے مٹی ہٹانے لگے اور فرمانے لگے اے ابن سمیہ! تو ہلاک ہو لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تو اجر کی رغبت سے دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہا ہے اور اس کے باوجود تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کر دے گا' راوی بیان کرتا ہے پھر عمروؓ نے اپنے گھوڑے کے سینے کو موڑا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف کھینچ کر کہا اے معاویہؓ! کیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بات سن رہا ہے؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا وہ کہہ رہا ہے اور اسے وہ پیشگوئی بتائی تو حضرت معاویہؓ نے کہا تو ایک بے وقوف بوڑھا ہے اور ہمیشہ تو حدیث بیان کرتا رہتا ہے حالانکہ تو اپنے پیشاب میں پھسل جاتا ہے' کیا ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے عمار کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' راوی بیان کرتا ہے پس لوگ اپنے خیموں سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے' عمار رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو عمار کو لائے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کون زیادہ عجیب تھا حضرت معاویہؓ یا وہ لوگ؟

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابو معاویہ نے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی زیاد ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت معاویہؓ

کی صفین سے واپسی پر ان کے اور حضرت عمروؓ بن العاص کے درمیان چل رہا تھا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے باپ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کیا آپ اس بات کو نہیں سن رہے جو یہ عبداللہؓ بیان کر رہا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا وہ ہمیشہ ہمارے پاس ایک چیز کے بعد دوسری چیز لاتا رہتا ہے' کیا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' پھر احمدؒ نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری عن اعمش اسی طرح روایت کیا ہے اس طریق سے احمد اس عبارت کے ساتھ منفرد ہیں اور جس تاویل کو حضرت معاویہؓ نے اختیار کیا ہے یہ بعید ہے پھر عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ اسے اور طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن خالد عن عکرمہ عن ابی سعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن المختار اور عبدالوہاب ثقفی سے عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابی سعید تعمیر مسجد کے واقعہ میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا: ہائے عمار کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور بخاری کے بعض نسخوں میں ہے۔ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں' اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے ابوہشام سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اسی طرح مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے عن خالد الحذاء عن الحسن وسعید ابن ابی الحسن عن مہما حرۃ عن ام سلمہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے عن ابن علیۃ عن ابن عون عن الحسن عن ابیہ عن ام سلمہ روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے۔

اور اس کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔ اور بیہقی نے الحاکم سے اور دوسروں نے عن الاصم عن ابی بکر محمد بن اسحٰق الصعانی عن ابی الجواب عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد عن ابن مسعود روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے سنا کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے سیرت علیؓ میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ الکرابیسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہؓ نے عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ظلم سے امان دی ہے اور اس نے ہمیں فتنہ سے امان نہیں دی' آپ کے خیال میں جب فتنہ آئے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم کتاب اللہ کو لازم پکڑو' میں نے کہا اگر سب لوگ ہی کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے آئیں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور ابن

دیزیل نے خود حضرت عمرو بن العاصؓ سے حضرت عمارؓ کے بارے میں حدیث روایت کی ہے کہ وہ سچے فرقہ کے ساتھ ہوں گے' اور اس کا اسناد غریب ہے۔

اور بیہقی کا بیان ہے کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں بتایا کہ احمد بن عبید اللہ الصغار نے ہمیں خبر دی کہ اسقاطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومصعب نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن الماجشون نے اپنے باپ سے عن ابی عبیدہ عن محمد بن عمار بن یاسر عن مولاۃ لعمار ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت عمارؓ بیماری سے دبلے ہو گئے تو انہیں غش آ گیا وہ ہوش میں آئے تو ہم ان کے اردگرد رو رہے تھے آپ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس بات سے خائف ہو کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ میرے حبیب نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے میرا آخری زاد پانی ملا دودھ ہے' اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن داؤد عن ابی نضرہ عن ابی سعید خدریؓ ہم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعمیر مسجد کا حکم دیا اور ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لانے لگے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھا کر لانے لگے تو ان کا سر خاک آلود ہو گیا' راوی بیان کرتا ہے کہ میرے اصحاب نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا سر جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے۔ اے ابن سمیہؓ! تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے قول ''الباغیہ'' کے بعد روافض نے جو اضافہ کیا ہے کہ ''خدا کی قسم قیامت کے روز میری شفاعت اسے نہیں پہنچے گی''۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے' بلاشبہ حضور علیہ السلام کی احادیث سے فریقین کو مسلمان کا نام دینا ثابت ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

ابن جریر کا بیان ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ربیعہ اور ہمدان سے فرمایا' تم میری زرہ اور نیزہ ہو تو تقریباً بارہ ہزار جوانوں نے آپ کے بلاوے کا جواب دیا اور حضرت علیؓ اپنے خچر پر ان کے آگے ہو گئے اور آپ نے اور انہوں نے یکبارگی حملہ کیا اور شامیوں کی سب صفیں درہم برہم ہو گئیں اور جن لوگوں تک وہ پہنچے ان سب کو انہوں نے قتل کر دیا حتیٰ کہ وہ حضرت معاویہؓ تک پہنچ گئے اور حضرت علیؓ جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

''میں انہیں تلوار مار رہا ہوں اور میں ابھری ہوئی آنکھوں والے عظیم انتڑیوں والے معاویہؓ کو نہیں دیکھ رہا''۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو دعوتِ مبارزت دی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے انہیں مقابلہ پر نکلنے کا مشورہ دیا تو حضرت معاویہؓ نے انہیں کہا' آپ کو معلوم ہی ہے کہ جس شخص نے بھی ان سے مقابلہ کیا ہے انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے لیکن تم نے میرے بعد خلافت کا لالچ کیا ہے' پھر حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو لوگوں کی بہت سی جماعت کے ساتھ آگے کیا اور انہوں نے اس سے شدید جنگ کی پھر حضرت علیؓ ایک اور جماعت کے ساتھ اس کے پیچھے گئے اور ان کے ساتھ حملہ کیا اور اس میدان کارزار میں فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور اسی طرح عراقیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ہتھیلیاں' کلائیاں اور سر اپنے کندھوں سے اڑ گئے اللہ ان پر رحم فرمائے' پھر نماز مغرب کا وقت آ گیا اور آپ نے لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نمازیں اشارے کے ساتھ پڑھائیں اور اس شب کو تمام رات مسلسل جنگ جاری رہی اور یہ مسلمانوں کے درمیان بڑی جنگی راتوں میں سے ایک تھی اور اس شب کو ''لیلۃ الہریر'' کہتے ہیں اور جمعہ کی شب کو نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہو گئے

اور لوگ تلواروں کی طرف مائل ہو گئے اور حضرت علیؓ قبائل کو برانگیختہ کرنے لگے اور ان کے آگے ہو کر صبر و ثبات کا حکم دینے لگے اور آپ فوج کے قلب میں لوگوں کے آگے تھے اور میمنہ پر اشتر امیر تھا' جسے اس نے جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کو حضرت عبداللہ بن بدیل کے قتل ہونے کے بعد سنبھالا تھا اور میسرہ پر حضرت ابن عباسؓ امیر تھے اور لوگ ہر جانب مصروف قتال تھے اور ہمارے کئی علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نیزوں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ شکستہ ہو گئے پھر تیروں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ختم ہو گئے' پھر تلواروں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئیں پھر وہ ہاتھوں سے لڑنے لگے اور چہروں پر مٹی اور پتھر مارنے لگے اور دانتوں سے ایک دوسرے کو کاٹنے لگے' دو آدمی باہم لڑتے حتیٰ کہ نڈھال ہو جاتے پھر بیٹھ کر آرام کرنے لگتے اور ہر ایک دوسرے سے غصہ سے گفتگو کرتا پھر کھڑے ہو کر دونوں پہلے کی طرح لڑنے لگ جاتے انا للہ وانا الیہ راجعون. اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ لوگوں نے جمعہ کے دن کی صبح کی اور وہ اسی حالت میں تھے اور لوگوں نے صبح کی نماز اشارے سے پڑھی اور وہ لوگ جنگ میں مصروف تھے حتیٰ کہ دن روشن ہو گیا اور عراقیوں کو شامیوں پر فتح ہونے لگی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ میمنہ کی امارت اشتر نخعی کے پاس تھی' اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامیوں پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد حضرت علیؓ نے حملہ کیا اور ان کی اکثر صفیں درہم برہم ہو گئیں اور وہ شکست کھانے کے قریب پہنچ گئے' اس موقع پر شامیوں نے نیزوں کے اوپر مصاحف بلند کر دیئے اور کہنے لگے یہ ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے' لوگ فنا ہو گئے ہیں پس سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا؟ اور مشرکین اور کفار سے کون جہاد کرے گا۔

ابن جریرؒ اور دیگر مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کا اشارہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کیا تھا اس لیے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ عراقی اس میدان میں غالب آ رہے ہیں تو آپ نے چاہا کہ یہ حالت نہ رہے اور معاملہ مؤخر ہو جائے' بلاشبہ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں اور لوگ فنا ہو رہے ہیں اور آپ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہا' مجھے ایک بات سوجھی ہے جو اس گھڑی ہمارے اجتماع میں اور ان کی پراگندگی میں اضافہ کرے گی' میری رائے یہ ہے کہ ہم مصاحف کو بلند کریں اور انہیں ان کی طرف دعوت دیں اگر ان سب لوگوں نے اس کا جواب دیا تو جنگ سرد پڑ جائے گی اور اگر ان میں باہم اختلاف ہو گیا تو کچھ لوگ کہیں گے ہم ان کو جواب دیں گے اور کچھ لوگ کہیں گے ہم ان کو جواب نہیں دیں گے پس وہ بزدلی دکھائیں گے اور ان کا رُعب جاتا رہے گا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ یعلی بن عبید نے عبدالعزیز بن سیاہ سے بحوالہ حبیب بن ابی ثابت ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابووائل کے اہل کی مسجد میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق پوچھنے آیا جنہیں حضرت علیؓ نے نہروان میں قتل کیا تھا' ان میں سے کچھ نے آپ کی بات کو قبول کیا اور کچھ نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی اور کچھ سے آپ نے جنگ کرنا جائز قرار دیا' اس نے کہا ہم صفین میں تھے اور شامیوں سے جنگ کا بازار گرم تھا انہوں نے ایک ٹیلے کی پناہ لے لی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مصحف بھیج کر انہیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دو' وہ آپ کی بات کا انکار نہیں کریں گے' پس ایک شخص آپ کے پاس مصحف لایا اور کہنے لگا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہے (کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب سے ایک حصہ دیا گیا انہیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق پھر جاتا ہے اور وہ اعراض کرنے والے ہیں) حضرت علیؓ نے کہا بہت اچھا میں اس بات کا زیادہ خواہاں

ہوں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ خوارج آپ کے پاس آئے اور ہم ان دنوں انہیں قراء کہتے تھے' اور ان کی تلواریں ان کے کندھوں پر تھیں اور وہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ لوگ جو ٹیلے پر ہیں کس کے منتظر ہیں' کیا ہم اپنی تلواریں لے کر ان کے پاس نہ جائیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے؟ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا اے لوگو! اپنے آپ کو متہم کرو ہم نے حدیبیہ کے روز اپنے آپ کو دیکھا ہے۔ یعنی اس صلح میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان تھی۔ اور اگر ہم لڑنا چاہتے تو ہم لڑتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں؟ اور سارے واقعہ کا ذکر کیا جیسا کہ پہلے اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔

شامیوں کا مصاحف کو بلند کرنا:

جب مصاحف بلند کیے گئے تو عراقیوں نے کہا ہم کتاب اللہ کا جواب دیتے ہیں اور اس کی طرف جھکتے ہیں۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن جندب ازدی نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے بندگانِ خدا اپنے حق اور صدق کی طرف چلو اور اپنے دشمن سے جنگ جاری رکھو' بلاشبہ حضرت معاویہ' حضرت عمرو بن العاص' حضرت ابن ابی معیط' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت ابن ابی سرح اور حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم دین اور قرآن سے تعلق رکھنے والے نہیں' اور میں انہیں تمہاری نسبت بہتر جانتا ہوں' میں بچپن اور جوانی میں ان کے ساتھ رہا ہوں' وہ برے بچے اور برے جوان ہیں' تم ہلاک ہو جاؤ خدا کی قسم وہ انہیں پڑھتے ہیں اور جو کچھ ان میں بیان ہے اس پر عمل نہیں کرتے انہوں نے انہیں صرف دھوکہ وفریب اور مکر وحیلہ کے لیے بلند کیا ہے' انہوں نے آپ سے کہا ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی جائے اور ہم اس کے قبول کرنے سے انکار کریں' آپ نے انہیں کہا' میں ان سے صرف اس لیے جنگ کر رہا ہوں کہ وہ کتاب اللہ کے فیصلے کو قبول کر لیں بلاشبہ انہوں نے امر الٰہی کی نافرمانی کی ہے اور اس کے عہد کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی کتاب کو پھینک دیا ہے' پس مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی ثم سبائی نے ان قراء کی جماعت کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھی اور اس کے بعد وہ خوارج بن گئے تھے' آپ سے کہا:

اے علی رضی اللہ عنہ! جب آپ کو کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے تو اس کا جواب دیا کرو ورنہ ہم آپ کو سب کچھ سمیت ان لوگوں کی طرف دھکیل دیں گے یا ہم آپ کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو ہم نے ابن عفان کے ساتھ کیا ہے' بلاشبہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرنے میں ہم پر غالب آ گئے تھے سو ہم نے انہیں قتل کر دیا۔ خدا کی قسم آپ یہ کام ضرور کریں گے یا ہم آپ کے ساتھ وہ سلوک ضرور کریں گے' آپ نے فرمایا' میں نے تمہیں جس بات سے منع کیا ہے اسے یاد رکھو اور جو بات تم نے مجھے کہی ہے اسے بھی یاد رکھو' پس اگر تم نے میری اطاعت کرنی ہے تو جنگ کرو اور اگر میری نافرمانی کرنی ہے تو جو جی میں آئے کرو' انہوں نے کہا اشتر کی طرف پیغام بھیجو وہ آپ کے پاس آئے اور جنگ بند کر دے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف جنگ بند کرنے کا پیغام بھیج دیا۔

اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب میں جو اس نے خوارج کے متعلق تصنیف کی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن المنتشر ہمدانی نے صفین میں شامل ہونے والوں اور خوارج کے سرکردہ لوگوں کے حوالے سے جن پر جھوٹ کا اتہام نہیں لگایا جا سکتا' مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور انکار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض ایسی باتیں

کیں جن کو بیان کرنا میں پسند نہیں کرتا' پھر کہا' کون غیر اللہ کو حکم ماننے سے قبل اللہ کی طرف جانا چاہتا ہے؟ پس آپ نے حملہ کیا اور جنگ کی حتیٰ کہ آپ قتل ہو گئے۔

اور شامی سرداروں کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اس کی طرف دعوت دی' آپ نے عراقیوں میں کھڑے ہو کر انہیں صلح کرنے جنگ سے باز آنے' جنگ کے ترک کرنے اور قرآن کی فرماں برداری کرنے کی طرف بلایا اور یہ کام انہوں نے حضرت معاویہؓ کے حکم سے کیا اور جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کے قبول کرنے اور اس معاملے میں شامل ہونے کا مشورہ دیا ان میں حضرت اشعث بن قیس کندی بھی تھے۔

اور ابو مخنف نے ایک اور طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جب اشتر کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا آپ سے کہنا کہ بلاشبہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں چاہیے کہ آپ مجھے میرے موقف سے نہ ہٹائیں' مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے فتح دے گا پس میرے ساتھ جلدی نہ کیجیے' ایلچی یزید بن ہانی نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ بات بتائی جو اشتر نے کہی تھی اور اشتر نے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا' پس فتنہ بڑھ گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں اور ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا: خدا کی قسم ہماری رائے میں آپ نے اسے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' آپ نے فرمایا' کیا تم نے مجھے اس سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے؟ کیا میں نے اس کی طرف اعلانیہ پیغام نہیں بھیجا اور تم سن رہے تھے' انہوں نے کہا' اس کی طرف پیغام بھیجو اور وہ آپ کے پاس آئے ورنہ خدا کی قسم ہم آپ سے علیحدہ ہو جائیں گے' حضرت علیؓ نے زید بن ہانی سے کہا تو ہلاک ہو اسے کہو میرے پاس آئے بلاشبہ فتنہ واقع ہو چکا ہے' پس جب زید بن ہانی واپس اس کے پاس گیا تو اسے امیر المومنین کی طرف سے اطلاع دی کہ وہ جنگ بند کر کے آپ کے پاس آ جائے' وہ بے قرار ہو کر کہنے لگا' تو ہلاک ہو جائے کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہم فتح پا رہے ہیں اور تھوڑی سی کسر باقی رہ گئی ہے؟ میں نے کہا ان دونوں باتوں میں سے تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے تو آنا چاہتا ہے یا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح قتل ہو جائیں؟ پھر تمہارا یہاں فتح پانا تجھے کیا فائدہ دے گا؟ راوی بیان کرتا ہے کہ اشتر' حضرت علیؓ کے پاس آیا اور جنگ بند کر دی اور اس نے کہا اے عراقیو! اے ذلیلو اور کمزورو! کیا تم اس وقت دشمن پر غالب آئے تھے جب انہوں نے یہ خیال کر کے کہ تم ان پر غالب آنے والے ہو' تمہیں قرآن کے فیصلہ کی طرف دعوت دینے کے لیے مصاحف اٹھا لیے تھے اور قسم بخدا' اللہ تعالیٰ نے ان میں جو احکام دیئے ہیں انہوں نے انہیں ترک کر دیا ہے اور جس پر وہ احکام نازل ہوئے ہیں اس کی سنت کو بھی ترک کر دیا ہے' پس انہیں جواب نہ دو' مجھے مہلت دو' مجھے فتح کا یقین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں' اس نے کہا مجھے گھوڑا دوڑانے کی مہلت دو' مجھے فتح کی حرص پیدا ہو گئی ہے انہوں نے کہا تب تو ہم بھی تمہارے ساتھ تمہاری غلطی میں شامل ہوں گے' پھر اشتر ان قراء سے مناظرہ کرنے لگے جو شامیوں کی بات کو قبول کرنے کے داعی تھے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے ساتھ تمہاری پہلی جنگ حق ہے تو اس پر قائم رہو اور اگر باطل ہے تو اپنے مقتولین کے لیے دوزخ کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا' ان باتوں کو چھوڑیئے' ہم تیری اور تیرے آقا کی کبھی اطاعت نہیں کریں گے اور ہم نے ان لوگوں کے ساتھ اللہ کے بارے میں جنگ کی ہے اور اللہ کے لیے ان سے جنگ کرنا ترک کیا ہے۔ اشتر نے ان سے کہا خدا کی قسم تم نے فریب کیا ہے اور تم فریب کھا گئے ہو اور تمہیں جنگ چھوڑنے کی دعوت دی گئی ہے اور تم نے قبول کر لی ہے

اے برے ساتھیو! ہم تمہاری نمازوں کو دنیا سے بے رغبتی اور لقاء الٰہی کے شوق کا باعث سمجھتے تھے اور میں موت سے تمہارے فرار کو دنیا کی طرف فرار سمجھتا ہوں اے موٹے دانتوں والی پلیدی خور گایوں کے مثیلو! تم اس کے بعد عارف باللہ نہیں رہے اور ظالم لوگوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے پس انہوں نے اسے گالیاں دیں اور انہوں نے اس کی سواری کے منہ پر اپنے کوڑے مارے اور ان کے درمیان طویل معاملات ہوئے اور عراقیوں کی اکثریت اور سب شامیوں نے ایک مدت تک مصالحت کرنے میں رغبت کی کہ شاید کوئی ایسی متفقہ بات ہو جائے جس میں مسلمانوں کے خون کا تحفظ ہو جائے' بلاشبہ اس مدت میں لوگ فنا ہو گئے اور خصوصاً ان آخری تین دنوں میں جن میں آخری معرکہ جمعہ کی شب کو لیلۃ الہریر میں ہوا تھا' دونوں فوجیں میں ایسی شجاعت و استقلال پایا گیا جس کی مثال دنیا میں موجود نہیں۔ اسی لیے کسی نے کسی کے مقابلہ میں فرار اختیار نہیں کیا بلکہ انہوں نے استقلال دکھایا حتیٰ کہ متعدد مؤرخین کے بیان کے مطابق فریقین کے ستر ہزار آدمی مارے گئے' شامیوں کے ۴۵ ہزار عراقیوں کے ۲۵ ہزار یہ تعداد کئی مؤرخین نے بیان کی ہے جن میں ابن سیرینؒ اور سیف وغیرہ بھی شامل ہیں اور ابوالحسن بن البراء نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ عراقیوں میں ۲۵ بدری تھے راوی بیان کرتا ہے اس مدت میں ان کے درمیان نوے حملے ہوئے اور دونوں نے صفین کے قیام کی مدت میں اختلاف کیا ہے' سیف نے سات یا نو مہینے بیان کیے ہیں اور ابوالحسن بن البراء نے ایک سو دس دن بیان کیے ہیں۔

میں کہتا ہوں ابومخنف کے کلام کا مقتضا یہ ہے کہ یہ قیام ذوالحجہ کے آغاز سے جمعہ کے دن سے لے کر ۱۳ صفر تک تھا اور یہ ستتر دن بنتے ہیں واللہ اعلم اور زہری کا بیان ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک قبر میں پچاس نفوس کو دفن کیا جاتا تھا اور یہ ابن جریر اور ابن الجوزی کے کلام کا ملخص ہے جو المنتظم میں ہے۔

اور بیہقی نے یعقوب بن سفیان کے طریق سے بحوالہ صفوان بن عمرو روایت کی ہے کہ شامی ساٹھ ہزار تھے جن میں سے بیس ہزار قتل ہوئے اور عراقی ایک لاکھ بیس ہزار تھے جن میں سے چالیس ہزار قتل ہوئے اور بیہقی نے اس معرکہ کو اس حدیث پر حمل کیا ہے جسے صحیحین میں عبدالرزاق کے طریق سے عن معمر عن ھمام بن منبہ عن ابی ہریرۃؓ روایت کیا گیا ہے اور بخاری نے اسے شعیب کی حدیث سے عن زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرۃؓ روایت کیا ہے اور شعیب کی حدیث سے عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ بھی روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم گروہ باہم لڑیں ان کے درمیان بڑا اقتلام ہوگا اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

اور مجالد نے اسے اسی طرح ابوالحواری سے بحوالہ ابوسعید مرفوعاً روایت کیا ہے اور ثوری نے اسے عن ابی جدعان عن ابی نضرہ عن ابی سعید روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم گروہ باہم لڑیں اور ان دونوں کی دعوت ایک ہی ہوگی اور ابھی وہ اسی پوزیشن میں ہوں گے کہ ان دونوں میں سے خوارج نکلیں گے اور دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق دار گروہ ان کو قتل کرے گا اور امام احمدؒ نے جو حدیث عن مہدی واسحاق عن سفیان عن منصور عن ربعی بن خراش عن البراء بن ناجیۃ الکاہلی عن ابن مسعود روایت کی ہے وہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسیائے اسلام عنقریب ۳۵ ہجری یا ۳۶ ہجری میں پھر جائے گی' پس اگر وہ ہلاک ہو جائیں تو ہلاک ہونے والوں کے راستے پر ہوں گے اور اگر ان کا دین ان کے لیے قائم رہا تو وہ

ستر سال تک ان کے لیے قائم رہے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ گزری ہوئی قوموں کے لیے یا جو باقی رہ گئی ہیں؟ فرمایا بلکہ جو باقی رہ گئی ہیں' اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے اسے اپنی کتاب سیرت علی میں عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن شریک عن منصور اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شریک بن عبداللہ نخعی نے عن مجالد عن عامر الشعبی عن مسروق عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ بلاشبہ آسیائے اسلام عنقریب ۳۵ سال بعد پھر جائے گی' پس اگر وہ باہم مصالحت کر لیں تو وہ ستر سال تک بافراغت دنیا کو کھائیں گے اور اگر باہم جنگ کریں تو اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر سوار ہوں گے۔ اور ابن دیزیل کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن خراش شیبانی نے العوام بن حوشب سے بحوالہ ابراہیم تیمی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی امیہ کے ایک شخص کے قتل پر آسیائے اسلام چکر لگائے گی۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نیز بیان کیا ہے کہ الحکم نے عن نافع عن صفوان بن عمرو عن الاشیاخ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری کے جنازہ پر بلایا گیا' آپ نے فرمایا آپ اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اسلام میں دو بوجھوں کا خیال رکھو گے' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا' کیا یہ اس امت میں ہوگا جس کا معبود ایک ہوگا اور نبی بھی ایک ہوگا؟ فرمایا' ہاں' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا نہیں' حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا نہیں' حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اسے پاؤں گا؟ فرمایا ہاں' تمہاری وجہ سے ان کی آزمائش ہوگی' نیز حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا' وہ کیسے اختلاف کریں گے جب کہ ان کا خدا ایک' کتاب ایک اور ملت ایک ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا' عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو ہماری طرح قرآن کو نہ سمجھیں گے اور اس میں اختلاف کریں گے اور جب اس میں اختلاف کریں گے تو باہم جنگ کریں گے' حضرت عمرؓ نے اس بات کو تسلیم کیا' نیز بیان کیا کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالرحمٰن ابوحمزہ کے بھائی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرینؒ نے ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ کے قتل میں دو بکریاں بھی ایک دوسرے کو سینگ نہیں ماریں گی' اور جب صفین کا دن آیا تو آپ کی آنکھ پھوٹ گئی' آپ سے پوچھا گیا' آپ کے قتل میں دو بکریاں بھی ایک دوسرے کو سینگ نہیں ماریں گی' فرمانے لگے ہاں اور بہت سی آنکھیں پھوٹ جائیں گی۔

اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ صفین سے گزرے تو آپ نے اس پتھروں کو دیکھ کر فرمایا' اس جگہ پر بنی اسرائیل نے نو بار ہم سے جنگ کی ہے اور دسویں بار عرب اس میں عنقریب جنگ کریں گے حتیٰ کہ وہ ان پتھروں کو ایک دوسرے کو ماریں گے جو بنی اسرائیل نے اس میں مارے تھے اور انہی کی طرح فنا ہو جائیں گے اور حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امت کو ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے میری دعا قبول کر لی اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ ان پر دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کے حرم کو مباح کر دے تو اس نے میری دعا قبول کر لی اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ ان کے بعض کو بعض پر مسلط نہ کرے تو اس نے مجھے اس دعا سے روک دیا۔ ہم نے اس کا ذکر اس آیت ﴿اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ کی تفسیر میں کیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بہت معمولی بات ہے۔

واقعہ تحکیم:

پھر فریقین نے مکاتبات ومراجعات کے بعد جن کا بیان باعث طوالت ہوگا' تحکیم کے بارے میں جھگڑا کیا اور وہ یہ کہ دونوں امیر حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی اپنی جہت سے ایک ایک حکم مقرر کریں پھر دونوں حکم اس بات پر اتفاق کرلیں جس میں مسلمانوں کی مصلحت ہو' حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو وکیل بنایا اور حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وکیل بنانا چاہا کاش آپ ایسا کرتے۔ لیکن جن قراء کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے آپ کو منع کر دیا اور کہنے لگے ہم تو صرف حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے ہیں' اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا وہ حضرت اشعث بن قیسؓ تھے اور اہل یمن نے آپ سے موافقت کی اور آپ سے بیان کیا کہ وہ لوگوں کو فتنہ اور قتال سے روکا کرتے تھے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حجاز کے علاقے میں ایک جگہ گوشہ نشین ہو چکے تھے' حضرت علیؓ نے کہا' میں اشتر کو حکم بناتا ہوں' انہوں نے کہا کیا جنگ کا بھاؤ تاؤ کرنے والا اور زمین کا جاننے والا صرف اشتر ہی ہے' آپ نے فرمایا جو چاہو کرو' حضرت احنفؓ نے حضرت علیؓ سے کہا خدا کی قسم آپ نے پتھر مارا ہے ان لوگوں کے لیے ان کا آدمی ہی مناسب ہے' جو ان کے قریب ہو تو ان کی ہتھیلیوں میں آ جائے اور ان سے دور ہو جائے تو ستارے کی مانند ہو جائے' اور اگر آپ نے مجھے حکم بنانے سے انکار کیا ہے تو مجھے دوسرا اور تیسرا بنا دیجیے' بلاشبہ وہ جو بھی گرہ لگائے گا میں اسے کھول دوں گا اور جو گرہ میں لگاؤں گا وہ اسے کھول نہیں سکے گا مگر میں آپ کے لیے اسی قسم کی ایک اور گرہ لگا دوں گا یا اس سے زیادہ مضبوط گرہ لگا دوں گا' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو تسلیم نہ کیا اور ایلچی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس گئے آپ گوشہ نشین ہو چکے تھے۔ اور جب انہیں بتایا گیا کہ لوگوں نے باہم مصالحت کرلی ہے تو آپ نے فرمایا الحمدللہ' آپ سے کہا گیا آپ کو حکم بنایا گیا ہے آپ نے فرمایا اناللہ وانا الیہ راجعون. پھر انہوں نے آپ کو پکڑ لیا حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے پاس لے گئے اور انہوں نے باہم ایک تحریر لکھی جو یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اس پر امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ نے صلح کی ہے' حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا' ان کا نام اور ان کے باپ کا نام لکھئے وہ تمہارے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں حضرت احنف نے کہا صرف امیر المومنین لکھئے' حضرت علیؓ نے فرمایا: امیر المومنین کا لفظ مٹا دیجیے اور لکھئے اس پر علی بن ابی طالبؓ نے صلح کی ہے پھر حضرت علیؓ نے حدیبیہ کے واقعہ سے استشہاد پیش کیا جب اہل مکہ نے ان الفاظ سے انکار کیا تھا کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ پس مشرکین نے اس سے انکار کیا اور کہنے لگے لکھئے اس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے تو کاتب نے لکھا' اس پر علی بن ابی طالبؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ نے صلح کی ہے' حضرت علیؓ نے اہل عراق اور ان کے ساتھ جو مددگار اور مسلمان ہیں ان کے ساتھ جو مددگار اور مسلمان ہیں ان کے ساتھ اور حضرت معاویہؓ نے اہل شام اور جو ان کے ساتھ مومنین مسلمین ہیں ان کے ساتھ صلح کی ہے کہ ہم اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کے حکم کو تسلیم کریں گے اور جسے اللہ نے زندہ کیا ہے اسے زندہ کریں گے اور جسے اللہ نے مارا ہے اسے ماریں گے اور جو حکمین حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور جسے وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر متفرقہ پر عمل کریں''۔

پھر حکمین نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے اور دونوں فوجوں سے عہد و مواثیق لیے کہ وہ دونوں اپنے آپ کے متعلق اور اپنے اہل کے متعلق مطمئن ہیں اور جو وہ باہم فیصلہ کریں گے اس میں امت ان کی مددگار ہوگی اور فریقین کے مومنین اور مسلمین پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق واجب ہوگا اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے وہ اس پر قائم ہیں اور دونوں نے رمضان تک مدت مقرر کی اور اگر وہ اس مدت کو مؤخر کرنا چاہیں تو باہم رضامندی سے کرلیں اور یہ تحریر ۱۳/صفر ۳۷ھ کو بدھ کے روز لکھی گئی کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ رمضان میں حکمین کی جگہ دومۃ الجندل میں جائیں اور حکمین میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے چار سو اصحاب ہوں گے اور اگر وہ دونوں اس کام کے لیے اکٹھے نہ ہوسکیں تو اگلے سال اذرح مقام پر جمع ہو جائیں۔

اور الہیثم نے اپنی کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ اشعث بن قیس جب تحریر لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو اس میں لکھا تھا ''اس پر اللہ کے بندے علیؓ امیر المومنین اور معاویہ بن ابی سفیانؓ نے صلح کی ہے'' حضرت معاویہؓ نے کہا' اگر وہ امیر المومنین ہوتے تو میں آپ سے جنگ نہ کرتا' لیکن ان کا نام لکھو اور ان کی سابقت و فضیلت کی وجہ سے ان کا نام مجھ سے پہلے لکھو' پس اشعث حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے اور جس طرح حضرت معاویہؓ نے کہا تھا اس طرح لکھا اور الہیثم نے بیان کیا ہے کہ اہل شام نے حضرت معاویہؓ سے قبل حضرت علیؓ کا نام اور اپنے سے پہلے اہل عراق کے نام کے لکھنے سے انکار کیا حتیٰ کہ دو تحریریں لکھی گئیں' ایک تحریر ان لوگوں کے لیے جس میں حضرت معاویہؓ کا نام حضرت علیؓ سے پہلے لکھا گیا اور دوسری تحریر اہل عراق کے لیے جس میں حضرت علیؓ اور اہل عراق کا نام حضرت معاویہؓ اور اہل شام سے پہلے لکھا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے جن لوگوں نے اس تحکیم پر گواہی دیں ان کے نام یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت اشعث بن قیس کندی' حضرت سعید بن قیس ہمدانی' حضرت عبداللہ بن طفیل معافری' حضرت حجر بن یزید کندی' حضرت ورقا بن سمی العجلی' حضرت عبداللہ بن بلال العجلی' حضرت عقبہ بن زید انصاری' حضرت یزید ابن جحفہ تمیمی اور حضرت مالک بن کعب ہمدانی' یہ دس آدمی ہیں اور شامیوں کے دس آدمی اور ہیں جو یہ ہیں:

''حضرت ابوالاعور سلمی' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید' حضرت مخارق بن الحارث زبیدی' حضرت وائل بن علقمۃ العذری' حضرت علقمہ بن یزید حضرمی' حضرت حمزہ بن مالک ہمدانی' حضرت سبیع بن یزید حضرمی' حضرت عتبہ بن ابی سفیان برادر حضرت معاویہ اور حضرت یزید بن الحر العبسی''۔

اور حضرت اشعث بن قیس اس تحریر کو لے کر لوگوں کو سنانے اور اسے فریقین کے سامنے پیش کرنے کے لیے باہر نکلے پھر لوگ اپنے مقتولین کے دفن کرنے میں مصروف ہو گئے' زہری کا بیان ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہر قبر میں پچاس آدمی دفن کیے گئے ہیں اور حضرت علیؓ نے شامیوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا تھا اور جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو انہیں رہا کر دیا' اور اتنے ہی یا اس کے قریب قریب آدمی حضرت معاویہؓ کے قبضہ میں تھے اور انہوں نے اس گمان پر ان کو قتل کرنے کا عزم کر لیا کہ حضرت علیؓ نے ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا ہے اور جب رہا شدہ آدمی ان کے پاس آئے تو حضرت معاویہؓ نے بھی ان لوگوں کو جو ان کے قبضہ میں تھے رہا کر دیا کہتے ہیں کہ ازد کا ایک شخص عمرو بن اوس بھی قیدیوں میں شامل تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا آپ میرے

ماموں ہیں مجھ پر احسان کریں، حضرت معاویہؓ نے کہا تو ہلاک ہو میں تیرا ماموں کہاں سے ہوں؟ اس نے کہا حضرت ام حبیبہؓ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں اور میں ان کا بیٹا ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں اور آپ میرے ماموں ہیں، حضرت معاویہؓ اس بات سے حیران رہ گئے اور اسے رہا کر دیا، اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم نے اہل صفین کا ذکر کرتے ہوئے۔ بیان کیا ہے کہ عرب، جاہلیت میں ایک دوسرے کو جانتے تھے اور وہ اسلام میں ان کے ساتھ حمیت اور سنت اسلام پر مل گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں استقلال دکھایا اور فرار سے شرم محسوس کی اور جب وہ جنگ سے رُک جاتے تو یہ ان کی فوج میں اور وہ ان کی فوج میں داخل ہو جاتے اور اپنے مقتولین کو نکال کر دفن کرتے، شعبی کا بیان ہے وہ اہل جنت ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے جنگ کی اور کوئی ایک دوسرے کے مقابلہ میں فرار نہ کرتا۔

خوارج کا خروج:

حضرت اشعث بن قیس، بنی تمیم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے اور انہیں تحریر سنائی تو عروہ بن اذینہ (اذینہ اس کی ماں ہے جو بنی ربیعہ بن حنظلہ کا عروہ بن جریر ہے اور ابو بلال بن مرداس بن جریر کا بھائی ہے آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا، کیا تم اللہ کے دین میں مردوں کو حکم بناتے ہو؟ پھر اس نے اپنی تلوار، اشعث بن قیس کی سواری کے سرین پر ماری تو حضرت اشعث اور ان کی قوم غضب ناک ہو گئے اور احنف بن قیس اور ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت اس بارے میں حضرت اشعث بن قیس کے پاس معذرت کرنے آئی، الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ خوارج کا خیال ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن وہب الراسبی نے حکم بنایا، میں کہتا ہوں پہلا قول صحیح ہے، اس لفظ کو اس شخص سے حضرت علیؓ کے قراء اصحاب کی پارٹیوں نے لیا اور کہنے لگے لاحکم الا اللہ اور انہیں المحکمیہ کا نام دیا گیا اور لوگ صفین سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے اور حضرت معاویہؓ اپنے اصحاب کے ساتھ دمشق کی طرف چلے گئے اور حضرت علیؓ ہیت کے راستے کوفہ کی طرف واپس چلے گئے اور جب آپ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ حضرت علیؓ گئے اور بغیر کسی بات کے واپس آ گئے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا جن لوگوں سے ہم جدا ہوئے ہیں وہ ان سے بہتر ہیں اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

> ''تیرا بھائی وہ ہے کہ اگر زمانے کی کوئی مصیبت تجھے تنگ کرے تو وہ تیرے غم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہو اور وہ تیرا بھائی نہیں ہے کہ اگر متفرق امور تجھ پر آ پڑیں تو وہ تجھے ملامت کرنے لگ جائے''۔

پھر آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے چل پڑے حتیٰ کہ کوفہ کے دارالامارت میں داخل ہو گئے اور جب آپ کوفہ میں داخل ہونے ہی کو تھے تو آپ کی فوج سے بارہ ہزار کے قریب آدمی الگ ہو گئے۔ اور یہی خوارج ہیں اور انہوں نے آپ کے شہر میں آپ کے ساتھ مل کر رہنے سے انکار کر دیا اور حروراء مقام پر فروکش ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ پر کئی باتوں کے الزامات لگائے جن کا آپ نے ان کے خیال کے مطابق ارتکاب کیا تھا، حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو آپ نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا پس ان کی اکثریت واپس آ گئی اور باقیماندہ لوگ باقی رہ گئے اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب نے ان کے ساتھ جنگ کی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ

حاصل کلام یہ کہ یہ خوارج جن کے متعلق متفق صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے انتشار کے وقت

خوارج نکلیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں میں سے خوارج نکلیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت سے خوارج نکلیں گے اور انہیں دوفرقوں میں سے بہتر فرقہ قتل کرے گا۔ یہ حدیث متعدد طرق اور بہت سے الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع اور عفان بن القاسم بن الفضل نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے انتشار کے وقت مسلمانوں میں سے خوارج نکلیں گے اور انہیں دوفرقوں میں سے زیادہ حق پرست فرقہ قتل کرے گا' اسے مسلم نے شیبان بن فروخ سے بحوالہ قاسم بن محمد روایت کیا ہے' اور امام احمد کا بیان ہے کہ ابوعوانہ نے عن قتادہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید خدری عن رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ میری امت دوفرقے ہو جائے گی جن کے درمیان سے خوارج نکلیں گے اور ان دونوں فرقوں میں سے بہتر فرقہ ان کے قتل کی ذمہ داری سنبھالے گا' اور مسلم نے اسے قتادہ اور داؤد بن ہند کی حدیث سے بحوالہ ابی نضرۃ روایت کیا ہے' اور امام احمد کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرۃ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں سے ہوں گے اور وہ لوگوں کے انتشار کے وقت ظاہر ہوں گے ان کی نشانی سرمنڈانا ہوگی اور وہ بدترین مخلوق ہوں گے یا وہ بدترین مخلوق میں سے ہوں گے' انہیں فریقین میں سے حق سے زیادہ قریب فریق قتل کرے گا۔ ابوسعید نے کہا: اے اہل عراق تم نے انہیں قتل کیا ہے۔

اور امام احمد کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت دوگروہوں میں بٹ جائے گی اور ان کے درمیان سے خوارج نکلیں گے' جنہیں دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق پرست گروہ قتل کرے گا۔ اور امام احمد نے اسے یحییٰ القطان سے بحوالہ عوف جو ایک اعرابی ہے' اس کی مانند روایت کیا ہے یہ متعدد طرق بحوالہ ابونضرۃ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی ہیں جو ایک بلند شان ثقہ راوی ہے' اور مسلم نے اسے اسی طرح سفیان ثوری کی حدیث سے عن حبیب بن ابی ثابت عن الضحاک المشرقی عن ابی سعید روایت کیا ہے۔

یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کیونکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح واقع ہو چکی ہے اور اس میں اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کے مسلمان ہونے کا حکم موجود ہے' نہ کہ جیسے رافضی فرقہ اور جاہل کمینے لوگ اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں اور اس حدیث میں یہ بات بھی موجود ہے کہ فریقین میں سے حضرت علیؓ کے اصحاب حق کے زیادہ قریب ہیں اور یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی' اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور وہ بھی ماجور ہوں گے۔ ان شاء اللہ

لیکن حضرت علیؓ امام ہیں' انہیں دو اجر ملیں گے' جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عمروؓ بن العاص کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حاکم اجتہاد کرے اور اس کی رائے صحیح ہو تو اسے دو اجر ملیں گے اور جب وہ اجتہاد کرے اور اس کی رائے درست نہ ہو تو اسے ایک اجر ملے گا۔

اور ابھی خوارج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ کے حالات اور اس ٹنڈے شخص کا واقعہ بیان ہوگا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اور وہ آپ کی خبر کے مطابق ہی پایا گیا' جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔



باب:

خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے علیحدگی

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ معرکہ صفین کے بعد جب حضرت علیؓ شام سے واپس آئے تو کوفہ کی طرف گئے اور جب آپ اس میں داخل ہوئے تو آپ کی فوج کا ایک گروہ آپ سے الگ ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ دس ہزار تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے اور بعض اس سے کم بتاتے ہیں انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ کے خلاف بغاوت کر دی اور آپ پر الزامات لگائے تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو آپ نے ان سے مناظرہ کیا' ان کے شبہات کا جواب دیا' جن کی نفس الامر میں کوئی حقیقت ہی نہ تھی' پس ان میں سے بعض نے رجوع کر لیا اور بعض اپنی گمراہی پر قائم رہے حتیٰ کہ ان میں سے وہ باتیں سرزد ہوئیں جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ان کے پاس جا کر ان الزامات کے بارے میں جو انہوں نے آپ پر لگائے تھے' ان سے مناظرہ کیا اور انہیں ان کے موقف سے رجوع کروا دیا اور وہ آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے پھر انہوں نے معاہدہ کیا اور جو معاہدہ کیا تھا اسے توڑ دیا اور انہوں نے باہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور اس بارے میں لوگوں کی نگرانی کرنے کا معاہدہ کیا پھر وہ ایک جگہ کی طرف چلے گئے جسے نہروان کہا جاتا ہے اور وہاں پر حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ الطباع نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سلیم نے عبداللہ بن عیاض بن عمرو القاری مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن شداد' عراق سے واپسی پر حضرت علیؓ سے چند راتیں قبل حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اس وقت ہم حضرت عائشہؓ کے پاس موجود تھے حضرت عائشہؓ نے اسے کہا اے عبداللہ بن شداد میں جس بات کے متعلق آپ سے پوچھوں گی کیا آپ مجھے سچ سچ بتائیں گے؟ مجھے ان لوگوں کے متعلق بتایئے جنہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے' اس نے کہا مجھے آپ سے سچ نہ کہنے کی کیا ضرورت ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھ سے ان کا واقعہ بیان کرو' اس نے کہا' جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے باہم تحریر کر لی اور حکمین کو حکم بنا لیا تو آٹھ ہزار قراء نے آپ کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کوفہ کی ایک جانب حروراء مقام پر فروکش ہو گئے اور انہوں نے آپ پر عتاب کیا اور کہنے لگے' آپ نے وہ قمیص اتار دی ہے جو اللہ نے آپ کو پہنائی تھی اور اللہ نے آپ کا جو نام رکھا تھا اسے بھی چھوڑ دیا ہے پھر آپ نے آگے بڑھ کر اللہ کے دین میں حکم بنا لیے ہیں حالانکہ حکم صرف اللہ ہی کا ہے' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کی اطلاع ملی جن کی وجہ سے انہوں نے آپ پر عتاب کیا اور آپ سے علیحدگی اختیار کی' تو آپ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ امیر المومنین کے پاس صرف وہ آدمی جسے قرآن حفظ ہو آئے' اور جب قراء سے حویلی بھر گئی تو آپ نے امام عظیم کا مصحف منگوایا اور اسے اپنے آگے رکھا اور آپ اس پر اپنا ہاتھ مار کر کہنے لگے اے مصحف' لوگوں سے بیان کر' تو لوگوں نے آپ

کو آواز دیں اور کہنے لگے یا امیر المومنین آپ اس سے کیا پوچھتے ہیں' یہ تو اوراق میں سیاہی ہے اور ہم وہ بات کرتے ہیں جس سے ہم اس سے سیراب ہوئے ہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے خروج کیا ہے میرے اور ان کے درمیان کتاب اللہ حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں عورت اور مرد کے متعلق بیان کرتا ہے۔

''اگر تم ان دونوں کے باہمی اختلاف سے خوفزدہ ہو تو ایک حکم مرد کے اہل سے بھیجو' اگر وہ اصلاح کے خواہاں ہوں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا''۔

پس محمد ﷺ کی امت ایک مرد اور ایک عورت کے مقابلہ میں خون اور حرمت کے لحاظ سے بہت بڑھ کر ہے اور انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ آپ نے حضرت معاویہؓ سے مکاتبت کرتے وقت علی بن ابی طالبؓ لکھا ہے' حضرت سہیلؓ بن عمرو ہمارے پاس آئے اور ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ نے اپنی قوم قریش سے صلح کی تو رسول اللہ ﷺ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھوں گا آپ نے فرمایا تو کیسے لکھتا ہے اس نے کہا میں باسمک اللّٰھم لکھوں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو تو اس نے لکھ دیا' آپ نے فرمایا لکھو' اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے' اس نے کہا' اگر میں آپ کو اللہ کا رسول سمجھتا تو آپ کی مخالفت نہ کرتا تو آپ نے لکھا' اس پر محمد بن عبداللہ نے قریش سے صلح کی ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

''تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں نیک نمونہ موجود ہے اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا خواہاں ہے''۔

پس آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا تو میں ان کے ساتھ گیا اور جب میں ان کے لشکر کے وسط میں پہنچا تو ابن الکوا نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے حفاظِ قرآن یہ عبداللہ بن عباسؓ ہیں جو انہیں نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں انہیں جانتا ہوں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کتاب اللہ کے بارے میں جانے بغیر جھگڑا کرتے ہیں' یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اور جن کی قوم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں) پس انہیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دو اور کتاب اللہ پر ان سے اتفاق نہ کرو' اور بعض نے کہا خدا کی قسم ہم انہیں آگاہ کریں گے اگر وہ حق لائے ہیں تو ہم اسے پہچان لیں گے اور اگر وہ باطل کے ساتھ آئے ہیں تو ہم انہیں باطل سمیت ذلیل کر دیں گے' پس انہوں نے تین روز تک حضرت عبداللہؓ سے کتاب کی شرط لگائے رکھی اور ان میں سے چار ہزار آدمی واپس آ گئے یہ سب کے سب تائب تھے اور ان میں ابن الکوا بھی شامل تھا حتیٰ کہ آپ ان کو حضرت علیؓ کے پاس لے گئے اور حضرت علیؓ نے ان کے بقیہ لوگوں کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارا اور لوگوں کا جو معاملہ ہے اسے تم دیکھ چکے ہو' تم جہاں چاہو رہو' حتیٰ کہ محمد ﷺ کی امت مجتمع ہو جائے' ہمارے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہوگا کہ تم حرمت والے خون کو نہ بہاؤ' نہ ڈاکہ زنی کرو اور نہ عہد شکنی کرو' اگر تم نے یہ کام کیا ہم برابر تم سے جنگ کریں گے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) حضرت عائشہؓ نے اسے کہا اے ابن شداد! پس انہوں نے ان کو قتل کر دیا' انہوں نے کہا خدا کی قسم جونہی میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا انہوں نے ڈاکہ زنی' خونریزی شروع کر دی اور معاہدین کے خون کو جائز قرار دے دیا' حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم ایسا ہوا ہے اس نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایسا ہوا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا'

مجھے اہل عراق کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا؟ وہ ذوالثدی یا ذوالثدیہ کہتے ہیں' اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے میں مقتولین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا کہ آپ نے لوگوں کو بلا کر کہا' کیا تم اسے جانتے ہو؟ اکثر آنے والوں نے کہا' میں نے اسے بنی فلاں کی مسجد میں دیکھا ہے اور میں نے اسے بنی فلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور وہ اس کے سوا' اس کے متعلق کوئی معروف دلیل نہ لائے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا' حضرت علیؓ جب اس کے پاس کھڑے ہوئے تو اہل عراق کے خیال کے مطابق آپ کا قول کیا تھا؟ اس نے کہا میں نے آپ کو کہتے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے' حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تم نے اس کے علاوہ بھی آپ سے کوئی بات سنی ہے؟ اس نے کہا قسم بخدا نہیں' حضرت عائشہؓ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اللہ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے وہ جب کسی حیران کن چیز کو دیکھتے تو فرماتے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے' اور اہل عراق آپ پر جھوٹ باندھنے لگے اور آپ کے بارے میں بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے لگے' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور اس کا اسناد صحیح ہے اور اس عبارت میں ایسی باتیں ہیں جن کا مقتضا یہ ہے کہ ان کی یعنی قراء کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور دوسرے لوگوں نے جو ان کے غیر ہیں ان کے مذہب میں ان سے موافقت کی ہے حتیٰ کہ وہ بارہ ہزار یا سولہ ہزار تک پہنچ گئے اور جب حضرت ابن عباسؓ نے ان سے مناظرہ کیا ان میں سے چار ہزار نے رجوع کر لیا اور بقیہ اپنی حالت پر قائم رہے۔

اور یعقوب بن سفیان نے اسے عن موسیٰ بن مسعود عن عکرمہ بن عمار عن سماک ابی زمیل عن ابن عباسؓ روایت کیا ہے اور اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے مردوں کو حکم بنانے پر آپ پر عتاب کیا اور یہ کہ آپ نے امارت سے اپنا نام مٹا دیا ہے اور یہ کہ آپ نے یوم الجمل کو جنگ کر کے حرمت والی جانوں کو قتل کیا ہے اور اموال اور قیدی تقسیم نہیں کیے' آپ نے پہلے دو الزامات کا وہی جواب دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے' اور تیسرے کے جواب میں فرمایا کہ قیدیوں میں حضرت ام المومنین بھی تھیں۔ پس اگر تم کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو تم کفر کے مرتکب ہوتے ہو اور اگر تم اپنی ماؤں کو قیدی بنانا جائز قرار دیتے ہو تو تب بھی کفر کرتے ہو' راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے دو ہزار آدمیوں نے رجوع کر لیا اور بقیہ لوگوں نے خروج کیا اور جنگ کی' اور ایک دوسرے شخص نے بیان کیا ہے جب حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس گئے تو آپ نے حلہ زیب تن کیا اور انہوں نے آپ سے اس کے پہننے کے بارے میں ہی مناظرہ کیا تو آپ نے اس قول الٰہی سے حجت پکڑی (کہہ دو' کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام قرار دیا ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور کس نے رزق کی طیبات کو حرام کیا ہے) اور ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ بنفس نفیس ان کے بقیہ لوگوں کے پاس گئے اور مسلسل ان سے مناظرہ کیا حتیٰ کہ وہ آپ کے ساتھ کوفہ واپس آ گئے اور یہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا واقعہ ہے' راوی کو اس بارے میں شک ہوا ہے' پھر وہ گفتگو میں آپ سے تعریض کرنے لگے اور آپ کو گالیاں سنانے لگے اور آپ کے قول کی تاویل کرنے لگے' حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ خوارج میں سے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

تو حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی:

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب آپ خطبہ دے رہے تھے اور اسی طرح ابن جریر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ایک روز خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک خوارج میں سے ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے علیؓ تو نے اللہ کے دین میں لوگوں کو شریک کیا ہے حالانکہ حکم صرف اللہ ہی کا ہے اور انہوں نے ہر جانب سے **لا حکم الا للّٰہ' لاحکم الا للّٰہ** کی آواز لگائیں تو حضرت علیؓ فرمانے لگے یہ کلمہ حق ہے جس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے' پھر فرمایا: ہم پر تمہاری یہ ذمہ داری ہے کہ جب تک غنیمت ہمارے قبضے میں ہے ہم اسے تم سے نہ روکیں اور تم کو اللہ کی مساجد سے بھی نہ روکیں اور جب تک تم ہمارے ساتھ جنگ کی ابتدا نہ کرو تم سے جنگ کی ابتدا نہ کریں' پھر وہ کلیتہً کوفہ سے باہر اور نہروان کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم عنقریب اسے حکمین کے فیصلہ کے بعد بیان کریں گے۔



دومۃ الجندل میں حکمین یعنی حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی ملاقات

یہ ملاقات ماہِ رمضان میں ہوئی جیسا کہ انہوں نے صفین میں تحکیم کا وقت مقرر کرتے ہوئے شرط کی تھی' اور واقدی کا بیان ہے کہ انہوں نے شعبان میں ملاقات کی تھی اس لیے کہ جب رمضان آیا تو حضرت علیؓ نے شریح بن ہانی کے ساتھ چار سو سواروں کو بھیجا اور حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ تھے اور نماز پڑھانا بھی ان کے ذمہ تھا اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چار ہزار شامی سواروں کے ساتھ بھیجا جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے یہ آپس میں دومۃ الجندل میں اذرح مقام پر ملے۔ جو کوفہ اور شام سے نصف فاصلہ پر ہے۔ اس کے اور دونوں شہروں کے درمیان نو مراحل کا فاصلہ ہے۔ اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ حاضر ہوئی جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت مغیرہ بن شعبہ' حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام مخزومی' حضرت عبدالرحمٰن بن عبد یغوث الزہری اور حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہم اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ان کے ساتھ موجود تھے' مگر دوسروں نے ان کی موجودگی کا انکار کیا ہے' اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن سعد اپنے باپ کے پاس گیا جو جنگل میں بنوسلیم کے پانی پر گوشہ نشین ہو چکا تھا' اس نے کہا اے میرے باپ' صفین میں لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی خبر آپ کو پہنچ چکی ہے اور لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو حکم بنایا ہے اور قریش کا ایک گروہ بھی ان کے ساتھ موجود ہے آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں اور آپ نے کسی ایسی بات میں شمولیت نہیں کی جسے اس امت نے ناپسند کیا ہو' آپ حاضر ہو جائیے آپ لوگوں سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں' آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے بلاشبہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا اس میں پوشیدہ اور ثابت قدم رہنے والا آدمی سب سے بہتر ہوگا۔ خدا کی قسم میں اس معاملے میں کبھی بھی حاضر نہ ہوں گا۔

اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابوبکر حنفی عبدالکبیر بن عبدالمجید نے ہم سے بیان کیا کہ بکر بن سمار نے بحوالہ عامر بن سعد ہم سے بیان کیا کہ اس کا بھائی حضرت سعدؓ کے پاس گیا وہ مدینہ سے باہر اپنی بکریوں کے پاس رہتے تھے اور جب حضرت سعدؓ نے اسے دیکھا تو فرمایا میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور جب وہ ان کے پاس آیا تو کہنے لگا اے میرے باپ کیا آپ اس بات سے راضی ہیں کہ آپ اپنی بکریوں میں بدو بنے رہیں حالانکہ لوگ مدینہ میں حکومت کے متعلق آپس میں جھگڑ رہے ہیں؟ حضرت سعدؓ نے عمر کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا خاموش ہو جا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ پوشیدہ مالدار متقی کو پسند کرتا ہے۔

مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اسے اسی طرح روایت کیا ہے نیز امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید اسلمی نے عن المطلب عن عمر بن سعد عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ ان کے پاس ان کا بیٹا عامر آیا اور کہنے لگا اے میرے باپ لوگ دنیا کے متعلق لڑ رہے ہیں اور آپ یہاں ہیں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو مجھے فتنہ کا سرکردہ بننے کا مشورہ دیتا ہے؟ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا حتیٰ کہ وہ مجھے ایسی تلوار دے اگر میں اسے مومن کو ماروں تو وہ اس سے اُچٹ جائے اور اگر اس سے کافر کو ماروں تو میں اسے قتل کر دوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ مالدار متقی کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ عبارت پہلی عبارت کے اُلٹ ہے' یہ بات واضح ہے کہ عمرو بن سعد نے اپنے بھائی عامر سے اپنے باپ کے مقابلہ میں مدد مانگی کہ وہ اسے مشورہ دے کہ وہ تحکیم کے معاملے میں حاضر ہو شاید وہ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر اسے امارت دے دیں' حضرت سعدؓ نے اس بات سے سختی سے انکار کیا اور جس حال میں تھے اسی پر کفایت و قناعت کی جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کیا اور اسے گذارے کے مطابق رزق ملا اور جو کچھ اللہ نے اسے دیا اسے اسی پر قانع کر دیا۔ اور یہ عمر بن سعد امارت کو پسند کرتا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ وہ اس دستے کا امیر بنا جس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کیا' جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا ذکر آئے گا اور اگر وہ اپنے باپ کی حالت پر قناعت کرتا تو اس میں سے کوئی بات بھی نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تحکیم کے معاملے میں حاضر نہ ہوئے اور نہ آپ نے اس کا ارادہ کیا اور اس میں وہی لوگ حاضر ہوئے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور جب حکمین نے ملاقات کی تو انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت پر آپس میں مناظرہ کیا اور امور کا اندازہ لگانے میں غور و فکر کیا پھر ان دونوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ امارت کا فیصلہ لوگوں کے مشورہ سے ہوتا کہ وہ ان دونوں میں سے بہتر آدمی یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر متفق ہو جائیں اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو امارت دینے کا مشورہ دیا تو حضرت عمروؓ نے انہیں کہا' میرے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دو' وہ علم و عمل اور زہد میں ان کا لگا کھاتا ہے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا آپ نے اپنے بیٹے کو بھی فتنوں میں شامل کر دیا ہے' حالانکہ وہ ایک راست باز شخص ہے۔

ابو مخنف کا بیان ہے کہ محمد بن اسحٰق نے نافع سے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ امارت کا اہل وہ شخص ہوتا ہے جس کی داڑھیں ہوں اور کھاتا پیتا ہو اور حضرت ابن عمرؓ میں غفلت پائی جاتی ہے تو حضرت ابن زبیرؓ نے انہیں کہا سمجھو اور ہشیار ہو جاؤ' حضرت ابن عمرؓ نے کہا خدا کی قسم نہیں' میں اس پر کبھی کوئی رشوت نہیں دوں گا' پھر فرمایا اے ابن العاصؓ! عربوں نے تلواروں سے جنگ کرنے اور نیزے مارنے کے بعد اپنا معاملہ تمہارے سپرد کیا ہے' تم ان کو اس جیسے یا اس سے زیادہ سخت فتنے میں نہ لے جانا پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ تنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیر مقرر کر دیں مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا پھر انہوں نے حیلہ سے کہا کہ ان کے بیٹے عبداللہؓ خلیفہ ہوں مگر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی تسلیم نہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہما سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کر دیں تو

حضرت عمروؓ نے اسے قبول نہ کیا پھر دونوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیں اور امارت کا معاملہ لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دیں تاکہ وہ متفقہ طور پر اپنے لیے امیر منتخب کر لیں' پھر وہ دونوں لوگوں کے مجمع کے پاس آئے۔ اور حضرت عمروؓ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی بات میں سبقت نہ کرتے تھے بلکہ تمام امور میں ادب وتعظیم کی وجہ سے انہیں مقدم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر لوگوں کو وہ بات بتایئے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے' پس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! ہم نے اس امت کے معاملے میں غور وفکر کیا ہے اور جس امر پر میں نے اور عمروؓ نے اتفاق کیا ہے' ہم نے اس امت کی بہتری اور اس کی پراگندگی کو دور کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی امر نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ہم حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کرتے ہیں اور امارت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دیتے ہیں اور اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں اور میں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا ہے پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی جگہ کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا' اس شخص نے جو بات کہی ہے تم نے سن لی ہے' اس نے اپنے آقا کو معزول کر دیا ہے اور میں نے بھی اسے ان کی طرح معزول کر دیا ہے اور میں اپنے آقا حضرت معاویہؓ کو قائم کرتا ہوں بلاشبہ وہ حضرت عثمانؓ کے مددگار اور ان کے خون کے بدلے کے طالب ہیں اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہونے کے حقدار ہیں۔ حضرت عمروؓ نے دیکھا کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں بلا امام چھوڑ دیا گیا تو وہ اس سے بھی زیادہ طویل وعریض اختلافات میں پڑ جائیں گے' پس انہوں نے اس مصلحت کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ کو قائم کر دیا اور اجتہاد صحیح اور غلط بھی ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ درشتی سے گفتگو کی اور حضرت عمروؓ نے بھی ان کو اسی طرح جواب دیا۔

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ شریح بن ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے پیشرو نے حضرت عمرو بن العاصؓ پر حملہ کر کے انہیں کوڑا مارا اور حضرت عمروؓ کے بیٹے نے اس کے پاس جا کر اسے کوڑا مارا' اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو جانے کے لیے ہر طرف بکھر گئے اور حضرت عمروؓ اور ان کے اصحاب حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں سلام خلافت کہا اور حضرت ابوموسیٰ، حضرت علی رضی اللہ عنہما سے شرمندہ ہو کر مکہ کی طرف چلے گئے اور حضرت ابن عباسؓ اور شریح بن ہانی نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کی کارروائی کی اطلاع دی' پس انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو کمزور خیال کیا اور سمجھ لیا کہ وہ حضرت عمروؓ بن العاص کے ہمسر نہیں ہیں' اور ابومخنف نے بحوالہ ابوالحباب الکلبی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمروؓ کی کارروائی کا علم ہوا تو آپ اپنی نماز میں حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت ابوالاعور سلمی' حضرت حبیب بن مسلمہ' حضرت ضحاک بن قیس' حضرت عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید اور حضرت ولید بن عتبہ پر لعنت ڈالا کرتے تھے' اور جب حضرت معاویہؓ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ اپنی نماز میں حضرت علی' حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اشتر نخعی پر لعنت ڈالا کرتے تھے' مگر یہ بات درست نہیں۔ واللہ اعلم

اور وہ حدیث جسے بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ علی بن احمد بن عبدان نے ہمیں خبر دی کہ احمد بن عبید الصفار نے ہمیں

بتایا کہ اسماعیل بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ قتیبہ بن سعید نے عن جریر عن زکریا بن یحییٰ عن عبداللہ بن یزید وحبیب بن یسار عن سوید بن غفلہ ہم سے بیان کیا کہ میں فرات کے کنارے حضرت علیؓ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور ان میں باہم مسلسل اختلاف قائم رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو حکم بھیجے جو خود بھی گمراہ ہوئے اور ان دونوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور بلاشبہ یہ امت بھی عنقریب اختلاف کرے گی اور ان میں باہم مسلسل اختلاف رہے گا حتیٰ کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو گمراہ ہوں گے اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ یہ حدیث منکر ہے اور اس کا مرفوع ہونا موضوع ہے۔ واللہ اعلم

اگر یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتی تو وہ حکمین کی تحکیم پر اتفاق نہ کرتے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کا سبب نہ بنتے' جیسا کہ اس حدیث کا بیان ہے اور اس حدیث کی آفت زکریا بن یحییٰ ہے۔ جو کندی حمیری اندھا ہے' ابن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

خوارج کا کوفہ سے خروج اور حضرت علیؓ سے مقابلہ:

جب حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو فوج کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا تو خوارج کا معاملہ سخت ہو گیا اور انہوں نے حضرت علیؓ پر الزام لگانے میں حد سے تجاوز کیا اور واضح طور پر آپ کو کافر کہا اور ان میں سے دو آدمیوں' زرعۃ بن البرج طائی اور حرقوص بن زہیر سعدی نے آپ کے پاس آ کر کہا: لا حکم الا للہ' حضرت علیؓ نے کہا: لا حکم الا للہ' تو حرقوص نے آپ سے کہا اپنی غلطی سے توبہ کیجیے اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کی طرف چلیے تاکہ ہم ان سے جنگ کرتے ہوئے اپنے رب سے جاملیں' حضرت علیؓ نے کہا' میں نے تم سے یہی بات چاہی تھی مگر تم نے انکار کیا اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد لکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم معاہدہ کرو) تو حرقوص نے آپ سے کہا یہ ایک گناہ ہے جس سے آپ کو توبہ کرنی چاہیے' حضرت علیؓ نے فرمایا' یہ گناہ نہیں بلکہ رائے کی کمزوری ہے اور میں اس کے متعلق آپ لوگوں کو پہلے کہہ چکا ہوں اور میں نے تم کو اس سے روکا تھا' تو زرعۃ بن البرج نے آپ سے کہا' اے علیؓ! خدا کی قسم اگر آپ نے کتاب اللہ میں مردوں کو حکم بنانا نہ چھوڑا تو میں آپ سے ضرور جنگ کروں گا اور اس کے ذریعے میں رحمت و رضوان الٰہی کا طلب گار ہوں گا' حضرت علیؓ نے فرمایا' تو ہلاک ہو تو کس قدر شقی ہے' گویا میں تجھے قتل کروں گا اور ہوا تجھ پر خاک اڑائے گی' اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو' حضرت علیؓ نے اسے کہا' اگر تو سچا ہوتا تو موت میں دنیا سے تسلی حاصل ہوتی لیکن شیطان نے تم لوگوں کو بہکا دیا ہے اور وہ دونوں آپ کے ہاں سے فیصلہ کرتے ہوئے نکل گئے اور ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے لوگوں میں کھلم کھلا اسے بیان کیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقاریر میں ان کے پیچھے پڑ گئے اور آپ کو سب وشتم کیا اور قرآنی آیات سے تعریض کی اور یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ حضرت علیؓ فوج کے ایک دستے میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو آپ نے خوارج کے معاملے کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کی تو ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی اور ہر کوئی کہنے لگا لاحکم الا اللہ اور ان میں سے ایک شخص اپنے کانوں میں انگلی رکھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا (تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خسارہ

پانے والوں میں سے ہو جائے گا) اور حضرت علیؓ منبر پر اس اس طرح اپنے ہاتھ الٹنے پلٹنے لگے اور فرمانے لگے:

''ہم تمہارے بارے میں اللہ کے حکم کے منتظر ہیں'' پھر فرمایا: ''تمہاری جانب سے ہم پر یہ فرض ہے کہ جب تک تم ہمارے خلاف خروج نہ کرو ہم تمہیں اپنی مساجد سے نہ روکیں اور جب تک تمہارے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے ساتھ ہیں ہم تم سے غنیمت کے اس حصہ کو نہ روکیں جو تمہیں پہنچتا ہے اور جب تک تم ہم سے جنگ نہ کرو ہم تم سے جنگ نہ کریں''۔

اور ابومخنف نے عبدالملک سے بحوالہ ابی حرۃ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکومت چلانے کے لیے بھیجا تو خوارج عبداللہ بن وہب الراسبی کے گھر میں جمع ہو گئے تو اس نے ان سے ایک بلیغ خطاب کیا اور انہیں اس دنیا سے بے رغبتی کرنے اور آخرت اور جنت میں رغبت کرنے کی تلقین کی' اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی' پھر کہنے لگا' ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کو جو ان ظالمانہ احکام کے منکر ہیں' اس بستی سے جس کے باشندے ظالم ہیں' بعض پہاڑی صوبوں کی اردگرد کی بستیوں یا بعض شہروں کی طرف نکال دو' پھر حرقوص بن زہیر کھڑا ہوا اور اس نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا' بلاشبہ اس دنیا کا متاع قلیل ہے اور اس سے جدا ہونا قریب ہے' پس اس کی زیب وزینت تمہیں یہاں ٹھہرنے کی دعوت نہ دے اور تمہیں طلب حق اور انکار ظلم سے بے پرواہ نہ کر دے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور محسنوں کے ساتھ ہے) اور سنان بن حمزہ اسدی نے کہا' اے لوگو! رائے وہی ہے جو تم نے اختیار کی ہے اور حق وہی ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے پس اپنی امارت اپنے میں سے ایک شخص کے سپرد کر دو' بلاشبہ وہ تمہارے لیے سہارے اور قوت کا باعث ہوگا اور وہ جھنڈا ہوگا جسے تم گھیرے رہو گے اور اس کی طرف رجوع کرو گے۔

پس انہوں نے زید بن حصن طائی جوان کا ایک سردار تھا۔ کی طرف پیغام بھیجا اور اسے امارت کی پیشکش کی مگر اس نے انکار کر دیا پھر انہوں نے حرقوص بن زہیر کو اس کی پیشکش کی اس نے بھی انکار کر دیا پھر انہوں نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو اس کی پیشکش کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور کہا خدا کی قسم میں اسے دنیا کی رغبت کی وجہ سے قبول نہیں کروں گا اور نہ اسے موت کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دوں گا نیز وہ زید بن حصن الطائی السنبسی کے گھر میں اکٹھے ہوئے تو اس نے ان سے خطاب کیا اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی اور انہیں قرآن کی آیات پڑھ کر سنائیں جن میں یہ آیات بھی شامل تھیں:

﴿یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ اور ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾

اور اسی طرح اس کے بعد جو آیات آئی ہیں جن کے آخر میں الظالمون الفاسقون کے الفاظ آتے ہیں وہ آیات بھی پڑھیں پھر کہنے لگا:

میں اپنے اہل قبلہ میں سے اپنے اہل دعوت کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے خواہشات کی پیروی کی ہے اور کتاب کے فیصلے کو چھوڑ دیا ہے اور اقوال واعمال میں ظلم سے کام لیا ہے اور مومنین پر ان سے جہاد کرنا فرض ہے تو ان میں سے ایک شخص جسے

عبداللہ بن سخبرہ سلمی کہا جاتا تھا روپڑا' پھر اس نے انہیں لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دی اور اپنی تقریر میں کہا' ان کے چہروں اور جبینوں پر تلواریں مارو حتیٰ کہ رحمان و رحیم کی اطاعت ہو اگر تم کامیاب ہو گئے اور تمہاری منشاء کے مطابق اللہ کی اطاعت ہوتی تو وہ تم کو اپنے اطاعت کنندوں اور اپنے حکم پر عمل کرنے والوں کا ثواب دے گا اور اگر تم قتل ہو گئے تو رضوان الٰہی اور جنت کی طرف جانے سے کون سی چیز افضل ہے میں کہتا ہوں' لوگوں کی یہ قسم بنی آدمی کی اشکال میں سے سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے پس پاک ہے وہ جس نے جس طرح چاہا کسی نوع کو پیدا کیا اور اپنے عظیم فیصلے میں سچ فرمایا اور خوارج کے بارے میں بعض اسلاف نے کیا خوب کہا ہے کہ ان کا ذکر اس قول الٰہی میں ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَانُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

حاصل کلام یہ کہ ان جاہل گمراہوں اور اقوال و اعمال میں بد بخت لوگوں نے مسلمانوں کے درمیان سے خروج کرنے پر اتفاق رائے کر لیا اور مدائن کی طرف روانگی پر موافقت کر لی تاکہ اس پر غالب آ جائیں اور وہاں قلعہ بند ہو جائیں اور بصرہ اور دیگر شہروں کے اپنے ہم مذہب بھائیوں کی طرف پیغام بھیجیں اور وہ بھی مدائن میں ان سے آ ملیں اور وہاں ان کا اجتماع ہو جائے زید بن حصن طائی نے ان سے کہا مدائن پر تم قابو نہیں پا سکتے بلاشبہ وہاں پر ایسی فوج ہے جس سے لڑنے کی تم سکت نہیں رکھتے اور وہ مدائن کو تم سے محفوظ رکھے گی لیکن تم اپنے بھائیوں سے دریائے جوخی کے پل کا وعدہ کرو اور کوفہ سے جماعتوں کی صورت میں نہ نکلو بلکہ اکیلے اکیلے نکلو' تاکہ تمہارے متعلق پتہ نہ چلے' پس انہوں نے اپنے مذہب و ہم مسلک اہل بصرہ وغیرہ کی طرف ایک عام خط لکھا اور اسے ان کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں دریا پر ملیں تاکہ وہ لوگوں کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں پھر وہ ایک ایک کر کے چپکے سے کھسکنے لگے تاکہ کسی کو ان کے متعلق علم نہ ہو جائے اور وہ انہیں باہر جانے سے روک دیں' پس وہ آباء' امہات' ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان سے نکل گئے اور انہوں نے اور دیگر قرابت داروں کو بھی چھوڑ دیا اور وہ اپنی جہالت اور عقل و علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ امر' رب السمٰوات والارض کو راضی کر دے گا اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ تباہ کن کبائر میں سے سب سے بڑا گناہ ہے جسے آسمان سے راندے ہوئے ابلیس نے انہیں خوبصورت کر کے دکھایا ہے' جس نے ہمارے باپ آدم اور پھر اس کی ذریت سے جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں پھرتی ہیں' عداوت قائم کی ہوئی ہے اور اللہ ہی اپنی قوت سے ہمیں اس سے بچانے کا ذمہ دار ہے بلاشبہ وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور لوگوں کی ایک جماعت اپنے بعض بچوں اور بھائیوں کو آ ملی اور انہوں نے ان کو زجر و توبیخ کی تو ان میں سے کچھ استقامت پر قائم رہے اور کچھ ان میں سے بعد ازاں بھاگ کر خوارج کے ساتھ آ ملے اور روز قیامت تک خسارے میں پڑ گئے اور باقی لوگ اس جگہ پر چلے گئے اور انہوں نے اہل بصرہ وغیرہ کے جن لوگوں کی طرف خطوط لکھے تھے اور وہ ان کے ساتھ آ ملے اور سب کے سب نہروان میں جمع ہو گئے اور انہیں قوت و شوکت حاصل ہو گئی اور وہ ایک بااختیار فوج تھے اور ان میں شجاعت بھی تھی اور ان کا خیال تھا کہ اس کے ذریعے وہ قرب الٰہی حاصل کریں گے' پس نہ ان کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا اور نہ ان سے بدلہ لینے کی امید کی جا سکتی تھی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی تھی' اور ابو مخنف نے ابوروق سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ جب خوارج نہروان کی طرف چلے

گئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مکہ کی جانب چلے گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ آئے اور حضرت علیؓ نے کوفہ میں لوگوں میں کھڑے ہوکر تقریر کی اور فرمایا' اگرچہ زمانہ گراں بار اور بڑی سخت مصیبت لایا ہے پھر بھی میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' بلاشبہ مصیبت عیب لگاتی' دکھ دیتی' حسرت میں مبتلا کرتی اور بعد ازاں پشیمان کرتی ہے اور میں نے ان دو آدمیوں اور اس حکومت کے بارے میں تمہیں اپنا مشورہ دیا تھا اور تمہیں اپنی رائے دی تھی مگر تم نے اسے قبول نہ کیا اور اپنی من مانی کی اور میری اور تمہاری مثال ہوازنی شاعر کی طرح ہوگئی ۔

''میں نے انہیں ریت کے موڑ پر اپنا مشورہ دیا مگر انہیں دوسرے دن کی چاشت کے وقت سیدھی راہ معلوم ہوئی''۔

پھر آپ نے حکمین کی کارروائی کے متعلق گفتگو کی اور جو انہوں نے فیصلہ کیا تھا اسے قبول نہ کیا اور ان دونوں کو زجر و توبیخ کی اور ان کے متعلق ایسی گفتگو کی جس میں ان دونوں کی کسرشان تھی پھر آپ نے شامیوں کے ساتھ جہاد کے لیے لوگوں کو خروج کرنے کے لیے بلایا اور خروج کے لیے سوموار کا دن مقرر کیا اور بصرہ کے والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا کہ وہ آپ کے لیے لوگوں کو اہل شام کی طرف خروج کرنے کے لیے جمع کریں اور خوارج کو بھی خط لکھا جس میں انہیں بتایا کہ حکمین نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ناقابل قبول ہے اور یہ کہ آپ شام کی طرف جانے کا عزم کیے ہوئے ہیں' آؤ تا کہ ہم ان سے قتال کرنے پر اتفاق کرلیں' انہوں نے آپ کی طرف لکھا' امابعد! بلاشبہ آپ اپنے رب کے لیے ناراض نہیں ہوئے بلکہ اپنے نفس کے لیے ناراض ہوئے ہیں اگر آپ اپنے نفس کے خلاف کفر کی شہادت دیں اور توبہ کی طرف متوجہ ہوں تو ہم اپنے اور تمہارے معاملے میں غور وفکر کریں گے و گرنہ ہم برابر طور پر آپ سے عہد شکنی کریں گے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) جب حضرت علیؓ نے ان کا خط پڑھا تو آپ ان سے مایوس ہوگئے اور اہل شام سے جا کر جنگ کرنے کا عزم کرلیا اور آپ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو پینسٹھ ہزار تھی۔ کوفہ سے نخیلہ کی طرف روانہ ہوگئے اور حضرت ابن عباسؓ نے آپ کی طرف اہل بصرہ کے تین ہزار دو سو سوار بھیجے' پندرہ سو جاریہ بن قدامہ کے ساتھ اور سترہ سو ابوالاسود الدولی کے ساتھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری فوج میں ۶۸ ہزار دو سو سوار تھے اور امیر المومنین حضرت علیؓ نے لوگوں میں کھڑے ہوکر تقریر کی اور انہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت جہاد اور صبر کی ترغیب دی اور وقت آپ شام جانے کا پختہ ارادہ کیے ہوئے تھے' اسی دوران میں آپ کو اطلاع ملی کہ خوارج نے زمین میں فساد برپا کردیا ہے اور خونریزی کی ہے۔ اور رہزنی کی ہے اور محارم کو جائز قرار دے دیا ہے اور جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' انہوں نے آپ کو قید کرلیا اور آپ کی حاملہ بیوی بھی آپ کے ساتھ تھی' انہوں نے پوچھا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی عبداللہ بن خبابؓ تم نے مجھے خوفزدہ کیا ہے' انہوں نے کہا آپ پر کوئی خوف نہیں آپ ہم سے وہ بات بیان کریں جو آپ نے اپنے باپ سے سنی ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا' اسی دوران میں کہ آپ ان کے ساتھ چل رہے تھے اچانک ان کے ایک آدمی کو ایک ذمی کا خنزیر ملا تو اس نے اسے تلوار مار کر اس کا چمڑہ چیر دیا تو دوسرے نے اسے کہا تو نے

ذمی کے خنزیر سے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو وہ اس ذمی کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے لیے اسے جائز قرار دے دیا اور اس نے اسے راضی کر دیا اور اسی دوران میں کہ آپ ان کے ساتھ تھے اچانک کھجور کے درخت سے ایک کھجور نیچے گری تو ان میں سے ایک شخص نے اسے اپنے منہ میں ڈال لیا تو دوسرے نے اسے کہا بغیر اجازت اور بغیر قیمت کے؟ تو اس نے اسے اپنے منہ سے پھینک دیا' اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آ کر حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو ذبح کر دیا اور آپ کی بیوی کے پاس بھی آئے تو اس نے کہا' میں ایک حاملہ عورت ہوں' کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے' انہوں نے اسے بھی ذبح کر دیا اور اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کا بچہ نکال دیا' اور جب لوگوں کو ان کی اس کارروائی کا پتہ چلا تو وہ ڈر گئے کہ اگر وہ شام کی طرف چلے گئے اور شامیوں سے جنگ میں مصروف ہو گئے تو وہ ان کے بعد ان کے دیار و اولاد میں یہ کارروائی کریں گے' پس وہ ان کے شر سے ڈر گئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کا آغاز کریں اور جب ان سے فارغ ہو جائیں تو اس کے بعد اہل شام کی طرف چلے جائیں اور لوگ ان لوگوں کے شر سے محفوظ ہوں گے' پس اسی رائے پر اتفاق ہو گیا اور اسی میں ان کی اور اہل شام کی بہتری تھی' پس حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے خوارج کی طرف الحرب بن مرۃ العبدی کو ایلچی بنا کر بھیجا اور فرمایا میرے لیے ان کا حال معلوم کرو' اور مجھے ان کا حال بتاؤ اور مجھے اس کے متعلق واضح طور پر لکھو' اور جب وہ ان کے پاس گیا تو انہوں نے بغیر مہلت دیئے اسے قتل کر دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے اہل شام سے قبل ان کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوارج کی طرف روانگی:

جب حضرت علیؓ اور ان کی فوج نے خوارج سے جنگ کا آغاز کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو آپ کے منادی نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا' آپ نے پل عبور کر کے اس کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ عبدالرحمٰن کی خانقاہ اور ابوموسیٰ کی خانقاہ میں داخل ہوئے پھر فرات کے کنارے چلے تو وہاں آپ سے ایک منجم نے ملاقات کی اور آپ کو دن کے سوا کسی اور وقت میں چلنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ اسے آپ کے متعلق خوف ہے' آپ نے اس قول کے برخلاف سفر کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کیا اور حضرت علیؓ نے فرمایا' میں نے لوگوں کے سامنے اس کی غلطی کو واضح کرنا چاہا ہے اور مجھے یہ خدشہ ہو گیا کہ ایک جاہل کہے گا کہ آپ کو اس کی موافقت کرنے کی وجہ سے کامیابی ہوئی ہے اور حضرت علیؓ انبار کی جانب گئے اور آپ نے اپنے آگے قیس بن سعد کو بھیجا اور اسے مدائن آنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ مدائن کے نائب سعد بن مسعود کے ساتھ جو حضرت عبداللہ بن مسعود ثقفیؓ کے بھائی تھے' فوج میں ان کے ساتھ ملاقات کرے' پس وہاں پر لوگوں نے حضرت علیؓ پر اتفاق کیا اور آپ نے خوارج کی طرف پیغام بھیجا کہ تم اپنے میں سے ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کر دو تا کہ میں انہیں قتل کروں پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور عربوں یعنی اہل شام کی طرف چلا جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کا کفیل ہو جائے اور جس حال میں تم ہو اس سے بہتر حال کی طرف تمہیں لوٹا دے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا' ہم سب نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم ان کے خون کو اور تمہارے خون کو جائز سمجھتے ہیں' پس قیس بن سعد ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے جس امر عظیم کا ارتکاب کیا تھا اس کے بارے میں انہیں نصیحت کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ نے ان کو زجر و توبیخ کی' مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوئے اور حضرت علیؓ بن ابی

طالب نے ان کی طرف بڑھ کر ان کو نصیحت کی اور ڈرایا دھمکایا اور فرمایا تم نے مجھ پر اس امر کا الزام لگایا ہے جس کی طرف تم نے مجھے دعوت دی ہے میں نے تمہیں اس سے روکا مگر تم نے قبول نہ کیا اور دیکھو میں یہاں ہوں اور تم بھی ہو اور جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ اور محارم الٰہی پر سوار نہ ہو اور تمہارے نفسوں نے تمہیں ایک کام خوب صورت کر دکھایا ہے جس پر تم مسلمانوں کو قتل کرتے ہو اور خدا کی قسم اگر تم نے اس پر ایک مرغی کو بھی مارا تو خدا تعالیٰ کے ہاں یہ ایک عظیم بات ہوگی پس مسلمانوں کے خون کا کیا حال ہوگا؟ اور ان کا کوئی جواب نہ تھا ہاں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو آواز دے کر کہا کہ ان سے گفتگو نہ کرو اور خدائے عزوجل کی ملاقات کے لیے تیار ہو جاؤ' جنت کی طرف رواں دواں ہو جاؤ اور انہوں نے شرمندہ ہو کر جنگ کے لیے صف بندی کر لی اور مقابلے کے لیے تیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے میمنہ پر زید بن حصن الطائی السنبسی' اور میسرہ پر شریح بن اوفی' اور سواروں پر حمزہ بن سنان اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ اور آپ کے اصحاب سے جنگ کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور حضرت علیؓ نے اپنے میمنہ پر حضرت حجر بن عدی' میسرہ پر حضرت شبیث بن ربعی اور حضرت معقل بن قیس الریاحی اور سواروں پر حضرت ابوایوب انصاریؓ اور پیادوں پر حضرت ابوقتادہ انصاریؓ اور اہل مدینہ پر جو سات سو تھے۔ حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو امیر مقرر کیا اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوایوبؓ انصاری کو حکم دیا کہ وہ خوارج کے لیے امان کا جھنڈا بلند کریں اور انہیں کہیں جو اس جھنڈے کے پاس آ جائے گا وہ امن میں ہوگا اور جو کوفہ اور مدائن کی طرف واپس چلا جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں' صرف ان لوگوں سے سروکار ہے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے' پس ان میں سے چار ہزار آدمی واپس چلے گئے اور ان میں سے صرف ایک ہزار یا اس سے کم عبداللہ بن وہب الراسبی کے ساتھ رہ گئے' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے تو حضرت علیؓ نے اپنے آگے سواروں کو کر دیا اور ان میں سے تیر اندازوں کو آگے کر دیا اور پیادوں نے سواروں کے پیچھے صف بندی کر لی اور آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جب تک وہ ابتدا نہ کریں ان سے رکے رہو اور خوارج لاحکم الا اللہ اور جنت کی طرف رواں دواں ہو جاؤ' کہتے ہوئے آئے اور انہوں نے ان سواروں پر جنہیں حضرت علیؓ نے آگے بھیجا تھا حملہ کر دیا اور ان کو منتشر کر دیا حتیٰ کہ سواروں کی ایک ٹکڑی میمنہ کی طرف اور ایک ٹکڑی میسرہ کی طرف آ گئی اور تیر اندازوں نے تیروں کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور ان کے چہروں پر تیر اندازی کی اور میمنہ اور میسرہ سے سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور جوانوں نے تلواروں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے خوارج کو مار دیا اور وہ گھوڑوں کے سموں تلے پچھڑے پڑے تھے اور ان کے امراء میں سے عبداللہ بن وہب' حرقوص بن زہیر' شریح بن اوفی اور عبداللہ بن سخبرہ سلمی اللہ ان کا برا کرے' قتل ہو گئے۔

حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خوارج کے ایک شخص کو نیزہ مارا اور اسے اس کی کمر سے پار کر دیا اور میں نے اسے کہا' اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو' اس نے کہا عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کون اس میں داخل ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے اور حضرت علیؓ ان کے مقتولین کے درمیان چلنے لگے اور فرمانے لگے' تمہارا برا ہو جس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے' لوگوں نے پوچھا یا

امیر المومنین انہیں کس نے دھوکہ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا شیطان اور نفس نے جو برائی کا حکم دیتا ہے' اس نے انہیں خواہشات سے دھوکہ دیا اور گناہوں کو انہیں خوب صورت کر دکھایا اور ان کو خبر دی کہ وہ غالب ہوں گے' پھر آپ نے ان کے زخمیوں کے متعلق حکم دیا جو چار سو تھے' اور انہیں علاج کے لیے ان کے قبائل کے سپرد کر دیا اور ان کے جو ہتھیار اور سامان ملا اسے تقسیم کر دیا اور الہیثم بن عدی نے کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ محمد بن قیس اسدی اور منصور بن دینار نے عبدالملک بن میسرہ سے بحوالہ النزال بن سبرۃ ہم سے بیان کیا کہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوارج سے جو مال حاصل ہوا تھا آپ نے اس کا خمس نہیں لگایا بلکہ وہ سارے کا سارا ان کے مالکوں کو واپس کر دیا حتیٰ کہ آخر میں آپ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی' آپ نے اسے بھی واپس کر دیا اور ابو مخنف کا بیان ہے کہ عبدالملک بن ابی حرۃ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ذوالثدیہ کی تلاش میں نکلے تو آپ کے ساتھ سلیمان بن ثمامۃ الحنفی ابو حرۃ اور الریان بن صبرۃ بن ہوذۃ بھی تھے۔ پس الریان نے اسے نہر کے کنارے چالیس یا پچاس مقتولین کے ساتھ ایک گڑھے میں پایا' راوی بیان کرتا ہے جب اسے نکالا گیا تو آپ نے اس کے بازو کی طرف دیکھا' کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت جمع ہے اور اس کے سر اور پستان پر سیاہ بال ہیں اور جب اسے کھینچا جاتا ہے تو وہ لمبا ہو کر دوسرے ہاتھ کے برابر ہو جاتا ہے پھر ڈھل کر عورت کے پستان کی طرح کندھے کی طرف واپس آ جاتا ہے' جب حضرت علیؓ نے اسے دیکھا تو فرمایا خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا اگر تم عمل پر بھروسہ نہ کرتے تو عارف حق ہونے کی وجہ سے میں تم کو ضرور وہ فیصلہ بتاتا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قتال کے بارے میں کیا ہے۔

اور الہیثم بن عدی نے اپنی کتاب میں جو خوارج کے بارے میں بیان کیا ہے کہ محمد بن ربیعہ اخنسی نے بحوالہ نافع بن مسلمہ اخنسی مجھ سے بیان کیا کہ ذوالثدیہ' بجیلہ میں سے عرنہ کا ایک شخص تھا اور وہ کالا بھجنگ تھا اور اس کی بدبو ساری فوج میں مشہور تھی اور اس سے قبل بھی وہ ہمارے ساتھ رفاقت کرتا تھا اور ہم اس سے مقابلہ کرتے تھے اور وہ ہم سے مقابلہ کرتا تھا اور ابو اسماعیل حنفی نے بحوالہ الریان بن صبرۃ حنفی مجھ سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ نہروان میں شامل ہوئے اور جب مخدج (ٹنڈا) ملا تو آپ نے طویل سجدہ کیا' اور سفیان ثوری نے محمد بن قیس سے اس کی قوم کے ایک شخص سے جو ابو موسیٰ کنیت کرتا تھا مجھ سے بیان کیا کہ جب ٹنڈا ملا تو حضرت علیؓ نے طویل سجدہ کیا اور یونس بن ابی اسحٰق نے مجھ سے بیان کیا کہ اسماعیل بن حبۃ العرنی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اہل نہروان آئے تو لوگ کہنے لگے یا امیر المومنین اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کی بیخ کنی کی ہے' حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں' وہ مردوں کی اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں موجود ہیں اور جب وہ شریانوں سے نکلتے ہیں تو جس کسی سے ملتے ہیں اس پر غالب آنے کے لیے متحد ہو جاتے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ شدت اجتہاد اور کثرت سجود کی وجہ سے عبداللہ بن وہب الراسبی کے سجدوں کے مقامات خشک ہو گئے تھے اور اسے ذوالثفنات کہا جاتا تھا اور الہیثم نے ایک خارجی سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن وہب حضرت علیؓ سے اپنے بغض کی وجہ سے اپنا نام جاحد رکھتا تھا اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسماعیل نے خالد سے بحوالہ علقمہ بن عامر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ سے اہل نہروان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شرک سے بھاگے ہیں۔ دریافت کیا گیا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اور ہم نے ان

سے اپنے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے جنگ کی ہے' اسے ابن جریر وغیرہ نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔

ان کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث:

پہلی حدیث: حضرت علیؓ سے مروی ہے اور اسے آپ سے زید بن وہب' سوید بن غفلۃ' طارق بن زیاد' عبداللہ بن شداد' عبیداللہ بن ابی رافع' عبیدۃ بن عمرو السلانی' کلیب ابو عاصم' ابو کثیر' ابو مریم' ابو موسیٰ' ابو وائل الوخی نے روایت کیا ہے' یہ بارہ طریق ہیں جو آپ کی طرف جاتے ہیں' عنقریب تو انہیں ان کے اسانید اور الفاظ کے ساتھ دیکھے گا اور اس قسم کی حدیث' حد تواتر کو پہنچتی ہے۔

پہلا طریق:

مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ عبد بن حمید نے ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے بحوالہ ہمام سے بیان کیا کہ عبدالملک بن ابی سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن کہیل نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب الجہنی نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ فوج میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو خوارج کی طرف گئے تھے' حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے اور ان کی قرأت کے مقابلہ میں تمہاری قرأت کچھ بھی نہ ہو گی اور ان کی نماز کے مقابلہ میں تمہاری نماز کچھ بھی نہ ہوگی اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہارے روزے کچھ بھی نہ ہوں گے' وہ قرآن کو پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان ہی کے لیے ہے اور انہی پر نازل ہوا ہے اور اگر فوج کے وہ لوگ جو انہیں پائیں گے اس فیصلے کو جانتے جو ان کے نبی کی زبان سے ان کے لیے ہوا ہے تو وہ عمل کا سہارا لیتے' اور اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک شخص ہے جس کے بازو کا ہاتھ نہیں ہے اور اس کے بازو کے سرے پر پستان کی مانند بھٹنی ہے' جس پر سفید بال ہیں' وہ حضرت معاویہؓ اور اہل شام کی طرف جائیں گے اور وہ ان کو چھوڑ دیں گے جو تمہارے اموال واولاد میں تمہاری قائم مقامی کریں گے اور مجھے اُمید ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے بلاشبہ انہوں نے خونِ حرام کو بہایا ہے اور لوگوں کے صحن میں غارت گری کی ہے۔ پس تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ' سلمہ کا بیان ہے کہ زید بن وہب نے ایک ایک منزل کا ذکر کیا حتیٰ کہ وہ پل پر سے گزرے' پس جب ہم نے جنگ کی تو اس وقت خوارج کا سالار عبداللہ بن وہب الراسبی تھا۔ اس نے انہیں کہا نیزے پھینک دو اور تلواریں سونت لو اور ان کے میان توڑ دو اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ تم کو قسم دیں گے جیسے کہ انہوں نے یوم حروراء کو تمہیں قسم دی تھی' پس وہ واپس آ گئے اور انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت لیں' پس لوگوں نے انہیں اپنے نیزوں سے مارا راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور اس روز صرف دو شخص قتل ہوئے' حضرت علیؓ نے فرمایا ان میں ٹنڈے کو تلاش کرو' انہوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پایا پھر حضرت علیؓ خود اٹھے اور لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اسے پیچھے کرو تو انہوں نے اسے زمین کے ساتھ لگے ہوئے پایا' پھر فرمایا' اللہ نے سچ فرمایا ہے اور اس کے رسول نے پیغام پہنچا دیا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ عبیدہ السلمانی نے آپ کے پاس جا کر کہا یا امیرالمومنین اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' اس نے تین بار آپ کو قسم دی اور آپ اسے قسم کھا کر بتاتے رہے کہ آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور ابوداؤد نے بھی اسے حسن بن علی الخلال سے بحوالہ عبدالرزاق اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش اور عبدالرحمن نے عن سفیان عن اعمش بن خیثمہ عن سوید بن غفلۃ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے تم سے بات بیان کروں تو آپ پر جھوٹ بولنے کی نسبت مجھے آسمان سے گر پڑنا زیادہ پسند ہے اور جب میں اس معاملے کے متعلق بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بلاشبہ جنگ ایک دھوکہ ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے کچھ نوعمر اور بے عقل لوگ ظاہر ہوں گے جو خیر البریہ کی باتیں بیان کریں گے اور قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ عبدالرحمن کا بیان ہے کہ ان کا ایمان ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' پس جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو بلاشبہ ان کے قتل میں ان لوگوں کے لیے جو ان سے جنگ کریں گے قیامت کے روز اجر ہوگا' اور صحیحین میں متعدد طریق سے بحوالہ اعمش اس کی تخریج ہوئی ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن قاسم ہمدانی نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سے بحوالہ طارق بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نہروان کی طرف روانہ ہوئے اور ولید نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے' اور ہم بھی آپ کے ساتھ خوارج کو قتل کرنے کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا ٹنڈے کو تلاش کرو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو کلمہ حق کہیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی علامت یہ ہے یا ان میں ایک سیاہ فام ٹنڈا شخص ہوگا جس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے اور اگر وہ ان میں ہے تو تم نے بدترین شخص کو قتل کیا ہے اور اگر وہ ان میں نہیں ہے تو تم نے بہترین شخص کو قتل کیا ہے اور ولید نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ ہم رو پڑے راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے ٹنڈے کو پایا تو ہم سجدہ ریز ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے۔ اس طریق سے احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

اسے عبداللہ بن شداد نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی اسے پوری طوالت کے ساتھ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت علیؓ سے ایک اور طریق:

مسلم کا بیان ہے کہ ابوالطاہر اور یونس بن عبدالاعلیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن الحارث نے عن بکیر بن الاشج عن بشر بن سعید عن عبیداللہ بن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ مجھے بتایا کہ حروریہ نے جب خروج کیا۔ تو وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ تھا انہوں نے کہا لا حکم الا للہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کلمہ حق سے باطل مراد لیا جا رہا ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی صفت بیان کی ہے اور میں ان کی صفت کو ان لوگوں میں پاتا ہوں' وہ کہتے ہیں کہ حق ان کی

زبانوں پر ہے اور وہ اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ اور ان میں سے بدتر شخص سیاہ فام شخص ہے جس کا ایک ہاتھ بکری کے سرپستان یا پستان کی بھٹنی کی طرح ہے اور جب حضرت علیؓ بن ابی طالب نے انہیں قتل کیا تو فرمایا تلاش کرو انہوں نے تلاش کیا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ آپ نے یہ بات دو یا تین بار کہی پس انہوں نے اسے ویرانے میں پایا اور اسے حضرت علیؓ کے پاس لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا' عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں ان کے اس واقعہ کے وقت اور جب حضرت علیؓ نے ان کے بارے میں یہ بات کہی' وہاں حاضر تھا اور یونس نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ بکیر نے کہا کہ ابن حنین کے حوالے سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اس سیاہ فام کو دیکھا ہے۔ مسلم اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے عن محمد عن عبیدہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کے پاس خوارج کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں ٹنڈے ہاتھ والا یا پر گوشت ہاتھ والا شخص ہے۔ یا آپ نے فرمایا ''کمزور ہاتھ'' والا شخص اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم سے وہ وعدہ بیان کروں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان سے ان کو قتل کرنے والوں سے کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے یہ بات محمد ﷺ سے سنی ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں۔

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم اور ابوعمرو بن العلاء نے بحوالہ ابن سیرینؒ ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے اسے عبیدہ سے بحوالہ حضرت علیؓ سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت ظاہر ہوگی جن میں ایک پر گوشت یا کمزور ہاتھ یا ٹنڈا آدمی ہوگا اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو اس وعدہ کی خبر دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان لوگوں کو قتل کرنے والوں سے کیا ہے' عبیدہ کا بیان ہے میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں۔

امام احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے محمد سے بحوالہ عبیدہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اہل نہروان سے فرمایا' ان میں پر گوشت یا ٹنڈے ہاتھ والا شخص ہے اور اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان کے قتل کرنے والوں سے کیا ہے۔ عبیدہ کا بیان ہے میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا آپ نے اسے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' اور آپ نے تین بار حلف اٹھایا۔

امام احمد کا بیان ہے کہ ابن عدی نے ابی بن عون سے بحوالہ محمد ہم سے بیان کیا کہ عبیدہ نے کہا' میں آپ سے وہی بات بیان کروں گا جو میں نے آپ سے سنی ہے محمد کا بیان ہے کہ عبیدہ نے تین بار ہم سے حلف اٹھایا اور حضرت علیؓ نے اسے حلف اٹھا کر کہا اگر تم اترا نہ جاؤ تو میں تم کو وہ وعدہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان سے ان لوگوں سے کیا ہے جو انہیں قتل کریں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا آپ نے اسے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہاں' رب کعبہ کی قسم ہاں' ان میں ایک ٹنڈے ہاتھ یا پر گوشت والا شخص ہوگا یا آپ نے کمزور ہاتھ والا شخص فرمایا' اور مسلم نے اسے اسماعیل بن علیہ اور حماد بن زید سے روایت کیا ہے اور

ان دونوں نے ایوب سے روایت کی ہے اور محمد بن المثنیٰ سے ابن ابی عدی سے بحوالہ ابن عون بھی روایت کی ہے اور ان دونوں نے عن محمد بن سیرین عن عبیدہ عن علی روایت کی ہے اور ہم نے متعدد طرق سے اسے بیان کیا ہے جو محمد بن سیرینؒ کے حوالے سے بہت سے لوگوں کے نزدیک یقین کا افادہ کرتے ہیں اور انہوں نے اسے عبیدہ سے سنا ہے اور عبیدہ نے حلف اٹھایا ہے کہ انہوں نے اسے حضرت علیؓ سے سنا ہے نیز حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی نسبت آسمان سے نیچے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ اسماعیل ابو معمر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن کلیب نے اپنے دادے کے حوالے سے ہم سے بیان کیا اس کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسافرانہ لباس پہنے آپ کے پاس آیا اور اس نے حضرت علیؓ سے اجازت مانگی اور آپ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پس آپ اس سے غافل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں آپ نے فرمایا' فلاں وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا' مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان میں ایک ٹنڈا شخص ہوگا گویا اس کے ہاتھ حبشی عورت کے ہاتھ ہیں' میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا میں نے تم کو بتایا ہے کہ وہ ان میں ہوگا' پھر انہوں نے حدیث کو پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے' پھر عبداللہ بن احمد نے اسے عن ابی خیثمہ زہیر بن حرب عن القاسم بن مالک عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن علی روایت کیا ہے اور اسے اسی طرح بیان کیا ہے اس کا اسناد جید ہے۔

ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ابوالقاسم ازہری نے ہمیں بتایا کہ علی بن عبدالرحمٰن کنانی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن عبداللہ بن عطاء نے بحوالہ سلیمان الحضرمی ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبیداللہ نے عطاء بن السائب سے بحوالہ میسرہ ہم سے بیان کیا کہ ابوجحیفہ نے بیان کیا کہ جب ہم حروریوں سے فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان میں ایک شخص ہے جس کے بازو میں ہڈی نہیں ہے پھر اس کا بازو سر پستان کی طرح ہے جس پر طویل ٹیڑھے بال ہیں' انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس روز سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھبرائے ہوئے نہیں دیکھا' انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم اسے نہیں پاتے آپ نے فرمایا تمہارا برا ہو اس جگہ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہروان' آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو بلاشبہ وہ انہی لوگوں میں ہے' پس ہم نے مقتولین کو کریدا اور اسے نہ پایا تو ہم نے دوبارہ آپ کے پاس جا کر کہا یا امیر المومنین ہم اسے نہیں پاتے آپ نے فرمایا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ ہم نے کہا نہروان' آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور تم جھوٹ کہتے ہو بلاشبہ وہ انہی لوگوں میں ہے اسے تلاش کرو' پس ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے ایک ندی میں پایا' ہم اسے لائے تو میں نے اس کے بازو کی طرف دیکھا جس میں ہڈی نہیں تھی اور اس پر عورت کے پستان کی بھٹنی کی طرح کی چیز تھی

جس پر طویل ٹیڑھے بال تھے۔

ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن مسلم العبدی نے ہم سے بیان کیا کہ انصار کے غلام ابوکثیر نے ہم سے بیان کیا کہ میں اپنے آقا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ اس جگہ پر تھا جہاں آپ نے اہل نہروان کو قتل کیا تھا' یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگ ان کے قتل کی وجہ سے غمگین ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان لوگوں کے متعلق بتایا ہے جو دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور جب تک تیر اپنے سوفار میں واپس نہ آئے وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے اور اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام ٹنڈا شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے' جس کا سرا عورت کے پستان کی بھٹنی کی طرح ہے جس کے ارد گرد سات بال ہیں اسے تلاش کرو میں اسے ان میں دیکھ رہا ہوں' انہوں نے اسے تلاش کیا تو اسے ایک نہر کے کنارے مقتولین کے نیچے پایا انہوں نے اسے نکالا تو حضرت علیؓ نے تکبیر کہی اور فرمایا اللہ اکبر' اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے آپ اپنی عربی کمان لگائے ہوئے تھے آپ اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس سے اس کی ٹنڈی جگہ پر ٹھوکے لگانے لگے اور فرمانے لگے اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے اور جب لوگوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے بھی تکبیر کہی اور خوش ہو گئے اور ان کا غم جاتا رہا' احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ ابوخیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابومریم نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ کچھ لوگ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا انہیں قتل کرنے والوں کو مبارک ہو اور جسے وہ قتل کریں اسے بھی مبارک ہو' ان کی نشانی ایک ٹنڈا شخص ہے۔

اور ابوداؤد نے اپنے سنن میں بیان کیا ہے کہ بشر بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار نے نعیم بن حکیم سے بحوالہ ابومریم ہم سے بیان کیا کہ اس روز وہ ٹنڈا مسجد میں ہمارے ساتھ تھا اور ہم رات دن اس کے پاس بیٹھتے تھے اور وہ ایک محتاج آدمی تھا اور میں نے اسے مساکین کے ساتھ دیکھا ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ حضرت علیؓ کے کھانے پر حاضر ہوتا تھا اور میں نے اسے اپنی ٹوپی بھی پہنائی تھی' ابومریم کا بیان ہے کہ ٹنڈے کو نافع ذوالثدیہ کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ میں عورت کے پستان کی طرح کمزوری تھی اور اس کے سرے پر عورت کے پستان کی طرح بھٹنی تھی جس پر بلی کی مونچھوں کی طرح بال تھے۔

ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر بیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابوعلی الروزباری نے ہمیں بتایا کہ ابومحمد عبداللہ بن عمرو بن شوذب المقری الواسطی نے ہمیں خبر دی کہ شعیب بن ایوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالفضل بن دکین نے عن سفیان ثوری عن محمد بن قیس عن ابی موسیٰ رجل من قومہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا آپ فرمانے لگے' ٹنڈے کو تلاش کرو انہوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا۔

راوی بیان کرتا ہے آپ کو پسینہ آنے لگا اور آپ فرمانے لگے خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے پس انہوں نے اسے ایک نہر میں ٹیڑھے طور پر پڑے پایا تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

ایک اور طریق:

ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ محمد بن مثنیٰ اور محمد بن معمر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن عبید العجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابومومن نے ہم سے بیان کیا کہ جس روز حضرت علیؓ نے حروریوں کو قتل کیا میں نے اپنے آقا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے فرمایا دیکھو بلاشبہ ان میں ایک شخص ہے جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے اور مجھے حضرت نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ میں اس کا صاحب ہوں انہوں نے مقتولین کو الٹا پلٹا مگر وہ انہیں نہ ملا' اور لوگوں نے کہا کھجور کے درخت کے نیچے سات آدمی قتل ہوئے پڑے ہیں ہم نے ابھی تک انہیں نہیں پلٹا' آپ نے فرمایا تمہارا برا ہو' دیکھو' ابومومن کا بیان ہے کہ میں نے اس کے دونوں پاؤں میں دو رسیاں دیکھیں وہ ان کے ساتھ اسے گھسیٹتے ہوئے لائے حتیٰ کہ انہوں نے اسے آپ کے سامنے لا ڈالا تو حضرت علیؓ سجدہ ریز ہو گئے اور فرمایا تمہیں اپنے مقتولین کے جنتی اور ان کے مقتولین کے دوزخی ہونے کی بشارت ہو' پھر البزار کہتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں کہ ابوموسیٰ نے حضرت علیؓ سے اس حدیث کے سوا' کوئی اور حدیث روایت کی ہو۔

ایک اور طریق:

البزار کا بیان ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سلیمان الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسفیان کو بحوالہ حبیب بن ابی ثابت بیان کرتے سنا کہ میں نے شقیق بن سلمہ یعنی ابووائل سے کہا مجھے ذوالثدیہ کے بارے میں بتاؤ' اس نے کہا جب ہم نے ان سے جنگ کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا' اس شخص کو تلاش کرو جس کی فلاں فلاں نشانی ہے' ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے نہ پایا تو آپ رو پڑے اور فرمایا اسے تلاش کرو' خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے' راوی بیان کرتا ہے ہم نے اسے تلاش کیا تو اسے نہ پایا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ اپنی سیاہی مائل سفید رنگ خچر پر سوار ہوئے تو ہم نے اسے کھجور کے ایک درخت کے نیچے پایا اور جب آپ نے اسے دیکھا تو سجدہ ریز ہو گئے پھر البزار بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حبیب نے شقیق سے بحوالہ حضرت علیؓ اس حدیث کے سوا کوئی اور حدیث روایت کی ہو۔

ایک اور طریق:

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن عمر اور القواریری نے مجھ سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ جمیل بن مرۃ نے بحوالہ ابوالوضی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو میں نے آپ کو دیکھا آپ نے فرمایا ٹنڈے کو تلاش کرو' انہوں نے اسے مقتولین میں تلاش کیا اور کہنے لگے وہ ہمیں نہیں ملتا' آپ نے فرمایا واپس جا کر اسے تلاش کرو خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے انہوں نے واپس جا کر اسے تلاش کیا اور آپ نے یہ بات کئی بار دہرائی اور آپ ہر بار فرماتے نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے' پس انہوں نے جا کر اسے تلاش کیا تو اسے مقتولین کے نیچے مٹی میں پایا اور وہ اسے نکال کر لے آئے' ابوالوضی کا بیان ہے گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ فام تھا اور اس پر ایک پستان تھا جو

بند تھا' اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح تھا جس پر چوہے کی دم کی طرح کے بال تھے اور ابوداؤد نے اسے محمد بن عبید بن حساب سے بحوالہ حماد بن زید روایت کیا ہے' جمیل بن مرۃ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی نے ہم سے بیان کیا ابوالوضی کا نام عباد بن نسیب ہے۔ لیکن اس نے اسے مختصر کر دیا ہے اور اسی طرح عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ حجاج بن شاعر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن ابی صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی عباد نے اس سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ کو واپس آ رہے تھے اور جب ہم حروراء سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر پہنچے تو بہت سے لوگ الگ ہو گئے ہم نے اس کا ذکر حضرت علیؓ سے کیا تو آپ نے فرمایا ان کا معاملہ تمہیں خوفزدہ نہ کرے وہ عنقریب واپس آ جائیں گے اور اس نے پوری طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا میرے خلیل نے مجھے بتایا ہے کہ ان لوگوں کا لیڈر ایک ٹنڈا شخص ہے اور اس کے پستان کی بھٹنی پر بال ہیں گویا وہ چوہے کی دم ہیں' انہوں نے اسے تلاش کیا اور نہ پایا ہم نے آپ کے پاس آ کر کہا وہ ہمیں نہیں ملا' آپ فرمانے لگے اسے الٹو اسے پلٹو' حتیٰ کہ کوفہ کے ایک شخص نے آ کر کہا وہ یہ ہے' حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر' تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جو تمہیں بتائے کہ اس کا باپ کون ہے اور لوگ کہنے لگے یہ مالک ہے' یہ مالک ہے' حضرت علیؓ نے پوچھا کس کا بیٹا؟ اسی طرح عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن الشاعر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد بن عبدالوارث نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن ابی صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالوضی عباد نے اس سے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ کی طرف واپس آ رہے تھے کہ آپ نے ٹنڈے کی حدیث بیان کی۔

حضرت علیؓ نے تین بار فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا بلاشبہ میرے خلیل نے مجھے تین جن بھائیوں کے متعلق بتایا ہے یہ ان سب سے بڑا تھا اور دوسرے کے پاس بہت فوج ہے اور تیسرے میں کمزوری پائی جاتی ہے' اس عبارت میں بہت غرابت پائی جاتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ ذوالثدیہ جن ہو' بلکہ شیاطین میں سے ہو۔ اور اگر یہ عبارت صحیح ہو۔ واللہ اعلم' تو وہ شیاطین الانس یا شیاطین الجن سے ہوسکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت علیؓ سے یہ طرق متواتر ہیں' علاوہ ازیں اسے متعدد طرق سے متبائن جماعت سے روایت کیا گیا ہے جن کا جھوٹ پر اتفاق ممکن نہیں' پس اصل واقعہ محفوظ ہے اگرچہ رواۃ کے درمیان بعض الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کا مفہوم اور اصل پر جس پر روایات کا اتفاق ہے بلاشک وشبہ حضرت علیؓ سے صحیح ہے اور آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے خوارج اور ذوالثدیہ کی صفت بتائی جوان کی علامت تھی اور حضرت علیؓ کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بھی اسے ایک طریق سے روایت کیا ہے جیسا کہ آپ اس کے اسانید والفاظ کو دیکھ رہے ہیں۔

اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جس جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں حضرت انس بن مالک' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت رافع بن عمرو الغفاری' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابوسعید' سعد بن مالک بن سنان انصاری' حضرت سہل بن حنیف' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی' حضرت ابوذر اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

اور قبل ازیں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس کے طرق سے بیان کر چکے ہیں اس لیے کہ آپ خلفائے اربعہ میں سے ایک اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک اور صاحب واقعہ ہیں اور اس کے بعد ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کریں گے کیونکہ آپ کی وفات خوارج کے معرکہ سے پہلے ہوئی ہے۔

دوسری حدیث از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

امام احمد کا بیان ہے کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے عن عاصم عن ذر عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں بے عقل اور نوعمر لوگ خروج کریں گے اور لوگوں کی اچھی باتیں بیان کریں گے اور قرآن کو اپنی زبانوں سے پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' پس جو انہیں پائے وہ انہیں قتل کر دے بلاشبہ ان کے قتل میں اس شخص کے لیے جو انہیں قتل کرے گا اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ اور ترمذی نے اسے ابوکریب سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن عامر بن ذرارۃ سے اس کی تخریج کی ہے اور تینوں نے اسے ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے' حضرت ابن مسعودؓ خوارج کے ظہور سے تقریباً پانچ سال قبل وفات پا گئے تھے' پس اس بارے میں آپ کی حدیث سب سے زیادہ قوی السند ہے۔

تیسری حدیث از حضرت انس بن مالکؓ:

امام احمد کا بیان ہے کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان تیمی نے ہم سے بیان کیا کہ انس نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا ہے اور میں نے اسے آپ سے نہیں سنا۔ بلاشبہ تم میں ایک فرقہ ہوگا جو عبادت اور فرمانبرداری کریں گے حتیٰ کہ لوگوں کو حیرت میں ڈال دیں گے اور خود کو بھی اچھا سمجھیں گے اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ اور ابوسعید مجھ سے بیان کیا اور احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا اور حضرت انسؓ اور ابوسعیدؓ کے حوالے سے روایت کی پھر دوبارہ کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور انتشار ہوگا اور ایک فرقہ کے لوگ اچھی باتیں کریں گے اور برے فعل کریں گے' قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا تم میں سے ایک شخص ان کی نمازوں کے ساتھ اپنی نماز اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر خیال کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور جب تک تیر اپنے سوفار میں واپس نہ آئے وہ رجوع نہیں کریں گے وہ بدترین مخلوق اور بدترین طبیعت کے ہوں گے' ان کو قتل کرنے والے کو مبارک ہو اور اسے بھی جسے وہ قتل کریں۔ وہ کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے حالانکہ اس کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہ ہوگا اور جو ان سے جنگ کرے گا وہ ان کے مقابلہ میں اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا' صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا سر منڈانا' اور ابوداؤد نے اسے اپنے سنن میں عن نصر بن عاصم الانطاکی عن الولید بن

مسلم وقیس بن اسماعیل الحلمی روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے عن الاوزاعی عن قتادہ وابی سعید عن انس روایت کیا ہے۔

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے عبدالرزاق کی حدیث سے عن معمر عن قتادہ عن انس اکیلے روایت کیا ہے اور البزار نے ابوسفیان اور ابویعلی سے یزید الرقاشی کے طریق سے روایت کیا ہے اور دونوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے خوارج کے بارے میں ابوسعید کی حدیث کے مطابق حدیث روایت کی ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

چوتھی حدیث از حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

امام احمد کا بیان ہے کہ حسن بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے عن یحییٰ بن سعید عن ابی الزبیر عن جابر بن عبداللہؓ ہم سے بیان کیا کہ میں الجوانہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ حضرت بلالؓ کے کپڑوں میں لوگوں کے لیے چاندی تقسیم کررہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ انصاف سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف سے کام نہیں لیا تو کون انصاف سے کام لیتا ہے؟ اور اگر میں انصاف سے کام نہیں لیتا تو میں ناکام ہوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ یہ بات کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں بلاشبہ یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا' وہ دین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ علی بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالزبیر نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میری آنکھ نے دیکھا اور میرے کان نے الجعرانہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا اور حضرت بلالؓ کے کپڑوں میں چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو دینے کے لیے اسے پکڑے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا انصاف سے کام لیجیے آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف سے کام نہیں لیا تو کون انصاف سے کام لیتا ہے؟ حضرت عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑیئے میں اس خبیث منافق کو قتل کروں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بات سے خدا کی پناہ' کہ لوگ آپس میں یہ باتیں کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں' یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پھر احمدؒ نے اسے ابوالمغیرہ سے بحوالہ معاذ بن رفاعۃ روایت کیا ہے کہ ابوالزبیر نے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے الجعرانہ میں ہوازن کی غنائم کو تقسیم کیا تو بنوتمیم کے ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے محمد ﷺ انصاف سے کام لیجیے' آپ نے فرمایا تیرا برا ہو اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو کون انصاف کرے گا؟ اور اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو میں ناکام و نامراد ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اٹھ کر اس منافق کو قتل نہ کردوں' آپ نے فرمایا' اس بات سے خدا کی پناہ' کہ لوگ یہ بات سنیں کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا اور یہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ معاذ کا بیان ہے کہ ابوالزبیر نے مجھے کہا کہ میں نے اس حدیث کو زہری پر پیش کیا تو انہوں نے اس

کے متعلق میری مخالفت نہ کی صرف انہوں نے النضو کا لفظ استعمال کیا اور میں نے القدح کا لفظ استعمال کیا۔ [1]

انہوں نے کہا' کیا تو بدو نہیں؟ اور مسلم نے اسے عن محمد بن رمح عن اللیث اور عن محمد بن مثنیٰ عبدالوہاب ثقفی روایت کیا ہے اور نسائی نے لیث اور مالک بن انس کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے اور سب نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے اسی طرح رافع بن عمرو انصاری کی حدیث سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ روایت کیا ہے۔

پانچویں حدیث از حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے الحمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن ابی عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اس نے ابوالطفیل کو بکر بن قرداش سے بحوالہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالثدیہ کا ذکر کیا اور فرمایا پہاڑ کے گڑھے کا شیطان گھوڑوں کے چرواہے کی طرح ہے جس سے بجیلہ کا شخص جسے اشہب کہا جاتا ہے' چوکنا رہتا ہے جو ظالم قوم میں سخت ظالم انسان ہے۔ سفیان کا بیان ہے کہ عمار الذہبی نے مجھے بتایا کہ ایک شخص آیا جسے اشہب کہا جاتا تھا اور اس حدیث کو امام احمد نے سفیان بن عیینہ سے مختصراً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ پہاڑ کے گڑھے کا شیطان جس سے بجیلہ کا شخص چوکنا رہتا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں' اور بخاری نے علی بن مدینی سے بیان کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کے سوا بکر بن قرداش کا ذکر نہیں سنا' اور یعقوب بن سفیان نے عن عبداللہ بن معاذ عن ابیہ عن شعبہ' عن ابی اسحاق عن حامد الہمدانی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن ابی وقاص کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علیؓ نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا' حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے اصحاب نے اسے آپ کے حکم سے قتل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسرائیل بن یونس نے اپنے دادا اسحاق السبیعی سے ایک شخص کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے خوارج کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا' حضرت علیؓ بن ابی طالب نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا ہے۔

چھٹی حدیث از حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان انصاریؓ:

اس کے کئی طرق ہیں۔

طریق اوّل:

امام احمد کا بیان ہے کہ بکر بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ جامع بن قطر الحبطی نے ہم سے بیان کیا کہ ابورویہ شداد بن عمر العنسی نے بحوالہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں فلاں فلاں وادی سے گذرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فروتن اور خوش ہیئت شخص نماز پڑھ رہا ہے' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا جا کر اسے قتل کر دو۔ راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ اس کے پاس گئے تو آپ نے اسے اسی حالت میں

---

[1] النضو اور القدح دونوں کے معنی تیر کے ہیں۔ (مترجم)

دیکھا اور آپ نے اسے قتل کرنا پسند نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے جا کر قتل کر دو' حضرت عمرؓ گئے تو آپ نے بھی اسے اسی حالت میں دیکھا جس میں حضرت ابوبکرؓ نے اسے دیکھا تھا' سو آپ نے اسے قتل کرنا پسند نہ کیا اور واپس آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے فروتنی کی حالت میں دیکھا ہے اور اسے قتل کرنا پسند نہیں کیا' آپ نے فرمایا اے علیؓ جا کر اسے قتل کر دو' حضرت علیؓ گئے تو آپ نے اسے نہ دیکھا اور واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے نہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اور اس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے سوفار میں واپس آ جائے۔ انہیں قتل کر دو' وہ بدترین مخلوق ہیں احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور البزار نے اپنے مسند میں اعمش کے طریق سے عن ابی سفیان عن انس بن مالک و ابویعلی عن ابی خیثمہ عن عمر بن یونس عن عکرمہ بن عمار و عن یزید الرقاشی عن انس اس واقعہ سے زیادہ طویل اور زیادہ اضافوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

طریق دوم:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابواحمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے عن حبیب بن ابی ثابت عن الضحاک المشرقی عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ حدیث میں ہم سے بیان کیا کہ آپ نے ایک قوم کا ذکر کیا جو لوگوں کے اختلاف کے وقت خروج کریں گے اور دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ انہیں قتل کرے گا' جو حق کے زیادہ قریب ہوگا' دونوں نے اسے صحیحین میں روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی ابوسلمہ کے حالات میں بحوالہ ابوسعید بیان ہوگا۔

طریق سوم:

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ بن عمار نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن شمیخ نے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب حلف اٹھاتے تو قسم میں پوری کوشش کرتے آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابوالقاسم کی جان ہے کہ میری امت میں ضرور وہ لوگ ظاہر ہوں گے جو اپنے اعمال کے مقابلہ میں تمہارے اعمال کو حقیر جانیں گے وہ قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا' کیا ان کی کوئی علامت بھی ہے جس سے وہ پہچانے جائیں؟ آپ نے فرمایا ان میں ایک شخص ذویدیہ یا ذوشدیہ ہو گا اور وہ اپنے سروں کو منڈاتے ہوں گے' ابوسعید کا بیان ہے کہ بیس یا بیس سے زیادہ اصحاب النبی ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ ان کے قتل کے متصرف ہوئے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے ابوسعید کو دیکھا کہ تکبیر کہنے کے بعد ان کے ہاتھ کانپتے تھے اور وہ کہتے تھے میرے نزدیک ترکوں کی جماعت کے مقابلہ میں ان سے جنگ کرنا زیادہ جائز ہے۔ اور ابوداؤد نے اسے بحوالہ احمد بن حنبلؒ روایت کیا ہے۔

طریق چہارم:

امام احمد کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے عن ابن ابی نعیم عن ابوسعید خدریؓ ہم سے

بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی زمین کا کچھ سونا بھیجا جسے رسول اللہ ﷺ نے اقرع بن حابس حنظلی' بنی مجاشع کے ایک شخص عیینہ بن بدر الفزاری' علقمہ بن علاثہ یا بنی کلاب کے ابن الطفیل' زید الخیل الطائی اور بنی نبہان کے ایک شخص کے درمیان تقسیم کر دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ انصار اور قریش ناراض ہو کر کہنے لگے آپ اہل نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں انہیں متالف کرتا ہوں' راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دھنسی ہوئی آنکھوں' ابھری ہوئی پیشانی' گھنی داڑھی ابھرے ہوئے گالوں اور منڈے ہوئے سر والا آدمی آیا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) اللہ سے ڈر' آپ نے فرمایا جب میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو کون اسی کی اطاعت کرتا ہے؟ وہ مجھے اہل زمین پر امین بناتا ہے اور تم مجھے امین نہیں بناتے' راوی بیان کرتا ہے قوم میں سے ایک شخص نے حضرت نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا: میرا خیال ہے وہ حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ تو آپ نے انہیں روک دیا اور جب وہ پیٹھ پھیر گئے تو آپ نے فرمایا بلاشبہ اس کے اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے' وہ اہل اسلام سے جنگ کریں گے اور بت پرستوں کو دعوت دیں گے اگر میں انہیں پاتا تو میں انہیں عاد کی طرح قتل کرتا' اسے بخاری نے عبدالرزاق کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

پھر احمدؒ نے اسے عن محمد بن فضیل عن عمارۃ بن القعقاع عن عبدالرحمٰن بن ابی نعم عن ابی سعید روایت کیا ہے اور اس میں قطعیت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ حضرت خالدؓ نے آپ سے اس شخص کے قتل کے متعلق پوچھا اور یہ حضرت عمرؓ کے سوال کے منافی نہیں' جو صحیحین میں عمارۃ بن القعقاع کی حدیث سے آپ کی سیرت میں بیان ہے اور اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی صلب اور نسل سے عنقریب وہ قوم پیدا ہوگی' لیکن جن خوارج کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس شخص کی اولاد میں سے نہ تھے بلکہ ان میں سے کسی کو اس کی نسل سے نہیں جانتا' اور اس کے اصل سے آپ کا مقصد' اس کی شکل اور صفت پر ہونا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ آپ نے ذوالخویصرہ تمیمی سے فرمایا تھا اور بعض نے اس کا نام حرقوص بتایا ہے۔ واللہ اعلم

طریق پنجم:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے عن معبد بن سیرین عن ابی سعید عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں واپس نہیں آئیں گے حتیٰ کہ تیر اپنے سوفار میں واپس آ جائے' آپ سے دریافت کیا گیا ان کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا ان کی نشانی سر منڈانا ہے' اسے بخاری نے ابوالنعمان محمد الفضل سے بحوالہ مہدی بن میمون روایت کیا ہے۔

طریق ششم:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ سوید بن نجیح نے بحوالہ یزید الفقیر ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید سے کہا بلاشبہ ہم میں وہ اشخاص ہیں جو ہم سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ قرآن پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ نمازیں

پڑھتے ہیں اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ہم سے زیادہ روزے رکھتے ہیں انہوں نے تلواروں سمیت ہمارے خلاف خروج کیا ہے' ابوسعید نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور انہوں نے کتب ستہ میں سے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک نے اس کی تخریج کی ہے اور اس کے اسناد میں کوئی اعتراض نہیں پایا جاتا اس کے رجال ثقہ ہیں اور یہ سوید بن نجیح مشہور ہے۔

طریق ہفتم:

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن الزہری عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ تمیمی کا بیٹا آ گیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ انصاف سے کام لیجیے آپ نے فرمایا تیرا برا ہوا گر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو بلاشبہ اس کے اصحاب ہیں' تم میں سے ایک آدمی ان کی نماز کے ساتھ اپنی نماز اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر سمجھے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے وہ اس کے پروں کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر وہ پر اور پیکان کے درمیانی حصے کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر وہ اس کے پٹھے کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی پھر اس کے پھل کو دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہ ہوگی' وہ خون اور گوبر سے سبقت کر گیا ہوگا ان کی نشانی ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہوگا' یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح چبایا ہوگا' وہ لوگوں کی کمزوری کے وقت ظاہر ہوں گے' پس اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (اور ان میں سے وہ بھی ہے جو آپ پر صدقات کے بارے میں عیب لگاتا ہے) ابوسعید کا بیان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ جب حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو اس صفت کے مطابق تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی' اور بخاری نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن ہشام بن یوسف عن معمر روایت کیا ہے نیز بخاری نے اسے شعبہ کی حدیث سے اور مسلم نے اسے یونس بن یزید کی حدیث سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے لیکن مسلم کی روایت میں حرملہ اور احمد بن عبدالرحمٰن دونوں نے عن ابن وہب عن یوسف عن الزہری عن ابی سلمہ روایت کی ہے اور ضحاک ہمدانی نے اسے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے پھر احمد نے اسے عن محمد بن مصعب عن الاوزاعی عن الزہری عن ابی سلمہ والضحاک المشرقی عن ابی سعید روایت کیا ہے اور جو عبارت پہلے بیان ہو چکی ہے اس کی مانند بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کے بارے میں اجازت طلب کی' نیز اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ لوگوں کے انتشار کے وقت نکلیں گے اور دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ انہیں قتل کرے گا جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا' ابوسعید کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور جب حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا تو میں نے آپ کو دیکھا' پس آپ نے مقتولین میں تلاش کی تو اسے اس صفت کے مطابق پایا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیان کی تھی' اور بخاری نے اسے عن

دحیم عن الولید عن الاوزاعی اسی طرح روایت کیا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مالک کو عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن ابی سعید سنایا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے ساتھ اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے ساتھ حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' وہ پھل میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر تیر کے پھل کی جڑیں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا' پھر پروں میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا اور سوفار کے بارے میں شک کرے گا' عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مالک نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ہے اور بخاری نے اسے عبداللہ بن یوسف سے بحوالہ مالک روایت کیا ہے اور بخاری اور مسلم نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن عبدالوہاب عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم عن ابی سلمہ وعطاء بن یسار عن ابی سعید روایت کیا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو نے بحوالہ ابی سلمہ ہمیں بتایا کہ ایک شخص ابوسعید کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نے حروریہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے سنا ہے' انہوں نے کہا میں نے آپ کو ایک قوم کے بارے میں بیان کرتے سنا ہے کہ وہ دین میں بڑے تعمق سے کام لیں گے اور تم میں سے ایک شخص ان کے ساتھ اپنی نماز کو اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر سمجھے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے' وہ اپنے تیر کو لے کر اس کے پھل میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر اس کے پٹھے میں دیکھے گا تو وہ کچھ نہیں دیکھے گا پھر پروں میں دیکھے گا تو شک کرے گا کہ کیا اس نے کچھ دیکھا ہے یا نہیں دیکھا' اور ابن ماجہ نے اسے ابو بکر بن ابی شیبہ سے بحوالہ یزید بن ہارون روایت کیا ہے۔

طریق ہشتم:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابن ابی عدی نے عن سلیمان عن ابی نضرہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں ہوں گے جو لوگوں کے انتشار کے وقت ظاہر ہوں گے' ان کی نشانی سر منڈانا ہوگی پھر وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین مخلوق میں سے ہوں گے۔ انہیں دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا' راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی مثال بیان کی یا آپ نے بات بیان کی ایک شخص تیر اندازی کرتا ہے۔ یا فرمایا ہدف کو مارتا ہے۔ اور پھل میں دیکھتا ہے تو وہ کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور تیر کو دیکھتا ہے تو کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور سوفار میں دیکھتا ہے تو کوئی شاہد نہیں دیکھتا اور ابوسعید نے فرمایا اور اے اہل عراق تم نے انہیں قتل کیا ہے۔ نیز امام احمدؒ نے اسے عن محمد بن المثنیٰ عن محمد بن عدی عن سلیمان ابن طرخان التیمی عن ابی نضرہ جس کا نام المنذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ عن ابی سعید الخدریؓ اسی طرح روایت کیا ہے۔

آٹھویں حدیث از حضرت سلیمان فارسیؓ:

الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ سلیمان بن مغیرہؒ نے بحوالہ حمید بن ہلال ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا' یہ کس کا خیمہ ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت سلیمانؓ فارسی کا' اس نے کہا' کیا تم میرے ساتھ نہیں چلتے کہ وہ ہم سے بیان کریں اور ہم ان سے سنیں تو کچھ لوگ اس کے ساتھ گئے اور اس نے کہا اے ابوعبداللہ اگر آپ اپنا خیمہ نزدیک لگاتے اور آپ ہمارے

قریب ہوتے تو آپ ہم سے بیان کرتے اور ہم آپ سے سنتے' آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں' حضرت سلیمانؓ نے فرمایا' مجھے تمہارے متعلق اچھی اطلاع ملی ہے' مجھے پتہ چلا ہے کہ تو راہ خدا میں سرعت سے چلتا ہے اور دشمن سے جنگ کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی خدمت کرتا ہے' لیکن ایک غلطی تجھ سے ہوئی ہے کہ تو ان لوگوں میں شامل ہے جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کیا ہے' مؤرخین کا بیان ہے کہ وہ شخص اصحاب نہروان میں مقتول پایا گیا۔

نویں حدیث از حضرت سہلؓ بن حنیف انصاری:

امام احمد کا بیان ہے کہ ابوالنضر نے ہم سے بیان کیا کہ حزام بن اسماعیل عامری نے ابواسحٰق شیبانی سے بحوالہ بسر بن عمرو ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت سہلؓ بن حنیف کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے وہ بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ کے بارے میں سنی ہے آپ نے فرمایا میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس سے زائد تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ لوگوں کا ذکر کرتے سنا جو یہاں سے نکلیں گے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر' کمان سے نکل جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ نے ان کی کوئی علامت بھی بیان کی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے یہی کچھ سنا ہے میں اس سے زائد تجھے کچھ نہیں بتاؤں گا' اور صحیحین میں عبدالواحد بن زیاد کی حدیث سے اس کی تخریج ہوئی ہے اور مسلم نے اسے علی بن مسہر اور العوام بن حوشب کی حدیث سے اور نسائی نے محمد بن فضیل کی حدیث سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے ابواسحٰق شیبانی سے روایت کیا ہے نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے کہ ابواسحٰق بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے الشیبانی سے بحوالہ بسر بن عمرو ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیفؓ سے پوچھا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خوارج کا ذکر کرتے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ کو سنا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ کچھ لوگ ہوں گے جو اپنی زبانوں سے قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اسے ابوکامل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان الشیبانی نے اس اسناد سے ہم سے بیان کیا اور کہا اس سے کچھ لوگ نکلیں گے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحٰق' سب نے ہم سے بحوالہ یزید بیان کیا کہ ابوبکر نے کہا کہ یزید بن ہارون نے بحوالہ العوام بن حوشب ہم سے بیان کیا ابواسحٰق الشیبانی نے عن بسر بن عمرو عن سہل بن حنیف عن النبی ﷺ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم کا فتنہ ہوگا جن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

دسویں حدیث از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن بن الربیع نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے عن سماک عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اسے عن ابی بکر بن ابی شیبہ اور سوید بن سعید روایت کیا ہے اور دونوں نے بحوالہ ابن الاحوص اس کے اسناد سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

گیارھویں حدیث از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما:

امام احمد کا بیان ہے کہ یزید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحساب یحییٰ بن ابی حبہ نے بحوالہ شہر بن حوشب ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے جو بد اعمال ہوں گے اور قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ یزید کا بیان ہے میں صرف یہی جانتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص ان کے عمل کے ساتھ اپنے عمل کو حقیر سمجھے گا' وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے پس جب وہ خروج کریں تو انہیں قتل کر دو اور جسے وہ قتل کر دیں اسے مبارک ہو' اور جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' جب کبھی ان سے سینگ نکلے گا اللہ اسے قطع کر دے گا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیس دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ دہرائی اور میں سن رہا تھا' اس طریق سے احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں اور سالم اور نافع کی حدیث سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

بارھویں حدیث از حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما:

امام احمد کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے قتادہ سے بحوالہ شہر بن حوشب ہمیں بتایا کہ جب یزید بن معاویہ کی بیعت کی اطلاع ہمارے پاس آئی تو میں شام آیا اور مجھے اس مقام کے متعلق بتایا گیا جہاں نوف البکالی کھڑا ہوگا' میں اس کے پاس آیا تو ایک شخص چادر اوڑھے آیا لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تھے اور جب نوف نے آپ کو دیکھا تو وہ بات کرنے سے رُک گیا' حضرت عبداللہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی اور لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہوں کی طرف سمٹ جائیں گے اور زمین میں اس کے شریر باشندے ہی باقی رہ جائیں گے' ان کی زمین انہیں پھینک دے گی' روح رحمان ان سے گھن کرے گی اور دوزخ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کر دے گا۔ جب لوگ شب باش ہوں گے تو وہ ان کے ساتھ شب باش ہوگا اور جب وہ قیلولہ کریں گے تو وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گا اور تو پیچھے رہنے والوں کا کھائے گا' راوی بیان کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مشرق کی جانب سے میری امت کے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور جب کبھی ان میں سے سینگ نکلے گا اسے قطع کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس نے اسے دس سے زیادہ دفعہ شمار کیا' جب کبھی ان میں سے سینگ نکلے گا اسے قطع کر دیا جائے گا حتیٰ کہ ان کے بقیہ لوگوں میں دجال نکلے گا' اور ابوداؤد نے اس کا پہلا حصہ اپنے سنن کی کتاب الجہاد میں عن القواریری عن معاذ بن ہشام عن ابیہ عن قتادہ روایت کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔

تیرھویں حدیث از حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ:

مسلم بن الحجاج کا بیان ہے کہ شیبان بن فروخ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ حبیب بن

ہلال نے عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں یا عنقریب میرے بعد میری امت میں ایسے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور وہ بدترین خلائق اس میں واپس نہیں آئیں گے' ابن الصامت کا بیان ہے کہ میں الحاکم الغفاری کے بھائی زلفع بن عمرو الغفاری سے ملا تو اس نے کہا' میں نے حضرت ابوذرؓ سے جو کچھ سنا تھا کہ ایسے ایسے ہوگا وہ نہیں ہوا؟ انھوں نے کہا میں نے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور بخاری نے اسے روایت نہیں کیا۔

چودھویں حدیث از ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالعباس الاصم نے ہم سے بیان کیا کہ السری نے بحوالہ یحییٰ ہم سے بیان کیا کہ احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عباس نے بحوالہ حبیب بن مسلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہے کہ جیش المروۃ اور اہل نہروان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے' حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مشرق کی فوج حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قاتل ہے اور الہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ اسرائیل نے عن یونس عن جدہ ابی اسحاق السبیعی عن رجل عن عائشہ مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ نے خوارج کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالبؓ نے پہاڑ کے گڑھے کے شیطان کو قتل کیا ہے۔ یعنی ٹنڈے کو اور حافظ ابوبکر البزار کا بیان ہے کہ محمد بن عمارۃ بن صبیح نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن عامر البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوخالد نے عن مجالد عن الشعبی عن مسروق عن عائشہ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کا ذکر کیا تو فرمایا میری امت کے برے لوگ جنہیں میری امت کے بھلے لوگ قتل کریں گے۔ نیز کہتے ہیں ہم سے ابراہیم بن سعید نے اسے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن قرم نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن السائب نے عن ابی الضحیٰ عن مسروق عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا اور اسی کی مانند بیان کیا اور کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے انہیں قتل کیا اور وہ اصحاب نہروان تھے' پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہم صرف اسی حدیث کو عن عطاء عن ابی الضحیٰ عن مسروق مروی جانتے ہیں اور نہ عطاء سے سلیمان بن قرم کے سوا کسی کو اسے روایت کرتے جانتے ہیں اور سلیمان بن قرم کے بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن پہلا اسناد اس کا شاہد ہے جیسا کہ یہ پہلے کا شاہد ہے پس یہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ام المومنین کی حدیث سے یہ غریب ہے اور قبل ازیں عبداللہ کی حدیث میں بحوالہ حضرت علیؓ جو بات بیان ہوئی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے خوارج کی حدیث کو عجیب خیال کیا خصوصاً ذوالثدیہ کی خبر کو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہم نے ان سب طرق کو صرف اس لیے بیان کیا ہے کہ تاکہ ان پر مطلع ہونے والا جان لے کہ یہ بات حق اور سچ ہے اور نبوت کی سب سے بڑی دلالات میں سے ہے' جیسا کہ کئی ائمہ نے ان میں اسے بیان کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم نیز وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضرت عائشہؓ سے ذوالثدیہ کی خبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے متعدد طرق سے اس کا یقین کیا اور حافظ ابوبکر البیہقی نے الدلائل میں بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ الحسنین بن الحسن بن عامر الکندی نے کوفہ میں اپنے اصل سماع سے ہمیں بتایا کہ محمد بن صدقۃ الکاتب نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابان نے مجھ سے بیان کیا تو میں نے اس

میں یہ اضافہ بھی کر دیا کہ الحسن بن عیینہ اور عبداللہ بن ابی السفر بن عامر الشعبی نے بحوالہ مسروق مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے پاس ذوالثدیہ کے بارے میں کچھ علم ہے جسے حضرت علیؓ نے حروریوں میں قتل کر دیا تھا میں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا جنہوں نے انہیں دیکھا ہے ان میں میری شہادت بھی لکھ لیجئے' پس میں کوفہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں ان دنوں سات پارٹیاں تھیں' پس میں نے ہر سات میں سے دس آدمیوں کی شہادت لکھی پھر میں ان کی شہادت کو آپ کے پاس لایا اور ان شہادتوں کو آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا' کیا ان سب نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے ان سے دریافت کیا ہے اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ان سب نے اسے دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا اللہ فلاں پر لعنت کرے اس نے مجھے لکھا ہے کہ نیل مصر نے انہیں مصیبت میں ڈال دیا ہے پھر آپ نے اپنی آنکھیں جھکا دیں اور زار و نے لگیں اور جب آپ کے آنسو تھم گئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحم فرمائے وہ حق پر تھے اور میرے اور ان کے درمیان وہی بات تھی جو عورت اور اس کے دیوروں میں ہوتی ہے۔

دو صحابہؓ سے ایک اور حدیث:

الہیثم بن عدی نے کتاب الخوارج میں بیان کیا ہے کہ سلیمان بن مغیرہ نے بحوالہ حبیب بن ہلال مجھ سے بیان کیا کہ اہل حجاز میں سے دو شخص عراق آئے' ان سے پوچھا گیا کہ کون سی بات تمہیں عراق لائی ہے؟ تو وہ کہنے لگے ہم نے چاہا کہ ہم ان لوگوں سے ملیں جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کیا ہے تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ان کی طرف ہم سے سبقت کر گئے ہیں۔ ان کی مراد اہل نہروان سے تھی۔

خوارج سے قتال کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح میں حدیث:

امام احمد کا بیان ہے کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ مطر نے اسماعیل بن رجاء بن ربیعۃ الزبیدی سے اس کے باپ کے حوالے سے یہ بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوسعید کو بیان کرتے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ آپ اپنی بیوی کے گھر سے ہمارے پاس آئے راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' آپ کی جوتی ٹوٹ گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر اسے سینے لگے' پس رسول اللہ ﷺ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے پھر آپ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا بلاشبہ تم میں وہ شخص موجود ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر کی ہے آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتے سینے والا ہے' راوی بیان کرتا ہے ہم آپ کو بشارت دینے آئے تو ہمیں یوں معلوم ہوا گویا آپ نے اسے سن لیا ہے' اور احمد نے اسے وکیع اور ابواسامہ سے بحوالہ قطر بن خلیفہ روایت کیا ہے' اور وہ حدیث جس کے متعلق حافظ ابویعلی نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن سہل نے سعید بن عبید سے بحوالہ علی بن ربیعہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے تمہارے اس منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کروں' اور ابوبکر بن المقری نے اسے عن الجد بن عبادۃ البصری عن یعقوب بن عباد عن الربیع بن سہل الفزاری روایت کیا ہے اور بلاشبہ یہ حدیث غریب اور منکر ہے' علاوہ ازیں اسے کئی طرق سے حضرت علیؓ اور دوسرے لوگوں سے روایت کیا گیا

ہے اور ان میں سے ایک بھی ضعف سے خالی نہیں اور عہد شکنوں سے اہل جمل اور ظالموں سے اہل شام اور خروج کرنے والوں سے خوارج مراد ہیں اس لیے کہ انہوں نے دین سے خروج کیا' اور حافظ ابواحمد بن عدی نے اسے اپنی کتاب کامل میں عن احمد بن حفص البغدادی عن سلیمان بن یوسف عن عبید اللہ بن موسیٰ عن قطر عن حکیم بن جبیر عن ابراہیم عن علقمہ عن علی روایت کیا ہے' آپ بیان کرتے ہیں مجھے عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے' اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ازہری نے مجھے بتایا کہ محمد بن المظفر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن احمد بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ثابت کی کتاب میں پایا کہ شعیب بن الحسن اسلمی عن جعفر الاحمر عن یونس بن الارقم عن ابان عن خلید المصری ہم سے بیان کیا کہ میں نے یوم نہروان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اسے محمد بن فرج الجند لیساپوری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہارون بن اسحاق نے ہمیں بتایا کہ ابوغسان نے عن جعفر میں اسے الاحمر خیال کرتا ہوں۔ عن الجبار ہمدانی عن انس بن عمرو عن ابیہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے تینوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے خارجیوں سے ظالموں سے اور عہد شکنوں سے۔

اور حاکم ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسین محمد بن احمد بن غنم الحنظلی نے قنطرہ بردان میں ہمیں بتایا کہ محمد بن الحسن بن عطیۃ بن سعد العوفی نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے چچا نے عن عمرو بن عطیۃ بن سعد عن حیہ الحسن بن عطیۃ مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا سعد بن جنادہ نے بحوالہ حضرت علیؓ مجھ سے بیان کیا کہ مجھے تینوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ظالموں سے عہد شکنوں سے اور خارجیوں سے' پس اہل شام ظالم ہیں اور عہد شکنوں کا آپ نے ذکر کیا اور خارجی' اہل نہروان ہیں۔ یعنی حروریہ اور حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابوالقاسم زاہر بن طاہر نے ہمیں بتایا کہ ابوسعد الادیب نے ہمیں خبر دی کہ سید ابوالحسن محمد بن علی بن الحسین نے ہمیں بتایا کہ محمد بن احمد صوفی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمرو الباہلی نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی الجارود عن زید بن علی بن الحسین بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حافظ کا بیان ہے کہ امام ابوبکر احمد بن الحسین الفقیہ نے ہم سے بیان کیا کہ الحسن بن علی نے ہمیں بتایا کہ زکریا بن یحییٰ الحزاز المقری نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عباد المقری نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہؓ! خدا کی قسم یہ شخص میرے بعد عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے والا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حاکم کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم الشیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ الحسین بن الحکم الحبیر ی نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ اسحق بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن ابراہیم ازدی نے ابوہارون العبدی سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے پس ہم کس کے ساتھ مل کر جنگ کریں؟ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ' ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث:

حاکم کا بیان ہے کہ ابوالحسن علی بن حماد المعدل نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن خطاب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن کثیر نے عن الحرث بن خطیرہ عن ابی صادق عن مخنف بن سلیمانؒ ہم سے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوایوب کے پاس آئے اور ہم نے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ جنگ کی ہے پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد شکنوں' خارجیوں اور ظالموں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے' حاکم کا بیان ہے کہ ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے ہم سے بیان کیا کہ حسن بن علی بن شبیب العمری نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن الفضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوزید اموی نے بحوالہ عتاب بن ثعلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حسن بن علی بن عبداللہ المقریٔ نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر المطیر ی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبداللہ المودب نے سرمن رائ میں ہم سے بیان کیا کہ المعلیٰ بن عبدالرحمٰن نے بغداد میں ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن سلیمان بن مہران عن الاعمش عن علقمہ والاسود ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوایوب انصاری کی صفین سے واپسی پر ہم ان کے پاس آئے اور ہم نے انہیں کہا اے ابوایوب بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مہربانی سے اور آپ کے اکرام کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول اور آپ کی ناقہ کی آمد سے سرفراز فرمایا ہے جب وہ لوگوں کو چھوڑ کر آپ کے دروازے پر آ بیٹھی' پھر آپ اپنے کندھے پر تلوار رکھ کر اس سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو مارنے آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا' اے شخص! پیشرو اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر عہد شکنوں' ظالموں اور خارجیوں تینوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس عہد شکنوں کے ساتھ ہم جنگ کر چکے ہیں' وہ اہل جمل' حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہیں اور ظالموں کے ہاں سے ہم واپس آ رہے ہیں یعنی حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ سے اور خارجی' اہل الطرفات' اہل السعیفات' اہل النخیلات اور اہل نہروان ہیں' خدا کی قسم میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں لیکن ان میں سے جنگ کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

راوی بیان کرتا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے عمارؓ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور اس وقت تو حق کے ساتھ ہوگا اور حق تیرے ساتھ ہوگا' اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک وادی میں چلتے دیکھیں اور لوگ دوسری وادی میں چلیں تو تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنا بلاشبہ وہ ہرگز تم کو ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے اور نہ تم کو ہدایت سے باہر نکالیں گے' اے عمار جو شخص گلے میں تلوار لٹکا کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی' ان کے دشمن کے خلاف مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں موتیوں کے دو ہار پہنائے گا اور جو شخص گلے میں تلوار لٹکا کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے دشمن کی مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کے دو ہار پہنائے گا' ہم نے کہا اے شخص! تجھے کافی ہے اللہ تجھ پر رحم کرے' تجھے کافی ہے اللہ تجھ پر رحم کرے۔

واضح طور پر یہ عبارت موضوع ہے اور اس کی آفت المعلی بن عبدالرحمٰن کی جہت سے ہے' بلاشبہ وہ متروک الحدیث ہے۔



باب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر

الہیثم بن عدی اپنی کتاب میں جو اس نے خوارج کے بارے میں تالیف کی ہے اور وہ اس بارے میں بہترین کتاب ہے' بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن دآب نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نہروان سے واپس آئے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا' امابعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح سے قوت دی ہے پس تم بلاتوقف اپنے شامی دشمنوں کی طرف توجہ کرو تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں اور ہماری تلواریں کند ہو گئی ہیں اور ہمارے نیزوں کے پھل نکل گئے ہیں' ہمارے ساتھ ہمارے شہر کو واپس چلیے تاکہ ہم اچھی طرح تیاری کر لیں اور شاید امیر المومنین ہماری تیاری سے زیادہ تیار ہو جائیں اور آپ کو ہٹانے والا ہلاک ہو جائے بلاشبہ ہمارے دشمن کے مقابل میں یہ بات ہمارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہو گی۔ یہ گفتگو اشعث بن قیس کندی نے کی اور اس نے ان کی بیعت لی اور لوگوں کو لے کر نخیلہ میں اترا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی چھاؤنی میں رہیں اور اپنے آپ کو دشمن کے خلاف جہاد کرنے پر آمادہ کریں اور اپنی بیویوں اور لونڈیوں کی ملاقات کم کریں اور انہوں نے کئی روز تک اس کے جھنڈے اور قول سے متمسک رہ کر اس کے ساتھ قیام کیا پھر وہ چپکے سے کھسک گئے حتیٰ کہ ان میں سے اس کے اصحاب کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت علیؓ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''سب تعریف اس خدا کی ہے جو مخلوق کو پیدا کرنے والا اور صبح کو پھاڑنے والا اور مردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں والوں کو اٹھانے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اور میں تم کو تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں بلاشبہ بندہ جن چیزوں سے تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سب سے افضل' ایمان اور اس کی راہ میں جہاد اور کلمہ اخلاص ہے اور یہی فطرت ہے اور نماز کا قائم کرنا' ملت ہے اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اس کے فرائض میں سے ہے اور ماہ رمضان کا روزہ اس کے عذاب سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اور بیت اللہ کا حج فقر کو دور کرنے والا اور گناہ کو باطل کرنے والا ہے اور صلہ رحمی مال کو بڑھانے والی اور اجل کو مؤخر کرنے والی ہے' اہل سے محبت کرنا اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا' خطا کو دور کرتا اور رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور نیکی کرنا' بری موت کو دور کرتا اور خوف کے مقامات سے بچتا ہے' ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ' بلاشبہ یہ سب سے اچھا ذکر ہے اور متقین کو جو وعدہ دیا گیا ہے اس میں رغبت کرو' بلاشبہ اللہ کا وعدہ سب سے سچا وعدہ ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی اقتداء کرو' بلاشبہ وہ افضل ہدایت ہے اور اس کی سنت کو اختیار کرو بلاشبہ وہ افضل السنن ہے اور کتاب اللہ کو سیکھو بلاشبہ وہ افضل الحدیث ہے اور دین کی سمجھ حاصل کرو' بلاشبہ وہ دلوں کی موسم بہار ہے اور اس کے نور سے شفا چاہو' بلاشبہ وہ

دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور عمدگی سے اس کی تلاوت کرو' بلاشبہ وہ احسن القصص ہے اور جب وہ تمہیں سنایا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور جب اس کے علم کی طرف تمہاری رہنمائی کی جائے تو جو کچھ تمہیں اس سے علم حاصل ہو اس پر عمل کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ' بلاشبہ علم کے بغیر عمل کرنے والا عالم اس جاہل کی مانند ہے جو اپنے جہل سے باز نہیں رہ سکتا' بلکہ میرے نزدیک اپنے جہل میں متحیر جاہل کے مقابلہ میں اس علم سے کورے عالم پر بڑی حجت قائم ہوگی اور حسرت اس پر ثابت رہے گی اور یہ دونوں ہی گمراہ اور ہلاک شدہ ہیں' شک نہ کرو' دردمند ہو جاؤ گے اور شکایت نہ کرو' کفر کرو گے' اور اپنے آپ کو رخصت نہ دو' غافل ہو جاؤ گے اور حق کے بارے میں غفلت نہ کرو' خسارہ پاؤ گے' آگاہ رہو' دانائی یہ ہے کہ تم اعتماد کرو' اور اعتماد یہ ہے کہ دھوکہ نہ کھاؤ اور تم میں سے اپنے نفس کا سب سے زیادہ خیر خواہ وہ ہے جو اپنے رب کا سب سے زیادہ فرمانبردار ہے اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کو دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے رب کا سب سے زیادہ نافرمان ہے' جو اللہ کی اطاعت کرے گا امن و مسرت میں رہے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا' خوفزدہ اور شرمندہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ سے یقین طلب کرو اور عافیت کے بارے میں اس کی طرف رغبت کرو اور دل میں سب سے بہتر رہنے والی چیز یقین ہے اور وہ امور جن کے کرنے کا پختہ ارادہ ہو وہ سب سے بہتر ہیں اور نئے امور' برے امور ہیں اور ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر نیا کام کرنے والا بدعتی ہے اور جس نے بدعت اختیار کی اس نے ضائع کر دیا اور جو بدعتی کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے وہ اس کے ذریعے سنت کو ترک کرتا ہے' نقصان اٹھانے والا وہ ہے جو اپنے دین کو نقصان پہنچاتا ہے اور نقصان اٹھانے والا وہ ہے جو اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے' بلاشبہ ریا شرک میں سے ہے اور اخلاص' عمل و ایمان میں سے ہے' اور کھیل کی مجالس قرآن کو بھلا دیتی ہیں اور ان میں شیطان حاضر ہوتا ہے اور وہ ہر گمراہی کی طرف دعوت دیتی ہیں اور عورتوں سے ہم نشینی کرنا' دلوں کو ٹیڑھا کر دیتا ہے اور نگاہیں اس کی طرف اٹھتی ہیں اور وہ شیطان کی شکارگاہ ہیں' پس اللہ سے سچ بولو' بلاشبہ اللہ سچ بولنے والے کے ساتھ ہے اور جھوٹ سے پہلو تہی کرو' بلاشبہ جھوٹ ایمان سے دور رہنے والا ہے' آگاہ رہو' بلاشبہ سچ' نجات اور عزت کی چوٹی پر ہے اور جھوٹ ہلاکت اور تباہی کی چوٹی پر ہے' آگاہ رہو سچ کہو تم اس سے مشہور ہو جاؤ گے اور اس پر عمل کرو' تم اس کے اہل میں سے ہو جاؤ گے۔ اور جو تمہیں امین بنائے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تمہیں محروم کر دے اس پر زیادہ مہربانی کرو' اور جب تم وعدہ کرو تو اسے پورا کرو اور جب تم فیصلہ کرو تو انصاف سے کام لو' اور آباء پر فخر نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب دو اور نہ مذاق کرو' اور نہ ایک دوسرے کو غصہ دلاؤ' اور کمزوروں' مظلوموں' تاوان برداشت کرنے والوں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں سوالیوں اور گردنوں کے چھڑانے میں مدد کرو' اور بیوگان اور یتامیٰ پر رحم کرو' اور سلام کو رواج دو اور تحفہ دینے والوں کو اس کی مانند یا اس سے بہتر تحفہ دو (اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں پر تعاون نہ کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے) اور مہمان کی عزت کرو اور پڑوسی سے حسن سلوک کرو' اور بیماروں کی عیادت کرو' اور جنازوں کے ہمراہ جاؤ اور اللہ کے بندو

بھائی بھائی بن جاؤ' امابعد! بلاشبہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور وداع کا اعلان کر رہی ہے اور آخرت آیا چاہتی ہے' آج میدان ہے اور کل دوڑ ہوگی اور بلاشبہ سبقت' جنت ہے اور غایت' دوزخ ہے' آگاہ رہو بلاشبہ تم مہلت کے ایام میں ہو' جن کے پیچھے اجل ہے جسے جلد بازی انگیخت کر رہی ہے اور جو شخص ایام مہلت میں اجل کی آمد سے قبل خالصۃً اللہ کے لیے کام کرتا ہے' اس کا عمل اچھا ہوتا ہے اور وہ اپنی آرزو کو پالیتا ہے اور جو اس سے کوتاہی کرتا ہے اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور اس کی آرزو اسے نقصان دیتی ہے' پس رغبت وخوف میں کام کرو' اور اگر تمہارے پاس رغبت آئے تو اللہ کا شکر کرو اور اس کے ساتھ خوف کو بھی جمع کرو' اور اگر تمہارے پاس خوف آئے تو اللہ کو یاد کرو اور اس کے ساتھ رغبت کو بھی جمع کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نیکی سے آگاہ کیا ہے اور جو شکر کرے اس کو زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور میں نے جنت کی مانند کسی چیز کو نہیں دیکھا جس کا طلبگار سویا ہوا ہے اور نہ دوزخ کی مانند کوئی چیز دیکھی ہے جس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے اور نہ اس چیز سے بڑھ کر کمائی دیکھی ہے جسے اس نے اس دن کے لیے کمایا ہے' جس میں ذخائر حقیر ہو جائیں گے اور پوشیدہ باتیں اس میں ظاہر ہو جائیں گی اور کبائر اس میں جمع ہو جائیں گے اور بلاشبہ جسے حق فائدہ نہیں دیتا' اسے باطل نقصان دیتا ہے اور جسے ہدایت اعتدال پر نہیں رکھتی اسے گمراہی گھسیٹتی پھرتی ہے اور جسے یقین فائدہ نہیں دیتا' اسے شک نقصان دیتا ہے اور جسے اس کا قبیلہ فائدہ نہیں دیتا اس سے دور رہنے والا شک کرتا ہے اور اس سے غائب زیادہ عاجز ہوتا ہے' بلاشبہ تمہیں سفر کا حکم دیا گیا ہے اور زاد کے متعلق تمہیں بتا دیا گیا ہے آگاہ رہو' میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو باتوں سے خائف ہوں طول امل اور خواہشات کی پیروی سے' طول امل آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہشات کی پیروی حق سے دور کر دیتی ہے' آگاہ رہو' دنیا پیٹھ پھیر کر جانے والی ہے اور آخرت سامنے آنے والی ہے اور ان دونوں کے لیے بیٹے ہیں پس اگر ہو سکے تو تم آخرت کے بیٹے بنو' اور دنیا کے بیٹے نہ بنو' بلاشبہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہے اور عمل نہیں''۔

یہ نافع و بلیغ تقریر' خیر کی جامع اور شر سے مانع ہے اور کئی دوسرے طریقوں سے اس کے متصل شواہد روایت کیے گئے ہیں اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ جب اہل عراق شام کی طرف جانے سے رُکے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کیا اور ان کو زجر و توبیخ کی اور ڈرایا دھمکایا اور متفرق سورتوں سے انہیں جہاد کی آیات پڑھ کر سنائیں اور انہیں اپنے دشمن کی طرف جانے کی ترغیب دی' مگر انہوں نے یہ بات نہ مانی اور آپ کی مخالفت کی اور آپ سے اتفاق نہ کیا اور وہ اپنے ملک میں ہی ٹھہرے رہے اور آپ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ آ گئے۔



باب:

الحریث بن راشد الناجی کی بغاوت

اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ نہروان کے بعد حضرت علیؓ کے خلاف ایک شخص نے بغاوت کر دی جسے الحریث بن راشد الناجی کہا جاتا تھا' وہ اہل بصرہ کے ساتھ آیا اور حضرت علیؓ سے کہنے لگا' آپ نے اہل نہروان سے اس لیے جنگ کی ہے کہ انہوں نے تحکیم کے واقعہ میں آپ پر الزامات لگائے ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ آپ نے اہل شام سے معاہدات کیے ہیں اور آپ انہیں توڑنے کے نہیں اور ان دونوں پنچوں نے آپ کی معزولی پر اتفاق کیا ہے پھر دونوں نے حضرت معاویہؓ کی حکومت کے بارے میں اختلاف کیا ہے' پس حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہیں حاکم بنایا ہے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے پس آپ ان دونوں کے اتفاق سے معزول ہو چکے ہیں اور میں نے آپ کو اور آپ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کو بھی معزول کر دیا ہے اور الحارث کی قوم کے بہت سے آدمیوں یعنی بنوناجیہ وغیرہ نے اس کی پیروی کی اور ایک طرف سمٹ گئے اور حضرت علیؓ نے معقل بن قیس الرماحی کو بہت بڑی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا تو معقل نے انہیں حد سے زیادہ قتل کیا اور بنی ناجیہ نے پانچ سو گھرانوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں حضرت علیؓ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لایا تو اسے ایک شخص مصقلہ بن ہبیرہ ابوالمفلس نام ملا جو کسی صوبے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گورنر تھا پس قیدیوں نے اس کے پاس اپنی حالت کی شکایت کی تو مصقلہ نے معقل سے انہیں پانچ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا' معقل نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس بصرہ بھاگ گیا' معقل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو مصقلہ نے آپ سے کہا میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ میں آپ کو ان کی قیمت ادا کروں' پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس بھاگ گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معقل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت علیؓ نے اس سے دو لاکھ قیمت کا مطالبہ کیا پھر وہ تیزی سے بھاگ کر حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس شام چلا گیا تو آپ نے ان کی آزادی کا حکم نافذ کر دیا اور فرمایا کہ یہ مصقلہ کے ذمہ کوئی مال نہیں رہا اور آپ کے حکم سے کوفہ میں اس کے گھر کو گرا دیا گیا۔

اور الہیثم نے سفیان ثوری اور اسرائیل سے عن عمار الذہبی عن ابی الطفیل روایت کی ہے کہ بنی ناجیہ مرتد ہو گئے تو آپ نے ان کی طرف معقل بن قیس کو بھیجا تو اس نے انہیں قید کر لیا اور مصقلہ نے انہیں حضرت علیؓ سے تین لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا اور پھر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بھاگ گیا' الہیثم کا بیان ہے کہ یہ قول شیعہ حضرات کا ہے اور عربوں کے کسی قبیلے کے متعلق نہیں سنا گیا کہ وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہونے والے ارتداد کے بعد مرتد ہو گئے تھے' نیز الہیثم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن تمیم بن طرفۃ الطائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب کہ وہ خطبہ دے رہے تھے کہا' آپ نے اہل نہروان کو انکار حکومت پر قتل کیا ہے اور الحریث بن راشد کو بھی آپ نے ان کے مسئلہ یعنی حکومت کے مسئلہ پر قتل کیا ہے اور خدا کی قسم ان دونوں کے درمیان ایک قوم کی جگہ نہیں' حضرت علیؓ نے اسے کہا خاموش ہو جا

تو صرف ایک بدو ہے جو کل تک جبل طیٔ میں گوہ کھاتا تھا' حضرت عدیؓ نے آپ سے کہا' خدا کی قسم ہم نے کل آپ کو مدینہ میں کچی کھجوریں کھاتے دیکھا ہے' الہیثم بیان کرتے ہیں پھر حضرت علیؓ کے خلاف بصرہ کے ایک شخص نے بغاوت کی اور وہ قتل ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب کو اشرس بن عوف الشیبانی کی سرکردگی میں جنگ کرنے کا حکم دیا تو وہ اور اس کے اصحاب قتل ہو گئے۔

راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علیؓ کے خلاف اشہب بن بشر البجلی پھر کوفہ کے باشندوں میں سے عرنیہ کے ایک شخص نے بغاوت کی تو وہ اور اس کے اصحاب قتل ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سعید بن نفد تیمی پھر کوفہ کے باشندوں میں سے بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے بغاوت کی تو وہ المدائن کے اوپر در ریحان کے پل پر قتل ہو گیا' الہیثم کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات عبداللہ بن عیاش نے اپنے مشائخ کے حوالے سے بتائی ہے۔



باب:

جنگِ نہروان کا صحیح سن

ابن جریرؒ نے ابومخنف لوط بن یحییٰ سے جو اس شان کا ائمہ میں سے ایک ہے۔ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے یوم نہروان کو خوارج سے جو جنگ کی وہ اس سال میں ہوئی تھی۔یعنی ۳۷ھ میں ابن جریر کا بیان ہے کہ اکثر اہل سیر کا خیال ہے کہ یہ جنگ ۳۸ھ میں ہوئی تھی اور ابن جریرؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے' میں کہتا ہوں یہی زیادہ مناسب بات ہے جیسا کہ ہم آئندہ سال میں اس سے آگاہ کریں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

ابن جریرؒ کا بیان ہے کہ اس سال یعنی ۳۷ھ میں حضرت عبیداللہ بن عباسؓ نے جو یمن اور اس کے صوبوں پر حضرت علیؓ کے نائب تھے' لوگوں کو حج کروایا اور مکہ کے نائب حضرت قثم بن عباسؓ تھے اور مدینہ کے نائب حضرت تمام بن عباسؓ تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت سہل بن حنیفؓ تھے اور بصرہ کے نائب حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے اور بصرہ کے قاضی حضرت ابوالاسود الدؤلیؒ تھے اور مصر کے نائب حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم تھے اور حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان' شام پر مستولی تھے' میں کہتا ہوں آپ کا ارادہ تھا کہ آپ محمد بن ابی بکرؓ سے مصر کی نیابت لے لیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت خباب بن الارتؓ بن جندلۃ بن سعد بن خزیمہ:

آپ جاہلیت میں قید ہو گئے تھے اور آپ کو انمار الخزاعیہ نے خرید لیا جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی اور وہ سباع بن عبدالعزیٰ کی ماں تھی' جسے احد کے روز حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا آپ بنی زہرہ کے حلیف تھے حضرت خباب دارارقم سے بھی بہت پہلے مسلمان ہوئے اور آپ کو راہ خدا میں اذیت دی گئی اور آپ نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی' آپ نے ہجرت کی اور بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے' شعبی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں باعزت جگہ دی اور فرمایا حضرت بلالؓ کے سوا کوئی شخص آپ سے بڑھ کر اس جگہ کا حقدار نہیں' آپ نے کہا یا امیر المومنین حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذیت دی جاتی تھی اور ان کی حمایت کرنے والے بھی تھے اور میرا کوئی مددگار نہ تھا اور قسم بخدا عنقریب وہ مجھے آگ میں ملیں گے جسے انہوں نے خود بھڑکایا ہے اور ایک شخص نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا اور میں زمین سے اپنی پشت کے ذریعے بچا پھر آپ نے اپنی پشت کو ننگا کیا تو وہ سفید ہو چکی تھی اور جب آپ بیمار ہوئے تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے' آپ کو بشارت ہو کل آپ پیاروں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گروہ سے ملیں گے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے بھائی چلے گئے اور انہوں نے اپنی دنیا سے کچھ نہیں کھایا اور ہمارے لیے اس کے پھل پک گئے ہیں اور ہم ان کا تحفہ دیتے ہیں اور یہی بات مجھے غم

میں ڈالتی ہے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اس سال ۶۳ سال کی عمر میں کوفہ میں وفات پائی اور آپ پہلے شخص ہیں جنہیں کوفہ کے باہر دفن کیا گیا ہے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن الفا کہہ بن ثعلبہ بن ساعدۃ الانصاری ذوالشہادتین' فتح مکہ کے روز بنی حطمہ کا جھنڈا آپ کے پاس تھا' آپ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور اسی روز قتل ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے حالات قبل ازیں ہم آپ کی طرف منسوب ہونے والے غلاموں میں بیان کر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن الارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ:

آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بنے' قبل ازیں کتاب الوحی میں آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی رضی اللہ عنہ:

آپ جنگِ صفین کے روز قتل ہوئے آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ کے امیر تھے پھر اشتر نخعی میمنہ کا امیر بن گیا۔

حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے' آپ بھلائی سے موصوف تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ کو خوارج نے اس سال نہروان میں قتل کیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان سے کہا' ان کے قاتل ہمیں دے دو پھر تم امن میں ہو گے' انہوں نے کہا ہم سب نے انہیں قتل کیا ہے تو آپ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

آپ بھی ایک کاتب وحی تھے' بہت پہلے مسلمان ہوئے اور وحی لکھی پھر مرتد ہو گئے پھر فتح مکہ کے سال دوبارہ مسلمان ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے آپ کے لیے امان طلب کی آپ ان کے ماں جائے بھائی تھے۔ آپ حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کے بعد آپ کو مصر کی نیابت سپرد کی اور آپ نے افریقہ اور بلاد نوبہ سے جنگ کی اور اندلس کو فتح کیا اور سمندر میں رومیوں کے ساتھ ذات الصواری کا معرکہ کیا اور ان میں سے اس قدر آدمی قتل کیے جن کے خون سے سطح آب سرخ ہو گئی پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو محمد بن ابی حذیفہ نے بزور قوت آپ پر قابو پا لیا اور آپ کو مصر سے نکال دیا اور آپ نے اس سال نماز فجر میں دونوں سلاموں کے درمیان وفات پائی' آپ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے علیحدہ رہے۔

حضرت عمارؓ بن یاسر ابوالیقظان العبسی:

آپ یمن کے عبس قبیلے سے تھے اور بنی مخزوم کے حلیف تھے' آپ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا' آپ' آپ کا باپ اور آپ

کی والدہ حضرت سمیہؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں راہ خدا میں اذیت دی جاتی تھی' کہتے ہیں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے مسجد بنائی تھی' آپ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور قبل ازیں معرکہ صفین میں ہم آپ کے قتل کی کیفیت بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور ترمذی نے حسن کی حدیث سے بحوالہ حضرت انسؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ جنت تین آدمیوں' حضرت علیؓ' حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم کی مشتاق ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں جسے ثوری' قیس بن الربیع اور شریک القاضی وغیرہ نے عن ابن اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علی روایت کیا ہے کہ حضرت عمارؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا طلب مطیب کو خوش آمدید اور ابراہیم بن الحسین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن الاعمش عن ابی عمار عن عمرو ابن شرجیل عن رجل عن اصحاب رسول اللہ ﷺ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمارؓ اپنے پاؤں سے لے کر نرم ہڈیوں کے سروں تک ایمان سے بھرپور ہیں۔ اور یحییٰ بن معلی نے عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشہ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت عمارؓ بن یاسر کے سوا' میں جس کے متعلق چاہوں بات کر سکتی ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عمارؓ اپنے پاؤں کے تلوؤں سے لے کر اپنے کانوں کی لو تک ایمان سے بھرپور ہیں۔

اور یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے عن العوام بن حوشب عن سلمہ بن کہیل عن علقمہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اہل شام کے پاس آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے مجھے بتایا کہ میرے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی چیز کے بارے میں جھگڑا تھا' آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کر دی تو آپ نے فرمایا۔ اے خالد' حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اذیت نہ دے بلاشبہ جو شخص حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتا ہے اللہ اس سے نفرت کرتا ہے اور جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ اس سے دشمنی رکھتا ہے' حضرت خالدؓ بیان کرتے ہیں' اس کے بعد میں نے تعریضاً بات کی اور جو کچھ ان کے دل میں تھا میں نے اسے آہستگی سے نکال دیا' آپ کے فضائل میں بہت سی احادیث آئی ہیں' آپ صفین میں ۹۱ سال کی عمر میں قتل ہوئے اور بعض نے آپ کی عمر ۹۳ اور ۹۴ سال بھی بیان کی ہے آپ کو ابوالغادیہ نے نیزہ مارا تو آپ گر پڑے پھر ایک شخص نے آپ پر جھک کر آپ کا سر کاٹ لیا پھر وہ دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑا لے کر گئے کہ ان دونوں میں سے کس نے آپ کو قتل کیا ہے تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان دونوں سے کہا کیا تم دونوں کو معلوم ہے خدا کی قسم تم دونوں تو دوزخ کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہو' حضرت معاویہؓ نے آپ سے یہ بات سنی تو آپ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کو یہ بات سنانے پر ملامت کی تو حضرت عمروؓ نے آپ سے کہا خدا کی قسم آپ کو بھی بالضرور یہ بات معلوم ہے' کاش میں آج سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا۔

واقدی کا بیان ہے کہ حسن بن حسین بن عمارۃ نے ابواسحٰق سے بحوالہ عاصم ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو غسل نہیں دیا اور آپ کے ساتھ آپ نے ہاشم بن عتبہ کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور حضرت عمار' حضرت علی رضی اللہ عنہما

کے قریب تھے اور ہاشم قبلہ کی جانب تھے' مؤرخین کا بیان ہے کہ وہیں آپ کو دفن کیا گیا آپ گندم گوں تھے اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا آپ کی آنکھیں سیاہ سرخی مائل تھیں' آپ ایسے شخص تھے جو شیبہؒ سے مختلف نہ تھے۔

حضرت الربیع بن معوذ بن عفراءؓ:

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا بہت پہلے مسلمان ہوئیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں اور انہیں پانی پلاتی تھیں' آپ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور اس سال ایام صفین میں بہت سے لوگ قتل ہو گئے' کہتے ہیں کہ ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار عراقی قتل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک لاکھ بیس ہزار عراقیوں میں سے چالیس ہزار قتل ہوئے تھے اور ساٹھ ہزار شامیوں میں سے بیس ہزار قتل ہوئے تھے اور بالجملہ ان میں اعیان ومشاہیر بھی شامل تھے جن کا استفسار باعث طوالت ہوگا اور جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں وہی کافی ہے۔

۳۸ھ

اس سال حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو دیار مصر کی طرف بھیجا' جنہوں نے مصر کو محمد بن ابی بکر سے حاصل کیا اور حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو وہاں پر نائب مقرر کر دیا' جیسا کہ ہم ابھی اس کی وضاحت کریں گے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مصر پر نائب مقرر کیا اور انہوں نے اسے محمد بن ابی حذیفہ کے ہاتھ سے چھین لیا' جس نے اس پر مستولی ہو کر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو اس میں تصرف کرنے سے روک دیا تھا' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تھے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے انہیں مصر پر اپنا قائمقام کیا تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا۔ حالانکہ حضرت عمروؓ نے اسے فتح کیا تھا جیسا کہ قبل ازیں ہم اسے بیان کر چکے ہیں' پھر حضرت علیؓ نے حضرت قیسؓ بن سعد کو بھی وہاں سے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور حضرت علیؓ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو وہاں سے معزول کرنے پر نادم ہوئے اس لیے کہ وہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما کے ہم پلہ تھے اور جب محمد بن ابی بکرؓ حاکم بنے تو ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ کی ہمسری کی قوت موجود نہ تھی اور جب حضرت قیس بن سعدؓ وہاں سے معزول ہو گئے تو آپ مدینہ واپس آ گئے' پھر حضرت علیؓ کے پاس عراق چلے گئے اور ان کے ساتھ رہے اور حضرت معاویؓ یہ کہا کرتے تھے خدا کی قسم قیسؓ بن سعد کا حضرت علیؓ کے پاس ہونا مجھے ایک لاکھ جانبازوں کی نسبت جو ان کے بدل میں حضرت علیؓ کے پاس موجود ہوں' زیادہ مبغوض ہے' آپ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہوئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ اہل مصر نے محمد بن ابی بکر کو چھبیس سالہ جوان ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھا ہے تو آپ نے دوبارہ مصر کو حضرت قیس بن سعدؓ کے سپرد کرنے کا عزم کیا جنہیں آپ نے انہیں اپنی پولیس پر افسر مقرر کیا ہوا تھا یا آپ نے مصر کو اشتر نخعی کے سپرد کرنے کا عزم کیا اور وہ موصل اور نصیبین پر آپ کا نائب تھا' پس آپ نے اسے صفین کے بعد خط لکھا اور اسے اپنے پاس بلایا پھر اسے مصر کا حاکم مقرر کر دیا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی بجائے اشتر نخعی کو دیار مصر کا حاکم مقرر کر دیا ہے تو انہیں یہ بات گراں گزری کیونکہ انہیں مصر میں دلچسپی تھی اور وہ اسے محمد بن ابی بکرؓ کے ہاتھ سے چھیننا چاہتے تھے اور انہیں معلوم ہو گیا

کہ اشتر اپنی دانائی اور شجاعت کی وجہ سے مصر کو ان سے محفوظ کر لے گا' اور جب اشتر مصر کی طرف گیا اور قلزم تک پہنچا تو خانسار نے اس کا استقبال کیا جو ٹیکس آفیسر تھا اور اس نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا اور اسے شہد کا مشروب پلایا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اور جب حضرت معاویہؓ' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے کہا' بلاشبہ شہد میں بھی اللہ کے لشکر ہیں' اور ابن جریر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اسے حکم دیا کہ وہ اشتر کو قتل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرے اور یہ کام کرنے پر اس سے کچھ باتوں کا وعدہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا۔ یہ بیان محل نظر ہے' اور اگر بالفرض یہ صحیح بھی ہو تو حضرت معاویہؓ اشتر کے قتل کو جائز سمجھتے تھے کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں سے تھا' حاصل کلام یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام' اشتر نخعی کی موت سے بہت شاداں وفرحاں ہوئے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ اس کی شجاعت اور کفایت کی وجہ سے متاسف ہوئے اور آپ نے محمد بن ابی بکر کو دیار مصر میں ٹھہرنے کے لیے خط لکھا' لیکن خربتا شہر میں رہنے والے عثمانیوں کی مخالفت کی وجہ سے اس کا دل کمزور پڑ گیا۔

اور جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آ گئے' اور جس وقت تحکیم کے معاملے کا جو کچھ ہونا تھا ہوا' اور جس وقت اہل عراق اہل شام سے جنگ کرنے سے رُک گئے تو ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور جب دومۃ الجندل کی حکومت ٹوٹ گئی تو اہل شام نے حضرت معاویہؓ کو سلام خلافت کہا اور ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے اپنے امراء' حضرت عمرو بن العاص' حضرت شرحبیل بن السمط' حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید' حضرت الضحاک بن قیس' حضرت بسر بن ارطاۃ' حضرت ابوالاعور سلمی اور حضرت حمزہ بن سنان ہمدانی وغیرہ کو جمع کیا اور ان سے دیار مصر کی طرف جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو انہوں نے آپ کی بات کو قبول کیا اور کہا آپ جہاں چاہیں' جائیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے اور حضرت معاویہؓ نے مصر کے فتح کرنے پر حضرت عمروؓ بن العاص کو اس کی نیابت دی جس سے حضرت عمروؓ بن العاص خوش ہو گئے' پھر حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا' میرے خیال میں آپ ایک قابل اعتماد اور ماہر جنگ شخص کے ساتھ ان کی طرف آدمیوں کو بھیجیں' بلاشبہ وہاں حضرت عثمانؓ سے محبت رکھنے والے لوگوں کی ایک جماعت ہے' جو مخالفین سے جنگ کی صورت میں اس کی مدد کرے گی' حضرت معاویہؓ نے کہا' لیکن میری رائے یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو جو وہاں پر ہمارے مددگار ہیں خط بھیجوں جس میں انہیں ان کی آمد کے متعلق اطلاع دوں اور ہم اپنے مخالفین کی طرف بھی ایک خط بھیجیں جس میں ہم انہیں صلح کی دعوت دیں نیز حضرت معاویہؓ نے کہا اے عمرو آپ ایسے شخص ہیں جس کے لیے عجلت میں برکت دی گئی ہے اور میں ایسا شخص ہوں میرے لیے آہستگی میں برکت دی گئی ہے حضرت عمروؓ نے کہا اللہ تعالیٰ جو آپ کو سمجھائے اس کے مطابق عمل کیجیے' قسم بخدا آپ کا اور ان کا معاملہ سخت جنگ کی طرف منتقل ہو جائے گا' اس موقع پر حضرت معاویہؓ نے مسلمہ بن مخلد انصاری اور معاویہ بن خدیج السکونی کی طرف خط لکھا یہ دونوں بلاد مصر میں ان لوگوں کے سردار تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی مصر میں آپ کے نائبین کا دس ہزار کے قریب آدمیوں نے حکم مانا تھا۔ کہ جلد ہی ان کے پاس ایک فوج آ رہی ہے اور آپ نے اس خط کو اپنے غلام سبیع کے ہاتھ بھیجا اور جب یہ خط مسلمہ اور معاویہ بن خدیج کے پاس پہنچا تو وہ اس سے خوش ہوئے اور دونوں نے آپ کو جواب دیا کہ وہ آپ کی اور جس فوج کو آپ بھیجیں گے بڑی خوشی سے مدد کریں گے

ان شاء اللہ۔ اس موقع پر حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو چھ ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور خود حضرت معاویہؓ الوداع کرنے کو باہر نکلے اور آپ کو اللہ کا تقویٰ نرمی اور آہستگی اختیار کرنے کی وصیت کی اور یہ کہ جو شخص جنگ کرے اسے قتل کریں اور جو پیٹھ پھیر جائے اسے معاف کریں اور لوگوں کو صلح اور جماعت کی طرف دعوت دیں اور جب آپ غالب آ جائیں تو آپ کے مددگار معتزل لوگ ہوں۔

پس حضرت عمروؓ، مصر کو روانہ ہو گئے اور جب آپ مصر پہنچے تو عثمانیہ نے آپ پر اتفاق کر لیا اور آپ نے ان کی قیادت کی اور حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو لکھا:

''امابعد! ایک طرف ہو جایئے میں پسند نہیں کرتا کہ میری کامیابی سے آپ کو تکلیف پہنچے' اس ملک کے لوگوں نے آپ کی مخالفت پر اتفاق کر لیا ہے اور وہ آپ کی پیروی کرنے پر نادم ہیں اور اگر معاملہ سنگین صورت اختیار کر گیا تو وہ آپ کو چھوڑ دیں گے' پس وہاں سے نکل جایئے' بلاشبہ میں آپ کے خیرخواہوں میں سے ہوں''۔ والسلام

اور اسی طرح حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا خط بھی انہیں بھیجا:

''امابعد! بلاشبہ بغاوت وظلم کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور حرمت والے خون کو بہانے والا دنیا میں سزا سے اور آخرت میں تباہ کن انجام سے نہیں بچ سکتا اور ہم آپ سے بڑھ کر کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مخالف نہیں پاتے جس وقت آپ ان کو زندگی کے آخری سانس اور ان کی گردن کی رگوں کے درمیان اپنے تیروں سے مار رہے تھے پھر آپ خیال کرتے ہیں کہ میں آپ کے بارے میں غافل ہوں یا آپ کی اس بات کو بھول گیا ہوں' حتیٰ کہ آپ آ کر اس ملک پر جس میں آپ میرے پڑوسی ہیں' زبردستی مسلط ہو گئے ہیں اور اس کے سب باشندے میرے مددگار ہیں اور میں نے آپ کی طرف فوجیں روانہ کر دی ہیں جو آپ کے ساتھ جہاد کر کے قرب الٰہی حاصل کریں گی اور اللہ تعالیٰ آپ کو قصاص سے نہیں بچائے گا''۔ والسلام

راوی بیان کرتا ہے' محمد بن ابی بکرؓ نے دونوں خط لپیٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیئے اور آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ فوج کے ساتھ مصر کی طرف آ رہے ہیں اور اگر آپ کو مصر کے علاقے کی ضرورت ہے تو میری طرف اموال ورجال کو بھیج دیجیے۔ والسلام

حضرت علیؓ نے آپ کو خط لکھا جس میں آپ کو صبر اختیار کرنے اور دشمن کے ساتھ پوری قوت صرف کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ جلد ہی آپ کی طرف اموال ورجال کو بھیج دیں گے اور ممکن حد تک فوج سے مدد دیں گے' اور محمد بن ابی بکرؓ نے حضرت معاویہؓ کی طرف ان کے خط کا جواب لکھا اور اس میں کچھ سخت کلامی کی اور اسی طرح حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف بھی خط لکھا اور اس میں بھی سخت کلامی سے کام لیا' اور محمد بن ابی بکرؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کرنے اور ان شامیوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی جنہوں نے ان کا قصد کیا تھا' اور حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنی فوجوں اور ان عثمانی مصریوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ مل گئے تھے' مصر کی طرف پیش قدمی کی اور یہ سب کے سب تقریباً سولہ ہزار آدمی تھے اور محمد بن ابی بکرؓ دو ہزار سواروں کے

ساتھ جنہوں نے مصریوں میں سے اس کی آواز پر لبیک کہا تھا' سوار ہو کر آیا اور اس نے اپنی فوج کے آگے کنانہ بن بشر کو بھیجا اور اسے جو شامی بھی ملتا وہ اس سے جنگ کرتا اور انہیں مغلوب کر کے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچا دیتا' حضرت عمرو بن العاصؓ نے معاویہ بن خدیج کو اس کی طرف بھیجا تو وہ پیچھے سے اس کے پاس آیا اور شامیوں نے آ کر ہر طرف سے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس موقع پر کنانہ پیدل ہو گیا اور وہ (وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ کتابا مؤجلا) کی آیت پڑھ رہا تھا پھر اس نے جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہو گیا اور محمد بن ابی بکرؓ کے اصحاب اسے چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور وہ پیدل چلتے ہوئے واپس آیا تو اس نے ایک ویران جگہ دیکھی اور اس میں پناہ لے لی' اور حضرت عمروؓ بن العاص فسطاط مصر میں داخل ہوئے اور معاویہ بن خدیج' محمد بن ابی بکر کی تلاش میں گیا اور راستے میں عجمی کافروں کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے؟ جس سے تم ناواقف ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے اس ویرانے میں ایک شخص کو بیٹھے دیکھا ہے' اس نے کہا رب کعبہ کی قسم وہ وہی ہے' پس وہ اس کے پاس گئے اور انہوں نے اسے اس ویرانے سے نکالا اور وہ پیاس کی وجہ سے قریب المرگ ہو چکا تھا۔ اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ عمرو بن العاص کے پاس گیا اور وہ اس کے ساتھ مصر آیا ہوا تھا۔ اور کہنے لگا' کیا میرے بھائی کو باندھ کر قتل کیا جائے گا؟ پس حضرت عمروؓ بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھیجا کہ وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس لائے اور اسے قتل نہ کرے' حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا' کیا وہ کنانہ بن بشر کو قتل کریں اور میں محمد بن ابی بکر کو چھوڑ دوں' حالانکہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں شامل ہے اور حضرت عثمانؓ نے ان سے پانی مانگا تھا' اور محمد بن ابی بکر نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے پانی کا ایک گھونٹ پلائیں تو حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں تجھے پانی کا ایک قطرہ پلاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے کبھی سیراب نہ کرے تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پینے سے روکا حتیٰ کہ تم نے انہیں روزے اور حرمت کی حالت میں قتل کر دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ سے مہر شدہ خالص شراب ملی' اور ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے معاویہ بن خدیج' حضرت عمرو بن العاص' حضرت معاویہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں۔ اس موقع پر معاویہ بن خدیج غضب ناک ہو گیا اور اس نے محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا پھر اسے ایک گدھے کی مردہ لاش میں رکھ کر آگ سے جلا دیا' اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے اس پر شدید جزع فزع کی اور اس کے عیال کو اپنے پاس لے آئیں اور اس میں اس کا بیٹا القاسم بھی تھا اور آپ نمازوں کے بعد حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو بددعائیں دینے لگیں۔

اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ چار ہزار فوج کے ساتھ مصر آئے جس میں ابوالاعور سلمی بھی تھا پس انہوں نے المسناۃ مقام پر مصریوں کے ساتھ شدید جنگ کی حتیٰ کہ کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی قتل ہو گیا اور اس موقع پر محمد بن ابی بکر بھاگ گیا اور ایک شخص جبلہ بن مسروق کے ہاں روپوش ہو گیا' اس نے اس کے متعلق بتا دیا تو معاویہ بن خدیج اور اس کے اصحاب نے آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور محمد بن ابی بکرؓ ان کے مقابلہ میں نکلا اور لڑتا ہوا قتل ہو گیا' واقدی کا بیان ہے کہ یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے واقدی بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر قتل ہو گیا تو حضرت علیؓ نے اشتر نخعی کو مصر کی طرف بھیجا تو وہ راستے ہی میں مر گیا۔ واللہ اعلم

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح اس سال کے شعبان میں اورخ کی جنگ بھی ہوئی اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حقیقت حال کے بارے میں خبر دیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بلا دمصر پر فتح دی ہے اور انہوں نے سمع واطاعت اور اجتماع جماعت اور حکومت کے میثاق کی طرف رجوع کر لیا ہے۔

اور ہشام بن محمد کلبی کا خیال ہے کہ محمد بن حذیفہ بن عتبہ' محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کے بعد روپوش ہو گیا وہ بھی حضرت عثمانؓ کے قتل کی ترغیب دینے والوں میں شامل تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا مگر وہ اس کے قتل کی طرف نہ بڑھے کیونکہ وہ حضرت معاویہؓ کے ماموں کا بیٹا تھا' حضرت معاویہؓ نے اسے فلسطین میں قید کر دیا اور وہ قید خانے سے بھاگ گیا اور عبداللہ بن عمرو بن ظلام نام ایک شخص اسے ارض بلقاء میں ملا اور محمد ایک غار میں چھپ گیا اور جنگلی گدھے غار میں ٹھکانہ لینے آئے پس جب انہوں نے اسے اس میں دیکھا تو بدک گئے' اور فصل کاٹنے والوں کی جماعت نے جو وہاں موجود تھی ان کے بدکنے سے تعجب کیا' وہ غار کی طرف گئے تو انہوں نے اسے اس میں پایا اور وہ لوگ اس کے پاس آئے تو عبداللہ بن عمرو بن ظلام اسے حضرت معاوؓیہ کی طرف واپس کرنے سے ڈرا کہ وہ اسے معاف کر دیں گے پس اس نے اسے قتل کر دیا اور ابن الکلبی نے بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ ۳۶ھ میں قتل ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن لہیعہ نے بحوالہ یزید بن ابی حبیب مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر کے قبطیوں میں سے ایک قبطی کے مال کو جائز قرار دے دیا کیونکہ وہ آپ کے پاس ٹھہرا تھا اور وہ رومیوں کو مسلمانوں کی کمزوریوں کے متعلق آگاہ کیا کرتا تھا۔ یعنی وہ یہ باتیں انہیں لکھا کرتا تھا۔ پس آپ نے اس سے پچاس سے کچھ زیادہ اروب دینار نکالے' ابوصالح کا بیان ہے کہ اروب' چھ دیبات کا ہوتا ہے اور دیبہ' قفیز کی مانند ہوتا ہے' ہم نے دیبہ پر غور کیا تو اسے ۳۹ ہزار دینار کا پایا میں کہتا ہوں اس لحاظ سے جو مال انہوں نے قبطی سے لیا وہ تقریباً تیرہ کروڑ دینار تک پہنچتا ہے۔

ابومخنف نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکرؓ کے قتل ہونے اور جو کچھ مصر میں حکومت کا معاملہ ہوا اس کے متعلق اور حضرت عمروؓ کے اس کے مالک بن جانے اور لوگوں کے ان پر اور حضرت معاویہؓ پر اتفاق کر لینے کی اطلاع ملی' تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں جہاد وصبر اور اپنے شامی اور مصری دشمنوں کی طرف مارچ کرنے کی ترغیب دی اور کوفہ اور حیرہ کے درمیان الجرعۃ مقام ان کے لیے مقرر کیا اور جب دوسرا دن آیا تو آپ اس کی طرف پیدل روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہاں اتر پڑے اور فوج کا کوئی شخص آپ کے پاس نہ آیا اور جب شام ہوئی تو آپ نے سرکردہ لوگوں کو پیغام بھیجا وہ آپ کے پاس آئے تو آپ افسردہ اور غمزدہ تھے آپ نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا:

''سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے جس امر کا چاہا فیصلہ کر دیا اور جس فعل کو چاہا مقدر کر دیا اور مجھے تمہارے ذریعے اور اس شخص کے ذریعے آزمایا جب میں بلاؤں تو وہ اطاعت نہیں کرتا اور جب میں بلاؤں تو جواب نہیں دیتا اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت معاوؓیہ اجڈ اور کمینے لوگوں کو بلاتے ہیں اور وہ عطا وامداد کے بغیر ان کی اتباع کرتے ہیں اور

سال میں دو تین بار وہ جس طرف بھی چاہیں انہیں جواب دیتے ہیں اور میں تمہیں معونت اور کچھ عطا پر دعوت دیتا ہوں' حالانکہ تم عقل مند اور چیدہ لوگ ہو پھر بھی تم مجھے چھوڑ جاتے ہو اور میری نافرمانی کرتے ہو اور میرے بارے میں اختلاف کرتے ہو''۔

پس مالک بن کعب اوسی آپ کے پاس گیا اور اس نے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم ماننے اور آپ کی سمع و اطاعت کرنے کی طرف دعوت دی تو دو ہزار اشخاص نے اس کی پکار کا جواب دیا اور آپ نے مالک بن کعب کو ان کا امیر بنا دیا اور اس نے ان کو ساتھ لے کر پانچ روز تک سفر کیا پھر حضرت علیؓ کے پاس ان لوگوں کی ایک جماعت آئی جو مصر میں محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ تھے اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ واقعہ کیسے ہوا اور محمد بن ابی بکرؓ کیسے قتل ہوا اور وہاں پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی حکومت کیسے قائم ہوئی' پس آپ نے مالک بن کعب کی طرف آدمی بھیجا اور وہ اسے راستے سے واپس لے آیا' اس لیے کہ آپ کو ان کے متعلق یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شامی ان کے مصر پہنچنے سے قبل ہی ان کا کام تمام کر دیں گے۔

اور عراقیوں نے حضرت علیؓ کے احکام و نواہی کی مخالفت کرنے اور اپنی جہالت' قلت عقل' اکھڑ پن' سختی اور فجور کی وجہ سے آپ کے احکام اور اقوال و افعال سے دور ہونے کی ٹھان لی' اس موقع پر حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جو بصرہ پر آپ کے نائب تھے۔ خط لکھا جس میں لوگوں کی مخالفت و معاندت کے رویہ کی شکایت کی تو حضرت ابن عباسؓ نے آپ کو جواب دیا اور اس میں آپ کو تسلی دی اور محمد بن ابی بکرؓ کے بارے میں تعزیت کی اور لوگوں کی برائیوں پر صبر کرنے اور ان کی تلافی کرنے پر آمادہ کیا۔ بلاشبہ اللہ کا ثواب' دنیا سے بہتر ہے' پھر حضرت ابن عباسؓ بصرہ سے سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ آئے اور حضرت ابن عباسؓ نے زیاد کو بصرہ پر قائم مقام مقرر کیا' اس موقع پر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے عبداللہ بن عمرو الحضرمی کے ہاتھ اہل بصرہ کی طرف خط بھیجا جس میں انہیں دعوت دی کہ وہ حضرت عمرو بن العاصؓ کے اس فیصلے کو تسلیم کر لیں جو انہوں نے آپ کے حق میں کیا ہے اور جب وہ بصرہ آئے تو وہ بنی تمیم کے ہاں اترے اور انہوں نے انہیں پناہ دے دی پس زیاد تیزی کے ساتھ ان کی طرف گیا اور اعین بن ضبیعہ کو ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان کی باہم جنگ ہوئی اور اعین بن ضبیعہ قتل ہو گیا اور زیاد نے حضرت ابن عباسؓ کے چلے جانے کے بعد بصرہ میں جو کچھ ہوا اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے اطلاع دی' تو حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ تمیمی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس کی قوم بنو تمیم کے پاس بھیجا اور اس کے ہاتھ ایک خط بھی انہیں لکھ بھیجا تو ان کی اکثریت نے ابن الحضرمی سے رجوع کر لیا اور جاریہ نے اس کا قصد کیا اور ایک حویلی میں' جس میں وہ اور اس کی جماعت تھی' اس کا محاصرہ کر لیا' بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چالیس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ستر تھی' اور اس نے انہیں عذر ظاہر کرنے اور ڈرانے کے بعد آگ سے جلا دیا اور انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور نہ ہی انہوں نے اس کام سے رجوع کیا جس کے لیے وہ آئے تھے۔



باب:

الحریث بن راشد الناجی کا قتل

اور ابن جریر نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ اہل نہروان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ اسی سال میں ہوئی تھی اور اسی طرح الحریث بن راشد الناجی کا خروج بھی اسی سال میں ہوا تھا اور الحریث کے ساتھ اس کی قوم بنی ناجیہ کے تین سو آدمی تھے۔ اور وہ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے علیؓ! قسم بخدا نہ میں آپ کے حکم کو مانوں گا اور نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا' میں کل آپ سے جدا ہونے والا ہوں' حضرت علیؓ نے اسے کہا تیری ماں تجھے کھو دے تب تو اپنے رب کی نافرمانی کرے گا اور اپنے عہد کو توڑے گا اور تو اپنا ہی نقصان کرے گا اور تو ایسا کیوں کر رہا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ آپ نے کتاب کے بارے میں حکم بنایا ہے اور جب سنجیدگی بڑھ گئی تو آپ قیام حق سے عاجز آ گئے اور ظالم لوگوں کی طرف مائل ہو گئے' پس میں آپ پر عیب لگاتا ہوں اور آپ پر ناراض ہوں اور ہم سب تم سے جدا ہونے والے ہیں پھر وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گیا اور ان کو لے کر بصرہ کی طرف چلا آیا' پس آپ نے معقل بن قیس کو ان کی طرف روانہ کیا پھر خالد بن معدان طائی کو اس کے پیچھے بھیجا۔ اور خالدؒ نیک' دیندار اور دلیر و بہادر آدمی تھا۔ اور آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی سمع و اطاعت کرے اور جب وہ اکٹھے ہو گئے تو ایک فوج بن گئے پھر وہ الحریث اور اس کے اصحاب کے فوراً بعد روانہ ہو گئے اور ان سے جا ملے۔ اور انہوں نے رامہرمز کے پہاڑوں میں پناہ لے لی۔ راوی بیان کرتا ہے پس ہم نے ان کے لیے صف بندی کر لی پھر ہم ان کی طرف بڑھے اور معقل نے اپنے میمنہ پر یزید بن معقل کو اور اپنے میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو افسر مقرر کیا اور الحریث اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور وہ میمنہ بن گئے اور اس نے اپنے کرد اور عجمی کافر پیروکاروں کو میسرہ بنا دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ معقل بن قیس نے ہم میں گھوم پھر کر کہا اے بندگان خدا ان لوگوں سے پہل نہ کرنا اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنا اور کم بولنا اور اپنے آپ کو شمشیر زنی اور نیزہ زنی پر آمادہ کرنا' اور تمہیں اپنی جنگ میں اجر کی بشارت ہو تم ان خارجیوں سے جنگ کر رہے ہو جنہوں نے دین سے خروج کیا ہے اور ان عجمی کافروں سے جنگ کر رہے ہو جنہوں نے ٹیکس کو منسوخ کر دیا ہے اور چوروں اور کردوں سے جنگ کر رہے ہو' پس جب میں حملہ کروں تو تم یکبارگی زوردار حملہ کر دو' پھر وہ آگے بڑھا اور اپنی سواری کو دوبارہ حرکت دی اور تیسری بار ان پر حملہ کر دیا اور ہم سب نے بھی اس کے ساتھ ہی حملہ کر دیا' خدا کی قسم وہ ایک پل بھی ہمارے سامنے ٹھہر نہ سکے حتیٰ کہ شکست کھا کر پشت پھیر گئے اور ہم نے عجمی کافروں اور کردوں میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور الحریث' شکست کھا کر بھاگ گیا حتیٰ کہ اساف چلا گیا۔ جہاں پر اس کی قوم کے بہت سے لوگ تھے۔ پس انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور ساحل سمندر پر اسے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ قتل کر دیا اور اسے النعمان بن صہبان نے قتل کیا' اور میدانِ کارزار میں اس کے ساتھ ایک سو ستر آدمی قتل ہوئے' پھر ابن جریر بہت سے معرکوں کا ذکر کرتا ہے جو اصحابِ علیؓ اور خوارج کے درمیان ہوئے' پھر بیان کرتا ہے کہ عمر بن شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالحسن المدائنی علی

بن محمد بن علی بن مجاہد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبی نے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو بہت سے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور ادنیٰ لوگ باغی ہو گئے اور بنو ناجیہ نے آپ کی مخالفت کی اور ابن الحضرمی بصرہ آیا اور اہل جبال باغی ہو گئے اور ٹیکس والوں نے اس کی منسوخی میں دلچسپی لی اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ایران سے نکال دیا۔ جو وہاں کے گورنر تھے۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے زیاد بن ابیہ کے متعلق مشورہ دیا کہ اسے وہاں کا حاکم بنا دیں تو آپ نے اسے وہاں کا حکم بنا دیا تو وہ آئندہ سال بہت بڑی فوج کے ساتھ وہاں گیا اور ان کو روند ڈالا حتیٰ کہ انہوں نے ٹیکس ادا کیا۔

ابن جریر وغیرہ کا بیان ہے کہ اس سال حضرت قثم بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کروایا جو مکہ میں حضرت علیؓ کے نائب تھے اور ان کے بھائی عبیداللہ بن عباس یمن کے نائب تھے اور ان دونوں کے بھائی عبداللہ بصرہ کے نائب تھے اور ان کے بھائی تمام بن عباس مدینہ کے نائب تھے اور خالد بن قرۃ الیربوعی خراسان کے نائب تھے۔

اور بعض ابن اُبزیٰ کو خراسان کا نائب بیان کرتے ہیں' اور مصر حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں قائم رہا اور آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کا نائب مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن العلیم بن ثعلبہ انصاری اوسی' آپ بدر میں شامل ہوئے اور اُحد کے روز ثابت قدم رہے اور بقیہ معرکوں میں بھی شامل ہوئے' آپ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے اور آپ حضرت علیؓ کے ساتھ معرکہ جمل کے سوا' کیونکہ حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ پر قائمقام مقرر کیا ہوا تھا' سب معرکوں میں شامل ہوئے اور حضرت سہل بن حنیفؓ نے ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں اور بعض چھ بیان کرتے ہیں اور فرمایا آپ بدری تھے۔

حضرت صفوانؓ بن بیضا برادر سہیل بن بیضاء:

آپ تمام معرکوں میں شامل ہوئے اور اس سال کے رمضان میں آپ نے وفات پائی' آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت صہیبؓ بن سنان بن مالک رومی:

آپ اصل میں یمن کے تھے ابو یحییٰ بن قاسط' آپ کا باپ یا چچا ایلہ پر کسریٰ کا گورنر تھا اور ان کی فرودگاہیں دجلہ پر موصل کے پاس تھیں اور بعض کا قول ہے کہ فرات پر تھیں پس رومیوں نے ان کے علاقے پر غارت گری کی اور چھوٹی عمر میں ہی آپ کو قیدی بنا لیا' آپ نے ایک عرصہ تک ان کے پاس قیام کیا پھر بنو کلب نے آپ کو خرید لیا اور آپ کو مکہ لے آئے تو عبداللہ بن جدعان نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور آپ نے ایک عرصہ تک مکہ میں قیام کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ ان پر ایمان لے آئے' آپ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں آپ دونوں نے تیس پینتیس آدمیوں کے بعد ایک ہی دن اسلام قبول کیا اور آپ ان کمزور لوگوں میں شامل تھے جنہیں خدا کی راہ میں عذاب دیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو آپ سے کچھ

دن بعد حضرت صہیبؓ نے بھی ہجرت کی اور کچھ مشرکین آپ سے جا ملے اور آپ کو ہجرت سے روکنا چاہا اور جب آپ نے اس بات کو محسوس کیا تو اپنے ترکش کو تیروں سے خالی کر دیا اور فرمایا خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے بڑے تیر اندازوں میں شامل ہوں اور قسم بخدا تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میں تم میں سے ہر تیر کے ساتھ ایک آدمی کو قتل نہ کروں' پھر میں اپنی تلوار کے ساتھ تم سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں اور اگر تم مال کے خواہش مند ہو تو میں تمہیں اپنے مال کے متعلق بتاتا ہوں وہ فلاں فلاں جگہ پر مدفون ہے تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور آپ کے مال کو حاصل کر لیا اور جب آپ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا ابو یحییٰ کی بیع نفع مند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَؤُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾

اور حماد بن سلمہ نے اسے علی بن زید سے بحوالہ حضرت سعید بن المسیبؒ روایت کیا ہے' آپ بدر واحد اور بعد کے معرکوں میں شامل ہوئے اور جب حضرت عمرؓ نے امارت کے لیے شوریٰ بنائی تو آپ ہی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہو گئے اور آپ ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ ان کے دوست تھے۔ آپ شدید سرخ رنگ کے تھے نہ لمبے تھے نہ چھوٹے' آپ کے دونوں ابرو ملے ہوئے تھے اور بہت بالوں والے تھے اور آپ کی زبان میں بڑی لکنت تھی اور آپ کی طبیعت میں دینداری اور فضیلت کے ساتھ ساتھ دل لگی' خوش طبعی اور کشادگی بھی پائی جاتی تھی۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو تازہ کھجور کے ساتھ کھیرا کھاتے دیکھا اور آپ کی ایک آنکھ دکھتی تھی' تو آپؐ نے فرمایا کیا آپ تازہ کھجور کھاتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی آنکھ دکھتی ہے؟ آپ نے جواب دیا' میں اپنی صحیح آنکھ کی طرف کھا رہا ہوں تو رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے' آپ نے ۳۸ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ ۳۹ھ میں وفات پائی' آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی۔

حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حجۃ الوداع میں درخت کے نیچے حرم کے نزدیک پیدا ہوئے آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس تھیں اور جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے انہیں غسل دینے کی وصیت کی تو انہوں نے آپ کو غسل دیا اور جب ان کی عدت ختم ہو گئی تو حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور آپ انہی کی گود میں پروان چڑھے اور جب انہیں خلافت ملی تو حضرت علیؓ نے قیس بن سعد بن عبادہؓ کے بعد آپ کو بلاد مصر پر نائب مقرر کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب یہ سال آیا تو حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو بھیجا' جنہوں نے آپ سے بلاد مصر کو چھین لیا اور محمد بن ابی بکر قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ کی عمر تیس سال سے کم تھے۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس:

ابن معبد الحارث الخثعمیہ' آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ہی خیبر آئیں اور ان سے آپ کے ہاں عبداللہ' عون اور محمد پیدا ہوئے اور جب حضرت جعفرؓ موتہ میں

شہید ہو گئے تو ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کر لیا جس سے آپ کے ہاں' امیر مصر محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے' پھر جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو آپ کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آپ سے نکاح کر لیا اور ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور عون پیدا ہوئے اور آپ ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث کی ماں جائی بہن تھیں اور اسی طرح آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل کی ماں جائی بہن تھیں اور آپ کی ماں جائی نو بہنیں تھیں اور آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمٰی بنت عمیس کی بہن تھیں جس سے ان کی ایک بیٹی عمارہ نام تھی۔

۳۹ھ

اس سال حضرت معاویہؓ نے بہت سی افواج کو تیار کر کے انہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عملداریوں کے اطراف میں پھیلا دیا اور ایسا اس لیے کیا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معزولی پر اتفاق کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاوؓیہ کو حاکم مقرر کر دیا تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کی حکومت موقع کے مطابق واقع ہوئی ہے اور ان کے خیال کے مطابق ان کی اطاعت واجب ہو گئی ہے نیز اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عراقی فوجیں بہت سے معاملات میں ان کی اطاعت نہیں کرتیں اور ان کا حکم نہیں بجالاتیں' اور اس حالت کی موجودگی میں امارت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اور ان کا خیال تھا کہ ایسی صورت میں ان کے لیے ایسا کرنا اولیٰ ہے۔

اور اس سال آپ نے حضرت نعمانؓ بن بشیر کو دو ہزار فوج کے ساتھ عین التمر کی طرف بھیجا جہاں پر مالک بن کعب ارحبی ایک ہزار مسلح فوج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نائب مقرر تھا' پس جب انہوں نے شامیوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اس سے الگ ہو گئے اور کعب بن مالک کے ساتھ صرف ایک سو آدمی باقی رہ گیا' اس موقع پر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال لکھ بھیجی اور حضرت علیؓ نے لوگوں کو مالک بن کعب کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے سستی کی اور اسے چھوڑ دیا اور خروج کے لیے اس کی بات نہ مانی پس اس موقع پر حضرت علیؓ نے ان سے خطاب کیا اور اپنی تقریر میں فرمایا اے اہل کوفہ جب کبھی تم نے شامیوں کے کسی ہراول دستہ کے متعلق سنا تو تم میں سے ہر کوئی اپنے گھر میں گھس گیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا' جس طرح گوہ اپنے بل میں گھس جاتی ہے اور بجو اپنے بھٹ میں گھس جاتا ہے' خدا کی قسم دھوکہ خوردہ وہ ہے جسے تم دھوکہ دو اور جو تم سے الگ ہو جائے وہ تیر کو ٹھیک نشانہ پر لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تم پکار کے وقت شریف نہیں ہو اور نہ نجات کے وقت قابل اعتماد بھائی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. میں تمہاری وجہ سے آزمائش میں پڑ گیا ہوں' تم نہ دیکھنے والے اندھے' نہ بولنے والے گونگے اور نہ سننے والے بہرے ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اور نعمان بن بشیرؓ نے اچانک انہیں آ لیا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مالک بن کعب کے ساتھ صرف ایک سو آدمی تھے انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیے اور مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اسی دوران میں مخنف بن سلیم اپنے بیٹے عبدالرحمٰن بن مخنف سمیت پچاس آدمیوں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے آ گیا اور جب شامیوں نے انہیں دیکھا تو انہیں ایک بہت بڑی فوج خیال کیا اور گھبرا کر بھاگ گئے' پس مالک بن کعب نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا اور باقی جدھر منہ آیا اُدھر چلے گئے اور اس وجہ سے ان کی حکومت مکمل نہ ہو سکی۔

اس سال حضرت معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے ہیت جا کر غارت گری کرنے کا حکم دیا' پھر انبار اور مدائن جانے کا حکم دیا وہ چلتے چلتے ہیت پہنچا مگر اس نے وہاں کسی شخص کو موجود نہ پایا پھر وہ انبار پہنچا تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقریباً پانچ سو جوانوں کا میگزین تھا پس وہ لوگ منتشر ہو گئے اور ان میں سے صرف ایک سو آدمی باقی رہ گیا جنہوں نے اپنی قلت کے باوجود جنگ کی اور استقلال دکھایا حتیٰ کہ ان کا امیر اشرس بن حسان بلوی اپنے تیس اصحاب کے ساتھ قتل ہو گیا اور انبار میں جو اموال موجود تھے وہ انہیں اٹھا لے گئے اور شام جانے کے لیے واپس ہوئے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ بنفس نفیس سوار ہو کر نخیلہ گئے اور نخیلہ میں اترے تو لوگوں نے آپ سے کہا یا امیر المومنین ہم اس بات میں آپ کو کفایت کریں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم نہ مجھے کفایت کرو گے اور نہ اپنے آپ کو' اور آپ نے سعد بن قیس کو لوگوں کے پیچھے بھیجا تو وہ ان کے پیچھے پیچھے چل کر ہیت پہنچ گیا اور ان سے ملے بغیر واپس آ گیا۔

اور اس سال حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن سعدۃ الفزاری کو ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ تیماء کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ جنگل کے باشندوں میں خیرات کرے اور جو اس کی عطاء سے انکار کرے اسے قتل کر دے' پھر مدینہ' مکہ اور حجاز آ جائے' پس وہ تیماء کی طرف گیا اور بہت سے لوگوں نے اس سے اتفاق کر لیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے المسیب بن نجیہ الفزاری کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور تیماء مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور زوال آفتاب کے وقت ان میں باہم شدید جنگ ہوئی اور المسیب بن نجیہ نے ابن سعدۃ پر حملہ کیا اور اس پر تلوار کے تین وار کیے اور وہ اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسے کہتا تھا کہ نجات حاصل کرو' نجات حاصل کرو' پس ابن سعدۃ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں ایک قلعے میں چلا گیا اور وہ وہاں قلعہ بند ہو گئے اور ان کے باقیماندہ لوگ شام کی طرف بھاگ گئے اور ابن نجیہ نے صدقہ کے جو اونٹ اکٹھے کیے تھے انہیں بدوؤں نے لوٹ لیا اور المسیب بن نجیہ نے تین دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا پھر دروازے پر لکڑیاں پھینک دیں اور اسے آگ بھڑکا دی اور جب انہیں محسوس ہوا کہ وہ مرا چاہتے ہیں تو وہ قلعے سے دوڑے اور اسے رشتہ داری کے تعلقات یاد دلائے کہ وہ اس کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں تو اس نے ان پر ترس کھایا اور آگ کو بجھا دیا اور جب رات ہوئی تو اس نے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور وہ گھبرا کر شام کی طرف چلے گئے تو عبدالرحمٰن بن شبیب نے میتب بن نجیہ سے کہا چلیے اور ان سے جا ملیے' اس نے کہا' نہیں' عبدالرحمٰن نے کہا تو نے امیر المومنین کو دھوکہ دیا ہے اور ان کے معاملے میں منافقت سے کام لیا ہے۔

اور اس سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے حضرت علیؓ کی فوج کی اطراف پر غارت گری کرنے کا حکم دیا' اور حضرت علیؓ نے حجر بن عدی کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور ان میں پچاس پچاس درہم خرچ کیے اور تدمر مقام پر ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ضحاک کے ساتھیوں میں سے انیس آدمی اور حجر بن عدی کے ساتھیوں میں دو آدمی قتل ہوئے اور ان پر دہشت چھا گئی تو وہ الگ الگ ہو گئے اور ضحاک اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا۔

اور اس سال حضرت معاویہؓ بنفس نفیس ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہو کر دجلہ پہنچ گئے پھر واپس آ گئے' اسے محمد بن سعد نے بحوالہ واقدی اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی طرح ابو معشر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اور اس سال حضرت علیؓ نے زیاد بن ابیہ کو سرزمین ایران کا حاکم مقرر کیا انہوں نے ٹیکس دینے اور اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب ابن الحضرمی اور اس کے ساتھیوں کو آگ سے جلایا گیا تو اسی وقت جاریہ بن قدامہ نے انہیں اس گھر میں آگ سے جلا دیا' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب یہ بات مشہور ہوئی تو بہت سے لوگوں کے دل حضرت علیؓ کے متعلق مشوش ہو گئے اور اس نواح کے اکثر باشندوں نے اپنا ٹیکس دینے سے انکار کر دیا خصوصاً اہل ایران نے انہوں نے تمرد اختیار کیا اور اپنے گورنر حضرت سہل بن حنیف کو اپنے درمیان سے نکال باہر کیا۔ جیسا کہ پہلے گذشتہ سال میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پس آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ آپ کسے ان پر گورنر مقرر کریں تو حضرت ابن عباسؓ اور جاریہ بن قدامہ نے مشورہ دیا کہ زیاد بن ابیہ کو ان کا گورنر مقرر کیا جائے کیونکہ وہ پختہ رائے اور سیاست دان ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا' وہ ایران کے گورنر ہوئے' پس آپ نے انہیں ایران اور کرمان کا حاکم مقرر کر دیا اور انہیں چار ہزار سواروں کے ساتھ ایران اور کرمان کی طرف بھیج دیا' انہوں نے اس سال ایران جا کر اس کے باشندوں کو ذلیل و عاجز کر دیا اور انہیں مغلوب کر دیا حتیٰ کہ وہ سیدھے ہو گئے اور انہوں نے ٹیکس اور ان حقوق کو ادا کیا جو ان پر واجب تھے اور وہ سمع و اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان میں عدل گستری اور امانت سے کام لیا حتیٰ کہ ان ممالک کے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس عربی کی سیرت سے بڑھ کر نرمی اور مدارات اور علم میں انوشروان کی سیرت کی مانند نہیں دیکھا اور ان ممالک میں اس کے عدل و علم اور پختگی رائے کا چرچا ہو گیا اور اس نے مال کے لیے ایک مضبوط قلعہ بنایا جو قلعہ زیاد کے نام سے مشہور تھا پھر جب اس کے بعد اس قلعہ میں منصور الیشکری قلعہ بند ہوا تو وہ اس کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسے قلعہ منصور کہا جانے لگا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج بنا کر بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے یزید بن سخبرۃ الرہادی کو' لوگوں کو حج ادا کروانے کے لیے بھیجا اور جب یہ دونوں مکہ میں ملے تو دونوں نے اختلاف کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا پس دونوں نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحۃ الحجبی پر صلح کر لی اور اس نے لوگوں کو حج کروایا اور حج کے ایام میں انہیں نماز پڑھائی ابو الحسن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں ان کے قتل ہونے تک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حج کے اجتماع میں شامل نہیں ہوئے اور جس شخص نے یزید بن سخبرۃ سے جھگڑا کیا وہ حضرت قثم بن عباسؓ تھے حتیٰ کہ دونوں نے شیبہ بن عثمان پر صلح کر لی' ابن جریر نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ ابو الحسن المدائنی نے بیان کیا ہے کہ ابو مصعب نے بیان کیا ہے کہ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ شہروں پر حضرت علیؓ کے گورنر وہی لوگ تھے جن کا ذکر ہم نے گذشتہ سال میں کیا ہے' ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے روانہ ہو کر کوفہ آ گئے اور بصرہ پر زیاد بن ابیہ کو قائم مقام مقرر کیا پھر زیاد اس سال ایران اور کرمان کی طرف چلے آئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

حضرت سعد القرظیؓ:

آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد قبا کے موذن تھے' پس جب حضرت عمرؓ نے خلافت سنبھالی تو آپ نے انہیں مسجد نبوی کی اذان پر مقرر کر دیا' آپ اصل میں حضرت عمار بن یاسرؓ کے غلام تھے اور آپ عید کے روز عیدگاہ تک حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے آگے نیزہ برداری کرتے تھے اور طویل مدت تک آپ کی اولاد میں اذان کا کام باقی رہا۔

حضرت عقبہؓ بن عمرو بن ثعلبہ:

ابومسعود بدری' آپ نے بدر کے پانی پر سکونت اختیار کر لی اور صحیح قول کے مطابق آپ معرکہ میں شامل نہیں ہوئے اور آپ نے عقبہ میں شمولیت کی اور آپ سادات صحابہؓ میں سے تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین وغیرہ میں کوفہ سے باہر جاتے تھے تو آپ کوفہ میں ان کی نیابت کرتے تھے۔

۴۰ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے جلیل الشان امور میں سے حضرت معاویہؓ کا بسر بن ارطاۃ کو تین ہزار جانبازوں کے ساتھ حجاز کی طرف بھیجنا ہے اور اس نے زیاد بن عبداللہ البکائی سے بحوالہ عوانہ بیان کیا ہے کہ حکمین کی تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ نے بشر بن ارطاۃ کو جو بنی عامر بن لوی کا ایک شخص تھا۔ ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ شام سے چل کر مدینہ آئے۔ ان دنوں ابوایوب مدینہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عامل تھا۔ ابوایوب ان سے بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ آ گیا اور بسر مدینہ میں داخل ہو گیا اور کسی نے اس سے جنگ نہ کی' اس نے مدینہ کے منبر پر چڑھ کر آواز دی' اے دینار' اے نجار' اے زریق' گذشتہ کل کو میں نے یہاں اپنے بزرگ سے ملاقات کی تھی وہ کہاں ہے؟ یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ پھر اس نے کہا اے اہل مدینہ خدا کی قسم اگر حضرت معاویہؓ نے مجھے حکم نہ دیا ہوتا تو میں مدینہ میں تمام بالغوں کو قتل کر چھوڑتا' پھر اس نے اہل مدینہ کی بیعت لی اور بنی سلمہ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا خدا کی قسم جب تک تم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس نہ لاؤ میرے پاس تمہارے لیے نہ کوئی امان ہے نہ معاہدہ یعنی وہ اس کی بیعت کریں۔ پس حضرت جابر حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کی کیا رائے ہے مجھے قتل ہونے کا خدشہ ہے اور یہ بیعت ضلالت ہے؟ آپ نے فرمایا میرے خیال میں آپ بیعت کر لیں' میں نے حضرت عمرؓ کے دونوں بیٹوں اور اپنے داماد حضرت عبداللہ بن زمعۃ جو آپ کی بیٹی زینب کے خاوند تھے۔ کو بیعت کرنے کا حکم دیا ہے پس حضرت جابرؓ نے آ کر اس کی بیعت کر لی' راوی بیان کرتا ہے اور بسر نے مدینہ میں گھروں کو گرا دیا پھر چلا گیا اور مکہ آ گیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس سے خوفزدہ ہوئے کہ وہ آپ کو قتل کر دے گا' بسر نے آپ سے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا اور اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس سے قبل حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کو لکھا کہ حضرت معاویہؓ کے بھیجے ہوئے سوار حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار

کرنے والوں کو قتل کر دیں گے' پھر بسر' یمن کی طرف گیا جہاں عبیداللہ بن عباس نائب مقرر تھے وہ کوفہ کی طرف بھاگ گئے حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن المدان الحادی کو یمن پر قائم مقام مقرر کیا اور جب بسر' یمن میں داخل ہوا تو اس نے اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور بسر' عبیداللہ بن عباس کی اولاد سے ملا اور اس میں ان کے دو چھوٹے بیٹے بھی تھے جنہیں اس نے قتل کر دیا اور وہ عبدالرحمن اور قثم تھے' کہتے ہیں کہ اس سفر میں بسر نے حضرت علیؓ کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اصحاب مغازی وسیر کے ہاں یہ ایک مشہور واقعہ ہے اور میرے نزدیک اس کی صحت محل نظر ہے واللہ تعالیٰ اعلم' اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بسر کی اطلاع ملی تو آپ نے جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو دو دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا' پس جاریہ چلتے چلتے نجران پہنچ گیا اور اسے چیر گیا اور اس نے حضرت عثمانؓ کے کچھ مددگاروں کو قتل کر دیا اور بسر اور اس کے اصحاب بھاگ گئے اور اس نے ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مکہ پہنچ گیا اور جاریہ نے انہیں کہا'' بیعت کرو'' انہوں نے کہا امیر المومنین ہلاک ہو چکے ہیں ہم کس کی بیعت کریں؟ اس نے کہا اس کی بیعت کرو جس کی حضرت علیؓ کے اصحاب نے بیعت کی ہے' تو انہوں نے سستی سے کام لیا پھر خوف سے بیعت کر لی' پھر وہ چلتے چلتے مدینہ آ گیا اور حضرت ابوہریرہؓ انہیں نماز پڑھا رہے تھے پس وہ بھاگ گئے اور جاریہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں بلی کے باپ کو پکڑ لیتا تو اسے قتل کر دیتا' پھر اس نے اہل مدینہ سے کہا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لو' تو انہوں نے بیعت کر لی اور اس نے ان کے ہاں قیام کیا پھر کوفہ واپس جانے کے لیے نکلا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوبارہ انہیں نماز پڑھانے لگے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان خط وکتابت ہونے کے بعد' جس کا ذکر باعثِ طوالت ہوگا۔ جنگ ختم کرنے پر صلح ہوگئی نیز اس امر پر کہ عراق کی حکومت حضرت علیؓ کے لیے ہوگی اور شام کی حکومت حضرت معاویہؓ کے لیے ہوگی اور ان دونوں میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کی عملداری میں فوج کے ساتھ نہیں آئے گا اور نہ غارت گری اور جنگ کرے گا' پھر اس نے زیاد سے بحوالہ ابن اسحاق بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''امابعد! امت نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا ہے پس عراق آپ کے لیے اور شام میرے لیے ہے''۔

اور حضرت علیؓ نے اسے تسلیم کیا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے قتل کرنے سے رُک گیا اور فوجوں کو اپنے ملک کی طرف بھیج دیا اور اس طرح معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال حضرت ابن عباسؓ بصرہ سے مکہ آئے اور عام اہل سیر کے نزدیک آپ نے گورنری کو چھوڑ دیا اور بعض نے اس بات سے انکار کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ وہ مسلسل بصرہ کے گورنر رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور یہ کہ وہ صلح کے گواہ تھے اس کی صراحت ابوعبیدہ نے کی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پھر ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بصرہ سے چلے جانے کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ابوالاسود الدولی القاضی سے گفتگو کی جس میں ابوالاسود کی کسر شان تھی ابوالاسود نے حضرت ابن عباسؓ کی شکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھی اور آپ کی بے عزتی کی کہ آپ نے بیت المال سے کچھ مال لیا ہے' حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور اس بارے میں آپ کو ملامت کی اور اس پر آپ کو

تاوان ڈال دیا حضرت ابن عباسؓ اس بات پر غضب ناک ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا آپ جسے پسند کرتے ہیں اسے اپنی عملداری کی طرف بھیج دیجیے میں وہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ والسلام

پھر حضرت ابن عباسؓ اپنے ماموؤں کے ساتھ جو بنی ہلال میں سے تھے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سارے بنوقیس نے ان کی پیروی کی اور آپ نے بیت المال سے اپنی جمع شدہ اُجرت اور غنیمت لی' اور جب آپ چلے تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ چل پڑے اور بنوغنم ان سے آ ملے اور انہوں نے انہیں چلنے سے روکنا چاہا اور ان کے درمیان جنگ ہوگئی پھر انہوں نے ایک دوسرے کو روکا اور حضرت ابن عباسؓ مکہ میں داخل ہو گئے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے قتل کا بیان' اور آپؓ کے قتل اور کیفیت قتل کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہ ﷺ

امیر المومنین حضرت علیؓ کے حالات ناخوشگوار ہو گئے اور آپ کی فوج آپ کے خلاف متحرک ہوگئی اور اہل عراق نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے ساتھ قیام کرنے سے رک گئے اور اہل شام کا معاملہ سنگین ہو گیا اور انہوں نے اس خیال کے پیش نظر دائیں بائیں گشت کی اور حملے کیے کہ حکمین کے فیصلے کے مطابق امارت حضرت معاویہؓ کے لیے ہے کیونکہ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ہے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک سے امارت چھننے پر حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا ہے' اور اہل شام' تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ کو امیر کہتے تھے اور جوں جوں اہل شام کی قوت میں اضافہ ہوا۔ توں توں اہل عراق کا دل کمزور ہوتا گیا' اور ان کے امیر حضرت علی بن ابی طالبؓ اس زمانے میں اہل ارض کے بہترین آدمی تھے اور ان سے بڑے عبادت گزار' بڑے زاہد' بڑے عالم اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے' اس کے باوجود انہوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا کی' اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی' اور آپ بکثرت فرمایا کرتے تھے' اس امت کا بدبخت ترین آدمی کس کا منتظر ہے؟ اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ قتل نہیں کرتا؟ پھر فرماتے خدا کی قسم یہ داڑھی ضرور اس کھوپڑی کے خون سے رنگی جائے گی' جیسا کہ بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن محمد بن اسحٰق الصنانی بیان کیا ہے کہ ابوالحرب الاحوص بن حراب نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن زریق نے عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ثعلبہ بن یزید ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے کہ یہ داڑھی اس کھوپڑی کے خون سے ضرور رنگی جائے گی' اس امت کا بدبخت ترین آدمی کس کا منتظر ہے۔ عبداللہ بن سبع نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم اگر کسی شخص نے ایسا فعل کیا تو ہم اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے' آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میرے قاتل کے سوا کوئی اور شخص قتل ہو' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں تم کو اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تم کو چھوڑا تھا' انہوں نے کہا جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اسے کیا کہیں گے حالانکہ آپ نے ہمیں بغیر حاکم کے چھوڑا

ہے آپ نے فرمایا میں کہوں گا اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ مقرر کیا پھر تو نے مجھے موت دے دی اور میں نے تجھے ان میں چھوڑا خواہ تو ان کی اصلاح کر اور خواہ انہیں خراب کر۔

ایک اور طریق:

ابوداؤد طیالسی اپنے مسند میں بیان کرتے ہیں کہ شریک نے عثمان بن المغیرہ سے زید بن وہب ہم سے بیان کیا کہ خوارج نے حضرت علیؓ کے پاس آ کر انہیں کہا' اللہ سے ڈریئے بلاشبہ آپ مرنے والے ہیں' آپ نے فرمایا' نہیں' اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے' لیکن میں کھوپڑی پر ضرب لگنے سے قتل ہوں گا جو داڑھی کو رنگ دے گی۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے داڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ ایک معروف ومشہور عہد اور فیصلہ شدہ امر ہے' اور جس نے افترا کیا وہ ناکام ہوا۔

انہی سے ایک اور طریق:

حافظ ابویعلی نے بیان کیا ہے کہ سوید بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ رشدین بن سعد نے عن یزید بن عبداللہ بن اسامہ عن عثمان بن صہیب عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اولین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے کہا ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا' آپ نے فرمایا تو نے درست کہا ہے اور آخرین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس کا علم نہیں' آپ نے فرمایا جو تیری اس کھوپڑی پر تلوار مار کر اس کے خون سے تیری داڑھی کو رنگ دے گا' راوی بیان کرتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا بدبخت ترین آدمی ظاہر ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے سالم بن ابی الجعد سے بحوالہ عبداللہ بن سبع ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ یہ (داڑھی) اس کھوپڑی سے ضرور رنگی جائے گی اور شقی میرا منتظر ہے' لوگوں نے کہا یا امیر المومنین آپ ہمیں اس کے متعلق بتائیں ہم اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے' آپ نے فرمایا خدا کی قسم تب تم میری وجہ سے میرے قاتل کے سوا کسی اور شخص کو قتل کرو گے' انہوں نے کہا ہم پر خلیفہ مقرر کر دیجئے' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ میں تمہیں اس طرح چھوڑوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں چھوڑا تھا' انہوں نے کہا جب آپ اپنے رب کے پاس جائیں گے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ آپ نے فرمایا میں کہوں گا اے اللہ تو نے مجھے ان میں اپنی مرضی کے مطابق چھوڑا پھر تو نے مجھے موت دے کر اپنے پاس بلا لیا اور تو ان میں موجود تھا خواہ ان کی اصلاح کر خواہ انہیں خراب کر۔

امام احمد کا بیان ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے عن الاعمش عن سلمہ بن کہیل عن عبداللہ بن سبع ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے کہ یہ داڑھی اس کھوپڑی سے ضرور رنگین ہوگی' راوی بیان کرتا ہے' لوگوں نے کہا' ہمیں بتایئے وہ کون ہے ہم بالضرور اسے تباہ کر دیں گے یا بالضرور اس کی اولاد کو تباہ کر دیں گے' آپ نے فرمایا میں تم سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ میرے قاتل کے سوا کوئی اور شخص قتل ہو' انہوں نے کہا' اگر آپ کو اس بات کا علم ہے تو خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا نہیں' میں تمہیں اس کے سپرد کروں گا جس کے سپرد تمہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق:

امام احمد کا بیان ہے کہ ہاشم بن القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن راشد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ فضالہ بن ابی فضالہ انصاری ہم سے بیان کیا ابن فضالہ بدری تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گیا آپ ایک بیماری کے باعث سخت بیمار تھے' راوی بیان کرتا ہے میرے باپ نے انہیں کہا اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا جہینہ کے بدو آپ کو اس مقام پر ٹھہرائیں گے؟ آپ کو مدینہ لے جایا جائے گا اور اگر آپ کو موت آ جائے تو آپ کے اصحاب آپ کی مدد کریں گے اور آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے' حضرت علیؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں امیر بنے بغیر نہیں مروں گا پھر یہ داڑھی اس کھوپڑی کے خون سے رنگین ہو جائے گی' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اور ابن فضالہ جنگ صفین میں قتل ہو گئے اس کی روایت میں بھی امام احمد متفرد ہیں اور بیہقی نے اسے الدلائل میں عن الحاکم عن الاصم' عن الحسن بن مکرم عن ابی النضر ہاشم بن القاسم روایت کیا ہے۔

انہی سے ایک اور طریق:

حافظ ابوبکر البزار نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ احمد بن ابان القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہم سے بیان کیا کہ کوفی نے جسے عبدالملک بن اعین کہا جاتا ہے ابوحرب بن ابوالاسود سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب کہ میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا' مجھے کہا عراق نہ جانا اور اگر آپ وہاں گئے تو آپ کو وہاں تلوار کی دھار لگے گی' راوی بیان کرتا ہے اور قسم بخدا آپ نے یہ بات بتائی اور اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات بتائی' ابوالاسود کا بیان ہے کہ میں نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے سوا کسی جنگجو شخص کو یہ بات بیان کرتے نہیں دیکھا۔ پھر البزار نے بیان کیا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت علیؓ کے سوا اس اسناد کے ساتھ کسی اور نے اسے روایت کیا ہو اور نہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ عبدالملک بن اعین کے سوا کسی نے اسے بحوالہ ابوحرب روایت کیا ہو اور اس سے ابن عیینہ کے سوا اسے کسی نے روایت نہیں کیا' اسی طرح انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے متعدد طرق سے اس کے خلاف بھی دیکھا ہے اور بیہقی نے ان طرق میں سے کچھ طرق بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ہم نے کتاب السنن فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقتلہ میں اسے صحیح اسناد کے ساتھ عن زید بن اسلم عن ابی سنان الدوٴلی عن علی روایت کیا ہے۔

اس بارے میں ایک اور حدیث:

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ علی بن القاسم البصری نے مجھے بتایا کہ علی بن اسحاق المارداني نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحاق الصنعانی نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن اُبان الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ ناصح بن عبداللہ المحلمی نے سماک سے بحوالہ جابر بن سمرۃ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اولین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا' ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا۔ آپ نے فرمایا' آخرین کا بدبخت ترین آدمی کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا تیرا قاتل۔

اس مفہوم کی ایک اور حدیث:

بیہقی نے فطر بن خلیفہ اور عبدالعزیز بن سیاہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے حبیب بن ابی ثابت سے بحوالہ ثعلبہ الحمانی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم مجھے نبی امی نے وصیت کی ہے کہ عنقریب میرے بعد امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ ثعلبہ بن زید الحمانی کی اس حدیث میں اعتراض پایا جاتا ہے' امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے دوسرے اسناد کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اگرچہ وہ محفوظ ہے۔ ابوعلی الروذباری نے ہمیں بتایا کہ ابومحمد بن شوذب الواسطی نے واسط میں ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن ایوب نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عون نے عن ہشیم عن اسماعیل بن سالم عن ابی ادریس از دی عن علی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو وصیتیں کی ہیں ان میں یہ وصیت بھی ہے کہ عنقریب امت تجھ سے خیانت کرے گی۔ امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کا خروج ہو جنہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور پھر آپ کے قتل کی سازش کی اور اعمش نے عمرو بن مرۃ بن عبداللہ بن الحارث سے بحوالہ زہیر بن ارقم بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جمعہ کے روز ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ بسر' یمن آیا ہے اور قسم بخدا میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے اور وہ تم پر تمہارے امام کی نافرمانی کرنے اور اپنے امام کی اطاعت کرنے اور تمہاری خیانت اور اپنی امانت اور تمہارے زمین میں خرابی کرنے اور اپنے اصلاح کرنے کی وجہ سے غالب آئیں گے' اور میں نے فلاں شخص کو بھیجا تو اس نے خیانت اور بدعہدی کی اور میں نے فلاں کو بھیجا تو اس نے خیانت اور بدعہدی کی' اور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف مال بھیجتا اگر میں تم میں سے کسی کو ایک پیالے پر امین بناتا تو وہ اس کے لٹکانے کی چیز کو لے جاتا۔ اے اللہ میں ان سے اکتا گیا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور میں انہیں ناپسند کرتا ہوں اور وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اے اللہ! انہیں مجھ سے راحت دے اور مجھے ان سے راحت دے' راوی بیان کرتا ہے آپ نے دوسرا جمعہ نہیں پڑھا کہ آپ قتل ہو گئے۔

آپ کے قتل کا بیان:

ابن جریر اور کئی علمائے تاریخ وسیر نے بیان کیا ہے کہ تین خارجیوں' عبدالرحمٰن بن عمرو المعروف بہ ابن ملجم الحمیری ثم الکندی حلیف بنی حنیفہ من کندۃ المصری' جو گندم گوں' خوبرو' ہنس مکھ' جس کے بال اس کے کانوں کی لو تک تھے اور اس کے چہرے پر سجدوں کا نشان تھا۔ البرک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی نے اکٹھے ہو کر آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ حضرت علیؓ نے ان کے بھائیوں کو جو اہل نہروان میں سے تھے' قتل کیا ہے پھر انہوں نے ان کے لیے رحم کی دعا کی اور کہنے لگے' ہم ان کے بعد باقی رہ کر کیا کریں گے؟ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ رکھتے تھے اور اگر ہم اپنے آپ کو فروخت کرتے تو ہم ائمہ ضلال کے پاس آتے اور انہیں قتل کر دیتے اور شہروں کو ان سے راحت دیتے اور ان سے اپنے بھائیوں کا بدلہ لے لیتے؟ ابن ملجم نے کہا میں تم لوگوں کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا' البرک نے کہا میں تم کو حضرت معاویہؓ کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا' اور عمرو بن بکر نے کہا میں تم کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے بارے میں بے نیاز کر دوں گا اور انہوں نے باہم پختہ ارادہ کیا کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے مقرر کردہ شخص کے قتل سے باز نہیں رہے گا' یا اس سے ورے مر جائے گا' پس انہوں نے اپنی تلواریں پکڑ لیں

اور انہیں زہر آلود کر لیا اور ۱۷/ رمضان کی تاریخ مقرر کر لی کہ ان میں سے ہر شخص اس شہر میں رات بسر کرے گا جس میں اس کا مقرر کردہ شخص رہتا ہے۔ سو ابن ملجم کوفہ چلا گیا اور اس نے اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اپنے ان خارجی اصحاب سے بھی پوشیدہ رکھا جو وہاں رہتے تھے' اسی دوران میں کہ وہ بنی الرباب کے کچھ لوگوں میں بیٹھا تھا اور وہ جنگ نہروان میں اپنے قتل ہونے والے لوگوں کا باہم تذکرہ کر رہے تھے کہ دفعتہً ان میں سے ایک عورت آئی جسے قطام بنت الشجنہ کہا جاتا تھا اور حضرت علیؓ نے جنگِ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا اور وہ نہایت حسین عورت تھی اور اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھی اور اس نے عبادت کے لیے جامع مسجد میں علیحدگی اختیار کر لی تھی جب ابن ملجم نے اسے دیکھا تو اس نے اس کی عقل سلب کر لی اور وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ اسے بھول گیا اور اس نے اسے پیغام نکاح دیا تو اس نے اس پر تین ہزار درہم ایک خادم اور ایک کنیز کی شرط لگائی اور یہ کہ وہ اس کی خاطر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کرے' اس نے کہا میں یہ سب کچھ تیرے لیے کروں گا اور قسم بخدا مجھے اس شہر میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل ہی لایا ہے' پس اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے اندر لایا پھر وہ اسے اس کام کی ترغیب دینے لگی اور اس نے اپنی قوم تیم الرباب سے وردان نام ایک شخص کو اس کا مددگار بننے کے لیے اکسایا اور عبدالرحمٰن بن ملجم ایک اور شخص کی طرف مائل ہو گیا جسے شبیب بن نجدۃ الاشجعی الحروری کہا جاتا تھا۔ ابن ملجم نے اسے کہا کیا تجھے دنیا اور آخرت کی بزرگی میں کچھ دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل' اس نے کہا' تیری ماں تجھے کھودے تو نے ایک بڑی بات کی ہے تو اسے کیسے کر سکے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے مسجد میں چھپ جاؤں گا اور جب وہ صبح کی نماز کے لیے نکلیں گے تو ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے اور اگر ہم بچ گئے تو ہم اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر لیں گے اور اپنا بدلہ لے لیں گے اور اگر قتل ہو گئے تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور شخص ہوتا تو وہ میرے لیے بہت معمولی ہوتا؟ میں ان کی سابقتِ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت کو جانتا ہوں اور میں ان کے قتل کے لیے انشراح صدر نہیں پاتا' اس نے کہا ہم انہیں اپنے مقتول بھائیوں کے بدلے میں قتل کریں گے تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ماہ رمضان آ گیا تو ابن ملجم نے ان سے ۱۷/ رمضان جمعہ کی شب کا وعدہ کیا اور کہا' یہ وہ شب ہے جس کے متعلق میں نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس میں حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پر حملہ کر دیں پس یہ تینوں ابن ملجم' وردان اور شبیب تلواریں لگا کر آئے اور اس دروازے کے سامنے بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علیؓ باہر نکلا کرتے تھے اور جب آپ نکلے تو آپ لوگوں کو نماز کے لیے نیند سے اٹھانے لگے اور نماز نماز کہنے لگے' پس شبیب نے آپ پر تلوار کے ساتھ حملہ کیا اور آپ کو تلوار ماری تو وہ طاقچے میں لگی اور ابن ملجم نے آپ کے سر پر تلوار ماری تو اس کا خون آپ کی داڑھی پر بہہ پڑا' نیز جب ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری تو اس نے کہا:

لاحکم الا اللہ لیس لک یا علی و لا لاصحابک.

''حکم صرف اللہ ہی کا ہے اے علیؓ تیرا اور تیرے اصحاب کا نہیں''۔

اور وہ یہ آیت پڑھنے لگا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾

اور حضرت علیؓ نے آواز دی‘ اسے پکڑو اور وردان بھاگا تو حضرموت کے ایک شخص نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور شبیب نے بھاگ کر جان بچائی اور لوگوں سے آگے نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا اور حضرت علیؓ نے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو آگے کیا اور اس نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لایا گیا اور ابن ملجم کو بھی آپ کے پاس لایا گیا اور اس کی مشکیں باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا کیا گیا‘ آپ نے اسے کہا اے دشمن خدا کیا میں نے تم سے حسن سلوک نہیں کیا؟ اس نے کہا بے شک‘ آپ نے فرمایا تجھے اس کام پر کس بات نے آمادہ کیا ہے‘ اس نے کہا میں نے چالیس روز اسے تیز کیا ہے اور اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ اس سے اس کی مخلوق کے بدترین آدمی کو قتل کرے گا‘ حضرت علیؓ نے اسے کہا‘ میں بھی تجھے اس سے مقتول دیکھتا ہوں اور تجھے اللہ کی مخلوق کا بدترین آدمی پاتا ہوں‘ پھر آپ نے فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تم اسے قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں بہتر جانتا ہوں کہ میں اس سے کیا کروں گا‘ جندب بن عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں؟ آپ نے فرمایا‘ میں نہ تمہیں حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں تم بہتر سمجھتے ہو اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ بکثرت لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے اور اس کے سوا آپ کچھ نہ بولتے تھے‘ بیان کیا گیا ہے کہ سب سے آخر میں آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے‘ نماز پڑھنے‘ زکوۃ دینے‘ غصہ پینے‘ صلہ رحمی کرنے نیکی کا حکم دینے برائی سے منع کرنے اور فواحش سے اجتناب کرنے کی وصیت کی‘ نیز ان دونوں کو اپنے بھائی حضرت محمد بن الحنفیہ کے متعلق بھی وصیت کی اور انہیں بھی وہی وصیت کی جو ان دونوں کو کی نیز یہ کہ وہ ان دونوں کی تعظیم کریں اور ان کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کریں اور آپ نے یہ ساری باتیں اپنی وصیت کی تحریر میں لکھیں۔

وصیت کی تحریر:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ وصیت علی بن ابی طالبؓ نے کی ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحدہ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں‘ اس نے انہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں‘ بلاشبہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں‘ اے حسن اور میرے تمام بیٹو اور جس تک میری یہ تحریر پہنچے میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا رب ہے اور تم فرمانبرداری کی حالت ہی میں مرنا اور سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور پراگندہ نہ ہو۔ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ آپس کے تعلقات کی اصلاح عام نماز روزے سے افضل ہے۔ اپنے قرابت داروں کا خیال رکھو اللہ تم پر حساب کو آسان کر دے گا اور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے مونہوں کو ہلاک نہ کرو اور نہ وہ تمہاری موجودگی میں ضائع ہوں اور اپنے پڑوسیوں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو‘ بلاشبہ وہ تمہارے نبی کی وصیت

ہیں آپ ہمیشہ ان کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ عنقریب انہیں وارث قرار دے دیں گے اور قرآن کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور کوئی دوسرا اس پر عمل کرنے میں تم سے سبقت نہ کرے اور نماز کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور اپنے رب کے گھر کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' جب تک تم زندہ رہو وہ تم سے خالی نہ ہو اور اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو تم ایک دوسرے کو نہ دیکھو گے اور رمضان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو بلاشبہ اس کے روزے دوزخ کے مقابلہ میں ڈھال ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' اور زکوٰۃ کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ وہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتی ہے اور اپنے نبی ﷺ کی امان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور آپس میں ظلم نہ کرو اور اپنے نبی کے اصحاب کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے اور فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنی معاش میں شریک کرو' اور اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو' بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ میں تم کو دو کمزوروں یعنی تمہاری بیویوں اور تمہارے غلاموں کے متعلق وصیت کرتا ہوں' نماز کا خیال رکھو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہونا جو تمہارا قصد کرے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گا وہ تمہیں اس کے مقابلہ میں کفایت کرے گا اور جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے' لوگوں سے اچھی باتیں کرو' اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو' ورنہ وہ تمہارے برے آدمیوں کو حکومت دے دے گا پھر تم دعا کرو گے اور وہ قبول نہیں ہوگی' اور تم پر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھنا اور ایک دوسرے پر خرچ کرنا لازم ہے اور ایک دوسرے کو پشت دینے اور ایک دوسرے سے تعلقات قطع کرنے اور پراگندہ ہونے سے بچو اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو' اور اللہ سے ڈرو' بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے' اہل بیت' اللہ تمہارا محافظ ہو اور تمہارا نبی تمہارا نگہبان ہو' میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تمہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہوں''۔

پھر آپ لا الہ الا اللہ کے سوا کچھ نہیں بولے' حتیٰ کہ رمضان ۴۰ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔

آپ کے بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پر نو تکبیریں کہیں' امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابواحمد الزبیری نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عمران بن ظبیان سے بحوالہ ابویحییٰ ہم سے بیان کیا کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری تو آپ نے انہیں کہا' اس سے وہ سلوک کرو جو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے کرنا چاہا جس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا' آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو پھر اسے جلا دو' روایت ہے کہ حضرت ام کلثومؓ نے ابن ملجم سے جب کہ وہ کھڑا تھا' کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے امیر المومنین کو تلوار کیوں ماری ہے؟' اس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو تلوار ماری ہے' حضرت ام کلثومؓ نے کہا' انہیں کچھ خوف نہیں ہے' اس نے کہا تم کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم میں نے آپ کو وہ ضرب لگائی ہے کہ اگر وہ اہل مصر کو لگتی تو وہ سب مر جاتے اور قسم بخدا میں نے ایک ماہ تک اس تلوار کو

زہر پلایا گیا ہے اور میں نے اسے ایک ہزار درہم میں خریدا ہے اور ایک ہزار درہم کا اسے زہر پلایا ہے۔

الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ بجیلہ کے ایک شخص نے اپنی قوم کے مشائخ کے حوالہ سے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم نے تیم الرباب کی ایک عورت کو دیکھا جسے قطام کہا جاتا تھا اور وہ حسین ترین عورتوں میں سے تھی اور خوارج کا نظریہ رکھتی تھی حضرت علیؓ نے اس نظریہ پر اس کی قوم کو قتل کر دیا' سو ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اس پر عاشق ہو گیا اور اسے نکاح کا پیغام دیا' اس نے کہا میں تین ہزار درہم ایک غلام اور ایک کنیز پر تم سے نکاح کروں گی اور اس نے ان شرائط پر اس سے نکاح کر لیا اور جب اس کے پاس گیا تو وہ اسے کہنے لگی' ارے تو فائق ہو گیا ہے پس تو فائق ہو جا' پس وہ اپنے ہتھیار پہن کر نکلا اور وہ بھی اس کے ساتھ نکلی اور اس کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز' نماز کہتے نکلے تو عبدالرحمٰن نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کے سر پر تلوار ماری تو شاعر نے کہا' ابن جریر کا قول ہے کہ وہ شاعر میاس المرادی تھا۔

''میں نے کسی سخی کو قطام کے مہر کی طرح واضح مہر دیتے نہیں دیکھا' تین ہزار درہم ایک غلام اور ایک کنیز اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شمشیر براں سے قتل کرنا' اور کوئی مہر خواہ کس قدر بھی گراں ہو' حضرت علیؓ کے مہر سے گراں نہیں اور کوئی حملہ ابن ملجم کے حملہ سے بڑھ کر نہیں''۔

اور ابن جریر نے ان اشعار کو ابن شاس المرادی کی طرف بھی منسوب کیا ہے اور ابن جریر نے حضرت علیؓ کے قتل کے بارے میں اسے جواب دیا ہے:

''ہم نے بھلائی کے مالک حیدر ابوحسن کے سر پر چوٹ لگائی ہے اور اس سے خون ٹپک پڑا ہے اور ہم نے تلوار کی ضرب کے ساتھ اس کی حکومت کو اس کے نظام سے اس وقت الگ کر دیا جب اس نے علو اور سرکشی اختیار کی' جب موت' موت کی چادر اور ازار پہن لیتی ہے تو ہم جنگ میں معزز اور کریم اشخاص ہوتے ہیں''۔

اور تابعینؒ کے زمانے میں بعض متاخرین خوارج نے ابن ملجم کی مدح کی ہے اور وہ مدح کرنے والا عمران بن حطان ہے اور وہ ان عبادت گزاروں میں سے ایک ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کے متعلق کہتا ہے جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کے متعلق کہتا ہے:

''اس متقی کی ضرب کے کیا کہنے جس نے اس سے خدائے ذوالعرش کی رضامندی کو حاصل کرنا چاہا ہے' میں اسے دن کو یاد کرتا ہوں تو اسے اللہ کے ہاں سب مخلوق سے بڑھ کر ترازو کو پورا کرنے والا خیال کرتا ہوں''۔

اور حضرت معاویہؓ کے ساتھی البرک نے آپ پر حملہ کیا اور آپ اس روز نماز فجر کے لیے جا رہے تھے اس نے آپ کو تلوار ماری اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو مسموم خنجر مارا اور وہ ضرب آپ کی ران میں لگی اور آپ کے سرین زخمی ہو گئے اور خارجی پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا اور اس نے حضرت معاویہؓ سے کہا' مجھے چھوڑ دیئے میں آپ کو بشارت دوں' آپ نے پوچھا وہ کیا بشارت ہے؟ اس نے کہا بلاشبہ آج میرے بھائی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے' آپ نے کہا شاید اس نے آپ پر قابو نہ پایا ہو' اس نے کہا بے شک ان کے ساتھ محافظ نہیں ہوتے' پس آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا اور طبیب نے آ کر حضرت معاویہؓ

سے کہا بلاشبہ آپ کا زخم زہر آلود ہے یا تو میں آپ کو داغ دیتا ہوں اور یا آپ کو مشروب پلاتا ہوں جس سے زہر کا اثر جاتا رہے گا لیکن آپ کی نسل منقطع ہو جائے گی' حضرت معاویہؓ نے کہا آگ برداشت کرنے کی مجھے سکت نہیں اور نسل کے بارے میں یہ بات ہے کہ یزید اور عبداللہ سے میری آنکھ ٹھنڈی رہے گی' اس نے آپ کو مشروب پلایا جس سے آپ نے تکلیف اور زخم سے صحت پائی اور آپ صحیح وسالم ہو گئے اور اسی وقت جامع مسجد میں حجرہ بنایا گیا اور سجود کی حالت میں اس کے ارد گرد محافظ مقرر کیے گئے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت معاویہؓ اسے بنانے والے پہلے شخص ہیں۔

اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے ساتھی عمرو بن بکر نے آپ کے لیے گھات لگائی تا کہ آپ نماز کے لیے نکلیں' اتفاق سے اس روز حضرت عمروؓ بن العاص کو شدید پھندا لگا اور ان کے نائب خارجہ بن ابی حبیبہ نماز کے لیے آئے جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے پولیس آفیسر تھے' خارجی نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور وہ انہیں عمرو بن العاصؓ یقین کرتا تھا اور جب خارجی پکڑا گیا تو اس نے کہا میں نے عمروؓ بن العاص کا ارادہ کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا تھا اور اس نے اسے ضرب المثل بنا دیا اور اسے قتل کر دیا گیا' اللہ اس کا برا کرے' اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہی تھی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب خارجی کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے آپ کے نائب خارجہ کو قتل کر دیا ہے' پھر آپ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ پر نو تکبیریں کہیں اور اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں خوارج آپ کی لاش نہ اکھیڑ لیں آپ کو کوفہ کے دارالامارت میں دفن کیا گیا اور یہ ایک مشہور بات ہے اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ آپ کو آپ کی اونٹنی پر لاد دیا گیا اور وہ آپ کو لے گئی اور معلوم نہیں کہ آپ کہاں چلے گئے اس نے غلط کہا ہے اور اس بات کے متعلق تکلف سے کام لیا ہے جس کے متعلق اس کا علم نہیں ہے اور نہ اسے عقل و شرع جائز قرار دیتی ہے اور بہت سے جاہل روافض جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی قبر مشہد نجف میں ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبر' حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی ہے' اسے خطیب بغدادی نے عن ابی نعیم الحافظ عن ابی بکر الطلحی عن محمد بن عبداللہ الحضرمی الحافظ عن مطر بیان کیا ہے کہ اگر شیعوں کو اس قبر کا علم ہو جائے جس کی نجف میں وہ تعظیم کرتے ہیں تو وہ اسے پتھروں سے مارتے' یہ قبر حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی ہے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ نے بحوالہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروۃ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے پوچھا وہ کہاں دفن ہوئے؟ آپ نے فرمایا' انہیں رات کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور آپ کے دفن کو پوشیدہ رکھا گیا اور حضرت جعفر صادق کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی عمر اٹھاون سال تھی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کو کوفہ کی جامع مسجد کے سامنے کی طرف دفن کیا گیا ہے۔ یہ قول واقدی کا ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ آپ کو دارالامارت میں دفن کیا گیا ہے اور خطیب بغدادی نے بحوالہ ابی نعیم الفضل بن دکین بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ کو اٹھا کر مدینہ لے آئے اور انہوں نے آپ کو بقیع میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس دفن کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے آپ کو اونٹ پر لادا تو وہ ان سے کھو گیا اور طی قبیلے کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور وہ اسے مال خیال

کرتے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ صندوق میں میت ہے اور انہوں نے آپ کو نہ پہچانا تو انہوں نے صندوق کو جو کچھ اس میں تھا اس سمیت دفن کر دیا اور کسی شخص کو معلوم نہیں کہ آپ کی قبر کہاں ہے اسے بھی خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

اور حافظ ابن عساکر نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آل جعدہ کے گھروں کے حجرہ میں دفن کیا ہے اور عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ جب خالد بن عبداللہ نے اپنے بیٹے یزید کے گھر کی بنیاد کھودی تو انہوں نے ایک سفید سر اور سفید ریش مدفون شیخ کو نکالا گویا اسے کل ہی دفن کیا گیا ہے' پس اس نے اسے جلانے کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس ارادے سے باز رکھا اور اس نے ایک قباطی چادر منگوا کر اسے اس میں لپیٹا اور اسے خوشبو لگائی اور اسے اس کی جگہ چھوڑ دیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ جگہ باب الوراقین کے سامنے' مسجد کے قبلہ کے نزدیک ایک موچی کے گھر میں ہے اور جو شخص اس جگہ آتا ہے وہ یہاں ٹک نہیں سکتا۔ اور اس سے منتقل ہو جاتا ہے اور حضرت جعفر بن محمد الصادق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ رات کو پڑھی گئی اور آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کی جگہ کو پوشیدہ رکھا گیا ہے لیکن وہ قصر امارت کے پاس ہے اور ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ رات کے وقت آپ کے دفن میں حضرت حسن' حضرت حسین' حضرت ابن الحنفیہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر اہل بیت شامل ہوئے اور انہوں نے آپ کو کوفہ کے باہر دفن کیا اور خوارج وغیرہ کے خوف سے آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا' حاصل کلام یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز بوقت سحر قتل ہوئے یہ واقعہ ۱۷/ رمضان ۴۰ھ کو ہوا اور بعض کا قول ہے کہ آپ ربیع الاوّل میں قتل ہوئے مگر پہلا قول زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ واللہ اعلم

اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کو کوفہ میں دفن کیا گیا اور واقدی' ابن جریر اور کئی لوگوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اڑسٹھ سال کی عمر میں آپ کوفہ میں دفن ہوئے۔ اور آپ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی' اور جب حضرت علیؓ فوت ہو گئے تو حضرت حسنؓ نے ابن ملجم کو بلایا تو ابن ملجم نے آپ سے کہا میں آپ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے حطیم کے پاس اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو قتل کروں گا یا ان کے درے مر جاؤں گا' اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤں گا اور اگر میں انہیں قتل نہ کر سکا یا انہیں قتل کر دیا اور میں زندہ رہا تو مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دوں گا' حضرت حسنؓ نے اسے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا حتیٰ کہ تو دوزخ کو دیکھے' پھر آپ نے اسے آگے کیا اور قتل کر دیا پھر لوگوں نے اسے پکڑ کر چٹائیوں میں لپیٹ دیا اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی دونوں آنکھیں سرمگیں ہو گئیں' اس کے باوجود وہ سورۃ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ آخر تک پڑھتا رہا' پھر اس کی زبان کاٹنے کے لیے آئے تو وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا' میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھ پر ایک ایسی گھڑی گزرے جس میں اللہ کو یاد نہ کروں' پھر انہوں نے اس کی زبان کاٹ دی پھر اسے قتل کیا پھر اسے بانس کے ظرف میں جس میں کھجور وغیرہ رکھی جاتی ہے' جلا دیا۔ واللہ اعلم

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن سعد نے بحوالہ محمد بن عمر ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز' ضرب لگائی گئی اور آپ جمعہ کے روز اور ہفتہ کی رات زندہ رہے اور اتوار کی رات کو جب کہ ۴۰ھ کے

رمضان کی گیارہ راتیں باقی تھیں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ واقدی نے بیان کیا ہے یہ ہمارے نزدیک ثابت شدہ بات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

آپ کی بیویوں' بیٹوں اور بیٹیوں کا ذکر:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے عن ابی اسحٰق عن ہانی بن ہانی عن علی ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا بلکہ وہ حسنؓ ہے اور جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے' آپ نے فرمایا بلکہ یہ حسینؓ ہے اور جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا تو حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا حرب' آپ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے ان کا نام حضرت ہارونؑ کے بیٹوں شبر' شبیر' اور مشبر کے نام پر رکھا ہے اور اسے محمد بن سعد نے عن یحییٰ بن عیسیٰ التیمی عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ایسا شخص ہوں جو جنگ کو پسند کرتا ہوں' اور جب حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھنا چاہا اور انہوں نے حدیث کو پہلے کی طرح بیان کیا ہے لیکن تیسرے لڑکے کا ذکر نہیں کیا اور بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام حمزہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام جعفر رکھا اور ان دونوں کے نام کو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

حضرت علیؓ نے سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کیا اور معرکہ بدر کے بعد ان کے پاس گئے اور ان سے آپ کے ہاں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محسن بھی پیدا ہوئے اور چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے نیز زینب الکبریٰ اور ام کلثوم بھی آپ کے ہاں پیدا ہوئیں اور اسی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے نکاح کیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ پر کسی عورت سے نکاح نہیں کیا حتیٰ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چھ ماہ بعد فوت ہو گئیں اور جب آپ فوت ہو گئیں تو آپ کے بعد آپ نے بہت سی بیویوں سے نکاح کیا' ان میں سے بعض تو آپ کی زندگی میں فوت ہو گئیں اور بعض کو آپ نے طلاق دے دی اور آپ چار بیویوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور آپ کی بیویوں میں سے ام البنین بنت حرام ہیں اور وہ المحل بن خالد بن ربیعہ بن کعب بن عامر ابن کلاب ہیں' ان سے آپ کے ہاں عباس' جعفر' عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے اور یہ حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے' اور عباس کے سوا' ان میں سے کسی کی کوئی اولاد نہیں۔

اور ان میں سے لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بھی ہیں جو بنی تمیم میں سے ہیں ان سے آپ کے ہاں عبید اللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے' ہشام بن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں بھی کربلا میں قتل ہو گئے تھے اور واقدی کا خیال ہے کہ عبید اللہ کو مختار نے یوم الدار کو قتل کر دیا تھا۔

اور ان میں سے اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی ہیں' ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور محمد الاصغر پیدا ہوئے' یہ قول کلبی کا ہے اور واقدی

کا بیان ہے کہ ان سے آپ کے ہاں یحییٰ اور عون پیدا ہوئے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ محمد الاصغر' ام ولد میں سے ہیں اور ان میں سے ام حبیبہ بنت زمعہ بن بحر بن العبد بن علقمہ بھی ہیں جو ان قیدیوں میں سے ام ولد ہیں جنہیں حضرت خالدؓ نے بنی تغلب سے اس وقت قیدی بنایا تھا جب آپ نے عین التمر پر غارت گری کی تھی' ان سے آپ کے ہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔ عمر نے ۳۵ سال عمر پائی۔

اور ان میں سے ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن مغیث بن مالک ثقفی بھی ہیں' ان سے آپ کے ہاں ام الحسن اور رملۃ الکبریٰ پیدا ہوئے۔

اور ان میں سے امرئ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن کلب کی بیٹی بھی ہیں ان سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ چھوٹی عمر میں حضرت علیؓ کے ساتھ مسجد جایا کرتی تھی اور اس سے پوچھا جاتا تیرے ماموں کون ہیں؟ تو وہ دہ دہ کہتی' اس سے اس کی مراد بنی کلب تھی۔

اور ان میں سے امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بھی تھیں' جن کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ نماز میں اٹھالیا کرتے تھے آپ جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں نیچے بٹھا دیتے' ان سے آپ کے ہاں محمد الاوسط پیدا ہوئے۔

اور آپ کے بیٹے محمد الاکبر ابن الحنفیہ ہیں' اور حنفیہ' خولہ بنت جعفر بن قیس ابن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدؤل بن حنفیہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں' جنہیں حضرت خالد نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ارتداد کے دنوں میں بنی حنیفہ سے قیدی بنایا تھا اور وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے حصہ میں آئیں تو ان سے آپ کے ہاں یہ محمد پیدا ہوئے۔ اور بعض شیعہ آپ کی امامت اور عصمت کے دعوے دار ہیں' آپ سادات المسلمین میں سے تھے لیکن وہ معصوم نہ تھے اور نہ ہی ان کے والد معصوم تھے اور نہ ہی ان سے پہلے ہونے والے خلفائے راشدین جو ان سے افضل تھے' معصوم تھے وہ واجب العصمۃ نہ تھے جیسا کہ اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

اور حضرت علیؓ کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے جو مختلف امہات الاولاد سے تھے حضرت علیؓ چار بیویاں اور نو لونڈیاں چھوڑ کر فوت ہوئے اور آپ کے بعض ایسے بیٹے بھی ہیں جن کی ماؤں کے نام ام ہانی' میمونہ' زینب الصغریٰ' رملۃ الکبریٰ' ام کلثوم الصغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام جعفر' ام سلمہ اور جمانہ کو بھی معلوم نہیں۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سب اولاد چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں تھیں' واقدی نے بیان کیا ہے کہ نسل صرف پانچ سے چلی ہے اور وہ حضرت حسنؓ' حضرت حسینؓ' حضرت محمد بن الحنفیہ اور حضرت عباس بن الکلابیہ اور عمرو بن التغلبیہ ہیں نیز ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابن سنان القزار نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ مسکین بن عبد العزیز نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن خالد نے ہمیں بتایا کہ ابو خالد بن جابر نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا آج شب تم نے ایک عظیم الشان شخص کو قتل کر دیا ہے اس رات میں قرآن نازل ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا رفع ہوا تھا اور اس میں حضرت یوشع بن نونؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوان کو قتل کیا تھا' خدا کی قسم کسی شخص نے جو اس سے پہلے تھا اس سے

سبقت نہیں کی اور نہ کوئی بعد میں آنے والا اس کو پا سکے گا' خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ اسے فوج کے دستے میں بھیجا کرتے تھے تو حضرت جبریلؑ اس کے دائیں اور حضرت میکائیلؑ اس کے بائیں ہوتے تھے' خدا کی قسم اس نے کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا' ہاں آٹھ یا نو سو درہم چھوڑے ہیں جنہیں آپ نے کسی واقعہ کے لیے مہیا کیا ہوا تھا۔ یہ نہایت غریب حدیث ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے واللہ اعلم' اور اسی طرح اسے ابویعلیٰ نے ابراہیم بن الحجاج سے بحوالہ مسکین روایت کیا ہے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے عن شریک عن ابی اسحٰق عن ہبیرہ بیان کیا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے ہم سے خطاب کیا اور فرمایا گذشتہ کل کو وہ شخص تم سے جدا ہوا ہے جس سے لوگوں نے علم میں سبقت نہیں کی اور نہ بعد والے اسے پا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جھنڈا دے کر بھیجا کرتے تھے اور حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ اس کے یمین و یسار ہوتے تھے اور وہ فتح حاصل کیے بغیر واپس نہ آتا تھا۔ اور زید العمی اور شعیب بن خالد نے اسے بحوالہ ابواسحٰق روایت کیا ہے نیز یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے سات سو درہم چھوڑے ہیں جو آپ نے خادم خریدنے کے لیے تیار کیے ہوئے تھے۔

اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عاصم بن کریب سے بحوالہ محمد بن کعب القرظی ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہوں اور آج میرا صدقہ چالیس ہزار دینار تک پہنچتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کے کچھ فضائل:

آپ عشرہ مبشرہ میں سے نسب کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے اور آپ علی بن ابی طالبؓ بن عبدالمطلب جن کا نام شیبہ بن ہاشم تھا اور ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف تھا اور عبد مناف کا نام المغیرہ بن قصی تھا اور قصی کا نام زید ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھے ابوالحسن القرشی الہاشمی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچے کو جنا ہے آپ اسلام لائیں اور آپ نے ہجرت کی اور حضرت علیؓ کے باپ ابو طالب تھے جو حقیقی اور مہربان چچا تھے آپ کا نام عبد مناف تھا' امام احمدؒ اور کئی دوسرے علمائے نسب و تاریخ نے اس کی یہی تصریح کی ہے روافض کا خیال ہے کہ ابو طالب کا نام عمران تھا اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ سے آپ ہی مراد ہیں اور اس بارے میں انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور انہوں نے منشائے الٰہی کے خلاف اپنی تفسیر میں یہ بہتان بولنے سے پہلے قرآن پر غور نہیں کیا' اس نے اس کے بعد فرمایا ہے ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾ پس اس نے حضرت مریم بنت عمران کی پیدائش کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک واضح بات ہے۔ ابو طالب رسول اللہ ﷺ سے طبعاً بڑی محبت رکھتے تھے اور وہ آپ پر ایمان نہیں لائے اور اپنے دین پر ہی انہوں نے وفات پائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن المسیبؒ کی روایت سے ثابت ہے جو انہوں نے

اپنے باپ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو یہ پیشکش کی کہ آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیں تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا اے ابو طالب کیا تو عبدالمطلب کے دین سے بے رغبتی کرے گا؟ انہوں نے آخری بات یہ کہی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں آپ کے لیے مغفرت طلب کروں گا جب تک مجھے آپ کے بارے میں روکا نہ گیا۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ پھر مدینہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ﴾

''نبی اور مومنین کی شان کے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں، بخشش طلب کریں اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو استغفار کیا وہ اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو آپ نے اس سے کیا تھا اور جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے بلاشبہ حضرت ابراہیم جھکنے والے اور بردبار تھے''۔

اور ہم نے اس بات کو مبعث کے اوائل میں بیان کیا ہے اور روافض کے دعویٰ کی غلطی سے آگاہ کیا ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے اور ان کا یہ افتراء بھی بلا دلیل ہے اور اس میں نصوص صریحہ کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشہور قول کے مطابق بالغ ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے کہتے ہیں کہ آپ بچوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے، اور ترمذی اور ابو یعلیٰ نے عن اسماعیل بن السدی عن علی بن عیاش عن مسلم الملائی عن حبہ بن جوین عن علی عن انس بن مالکؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو مبعوث ہوئے اور منگل کو حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ اور بعض نے اسے عن مسلم الملائی عن حبہ ابن جوین عن علی روایت کیا ہے اور سلمہ بن کہیل نے حبہ سے بحوالہ حضرت علیؓ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سال اللہ کی عبادت کی ہے، قبل اس کے کہ کسی نے اس کی عبادت کی ہو یہ بات کبھی بھی درست قرار نہیں دی جا سکتی یہ جھوٹ ہے اور سفیان ثوری اور شعبہ نے عن سلمہ عن حبہ عن علی روایت کی ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں یہ بات بھی درست نہیں اور حبہ ضعیف ہے اور سوید بن سعید نے بیان کیا ہے کہ نوح بن قیس بن سلیمان بن عبداللہ نے معاذۃ عدویہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بصرہ کے منبر پر فرماتے سنا کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں اور میں ابوبکر کے ایمان لانے سے قبل ایمان لایا ہوں اور ان کے مسلمان ہونے سے قبل مسلمان ہوا ہوں۔ یہ بھی درست نہیں یہ قول بخاریؒ کا ہے اور آپ سے بالتواتر ثابت ہے کہ آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا اے لوگو! اس امت کے نبی کے بعد اس کے بہترین آدمی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو میں اس کا نام لے دوں۔ اور یہ بات قبل ازیں شیخین

کے فضائل میں بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس ہم سے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے حضرت خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ اور ایک روایت میں اسلام لانے کا ذکر ہے۔ ترمذی نے اسے شعبہ کی حدیث سے بحوالہ ابی بلج روایت کیا ہے اور حضرت زید بن ارقم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی' یہ بات کسی وجہ سے بھی درست نہیں' اسے آپ سے بھی روایت کیا گیا ہے اس بارے میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں کہ آپ اس امت میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں مگر ان میں سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے اور اس بارے میں بہترین حدیث وہ ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے علاوہ ازیں اس میں اختلاف بھی کیا گیا ہے اور حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان احادیث کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور جو شخص اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے اسے آپ کی تاریخ کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ واللہ الموفق للصواب' اور ترمذی اور نسائی نے عن عمرو بن مرۃ عن طلحہ بن زید بن ارقم روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا۔ ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے' اور جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں رہے اور اپنے باپ کی زندگی میں جب انہیں کثرت عیال کے باعث کچھ سال تنگدستی نے آ لیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں رہے پھر اس کے بعد آپ ہجرت کے زمانے تک مسلسل رسول اللہ ﷺ کے نفقہ میں گذارا کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو لوگوں کی ان امانات کو ادا کرنے کے لیے جو آپ کے پاس پڑی تھیں پیچھے چھوڑا' بلاشبہ آپ کی قوم آپ کو امین سمجھتی تھی اور وہ اموال اور نفیس اشیاء کو آپ کے ہاں امانت رکھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ نے ہجرت کی اور آپ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے اور آپ وفات کے وقت ان سے راضی تھے اور آپ تمام معرکوں میں حضورؐ کے ساتھ شامل ہوئے اور آپ نے میدان ہائے کارزار میں آپ کے سامنے شاندار کارنامے سرانجام دیئے جیسا کہ ہم نے سیرت میں بیان کیا ہے جس کے اعادہ کی اس جگہ پر ضرورت نہیں جیسے معرکہ بدر' احد' احزاب اور خیبر وغیرہ ہیں۔

اور جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تبوک کے سال مدینہ میں اپنے اہل پر قائم مقام مقرر کیا تو فرمایا کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور ہم نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے نکاح کرنے اور معرکہ بدر کے بعد انہیں گھر لانے کا ذکر کیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں' اور جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم کے مقام پر آپ نے ۱۲/ ذوالحجہ کو لوگوں سے خطاب کیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا جسے میں محبوب ہوں اللہ بھی اسے محبوب ہے اور بعض روایات میں ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرتا ہے اس سے دشمنی کر' اور جو اس کی مدد کرتا ہے اس کی مدد کر اور جو اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' اور پہلی حدیث محفوظ ہے اس تقریر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آگاہ کرنے کے سبب کو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آگاہ کرنے کے

سبب کو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف امیر بنا کر بھیجا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے متعلق بہت چہ میگوئیاں ہوئیں اور بعض نے خلعتوں کے واپس لے لینے کی وجہ سے آپ پر اعتراضات کیے جو آپ کے نائب نے آپ کے جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے موقع پر انہیں دے دی تھیں' پس جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؓ کے دامن کو ان بے اصل باتوں سے پاک کرنا چاہا جو آپ کی طرف منسوب کی گئی تھیں اور روافض نے اس روز کو عید بنا لیا اور ۴۰۰ھ کے قریب بنی بویہ کے زمانے میں بغداد میں اس روز ڈھول بجائے جاتے تھے' جیسا کہ جب ہم اس دور کے حالات پر پہنچیں گے تو اس سے آگاہ کریں گے ان شاء اللہ' پھر تقریباً اس کے بیس روز بعد دوکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جاتے اور توڑی اور راکھ اڑائی جاتی اور بچے اور عورتیں یوم عاشوراء کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نوحہ کرتے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں گھومتے اور آپ کے قتل کے متعلق جھوٹے شعر پڑھتے اور ہم عنقریب آپ کے قتل کی صحیح کیفیت کو بیان کریں گے کہ حقیقت میں وہ واقعہ کیسے ہوا ان شاء اللہ اور بنی امیہ کے بعض لوگ حضرت علیؓ پر ابوتراب نام کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں حالانکہ یہ نام آپ کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت سہل بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناراض کر دیا اور مسجد کی طرف چلے گئے رسول اللہ ﷺ مسجد آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سوتے پایا اور مٹی آپ کی جلد سے چمٹی ہوئی تھی' آپ حضرت علیؓ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے۔ ابوتراب بیٹھ جاؤ۔

حدیث مؤاخات:

حاکم نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ الجنید نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن جعفر القرشی نے ہم سے بیان کیا کہ العلاء بن عمرو الحنفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب بن مدرک نے مکحول سے بحوالہ ابی امامہ ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان مؤاخات کروائی تو اپنے اور حضرت علیؓ کے درمیان مؤاخات کروائی۔ پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے مکحول کی حدیث سے اسی طریق سے لکھا ہے اور مشائخ کو یہ حدیث اہل شام کی روایت ہونے کی وجہ سے حیران کیا کرتی تھی' میں کہتا ہوں اس حدیث کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے اور حضرت انس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اور اسی طرح زید بن ابی اوفیٰ' ابن عباس' محدوج بن زید الذیلی' جابر بن عبداللہ' عامر بن ربیعہ' ابوذر اور خود حضرت علیؓ سے اس قسم کی بات بیان ہوئی ہے اور اس کے تمام اسانید ضعیف ہیں جن سے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم

اور کئی طریق سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں میرے بعد یہ بات کوئی کذاب ہی کہے گا۔ اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یوسف بن موسیٰ القطان بغدادی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات کروائی اور حضرت علیؓ اشکبار آنکھوں کے ساتھ آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات کروا دی ہے اور آپ نے میرے اور کسی کے درمیان مؤاخات نہیں کروائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ پھر امام ترمذی بیان کرتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس میں زید بن ابی اوفیٰ

سے بھی روایت ہے اور وہ بدر میں شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا' اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جان لیا ہو اور اس نے فرمایا ہے جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آپ نے اس روز باہر نکل کر مقابلہ کیا اور آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس روز آپ کو جھنڈا دیا حالانکہ آپ کی عمر بیس سال تھی' یہ بات الحکم نے مقسم سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ بیان کی ہے راوی بیان کرتا ہے تمام معرکوں میں مہاجرین کا جھنڈا آپ کے پاس ہوتا تھا اور یہی بات حضرت سعید بن المسیب اور حضرت قتادہؓ نے بیان کی ہے اور خیثمہ بن سلیمان الاطرابلسی الحافظ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حازم نے بحوالہ ابن ابی غرزۃ ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابان نے ہم سے بیان کیا کہ ناصح بن عبداللہ المحلمی نے سماک بن حرب سے بحوالہ جابر بن سمرہؓ ہم سے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز آپ کا جھنڈا کون اٹھائے گا؟ آپ نے فرمایا قیامت کے روز اسے کون اٹھا سکتا ہے مگر دنیا میں تو اسے علی بن ابی طالبؓ اٹھایا کرتے تھے' یہ اسناد ضعیف ہے اور ابن عساکر نے اسے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ روایت کیا ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ عمار بن محمد نے سعید بن محمد الحنظلی سے بحوالہ ابوجعفر محمد بن علی مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز آسمان میں منادی کرنے والے نے آواز دی کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں۔ حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یہ مرسل ہے' رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز اپنی تلوار ذوالفقار لی پھر اس کے بعد اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بخش دیا اور زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ علی بن مغیرہ نے بحوالہ معمر بن المثنیٰ مجھ سے بیان کیا کہ بدر کے روز مشرکین کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھا جسے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتل کر دیا اور اس بارے میں الحجاج بن علاط السلمی کہتا ہے۔

''تعجب کی بات ہے وہ جنگ میں کیسی سبقت کرنے والا ہے میری مراد ابن فاطمہ سے ہے جو چچاؤں اور ماموؤں والا ہے تیرے دونوں ہاتھ نیزے کے تیز حملہ سے اس پر غالب آ گئے جس نے طلحہ کو پیشانی کے بل پچھڑے ہوئے چھوڑ دیا اور تو نے شیر کی طرح حملہ کر کے انہیں حق کے ساتھ شکست دے دی جب کہ ماموں والا ماموں والے پر چڑھ گیا اور تو نے اپنی تلوار کو دوبارہ خون پلایا اور تو اسے پیاسا واپس لانے والا نہیں حتیٰ کہ اسے پہلی بار سیراب کر دے''۔

اور آپ بیعت الرضوان میں بھی شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (تحقیق اللہ مومنین سے راضی ہو گیا ہے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا) اور صحاح وغیرہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ بھاگنے والا نہیں اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ پس لوگوں نے اضطراب میں رات بسر کی کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا' میں نے اس روز کے سوا امارت کو کبھی پسند نہیں کیا اور جب صبح ہوئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور اللہ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دی۔ اور ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے جس میں مالک' حسن' یعقوب' ابن عبدالرحمٰن' جریر بن عبدالحمید' حماد بن سلمہ' عبدالعزیز بن المختار' خالد بن عبداللہ ابن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ شامل ہیں' اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور ابن حازم نے اسے

بحوالہ سعد بن سہل روایت کیا ہے اور صحیحین نے اسے روایت کیا ہے اور اس نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا تو آپ آشوب چشم میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا تو وہ تندرست ہو گئے۔ اور ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اسے اپنے باپ سے اور یزید بن ابی عبید نے اپنے غلام سلمہ سے اسے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کی روایت کردہ حدیث صحیحین میں ہے۔

اور محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ بریدہ نے عن سفیان عن ابی فروۃ الاسلمی عن ابیہ عن سلمہ بن عمرو ابن الاکوع مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جھنڈے کے ساتھ خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تو آپ نے جنگ کی پھر واپس آ گئے اور فتح نہ ہوئی' پھر آپ نے بہت کوشش کی' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا وہ بھاگنے والا نہیں' سلمہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے' رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھ میں تھوکا' پھر فرمایا اس جھنڈے کو لے کر چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح دے دے۔ سلمہ بیان کرتے ہیں خدا کی قسم حضرت علیؓ جھنڈے کو لے کر دوڑتے ہوئے نکلے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے تھے حتیٰ کہ آپ نے اپنا جھنڈا قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر میں گاڑ دیا تو ایک یہودی نے قلعے کی چوٹی سے آ کر آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری ہے تم غالب آ گئے ہو' راوی بیان کرتا ہے آپ اس وقت تک واپس نہیں آئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر فتح دے دی' اور عکرمہ بن عمار نے اسے السائب کے غلام عطاء سے بحوالہ سلمہ بن اکوع روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ وہ آپ کے آگے آگے چلتے ہوئے آئے اور آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھوں میں تھوکا تو آپ تندرست ہو گئے۔

حضرت بریدہ بن الحصیب کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ زید بن الحباب نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ بریدہ بن الحصیب نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جھنڈا پکڑا اور واپس آ گئے اور انہیں فتح حاصل نہ ہوئی پھر دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جھنڈا پکڑ کر گئے اور واپس آ گئے اور انہیں فتح حاصل نہ ہوئی اور اس روز لوگوں کو بڑی تکلیف پہنچی' سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل اس شخص کو جھنڈا دینے والا ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اسے فتح حاصل ہو جائے۔ اور ہم نے خوشی سے رات گزاری کہ کل فتح ہوگی' راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر کھڑے ہو کر جھنڈا منگوایا اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں تھے' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور انہیں جھنڈا دیا تو آپ کو فتح حاصل ہوئی' بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو گردن بلند کر کے جھنڈے کو دیکھ رہے تھے' اور نسائی نے اسے حسین بن واقد کی حدیث سے روایت کیا ہے جو اس سے زیادہ طویل ہے' پھر احمد نے

اسے محمد بن جعفر اور روح کے حوالے سے روایت کیا ہے اور ان دونوں عن عوف عن میمون ابی عبداللہ الکردی عن عبداللہ ابن بریدہ عن ابیہ اسی طرح روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے بندار اور غندر سے روایت کیا ہے اور اس میں شعر بھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

اسے ہیثم نے عن العوام بن حوشب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے اور اس نے بریدہ کی حدیث کی عبارت بیان کی ہے اور کثیر النواء نے اسے، جمیع بن عمیر سے بحوالہ ابن عمر اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس روز کے بعد مجھے آشوبِ چشم کا عارضہ نہیں ہوا' اور احمدؒ نے اسے عن وکیع عن ہشام بن سعید عن عمر بن اسید عن ابن عمر روایت کیا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے کہا' وہ پیس رہے ہیں' راوی بیان کرتا ہے ان میں سے کوئی شخص بھی پیسنا پسند نہ کرتا تھا' آپ کو لایا گیا تو آپ نے انہیں جھنڈا دیا تو آپ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے کر آئے' یہ اس طریق سے غریب حدیث ہے اور اسے طویل حدیث سے مختصر کیا گیا ہے' اور امام احمدؒ نے اسے عن یحییٰ بن حماد عن ابی عوانہ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے اور اسے پورا بیان کیا ہے اور امام احمدؒ نے بحوالہ یحییٰ بن حماد بیان کیا ہے کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو بلج نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس نو آدمی آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں گے یا ان لوگوں سے ہمیں خلوت میں ملیں گے' آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور آپ ان دنوں تندرست تھے اور یہ آپ کے اندھے ہو جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راوی بیان کرتا ہے انہوں نے پہل کی اور باہم گفتگو کی' ہمیں معلوم نہیں انہوں نے کیا کہا' راوی بیان کرتا ہے وہ اپنا کپڑا جھاڑتے ہوئے آئے اور اف تف کہہ رہے تھے انہوں نے اس شخص پر عیب لگایا ہے جس کو دس فضیلتیں حاصل ہیں' انہوں نے اس شخص پر عیب لگایا ہے جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس شخص کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا' راوی بیان کرتا ہے' نظر اٹھا کر دیکھنے والوں نے اسے دیکھا' آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے کہا وہ چکی پیس رہے ہیں آپ نے فرمایا' تم میں سے کوئی پیسنے والا نہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ آئے تو آپ آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے اور دیکھ بھی نہیں سکتے تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا پھر تین بار جھنڈے کو حرکت دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے دیا تو آپ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے کر آئے' راوی بیان کرتا ہے پھر آپ نے فلاں شخص کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیج دیا تو آپ نے سورۃ کو لے لیا پھر آپؐ نے فرمایا' اسے وہ شخص لے جائے گا جو مجھ سے تعلق رکھتا ہوگا اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں گا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے اپنے عمزادوں سے فرمایا تم

میں سے کون دنیا اور آخرت میں مجھ سے محبت کرے گا تو انہوں نے انکار کر دیا' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' حضرت علیؓ نے کہا' میں دنیا اور آخرت میں آپ سے محبت کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے آپ نے انہیں چھوڑ دیا پھر آپ نے ان کے آدمیوں سے کہا تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں مجھ سے محبت کرے گا تو انہوں نے انکار کر دیا اور حضرت علیؓ نے کہا میں دنیا اور آخرت میں آپ سے محبت کروں گا' آپ نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے راوی بیان کرتا ہے آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد لوگوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا لیا اور اسے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر ڈال دیا اور فرمایا ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ راوی بیان کرتا ہے اور حضرت علیؓ نے اپنی جان پر کھیل کر حضرت نبی کریم ﷺ کے کپڑے پہن لیے پھر آپ کی جگہ پر سو گئے' راوی بیان کرتا ہے اور مشرکین' رسول اللہ ﷺ کا قصد کیے ہوئے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت علیؓ سوئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے انہیں نبی اللہ خیال کیا اور کہا' یا نبی اللہ! تو حضرت علیؓ نے انہیں کہا' اللہ کے نبی بیئر معونہ کی طرف چلے گئے ہیں ان سے جا ملیے' راوی بیان کرتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جا کر آپؐ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ پر یوں پتھر پھینکے جانے لگے جیسے رسول اللہ ﷺ پر پتھر پھینکے جاتے تھے اور وہ نقصان اٹھا رہے تھے اور انہوں نے اپنا سر کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور اسے نکالتے نہیں تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پھر آپ نے اپنے سر کو کھولا تو وہ کہنے لگے۔ ہم آپ کے آقا کو پتھر مارتے تھے تو انہیں نقصان نہیں ہوتا تھا اور تو نقصان اٹھا رہا ہے اور ہم نے اس بات کو عجیب خیال کیا' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے چلے تو حضرت علیؓ نے آپ سے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں آپ نے فرمایا نہیں' تو حضرت علیؓ رو پڑے' آپ نے فرمایا' کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر آپ نبی نہیں ہیں؟ میں جاؤں گا اور آپ میرے خلیفہ ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا آپ میرے بعد ہر مومن کے دوست ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ راوی بیان کرتا ہے آپ مسجد میں جنبی ہونے کی حالت میں داخل ہو جاتے تھے اور وہی آپ کا راستہ تھا اور آپ کا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ راوی بیان کرتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں' علیؓ بھی اس کا محبوب ہے' راوی بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں خبر دی ہے کہ وہ اصحاب الشجرۃ سے راضی ہے اور اس نے ان کے دلوں کی کیفیات کو معلوم کر لیا ہے' کیا اس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ بعد میں ان پر ناراض ہو گیا تھا' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے اس منافق یعنی حاطب بن ابی بلتعہ کے قتل کی اجازت دیجیے تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تجھے کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ اہل بدر کو جان گیا ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے' اور ترمذی نے اس حدیث کا کچھ حصہ شعبہ کے طریق سے بحوالہ ابی بلج یحییٰ بن سلیم روایت کیا ہے اور اسے عجیب خیال کیا ہے اور اسی طرح نسائی نے اس کا کچھ حصہ محمد بن المثنیٰ سے بحوالہ یحییٰ بن حماد روایت کیا ہے۔ اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالوہاب الرماحی نے ہم سے بیان کیا کہ معمر بن سلیمان نے عن ابیہ عن منصور عن ربعی عن عمران بن حصین ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو

جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو آپ آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھے آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا انہیں جھنڈا اعطا کیا' پس نہ آپ ناکام ہوئے اور نہ دونوں آنکھیں بعد میں دکھنے آئیں' اور ابو القاسم بغوی نے اسے عن اسحٰق بن ابراہیم عن ابی موسیٰ الہروی عن علی بن ہاشم عن محمد بن علی عن منصور عن ربعی عن عمران روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور نسائی نے عباس العنبری سے بحوالہ عمر بن عبدالوہاب اس کی تخریج کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن المقدام اور حجین بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عصمۃ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا لے کر اسے ہلایا پھر فرمایا کون اس کا حق ادا کرے گا' ایک شخص آیا اور اس نے کہا' میں' آپ نے فرمایا چلا جا' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا' میں' آپ نے فرمایا چلا جا' پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو عزت بخشی ہے' میں اسے اس شخص کو دوں گا جو فرار نہیں کرے گا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور روانہ ہو گئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر اور فدک پر آپ کو فتح دی اور آپ ان دونوں مقامات کی کھجوریں اور خشک گوشت کے ٹکڑے لے کر آئے۔ اور ابو یعلیٰ نے اسے حسین بن محمد سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے اور اس کے تسلسل میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ میں اس کا حق ادا کروں گا' آپ نے فرمایا چلے جاؤ' پھر ایک اور شخص آیا تو آپ نے فرمایا چلا جا' اور احمد اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

اس بارے میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روایت:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے عن ابن ابی لیلیٰ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہم سے بیان کیا کہ میرے والد حضرت علیؓ کے ساتھ چل رہے تھے اور حضرت علیؓ موسم گرما کے کپڑے' موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے موسم گرما میں پہنتے تھے' میرے باپ سے کہا گیا کاش آپ ان سے پوچھتے انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا اور میں خیبر کے روز آشوبِ چشم کے عارضہ میں مبتلا تھا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہوں تو آپؐ نے میری آنکھوں میں تھوکا اور فرمایا اے اللہ گرمی اور سردی کو اس سے دور کر دے' پس اس روز سے مجھے گرمی اور سردی محسوس نہیں ہوئی' اور آپؐ نے فرمایا' میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' وہ فرار کرنے والا نہیں' پس اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گردنیں اٹھا کر جھنڈے کو دیکھا تو آپ نے وہ جھنڈا مجھے دے دیا۔ احمدؒ اس کی روایت میں متفرد ہیں اور کئی لوگوں نے اسے عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ عن علی طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے' اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے مغیرہ سے بحوالہ ام موسیٰ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا ہے اور خیبر کے روز میری آنکھوں میں تھوکا ہے اور مجھے جھنڈا اعطا کیا ہے نہ میری آنکھیں دکھنے آئی ہیں اور نہ مجھے سر درد ہوا ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت:

صحیحین میں شعبہ کی حدیث سے عن سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' احمدؒ' مسلم اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے عن بکیر بن مسمار عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور کہا کہ ابوتراب کو گالیاں دینے سے تجھے کون سی بات مانع ہے؟ آپ نے جواب دیا: کیا آپ کو وہ تین باتیں یاد نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمائی ہیں؟ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ اور آپؐ نے ایک غزوہ میں انہیں پیچھے رکھا تو حضرت علیؓ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام' حضرت موسیٰؑ سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اور میں نے خیبر کے روز آپ کو فرماتے سنا کہ میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے' راوی بیان کرتا ہے میں نے بھی گردن اٹھا کر اس جھنڈے کو دیکھا' آپؐ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ' تو وہ آشوبِ چشم کے عارضہ کے ساتھ آپؐ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا اور انہیں جھنڈا دیا اور اللہ نے انہیں فتح دی۔ اور جب یہ آیت ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ' حضرت فاطمہؓ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا پھر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں' اور مسلم' ترمذی اور نسائی نے اسے حضرت سعید بن المسیب کی حدیث سے بحوالہ حضرت سعدؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' تو مجھ سے اس مقام پر ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ سے سعید کی روایت کو عجیب خیال کیا جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ احمد الزبیری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے عن حمزہ بن عبداللہ عن ابیہ یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کو گئے تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا' کیا آپ مجھے پیچھے چھوڑ دیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰؑ سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور حسن بن عرفۃ العبدی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن حازم ابومعاویۃ الضریر نے عن موسیٰ بن مسلم الشیبانی عن عبدالرحمٰن بن سابط عن سعد بن ابی وقاص ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ اپنے ایک حج کے سلسلہ میں آئے تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حضرت سعدؓ نے کہا انہیں تین باتیں حاصل ہیں اگر مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہوتی تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول

بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے تھے' مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس کا اسناد حسن ہے اور ابوزرعۃ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن خالد الذہبی ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو آپ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابواسحٰق! ہم لوگوں کو اس جنگ نے حج سے دور کر دیا ہے حتیٰ کہ ہم اس کی بعض سنن کو بھول چلے ہیں' پس آپ طواف کریں ہم آپ کے طواف کے ساتھ طواف کریں گے' راوی بیان کرتا ہے اور جب وہ فارغ ہوئے تو وہ آپ کو دارالندوۃ میں لے گئے اور آپ کو اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا ہے پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر ان کی تین باتوں میں سے ایک بات بھی مجھ میں موجود ہوتی تو وہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اگر مجھے وہ بات حاصل ہوئی جو آپ نے ان سے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمائی کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اگر مجھے وہ بات حاصل ہوتی جو آپ نے خیبر کے روز انہیں فرمائی کہ میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا اور وہ فرار کرنے والا نہ ہوگا' تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور اگر میں آپ کی بیٹی کی وجہ سے آپ کا داماد ہوتا اور اس سے میرے ہاں لڑکے ہوتے جو ان کے ہاں ہیں تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے میں آج کے بعد تمہارے گھر تمہارے پاس نہیں آؤں گا' پھر انہوں نے اپنی چادر جھاڑی پھر باہر نکل گئے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پیچھے چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اس کا اسناد دونوں کی شرط کے مطابق ہے اور ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور اسی طرح اسے ابوعوانہ نے عن الاعمش عن الحکم بن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن شعبہ عن عاصم عن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم کے غلام ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہم سے بیان کیا کہ الجعد بن عبدالرحمٰن الجعفی نے عائشہ بنت سعد سے اور اس نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ثنیۃ الوداع تک آ گئے اور حضرت علیؓ رو رو کر کہہ رہے تھے آپ مجھے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر آپ کو مقام نبوت حاصل نہ ہوگا۔ یہ اسناد بھی اسی طرح صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی' اور کئی لوگوں نے عائشہ بنت سعد سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کی ہے حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو رسول

اللہ ﷺ سے صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حضرت معاویہؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت جابر بن سمرۃؓ حضرت ابوسعیدؓ حضرت البراء بن عازبؓ حضرت زید بن ارقمؓ حضرت زید بن ابی اوفیؓ حضرت نبیط بن شریطؓ حضرت حبشی بن جنادۃؓ حضرت مالک بن الحویرثؓ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابوالفضلؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت اسماء بنت عمیسؓ اور حضرت فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں' اور حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت علیؓ کے حالات میں ان احادیث کی انتہا تک پہنچے ہیں اور عمدگی کے ساتھ افادہ کیا ہے اور ہمسروں پر سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ پر رحم فرمائے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں عطا کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھ میں موجود ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی آپ سے دریافت کیا گیا یا امیرالمومنین وہ کیا باتیں ہیں آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں آپ کا رہائش رکھنا اور اس میں جو چیز رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال ہے ان کے لیے بھی حلال ہے' اور خیبر کے روز آپ کا جھنڈے کو لینا' اور اسے حضرت عمرؓ سے کئی طریق سے روایت کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

اور امام احمدؒ نے اسے عن وکیع عن ہشام بن سعد عن عمر بن اسید عن ابن عمرؓ روایت کیا ہے' ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ لیکن ابن ابی طالب کو تین باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر وہ مجھے عطا کی جاتیں تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں' پھر آپ نے ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے۔

اور احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ حضرت جابرؓ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور احمد نے اسے عطیہ کی حدیث سے ابوسعید سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ روایت کیا ہے آپ نے فرمایا تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اور طبرانی نے اسے عبدالعزیز بن حکیم کے طریق سے بحوالہ حضرت ابن عمرؓ مرفوعاً روایت کیا ہے اور سلمہ بن کہیل نے اسے عن عامر بن سعد عن ابیہ عن سلمہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' سلمہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے بنی موہب کے غلام کو کہتے سنا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس قسم کی بات بیان کی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح:

سفیان ثوری نے ابن ابی نجیح سے اس کے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر

بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی بیٹی کی منگنی کا پیغام دینا چاہا پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں پھر مجھے آپ کا حسن سلوک اور مہربانی یاد آئی تو میں نے لڑکی کی منگنی کا پیغام دے دیا آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا' نہیں' آپ نے فرمایا تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے جو میں نے فلاں روز آپ کو دی تھی' میں نے کہا میرے پاس موجود ہے آپ نے فرمایا اسے دے دو' میں نے اسے دے دیا تو آپ نے میرا نکاح کر دیا اور جس رات میں ان کے پاس گیا آپ نے فرمایا جب تک میں تم دونوں کے پاس نہ آؤں کوئی بات نہ کرنا' آپ ہمارے پاس آئے تو ہم پر ایک مخملی چادر یا کپڑا پڑا تھا ہم کسمسائے تو آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پڑے رہو' پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس پر دعا کی پھر اسے مجھ پر اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑک دیا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو زیادہ محبوب ہوں یا حضرت فاطمہ ؓ' آپ نے فرمایا وہ مجھے زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے اس سے بھی زیادہ عزیز ہے' اور نسائی نے عبدالکریم بن سلیط کے طریق سے عن ابی بریدہ عن ابیہ روایت کی ہے اور اسے اس عبارت سے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھے کا جو حضرت سعدؓ کے پاس تھا اور انصار کی ایک جماعت سے کچھ صاع مکئی لے کر ولیمہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پر پانی ڈالنے کے بعد ان کے لیے دعا کی اور فرمایا اے اللہ ان دونوں کے اجتماع میں برکت فرما یعنی جماع میں اور محمد بن کثیر نے عن الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے منگنی کی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے پاس جا کر انہیں کہا' اے میری بیٹی تیرے عمزاد علیؓ نے تجھے منگنی کا پیغام دیا ہے تیری کیا رائے ہے؟ حضرت فاطمہؓ رو پڑیں پھر کہنے لگیں' اے میرے باپ گویا آپ نے مجھے قریش کے فقیر کے سپرد کر دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے اس بارے میں اس وقت تک بات نہیں کی جب تک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے مجھے اس کی اجازت نہیں دی' حضرت فاطمہؓ نے کہا میں اس بات سے راضی ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہے' پس آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں سے باہر چلے گئے اور مسلمان آپ کے پاس آ گئے پھر آپ نے فرمایا اے علیؓ اپنی بات کرو' حضرت علیؓ نے کہا سب تعریف اس خدا کی ہے جسے موت نہیں آتی اور یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کا چار سو درا ہم مہر پر مجھ سے نکاح کر دیا ہے پس جو بات وہ کہتے ہیں اسے سنو اور گواہ بنو' انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کر دیا ہے اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور یہ منکر حدیث ہے اور اس فصل میں بہت سی موضوع اور منکر احادیث بیان ہوئی ہیں ہم نے ان سے پہلوتہی کی ہے کہ ان سے کتاب طویل نہ ہو جائے اور ان میں کچھ جید احادیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور وکیع نے ابو خالد سے بحوالہ شعبی بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس صرف مینڈھے کا خام چمڑا تھا جس کی ایک جانب ہم سوتے تھے اور اس کی دوسری جانب حضرت فاطمہ ؓ آٹا گوندھتی تھیں' اور مجالد کی ایک روایت میں جو بحوالہ شعبی مروی ہے کہ ہم دن کو اس پر پانی لانے والے اونٹ کو چارا ڈالتے تھے اور اس کے سوا میرے پاس کوئی خادم نہ تھا۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے میمون ابو عبداللہ سے بحوالہ زید بن ارقم ہم سے بیان

کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ اصحاب کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے' آپ نے ایک روز فرمایا' علیؓ کے دروازے کے سوا ان دروازوں کو بند کر دو' راوی بیان کرتا ہے اس بارے میں بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا امابعد' میں نے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا دوسرے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہارے اعتراض کرنے والے نے اس میں اعتراض کیا ہے اور قسم بخدا نہ میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے اور نہ کسی چیز کو کھولا ہے مگر مجھے ایک چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں نے اس کی اتباع کی ہے اور ابوالاشہب نے اسے عن عوف عن میمون عن البراء بن عازب روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور قبل ازیں احمد اور نسائی نے ابوعوانہ کی حدیث سے عن ابی بلیج عن عمرو بن میمون عن ابن عباسؓ جو طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے علیؓ کے دروازے کے سوا دوسرے دروازے بند کر دیئے' اور اسی طرح شعبہ نے اسے بحوالہ ابی بلیج روایت کیا ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھی اسے روایت کیا ہے' ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن محمد بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر الطحان نے ہم سے بیان کیا کہ غسان بن بسر الکاہلی نے عن مسلم عن خیثمہ عن سعد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازوں کو بند کر دیا اور حضرت علیؓ کے دروازے کو کھول دیا' اس بارے میں لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اسے نہیں کھولا بلکہ اللہ نے اسے کھولا ہے' اور یہ آپ کے صحیح بخاری میں بیان کردہ اس حکم کے منافی نہیں جو آپ نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے دروازوں کے بند کرنے کے متعلق دیا تھا' اس لیے کہ حضرت علیؓ کے حق میں اس کی نفی آپ کی زندگی میں حضرت فاطمہؓ کے اپنے گھر سے چل کر اپنے باپ کے گھر جانے کی ضرورت کی وجہ سے تھی اور آپ نے یہ ان کی سہولت کے لیے کیا تھا اور آپ کی وفات کے بعد یہ سبب زائل ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد کی طرف جائیں کیونکہ آپ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ تھے اور اس میں آپ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ علی بن المنذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے عن سالم بن ابی حفصہ عن عطیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علیؓ میرے اور تیرے سوا کسی شخص کے لیے مسجد میں جنبی ہونا جائز نہیں علی بن المنذر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اس نے کہا' میرے اور تیرے سوا کسی شخص کے لیے جنبی ہونے کی حالت میں اسے راستہ بنانا جائز نہیں' پھر ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور محمد بن اسماعیل نے بھی اس حدیث کو سنا ہے اور ابن عسا کر نے اسے کثیر النواء کے طریق سے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے پھر اسے ابونعیم کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن ابی عینیہ نے عن ابوالخطاب عمر الہردی عن محدوج عن جسرۃ بنت دجاجہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری میں باہر آئے حتیٰ کہ مسجد کے صحن میں آ گئے اور بلند آواز سے پکارا۔ محمد ﷺ اور آپ کی ازواجؓ اور علیؓ اور فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کے سوا مسجد کسی جنبی اور حائضہ کے لیے جائز نہیں' آگاہ رہو کیا میں نے تمہارے لیے ناموں کو واضح کر دیا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ' یہ اسناد غریب ہے اس میں ضعف پایا جاتا ہے پھر انہوں نے اسے اسی طرح ابورافی کی حدیث سے بیان کیا ہے اور اس میں بھی اسی طرح

غرابت پائی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث:

حاکم اور کئی دوسرے لوگوں نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ بن الحصیب بیان کیا ہے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ یمن کی طرف جنگ کرنے گیا تو میں نے آپ سے بدسلوکی محسوس کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیب گوئی کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو بدلتے دیکھا آپ نے فرمایا: اے بریدہ کیا میں مومنین کی جانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ایسا ہی ہے' آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں' علیؓ بھی اسے محبوب ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ اجلح کندی نے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ بریدہ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دستے یمن کی طرف روانہ فرمائے ان میں سے ایک کے امیر حضرت علیؓ تھے اور دوسرے کے امیر حضرت خالد بن ولیدؓ تھے نیز آپؐ نے فرمایا جب تم اکٹھے ہو جاؤ تو سب لوگوں کے امیر حضرت علیؓ ہوں گے اور جب تم دونوں الگ الگ ہو جاؤ تو تم دونوں میں سے ہر کوئی اپنی اپنی فوج پر امیر ہوگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اہل یمن میں سے بنی زید کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور ہم نے جنگ کی اور مسلمانوں نے مشرکین پر غلبہ پالیا' پس ہم نے جانبازوں کو قتل کر دیا اور اولاد کو قید کر لیا۔ حضرت علیؓ نے قیدیوں میں سے ایک عورت کو اپنے لیے منتخب کر لیا' بریدہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس بات کی اطلاع دی اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو خط دیا اور وہ خط آپ کو سنایا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ پناہ لینے والے کی جگہ ہے آپ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا اور مجھے اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور میں نے وہ چیز پہنچا دی ہے جو مجھے دے کر بھیجی گئی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی کی عیب گوئی نہ کر بلاشبہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا مددگار ہے' یہ منکر الفاظ ہیں اور اجلح' شیعہ ہے اور اس قسم کا شخص قبول نہیں ہوتا جب وہ اس قسم کے الفاظ میں متفرد ہو اور اس سے بھی کمزور تر لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں احمدؒ کی روایت محفوظ ہے جو عن وکیع عن الاعمش عن سعد بن عبیدہ عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں' علیؓ اس کا دوست ہے اور اسی طرح احمدؒ نے اسے روایت کیا ہے اور حسن بن عرفہ نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے ابو کریب سے بحوالہ ابو معاویہ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ روح بن علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے اس کے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے پاس خمس لینے بھیجا' راوی بیان کرتا ہے صبح ہوئی تو ان کا سر ٹپک رہا تھا حضرت خالدؓ نے بریدہ سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ شخص کیا کر رہا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی کی اطلاع دی۔ راوی بیان کرتا ہے۔ میں حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے بریدہ کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھ اور اس سے محبت رکھ بلاشبہ اس کے لیے اس

خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے' اور بخاری نے اسے صحیح بندار سے بحوالہ روح طوالت کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالجلیل نے ہم سے بیان کیا کہ میں ایک حلقہ میں گیا جس میں ابومجلز اور بریدہ کے دونوں بیٹے موجود تھے' عبداللہ بن بریدہ نے کہا کہ میرے باپ بریدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ سے ایسا بغض رکھتا تھا کہ میں نے کسی سے ایسا بغض نہیں رکھا اور میں نے قریش کے ایک شخص سے جسے میں پسند نہیں کرتا تھا صرف اس کے حضرت علیؓ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت کی' پس اس شخص کو تھوڑے سے سواروں پر امیر بنا کر بھیجا گیا اور میں اس کے ساتھ ہو گیا اور میں صرف اس کے حضرت علیؓ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گیا پس ہم کو قیدی دستیاب ہوئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے پاس کوئی آدمی بھیجئے جو ان کا خمس لگائے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیجا راوی بیان کرتا ہے' قیدیوں میں ایک خدمتگار لڑکی تھی اور وہ سب قیدی عورتوں سے بہتر تھی' پس حضرت علیؓ نے خمس لگایا اور تقسیم کی اور باہر نکلے تو آپ کا سر ٹپک رہا تھا ہم نے کہا اے ابوالحسن یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کیا تم نے اس خدمت گار لڑکی کو نہیں دیکھا جو قیدیوں میں تھی؟ میں نے تقسیم کی اور خمس لگایا تو وہ خمس میں آ گئی پھر وہ اہل بیت نبوی میں آ گئی پھر وہ آل علی میں آ گئی اور میں نے اس سے جماع کیا' راوی بیان کرتا ہے اس شخص نے اللہ کے نبی کو لکھا تو میں نے کہا مجھے بھیج دیجیے' اس نے مجھے تصدیق کنندہ بنا کر بھیج دیا' راوی بیان کرتا ہے میں خط پڑھنے لگا اور کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور فرمایا کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھ اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کی محبت میں اضافہ کر' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' خمس میں آل علی کا حصہ خدمتگار لڑکی سے بڑھ کر ہے۔ راوی بیان کرتا ہے' رسول اللہ ﷺ کے قول کے بعد لوگوں میں مجھے حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس حدیث میں میرے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے درمیان میرے باپ بریدہ کے سوا اور کوئی نہیں' احمدؒ اس کی روایت میں منفرد ہیں اور بھی کئی لوگوں نے اس حدیث کو عن ابی الجواب عن یونس بن ابی اسحٰق عن ابیہ عن البراء بن عازب' بریدہ بن الحصیب کی روایت کی طرح روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔

اور ترمذی نے اسے عبداللہ بن ابی زیاد سے بحوالہ ابی الجواب الاحوص بن جواب روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب کہا ہے اور ہم اسے صرف اسی کی حدیث سے جانتے ہیں اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید الرشک نے مطرف بن عبداللہ سے بحوالہ عمران بن حصین مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت میں روانہ فرمایا اور آپ نے اپنے سفر میں کچھ نئی باتیں کیں' تو اصحاب محمد ﷺ میں سے چار اشخاص نے باہم عہد کیا کہ وہ ان کے معاملے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کریں گے عمران کا بیان ہے کہ ہم جب اپنے سفر سے آئے تو ہم سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو سلام عرض کیا' راوی بیان کرتا ہے وہ آپ کے پاس گئے تو ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' آپ نے اس سے اعراض کیا پھر دوسرے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' آپ نے اس سے بھی اعراض کیا پھر تیسرے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ! حضرت علیؓ

نے ایسے ایسے کیا ہے؟ پھر چوتھے نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ نے ایسے ایسے کیا ہے' راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ ﷺ چوتھے شخص کے پاس آئے اور آپ کا چہرہ بدلا ہوا تھا' آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو۔ بلاشبہ علیؓ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے اور ترمذی اور نسائی نے اسے قتیبہ سے بحوالہ جعفر بن سلیمان روایت کیا ہے اور ترمذی کی عبارت طویل ہے اور اس میں ہے کہ حضرت علیؓ نے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی حاصل کی ہے پھر امام ترمذی اسے حسن غریب قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ہم اسے صرف جعفر سلیمان کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور ابویعلیٰ موصلی نے اسے عبداللہ بن عمر القواریری' حسن بن عمر بن شقیق الحرمی اور المعلیٰ بن مہدی سے روایت کیا ہے اور سب نے اسے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔

اور خیثمہ بن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حازم نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ بن یوسف بن صہیب نے دکین سے بحوالہ وہب بن حمزہ ہمیں خبر دی کہ میں نے مدینہ سے مکہ تک حضرت علیؓ کے ساتھ سفر کیا اور میں نے ان سے بدسلوکی محسوس کی تو میں نے کہا اگر میں واپس گیا تو رسول اللہ ﷺ سے علاقہ میں ان کی عیب گوئی کروں گا' راوی بیان کرتا ہے' میں واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور ان کی عیب گوئی کی' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' حضرت علیؓ کے متعلق یہ بات نہ کہنا بلاشبہ حضرت علیؓ میرے بعد تمہارے دوست ہوں گے' اور ابوداؤد طیالسی نے عن شعبہ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے بحوالہ ابواسحٰق ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم نے عن سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ عن عمتہ زینب بنت کعب جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ عن ابی سعید مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتی تھیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا۔ اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو' قسم بخدا وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا خدا کی راہ میں بڑا پر جوش ہے' احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

اور حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسین بن الفضل القطان نے ہمیں بتایا کہ ابوسہل بن زیاد القطان نے ہمیں خبر دی کہ ابواسحاق قاضی نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابی ادریس نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے عن سلیمان بن بلال عن سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرۃ عن عمتہ زینب بنت کعب بن عجرۃ عن ابی سعید مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا' ابوسعید نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کے ساتھ گئے تھے' پس جب صدقہ کے اونٹ حاضر کیے گئے تو ہم نے آپ سے ان پر سوار ہونے اور اپنے اونٹوں کو آرام دینے کے متعلق دریافت کیا اور ہم نے اپنے اونٹوں میں سستی دیکھی تو آپ نے ہماری بات نہ مانی' اور فرمایا' تمہارا ان میں مسلمانوں کی طرح حصہ ہے راوی بیان کرتا ہے' جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس لوٹے تو آپ نے ہم پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اور خود جلدی سے چلے گئے اور حج کو پالیا اور جب آپ نے اپنا حج ادا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا اپنے اصحاب کی طرف واپس جائیے اور ان کے آگے ہو جائیے۔

ابوسعید کا بیان ہے کہ جس شخص کو آپ نے قائم مقام مقرر کیا تھا ہم نے اس سے اس کام کے متعلق پوچھا جس سے حضرت علیؓ نے ہمیں منع کیا تھا' سو اس نے وہ کام کر دیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے صدقہ کے اونٹوں کو دیکھ کر معلوم کر لیا کہ ان پر سواری کی گئی ہے تو آپ نے اس کا حکم دینے والے کی مذمت کی اور اسے ملامت بھی کی' میں نے کہا' مجھ پر خدا کی طرف سے یہ بات واجب ہے کہ اگر میں مدینہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ذکر کروں گا اور جس درشتی اور تنگی سے ہم دوچار ہوئے ہیں اس کے متعلق آپ کو اطلاع دوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے جب ہم مدینہ آئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے وہ بات کرنی چاہی جس پر میں نے قسم کھائی تھی اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے ہوئے ملا' آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اور مجھے خوش آمدید کہا اور ہم نے ایک دوسرے کا حال پوچھا اور آپ نے فرمایا تم کب آئے ہو؟ میں نے کہا میں گذشتہ شب کو آیا ہوں تو آپ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس چلے گئے اور عرض کیا یہ سعد بن مالک شہید ہے' آپ نے فرمایا اسے اجازت دو' میں اندر داخل ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور آپ نے مجھے سلام کہا اور آپ نے مجھ سے میرے متعلق اور میرے اہل کے متعلق دریافت کیا اور اصل مسئلہ کو مخفی رکھا' میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حضرت علیؓ سے سختی' بدسلوکی اور تنگی پہنچی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور میں ان پر سختیوں کو شمار کرنے لگا جو ہمیں ان سے پہنچی تھیں اور جب میں اپنی گفتگو کے وسط میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مارا اور میں آپ کے قریب ہی تھا۔ اور فرمایا سعد بن مالک بن شہید! اپنے بھائی حضرت علیؓ کے متعلق باتیں بند کرو' خدا کی قسم مجھے معلوم ہے کہ وہ خدا کی راہ میں ایک فوج ہے' راوی بیان کرتا ہے' میں نے اپنے دل میں کہا' سعد بن مالک تیری ماں تجھے کھودے' کیا میں اپنے آپ کو اس دن سے ناپسندیدہ حال میں نہیں پاتا اور بے شک مجھے معلوم بھی نہیں' خدا کی قسم میں اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر کبھی بھی ان کو برائی سے یاد نہیں کروں گا اور یونس بن بکیر نے بحوالہ محمد بن اسحٰق بیان کیا ہے کہ ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے اس کے ماموں عمرو بن شاش اسلمی آپ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے۔ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ان سواروں میں شامل تھا' جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف بھیجا تھا' حضرت علیؓ نے مجھ سے کچھ بدسلوکی جس سے مجھے آپ پر رنجیدگی ہو گئی اور جب میں مدینہ آیا تو میں نے مدینہ کی مجالس میں اور جس شخص سے بھی میں ملا' اس کے پاس آپ کی شکایت کی۔ ایک روز میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' جب آپ نے مجھے دیکھا تو میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا' آپ نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور جب میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو خدا کی قسم آپ نے مجھے اذیت دی ہے' میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون. میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے سے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی پناہ چاہتا ہوں' آپ نے فرمایا جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی۔ اور امام احمد نے اسے عن یعقوب عن ابیہ ابراہیم بن سعد عن محمد بن اسحٰق عن ابان بن صالح عن الفضل بن معقل عن عبداللہ بن دینار عن خالہ عمرو بن شاش روایت کیا ہے اور اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اسی طرح کئی آدمیوں نے اسے محمد بن اسحٰق سے بحوالہ ابان بن الفضل روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے سیف بن عمر نے عبداللہ بن سعید سے بحوالہ ابان بن صالح روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی' اس نے اللہ کو اذیت دی۔

اور عباد بن یعقوب الرواجنی نے عن موسیٰ بن عمیر عن عقیل بن نجدۃ بن ہبیرۃ عن عمرو بن شاش روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بلاشبہ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ محمود بن خداش نے ہم سے بیان کیا کہ مروان بن معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ قنان بن عبداللہ النہمی نے ہم سے بیان کیا کہ مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم نے حضرت علیؓ پر عیب لگائے تو رسول اللہ ﷺ آ گئے اور آپ کے چہرے سے ناراضگی ہویدا تھی' میں نے آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگی آپ نے فرمایا' تمہیں اور مجھے کیا ہے؟ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی تحقیق اس نے مجھے اذیت دی۔

حدیث غدیر خم:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حسین بن محمد اور ابونعیم المغی نے ہم سے بیان کیا کہ فطر نے بحوالہ ابوالطفیل ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے کوفہ میں لوگوں کو جمع کیا پھر انہیں کہا' میں ہر اس مسلمان سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیر خم کے روز فرماتے سنا ہے جب آپ کھڑے ہوئے تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ جب آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا تو لوگوں سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنین کی جانوں سے بھی بڑھ کر حق رکھتا ہوں' انہوں نے عرض کیا ہاں' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا' جسے میں محبوب ہوں اسے یہ بھی محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ راوی بیان کرتا ہے میں باہر نکلا تو میرے دل میں کچھ خلجان تھا' میں نے حضرت زید بن ارقمؓ سے مل کر کہا' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اس طرح بیان کرتے سنا ہے انہوں نے فرمایا' انکار نہ کر' میں نے رسول اللہ ﷺ کو انہیں یہ کہتے سنا ہے' اور نسائی نے اسے حبیب بن ابی ثابت کی حدیث سے بحوالہ ابوالطفیل اس سے زیادہ مکمل صورت میں روایت کیا ہے اور ابوبکر شافعی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان بن الحارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسرائیل الملائی نے عن الحکم عن ابی سلیمان المؤذن عن زید بن ارقم ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ان لوگوں سے اپیل کی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جسے میں محبوب ہوں' اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ فرماتے سنا تھا تو سولہ آدمیوں نے اٹھ کر اس کی گواہی دی اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ابو یعلیٰ نے اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ کے مسند میں بیان کیا ہے کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی زیاد بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں لوگوں سے اپیل کرتے دیکھا ہے' میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو جسے میں محبوب ہوں اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے۔ فرماتے سنا ہے۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ بارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کھڑے ہوئے گویا میں ان میں سے ایک کو دیکھ رہا ہوں جو شلوار پہنے ہوئے تھے' انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کیا میں مومنین کی جانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتا اور میری بیویاں ان کی مائیں نہیں؟ ہم نے کہا ہاں

رسولؐ بے شک' آپؐ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علی رضی اللہ عنہ بھی محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ پھر عبداللہ بن احمد نے اسے عن احمد بن عمر الوکیعی عن زید بن الحباب عن الولید بن عقبہ بن نیار عن سماک بن عبید بن الولید العبسی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ بارہ آدمیوں نے اٹھ کر کہا جب آپ نے تمہارے ہاتھ کو پکڑا تو ہم نے آپ کو فرماتے دیکھا اور سنا ہے کہ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے تو بھی اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' اور اسی طرح اسے ابوداؤد الطہوی نے جس کا نام عیسیٰ بن مسلم ہے۔ بحوالہ عمرو بن ہند البجلی اور عبدالاعلیٰ بن عامر التغلبی روایت کیا ہے اور ان دونوں نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے دارقطنی نے اسے غریب قرار دیا ہے اور ابوداؤد الطہوی اسے ان دونوں سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن کیسان المدینی نے ۲۹۰ھ میں ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن عمرو البجلی نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے طلحہ بن مصرف سے بحوالہ عمیرہ بن سعد ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب سے اپیل کرتے دیکھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز وہ بات فرماتے سنا جو آپ نے فرمائی' تو بارہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے جن میں حضرت ابوہریرہ' حضرت ابوسعید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل تھے انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب اسے علیؓ بھی محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ اور ابوالعباس بن عقدۃ الحافظ الشیعی نے اسے عن الحسن بن علی بن عفان العامری عن عبداللہ بن موسیٰ عن قطن عن عمرو بن مرۃ اور سعید بن وہب اور زید بن نُتیع سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا پھر اس نے اسی طرح بیان کیا ہے کہ تیرہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور جو اسے چاہے تو بھی اسے چاہ اور جو اسے ناپسند کرے تو بھی اسے ناپسند کر اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اس کو بے یار و مددگار چھوڑے تو بھی اسے بے یار و مددگار چھوڑ دے' جب وہ اس حدیث سے فارغ ہوئے تو ابواسحاق نے کہا اے ابوبکر وہ کون سے اشیاخ تھے؟

اور اسی طرح عبداللہ بن احمد نے اسے عن علی بن حکیم الاودی عن اسرائیل عن ابی اسحٰق روایت کیا ہے اور اس نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن سعید بن وہب اور عبد خیر بیان کیا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے میدان میں بیان کرتے سنا کہ میں اس شخص سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ فرماتے سنا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں

نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے سنا ہے' اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے بحوالہ ابواسحٰق ہم سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن وہب کو بیان کرتے سنا کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ یا چھ اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن الحرث بن لقیط الاشجعی نے بحوالہ رباح بن الحرث ہم سے بیان کیا کہ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس کچھ آدمی آئے اور انہوں نے کہا اے مولانا السلام علیک! آپ نے فرمایا میں کیسے تمہارا مولیٰ ہوں حالانکہ تم عرب لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ رباح کا بیان ہے کہ جب وہ چلے گئے تو میں نے ان کا پیچھا کیا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ انصار کی ایک جماعت ہے جن میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ شریک نے حنش سے بحوالہ رباح بن الحرث ہم سے بیان کیا کہ کوفہ میں ہم حضرت علیؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس پر سفر کے نشان تھے' اس نے کہا اے میرے آقا السلام علیک! انہوں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ربیع بن ابی صالح اسلمی نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن ابی زیاد اسلمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے دریافت کرتے سنا' آپ نے فرمایا' میں اس مسلمان سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز وہ بات فرماتے سنا ہے جو آپ نے فرمائی' تو بارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک نے عبدالرحمٰن کندی سے بحوالہ زاذان ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے دریافت کرتے سنا کہ کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز وہ بات بیان کرتے سنا ہے جو آپ نے بیان کی' تو تیرہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے۔ اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ حجاج بن الشاعر نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہم سے بیان کیا کہ نعیم بن حکیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابومریم اور حضرت علیؓ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز فرمایا: جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' راوی بیان کرتا ہے' بعد میں لوگوں نے یہ اضافہ بھی کر دیا کہ اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' اور یہ حدیث حضرت علیؓ سے متعدد طریق سے روایت کی گی ہے اور حضرت زید بن ارقم سے بھی اس کے متعدد طرق ہیں اور غندر نے شعبہ سے بحوالہ سلمہ بن کہیل بیان کیا ہے کہ میں نے ابوالطفیل کو ابومریم یا زید بن ارقم شعبہ کو شک ہوا ہے۔ کے حوالے سے بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ میں نے قبل ازیں اسے حضرت ابن عباسؓ سے سنا ہے' ترمذی نے اسے بندار سے بحوالہ غندر

روایت کیا ہے اور اسے حسن غریب قرار دیا ہے اور امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عفان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے عن المغیرہ عن ابی عبید عن میمون بن ابی عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں سن رہا تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک وادی میں اترے جسے وادی خم کہا جاتا تھا' آپؐ نے نماز کا حکم دیا اور اسے تیز گرمی میں پڑھا' راوی بیان کرتا ہے آپ نے ہم سے خطاب کیا اور رسول اللہ ﷺ کو دھوپ سے بچانے کے لیے کیکر کے ایک درخت پر کپڑا ڈال کر سایہ کیا گیا' آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے یا کیا تم گواہی نہیں دیتے۔ کہ میں ہر مومن کی جان سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا بے شک' آپ نے فرمایا' جسے میں محبوب ہوں بلاشبہ علی بھی اسے محبوب ہے اے اللہ جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور اسی طرح احمدؒ نے اسے عن غندر عن شعبہ عن میمون بن ابی عبداللہ عن زید بن ارقم روایت کیا ہے اور حضرت زید بن ارقم سے اسے ایک جماعت نے بھی روایت کیا ہے جس میں ابواسحٰق السبیعی' حبیب الاساف' عطیہ العوفی' ابوعبداللہ شامی اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ شامل ہیں' اور معروف بن حربوذ نے بھی اسے ابوالطفیل سے بحوالہ حذیفہ بن اسید روایت کیا ہے' انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو کشادہ نالے میں ان درختوں کے آس پاس اترنے سے منع کیا جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں' پھر آپ ان کے پاس چلے گئے اور ان کے نیچے نماز پڑھی پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو! مجھے لطیف وخبیر خدا نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اس سے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر دی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ مجھے عنقریب بلاوا آ جائے گا اور میں جواب دوں گا اور مجھے پوچھا جائے گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے پس تم کیا کہو گے' انہوں نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے اور خیر خواہی کی ہے اور کوشش کی ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے' آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہ دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی جنت حق اور دوزخ حق اور موت حق ہے اور بلاریب قیامت آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو اٹھائے گا؟ انہوں نے کہا بے شک ہم اس کی گواہی دیں گے' آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہ! پھر فرمایا اے لوگو! بلاشبہ اللہ میرا آقا ہے اور میں مومنین کا آقا ہوں اور میں ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق دار ہوں اور جسے میں محبوب ہوں اسے یہ بھی محبوب ہے اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ پھر فرمایا اے لوگو! میں تمہارا فرط ہوں اور تم حوض پر آنے والے ہو' وہ حوض' بصری اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ چوڑا ہے' اس میں ستاروں کی تعداد کی مانند برتن ہیں اور دو چاندی کے پیالے ہیں اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں دریافت کروں گا' دیکھنا تم ان کے بارے میں میری جانشینی کیسے کرتے ہو؟ ثقل اکبر' کتاب اللہ ہے جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو' نہ گمراہ ہو اور نہ بدلو' اور میری اولاد میرے اہل بیت ہیں اور مجھے لطیف وخبیر خدا نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نہ ہوں گے حتیٰ کہ دونوں حوض پر آ جائیں گے' ابن عساکر نے اسے پوری طوالت کے ساتھ معروف طریق کے مطابق روایت کیا ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ معمر نے عن علی بن زید بن جدعان عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب' ہمیں بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے حتیٰ کہ ہم غدیر خم پر اترے تو آپ نے ایک منادی اعلان کرنے بھیجا اور جب ہم

اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری جانوں سے بڑھ کر عزیز نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! بے شک آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری ماؤں سے زیادہ عزیز نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک' آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے باپوں سے زیادہ عزیز نہیں' ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک' آپ نے فرمایا کیا میں نہیں' کیا میں نہیں' کیا میں نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک' آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علیؓ بھی محبوب ہے' اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو' آج آپ ہر مومن کے دوست بن گئے ہیں' اور اسی طرح ابن ماجہ نے اسے حماد بن سلمہ کی حدیث سے علی بن زید اور ابی ہارون العبدی سے عن عدی بن ثابت عن البراءؓ روایت کیا ہے' نیز اسی طرح اسے موسیٰ بن عثمان الحضرمی نے ابو اسحٰق سے بحوالہ البراءؓ روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حضرت سعدؓ' حضرت طلحہ بن عبداللہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا گیا ہے اس کے آپ سے اور حضرت ابو سعید خدریؓ' حضرت حبشی بن جنادہ' حضرت جریر بن عبداللہ' حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے کئی طرق ہیں۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کے جو طرق ہیں ان میں سے سب سے عجیب طریق وہ ہے جس کے متعلق حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی بن محمد بن بشران نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن عمر الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابو نصر حبشون بن موسیٰ بن ایوب الخلال نے ہمیں خبر دی کہ علی بن سعید الرملی نے ہم سے بیان کیا کہ ضمرۃ بن ربیعہ القرشی نے عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرہؓ ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص ۱۸/ ذوالحجہ کا روزہ رکھے گا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے اور وہ غدیر خم کا روزہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین کا دوست نہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک' آپ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں اسے علی بھی محبوب ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابن ابی طالب آپ کو شاباش ہو آپ میرے اور سب مسلمانوں کے محبوب بن گئے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے) اور جو شخص ۲۷/ رجب [1] کا روزہ رکھے گا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے اور یہ پہلا دن ہے جس میں جبرئیلؑ رسالت کے ساتھ نازل ہوئے تھے' خطیب نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث' حبشون کی روایت سے مشہور ہوئی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی روایت میں متفرد ہے اور احمد بن عبیداللہ بن عباس بن سالم بن مہران المعروف بابن النہری نے بحوالہ علی بن سعید شامی اس سے موافقت کی ہے۔

میں کہتا ہوں اس میں کئی وجوہ سے نکارت پائی جاتی ہے جس میں سے ایک وجہ اس کا یہ قول ہے کہ آیت الیوم اکملت لکم آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس قسم کی بات ابن ہارون العبدی کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو سعید خدریؓ بھی بیان ہوئی ہے جو درست نہیں۔ یہ یوم عرفہ کو نازل ہوئی تھی جیسا کہ صحیحین میں بحوالہ حضرت عمر بن الخطابؓ بیان ہوا ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے جو ہمارے بیان کردہ صحابہؓ کے علاوہ ہیں۔ حضور ﷺ کے قول جسے میں محبوب ہوں۔ کے

---

[1] طوقوب کے نسخہ میں ۲۶/ رجب ہے۔

بارے میں روایت کی گئی ہے اور ان کی طرف اسانید ضعیف ہیں۔

حدیث الطیر :

لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں تصانیف کی ہیں اور اس کے متعدد طرق ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں اعتراض پایا جاتا ہے اور ہم اس میں سے کچھ اعتراضات کی طرف اشارہ کریں گے' ترمذی نے بیان کیا ہے کہ سفیان بن وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن موسیٰ نے عن عیسیٰ بن عمر السری عن انس ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا آپ نے فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا' پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسے السری کی حدیث سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور اسے کئی طریق سے حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ابو لیلیٰ نے اسے عن الحسین بن حماد عن شہر بن عبدالملک عن عیسیٰ بن عمر روایت کیا ہے اور ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ قطن بن بشیر نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان الضبعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن انس نے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنا ہوا چکور روٹی سمیت ہدیۃً دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس کھانے کو کھائے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ! میرے باپ کو وہ محبوب تر آدمی بنا دے' حضرت حفصہؓ نے کہا اے اللہ میرے باپ کو وہ محبوب تر آدمی بنا دے' حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے کہا اے اللہ! حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو وہ شخص بنا دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام ہے واپس چلے جائیے' پھر میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو میں باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام ہے واپس چلے جائیے' پھر میں نے دروازے میں حرکت کی آواز سنی تو اس نے مجھے سلام کہا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی آواز سن لی اور فرمایا اس شخص کو دیکھو' میں باہر نکلا تو وہ حضرت علیؓ تھے' میں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا' انہیں میرے پاس آنے کی اجازت دو' میں نے انہیں اجازت دی تو وہ اندر آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ' اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں ابو علی الحافظ سے بحوالہ محمد بن احمد الصفار اور حمید بن یونس الزیات روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عن محمد بن احمد بن عیاض عن ابی غسان احمد بن عیاض عن ابی ظبیہ عن یحییٰ بن حسان عن سلیمان بن بلال عن یحییٰ بن سعید عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور یہ اسناد غریب ہے پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور اس میں اعتراض پایا جاتا ہے' بلاشبہ یہ ابو علاثہ محمد بن احمد عیاض' غیر معروف ہے لیکن اس حدیث کو اس سے ایک جماعت نے اس کے باپ سے روایت کیا ہے اور جن لوگوں نے اس سے روایت کی ہے ان میں ابوالقاسم طبرانی بھی ہیں پھر انہوں نے بیان کیا ہے کہ وہ اسے اپنے باپ سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ واللہ اعلم

حاکم نے بیان کیا ہے کہ تیس سے زیادہ اشخاص نے اسے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ حافظ کبیر ابو عبداللہ

الذہبی نے ایک بااعتماد شخص کے ذریعہ ان کی وضاحت کی ہے جس کی طرف اسناد کرنا درست ہے' پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی' حضرت ابوسعید اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہم کی روایت صحیح ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے خدا کی قسم اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور حاکم نے اسے ابراہیم بن ثابت القصار سے جو ایک مجہول شخص ہے' عن ثابت البنانی عن انس روایت کیا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ محمد بن الحجاج اندر آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے لگا تو حضرت انسؓ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے سے اعراض کر' اور اس نے طوالت کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے جو سند اور متن کے لحاظ سے منکر ہے' حاکم نے ان دو حدیثوں کے سوا کوئی حدیث اپنے مستدرک میں بیان نہیں کی اور ابن ابی حاتم نے اسے عن عمار بن خالد الواسطی عن اسحٰق الازرق عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن انس روایت کیا ہے اور یہ حاکم کے اسناد سے زیادہ اچھا ہے' اور عبداللہ بن زیاد ابوالعلاء نے اسے عن علی بن زید عن سعید بن المسیب عن انس بن مالکؓ روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنا ہوا پرندہ ہدیۃً دیا گیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے اور اس نے اسی طرح بیان کیا ہے' اور محمد بن مصفی نے اسے عن حفص بن عمر عن موسیٰ بن سعد عن الحسن عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور علی بن الحسن شامی نے عن خلیل بن دعلج عن قتادہ عن انس اسی طرح روایت کی ہے اور احمد بن یزید الورتنیس سے اسے عن زہیر عن عثمان الطّویل عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے اور عبیداللہ بن موسیٰ نے اسے مسکین بن عبدالعزیز سے بحوالہ میمون بن ابی خلف روایت کیا ہے کہ انس بن مالکؓ نے مجھ سے بیان کیا اور اس کا ذکر کیا ہے' دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ میمون ابی خلف کی حدیث سے مسکین بن عبدالعزیز اس کی روایت میں متفرد ہے اور حجاج بن یوسف بن قتیبہ نے اسے عن بشر بن الحسین عن الزبیر بن عدی عن انس روایت کیا ہے اور ابن یعقوب اسحٰق بن الفیض نے اسے روایت کیا ہے کہ المضاء بن الجارود نے بحوالہ عبدالعزیز بن زیاد ہم سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بصرہ سے بلایا اور آپ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ کو ایک پرندہ ہدیۃً دیا گیا اور آپ کے حکم سے اسے بنایا اور پکایا گیا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ کھائے' اور اس نے اسے بیان کیا ہے اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حسن بن ابی بکیر نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر محمد بن العباس بن نجیح ہمیں خبر دی کہ محمد بن القاسم نحوی ابوعبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ابوالہندی سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا اور اس کا ذکر کیا' اور حاکم بن محمد نے اسے محمد بن سلیم سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حسن بن حماد الوراق نے ہم سے بیان کیا کہ مسہر بن عبدالملک بن سلع نے اعتماد کے ساتھ ہمارے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ بن عمر نے بحوالہ اسماعیل السدی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا آپؐ نے فرمایا اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ نے انہیں واپس کر دیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اور ابوالقاسم بن عقدہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن احمد بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو

ایک پرندہ ہدیۃً دیا گیا آپ نے اسے اپنے آگے رکھ کر فرمایا' اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا وہ میرے ساتھ کھائے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے کہا میں علیؓ ہوں' میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام ہے حتیٰ کہ آپ نے تین بار یہ کام کیا اور چوتھی بار آکر دروازے کو اپنا پاؤں مارا اور اندر آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کس نے روکا تھا' آپ نے کہا میں تین بار آیا ہوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ مجھے روکتے رہے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا' میں چاہتا تھا کہ وہ میری قوم کا کوئی آدمی ہو۔

اور حاکم نیشاپوری نے اسے عن عبدان بن یزید عن یعقوب الدقاق عن ابراہیم بن الحسین الشامی عن ابی توبۃ الربیع بن نافع عن حسین بن سلیمان بن عبدالملک بن عمیر عن انس روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے پھر حاکم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اسے اسی اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن عساکر نے اسے الحرث بن نبہان کی حدیث سے کوفہ کے ایک شخص اسماعیل سے بحوالہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور حفص بن عمر المہرقانی کی حدیث سے بھی اسے عن الحکم بن شبیر بن اسماعیل ابی سلیمان برادر اسحاق بن سلیمان رازی عن عبدالملک بن ابی سلیمان عن انس روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور سلیمان بن قرم کی حدیث سے بھی اسے عن محمد بن علی السلمی عن ابی حذیفۃ العقیلی عن انسؓ روایت کیا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوہشام نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم الملائی نے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت ام ایمنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بھنا ہوا پرندہ ہدیۃً دیا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ اس شخص کو میرے پاس لے آ جسے تو پسند کرتا ہے وہ اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے' حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی تو میں نے کہا آپ اپنے کام میں مصروف ہیں وہ واپس چلے گئے پھر واپس آکر دوبارہ اجازت طلب کی تو میں نے کہا آپ اپنے کام میں مصروف ہیں تو وہ واپس چلے گئے پھر واپس آکر آپ نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آواز سن لی اور فرمایا انہیں اجازت دے دو وہ اندر آئے تو پرندہ آپ کے سامنے پڑا تھا پس آپ نے اس سے کھایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

یہ متعدد طرق سے حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہیں اور ہر ایک میں ضعف اور اعتراض پایا جاتا ہے اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ الذہبی نے اپنی اس کتاب میں جسے آپ نے اس حدیث کے بارے میں جمع کیا ہے متعدد طرق بیان کرنے کے بعد جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں بیان کیا ہے کہ یہ حدیث باطل اور تاریک وجوہ سے حجاج بن یوسف' ابوعصام خالد بن عبید' دینار بن کیسان' زیاد بن محمد ثقفی' زیاد عبسی' زیاد بن المنذر' سعد بن میسرۃ البکری' سلیمان التیمی' سلیمان بن علی الامیر' سلمہ بن وردان' صباح بن محارب' طلحہ بن مصرف' ابوالزناد' عبدالاعلیٰ بن عامر' عمر بن راشد' عمر بن ابی حفص الثقفی الضریر' عمر بن سلیم البجلی' عمر بن یحییٰ ثقفی' عثمان الطویل' علی بن رافع' عیسیٰ بن طہمان' عطیۃ العوفی' عباد بن عبدالصمد' عمار الذہبی' عباس بن علی' فضیل بن غزوان' قاسم بن جندب' کلثوم بن جبر' محمد بن علی الباقر' زہری' محمد بن عمرو بن علقمہ' محمد بن مالک ثقفی' محمد بن جحادۃ' میمون بن مہران' موسیٰ الطویل' میمون بن جابر السلمی' منصور بن عبدالحمید' معلیٰ بن انس' میمون ابی خلف الجراف اور بعض کا قول ہے کہ ابوخالد' مطر بن خالد' معاویہ بن عبداللہ بن جعفر' موسیٰ

بن عبداللہ الجہنی' نافع مولیٰ ابن عمر' النضر بن انس بن مالک' یوسف بن ابراہیم' یونس بن حیان' یزید بن سفیان' یزید بن ابی حبیب' ابوالملیح' ابوالحکم' ابوداؤد السبیعی' ابوحمزۃ واسطی' ابوحذیفۃ العقیلی اور ابراہیم بن ہدیۃ سے روایت کی جاتی ہے۔ پھر ان سب کے بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ سب نوے سے کچھ اوپر ہیں اور ان کے قریب ترین طرق غرائب اور ضعیف ہیں اور انہوں نے انہیں جھوٹے اور من گھڑت طرق سے بیان کیا ہے اور ان کے اکثر طرق کمزور ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی گئی ہے کہ ابوالقاسم بغوی اور ابویعلیٰ موصلی دونوں نے بیان کیا کہ القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن ارقم نے ہم سے بیان کیا کہ مطیر بن ابی خالد نے ثابت البجلی سے بحوالہ سفینہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ہم سے بیان کیا کہ ایک انصاری عورت نے دو روٹیوں کے درمیان دو پرندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً بھیجے اور گھر میں میرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوا' اور کوئی شخص نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اپنا صبح کا ناشتہ منگوایا تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے اور میں دونوں پرندے آپ کے پاس لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے اس شخص کو جو تجھے اور تیرے رسول کو محبوب تر ہے لے آ تو حضرت علی بن ابی طالب نے آ کر آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے کہا' کون ہے انہوں نے کہا ابوالحسن ہوں' پھر آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنی آواز کو بلند کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں آپ نے فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو' میں نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دونوں پرندے کھائے حتیٰ کہ وہ دونوں ختم ہو گئے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد نے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعید الجوہری نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن قرم نے عن محمد بن شعیب عن داؤد بن عبداللہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ! میرے پاس اس شخص کو لا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ مجھے یہ محبوب ہے' اور خود حضرت علیؓ سے روایت ہے' عباد بن یعقوب نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے ہم سے بیان کیا میرے باپ نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پرندہ جسے سرخاب کہا جاتا ہے' ہدیۃً دیا گیا اور میں نے اسے آپ کے آگے رکھ دیا۔ اور حضرت انس بن مالکؓ اسے چھپاتے تھے' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ اپنی مخلوق میں سے محبوب تر آدمی کو میرے پاس لا جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے' راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے آ کر اجازت طلب کی تو حضرت انسؓ نے انہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام میں مصروف ہیں تو وہ واپس چلے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دعا کی پھر وہ واپس چلے گئے پھر تیسری بار دعا کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے اللہ مجھے یہ محبوب ہے اور آپؐ نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے اور حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا تو میں نے کہا اے ابوالحسن میرے لیے بخشش طلب کیجیے میں آپ کا گنہگار ہوں

اور میرے پاس ایک بشارت ہے تو میں نے انہیں وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے کی تھی تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میرے لیے بخشش طلب کی اور مجھ سے راضی ہو گئے اور میرے گناہ کو معاف کر دیا اور میں نے انہیں بشارت دی' اور جابر بن عبداللہ انصاری کی حدیث سے جسے ابن عساکر نے لیث کے کاتب عبداللہ بن صالح سے عن ابن لہیعہ خدری کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن اس کا اسناد تاریک ہے اور اس میں ضعیف راوی بھی ہیں اور حبشی بن جنادۃ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے اور وہ بھی صحیح نہیں ہے اور لیلیٰ بن مرۃ کی حدیث سے بھی روایت کی گئی ہے لیکن اس کی طرف انتساب تاریک ہے اور ابورافع کی حدیث سے بھی اسی طرح روایت ہے اور وہ بھی صحیح نہیں' اور لوگوں نے اس حدیث کے بارے میں الگ تصنیفات کو جمع کیا ہے جن میں ابوبکر بن مردویہ' حافظ ابوطاہر محمد بن احمد بن حمدان شامل ہیں جیسا کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ الذہبی نے روایت کی ہے اور میں نے اس بارے میں ابوجعفر بن جریر طبری مفسر اور مؤرخ کی ایک کتاب دیکھی ہے جس میں انہوں نے اس کے طرق اور الفاظ کو جمع کیا ہے' پھر مجھے قاضی ابوبکر باقلانی متکلم کی ایک بہت بڑی کتاب سے آگاہی ہوئی جس میں اس کا رد کیا گیا ہے اور سند و متن کے لحاظ سے اسے کمزور قرار دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہیں مگر دل میں اس حدیث کی صحت کے متعلق اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک اور حدیث:

ابوبکر شافعی نے بیان کیا ہے کہ بشر بن موسیٰ اسدی نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے بحوالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری عورت کے پاس اس کی کھجوروں میں گیا جنہیں اسراف کہا جاتا تھا میں نے کھجور کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے نیچے جہاں چھڑکاؤ ہوا تھا' رسول اللہ ﷺ کے لیے کپڑا بچھا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابوبکرؓ آپ کے پاس آ گئے پھر آپ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے پھر آپ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے پھر آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے کھجور کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے نیچے آپ کو سر جھکائے ہوئے دیکھا پھر آپ فرمانے لگے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو اسے علی بنا دے' تو حضرت علیؓ آ گئے پھر اس انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کر کے پکائی تو آپ نے اور ہم نے کھانا کھایا اور جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور ہم نے بھی نماز پڑھی نہ آپ نے وضو کیا اور نہ ہم نے وضو کیا۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ حسن بن حماد کوفی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عتبہ نے عن ابیہ عن الشیبانی عن جمیع بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور آپؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت کیا آپؓ نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا محبوب نہیں دیکھا اور نہ کسی عورت کو ان کی بیوی سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا

محبوب دیکھا ہے اور کئی شیعہ حضرات نے اسے بحوالہ جمیع بن عمیر روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحٰق سے بحوالہ ابوعبداللہ الجدلی البجلی ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا' کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا' آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ نیز ابویعلیٰ نے اسے عن عبید اللہ بن موسیٰ عن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن البجلی عن بجیلہ وعن سلیم عن السدی عن ابی عبداللہ البجلی روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے مجھے فرمایا' کیا تم میں منابر پر رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا حضرت علیؓ اور ان سے محبت کرنے والوں کو سب وشتم نہیں کیا جاتا؟ میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے' اور اسے کئی طرق سے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا گیا ہے اور آپ کی حدیث میں اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اس شخص نے جھوٹ کہا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور تجھ سے بغض رکھتا ہے' لیکن اس کے سب اسانید ضعیف ہیں جن سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

ایک اور حدیث:

عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ثوری نے عن الاعمش عن عدی بن ثابت عن زر بن حبیش ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا۔ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ مومن آپ سے محبت کرے گا اور منافق آپ سے بغض رکھے گا' اور احمد نے اسے ابن نمیر اور وکیع سے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے نیز اسے ابومعاویہ' محمد بن فضیل' عبداللہ بن داؤد الحربی' عبید اللہ بن موسیٰ' محاضر بن المورع اور یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے بحوالہ اعمش روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے اپنی صحیح میں بحوالہ سعد روایت کیا ہے اور غسان بن حسان نے اسے عن شعبہ عن عدی بن ثابت عن علی روایت کیا ہے اور اسے بیان کیا ہے نیز اسے کئی طرق سے بھی روایت کیا گیا ہے اور یہ حدیث جسے ہم نے بیان کیا ہے یہی ان میں سے صحیح ہے۔ واللہ اعلم

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے بحوالہ عبید اللہ بن عبدالرحمٰن ابی نصر ہم سے بیان کیا کہ مساور الحمیری نے اپنے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ سے کہتے سنا کہ مومن آپ سے بغض نہیں رکھے گا اور منافق آپ سے محبت نہیں کرے گا' اور اس طریق کے علاوہ بھی اسے حضرت ام سلمہؓ سے دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے اور وہ صحیح نہیں اور ابن عقدہ نے بحوالہ حسن بن علی بن بزیع ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سوار بن مصعب نے عن الحکم عن یحییٰ الجزار عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر ایمان لایا ہے اور وہ

حضرت علیؓ سے بغض رکھتا ہے وہ کاذب ہے' مومن نہیں' یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ من گھڑت ہے اور ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

اور حسن بن عرفہ نے بیان کیا ہے کہ سعید بن محمد الوراق نے بحوالہ علی بن الحراز مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابو مریم ثقفی سے سنا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ سے فرماتے سنا کہ اس شخص کو مبارک ہو جس نے آپ سے محبت کی اور آپ کے بارے میں سچ کہا اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جس نے آپ سے بغض رکھا اور آپ کے بارے میں جھوٹ بولا' اور اس مفہوم کی بہت سی موضوع احادیث روایت کی گئی ہیں جن کی کوئی اصل موجود نہیں اور کئی لوگوں نے بحوالہ ابوالازہر احمد بن الازہر بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے عن الزہری عن عبداللہ بن عبیداللہ عن ابن عباسؓ ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: تو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تیرا حبیب' حبیب اللہ ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور تیرا مبغوض' اللہ کا مبغوض ہے اور جس شخص نے میرے بعد تجھ سے بغض رکھا اس کے لیے ہلاکت ہے اور کئی اسی طرح عن الحارث بن حصیرۃ عن ابی صادق عن ربیعہ بن ناجد عن علی روایت کی ہے آپ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا تجھ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی مثال پائی جاتی ہے' یہود نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ انہوں نے آپ کی ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو وہ مقام دیا جو آپ کا نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا آگاہ رہو میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے' حد سے زیادہ تعریف کرنے والا محب جو مجھے کمال میں اس قدر بڑھائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہو گا۔ اور بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی اس قدر برانگیختہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا' آگاہ رہو' میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی ہوئی ہے بلکہ میں حتیٰ المقدور اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں' پس میں اطاعتِ الٰہی کا جو حکم تمہیں دوں اس میں تم پر میری اطاعت واجب ہے خواہ تم پسند کرو یا ناپسند کرو' بالفاظ عبداللہ بن احمد' یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبدالحمید نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے عن الاعمش عن موسیٰ بن طریف عن عبایۃ عن علی ہم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہو گا تو میں دوزخ کا اپنا حصہ لینے والا ہوں گا اور میں کہوں گا یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے' یعقوب نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن طریف' ضعیف ہے جو اس شخص کا محتاج ہے جو اسے عادل قرار دے اور عبایۃ اس سے بھی کمتر ہے اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہے' اور اس نے بیان کیا ہے کہ ابو معاویہ نے اس حدیث کے بیان کرنے پر اعمش کو ملامت کی تو اعمش نے اسے کہا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دینا' اور بیان کیا جاتا ہے کہ اعمش نے اسے صرف روافض سے استہزاء کرنے اور اس کی تصدیق میں ان کی تنقیص کے لیے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں بعض عوام کا وہم ہے بلکہ یہ ان کے بہت سے لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت علیؓ حوض پر ساقی ہوں گے' اس کی کوئی اصل موجود نہیں اور نہ ہی یہ کسی قابل اعتماد پسندیدہ طریق سے آئی ہے اور جو حدیث ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی لوگوں کے ساقی ہوں گے۔

اور یہ جو حدیث بیان ہوئی ہے کہ قیامت کے روز چار آدمیوں کے سوا کوئی شخص سوار ہو کر نہیں آئے گا' رسول اللہ ﷺ براق پر' حضرت صالح علیہ السلام اپنی اونٹنی پر' حضرت حمزہؓ عضباء پر اور حضرت علیؓ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر تہلیل سے اپنی آواز بلند

کیے ہوئے سوار ہو کر آئیں گے اور اسی طرح لوگوں کے مونہوں میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم کی بات ہے کہ ان میں سے ایک کہے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم پکڑ لے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم مجھے دے۔ اور اس قسم کی سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ یہ روافض کے وساوس اور ان کی باتیں ہیں جو کسی طریق سے بھی درست نہیں اور یہ روافض کی وضع کردہ باتیں ہیں۔ اور جو شخص ان کا عادی ہے اس کے متعلق موت کے وقت سلب ایمان کا خدشہ ہے اور جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ نے بحوالہ شعبہ مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن مرۃ نے عبداللہ بن سلمہ سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو میں تکلیف میں مبتلا تھا اور میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میری موت آ گئی ہے تو مجھے راحت دے اور اگر وہ مؤخر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور فرما' اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر دے آپ نے فرمایا تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے وہ بات آپؐ کے سامنے دہرا دی تو آپؐ نے اپنا پاؤں مجھے مارا اور فرمایا تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے آپؐ کے سامنے وہ بات دہرا دی تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ اسے صحت دے یا شفا دے' پھر اس کے بعد مجھے وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک اور حدیث:

محمد بن مسلم بن دارہ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمر ازدی نے ابو راشد الحرانی سے بحوالہ ابو الحمراء ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے علم میں اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کے فہم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے حلم میں اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو اس کے زہد میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے' یہ حدیث نہایت منکر ہے اور نہ ہی اس کی اسناد صحیح ہے۔

ردشمس کے بارے میں ایک اور حدیث:

ہم نے دلائل النبوۃ میں اسے اس کے اسانید والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ایک اور حدیث:

ابو عیسیٰ ترمذی نے بیان کیا ہے کہ علی بن المنذر رکوفی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے عن الاجلح عن ابی الزبیر عن جابر ہم سے بیان کیا کہ طائف کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا اپنے عمزاد کے ساتھ آپ کی سرگوشی طویل ہو گئی ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے' پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف اجلح کی حدیث سے جانتے ہیں۔ نیز ابن فضیل کے علاوہ بھی اجلح سے لوگوں نے روایت کی ہے اور آپ کے اس قول بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سرگوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ترمذی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن بشار' یعقوب بن ابراہیم اور کئی لوگوں نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ابو الجراح سے

بحوالہ جابر بن صبیح ہم سے بیان کیا کہ میری ماں ام شراحیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ام عطیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج بھیجی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے کہتے سنا کہ اے اللہ! مجھے موت نہ دینا یہاں تک کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو مجھے دکھا دے پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ علی بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین نے بیان کیا کہ علیؓ نے ہلال بن یساف سے بحوالہ عبداللہ بن ظالم مازنی ہمیں بتایا کہ جب حضرت معاویہؓ کوفہ سے باہر گئے تو آپ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو گورنر مقرر کیا' راوی بیان کرتا ہے انھوں نے خطیبوں کو کھڑا کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے راوی بیان کرتا ہے میں حضرت سعیدؓ بن زید بن عمر بن نفیل کی طرف تھا' راوی بیان کرتا ہے وہ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہو گیا آپ نے فرمایا کیا تو اپنی جان پر ظلم کرنے والے اس شخص کو نہیں دیکھتا جو اہالیان کوفہ میں سے ایک شخص پر لعنت کرنے کا حکم دیتا ہے اور میں نو آدمیوں کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں شخص کی بھی گواہی دوں تو میں گنہگار نہ ہوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا وہ کیا بات ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوہ حراء اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ' تجھ پر صرف ایک نبی یا صدیق یا شہید کھڑا ہے' راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہم راوی بیان کرتا ہے میں نے پوچھا؟ دسواں شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا' میں' مناسب معلوم ہوتا ہے اس جگہ پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث لکھی جائے جو ابھی پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے ابوعبداللہ الجدلی سے فرمایا کیا تم میں منابر پر رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے؟ اسے احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم اور ابن ابی بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ابواسحاق سے بحوالہ حبشی بن جنادۃ السلولی آپ حجۃ الوداع میں شامل تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور میری طرف سے میں یا علیؓ ادائیگی کرے گا پھر احمدؒ نے اسے ابواحمد الزبیری سے بحوالہ اسرائیل روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وکیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے زید بن یسیغ سے بحوالہ ابوبکر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سورۃ برأت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جنت میں صرف مومن جان ہی داخل ہو گی اور جس شخص کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان مدت مقرر ہے تو اس کی میعاد اس مدت تک ہے اور اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں' راوی بیان کرتا ہے آپ سورۃ برأت کو لے کر تین دن چلتے رہے پھر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا' ابوبکرؓ سے جا ملو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس واپس بھیج دو اور

سورۃ برأت کو تم پہنچاؤ' راوی بیان کرتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھ میں کوئی بات پیدا ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا' تجھ میں بھلائی ہی پیدا ہوئی ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اسے میں یا میرے اہل بیت کا کوئی شخص ہی پہنچائے۔

عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان لوین نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جابر نے عن سماک عن حبشی عن علی ہم سے بیان کیا کہ جب سورۃ برأت کی دس آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ آیات انہیں دے کر بھیجا کہ وہ انہیں اہل مکہ کو سنائیں پھر آپ نے مجھے بلایا اور مجھے فرمایا' ابوبکرؓ سے جاملو' اور جہاں بھی تم ان سے ملو' ان سے کتاب لے لینا اور اسے اہل مکہ کے پاس لے جا کر انہیں سنانا' میں جحفہ میں حضرت ابوبکرؓ سے جاملا اور میں نے ان سے کتاب لے لی اور حضرت ابوبکرؓ واپس آ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' لیکن جبریلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا اپنی طرف سے آپ ادائیگی کریں گے یا آپ کے گھر کا کوئی آدمی کرے گا' اور کثیر النواء نے اسے جمیع بن عمیر سے بحوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں آپ کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو واپس آنے کا حکم دینے کی جہت سے نکارت پائی جاتی ہے بلاشبہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ واپس نہیں آئے بلکہ آپ ۹ھ میں امیر حج تھے اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ ایک جماعت کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یوم النحر اور ایام التشریق میں منیٰ کے میدان میں سورہ برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا اور ہم نے اسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حج اور سورۃ برأت کی تفسیر کے آغاز میں ثابت کر دیا ہے۔

ایک اور حدیث:

حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت معاذ بن جبل' حضرت عمران بن حصین' حضرت انس' حضرت ثوبان' حضرت عائشہ' حضرت ابوذر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی حدیث سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اور ایک حدیث میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے لکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ذکر' عبادت ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں' بلاشبہ ان میں سے کوئی سند بھی کذاب یا مجہول الحال شخص سے خالی نہیں اور وہ شیعہ ہے۔

رکوع کی حالت میں آپ کے انگوٹھی صدقہ دینے کی حدیث:

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن مسلم الرازی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن یحییٰ نے بحوالہ ضریس العبدی ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے باپ اور دادے سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے کوئی رکوع کر رہا تھا اور کوئی قیام کی حالت میں تھا' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائل ہے آپ نے پوچھا اے سائل کیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے اس نے کہا نہیں' صرف اس رکوع کرنے والے یعنی حضرت علیؓ نے مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے اور حافظ ابن

عساکر نے بیان کیا ہے میرے ماموں ابوالمعالی القاضی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسن الخلعی نے ہمیں بتایا کہ ابوالعباس احمد بن محمد الشاہد نے ہمیں بتایا کہ ابوالفضل محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحارث الرملی نے ہم سے بیان کیا کہ قاضی جملہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوسعید الاشج نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الاحول نے موسیٰ بن قیس سے بحوالہ سلمہ ہم سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی صدقہ کردی تو یہ آیت ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾ نازل ہوئی اور یہ اپنے اسانید کے ضعف کے باعث کسی طریق سے بھی صحیح نہیں اور نہ ہی قرآن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت علیؓ کے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے اور وہ ﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ اور ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ اور ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ وغیرہ آیات اور بیان ہونے والی احادیث سے یہی چاہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بات بھی صحیح نہیں ہے اور اس آیت ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ کے متعلق صحیح سے ثابت ہے کہ یہ مومنین میں سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور کافرین میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور یہ جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ کسی شخص کے متعلق نازل ہوا ہے وہ حضرت علیؓ کے متعلق بھی نازل ہوا ہے اور انہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے متعلق تین سو آیات نازل ہوئی ہیں، آپ سے کوئی روایت بھی درست ثابت نہیں نہ یہ اور نہ وہ۔

ایک اور حدیث:

ابوسعید بن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا الفلابی نے ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المثنیٰ انصاری نے اپنے چچا ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بحوالہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کیا کہ عباس بن بکار ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علیؓ نے آ کر سلام کیا پھر کھڑے ہو کر بیٹھنے کے لیے جگہ دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ کون ان کے لیے وسعت پیدا کرتا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، پس حضرت ابوبکرؓ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور فرمایا ابوالحسنؓ یہاں بیٹھ جائیے پس آپ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے میں بشاشت دیکھی، پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، فضل، اہل فضل کو تلاش کر لیتا ہے۔

اور وہ حدیث جو حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان ہوئی ہے کہ علی خیر البشر ہیں اور جس نے انکار کیا اس نے ناشکری کی اور جو خوش ہوا اس نے شکر کیا۔ یہ حدیث معاً دونوں طریقوں سے موضوع ہے اللہ اس کے گھڑنے والے کا برا کرے۔

ایک اور حدیث:

ابوعیسیٰ ترمذی نے بیان کیا ہے کہ اسماعیل بن موسیٰ بن عمر الرومی نے ہم سے بیان کیا کہ شریک نے عن کہیل عن سوید بن غفلۃ عن الصنابحی عن علی ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ پھر امام ترمذی

نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے' نیز بیان کیا ہے کہ بعض نے اس حدیث کو بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے' میں کہتا ہوں' سوید بن سعید نے اسے عن شریک عن سلمہ عن الصنابحی عن علیؓ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اور جو شخص علم کا خواہاں ہے وہ شہر کے دروازے کے پاس آئے اور ابن عباس کی حدیث کو ابن عدی نے احمد بن سلمہ ابی عمرو الجرجانی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو معاویہ نے عن الاعمش عن مجاہد عن ابن عباسؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے اور جو شخص علم کا خواہاں ہے وہ اس شہر میں اس کے دروازے سے آئے۔ پھر ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ابوالصلت الہروی سے بحوالہ ابو معاویہ معروف ہے' اس سے احمد بن سلمہ نے یہ حدیث سرقہ کر لی اور اس کے ساتھ ضعفاء کی ایک جماعت بھی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ ایسے ہی بیان کیا۔

اور احمد بن محمد بن القاسم بن محرز نے بحوالہ ابن معین بیان کیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابن ایمن نے مجھے بتایا کہ ابو معاویہ نے اس حدیث کو بہت پہلے بیان کیا پھر اس کے بیان کرنے سے رُک گئے' ابن معین کا بیان ہے کہ ابوالصلت ایک مالدار آدمی تھا جو مشائخ کی عزت کرتا تھا اور وہ اس سے یہ احادیث بیان کرتے تھے اور ابن عساکر اسے عن جعفر الصادق عن ابیہ عن جدہ عن جابر بن عبداللہ تاریک اسناد کے ساتھ لائے ہیں اور اسے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ایک دوسرے طریق سے بحوالہ جابر لائے ہیں ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ بھی موضوع حدیث ہے اور ابوالفتح الازدی نے بیان کیا ہے کہ اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

ایک اور حدیث:

جو پہلی حدیث سے قریب ہے ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حبرون نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا کہ ابو ایوب ابو اسامہ یعنی جعفر بن ہذیل نے ہم سے بیان کیا کہ ضرار بن صرد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عیسیٰ الرملی نے عن الاعمش عن ابن عبایہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ: علی عيبة علمي.

ایک اور حدیث:

جو پہلی حدیث کے مفہوم میں ہے' ابو یعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ کامل بن طلحہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا:

میرے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ' تو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بلا لائے تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بلا لائے تو آپ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے پاس بلا لائے تو آپؐ نے ان سے اعراض کیا پھر فرمایا میرے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے پاس بلایا گیا تو آپؐ نے کپڑے میں انھیں چھپا لیا اور آپ پر جھک گئے اور جب وہ آپ کے ہاں سے باہر نکلے تو آپ سے دریافت کیا گیا آپؐ نے کیا فرمایا ہے؟ آپ نے کہا' آپؐ نے مجھے ایک ہزار باب سکھائے ہیں اور ہر دروازہ ایک ہزار دروازے کی طرف کھلتا ہے' ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور شاید اس میں آزمائش ابن لہیعہ ہے بلاشبہ وہ تشیع میں بہت بڑھا ہوا ہے اور ائمہ نے اس پر اعتراضات کیے ہیں اور اسے ضعف کی طرف منسوب کیا ہے۔

ایک اور حدیث:

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابویعلیٰ نے ہمیں خبر دی کہ المقری نے ہم سے بیان کیا کہ ابونعیم الحافظ نے ہمیں بتایا کہ ابواحمد الغطریفی نے ہمیں بتایا کہ ابوالحسین بن ابی مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبید بن عتبہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن علی الوہبی الکوفی نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عمران بن سلمہ جو ثقہ عادل اور پسندیدہ ہے۔ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ سے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حکمت دس اجزاء میں تقسیم کی گئی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نو حصے دیئے گئے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا ہے۔ اور حافظ ابن عساکر نے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے اور اس کے متعلق آگاہ نہیں کیا اور یہ منکر ہے بلکہ اپنے اسناد سے سفیان ثوری کے متعلق موضوع و من گھڑت ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھڑنے والے اور مفتری و مختلق کا برا کرے۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن عمر القواریری نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے عن سعید عن الاعمش عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن علیؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور میں نوعمر ہی تھا اور نہ مجھے قضا کا علم تھا' آپ کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے دل کی راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو ثبات عطا کرے گا' آپ کا بیان ہے' اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کبھی شک نہ ہوا' اور حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ اور ہمارے سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ تھے اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے میں اس پیچیدہ مسئلے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لیے ابوالحسن موجود نہ ہو۔

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن عبدالحمید عن مغیرہ عن ام موسیٰ عن ام سلمہؓ ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں' میں جس بات پر قسم اٹھا سکتی ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ رسول اللہ ﷺ کو سب سے قریب دیکھنے والے تھے' ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صبح کے بعد صبح کو عیادت کی آپ فرماتے تھے' علی رضی اللہ عنہ کئی بار آئے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کی روانگی کسی کام کے لیے ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ اس کے بعد آئے تو میں نے خیال کیا کہ آپ کو ان سے کوئی کام ہے تو ہم دروازے سے گھر سے نکل گئیں اور دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں دروازے کے سب سے نزدیک تھی' پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ پر جھک گئے اور آپ ان سے سرگوشی کرنے لگے پھر اسی روز آپ فوت ہو گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے قریب دیکھنے والے تھے' اسی طرح اسے عبداللہ بن احمد اور ابویعلیٰ نے بحوالہ ابوبکر بن شیبہ روایت کیا ہے۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عیاش نے صدقہ سے بحوالہ جمیع بن عمیر ہم سے بیان کیا کہ اس کی ماں اور خالہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہنے لگیں اے ام المومنین ہمیں حضرت علیؓ کے متعلق کچھ بتایئے'

آپ نے فرمایا تم اس شخص کے متعلق کیا پوچھتی ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کے ایک جگہ ہاتھ رکھا تو آپ کی جان اس کے ہاتھ میں نکل گئی اور آپ نے وہ ہاتھ آپ کے چہرہ پر پھیرا پھر انہوں نے آپ کے دفن کے متعلق اختلاف کیا تو آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کے ہاں سب جگہوں سے محبوب تر وہ جگہ ہے جس میں اس کا نبی فوت ہوا' ان دونوں عورتوں نے کہا پھر آپ نے ان کے خلاف خروج کیوں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ایک فیصلہ شدہ امر تھا میں چاہتی ہوں کہ جو کچھ زمین میں ہے اس کے فدیہ میں دے دوں' یہ حدیث نہایت منکر ہے اور صحیح میں وہ حدیث ہے جو اس کی تردید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالحمید بن ابی جعفر یعنی الفراء نے عن اسرائیل عن ابواسحٰق عن زید بن یثیغ عن علی مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم آپ کے بعد کسے امیر بنائیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین' دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے اور اگر تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوی اور امین اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہ پاؤ گے اور اگر تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ۔ اور میں تم کو ایسا کرتے نہیں پاتا۔ تو تم انہیں ہادی مہدی پاؤ گے جو تم کو سیدھے راستے پر ڈال دیں گے۔ اور امام احمد نے اس حدیث کو عبدالرزاق کے طریق سے عن النعمان ابن ابی شیبہ روایت کیا ہے نیز یحییٰ بن العلاء سے عن الثوری عن ابی اسحٰق عن زید بن یثیغ عن حذیفہ عن النبی ﷺ ایسے ہی روایت کیا ہے اور ابوالصلت الہروی عبدالسلام بن صالح نے اسے عن ابن نمیر عن الثوری عن شریک عن ابی اسحٰق عن زید بن یثیغ عن حذیفہ روایت کیا ہے' اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن علی الآدمی نے مکہ میں ہمیں بتایا کہ اسحٰق بن ابراہیم الصنعانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق بن ہمام نے اپنے باپ سے عن ابن میناء عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ ہم جنات کے وفد کی شب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے راوی بیان کرتا ہے آپ نے سانس لی تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے میں نے کہا' خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا کس کو؟ میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو' راوی بیان کرتا ہے آپ خاموش ہو گئے پھر چلے گئے پھر سانس لی' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے ابن مسعودؓ مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے میں نے کہا خلیفہ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا کس کو' میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو' راوی بیان کرتا ہے آپ خاموش ہو گئے' پھر کچھ دیر چلے گئے پھر سانس لی' راوی بیان کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھے موت کی اطلاع دی گئی ہے' میں نے کہا خلیفہ مقرر کر دیجیے' آپ نے فرمایا کس کو؟ میں نے کہا حضرت علیؓ بن ابی طالب کو' آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو وہ سب کو جنت میں داخل کر دے گا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ہمام اور ابن میناء مجہول الحال ہیں۔

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابوموسیٰ یعنی محمد بن المثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سہیل بن حماد ابوغیاث الدلال نے ہم سے بیان کیا

کہ مختار بن نافع التیمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحیان التیمی نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت علیؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا اور مجھے سوار کروا کر دارالہجرۃ کو لے گئے اور اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ حق بیان کرتے ہیں خواہ وہ کڑوا ہی ہو' حق نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور ان کا کوئی دوست نہیں' اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے اس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے حق اس کے ساتھ گھومتا ہے جہاں وہ گھومے' اور ابوسعید اور حضرت ام سلمہؓ سے بیان ہوا ہے کہ حق' حضرت علیؓ کے ساتھ ہے اور دونوں حدیثوں میں اعتراض پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور حدیث:

ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن جریر نے عن الاعمش عن اسماعیل ابن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بلاشبہ تم میں وہ شخص بھی ہے جو تاویل قرآن پر اس طرح جنگ کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر کی ہے' حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میں ہوں' فرمایا نہیں' حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میں ہوں فرمایا نہیں' بلکہ وہ جوتے سینے والا ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جوتا دیا تھا اور وہ اسے سی رہے تھے۔

اور امام بیہقی نے اسے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن الاعمش روایت کیا ہے۔ نیز امام احمدؒ نے اسے عن وکیع اور حسین بن محمد عن فطر بن خلیفہ عن اسماعیل بن رجاء بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح بیہقی نے اسے ابی نعیم کی حدیث سے عن فطر بن خلیفہ عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید روایت کیا ہے' اور فضیل بن مرزوق نے اسے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کیا ہے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا گیا ہے اور قبل ازیں ہم اس حدیث کو باغیوں اور خوارج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح پہلے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو بھی بیان کر چکے ہیں جو آپ نے حضرت زبیرؓ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ تو مجھ سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہوگا' حضرت زبیرؓ واپس آ گئے اور یہ جنگِ جمل کا واقعہ ہے پھر واپسی کے بعد آپ کو وادی السباع میں قتل کر دیا گیا اور ہم قبل ازیں جنگِ جمل وصفین میں آپ کے صبر اور بہادری وشجاعت اور جنگِ نہروان میں آپ کے فضل وبسالت کو بیان کر چکے ہیں اور ان احادیث کو بھی بیان کر چکے ہیں جو آپ کے اس گروہ کے بارے میں بیان ہوئی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا اور ہم نے اس حدیث کو بھی بیان کیا ہے جو کئی طریق سے حضرت علی' حضرت ابوسعید اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہم سے بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خارجیوں' ظالموں اور عہد شکنوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور انہوں نے خارجیوں' ظالموں اور عہد شکنوں کی تفسیر بالترتیب اصحاب الجمل' اہل شام اور خوارج سے کی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

تمّت بالخیر

اختر فتح پوری

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ ساغر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سجاد حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا تو حید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ زاہدہ عروج
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بیگ
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین